تحفۃ الالمعی

شرح

سنن الترمذی

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ
محدث دارالعلوم دیوبند

ترتیب

جناب مولانا حسین احمد صاحب پالن پوری
فاضل دارالعلوم دیوبند

زمزم پبلشرز

وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی

تحفۃ الالمعی

شرح

سنن الترمذی

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ

محدث دار العلوم دیوبند

ترتیب

جناب مولانا حسین احمد صاحب پالن پوری

فاضل دار العلوم دیوبند

ناشر

زمزم پبلشرز

نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام ——— تحفۃ الالمعی شرح سنن الترمذی جلد ہشتم

تاریخ اشاعت ——— دسمبر ۲۰۰۹ء

باہتمام ——— احباب زمزم پبلشرز

سرورق ——— احباب زمزم پبلشرز

مطبع ——— احباب زمزم پبلشرز

ناشر ——— زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی

فون: 021-32760374

فیکس: 021-32725673

ای میل: zamzam01@cyber.net.pk

ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے

- مکتبہ بیت العلم، اردو بازار کراچی۔ فون 32726509
- دارالاشاعت، اردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور
- مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ
- کتب خانہ علوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

Madrassah Arabia Islamia
1 Azaad Avenue P.O Box 9786-1750
Azaadville South Africa
Tel. 00(27)114132786

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park London E12 5QA
Phone 020-8911-9797

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road Bolton BI1 3NE
U.S.A
Tel/Fax 01204-389080

AL FAROOQ INTERNATIONAL
68, Asfordby Street Leicester LE5-3QG
Tel 0044-116-2537640

فہرست مضامین

أبواب الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذکار ودعوات کا بیان

جامع الدعوات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جامع اور ہمہ گیر دعائیں

أحاديثُ شتّٰی من أبواب الدعوات

أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

فضائل ومناقب کا بیان

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

شمائل ترمذی

نبی ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا بیان

عربی ابواب کی فہرست

أبواب الدعوات عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

أحاديثُ شَتّٰى من أبْوَابِ الدَّعْوَاتِ

أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شمائل ترمذی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أبوابُ الدعوات

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اذکار ودعوات کا بیان

اذکار: ذکر کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: اللہ کی یاد۔ اور دعوات: دعوۃ کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: دعا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے عنوان میں اذکار کا تذکرہ نہیں کیا، مگر وہ بھی مراد ہے، اور آپ نے اذکار ودعوات کی روایتیں ملی جلی لکھی ہیں، اگر علاحدہ علاحدہ لکھتے تو بہتر ہوتا۔ اور یہ ابواب کتاب التفسیر کے بعد اس لئے لائے ہیں کہ تلاوتِ قرآن کی طرح اذکار ودعوات بھی تحصیلِ اخبات کا بہترین ذریعہ ہیں، قرآنِ کریم اللہ کا کلام ہے، اس لئے وہ بہترین ذکر ہے، اور تلاوتِ قرآن میں دعا کی بھی شان ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ جس کو تلاوتِ قرآن کی وجہ سے اللہ سے مانگنے کا موقعہ نہیں ملتا: اللہ تعالیٰ اس کو مانگنے والوں سے بہتر دیتے ہیں، اس لئے خاص ذکر ودعا کے بعد اب عام ذکر ودعا کا بیان شروع کرتے ہیں۔

اذکار ودعوات: تحصیلِ اخبات کا بہترین ذریعہ ہیں:

اخبات کے معنی ہیں: بارگاہِ خداوندی میں عجز وانکساری اور نیازمندی کا اظہار کرنا۔ اور اخبات کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور اسی صفت کو بدست لانے کے لئے نماز، تلاوت اور اذکار ودعوات مشروع کئے گئے ہیں، اس صفت کا تذکرہ سورۃ الحج (آیت ۳۴) میں ہے: ﴿وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ﴾: آپ ہمہ تن اسی کے ہوکر رہنے والوں کو خوش خبری سنائیں، پھر اگلی آیت میں ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں، اور وہ اُن مصائب پر جو ان پر پڑتے ہیں صبر کرتے ہیں، اور وہ نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں، اور وہ اس مال میں سے جو ہم نے ان کو بطور روزی دیا ہے خرچ کرتے ہیں، یعنی اخبات ایسی اہم صفت ہے کہ اس کی بدولت کمالاتِ نفسیہ اور بدنیہ اور مالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

نماز کا سب سے بڑا فائدہ اللہ کی یاد ہے:

اکیسویں پارے کی پہلی آیت ہے:﴿اُتْلُ مَا أُوْحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ، وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ، إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ، وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ، وَاللهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾: آپ اُس کتاب کی تلاوت کریں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے، اور نماز کا اہتمام کریں، بیشک نماز بے حیائی اور ناجائز کاموں سے روکتی ہے، اور اللہ کی یاد اس سے بھی بڑا فائدہ ہے، اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتے ہیں ــــــ اس آیت میں پہلے تلاوتِ قرآن کا مستقل حکم دیا ہے، پھر نماز کے اہتمام کا حکم دیا ہے، اس کے بعد نماز کا ایک فائدہ بیان کیا ہے کہ وہ زبانِ حال سے کہتی ہے: اے بندے! جب تو معبود کی تعظیم اس درجہ کرتا ہے کہ پانچ مرتبہ اس کے سامنے سرِ نیاز خم کرتا ہے تو پھر بے حیائی کے کام اور دیگر ناجائز کام کیوں کرتا ہے؟ کیا یہ بے تعظیمی تجھے زیب دیتی ہے؟ مگر جس طرح نالائق بیٹا کبھی مہربان باپ کی نصیحت قبول نہیں کرتا، اسی طرح ناہنجار نمازی کبھی نماز کی نصیحت پر کان نہیں دھرتا ــــــ پھر نماز کا اس سے بھی بڑا فائدہ بیان کیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ نماز اللہ کی یاد کا بہترین ذریعہ ہے، نمازوں کے ذریعے بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہے، ورنہ یہ دنیا بھول نگری ہے، ذرا دیر میں اللہ سے دھیان ہٹ جاتا ہے ــــــ مگر ضروری ہے کہ بندہ نماز حضورِ قلب اور خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھے، تبھی نماز کی برکتیں حاصل ہوسکتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتے ہیں۔

تلاوت، اذکار اور دعوات نماز کے ساتھ خاص نہیں:

اور نماز: اقوال وافعال کا مجموعہ ہے، اور اقوال تین ہیں: تلاوتِ قرآن، اذکار اور دعوات۔ انہی تین اجزاء سے نماز مرکب ہے، مگر یہ تینوں چیزیں نماز کے ساتھ خاص نہیں، نماز سے باہر بھی یہ تینوں چیزیں مطلوب ہیں، چنانچہ مذکورہ آیت میں تلاوتِ قرآن کا مستقلاً حکم دیا ہے، پھر نماز کا تذکرہ کیا ہے، اور قرآن کریم میں جگہ جگہ نماز سے فارغ ہوکر اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا ہے اور حدیثوں میں مدام ذکر اللہ کی ترغیب آئی ہے، اور دعا بھی ہر حال میں مطلوب ہے، اور نماز کا تو گویا وہ مغز، نچوڑ اور خلاصہ ہے، بغیر دعا کی نماز ایسی مونگ پھلی ہے جس میں گری نہیں۔

اذکار ودعوات کی دس قسمیں:

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ (ابواب الاحسان) میں اذکار ودعوات کو دس قسموں میں منضبط کیا ہے، جو یہ ہیں: ۱-تسبیح ۲-تحمید ۳-تہلیل ۴-تکبیر ۵-فوائد طلبی اور پناہ خواہی ۶-اظہارِ فروتنی ونیاز مندی، ۷-توکل ۸-استغفار ۹-اسمائے الٰہی سے برکت حاصل کرنا ۱۰-درود شریف۔ تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا اور دوسرا ذکر: تسبیح وتحمید ہیں۔ تسبیح کے معنی ہیں: تمام عیوب ونقائص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا، اور تحمید کے معنی ہیں: تعریف کرنا۔ یعنی تمام خوبیوں اور کمالات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو متصف کرنا، اور جب کسی جملہ میں تسبیح

وتحمید دونوں جمع ہوجائیں تو وہ معرفت ربانی کا بہترین ذریعہ ہوتا ہے، جیسے سبحان الله وبحمده: اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں، اور سبحان الله العظیم: اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور عظیم المرتبت ہیں، اور بڑے مرتبے والا وہی ہوتا ہے جو خوبیوں کے ساتھ متصف ہو، اسی وجہ سے حدیث میں ان دونوں جملوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ دو جملے زبان پر یعنی ادائیگی میں ہلکے، اور ترازو میں یعنی ثواب میں بھاری، اور رحمان (مہربان ہستی) کو بہت پیارے ہیں۔

تیسرا ذکر: تہلیل ہے۔ لا إله إلا الله میں توحید اور شانِ یکتائی کا بیان ہے، یہ جملہ شرک جلی وخفی کو دفع کرتا ہے اور جملہ حجابات کو رفع کرتا ہے، حدیث میں ہے: لا إله إلا الله کے لئے اللہ تعالیٰ سے ورے کوئی حجاب نہیں، یہاں تک کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے۔

چوتھا ذکر: تکبیر ہے، الله أكبر کے ذریعہ اللہ کی عظمت وقدرت اور سطوت وشوکت کو پیش نظر لایا جاتا ہے، اور یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی مثبت معرفت کی طرف مشیر ہے، اور حدیث میں اس کی فضیلت یہ آئی ہے کہ الله أكبر آسمان وزمین کو بھر دیتا ہے۔

پانچواں ذکر: فوائد طلبی اور پناہ خواہی ہے۔ یعنی ایسی دعائیں جن میں ایسی مفید چیزیں طلب کی جائیں جو جسم یا روح کے لئے مفید ہوں، خواہ نفع خلقت کے اعتبار سے ہو یا دل کے سکون کے اعتبار سے، جیسے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور طلب کرنا، اور خواہ ان فوائد کا تعلق اہل وعیال سے ہو یا جاہ ومال سے، اسی طرح مضر چیزوں سے پناہ چاہنا بھی اس زمرہ میں آتا ہے۔

چھٹا ذکر: اظہار فروتنی ونیاز مندی ہے، اور ایسی عبدیت (بندگی) ہے جو انسان کا امتیازی وصف اور بڑا کمال ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلل وبندگی، عاجزی وسرافگندگی اور محتاجی ومسکینی کا اظہار کرنا ہی بندگی ہے، اور بندگی انسان کا مقصد تخلیق ہے، اسی مقصد کی تحصیل کے لئے نماز مقرر کی گئی ہے، اور نماز میں اور نماز سے باہر اذکار اور بہت سی دعائیں مشروع کی گئی ہیں۔

فائدہ: پانچواں اور چھٹا ذکر در حقیقت دعائیں ہیں، اور ماثورہ دعائیں دو قسم کی ہیں: ایک: وہ دعائیں ہیں جن کے ذریعہ بندہ دنیا وآخرت کی بھلائیاں طلب کرتا ہے اور مختلف چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہے، دوسری: وہ دعائیں ہیں جن سے مقصود قوی فکریہ (دل ودماغ) کو اللہ کے جلال وعظمت کے تصور سے لبریز کرنا ہوتا ہے، یا نفس میں فروتنی اور انکساری پیدا کرنا مقصود ہوتا ہے، کیونکہ باطنی حالت کا زبان سے اظہار نفس کو اس حالت سے خوب آگاہ کرتا ہے، جیسے بیٹے سے کوئی غلطی ہوجائے، اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہوکر باپ سے عرض کرے: "ابا جان! واقعی مجھ سے غلطی ہوگئی، میں خطا کار ہوں، اپنی غلطی پر نادم ہوں، آپ مجھے معاف کردیں" تو اس اعتراف سے غلطی کا خوب اظہار ہوتا ہے، اور کوتاہی نظروں کے سامنے آجاتی ہے (پانچواں ذکر پہلی قسم کی دعائیں ہیں اور چھٹا ذکر دوسری قسم کی دعائیں ہیں)

ساتواں ذکر: توکل ہے۔ توکل کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا، اور توکل کی روح ہے: اللہ تعالیٰ کی طرف

توجہ تام۔ یعنی اعتقاد رکھنا کہ سب کچھ کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے، بندہ بذاتِ خود کچھ نہیں کرسکتا، انسان کے تمام معاملات پر مکمل غلبہ انہی کو حاصل ہے، انہی کی تدبیر کارگر ہے، باقی تمام تدابیر مقہور و مغلوب ہیں، مگر توکل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ظاہری اسباب اختیار نہ کرے، صحیح توکل یہ ہے کہ اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ کی ذات پر اعتماد کرے، کام کا انجام ان پر چھوڑ دے، اور جو کچھ غیب سے ظاہر ہو اس پر مطمئن رہے۔

آٹھواں ذکر: استغفار ہے۔ استغفار کے معنی ہیں: توبہ کرنا، اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگنا اور رحمتِ الٰہی کا جویاں ہونا، اور استغفار کی روح یہ ہے کہ آدمی اپنے ان گناہوں کو سوچے جنھوں نے اس کے نفس کو میلا اور گندہ کردیا ہے، اور اسبابِ مغفرت اختیار کرکے نفس کو ان گناہوں سے پاک کرے، اور اسبابِ مغفرت: نیک اعمال، اپنے احوال کو ملائکہ کے مشابہ کرنا اور ندامت کے آنسو بہانا ہیں۔

نواں ذکر: اللہ کے ناموں سے برکت حاصل کرنا ہے، اللہ کے ناموں کی برکت ہی سے مخلوقات منور ہوتی ہیں، پس جو بندہ ان ناموں کی طرف متوجہ ہوگا وہ اللہ کی رحمت کو خود سے قریب پائے گا۔

دسواں ذکر: درود شریف ہے، درود فارسی لفظ ہے، عربی لفظ صلاۃ ہے، جس کے معنی ہیں: غایتِ انعطاف یعنی آخری درجہ کا میلان، نماز میں بندے کا اللہ کی طرف آخری درجہ کا میلان ہوتا ہے، اس لئے اس کو "صلوٰۃ" کہتے ہیں، اور نماز فارسی لفظ ہے، اس کا مترادف ہندی میں "نمنا" ہے، یعنی جھکنا، نماز میں بندے کا اللہ کی طرف ظاہری اور باطنی جھکاؤ ہوتا ہے، اس لئے اس عبادت کو "نماز" کہتے ہیں ــــ اسی طرح مؤمنین کا حبیبِ رب العالمین کی طرف جو میلان ہوتا ہے اس کو بھی عربی میں "صلاۃ" اور فارسی میں "درود" کہتے ہیں ــــ نبی ﷺ کے احسانات امت پر بے حساب ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ مؤمنین آپ ﷺ کا ذکرِ خیر کریں، اور ہر وقت یاد رکھیں، اسی لئے درود مشروع کیا گیا ہے۔

اذکار و دعوات کے ذریعہ بھی دین کے بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی ہے:

دین کے بنیادی عقیدے تین ہیں: توحید، رسالت اور آخرت، اذکار و دعوات کے ذریعہ بھی دین کے ان بنیادی عقائد کی تعلیم دی گئی ہے، توحید کی تعلیم سے تو ہر ذکر و دعا بھری ہوئی ہے، شاید ہی کوئی ایسا ذکر یا دعا ہو جس میں توحید کی صحیح تعلیم نہ دی گئی ہو، اور موقع بہ موقع رسالت و آخرت کا بھی ذکر آتا ہے، اور جب بندہ ذکر و دعا کے ذریعہ ان بنیادی عقائد سے واقف ہوگا تو وہ صحیح ذکر پر قائم رہے گا، صراطِ مستقیم سے ہٹنے نہیں پائے گا۔

اور اذکار و دعوات میں توحید کی تعلیم پر زیادہ زور اس لئے دیا گیا ہے کہ توحید کی صحیح معرفت حاصل نہ ہونے سے انسان گمراہی کی دلدل میں پھنس جاتا ہے، چنانچہ اذکار و دعوات کے ذریعہ یہ تعلیم دی گئی ہے کہ عبد و معبود کے درمیان کوئی واسطہ نہیں، ہر شخص براہِ راست اللہ سے مانگ سکتا ہے، اور لوگوں نے جو معبودانِ باطل کو اور انبیاء و اولیاء کو درمیان میں حائل کرلیا ہے: وہ ان کی بہت بڑی بھول ہے، غرض: اذکار و دعوات کے ذریعہ عبد و معبود کا رشتہ مضبوط و مستحکم کیا گیا

ہے، اور یہ اذکار ودعوات کی افادیت کا خاص پہلو ہے۔

تعددِ اذکار کی حکمتیں:

ایک ہی موقعہ کے لئے متعدد اور مختلف مواقع کے لئے مختلف اذکار دو حکمتوں سے مشروع کئے گئے ہیں:

۱- ہر ذکر میں ایک راز (منفعت) ہے جو دوسرے میں نہیں، پس کوئی ایک ذکر کافی نہیں، اس لئے مختلف مواقع میں متعدد اذکار مشروع کئے گئے ہیں، تا کہ اذکار کا نفع تام ہو۔

۲- مسلسل ایک ہی ذکر کرتے رہنا عام لوگوں کے حق میں زبان کا لقلقہ (محض آواز) ہو کر رہ جاتا ہے، مضمونِ ذکر سے ذہن ہٹ جاتا ہے، اور ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف انتقال نفس کو ہوشیار اور خوابیدہ طبیعت کو بیدار کرتا ہے۔

اذکار کے فضائل بمدام ذکر کرنے کی صورت میں ہیں:

اور یہ بات خاص طور پر یاد رکھنی چاہئے کہ آگے جو مختلف اذکار کے فضائل آرہے ہیں: وہ ایک دو بار یا چند بار وہ ذکر کرنے کی صورت میں نہیں ہیں، بلکہ بکثرت وہ ذکر کرنے کی صورت میں ہیں، جیسے نوافل اعمال کی روایتوں میں مداومت ومواظبت کی قید ملحوظ ہوتی ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفہ ۲: ۲۵۶) اسی طرح فضائل اذکار میں بھی یہ قید ملحوظ ہوتی ہے، اگرچہ وہ مذکور نہ ہو۔

اذکار ودعوات کے موضوع پر دو اہم کتابیں:

اردو میں اذکار ودعوات کے موضوع پر دو اہم کتابیں ہیں، طلبہ کے لئے ان کو مطالعہ میں رکھنا مفید ہوگا:

ایک: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی حجۃ اللہ البالغہ کے ابواب الاحسان ہیں، جن کی شرح رحمۃ اللہ الواسعہ کی چوتھی جلد میں ہے۔

دوسری: حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب قدس سرہ کی معارف الحدیث کی پانچویں جلد ہے، یہ پوری جلد اذکار ودعوات کے موضوع پر ہے، اور خاصے کی چیز ہے، طلبہ اس کو ضرور مطالعہ میں رکھیں۔

بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ الدُّعَاءِ

دعا کی اہمیت

یہ تین باب ہیں، اور ان میں چار حدیثیں ہیں، جن سے دعا کی اہمیت واضح ہوتی ہے، اور نماز سے اس کا خاص تعلق سمجھ میں آتا ہے:

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: لیس شیئٌ أکرمَ علی اللہ من الدعاء: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں!

تشریح: تمام اذکار وعبادات میں اللہ تعالیٰ کو دعا سب سے زیادہ محبوب ہے، بندے اللہ سے مانگیں یہ بات اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے، یہ حدیث اگرچہ عام ہے مگر اس کا خاص تعلق نماز سے ہے، نماز میں قعدۂ اخیرہ میں، اور نفل نماز کے سجدوں وغیرہ میں، اور نمازوں سے فراغت کے بعد دعا رکھی گئی ہے، مگر دعا مانگنا فرض یا واجب نہیں، چنانچہ بہت سے لوگ دعا کا اہتمام نہیں کرتے، وہ قعدۂ اخیرہ میں دعائے ماثورہ: اللّٰهم إني ظلمتُ نفسي ضرور پڑھتے ہیں، مگر اس کو سمجھتے نہیں، اس لئے یہ دعا تو محض ذکر ہو کر رہ گئی ہے، پس نمازیوں کو چاہئے کہ نمازوں سے فارغ ہو کر اپنی زبان میں اپنی مرادیں خوب اہتمام سے مانگیں، اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں، ان میں فرضوں کے بعد مختصر اذکار کر کے سنتوں میں مشغول ہو جائیں، پھر جب نفلوں سے فارغ ہو جائیں تو دعا کریں، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ نمازوں کے بعد دعا مانگنا بدعت ہے: وہ بدعت کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔

اور دعا سب سے زیادہ پیاری عبادت اس لئے ہے کہ اس میں بندوں کا فائدہ ہے، دعا سے عابدوں کا معبود سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے، اور اس میں بندوں کی حاجت روائی کا سامان بھی ہے، جیسے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ کے جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: هذا بيني وبين عبدي، ولعبدي ماسأل: یہ آیت مجھ سے اور میرے بندے سے: دونوں سے تعلق رکھتی ہے، کیونکہ بندہ جب بھی دعا کرے گا: پہلے عجز وانکساری اور بندگی کا اعتراف کرے گا، پھر اپنی مرادیں مانگے گا، اس طرح عبد ومعبود کا تعلق بھی استوار ہوگا، اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں بھی پوری فرمائیں گے جو بندوں کا فائدہ ہے، اس لئے دعا اللہ تعالیٰ کو دیگر عبادتوں سے زیادہ پیاری ہے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث معمولی درجہ کی ہے، اس کو ابو العوام عمران بن داور قطان (روئی کا تاجر) ہی روایت کرتا ہے، اور یہ راوی صدوق ہے، مگر حدیث میں غلطیاں کرتا تھا، اور اس پر خوارج کی موافقت کا الزام بھی تھا، اس لئے یہ حدیث بہت زیادہ قوی نہیں، اور مشکوۃ (حدیث ۲۲۳۲) میں حسن بھی ہے، مگر ترمذی کے نسخوں میں اور تحفۃ الاشراف میں حسن نہیں ہے۔

أبوابُ الدَّعْوَاتِ

عَنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

[۱-] بابُ ماجاءَ فِي فَضْلِ الدعاء

[۳۳۹۳-] حدثنا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ، نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، نَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ"

هٰذَا حديثٌ غَرِيْبٌ لَانَعْرِفُهُ مَرْفُوْعًا إلَّا مِنْ حَدِيْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.
حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ بِنَحْوِهِ.

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: الدعاءُ مُخُّ العبادة: دعا عبادت کا مغز ہے۔
تشریح: یہ حدیث بھی عام ہے، مگر نماز سے اس کا خصوصی تعلق ہے، اور دعا عبادت کا مغز اس لئے ہے کہ عبادت کی حقیقت بارگاہِ خداوندی میں عجز ونیاز اور بندگی اور محتاجگی کا اظہار ہے، اور دعا کا جز وکل، اول وآخر اور ظاہر وباطن یہی ہے، اس لئے دعا ہر عبادت کا جوہر اور مغز ہے، پس ہر عبادت کے ساتھ یا بعد میں دعا ضرور ہونی چاہئے، سورۃ الذاریات (آیت ۱۷ و ۱۸) میں ہے: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ○ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾: متقی لوگ رات میں بہت کم سوتے ہیں، اور آخر شب میں استغفار کرتے ہیں، یعنی عرض کرتے ہیں: خدایا! عبادت میں جو ہم سے کوتاہی ہوگئی ہے اس کو معاف فرما! اس سے معلوم ہوا کہ ہر عبادت کے بعد، خاص طور پر نمازوں کے بعد، دعا واستغفار ضرور چاہئے، یہی عبادت کا جوہر اور خلاصہ ہے۔

حدیث (۳): نبی ﷺ نے فرمایا: الدعاء هو العبادة: دعا عینِ عبادت ہے، پھر آپؐ نے سورۃ المؤمن کی (آیت ۶۰) پڑھی: ''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھ کو پکارو (مجھ سے مانگو) میں تمہاری درخواست قبول کروں گا (اس میں دعا کرنے کا حکم ہے، پھر فرمایا:) بیشک جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں: وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم رسید ہونگے (اس میں عبادت سے مراد دعا ہے، پس معلوم ہوا کہ دعا اور عبادت ایک چیز ہیں)

تشریح: اور یہ بات کہ ''دعا عینِ عبادت ہے'' اس لئے فرمائی ہے کہ کہیں کوئی بندہ خیال نہ کرے کہ دعا تو میری ضرورت اور میری حاجت ہے، اس میں بندگی کا پہلو کیا ہوسکتا ہے؟ اس لئے فرمایا کہ دعا میں نہ صرف یہ کہ عبادت کا پہلو ہے، بلکہ وہ تو عینِ عبادت ہے، حدیث میں ہے کہ اگر بندے کی مصلحت سے مانگی ہوئی چیز نہیں دی جاتی تو اس کی دعا کو عبادت بنا کر نامۂ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے، پس دعا بہر حال چاہئے، خواہ مطلوبہ چیز ملے یا نہ ملے، کیونکہ دعا: حصولِ مقصد کا وسیلہ ہونے کے ساتھ بذاتِ خود عبادت بھی ہے۔

حدیثوں کا حال: دوسری حدیث عبد اللہ بن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے، اور تیسری حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، اگرچہ ذر بن عبد اللہ مُرہبی سے آخر تک ایک سند ہے، مگر ذر اور یُسیع بن مَعدان کوفی: دونوں ثقہ راوی ہیں۔

[۲-] بَابٌ مِنْهُ

[۳۳۹۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ"

هذا حديثٌ غريبٌ مِنْ هذا الْوَجْهِ، لانَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ.

[۳۳۹۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ يُسَيْعٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ" ثُمَّ قَرَأَ:﴿ وَقَالَ: رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾

هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ مَنْصُوْرٌ، وَالْأَعْمَشُ، عَنْ ذَرٍّ، وَلاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ ذَرٍّ.

حدیث(۳): نبی ﷺ نے فرمایا:من لم یَسْأَلِ اللهَ: یَغْضَبْ علیه: جو اللہ سے نہیں مانگتا: اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔

تشریح: ابھی سورۃ المؤمن کی آیت آئی ہے کہ اللہ سے نہ مانگنا: اللہ کی عبادت سے سرتابی ہے، اور جو اللہ کی عبادت سے سرتابی کرتا ہے: اس سے اللہ کی سخت ناراضگی بجا ہے، وہ بندہ ہی کیا جو مراسم بندگی ادا نہ کرے!

حدیث کا حال: ابوالملیح سے آخر تک حدیث کی یہی سند ہے، اور ابوالملیح کا نام صبیح یا حُمید ہے، یہ ثقہ راوی ہے، یہ فارسی الاصل اور مدینہ کے باشندے تھے...... اور ابوصالح: ذکوان سمان نہیں ہیں جو اعلیٰ درجہ کے راوی ہیں، بلکہ یہ ابوصالح خُوزی ہے، جو لَیِّنُ الحدیث ہے۔ اس کا نام معلوم نہیں، پس حدیث حسن کے درجہ کی ہے...... اور وکیع کی سند ابن ماجہ باب الدعاء میں ہے۔

[۲-] بابٌ مِنْهُ

[۳۳۹۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّهُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ"

وَقَدْ رَوَى وَكِيْعٌ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيْحِ هذا الحديثَ، وَلاَ نَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هذا الْوَجْهِ.

حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ حُمَيْدٍ أَبِي الْمَلِيْحِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

بابُ ماجاء في فَضْلِ الذِّكْرِ

ذکر کی فضیلت

یہ تین باب ہیں، اور ہر باب میں ایک ایک حدیث ہے، اور سب میں ذکر کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حدیث(۱): حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

احکام الٰہی میرے لئے بہت ہوگئے ہیں، پس مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے میں چمٹ جاؤں، آپ نے فرمایا: لَایَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا من ذکر الله: تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہے!

تشریح: ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ شرائع الاسلام سے مراد نوافل اعمال ہیں، اور قرینہ قد کَثُرَتْ علیَّ ہے، نوافل اعمال ہی بہت ہیں، فرائض وواجبات تو بس واجبی ہی ہیں .... اور ارشادِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ذکر زبان پر جاری رہنا چاہئے، کوئی معین ذکر کرنا ضروری نہیں، پس اس سے مطلق ذکر کی فضیلت ثابت ہوئی، اور مدام ذاکر رہنے کی اہمیت واضح ہوئی...... اور "زبان تر رہے" میں اشارہ ہے کہ ذوق ولذت کے ساتھ ذکر ہونا چاہئے، اسی صورت میں زبان تر رہتی ہے، بے ذوق ولذت بولتے رہنے سے زبان خشک ہوجاتی ہے (تَشَبَّثَ بالشیئ: چمٹنا، کسی چیز کے ساتھ وابستہ ہوجانا، اچھی طرح تھامنا)

[٤-] بابُ ماجاء في فَضْلِ الذِّكْرِ

[٣٣٩٧-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُسْرٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارسولَ اللهِ! إِنَّ شَرَائِعَ الإِسْلَامِ قَدْ كَثُرَتْ عَلَيَّ، فَأَخْبِرْنِي بِشَيْئٍ أَتَشَبَّثُ بِهِ، قَالَ: " لَايَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

حدیث (۲): حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک درجہ کے اعتبار سے کونسا بندہ افضل ہوگا؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کو بے حد یاد کرنے والے!" راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! راہِ خدا میں لڑنے والے سے بھی (بے حد ذکر کرنے والوں کا درجہ بلند ہوگا؟) آپ نے فرمایا: "اگر کسی نے کفار ومشرکین پر تلوار چلائی، یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ گئی، اور وہ (یا تلوار) خون سے لہولہان ہوگیا (یا ہوگئی) تو بھی اللہ کا بے حد ذکر کرنے والے بندے اس مجاہد سے درجہ میں افضل ہونگے"

تشریح: بیہقی رحمہ اللہ نے دعوات کبیر میں اسی مضمون کی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی بیان کی ہے، فرمایا: ما من شیئ أَنْجیٰ من عذابِ اللہ من ذکر اللہ! قالوا: ولا الجهادُ في سبیل اللہ؟ قال: ولا أن یُضْرِبَ بسیفه حتی یَنْقَطِعَ: اللہ کے عذاب سے اللہ کے ذکر سے زیادہ بچانے والی کوئی چیز نہیں! لوگوں نے عرض کیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: اور نہ یہ بات (ذکر اللہ سے زیادہ عذاب سے بچاسکتی ہے) کہ وہ اپنی تلوار چلائے یہاں تک کہ وہ ٹوٹ جائے، پس ثابت ہوا کہ تمام اعمال صالحہ میں ذکر اللہ افضل اور عند اللہ محبوب ہے، بندے کو اللہ کا جو قرب اور جو سعادت ذکر سے حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور عمل سے حاصل نہیں ہوتی، البتہ یہ بات ملحوظ رہنی چاہئے کہ اس ذکر میں نماز، تلاوتِ قرآن وغیرہ سب ہی اذکار شامل ہیں، خانقاہ والے اذکار کے ساتھ حدیث خاص نہیں۔

[٥-] بابٌ مِنْهُ

[٣٣٩٨-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا ابنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم سُئِلَ: أَيُّ الْعِبَادِ أَفْضَلُ دَرَجَةً عِنْدَ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: "الذَّاكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا" قَالَ: قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! وَمِنَ الْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ؟ قَالَ: "لَوْ ضَرَبَ بِسَيْفِهِ فِي الْكُفَّارِ وَالْمُشْرِكِيْنَ، حَتَّى يَنْكَسِرَ، وَيَخْتَضِبَ دَمًا: لَكَانَ الذَّاكِرِيْنَ اللهَ كَثِيْرًا أَفْضَلَ مِنْهُ دَرَجَةً"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ دَرَّاجٍ.

وضاحت: ابوالسمح دراج بن سمعان صدوق ہیں، مگر ابوالہیثم سے روایتوں میں ضعیف ہیں (تقریب)......اور الذاکرین کا اعراب حکائی ہے، سورۃ الاحزاب (آیت ٣٥) میں یہ إن کا اسم ہے، اور بعض نسخوں میں الذاکرون (حالت رفعی) میں ہے، اس صورت میں مبتدا ھم محذوف ہوگا۔

حدیث (۳): رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے دریافت کیا: ''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے تمام اعمال میں سب سے بہتر، اور تمہارے مالک کی نگاہ میں پاکیزہ تر، اور تمہارے درجوں کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا، اور تمہارے لئے (راہِ خدا میں) سونا چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر، اور تمہارے لئے اس جہاد سے بھی بہتر ہے جس میں تمہارا اپنے دشمنوں سے مقابلہ ہو، پس تم ان کی گردنیں مارو، اور وہ تمہاری گردنیں ماریں؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! یعنی ایسا قیمتی عمل ضرور بتائیں! آپؐ نے فرمایا: ''وہ اللہ کا ذکر ہے'' ـــــ اور اسی سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے: ما شیئٌ أَنجیٰ من عذاب اللہ من ذکر اللہ: اللہ کے عذاب سے: اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی چیز بچانے والی نہیں یعنی سب سے زیادہ مؤثر عذاب الٰہی سے حفاظت میں ذکر اللہ ہے۔

تشریح: احسان کی تحصیل میں ذکر اللہ کا اہم کردار ہے، اس لئے اس کو بہترین عمل قرار دیا گیا ہے ـــــ احادیث میں مختلف اعمال کو مختلف اعتبارات سے بہترین عمل قرار دیا گیا ہے، ایک حدیث میں بروقت نماز ادا کرنے کو بہترین عمل کہا گیا ہے (بخاری حدیث ٢٧٨٢) اور ذکر اللہ بایں اعتبار سب اعمال سے افضل ہے کہ اس سے مدام اللہ پاک کی طرف توجہ رہتی ہے، اور یہ بات بندے کے لئے بے حد نافع ہے، خصوصاً ان پاکیزہ نفوس کے لئے جو ریاضتوں (پرمشقت عبادتوں) کے محتاج نہیں، ان کو بس ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہنے کی حاجت ہے (رحمۃ اللہ ٤: ٢٩٩)

[٦-] بابٌ مِنْهُ

[٣٣٩٩-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيْدٍ، هُوَ ابنُ أَبِيْ هِنْدٍ،

عَنْ زِيَادٍ مَوْلَى ابْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي بَحْرِيَّةَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ، فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ، وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوا: بَلَى، قَالَ: "ذِكْرُ اللهِ"

قَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ: مَا شَيْئٌ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللهِ مِنْ ذِكْرِ اللهِ، وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيْدٍ مِثْلَ هٰذَا بِهٰذَا الإِسْنَادِ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ عَنْهُ فَأَرْسَلَهُ.

وضاحت: ابو بَحْرِيَّة: حضرت عبداللہ بن قیس کندی، سکونی، بحراتی: مخضرم تابعی ہیں اور ثقہ ہیں ...... اور زیاد بن ابی زیاد میسرہ مخزومی مدنی: عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کے آزاد کردہ ہیں، اور ثقہ ہیں۔

بابُ ماجاءَ في الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ: مَالَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ؟

اجتماعی ذکر کی فضیلت

مسلمانوں کا جمع ہو کر شوق ورغبت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا، سبق پڑھنا، تقریر سننا، تلاوت کرنا اور ذکر جہری یا سری کرنا: رحمت خداوندی کو کھینچتا ہے، ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں، ذاکرین کے انوار ایک دوسرے پر منعکس ہوتے ہیں (پلٹتے ہیں) اور ایک کو دوسرے سے حوصلہ ملتا ہے، اس لئے اجتماعی ذکر میں انفرادی ذکر سے زیادہ فوائد ہیں، چنانچہ سالکین عموماً اجتماعی ذکر کرتے ہیں، مگر بعض حضرات جوش میں آکر چلانے لگتے ہیں: یہ ٹھیک نہیں، متفق علیہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، صحابہ ایک سفر میں چلا کر اجتماعی ذکر کرتے ہوئے چل رہے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: أيها الناس! إِرْبَعُوا على أنفسكم، إنكم ليس تَدْعُوْنَ أَصَمَّ ولاغائبا، إنكم تَدْعُوْنَ سميعا قريبا، وهو معكم: لوگو! اپنے اوپر نرمی کرو، تم بہرے یا غیر حاضر کو نہیں پکارتے، تم خوب سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو، اور وہ تمہارے ساتھ ہیں (مسلم شریف حدیث ۲۷۰۴ کتاب الذکر)

حدیث (۱): ابو مسلم اغر (روشن پیشانی یا بلند کردار) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے یقینی خبر دیتے ہیں کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے یقینی خبر دی کہ آپؐ نے فرمایا: "جب بھی کچھ لوگ بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں، یعنی ان کو کنف عنایت میں لے لیتے ہیں، اور ان پر رحمت الٰہی چھا جاتی ہے، اور ان پر سکینت نازل ہوتی ہے یعنی ان کے دلوں میں جمعیت پیدا ہوتی ہے، اور ان کو روحانی سکون حاصل ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کر وبیوں میں ان کا تذکرہ کرتے ہیں (جس طرح لوگ اپنی محفلوں میں اپنے محبوبوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی مقرب فرشتوں میں ان محبوب بندوں کا تذکرہ کرتے ہیں، اور بیٹھنے کی قید غالب کے

اعتبار سے ہے، مراد عام ہے، خواہ جماعت میں شامل ہو کر کسی طرح ذکر کرے، طواف کرے، نماز باجماعت پڑھے یا درس ووعظ میں شرکت کرے، سب کو حدیث عام ہے)

فائدہ: اغر: سلمان اغر نہیں ہیں، بلکہ یہ دوسرے راوی ہیں، مدنی کوفی ہیں اور ثقہ ہیں، اور شَهِدَ علی فلان کے معنی ہیں: کسی کی طرف سے سچی اور معتبر خبر دینا، یہ بات راوی نے محض تاکید کے لئے بڑھائی ہے، کبھی موقعہ کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس قسم کی تاکید لائی جائے، اور یہ روایت مسلم شریف کی ہے۔

حدیث (۲): حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے (مسجد میں ایک حلقہ قائم تھا) آپؓ نے پوچھا: تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہم بیٹھ کر اللہ کو یاد کررہے ہیں! حضرت معاویہؓ نے کہا: اللہ کی قسم! واقعی تم صرف اللہ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: بخدا! ہم اسی مقصد سے بیٹھے ہیں، حضرت معاویہؓ نے کہا: آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے آپ لوگوں کو قسم نہیں کھلائی (بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے، جیسا کہ آگے آرہا ہے، اب آگے سنو!) جس درجہ کا تعلق اور قرب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل تھا، اس درجہ کا کوئی آدمی مجھ سے کم حدیثیں بیان کرنے والا نہیں ہے، یعنی میں حدیثیں بیان کرنے میں بہت محتاط ہوں (اب حدیث سنو!) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے صحابہ کے ایک حلقے کے پاس تشریف لائے، آپؐ نے پوچھا: آپ لوگ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہم جڑے بیٹھے ہیں: اللہ کا ذکر کررہے ہیں، اور اللہ نے جو ہماری دین اسلام کی طرف راہ نمائی فرمائی ہے اور ہم پر ایمان کی توفیق دے کر احسانِ عظیم فرمایا ہے: ہم اس پر اللہ کی حمد وثنا کررہے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: بخدا! آپ لوگ اسی مقصد سے یہاں جڑے بیٹھے ہو؟ لوگوں نے جواب دیا: واللہ! ہم اسی مقصد سے یہاں بیٹھے ہیں، آپؐ نے فرمایا: سنو! میں نے کسی بدگمانی کی وجہ سے آپ لوگوں کو قسم نہیں دی، بلکہ بات یہ ہے کہ میرے پاس جبرئیل آئے، اور مجھے بتلایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ لوگوں کا فخریہ ذکر فرمارہے ہیں! (اس سے اجتماعی ذکر کی فضیلت ثابت ہوئی، اور یہ حدیث صحیح ہے: مسلم شریف کی روایت ہے (حدیث ۲۷۰۱ کتاب الذکر حدیث ۴۰) امام ترمذی نے معلوم نہیں حدیث کی تصحیح کیوں نہیں کی)

[۷-] بابُ ماجاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ فَيَذْكُرُوْنَ اللهَ: مَالَهُمْ مِنَ الْفَضْلِ؟

[۳۴۰۰-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ: أَبِيْ مُسْلِمٍ، أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَأَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۴۰۱-] حدثنا محمدُ بنُ بَشَّارٍ، نا مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ، نا أَبُوْ نَعَامَةَ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: مَا يُجْلِسُكُمْ؟ قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ، قَالَ: آللّٰهِ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟ قَالُوْا: وَاللّٰهِ! مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهْمَةً لَكُمْ، وَمَا كَانَ أَحَدٌ بِمَنْزِلَتِيْ مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَقَلَّ حَدِيْثًا عَنْهُ مِنِّيْ، إِنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: "مَا يُجْلِسُكُمْ؟" قَالُوْا: جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ لِمَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِهِ، فَقَالَ: "آللّٰهِ! مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَاكَ؟" قَالُوْا: آللّٰهِ! مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاكَ، قَالَ: "أَمَا إِنِّيْ لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ لِتُهْمَةٍ لَكُمْ، إِنَّهُ أَتَانِيْ جِبْرَئِيْلُ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَّ اللّٰهَ يُبَاهِيْ بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأَبُوْ نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ: اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيْسَى، وَأَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ: اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ، وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

ذکر ودرود سے غفلت موجب حسرات ہے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو بھی قوم کسی ایسی مجلس میں بیٹھتی ہے جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا، اور انھوں نے اپنے نبی پر درود نہیں بھیجا تو وہ مجلس ان پر حسرت وندامت ہوتی ہے، پھر اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو ان کو سزا دیں گے، اور اگر چاہیں گے تو ان کو معاف کردیں گے"

حدیث کا حال: اس حدیث کی سند میں صالح بن نبہان مدنی مولی التَّوْأَمَۃ ہیں، یہ صدوق ہیں، مگر آخر عمر میں ان کو اختلاط کا عارضہ پیش آیا تھا، اس لئے حدیث کا آخری مضمون اللہ جانے محفوظ ہے یا نہیں؟ اور یہ حدیث ابوداؤد اور مسند احمد میں بھی ہے، مگر اس میں یہ آخری مضمون نہیں ہے۔

تشریح: جب ذکر سے غفلت ہوتی ہے، اور آدمی دنیا کی طرف مائل ہوتا ہے تو صفتِ احسان سے دوری ہوجاتی ہے، اور وہ سابقہ بہت سی باتیں بھول جاتا ہے، اور ایسا کورا رہ جاتا ہے جیسے وہ کیفیات کبھی نصیب ہی نہیں ہوئیں، یہ بات موجب حسرت وندامت ہے، کیونکہ غفلت کی یہ حالت دوزخ کی طرف اور ہر برائی کی طرف دعوت دیتی ہے، جو گھاٹا ہی گھاٹا ہے، اور جب حسرتوں کا انبار لگ جاتا ہے تو نجات کی کوئی راہ باقی نہیں رہتی، پس نیکوکاروں کو ہمیشہ ہی اذکار کا اہتمام کرنا چاہئے، اور ان کا کوئی لمحہ ذکر سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ ورنہ کل آئندہ بے پناہ حسرتوں کا سامنا ہوگا (التِّرَۃ: حسرت، ندامت، خسارہ اور گھاٹا)

[۸-] بابُ ماجاءَ فِي الْقَوْمِ يَجْلِسُوْنَ وَلاَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ

[۳۴۰۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيرةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوْا اللّٰهَ فِيْهِ، وَلَمْ يُصَلُّوْا عَلَى نَبِيِّهِمْ، إِلاَّ كَانَ عَلَيْهِمْ تِرَةً، فَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

بابُ ماجاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

مسلمان کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے

دو چیزیں علاحدہ علاحدہ ہیں: ایک ہے: دعا کا قبول ہونا، اور دوسری ہے: مانگی ہوئی چیز کا مل جانا، کچھ لوگ ناواقفیت سے دونوں کو ایک سمجھتے ہیں، انھوں نے جو کچھ مانگا ہے وہ مل جاتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ دعا قبول ہوئی، ورنہ ان کو بدگمانی ہوتی ہے کہ دعا قبول نہیں ہوئی، یہ بڑی غلط فہمی ہے، مسلمان کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی، اس کی ہر دعا قبول کرلی جاتی ہے، بشرطیکہ اس نے کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو، رہا مانگ کا پورا ہونا تو وہ مصلحت کے تابع ہے، اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہیں، اگر بندے کی مصلحت ہوتی ہے تو مانگی ہوئی چیز عنایت فرماتے ہیں، اور جس چیز کے دینے میں بندے کی مصلحت نہیں ہوتی، اور وہ اس کی جائز خواہش ہوتی ہے اور روا مطالبہ ہوتا ہے تو اس کو عبادت قرار دے کر نامۂ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے، اور اس کا صلہ آخرت میں ملتا ہے، کیونکہ دعا بذاتِ خود عبادت بھی ہے، پھر جب آخرت میں اس کا صلہ ملتا ہے تو بندہ کہتا ہے: یَا لَيْتَهُ لم يُعجَّلْ له شيئٌ من دُعَائه: اے کاش! اس کو اس کی دعا میں سے جلدی کچھ بھی نہ دیا گیا ہوتا (کنز العمال ۲:۵۷)

اس کو ایک مثال سے سمجھیں: کسی کا اکلوتا بیٹا ہو، اور وہ بخار میں مبتلا ہو جائے، اور قلفی بیچنے والا گرمیوں کی دوپہر میں سڑک پر آکر گھنٹی بجائے، تو بچہ حسب عادت بے تاب ہو جاتا ہے، وہ مطالبہ کرتا ہے: ابا! میں قلفی کھاؤں گا، باپ اس کا یہ مطالبہ رد نہیں کرتا، کیونکہ اس کو بچے سے بے پناہ محبت ہے، وہ فوراً نوکر کو دوڑاتا ہے کہ قلفی لا، وہ رمز شناس ہوتا ہے، جاتا ہے اور واپس نہیں آتا، لاری والا آگے بڑھ جاتا ہے، اور بچہ مطالبہ بھول جاتا ہے، باپ بچے کو برف اسی وقت دے گا جب ڈاکٹر اجازت دے، کیونکہ باپ کو بچے کی زندگی پیاری ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی دیتے وہی ہیں جس میں بندے کی مصلحت ہوتی ہے، مگر وہ اس کی ہر دعا قبول فرمالیتے ہیں، سورۃ البقرۃ (آیت ۱۸۶) میں ہے: ﴿أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾: میں درخواست کرنے والی کی عرضی منظور کرلیتا ہوں، جب وہ میرے حضور میں درخواست دیتا ہے۔ اس آیت میں یہی بات فرمائی ہے کہ درخواست منظور کرلی جاتی ہے، قرآن وحدیث میں کہیں یہ نہیں آیا کہ میں

اس کا ہر مطالبہ پورا کردیتا ہوں، کیونکہ یہ بات بندے کی مصلحت پر موقوف ہوتی ہے۔

حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی (مسلمان) بندہ کوئی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عنایت فرماتے ہیں جو اس نے مانگی ہے، یا اس سے کوئی ویسی ہی برائی دور کرتے ہیں، جب تک وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے''

تشریح: اگر مصلحت ہوتی ہے تو مطالبہ پورا کیا جاتا ہے، اور مانگی ہوئی چیز مل جاتی ہے، ورنہ اس کی دعا دفع بلیات کی طرف پھیردی جاتی ہے، اور جو الا بلا آنی مقدر ہوتی ہے: اس کو دعا کی وجہ سے ٹال دیا جاتا ہے، اور اگر یہ بات بھی نہ ہو تو دعا کو عبادت قرار دیدیا جاتا ہے، جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے ـــــ البتہ اگر گناہ کی دعا ہوتی ہے یا قطع رحمی کی دعا ہوتی ہے (یہ تخصیص بعد التعمیم ہے) مثلاً اس نے اپنے بھائی کے لئے بددعا کی کہ اس کا بیڑا غرق ہوجائے تو ایسی دعا رد کردی جاتی ہے، اس کو عبادت بنا کر ذخیرہ نہیں کیا جاتا۔

[۹-] بَابُ مَا جَاءَ أَنَّ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِ مُسْتَجَابَةٌ

[۳۴۰۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " مَا مِنْ أَحَدٍ يَدْعُوْ بِدُعَاءٍ، إِلاَّ آتَاهُ اللّٰهُ مَا سَأَلَ، أَوْ كَفَّ عَنْهُ مِنْ سُوْءٍ مِثْلَهُ، مَالَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ" وفي الباب: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَعُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ.

بے غرض تعلق آڑے وقت کام آتا ہے

میں مدرس اور مصنف ہوں، جلسوں میں نہیں جاتا، کیونکہ تدریس وتصنیف کے ساتھ اسفار کا جوڑ نہیں، ناغہ کرنے سے طلبہ کا نقصان ہوتا ہے، ایک دن کا ناغہ چالیس دن کی برکت ختم کردیتا ہے، اور قلم جب رک جاتا ہے، اور معلومات بکھر جاتی ہیں، تو جمع ہوتے ہوئے دیر لگتی ہے، اور قلم مشکل سے چلتا ہے ـــــ مگر کچھ حضرات بے غرض تعلق رکھتے ہیں، گاہ بگاہ ملنے آتے ہیں، فون کرتے ہیں، اور خیر خیریت معلوم کرتے رہتے ہیں، جب وہ جلسے کی دعوت دینے آتے ہیں تو انکار مشکل ہوجاتا ہے، بلکہ بعض کے تو اشارے پر بات ماننی پڑتی ہے، معلوم ہوا کہ بے غرض تعلق آڑے وقت کام آتا ہے۔

حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَن سَرَّهُ ان يَسْتَجِيبَ اللّٰهُ له عند الشَّدَائِدِ: فَلْيُكْثِرِ الدُّعاءَ فِي الرَّخَاءِ: جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سختیوں میں اور بے چینیوں میں اس کی دعا قبول فرمائیں تو اس کو چاہئے کہ خوش حالی میں بکثرت دعا کیا کرے۔

تشریح: واقعہ یہ ہے کہ جو لوگ صرف پریشانی میں اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور اسی وقت ان کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھتے ہیں، ان کا رابطہ اللہ کے ساتھ بہت ضعیف ہوتا ہے، اس کے برعکس جو بندے ہر حال میں اللہ سے مانگنے کے عادی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا رابطہ قوی ہوتا ہے، پس جو چاہے کہ پریشانیوں اور تنگیوں میں اللہ

اس کی دعا قبول فرمائیں: وہ عافیت اور خوش حالی کے دنوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ دعا کرے، ان شاء اللہ تنگی کے دنوں میں اس کی دعا خاص طور پر قبول ہوگی۔

[۳۴۰۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ، نَا عُبَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، نَا سَعِيْدُ بْنُ عَطِيَّةَ اللَّيْثِيُّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيرةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيْبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْكُرَبِ، فَلْيُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِيْ الرَّخَاءِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

بہترین ذکر لا إلٰہ إلا اللہ اور بہترین دعا الحمدللہ ہے

لا إلٰہ إلا اللہ: بہترین ذکر اس لئے ہے کہ اس سے توحید کی صحیح معرفت حاصل ہوتی ہے، اس جملہ میں شانِ یکتائی کا بیان ہے، اور یہ اس کلمہ کا ظاہری پہلو ہے، اور اس کے مخفی پہلو یہ ہیں: یہ جملہ شرکِ جلی اور خفی (ریاء وسمعہ) کو دفع کرتا ہے، اور ان حجابات کو دور کرتا ہے جو اللہ کی معرفت میں حائل ہوتے ہیں —— اور الحمد للہ بہترین دعا اس لئے ہے کہ دعا کی دو قسمیں ہیں: ایک: وہ جس سے دل و دماغ عظمتِ خداوندی سے لبریز ہو جاتے ہیں، اور دل میں نیازمندی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، دوم: وہ جس کے ذریعہ دنیا وآخرت کی خیر طلب کی جاتی ہے، اور شر سے حفاظت کی درخواست کی جاتی ہے —— اور الحمد للہ میں یہ دونوں باتیں جمع ہیں، جب بندہ کہتا ہے: ستائشوں کے سزاوار اللہ تعالیٰ ہیں تو اس کا دل نیازمندی اور عاجزی سے لبریز ہو جاتا ہے، اور الحمدللہ کلمہ شکر بھی ہے، اور شکر سے نعمت بڑھتی ہے، پس حمد کرنے والا دارین کی سعادتوں سے مالا مال کر دیا جاتا ہے، اور شرور وفتن سے اس کی حفاظت کی جاتی ہے (رحمۃ اللہ الواسعہ ۴: ۳۰۵)

ملحوظہ: حدیث کا ترجمہ وہ ہے جو عنوان میں لکھا گیا ہے۔

[۳۴۰۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ، نَا مُوْسَى بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ إِبْرَاهِيْمَ هٰذَا الحديثَ.

ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ اللّٰهَ على كُلِّ أَحْيَانِهِ: نبی ﷺ ہر حال میں اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث میں دو عموم ہیں، ایک: ذکر اللہ عام ہے، تلاوت قرآن کو بھی شامل ہے۔ دوم: احوال بھی عام ہیں، خواہ پاک ہو، بے وضو ہو، حالت جنابت میں ہو، کھڑا ہو، بیٹھا ہو، لیٹا ہو یا چل رہا ہو، ہر حال میں اللہ کا ذکر جائز ہے مگر علماء نے دوسری حدیث کی وجہ سے تلاوت قرآن کو عموم احوال سے خاص کیا ہے، کیونکہ تلاوت قرآن حالت جنابت میں جائز نہیں، اسی طرح چھوٹے بڑے استنجاء کی حالت کو اور ہم بستری کی حالت کو خاص کیا ہے، ان احوال میں ہر ذکر مکروہ ہے، پس یہ حدیث عام مخصوص منہ البعض ہے، کیونکہ خطابیات کا عموم منطقی عموم سے کم ہوتا ہے، خطابیات میں غالب احوال کا اعتبار کر کے گفتگو کی جاتی ہے۔

[۳۴۰۶-] حدثنا أبو كُرَيْبٍ، ومحمدُ بنُ عُبَيْدٍ المُحَارِبِيُّ، قالا: نا يحيى بنُ زكريا بنِ أبي زائدةَ، عن أبيه، عن خالدِ بنِ سلمةَ، عن البَهِيِّ، عن عُروةَ، عن عائشةَ، قالت: كان رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَذْكُرُ اللهَ على كلِّ أحيانِه.
هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لانعرفُه إلا من حديثِ يحيى بنِ زكريا بنِ أبي زائدةَ، والبَهِيُّ: اسمُه عبدُ اللهِ.

بابُ ماجاءَ أنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ

دعا کرنے والا پہلے اپنے لئے دعا کرے

دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ جب بھی کسی دوسرے کے لئے دعا کرے تو پہلے اپنے لئے دعا مانگے، پھر اس کے بعد دوسرے کے لئے مانگے، نبی ﷺ کا یہی معمول تھا، جب آپ کسی کو یاد فرماتے، اور اس کے لئے دعا کرتے تو پہلے اپنے لئے مانگتے، پھر اس کے لئے دعا فرماتے، مثلاً: قبرستان جاتے تو اس طرح دعا سلام کرتے: السلام علیکم یا اهلَ القبور، يَغفِرُ اللهُ لنا ولكم، أنتم سَلَفُنَا ونحن بالأثر: تم سلامت رہو، اے قبور والو! اللہ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائیں، تم ہم سے پہلے گئے ہو، اور ہم تمہارے پیچھے آرہے ہیں۔

اور اپنے لئے پہلے دعا مانگنے کی وجہ یہ ہے کہ جو صرف دوسرے کے لئے مانگتا تھا: اس کی حیثیت محتاج سائل کی نہیں ہوتی، بلکہ سفارشی کی ہوتی ہے، اور یہ بات دربار الٰہی کے سائل کے لئے مناسب نہیں، عبدیت کاملہ کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے لئے پہلے مانگے، دوسرے کے لئے بعد میں۔

[۱۰-] بابُ ماجاءَ أنَّ الدَّاعِيَ يَبْدَأُ بِنَفْسِهِ

[۳۴۰۷-] حدثنا نَصْرُ بنُ عَلِيٍّ الكُوفِيُّ، نا أبو قَطَنٍ، عن حمزةَ الزَّيَّاتِ، عن أبي إسحاقَ، عن

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا ذَكَرَ أَحَدًا، فَدَعَا لَهُ، بَدَأَ بِنَفْسِهِ.

هٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ صحیحٌ، وَأَبُوْ قَطَنٍ: اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ الْهَيْثَمِ.

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ رَفْعِ الْأَيْدِيْ عِنْدَ الدُّعَاءِ

دعا میں ہاتھ اٹھانے اور منہ پر پھیرنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ احوال کی دو قسمیں ہیں: احوالِ متواردہ (پے بہ پے پیش آنے والے احوال) اور احوالِ خاصہ، اول میں جواذکار وادعیہ مروی ہیں: ان میں ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں، جیسے صبح وشام کی دعائیں، سونے جاگنے کے اذکار: یہ بغیر ہاتھ اٹھائے کرنے چاہئیں، اور احوالِ خاصہ کی دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے، جیسے نمازوں کے بعد کی دعائیں ہاتھ اٹھا کر مانگنی چاہئیں۔

نیز دعا کی دو قسمیں ہیں: دعائے رغبت اور دعائے رہبت۔ جب دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے تو ہاتھ سیدھے پھیلانے چاہئیں، جس طرح سائل ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے، اور آخر میں پھیلے ہوئے ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں، اور جب آنے والی کسی بلا کو رکوانے کے لئے دعا کرے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرے، اور ہتھیلیاں نیچے کی طرف، اور اس صورت میں بھی دعا سے فارغ ہو کر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لے۔

اور فتاوی عالم گیری (کتاب الکراہیہ ۵: ۳۱۸) میں دعائے رغبت میں ہاتھ اٹھانے کا افضل طریقہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلائے، اور سینہ کے مقابل تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کے درمیان فُرجہ (کشادگی) رکھے، چاہے تھوڑا ہو، (ہاتھ بالکل ملا نہ دے) اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے۔

حکمت: دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں منہ پر پھیرنا: رغبت کا ظاہری روپ ہے، اور دل کی کیفیت اور بدنی ہیئت کے درمیان ہم آہنگی ہے، آدمی اس طرح سراپا التجا بن جاتا ہے، جیسے سائل ہاتھ پسار کر مانگتا ہے تو اس کا سارا وجود سوال بن جاتا ہے، نیز اس سے نفس چوکنا ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز مانگ رہا ہے —— اور ہاتھ منہ پر پھیرنا: امید برآری کی تصویر ہے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے، رب کریم ورحیم کی برکت ورحمت کا کوئی حصہ انہیں ضرور ملا ہے، جسے اس نے اپنے اشرف عضو (چہرے) کا غازہ بنالیا ہے (رحمۃ اللہ ۲: ۳۲۶)

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ جب دعا کے لئے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے تو دونوں کو نہیں گراتے تھے یہاں تک کہ ان کو اپنے چہرے پر پھیرتے تھے (محمد بن المثنی کی روایت میں لَمْ يَحُطُّهُمَا کی جگہ لَمْ يَرُدَّهُمَا ہے۔ دونوں کا مطلب ایک ہے)

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا ایک راوی حماد بن عیسیٰ جہنی واسطی ضعیف ہے، اور یہی راوی یہ حدیث روایت کرتا ہے، اس کے پاس حدیثی سرمایہ بہت کم تھا، مگر متعدد روات اس سے روایت کرتے ہیں (اس لئے مجہول العین نہیں) اور اس کا استاذ حنظلہ ثقہ راوی ہے۔ امام قطانؒ نے اس کی توثیق کی ہے۔

مگر اس حدیث کے ضعیف ہونے سے مسئلہ پر اثر نہیں پڑتا، یہ مسئلہ قریب بہ تواتر روایات سے ثابت ہے، امام نوویؒ نے شرح مہذب میں تیس حدیثیں ذکر کی ہیں جن سے دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں منہ پر پھیرنا ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ: متفق علیہ روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: لم یکن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ فی شیئ من دعائہ، إلا فی الاستسقاء: نبی ﷺ اپنی کسی دعا میں اپنے دونوں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، مگر بارش طلبی کی دعا میں۔ اس حدیث سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے کہ بارش طلبی کے علاوہ ہر دعا میں ہاتھ نہ اٹھانا سنت ہے، حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں غیر معمولی رفع کی نفی ہے، یعنی آپ ﷺ بارش طلبی کی دعا میں ہاتھ بہت اوپر تک اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آنے لگتی تھی، اور دوسری دعاؤں میں اتنے اوپر تک ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے، سینہ کے مقابل تک اٹھاتے تھے، احادیث میں تطبیق کے لئے یہ توجیہ ضروری ہے۔

[۱۱-] بابُ مَاجاءَ فی رَفْعِ الأَیدِی عِندَ الدُّعَاءِ

[۳۴۰۸-] حدثنا أبُو مُوسَی مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّی، وَإبْرَاهِیمُ بْنُ یَعْقُوبَ، وَغَیْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا حَمَّادُ ابْنُ عِیسَی الْجُهَنِیُّ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِی سُفْیَانَ الْجُمَحِیِّ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: کَانَ رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم إِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ فِی الدُّعَاءِ، لَمْ یَحُطَّهُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، قَالَ مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّی فِی حَدِیْثِهِ: لَمْ یَرُدَّهُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ.

هٰذَا حدیثٌ غریبٌ لانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ عِیسَی، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِهِ، وَهُوَ قَلِیْلُ الْحَدِیْثِ، وَقَدْ حَدَّثَ عَنْهُ النَّاسُ، وَحَنْظَلَةُ بْنُ أَبِی سُفْیَانَ الْجُمَحِیُّ ثِقَةٌ، وَثَّقَهُ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَطَّانُ.

بابُ ماجاءَ فِیْ مَنْ یَسْتَعْجِلُ فِیْ دُعَائِهِ

عجلت پسندی قبولیتِ دعا کے استحقاق کو کھودیتی ہے

دعا بندے کی طرف سے اللہ کے حضور میں ایک التجا ہے، اور اللہ تعالیٰ مختار ہیں، وہ بندے کی مانگ جلدی بھی پوری کرسکتے ہیں، اور اس میں کسی مصلحت سے دیر بھی ہوسکتی ہے، کبھی بندے کی مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ اس کی مانگ جلدی پوری نہ کی جائے، مگر چونکہ انسان کے خمیر میں جلد بازی ہے، اس لئے وہ کبھی تنگ دل ہوکر مانگنا چھوڑ دیتا ہے، یہ

اس کی غلطی ہے، جلد بازی سے قبولیتِ دعا کا استحقاق ختم ہوجاتا ہے، پس بندے کو چاہئے کہ اس در کا فقیر بنا رہے، اور برابر مانگتا رہا، رحمتِ خداوندی دیر سویر ضرور متوجہ ہوگی، اور یقین رکھے کہ قبولیت کی تاخیر میں کوئی حکمت ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی نہ مچائے (اور جلدی مچانا یہ ہے کہ) کہے: میں نے دعا کی مگر وہ قبول نہ ہوئی!"

تشریح: مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ جلدی مچانا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "دعا مانگنے والا (دل میں) کہے کہ میں نے دعا کی، میں نے دعا کی یعنی بار بار کی، پھر میں نے دیکھا کہ میری دعا قبول نہیں ہورہی، چنانچہ اس نے تھک کر دعا مانگنی چھوڑ دی" (مشکوۃ حدیث ۲۲۲۷) ــــ کامل توجہ نزولِ رحمت میں عبادت سے زیادہ کارگر ہے، اور اللہ کے حضور میں عاجزی کا اظہار، اور بار بار اظہار، دریائے رحمت کو موجزن کرتا ہے، اس لئے قبولیت میں دیر ہونے سے مایوس نہیں ہونا چاہئے، کیونکہ کبھی دعا کا تسلسل ترقی اور تقرب کا خاص ذریعہ ہوتا ہے، پس اگر بندوں کی منشأ کے مطابق ان کی دعا جلد قبول کرلی جائے تو وہ اس عظیم نعمت سے محروم رہ جائیں۔

[۱۲-] بابُ ماجاءَ في مَنْ يَسْتَعْجِلُ فِي دُعَائِهِ

[۳۴۰۹-] حدثنا الأنصاريُّ، نا معْنٌ، نا مَالِكٌ، عَنْ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ: مَوْلَى ابنِ أزْهَرَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " يُسْتَجَابُ لِأحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ"

هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأبُو عُبَيْدٍ: اسْمُهُ سَعْدٌ، وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أزْهَرَ، وَيُقَالُ: مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَفِيْ الْبَابِ عَنْ أنَسٍ.

بابُ ماجاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أصْبَحَ وَإِذَا أمْسٰى

صبح وشام کی دعائیں

۱- ایک ذکر جو آفاتِ ارضی وسماوی سے بچاتا ہے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص ہر دن کی صبح میں اور ہر رات کی شام میں یعنی رات کے شروع حصے میں تین دفعہ یہ دعا پڑھ لیا کرے تو اسے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا" یعنی وہ کسی حادثہ کا شکار نہیں ہوگا۔ وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لاَيَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْئٌ فِي الْأرْضِ وَلاَ فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ.

(اس اللہ کے نام سے (صبح یا شام کرتا ہوں) جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان کی کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی،

اور وہ سب کچھ سننے والے خوب جاننے والے ہیں)

ایک واقعہ: یہ حدیث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے صاحبزادے حضرت ابان رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں، ان پر فالج کا حملہ ہوا تھا، جب انھوں نے یہ حدیث روایت کی تو ایک شخص خاص نظر سے ان کو دیکھنے لگا (کہ خود انھوں نے اس حدیث سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا، اور وہ فالج کا شکار کیوں ہو گئے؟) پس اس سے حضرت ابان نے کہا: آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ سنیں! حدیث ویسی ہی ہے جیسی میں نے آپ سے بیان کی یعنی نہ میں غلط بیان کر رہا ہوں، نہ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے غلط بیان کیا، حدیث بالکل صحیح ہے، مگر میں نے اس دن یہ دعا نہیں پڑھی تھی (جس دن مجھ پر فالج کا حملہ ہوا) تا کہ نافذ فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا فیصلہ (اور ابوداؤد میں ہے کہ اس دن میں غصہ میں تھا جس کی وجہ سے یہ دعا پڑھنا بھول گیا، اور اسی دن یہ فالج کا حملہ ہو گیا، اور جو تقدیر الٰہی میں تھا وہ پورا ہو کر رہا)

[١٣-] بَابُ مَاجَاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا أَصْبَحَ وَإِذَا أَمْسَى

[٣٤١٠-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُو دَاوُدَ، وَهُوَ الطَّيَالِسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ، وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَايَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ، وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَيَضُرُّهُ شَيْءٌ"

وَكَانَ أَبَانُ قَدْ أَصَابَهُ طَرَفُ فَالِجٍ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ أَبَانُ: مَا تَنْظُرُ؟ أَمَا إِنَّ الْحَدِيْثَ كَمَا حَدَّثْتُكَ، وَلٰكِنِّيْ لَمْ أَقُلْهُ يَوْمَئِذٍ، لِيُمْضِيَ اللّٰهُ عَلَيَّ قَدَرَهُ. هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

۲- ذاکر قیامت کے دن ضرور خوش کیا جائے گا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کہے: جب وہ شام کرے: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا: میں اللہ کے پروردگار ہونے پر، اور اسلام کے دین ہونے پر، اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر خوش ہوں! تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ پر لازم کر لیا ہے کہ وہ (قیامت کے دن) اس کو خوش کر دیں گے۔

تشریح: مسند احمد میں ہے: "جو مسلمان صبح وشام تین دفعہ یہ ذکر کرے" —— یہ بہت مختصر ذکر ہے، اس سے اللہ ورسول اور دین اسلام کے ساتھ تعلق تازہ اور مستحکم ہوتا ہے، اس لئے اس کا یہ صلہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو بے حساب ثواب سے راضی اور خوش کر دیں گے (پس طلبہ یہ ذکر یاد کر لیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں)

[٣٤١١-] حدثنا أَبُو سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ، نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَبِي سَعْدٍ: سَعِيْدِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا،

وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا: كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ" هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

٣-صبح وشام کی ایک جامع دعا: جس سے بندگی اور نیازمندی کا اظہار ہوتا ہے

حدیث: نبی ﷺ جب شام کرتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے: أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وحدَه لاشريك له — راوی کا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا: له الْمُلْكُ، وله الحمدُ، وهو على كل شيئٍ قدير — أَسْأَلُكَ خَيْرَ ما في هذه الليلةِ، وخَيْرَ ما بعدها، وأَعُوْذُ بك من شَرِّ هذه الليلة، وشَرِّ ما بعدها، وأعوذ بك من الْكَسَلِ، وسُوْءِ الْكِبَرِ، وأعوذ بك من عذاب النار، وعذاب الْقَبْرِ: ہم نے شام کی اور ساری کائنات نے اللہ کے لئے شام کی، اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں، ان کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ اکیلے ہیں، ان کا کوئی ساجھی نہیں — (اور ابراہیم بن سوید نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے:) انہی کا راج ہے، اور انہی کے لئے ستائش ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہیں — میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اس رات کی خیر کی، اور اس کے بعد والی رات کے خیر کی، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس رات کے شر سے، اور اس کے بعد والی رات کے شر سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں سستی سے اور بوڑھاپے کی برائی سے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے — اور جب آپ صبح کرتے تو بھی (ایک کلمہ کی تبدیلی کے ساتھ) یہی دعا کرتے: أَصْبَحْنَا، وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالحمدُ للّٰهِ (الی آخرہ) (یہ مسلم شریف کی روایت ہے)

تشریح: اس دعا میں اپنی ذات پر اور ساری کائنات پر اللہ کی ملکیت کا اقرار، اور اس کی حمد وثنا کے ساتھ توحید کا اعلان ہے، پھر رات اور دن میں جو خیر اور برکتیں ہیں ان کا سوال ہے، اور جو برائیاں ہیں جو سعادت سے محرومی کا سبب بن جاتی ہیں ان سے پناہ چاہی گئی ہے، اور آخر میں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے پناہ مانگی گئی ہے، پس یہ ایک جامع دعا ہے، اور اس میں اپنی بندگی اور نیازمندی کا اظہار ہے۔

[٣٤١٢-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَمْسَى قَالَ: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ" — أُرَاهُ قَالَ: "لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ" — "أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَخَيْرَمَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَسُوْءِ الْكِبَرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ"

وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا: "أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ"

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۴- صبح وشام کی ایک مختصر دعا: جو نبی ﷺ اپنے صحابہ کو سکھلایا کرتے تھے

حدیث: نبی ﷺ اپنے صحابہ کو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے: فرماتے: جب تم میں سے کوئی صبح کرے تو کہے: اللّٰھم بك أَصْبَحْنَا وبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَى، وَبِكَ نَمُوْتُ، وإليك المصير: الٰہی! آپ ہی کی مدد سے ہم نے صبح کی، اور آپ ہی کی مدد سے ہم شام کرتے ہیں، اور آپ ہی کی مدد سے ہم زندہ ہیں، اور آپ ہی کی مدد سے ہم مریں گے، اور آپ ہی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

اور جب شام کرے تو کہے: اللّٰھم بك أَمْسَيْنَا، وبك أَصْبَحْنَا، وبك نَحْيَى، وبك نَمُوْتُ، وإليك النُّشُوْرُ: الٰہی! آپ ہی کی مدد سے ہم نے شام کی، اور آپ ہی کی مدد سے ہم صبح کرتے ہیں، اور آپ ہی کی مدد سے ہم زندہ ہیں، اور آپ ہی کی مدد سے ہم مریں گے، اور آپ کے پاس ہم زندہ ہو کر حاضر ہونگے۔

تشریح: رات کے بعد پو پھٹنا اللہ کی بڑی نعمت ہے، اسی طرح دن کے ختم پر رات کا چھانا بھی بڑی نعمت ہے، اگر رات کے بعد صبح نہ ہو تو ہمارے سارے کام ٹھپ ہو جائیں، اور دن کے بعد رات کاموں سے چھٹی دلاتی ہے، اور راحت وآرام کا پیام لاتی ہے، سورۃ القصص (آیات ۷۱-۷۳) میں اس کا تذکرہ ہے، پس جب صبح وشام ہو تو ان نعمتوں کا اعتراف ہونا چاہئے —— اور جس طرح بہ حکم الٰہی دن کی عمر ختم ہو کر رات آتی ہے، اور رات کی عمر ختم ہو کر دن نکلتا ہے، اسی طرح اور اسی کے حکم سے ہماری زندگی چل رہی ہے، اور اسی کے حکم سے مقررہ وقت پر موت آئے گی، پھر اللہ کے حضور میں پیشی ہوگی، پس ہر دن صبح وشام موت اور آخرت کو یاد کرنا چاہئے۔

[۳۴۱۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ، يَقُوْلُ: " إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ نَحْيَى، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ"

وَإِذَا أَمْسَى فَلْيَقُلْ: " اللّٰهُمَّ بِكَ أَمْسَيْنَا، وَبِكَ أَصْبَحْنَا، وَبِكَ نَحْيَى، وَبِكَ نَمُوْتُ، وَإِلَيْكَ النُّشُوْرُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بابٌ مِنْهُ

۵- ایک دعا جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سکھائی گئی

حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی چیز (ذکر و دعا) کا حکم دیجئے جس کو میں صبح وشام کہہ لیا کروں، آپؐ نے فرمایا: "کہو: اللّٰھم! عَالِمَ الغيب والشهادة! فَاطِرَ السماواتِ

والأرض! رَبَّ كُلِّ شيءٍ ومَليكَهُ! اشهد ان لا إله إلا أنتَ! أعُوْذُ بكَ من شَرِّ نفسي، ومن شَرِّ الشيطان، وشِرْكِهِ: اے اللہ! اے غیب وشہادت کے جاننے والے! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے ہر چیز کے پروردگار اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کی برائی سے، اور شیطان کی برائی سے، اور اس کے شرک سے (یا جال سے) — نبی ﷺ نے فرمایا: ''آپ اس کو کہیں: جب آپ صبح کریں، اور جب آپ شام کریں، اور جب آپ سونے کے لئے اپنے بستر پر لیٹیں''

تشریح: شرک کے ایک معنی تو معروف ہیں یعنی اللہ کا ساجھی بنانا یعنی اس بات سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مجھے شرک میں مبتلا کر دے، اور شرک کے دوسرے معنی ہیں: جال یعنی میں اس بات سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں شیطان کی جال میں پھنس جاؤں۔

[۱۴-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۱۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، نا أبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: أنبَأنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ عَاصِمٍ الثَّقَفِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ أبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أبُوْ بَكْرٍ: يَارسولَ اللّٰهِ! مُرْنِيْ بِشَيْءٍ أقُوْلُهُ إذَا أصْبَحْتُ، وَإذَا أمْسَيْتُ، قَالَ: قُلْ: "اللّٰهُمَّ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالأرْضِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أشْهَدُ أنْ لاَ إلٰهَ إلاَّ أنْتَ، أعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وشِرْكِهِ" قَالَ: "قُلْهُ إذَا أصْبَحْتَ، وَإذَا أمْسَيْتَ، وَإذَا أخَذْتَ مَضْجَعَكَ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ مِنْهُ

۶ — سید الاستغفار یعنی اللہ سے معافی مانگنے کی بہترین دعا

حدیث: نبی ﷺ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا میں تمہیں اعلیٰ درجہ کے استغفار سے آگاہ نہ کروں؟ وہ یہ ہے:

اللّٰهُمَّ! أنتَ ربي! لا إله إلا أنت، خَلَقْتَنِيْ، وَأنا عبدُكَ، وأنا على عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أعوذ بك من شر ما صَنَعْتُ، وَأبُوْءُ لك بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأعْتَرِفُ بِذُنُوْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ، إنه لايَغْفِرُ الذنُوْبَ إلا أنت.

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی میرے پروردگار ہیں! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ نے مجھے پیدا کیا، اور میں آپ کا بندہ ہوں، اور جہاں تک میرے بس میں ہے: میں آپ کے ساتھ کیے ہوئے عہد وپیمان پر اور آپ کے ساتھ

کئے ہوئے وعدے پر قائم ہوں، میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ان کاموں کے شر سے (برے نتیجہ سے) جو میں نے کئے ہیں، میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے نعمتوں سے نوازا ہے، اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، پس آپ میرے لئے میرے گناہوں کو معاف فرمادیں، کیونکہ آپ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) نہیں کہتا ان کلمات کو تم میں سے کوئی جب شام کرتا ہے، پس آئے اس پر موت صبح کرنے سے پہلے، مگر ثابت ہو جاتی ہے اس کے لئے جنت (اور بخاری شریف میں ہے: جو بندہ یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں یہ کلمات کہے، اور اسی دن اس کو موت آجائے تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا، اور جو رات کے کسی حصہ میں یہ کلمات کہے، اور اسی رات وہ چل بسے تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ مشکوٰۃ حدیث ۲۳۳۵)

تشریح: بخاری کی روایت سے معلوم ہوا کہ سید الاستغفار: صبح وشام کے اذکار وادعیہ میں سے ہے، اس لئے امام ترمذی اس کو اس باب میں لائے ہیں، اور کتاب میں جو وفی الباب ہے۔ اس سے مراد صبح وشام کی دعائیں ہیں، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سید الاستغفار ان سب صحابہ سے مروی ہے۔

اور استغفار کے معنی ہیں: توبہ کرنا یعنی اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی مانگنا، اور بخشش طلب کرنا، اور استغفار کی حقیقت اور روح یہ ہے کہ آدمی اپنے ان گناہوں کو سوچے، جنھوں نے اس کے نفس کو میلا اور گندہ کر رکھا ہے، پھر اسباب مغفرت اختیار کر کے نفس کو ان گناہوں سے پاک کرے، اور اسباب مغفرت تین ہیں: نیک عمل، فیضِ ملکوتی اور مددِ روحانی، تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا سبب: بہترین نیک عمل ہے یعنی آدمی کوئی ایسا نیک کام کرے کہ رحمتِ حق اس کی طرف متوجہ ہو جائے، اور ملائکہ اس کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے دعا گو بن جائیں تو اس کی خطائیں خود بخود معاف ہو جاتی ہیں، جیسے کفر ونفاق سے توبہ کر کے مخلص مؤمنین کے زمرہ میں شامل ہونا ایسا نیک عمل ہے کہ سابقہ گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: فیضِ ملکوتی ہے یعنی آدمی فرشتہ صفت بن جائے، اپنے احوال میں ملائکہ کی مشابہت اختیار کرے اور نفس کی تیزی کو توڑے یعنی پاکیزہ زندگی اختیار کرے: تو گناہوں پر قلم عفو پھیر دیا جاتا ہے، جیسے حج مقبول سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ حج مقبول سے زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔

تیسرا سبب: مددِ روحانی ہے، جب گنہگار بندہ ندامت کے آنسو بہاتا ہے، اور کوتاہی کے احساس کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور وہ اس یقین سے معافی طلب کرتا ہے کہ رب کریم ضرور نظر کرم فرمائیں گے تو لطف ومہربانی کی بارش ہونے میں دیر نہیں لگتی، سید الاستغفار ایسی ہی ایک دعا ہے (رحمۃ اللہ ۳:۳۳۶)

سید الاستغفار ایسے کلمات سے شروع ہوتا ہے جن میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے، پھر بندہ عبادت واطاعت کے عہد ومیثاق کی تجدید کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا اس عہد ومیثاق پر قائم رہنے کی

کوشش کرونگا، پھر اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی کا طلب گار ہوتا ہے، اور ساتھ ہی اللہ کے انعامات واحسانات کا اعتراف کرتا ہے اور آخر میں اس در کا بھکاری بن کر معافی مانگتا ہے، کیونکہ اس کے لئے اس در کے سوا کوئی در نہیں، اور متفق علیہ روایت میں ہے کہ اللہ کے ایک بندے نے گناہ کیا، پھر ملتجی ہوا: اے میرے پروردگار! مجھ سے گناہ ہوگیا، مجھے معاف فرما! تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑتا بھی ہے اور معاف بھی کرتا ہے (سنو!) میں نے اپنے بندے کا گناہ بخشش دیا اور اس کو معاف کردیا (مشکوۃ حدیث ۲۳۳۳)

ملحوظہ: حدیث میں قَدَرٌ کے معنی ہیں: تقدیر اور مراد موت ہے، اور طلبہ کو چاہئے کہ وہ سید الاستغفار یاد کرلیں اور صبح وشام ایک مرتبہ اس کو پڑھ لیا کریں۔ اور یہاں صبح وشام کے اذکار وادعیہ کا بیان پورا ہوا۔

[۱۵-] بابٌ مِنْهُ

[۳٤۱۵-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ لَهُ: " أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى سَيِّدِ الإِسْتِغْفَارِ؟ "اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لاَ إِلهَ إِلاَّ أَنْتَ، خَلَقْتَنِي، وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَعْتَرِفُ بِذُنُوْبِي، فَاغْفِرْلِي ذُنُوْبِي، إِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلاَّ أَنْتَ": "لاَيَقُوْلُهَا أَحَدُكُمْ حِيْنَ يُمْسِي فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ إِلاَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَلاَ يَقُوْلُهَا حِيْنَ يُصْبِحُ، فَيَأْتِي عَلَيْهِ قَدَرٌ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ إِلاَّ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ"

وفي الباب: عَنْ أَبِي هُرِيرَةَ، وَابْنِ عُمَرَ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَابْنِ أَبْزَى، وَبُرَيْدَةَ، هذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هذَا الْوَجْهِ، وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: هُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ الزَّاهِدُ.

بابُ ماجاءَ في الدُّعَاءِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ

سوتے وقت کے اذکار وادعیہ

نیند: موت کی بہن ہے، سونے والا: مردے کی طرح دنیا ومافیہا سے غافل ہوجاتا ہے، اس لحاظ سے نیند: بیداری اور موت کے درمیان کی ایک حالت ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے سوتے وقت کے لئے اذکار مشروع فرمائے، پس جب آدمی سونے کے لئے بستر پر لیٹ جائے تو درج ذیل اذکار میں سے کوئی ایک یا زیادہ اذکار کرکے سوئے۔

پہلا ذکر: نبی ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا نہ سکھلاؤں میں آپ کو چند ایسے کلمات جن کو آپ کہہ لیں جب آپ اپنے بستر پر پہنچ جائیں، پھر اگر آپ کی اسی رات میں موت واقع ہوگئی تو آپ

کا خاتمہ اسلام پر ہوگا، اور اگر آپ نے صبح کی تو آپ صبح کریں گے اس حال میں کہ آپ بڑی خیر کو پہنچے؟ آپ کہیں:

اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نفسي إليك، وَوَجَّهْتُ وجهي إليك، وفَوَّضْتُ أمري إليك، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إليك، وأَلْجَأْتُ ظهري إليك، لَامَلْجَأَ وَلَا مَنْجَي منك إلا إليك، آمنتُ بكتابك الذي أنزلتَ، ونَبِيِّكَ الذي أَرْسَلْتَ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی روح آپ کو سپرد کردی، اور اپنا رخ آپ کی طرف پھیر دیا، اور اپنا معاملہ آپ کے سپرد کردیا، آپ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور آپ سے ڈرتے ہوئے، اور میں نے اپنی پیٹھ آپ کے سپرد کردی، کوئی جائے پناہ نہیں اور کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں آپ سے بھاگ کر مگر آپ ہی کی طرف، میں آپ کی کتاب پر ایمان لایا جس کو آپ نے نازل فرمایا ہے، اور آپ کے نبی پر ایمان لایا جس کو آپ نے بھیجا ہے۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (جب میں نے یہ دعا یاد کر کے سنائی تو) میں نے کہا: وبرسولك الذي أرسلتَ (یعنی نبیك کی جگہ برسولك کہا) براءؓ کہتے ہیں: پس آپؐ نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے میں چوکا دیا، پھر فرمایا: ونبیك الذي أرسلت اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ماثورہ دعاؤں میں تبدیلی نہیں کرنی چاہئے، ان کو اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح وہ وارد ہوئی ہیں، ہاں ماثورہ دعا میں آگے پیچھے اضافہ کرسکتے ہیں۔

تشریح: اس باب میں حضرت رافع کی جو حدیث ہے: وہ اگلے نمبر پر آرہی ہے...... اور حضرت براءؓ کی یہ حدیث منصور کی سند سے آگے احادیث شتّٰی (حدیث ۳۵۹۵) میں آرہی ہے۔ اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ "جب تم اپنے بستر پر پہنچ جاؤ درانحالیکہ تم باوضو ہو" ـــــ اور یہ متفق علیہ حدیث ہے، اور صحیحین میں ہے: "جب تم سونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو، پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ، پھر مذکورہ ذکر کرو" اور آخر میں ہے: "اس دعا کے بعد کوئی بات نہ کرو، اگر اسی حال میں موت آگئی تو تمہاری موت دینِ فطرت پر ہوگی (مشکوٰۃ حدیث ۲۳۸۵)

اور یہی ذکر حضرت رافعؓ کی حدیث میں بھی مروی ہے، اور اس کے الفاظ قدرے مختلف ہیں، مگر وہ حدیث اعلیٰ درجہ کی نہیں، اس لئے طلبہ کو وہی ذکر یاد کرنا چاہئے جو حضرت براءؓ کی حدیث میں آیا ہے، یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

[١٦-] بابُ مَاجاءَ فِي الدُّعاءِ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ

[٣٤١٦-] حدثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهُ: " أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهَا إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَإِنْ مُتَّ مِن لَيْلَتِكَ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَإِنْ أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ وَقَدْ أَصَبْتَ خَيْرًا؟ تَقُولُ: "اللّٰهُمَّ! أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ

ظَهْرِىْ إِلَيْكَ، لاَمَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَا مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ" قَالَ الْبَرَاءُ: فَقُلْتُ:" وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ" قَالَ: فَطَعَنَ بِيَدِهِ فِىْ صَدْرِىْ، ثُمَّ قَالَ: "وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، وَفِى الْبَابِ: عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، وَقَدْ رُوِىَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ، وَرَوَاهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النبىِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ، إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ:" إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ وَأَنْتَ عَلَى وُضُوْءٍ"

[٣٤١٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِىْ كَثِيْرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ إِسْحَاقَ ابْنِ أَخِىْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، أَنَّ النبىَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِذَا اضْطَجَعَ أَحَدُكُمْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ:"أَسْلَمْتُ نَفْسِىْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِىْ إِلَيْكَ، لاَمَلْجَأَ مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، أُوْمِنُ بِكِتَابِكَ وَبِرَسُوْلِكَ" فَإِنْ مَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ "هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ.

دوسرا ذکر: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بستر پر لیٹتے تو کہتے:

الحمدُ لله الذى أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَكَفَانَا، وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لاَكَافِىَ لَهُ، وَلاَ مُؤْوِىَ لَهُ.

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، اور پلایا، اور ہماری ضرورتیں پوری کیں، اور ہمیں ٹھکانا دیا، پس کتنے ہی ایسے بندے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورت پوری کرنے والا ہے، اور نہ کوئی ان کو ٹھکانا دینے والا ہے)

[٣٤١٨-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ:" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَكَفَانَا، وَآوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لاَكَافِىَ لَهُ وَلاَ مُؤْوِىَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

بابٌ مِنْهُ

تیسرا ذکر: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے تین مرتبہ کہا جب اس نے اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑا: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الذى لا إله إلا هو الحي القيوم، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ: میں اس اللہ سے معافی چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو سدا زندہ رہنے والا ہر چیز کو تھامنے والا ہے، اور میں اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں: تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادیں گے،

اگر چہ وہ سمندر کے جھاگ کے بقدر ہوں، اور اگر چہ وہ درختوں کے پتوں کی تعداد میں ہوں، اور اگر چہ وہ عالج بیابان کی ریت کی تعداد میں ہوں، اور اگر چہ وہ دنیا کے دنوں کی تعداد میں ہوں (یہ حدیث ضعیف ہے، وصافی: عبید اللہ بن الولید ضعیف راوی ہے، اور عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی جدلی بھی معمولی راوی (صدوق) ہے، اور وہ حدیث میں غلطیاں بھی بہت کرتا تھا، اور شیعی اور مدلس بھی تھا، اور عالج: جزیرۃ العرب کا ایک بیابان ہے، جس میں بے پناہ ریت ہے)

[۱۷-] باب مِنْهُ

[۳۴۱۹-] حدثنا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْوَصَّافِيِّ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ إِلَى فِرَاشِهِ: " أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ ذُنُوْبَهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ وَرَقِ الشَّجَرِ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمْلِ عَالِجٍ، وَإِنْ كَانَتْ عَدَدَ أَيَّامِ الدُّنْيَا"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْوَصَّافِيِّ.

باب مِنْهُ

چوتھا ذکر: نبی ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے، پھر کہتے: اَللّٰهُمَّ! قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ: الٰہی! مجھے اپنے عذاب سے بچا جب آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریں۔

تشریح: یہ ذکر حضرت حذیفہ، حضرت براء اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، پہلے حضرت حذیفہؓ کی روایت لکھی ہے، اس میں راوی کو تَجْمَعُ اور تَبْعَثُ میں شک ہے، لیکن باقی دو حضرات کی روایتوں میں بغیر شک کے تَبْعَثُ ہے۔ پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت لکھی ہے، اور اس کی چار سندیں بیان کی ہیں:

۱- ابواسحاق سبیعی ہمدانی رحمہ اللہ کے صاحبزادے یوسف اپنے والد ابواسحاق سے، وہ حضرت ابو بردہؓ سے، اور وہ حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۲- سفیان ثوری رحمہ اللہ، ابواسحاق سے، اور وہ حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں، ثوریؒ درمیان میں کوئی واسطہ ذکر نہیں کرتے (ابواسحاق کا حضرت براءؓ سے لقاء وسماع ہے)

۳- شعبہ رحمہ اللہ: ابواسحاق سے، وہ ابوعبیدۃ (صاحبزادۂ ابن مسعود) سے اور ایک دوسرے شخص سے، اور وہ دونوں حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۴- ابواسحاق رحمہ اللہ کے پوتے اسرائیل اپنے دادا ابواسحاق سے، وہ عبد اللہ بن یزید سے، اور وہ حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہیں، پھر تحویل ہے، اسرائیل اپنے دادا ابواسحاق سے، وہ ابوعبیدۃ سے، اور وہ اپنے ابا حضرت عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان اسانید میں کوئی ترجیح قائم نہیں کی، کیونکہ بھی سندیں صحیح ہیں، مسند احمد میں بھی سندوں سے یہ روایت مروی ہے، البتہ آخری سند جو تحویل کے بعد ہے: اس سے یہ روایت ابن ماجہ میں ہے۔

نوٹ: یہ سب سے چھوٹا ذکر ہے، اس کو ہر طالب علم یاد کرلے اور سوتے وقت اس کے پڑھنے کا اہتمام کرے۔

[١٨-] بابٌ مِنْهُ

[٣٤٢٠-] حدثنا ابنُ أبِی عُمَرَ، نَاسُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: أنَّ النبیَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ رَأْسِهِ: ثُمَّ قَالَ: "اللَّهُمَّ قِنِی عَذَابَكَ يَوْمَ تَجْمَعُ أَوْ: تَبْعَثُ عِبَادَكَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣٤٢١-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُوسُفَ بْنِ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِی بُرْدَةَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَتَوَسَّدُ يمِينَهُ عِنْدَ الْمَنَامِ، ثُمَّ يَقُولُ: "رَبِّ قِنِی عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرَوَى الثَّوْرِیُّ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، لَمْ يَذْكُرْ بَيْنَهُمَا أَحَدًا، وَرَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِی عُبَيْدَةَ، وَرَجُلٍ آخَرَ، عَنِ الْبَرَاءِ، وَرَوَاهُ إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْبَرَاءِ، وَعَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِی عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، عَنِ النبیِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ.

بابٌ مِنْهُ

پانچواں ذکر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے، جب ہم میں سے کوئی اپنی خواب گاہ کو پکڑے تو کہے:

اللّٰهم! رَبَّ السماوات وربَّ الأرضين! وربَّنا وربَّ كلِّ شيئٍ! فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ! ومُنْزِلَ التوراةِ وَالإِنْجِيلِ وَالقُرآنِ! أعوذ بك من شرِّ كلِّ ذی شرٍّ أنتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أنتَ الأولُ فليس قبلك شيئٌ، وَأنتَ الآخر فليس بعدك شيئٌ، وَأنت الظاهر، فليس فوقك شيئٌ، وأنت الباطن، فليس دونك شيئٌ، اِقْضِ عَنِّی الدَّيْنَ، وأَغْنِنِی مِنَ الْفَقْرِ.

(اے اللہ! اے آسمانوں کے پروردگار اور اے زمینوں کے پروردگار! اور اے ہمارے پروردگار اور اے ہر چیز کے

پروردگار! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! یعنی اگانے والے! اور اے تورات وانجیل وقرآن کو نازل فرمانے والے! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ہر برائی والی چیز کی برائی سے، جس کی پیشانی کے بالوں کو آپ پکڑنے والے ہیں، یعنی ہر چیز آپ کے قبضہ قدرت میں ہے، آپ ہی سب سے پہلے ہیں، آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں! اور آپ ہی سب کے بعد ہیں، آپ کے بعد کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی ظاہر ہیں، آپ سے اوپر کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی باطن ہیں، آپ کے ورے کوئی چیز نہیں، میری طرف سے قرضہ چکائیے، اور مجھے فقر سے بے نیاز کردیجئے!

تشریح: اللہ ہی اول وآخر ہیں یعنی نہ ان پر عدم سابق طاری ہوا، اور نہ عدم لاحق طاری ہوگا ـــــ اور اللہ ہی ظاہر ہیں یعنی دلائل کے اعتبار سے، کیونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ ان کے وجود کی گواہی دے رہا ہے، ہر ورق دفتر یست از معرفت کردگار! اور آپ سے اوپر کوئی چیز نہیں یعنی معرفت کے اعتبار سے آپ سے اجلی کوئی چیز نہیں، اور آپ ہی باطن ہیں، یعنی آپ کی ذات کا کوئی ادراک نہیں کرسکتا۔

فائدہ: یہ دعا ان بندگانِ خدا کے زیادہ حسب حال ہے جو مقروض اور معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہیں، وہ یہ دعا کرکے سوئیں اور رب کریم سے امید رکھیں کہ وہ رزق میں کشائش کی کوئی صورت پیدا فرمائیں گے (معارف الحدیث ۵:۱۸۳)

[۱۹-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۲۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، نا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُنَا: إِذَا أَخَذَ أَحَدُنَا مَضْجَعَهُ أَنْ يَقُوْلَ: " اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْأَرَضِيْنَ، وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ، فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الآخِرُ، فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ، فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ، فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ، وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ مِنْهُ

چھٹا ذکر: نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنے بستر سے کھڑا ہو، پھر اس کی طرف لوٹے (عرب بستر بچھا ہوا چھوڑ دیتے تھے) تو چاہئے کہ وہ اس کو اپنی لنگی کے پلّے سے تین مرتبہ جھاڑے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کیا چیز بستر پر اس کے پیچھے آئی ہے، اس کے اٹھنے کے بعد، یعنی ممکن ہے کوئی کیڑا، تتیا، بچھو وغیرہ اس پر آگرا ہو، پھر جب لیٹ جائے تو کہے: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا،

بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عبادَكَ الصَّالحين. اے میرے پروردگار! آپ کے نام سے میں نے پہلو رکھا، اور آپ کی مدد سے میں اس کو اٹھاؤں گا، اگر آپ میری جان کو روک لیں تو اس پر مہربانی فرمائیں، اور اگر آپ اس کو چھوڑ دیں تو اس کی نگہداشت فرمائیں، اس چیز کے ذریعہ جس سے آپ اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں۔

اور جب بیدار ہو تو کہے: الحمدُ للّٰه الذی عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ، وَرَدَّ عَلَیَّ روحی، وَأَذِنَ لِی بذکرہ: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے جسم کو عافیت بخشی، اور مجھ پر میری روح واپس پھیر دی، اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی اجازت دی یعنی موقع فراہم کیا۔

[۲۰-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۲۲-] حدثنا ابْنُ أَبِیْ عُمَرَ الْمَکِّیُّ، نَا سُفْیَانُ، عَنْ ابنِ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ: " إِذَا قَامَ أَحَدُکُمْ عَنْ فِرَاشِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَیْهِ، فَلْیَنْفُضْهُ بِصَنِفَةِ إِزَارِهِ، ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، فَإِنَّهُ لاَیَدْرِیْ مَا خَلَفَهُ عَلَیْهِ بَعْدَهُ، فَإِذَا اضْطَجَعَ فَلْیَقُلْ:" بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ، وَبِکَ أَرْفَعُهُ، فَإِنْ أَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ" فَإِذَا اسْتَیْقَظَ فَلْیَقُلْ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ، وَرَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ، وَأَذِنَ لِیْ بِذِکْرِهِ" وفی الباب: عَنْ جَابِرٍ، وَعَائِشَةَ، وَحدیثُ أَبِیْ هُرَیْرَةَ حدیثٌ حسنٌ.

لغت: الصِّنفَةُ وَالصَّنِفَةُ: کپڑے کا حاشیہ، کنارہ، پلا۔

بابُ ماجاءَ فِی مَنْ یَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت قرآن کریم پڑھنا

۱- سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھنا

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ جب ہر رات اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑتے تو اپنی دونوں ہتھیلیاں اکٹھا کرتے، پھر ان میں دم کرتے (دم میں ہوا کے ساتھ تھوک کے ہلکے ذرات بھی جانے چاہئیں) پھر ان میں سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھتے، یعنی یہ تین سورتیں پڑھ کر ہتھیلیوں میں دم کرتے، اور جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچ سکتے ان کو اپنے جسم پر پھیرتے، پہلے سر اور چہرے پر اور جسم کے سامنے کے حصے پر پھیرتے، آپؐ یہ عمل تین دفعہ کرتے۔

تشریح: سورۃ الاخلاص بڑی بابرکت سورت ہے، اس میں توحید کی کامل تعلیم ہے، اور معوذتین: رقیہ (منتر) ہیں،

ان کے ذریعہ سحر اور آسیب سے حفاظت ہوتی ہے، آج کل مسلمان سحر کا کس قدر رونا روتے ہیں! اور آسیب سے کس قدر پریشان ہیں! اور یہ تین سورتیں ہر شخص کو یاد ہوتی ہیں، مگر لوگ غفلت برتتے ہیں، پس یہ کس قدر حرمان نصیبی کی بات ہے! کاش لوگوں کو ان سورتوں کی قدر و قیمت معلوم ہو جائے! اور ان سورتوں کے ساتھ سورۃ الکافرون بھی پڑھنی چاہئے، جیسا کہ آئندہ حدیث میں آرہا ہے۔

[۲۱-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْمَنْ يَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ عِنْدَ الْمَنَامِ

[۳۴۲۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ، جَمَعَ كَفَّيْهِ، ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا، فَقَرَأَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ، وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

بَابٌ مِنْهُ

۲-سورۃ الکافرون پڑھنا

حدیث: نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ (ذکر و دعا) سکھلایئے جسے میں کہوں، جب میں اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑوں، پس آپ نے فرمایا: ''سورۃ الکافرون پڑھو، پس وہ شرک سے براءت (بے تعلقی) ہے'' (شعبہؒ کہتے ہیں: ابو اسحاق کبھی مرۃ کہتے تھے اور کبھی نہیں کہتے تھے۔یعنی یہ سورت ایک مرتبہ پڑھیں)

تشریح: سورۃ الکافرون بھی سورۃ الاخلاص ہے، اس میں اخلاص فی العبادۃ کا بیان ہے، اور ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ میں اخلاص فی الاعتقاد کا بیان ہے، اور اس حدیث کو گذشتہ حدیث کے ساتھ ملایا جائے، تو سوتے وقت چار قل پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

سند کا بیان: اس حدیث کی سند میں ابو اسحاق رحمہ اللہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے، شعبہؒ کی سند جو باب کے شروع میں ہے: اس طرح ہے: عن أبی إسحاق، عن رجل، عن فروۃ (فروۃ صحابی نہیں ہیں، پس یہ روایت مرسل ہے) اور اسرائیل و زہیر کی سندیں اس طرح ہیں: عن أبی اسحاق، عن فروۃ، عن أبیه نوفل، یہ سند اصح ہے، کیونکہ زہیر: اسرائیل کے متابع ہیں، اور حضرت نوفل صحابی ہیں، پس سند متصل ہے۔ اور اس حدیث کو فروۃ کے بھائی

عبدالرحمٰن بھی اپنے ابانوفل سے روایت کرتے ہیں، پس عبدالرحمٰن: نوفل کے متابع ہوئے، اس لئے یہ سند صحیح ہے۔

[۲۲-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۲۵-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ: أَنَّهُ أَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَقُوْلُهُ إِذَا أَوَيْتُ إِلَى فِرَاشِيْ، فَقَالَ: "اقْرَأْ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ، فَإِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ" قَالَ شُعْبَةُ: أَحْيَانًا يَقُوْلُ: مَرَّةً، وَأَحْيَانًا لَايَقُوْلُهَا.

[۳۴۲۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ حِزَامٍ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ أَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَهٰذَا أَصَحُّ، وَرَوَى زُهَيْرٌ هٰذَا الحديثَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ، وَهٰذَا أَشْبَهُ وَأَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ.

وَقَدِ اضْطَرَبَ أَصْحَابُ أَبِيْ إِسْحَاقَ فِيْ هٰذَا الحديثِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، قَدْ رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَوْفَلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ: هُوَ أَخُوْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ.

۳- سورۃ السجدۃ اور سورۃ الملک پڑھنا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نہیں سویا کرتے تھے یہاں تک کہ سورۃ السجدۃ اور سورۃ الملک پڑھتے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث تحفۃ الالمعی (۷: ۵۰ حدیث ۲۹۰۱) میں گذر چکی ہے، اور سندوں پر کلام بھی وہاں گذر چکا ہے۔ زہیر بن معاویہ شدت سے انکار کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: یہ حدیث ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کرتے، انھوں نے خود ابوالزبیر سے پوچھا ہے کہ آپ نے یہ حدیث حضرت جابرؓ سے سنی ہے؟ انھوں نے انکار کیا، اور کہا: میں نے یہ حدیث صفوان بن عبداللہ بن صفوان بن امیہ قرشی سے سنی ہے (یہی صفوان بھی ہیں اور ابن صفوان بھی) ——— مگر محاربی: عبدالرحمٰن بن محمد بن زیاد کوفی، اور سفیان ثوری وغیرہ یہ حدیث امام لیث سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوالزبیر سے، اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں، اور امام لیث کے علاوہ مغیرۃ بن مسلم بھی ابو الزبیر سے اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں، پس مغیرۃ: امام لیث کے متابع ہیں، پس زہیر کا بیان کیسے قابل قبول ہوسکتا ہے؟ (اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے کوئی ترجیح قائم نہیں کی)

[۳٤۲۷-] حدثنا هِشَامُ بْنُ يُونُسَ الْكُوفِيُّ، نَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَايَنَامُ، حَتّٰى يَقْرَأَ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ وَتَبَارَكَ.

وَهٰكَذَا رَوَى الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ، وَرَوَى زُهَيْرٌ هٰذَا الحديثَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: سَمِعْتَهُ مِنْ جَابِرٍ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ جَابِرٍ، إِنَّمَا سَمِعْتُهُ مِنْ صَفْوَانَ أَوْ: ابنِ صَفْوَانَ، وَقَدْ رَوَى شَبَابَةُ، عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ نَحْوَ حَدِيْثِ لَيْثٍ.

۴-سورۃ الزمر اور سورہ بنی اسرائیل پڑھنا

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ جب تک سورۃ الزمر اور سورہ بنی اسرائیل نہیں پڑھتے تھے: سوتے نہیں تھے (یہ حدیث تحفہ ۷:۴ حدیث ۲۹۳۲ میں آچکی ہے)

سند کا بیان: اس حدیث کی سند متصل ہے، ابولبابہ مروان بصری ثقہ راوی ہے، کہتے ہیں: وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ تھا، اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن زیاد کا مولیٰ تھا، بہرحال اس کا حضرت عائشہ سے سماع ہے، اور حماد بن زید کا اس سے سماع ہے۔

[۳٤۲۸-] حدثنا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي لُبَابَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَايَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الزُّمَرَ، وَبَنِي إِسْرَائِيْلَ.

أَخْبَرَنِي مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: أَبُوْ لُبَابَةَ هٰذَا اسْمُهُ مَرْوَانُ، مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، وَسَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ، سَمِعَ مِنْهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ.

۵-مُسَبِّحات پڑھنا

حدیث: حضرت عرباض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ جب تک مُسَبِّحات نہیں پڑھتے تھے: سوتے نہیں تھے، اور فرماتے تھے کہ ان سورتوں میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے (یہ حدیث تحفہ ۷:۴ حدیث ۲۹۳۳ میں آچکی ہے)

تشریح: مسبحات: سات سورتیں ہیں، جن کے شروع میں سبحان یا سَبَّحَ (ماضی) یا يُسَبِّحُ (مضارع) یا سَبِّحْ (امر) ہے، وہ یہ ہیں: اسراء، حدید، حشر، صف، جمعہ، تغابن اور اعلیٰ۔

[۳٤۲۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ، عَنْ بُحَيْرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بِلَالٍ، عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ لَايَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الْمُسَبِّحَاتِ، وَيَقُوْلُ: " فِيْهَا آيَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ آيَةٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ مِنْهُ

٦-قرآنِ پاک کی کوئی بھی سورت پڑھنا

حدیث: بنوحنظلہ کا ایک شخص (مجہول راوی) کہتا ہے: میں ایک سفر میں حضرت شداد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، آپؓ نے فرمایا: کیا میں تجھے نہ سکھاؤں وہ دعا جو نبی ﷺ ہم کو سکھلایا کرتے تھے کہ ہم کہیں:

اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وأسألك لسانا صادقا، وقلباً سليماً، وأعوذ بك من شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسألك من خير ما تعلم، وأستغفرك مماتعلم، إنك أنت عَلَّامُ الغيوب.

(اے اللہ! میں آپ سے دین میں ثابت قدمی کی درخواست کرتا ہوں، اور میں آپ سے پختہ ہدایت کی درخواست کرتا ہوں، اور میں آپ سے آپ کی نعمتوں کا شکر بجالانے کی اور آپ کی بہترین عبادت کرنے کی درخواست کرتا ہوں، اور میں آپ سے سچی زبان اور محفوظ دل مانگتا ہوں، اور ان چیزوں کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جن کو آپ جانتے ہیں، اور ان چیزوں کی بھلائی کی درخواست کرتا ہوں جن کو آپ جانتے ہیں، اور ان سب گناہوں کی معافی مانگتا ہوں جن کو آپ جانتے ہیں، بیشک آپ تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جاننے والے ہیں)

حضرت شدادؓ نے فرمایا: اور نبی ﷺ نے فرمایا: "جو بھی مسلمان اپنی خوابگاہ پکڑے (اور) کتاب اللہ کی کوئی بھی سورت پڑھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرتے ہیں، پس اس سے کوئی ایسی چیز نزدیک نہیں ہوتی جو اس کو ستائے، یہاں تک کہ اٹھ کھڑا ہو وہ: جب اٹھ کھڑا ہو" (یہ آخری جزء یہاں مقصود ہے)

[۲۲-] بابٌ مِنْهُ

[۳٤۳۰-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نا سُفْيَانُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيْرِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ حَنْظَلَةَ، قَالَ: صَحِبْتُ شَدَّادَ بْنَ أَوْسٍ فِيْ سَفَرٍ، فَقَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُنَا أَنْ نَقُوْلَ؟: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَأَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ، وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ، وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا، وَقَلْبًا سَلِيْمًا، وَأَعُوْذُ

بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ"

قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَامِنْ مُسْلِمٍ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ يَقْرَأُ سُوْرَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ إِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ مَلَكًا، فَلَا يَقْرَبُهُ شَيْئٌ يُؤْذِيْهِ، حَتّٰى يَهُبَّ مَتٰى هَبَّ"

هٰذَا حديثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأَبُو الْعَلَاءِ: اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْبِيْحِ، وَالتَّكْبِيْرِ، وَالتَّحْمِيْدِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کا ورد

ا- تسبیحاتِ فاطمہؓ کا بیان

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں سب کام کرنا ہوتا تھا، چکی خود چلاتیں، مشکیزے میں پانی بھر کر لاتیں، گھوڑے کا چارہ تیار کرتیں، گھر میں جھاڑو لگاتیں، اور بچوں کی دیکھ ریکھ کرتیں، ان سب کاموں کی وجہ سے وہ تھک جاتیں تھیں، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ نبی ﷺ کے پاس دولڑکے (غلام) آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ وہ ابا کے پاس جائیں، اور ایک غلام مانگ لائیں، تاکہ کام کا بوجھ کچھ ہلکا ہو ـــــ حضرت فاطمہؓ گئیں، مگر اتفاق سے کچھ صحابہ آپؐ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ گھر میں چلی گئیں، جب لوگوں کے اٹھنے میں دیر ہوئی تو انھوں نے بالا جمال حضرت عائشہؓ سے اپنی حاجت کا تذکرہ کیا، اور واپس آگئیں، آپ ﷺ نے ان کو آتے جاتے دیکھا تھا، بعد میں حضرت عائشہؓ نے ان کی آمد کا مقصد بیان کیا، مگر آپؐ کو دن بھر فرصت نہیں ملی، آپ عشاء کے بعد ان کے گھر تشریف لے گئے، دونوں میاں بیوی اپنے اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے، آپؐ کی آمد پر دونوں نے اٹھنا چاہا، مگر آپؐ نے منع کر دیا، آپؐ دونوں کے درمیان خالی جگہ میں بیٹھ گئے، آپؐ نے پوچھا: فاطمہ! دن میں تم کیوں آئی تھیں؟ (آپؐ تفصیل سے ان کی بات سننا چاہتے تھے) حضرت فاطمہؓ شرم کی وجہ سے خاموش رہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں بتاتا ہوں، پھر انھوں نے ساری بات تفصیل سے بیان کی، اور یہ بھی بتایا کہ میں نے ان کو مشورہ دیا تھا ـــــ آپؐ نے فرمایا: "وہ غلام تمہارے لئے نہیں ہیں، میں وہ غلام ان یتیم بچوں کو دونگا جن کے والد بدر میں شہید ہو گئے ہیں" ـــــ پھر آپؐ نے فرمایا: "میں تمہیں ایک عمل بتاتا ہوں، جس کو تم دونوں کرو گے تو تم گھر کے کام سے نہیں تھکوگی، جب تم دونوں اپنی خوابگاہوں میں پہنچ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو (اگر میاں بیوی دونوں یہ تسبیحات پابندی سے پڑھیں تو بیوی گھر کے کام کاج سے نہیں تھکے گی، اور یہی تسبیحاتِ فاطمہ ہیں، اور نمازوں کے بعد یہی تسبیحات تسبیح فقراء ہیں، اس سلسلہ کی حدیث اور تفصیل تحفہ (۲۲۸:۲) میں

گذر چکی ہے) پھر آپؐ نے تہجد کی ترغیب دی، اور فرمایا: "رات میں اٹھنا چاہئے، اور نماز پڑھنی چاہئے!" (اس کا معقول جواب یہ تھا کہ یا رسول اللہ! ہم کوشش کریں گے، آپؐ ہمارے لئے توفیق کی دعا فرمائیں، مگر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ! جب ہم سو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہماری روحیں قبض کر لیتے ہیں: جب وہ چھوڑیں تو ہم اٹھیں! آپؐ نے یہ جواب پسند نہیں فرمایا، اور آپؐ ران پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ إن الإنسان أكثرُ شيئٍ جَدَلاً: انسان بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے!

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے آٹا پیسنے کی وجہ سے اپنے ہاتھوں کے چھالوں کی شکایت کی، میں نے کہا: کاش آپ اپنے ابا کے پاس جاتیں، اور ان سے کوئی خادم مانگ لاتیں! پس آپؐ نے فرمایا: "کیا میں تم دونوں کو اس کام سے آگاہ نہ کروں جو تم دونوں کے لئے خادم سے بہتر ہے؟ جب تم دونوں اپنی خوابگاہوں میں پہنچ جاؤ تو دونوں ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ الحمد للہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہو، اور حدیث میں لمبا مضمون ہے (جو اوپر آ گیا، اور یہ روایت متفق علیہ ہے)

[۲۴-] بابُ مَاجَاءَ فِي التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ وَالتَّحْمِيدِ عِندَ الْمَنَامِ

[۳۴۳۱-] حدثنا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ، نَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: شَكَتْ إِلَيَّ فَاطِمَةُ مَجْلَ يَدَيْهَا مِنَ الطَّحِيْنِ، فَقُلْتُ: لَوْ أَتَيْتِ أَبَاكِ، فَسَأَلْتِيْهِ خَادِمًا؟ فَقَالَ: " أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلَى مَاهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنَ الْخَادِمِ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضْجَعَكُمَا تَقُوْلاَنِ ثَلاَثًا وَثَلاَثِيْنَ وَثَلاَثًا وَثَلاَثِيْنَ وَأَرْبَعًا وَثَلاَثِيْنَ مِنْ تَحْمِيْدٍ وَتَسْبِيْحٍ وَتَكْبِيْرٍ" وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَوْنٍ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ.

[۳۴۳۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى، نَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: جَاءَ تْ فَاطِمَةُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم تَشْكُوْ مَجْلَ يَدَيْهَا، فَأَمَرَهَا بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ.

بابٌ مِنْهُ

۲- جو شخص دو باتوں کی پابندی کرے وہ جنت میں ضرور جائے گا

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "دو باتیں: جو بھی مسلمان ان دو باتوں کی حفاظت کرے: وہ جنت میں ضرور جائے گا، سنو! اور وہ دونوں بہت آسان ہیں (مگر) ان پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں:

۱- ہر نماز کے بعد دس دس مرتبہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنا ـــــ راوی کہتے ہیں: پس میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: باندھتے تھے وہ ان کو اپنے ہاتھ سے (تحفۃ الاحوذی میں ہے کہ ایک نسخہ میں: یَعُدُّھَا ہے یعنی گنتے تھے عقدِ انامل سے) نبی ﷺ نے فرمایا: پس یہ پڑھنے میں ڈیڑھ سو ہیں، اور میزانِ عمل میں پندرہ سو ہیں (کیونکہ نیکی دس گنا بڑھائی جاتی ہے)

۲- اور جب آپ اپنی خوابگاہ میں پہنچ جائیں تو سو مرتبہ اللہ کی پاکی بیان کریں اور ان کی بڑائی بیان کریں اور ان کی تعریف کریں، یعنی ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہیں، پس یہ پڑھنے میں سو ہیں، اور میزانِ عمل میں ایک ہزار ہیں، پس تم میں سے کون رات دن میں ڈھائی ہزار گناہ کرتا ہے؟ (پس ان نیکیوں کے برائیوں کو بھسم کرنے کے بعد بھی کچھ نیکیاں بچ جائیں گی، اور وہ قیامت کے دن دخولِ جنت کا سبب ہونگی)

صحابہ نے عرض کیا: پس ہم کیسے ان کی حفاظت نہیں کرسکتے؟ آپ نے فرمایا: "آتا ہے تم میں سے ایک کے پاس شیطان درانحالیکہ وہ اپنی نماز میں ہوتا ہے، پس کہتا ہے: یاد کر یہ، یاد کر یہ، یہاں تک کہ پلٹ جاتا ہے، اور شاید اس نے وہ تسبیحات نہ پڑھی ہوں، اور آتا ہے شیطان اس کے پاس، درانحالیکہ وہ اپنی خوابگاہ میں ہوتا ہے، پس برابر اس کو تھپکی دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سو جاتا ہے"

تشریح: پہلے کتاب الصلوٰۃ (باب ۱۸۸ حدیث ۴۱۹ تحفہ ۲: ۲۲۸) میں نمازوں کے بعد ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ کی روایت گذری ہے، اور یہ بات گذری ہے کہ یہ تسبیحات فقراء ہیں ـــــ اور باب کی حدیث جس طرح ابن علیہ نے مفصل بیان کی ہے: شعبہ اور ثوری رحمہما اللہ بھی عطاء سے مفصل روایت کرتے ہیں، البتہ امام اعمش: عطاء سے مختصر روایت کرتے ہیں، جو اگلے نمبر پر ہے، پھر وہ آگے (باب ۷۲ حدیث ۳۵۰۹ باب ماجاء فی عقد التسبیح بالید میں) بھی آرہی ہے۔

حدیث (۲): حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ تسبیحات کو عقدِ انامل سے گنتے تھے۔

تشریح: آگے کتاب الدعوات (باب ۷۲ میں) تفصیل آئے گی کہ عقدِ انامل سے گننے کا کیا حکم ہے، اور تسبیح وغیرہ کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

[۲۵-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۳۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، نَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "خَلَّتَانِ لَا يُحْصِيهِمَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، أَلَا وَهُمَا يَسِيرٌ، وَمَنْ يَعْمَلُ بِهِمَا قَلِيلٌ، يُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُهُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُهُ عَشْرًا - قَالَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْقِدُهَا بِيَدِهِ - قَالَ: "فَتِلْكَ خَمْسُونَ وَمِائَةٌ

بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ وَخَمْسُمِائَةٍ فِي الْمِيْزَانِ.

وَإِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ تُسَبِّحُهُ وَتُكَبِّرُهُ وَتَحْمَدُهُ مِائَةً، فَتِلْكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَأَلْفٌ فِي الْمِيْزَانِ، فَأَيُّكُمْ يَعْمَلُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ أَلْفَي وَخَمْسَمِائَةِ سَيِّئَةٍ؟

قَالُوْا: فَكَيْفَ لَانُحْصِيهَا؟ قَالَ: "يَأْتِي أَحَدَكُمُ الشَّيْطَانُ وَهُوَ فِي صَلَاتِهِ، فَيَقُوْلُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا، حَتَّى يَنْفَتِلَ، فَلَعَلَّهُ أَنْ لَايَفْعَلَ، وَيَأْتِيهِ وَهُوَ فِي مَضْجَعِهِ، فَلَا يَزَالُ يُنَوِّمُهُ حَتَّى يَنَامَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ هٰذَا الحديثَ، وَرَوَى الْأَعْمَشُ هٰذَا الحديثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ مُخْتَصَرًا. وفي الباب: عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

[۳۴۳۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ، نَا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْأَعْمَشِ.

۳-باری باری پڑھی جانی والی تسبیحات

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "باری باری پڑھی جانے والی تسبیحات، جن کا پڑھنے والا محروم نہیں رہتا: ہر نماز کے بعد آپ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہیں (لفظ مُعقِّبات: سورۃ الرعد (آیت ۱۱) میں بھی آیا ہے، وہاں فرشتے مراد ہیں جن کی ڈیوٹی بدلتی رہتی ہے، اور یہاں تسبیحات مراد ہیں، کیونکہ یہ بھی آگے پیچھے پڑھی جاتی ہیں)

فائدہ: یہ حدیث حکم بن عُتَیبَہ کی سند سے مسلم شریف (حدیث ۵۹۶ کتاب المساجد باب ۲۶) میں ہے، اور شعبہؒ اگرچہ حدیث کو مرفوع نہیں کرتے، مگر منصور: عمرو ملائی کے متابع ہیں، اس لئے رفع اصح ہے۔

[۳۴۳۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ سَمُرَةَ الْأَحْمَسِيُّ الْكُوْفِيُّ، نَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحمدٍ، نَا عَمْرُو ابْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مُعَقِّبَاتٌ لَايَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ: تُسَبِّحُ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدُهُ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُكَبِّرُهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ ثِقَةٌ حَافِظٌ، وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الحديثَ عَنِ الْحَكَمِ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ مَنْصُوْرُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحَكَمِ فَرَفَعَهُ.

بابُ ماجاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

سوکراٹھنے کی دعائیں

پہلی دعا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص رات میں یہ ذکر بڑبڑاتا ہوا اٹھا:

لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيئ قدير، وسبحان الله، والحمد لله، ولا إله إلا الله، والله أكبر، ولاحول ولاقوة إلا بالله.

(اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ بے ہمہ ہیں، ان کا کوئی ساجھی نہیں، انہی کا راج ہے، اور انہی کے لئے تعریف ہے (وہی تمام صفاتِ حمیدہ کے ساتھ متصف ہیں) اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں، اور وہ پاک ذات ہیں، اور سب خوبیاں ان کے لئے ہیں، اور ان کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور وہ سب سے بڑے ہیں، اور کچھ طاقت وقدرت نہیں مگر اللہ کی مدد سے)

پھر اس نے کہا: اے میرے پروردگار: میری مغفرت فرما! — یا نبی ﷺ نے فرمایا: پھر اس نے (کوئی بھی) دعا کی — تو اس کی دعا قبول کی جائے گی، پھر اگر وہ ہمت کر کے اٹھا اور وضو کی، پھر نماز پڑھی تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔

تشریح: تَعَارَّ فلان: رات کو بے خواب رہنا، اور بڑبڑاتے ہوئے بستر پر کروٹیں بدلنا (مادّہ: عَرّ) یعنی رات میں جب آنکھ کھلی، اور ابھی پوری نہیں کھلی، اس وقت مذکورہ ذکر دو عا زبان پر جاری ہو تو مذکورہ فضیلت ہے، اور یہ بات اسی کو حاصل ہوتی ہے جو ذکر کرتا ہوا سویا ہو، یا ذکر اس کی نوکِ زباں رہتا ہو —— اس کے بعد عُمیر بن ہانی ابوالولید دمشقی (تابعی) کے بارے میں روایت ہے کہ وہ روزانہ ہزار رکعتیں پڑھتے تھے، اور ایک لاکھ مرتبہ تسبیح پڑھتے تھے، اور یہ بات جبھی ہوسکتی ہے کہ وہ آنکھ کھلتے ہی اٹھ کھڑے ہوتے ہوں، کروٹ بدل کر لیٹ نہ جاتے ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

[٢٦-] بابُ ماجاءَ فِي الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

[٣٤٣٦-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ رِزْمَةَ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَا الْأَوْزَاعِيُّ، ثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، قَالَ: ثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ، قَالَ: ثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ — أَوْ قَالَ: ثُمَّ دَعَا — اسْتُجِيْبَ لَهُ، فَإِنْ عَزَمَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلّٰى قُبِلَتْ صَلَاتُهُ" هٰذَا حديثٌ

حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۴۳۷-] حدثنا عليُّ بنُ حُجرٍ، نا مَسلَمَةُ بنُ عَمرٍو، قال: كان عُمَيرُ بنُ هانئٍ يُصَلِّي كلَّ يومٍ ألفَ سجدةٍ، ويُسَبِّحُ مِائةَ ألفِ تسبيحةٍ.

بابٌ منهُ

دوسری دعا: حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ (جواصحاب صفہ میں سے ہیں) کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے (حجرے کے) دروازے کے پاس سویا کرتا تھا، پس (جب آپ بیدار ہوتے تو) میں آپ کو وضوء کا پانی دیا کرتا تھا، پس میں آپ کو رات کے ایک حصہ میں فرماتے ہوئے سنتا: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حمده: اور میں آپ کو رات کے ایک حصہ میں فرماتے ہوئے سنتا: الحمد لله رب العالمين: یعنی جب بھی آپ کی آنکھ کھلتی کوئی نہ کوئی ذکر زبان مبارک پر جاری ہوتا۔ الْهَوِيُّ: رات کا ایک حصہ۔ اور یہ مفعول فیہ ہے۔

[۲۷-] بابٌ منهُ

[۳۴۳۸-] حدثنا إسحاقُ بنُ منصورٍ، نا النَّضرُ بنُ شُمَيلٍ، ووَهبُ بنُ جريرٍ، وأبو عامرٍ العَقَدِيُّ، وعبدُ الصَّمَدِ بنُ عبدِ الوارثِ، قالوا: نا هشامٌ الدَّستَوائيُّ، عن يحيى بنِ أبي كثيرٍ، عن أبي سَلَمَةَ، قال: ثني ربيعةُ بنُ كعبٍ الأسلميُّ، قال: كنتُ أبيتُ عندَ بابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فأُعطِيهِ وَضوءَهُ، فأسمعُهُ الهَوِيَّ مِنَ اللَّيلِ، يقولُ: "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" وأسمعُهُ الهَوِيَّ مِنَ اللَّيلِ يقولُ: "الحَمدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالَمِينَ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ منهُ

تیسری دعا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ سونے کا ارادہ فرماتے تو کہتے: اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيىٰ: اے اللہ! آپ کے نام پر مرتا ہوں، یعنی سوتا ہوں، اور زندہ ہوتا ہوں یعنی جاگتا ہوں —— اور جب آپ بیدار ہوتے تو فرماتے: الحمدُ لله الذي أَحيا نفسِي بعدَ ما أماتَها، وإليه النُّشُور: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری جان کو مارنے کے بعد زندہ کیا، اور قیامت میں اٹھ کر انہی کے پاس حاضر ہونا ہے۔

ملحوظہ: سونے اور جاگنے کی یہ دعائیں بہت مختصر ہیں، طلبہ ان کو یاد کرلیں اور معمول بنائیں۔

[۲۸-] بابٌ منهُ

[۳۴۳۹-] حدثنا عمرُ بنُ إسماعيلَ بنِ مُجالِدِ بنِ سعيدٍ الهَمْدانيُّ، نا أبي، عن عبدِ المَلِكِ بنِ عُمَيرٍ،

عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ نَمُوْتُ وَنَحْيٰى" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَا نَفْسِي بَعْدَ مَا أَمَاتَهَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابُ ماجاء: مَايَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلَاةِ؟

جب رات کو تہجد کے لئے اٹھے تو کیا ذکر کرے؟

اس باب میں اور آئندہ باب میں طویل اذکار ہیں، جن کو یاد کرنا ہمارے طلبہ کے بس کی بات نہیں، ان کو اہل لسان ہی یاد کر سکتے ہیں، اس لئے صرف ترجمہ کرتا ہوں، طلبہ ترجمہ اچھی طرح سمجھ لیں اور مضمون محفوظ کر لیں، اور اپنی زبانوں میں دعا میں یہ مضامین ادا کریں:

پہلا ذکر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ رات کے درمیان میں نماز کے لئے اٹھتے تو یہ ذکر کرتے تھے: ''اے اللہ! آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں، آپ آسمانوں اور زمین کا نور ہیں یعنی کائنات میں جس کو بھی نور ہدایت نصیب ہوا ہے وہ آپ ہی کا عنایت فرمایا ہوا ہے ــــ اور آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں، آپ آسمانوں اور زمین کو تھامنے والے ہیں ــــ اور آپ کے لئے تعریف ہے، آپ آسمانوں اور زمین کے اور ان چیزوں کے جو ان میں ہیں پروردگار ہیں ــــ آپ برحق ہیں یعنی آپ کا وجود یقینی ہے ــــ اور آپ کا (قیامت کا) وعدہ برحق ہے ــــ اور آپ سے ملنا برحق ہے ــــ اور جنت برحق ہے ــــ اور دوزخ برحق ہے ــــ اور قیامت برحق ہے ــــ اے اللہ! میں آپ کے سامنے سرافگندہ ہوں ــــ اور میں آپ ہی پر ایمان لایا ہوں ــــ اور میں نے آپ پر بھروسہ کیا ہے ــــ اور میں آپ ہی کی طرف رجوع ہوتا ہوں ــــ اور میں آپ ہی کی مدد سے دشمن سے جھگڑا کرتا ہوں ــــ اور میں آپ ہی کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کرتا ہوں ــــ پس بخش دیں آپ میرے وہ گناہ جو میں نے پہلے کئے اور جو میں بعد میں کرونگا ــــ اور جو میں نے چپکے سے کئے اور جو میں نے برملا کئے ــــ آپ ہی میرے معبود ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں! (یہ روایت متفق علیہ ہے)

[۲۹-] بابُ ماجاء: مَايَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى الصَّلَاةِ؟

[۳۴۴۰-] حدثنا الأنصاريُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ، يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ! وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ! وَلَكَ

الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ! أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاءُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِي مَاقَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

لغات: القَيَّام، القَوَّام، القَيُّوْم: وہ ذات جو ہمیشہ قائم رہے اور اپنے علاوہ ہر چیز کی نگران ومحافظ ہو، کائنات کو تھامنے والی ہستی ..... أَنَابَ إِنابةً: بار بار لوٹنا، أَنَابَ إِلَى اللّٰہِ: تائب ہو کر اللہ کی طرف رجوع کرنا ..... خَاصَمَہُ مخاصمةً: کسی سے جھگڑا کرنا ..... حَاكَمَہُ إلى فلان: کسی کے خلاف کسی کے پاس مقدمہ لے جانا، حَاكَمَہُ إِلى الله أو إلى كتاب الله: فیصلہ کے لئے اللہ یا اللہ کی کتاب کی طرف رجوع کرنا۔

بَابٌ مِنْهُ

دوسرا ذکر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے ایک رات جب آپؐ (تہجد کی) نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: ''اے اللہ! بیشک میں آپ سے درخواست کرتا ہوں خاص اپنے پاس سے خاص مہربانی کی — جس کے ذریعہ آپ میرے دل کو راہِ راست دکھائیں — اور اکٹھا کریں اس کے ذریعہ میرے معاملہ کو یعنی اپنی رحمت سے مجھے جمعیت خاطر نصیب فرمائیں — اور اس کے ذریعہ آپ میری پراگندگی دور فرمائیں یعنی آپ کی رحمت سے میرے احوال کی ابتری دور ہو — اور اس کے ذریعہ آپ میری غیر موجود چیزوں کو سنواریں — اور اس کے ذریعہ آپ میری موجود چیزوں کو بلند فرمائیں یعنی ان کی قدر افزائی فرمائیں — اور اس کے ذریعہ میرے عمل کو ستھرا فرمائیں — اور اس کے ذریعہ مجھے میری ہدایت الہام فرمائیں یعنی آپ کی رحمت سے میرے دل میں وہی بات آئے جو صحیح اور مناسب ہو — اور اس کے ذریعہ آپ میری طرف میری رغبت پھیریں، یعنی مجھے جن چیزوں سے رغبت والفت ہو وہ اپنی رحمت سے مجھے عطا فرمائیں — اور آپ اپنی رحمت کے ذریعہ میری ہر برائی سے حفاظت فرمائیں''

''اے اللہ! مجھے ایسا ایمان ویقین نصیب فرمائیں جس کے بعد کفر نہ ہو یعنی کوئی بھی بات مجھ سے احکام شرعیہ کے خلاف سرزد نہ ہو — اور ایسی رحمت عطا فرمائیں جس کے ذریعہ میں دنیا وآخرت میں آپ کی عزت کا شرف حاصل کروں یعنی سرخ رو ہوؤں''

''اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں قضاء کے فیصلوں میں کامیابی کی یعنی تقدیر کا ہر فیصلہ میری پسند کے مطابق ہو — اور شہداء کی قیامگاہ کی — اور نیک بختوں کی زندگی کی — اور دشمنوں پر مدد (غلبہ) کی''

"اے اللہ! میں آپ کے پاس اپنی حاجتیں اتارتا ہوں یعنی آپ کی بارگاہ میں اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوا ہوں — اگرچہ میری رائے کوتاہ ہے یعنی میں اپنی عقل سے اپنی حاجتیں پوری نہیں کرسکتا — اور میرا عمل کمزور ہے، یعنی میرا استحقاق نہیں ہے کہ درخواست کروں — میں آپ کی رحمت کا محتاج ہوں، پس میں آپ سے درخواست کرتا ہوں: اے تمام امور کا فیصلہ فرمانے والے! اور اے سینوں کو شفا بخشنے والے! یعنی دلوں کا روگ دور کرنے والے! جس طرح آپ بز(کھارے اور شیریں) سمندروں کو ایک دوسرے سے جدا رکھتے ہیں: مجھے اور آتش دوزخ کو، اور ہلاکت کی دعا کو اور قبر کی آزمائش کو ایک دوسرے سے جدا رکھیں"

"اے اللہ! جس خیر سے میری رائے کوتاہ رہی ہو یعنی وہ خیر میری عقل میں نہ آئی ہو — اور اس تک میری نیت نہ پہنچی ہو — اور میں نے آپ سے اس کی استدعا نہ کی ہو (من خیر: ما کا بیان ہے) — (اور) جس خیر کا آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کیا ہو، یا جو خیر آپ اپنے بندوں میں سے کسی کو دینے والے ہوں: پس بیشک میں آپ کے سامنے اس خیر کی رغبت کرتا ہوں، اور میں آپ کی رحمت سے، اے جہانوں کے پالنہار! وہ خیر آپ سے مانگتا ہوں"

"اے اللہ! (مخلوق سے) مضبوط رسّی (رشتہ، تعلق) والے! اور درست معاملہ والے! یعنی راہِ راست دکھانے والے! میں آپ سے قیامت کے دن چین کا خواہاں ہوں (یوم الوعید: قیامت کا دن ہے، سورۂ ق آیت ۲۰) اور ہمیشہ رہنے کے دن میں جنت کا طلب گار ہوں (ق ۳۴) ان مقرب بندوں کے ساتھ جو آپ کی بارگاہ کے حاضر باش ہیں، رکوع وسجود کرنے والے ہیں، اور عہد و پیمان کو پورا کرنے والے ہیں، بیشک آپ نہایت مہربان، بہت محبت فرمانے والے ہیں، اور بیشک آپ جو چاہیں کرتے ہیں!"

"اے اللہ! ہمیں راہ نما، ہدایت مآب بنا، گمراہ ہونے والا اور گمراہ کرنے والا نہ بنا، آپ کے دوستوں سے مصالحت کرنے والا بنا، اور آپ کے دشمنوں کا دشمن بنا، آپ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ہم اس سے محبت رکھیں جو آپ سے محبت رکھتا ہے — اور آپ سے دشمنی رکھنے کی وجہ سے ہم اس سے دشمنی رکھیں جو آپ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے"

"اے اللہ! یہ میری دعا ہے، اور قبول فرمانا آپ کا کام ہے — اور یہ میری کوشش ہے، اور بھروسا آپ کی ذات پر ہے"

"اے اللہ! میرے فائدے کے لئے میرے دل میں نور پیدا فرما! — میری قبر میں نور پیدا فرما! — اور میرے دونوں ہاتھوں کے سامنے، اور میرے پیچھے نور پیدا فرما! — اور میرے دائیں بائیں نور پیدا فرما! — اور میرے اوپر اور میرے نیچے نور پیدا فرما! — اور میرے کانوں میں، اور میری آنکھوں میں، اور میرے بالوں میں، اور میری کھال میں، اور میرے گوشت میں، اور میرے خون میں، اور میری ہڈیوں میں نور پیدا فرما!"

"اے اللہ! میرے نور کو بڑھا، اور مجھے نور عطا فرما، اور میرے لئے نور گردان — پاک ہے وہ ذات جس نے عزت کی چادر اوڑھ لی ہے، اور جو عزت کی بات پسند کرتا ہے — پاک ہے وہ ذات جس نے مجد (بزرگی) کا لباس پہن لیا ہے، اور

وہ اس کے ذریعہ معزز ومکرم ہوگیا ہے — پاک ہے وہ ذات جس کے سوا کسی کے لئے پاکی سزاوار نہیں — پاک ہے وہ ذات جو بندوں پر فضل وکرم فرمانے والی ہے! — پاک ہے مجد وکرم والی ذات — پاک ہے جلال واکرام والی ذات!"

لغات وتشریحات:

قولہ: تَلُمُّ بِها شَعَثِیْ: اس رحمت کے ذریعہ آپ میری پراگندگی دور فرمائیں۔ لَمَّ الشیئَ (ن) لَمًّا: اچھی طرح اکٹھا کرنا، خوب جمع کرنا...... الشَعَثُ: منتشر شیرازہ، بکھرے ہوئے اجزاء، پراگندگی، کہتے ہیں: لَمَّ اللّٰہ شَعَثَہ: اللہ نے اس کا حال درست کردیا، اس کا معاملہ ٹھیک کردیا۔

قولہ: نُزُل الشھداء: شہداء کی قیامگاہ، شہداء کی ضیافت، مہمانی: النُّزُل: منزل، قیامگاہ، ضیافت، سورۃ الکہف (آیت ۱۰۷) میں ہے: ﴿كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا﴾: نیک بندوں کی مہمانی کے لئے فردوس (بہشت بریں) کے باغ ہونگے، فردوس ان کی قیامگاہ ہوگی۔

قولہ: قَصَرَ رَأْیِیْ: میری رائے کوتاہ رہی ہو: قَصَرَ فلان عن الأمر: کسی کام سے عاجز و بے بس ہونا، کسی کام کو کرنے میں ناکام رہنا۔

قولہ: کما تُجیر: جس طرح آپ جدائی کرتے ہیں: أَجَارَہ من کذا: پناہ دینا، نجات دینا، سورۃ المؤمنون (آیت ۸۸) میں ہے: ﴿وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ﴾: اور وہ پناہ دیتے ہیں، اور ان کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔

قولہ: دعوۃ الثبور: موت (ہلاکت) کی دعا۔ دیکھیں سورۃ الانشقاق (آیت ۱۱)

قولہ: أو خیرٍ أنت معطیہ: یہ پہلے خیر پر معطوف ہے..... یوم الوعید: قیامت کا دن (دیکھیں سورۂ ق آیت ۲۰) یوم الخلود: ہمیشہ رہنے کا دن یعنی قیامت کا دن (دیکھیں سورۂ ق آیت ۳۴)..... سَلْماً وسِلْماً: صلح جو، امن پسند...... تَعَطَّفَ العِطَافَ: کوٹ وغیرہ پہننا۔

فائدہ: سبحان اللہ! کتنی بلند اور کس قدر جامع ہے یہ دعا! تنہا اس ایک دعا سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے شئون وصفات کی کتنی معرفت حاصل تھی، اور عبدیت جو بندے کا سب سے بڑا کمال ہے: اس میں آپ کا کیا مقام تھا، اور سید العالمین اور محبوب رب العالمین ہونے کے باوجود خود کو آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم کا کتنا محتاج سمجھتے تھے، اور بندگی ونیازمندی کی کس فقیرانہ شان کے ساتھ اس سے اپنی حاجتیں مانگتے تھے، نیز یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ دعا کے وقت آپ کے قلب مبارک کی کیا کیفیت ہوتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے انسانی حاجتوں کا کتنا تفصیلی علم اور کتنا عمیق احساس آپ کو عطا فرمایا تھا، اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ جیسے رؤف ورحیم وکریم ہیں: اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ان دعاؤں کے ایک ایک فقرے پر اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں کیسا تلاطم اور دعا مانگنے والے پر کتنا پیار آتا ہوگا (معارف الحدیث ۵: ۱۶۵)

[٣٠-] بابٌ مِنْهُ

[٣٤٤١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: ثَنِي أَبِي، قَالَ: ثَنِي ابْنُ أَبِي لَيْلَى، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ، هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ لَيْلَةً حِينَ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ، تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ، وَتَجْمَعُ بِهَا أَمْرِيْ، وَتَلُمُّ بِهَا شَعْثِيْ، وَتُصْلِحُ بِهَا غَائِبِيْ، وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ، وَتُزَكِّيْ بِهَا عَمَلِيْ، وَتُلْهِمُنِيْ بِهَا رُشْدِيْ، وَتَرُدُّ بِهَا أُلْفَتِيْ، وَتَعْصِمُنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ.

اَللّٰهُمَّ! أَعْطِنِيْ إِيْمَانًا وَيَقِيْنًا، لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ، وَرَحْمَةً أَنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ فِي الْقَضَاءِ، وَنُزُلَ الشُّهَدَاءِ، وَعَيْشَ السُّعَدَاءِ، وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ.

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِيْ، وَإِنْ قَصُرَ رَأْيِيْ، وَضَعُفَ عَمَلِيْ، افْتَقَرْتُ إِلَى رَحْمَتِكَ، فَأَسْأَلُكَ يَاقَاضِيَ الْأُمُوْرِ! وَيَاشَافِيَ الصُّدُوْرِ! كَمَا تُجِيْرُ بَيْنَ الْبُحُوْرِ: أَنْ تُجِيْرَنِيْ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ، وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُوْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقُبُوْرِ.

اَللّٰهُمَّ مَاقَصُرَ عَنْهُ رَأْيِيْ، وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِيْ، وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِيْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَّهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ مُعْطِيْهِ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ، فَإِنِّيْ أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيْهِ، وَأَسْأَلُكَهُ، بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ! ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ، وَالْأَمْرِ الرَّشِيْدِ، أَسْأَلُكَ الْأَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ، وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ، مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ، الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ، الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ، إِنَّكَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ! وَإِنَّكَ تَفْعَلُ مَاتُرِيْدُ!

اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْنَا هَادِيْنَ، مُهْتَدِيْنَ، غَيْرَ ضَالِّيْنَ، وَلَا مُضِلِّيْنَ، سِلْمًا لِأَوْلِيَائِكَ، وَعَدُوًّا لِأَعْدَائِكَ، نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ أَحَبَّكَ، وَنُعَادِيْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ.

اَللّٰهُمَّ! هٰذَا الدُّعَاءُ، وَعَلَيْكَ الْإِجَابَةُ، وَهٰذَا الْجُهْدُ، وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ.

اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ لِيْ نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ، وَنُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ، وَنُوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ، وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِيْ، وَنُوْرًا عَنْ يَمِيْنِيْ، وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ، وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِيْ، وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِيْ، وَنُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ، وَنُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ، وَنُوْرًا فِيْ شَعْرِيْ، وَنُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ، وَنُوْرًا فِيْ لَحْمِيْ، وَنُوْرًا فِيْ دَمِيْ، وَنُوْرًا فِيْ عِظَامِيْ.

اَللّٰهُمَّ! أَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا، وَأَعْطِنِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا، سُبْحَانَ الَّذِيْ تَعَطَّفَ الْعِزَّ، وَقَالَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِيْ لَبِسَ الْمَجْدَ، وَتَكَرَّمَ بِهِ، سُبْحَانَ الَّذِيْ لَايَنْبَغِي التَّسْبِيْحُ إِلَّا لَهُ، سُبْحَانَ ذِي الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْمَجْدِ وَالْكَرَمِ، سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِثْلَ هٰذَا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ

وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْضَ هٰذَا الحديثِ، وَلَمْ يَذْكُرْهُ بِطُوْلِهِ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ بِاللَّيْلِ

رات میں تہجد شروع کرتے وقت کی دعائیں

پہلی دعا: حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: جب رسول اللہ ﷺ رات میں تہجد کے لئے اٹھتے تھے تو کس دعا سے اپنی نماز شروع فرماتے تھے؟ صدیقہؓ نے فرمایا: جب آپؐ رات میں اٹھتے تھے، اور اپنی نماز شروع فرماتے تھے تو کہتے تھے:

''اے اللہ! اے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل کے پروردگار! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے غیب و شہادت کے جاننے والے! آپ (قیامت کے دن) اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ فرمائیں گے جن میں وہ (دنیا میں) اختلاف کیا کرتے تھے (پس) آپ مجھے اپنی توفیق سے اس دینِ حق پر جمائیے جس میں اختلاف کیا گیا ہے یعنی جسے کچھ لوگ قبول نہیں کرتے، بیشک آپ سیدھے راستے پر ہیں، یعنی آپ ہی کا راستہ سیدھا ہے''

تشریح: دعا کا موقعہ تعریف کا موقعہ ہوتا ہے، اور تعریف کے موقعہ پر امورِ عظام کا تذکرہ کیا جاتا ہے، معمولی باتوں کا تذکرہ نہیں کیا جاتا، یہ تو کہا جائے گا کہ آپ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے ہیں، مگر یہ نہیں کہا جائے گا کہ آپ کیڑے مکوڑوں کو پیدا کرنے والے ہیں، چنانچہ دعا کے شروع میں ایسے ہی امورِ عظام کا ذکر کیا ہے — اور غیب (چھپی ہوئی چیزیں) اور شہادت (کھلی ہوئی اور واضح چیزیں) یہ بات مخلوقات کے اعتبار سے ہے، اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز غیب نہیں — قولہ: اِهْدِنِي: مجھے دینِ حق پر مضبوط رکھئے ﴿اهدنا الصراط المستقیم﴾ میں بھی ہدایت کے یہی معنی ہیں، إراءۃ الطریق کے معنی نہیں ہیں، بلکہ إیصال إلی المطلوب کے معنی بھی نہیں ہیں، بلکہ اس کے بعد کا درجہ مراد ہے، اور وہ ہے مطلوب و مقصود پر جمائے رکھنا — ''جس میں اختلاف کیا گیا'' یعنی جسے کچھ لوگوں نے قبول نہیں کیا — اور آخری جملہ مسلم شریف (حدیث ۷۷۰) کتاب صلاۃ المسافرین حدیث ۲۰۰) میں اس طرح ہے: إنك تهدی من تشاء إلی صراط مستقیم: آپ جسے چاہتے ہیں سیدھا راستہ دکھاتے ہیں۔

[۳۱-] بَابُ مَاجَاءَ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلاَةِ بِاللَّيْلِ

[۳۴۴۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ، نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيْرٍ، قَالَ: ثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه

وسلم يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَاقَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ، فَقَالَ: "اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ، فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ، اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

دیگر دعائیں:

پہلی روایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اعلیٰ درجہ کی صحیح روایت ہے، اس میں پانچ جگہ دعائیں مروی ہیں:

۱-دعائے استفتاح ۲-دعائے رکوع ۳-دعائے قومہ ۴-دعائے سجدہ ۵-دعائے قعدہ۔ یہ حدیث حضرت علیؓ سے عبیداللہ بن ابی رافع روایت کرتے ہیں، پھر ان سے عبدالرحمٰن اعرج، اور یہی مدار حدیث ہیں، پھر پہلی روایت اعرج سے یعقوب ماجشون روایت کرتے ہیں، اور ان سے ان کے لڑکے یوسف روایت کرتے ہیں ــــ اور دوسری روایت یعقوب ماجشون سے ان کے لڑکے یوسف اور ان کے بھتیجے عبدالعزیز روایت کرتے ہیں (پس عبدالعزیز: یوسف کے متابع ہیں) ــــ اور تیسری روایت اعرج سے عبداللہ بن الفضل روایت کرتے ہیں (پس یہ یعقوب ماجشون کے متابع ہیں) ــــ ان روایتوں میں معمولی فرق ہے، اس لئے پہلی روایت کا ترجمہ کیا جاتا ہے، اور باقی دو روایتوں میں جو کلمات مختلف ہیں: ان کا ترجمہ کیا جائے گا (اور ماجشون: ماہ گوں کا معرب ہے یہ اس خاندان کے جدامجد کا لقب تھا، ان کے گال لال تھے، اس لئے ان کا یہ لقب پڑ گیا تھا، پھر ان کا سارا ہی خاندان ماجشون کہلانے لگا)

حدیث: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ (تہجد میں) نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کہتے:

"میں اپنا رخ اس اللہ کی طرف پھیرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا، درانحالیکہ میں حنیف (باطل ادیان سے یکسو ہو کر دینِ حق کی طرف مائل ہونے والا) ہوں، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں (سورۃ الانعام آیت ۷۹) بیشک میری نماز، میری عبادت، میرا جینا، اور میرا مرنا: سارے جہانوں کے پالنہار اللہ ہی کے لئے ہے، جن کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے، اور میں (احکامِ الٰہیہ کے سامنے) سرافگندہ لوگوں میں سے ہوں" (سورۃ الانعام آیات ۱۶۲و۱۶۳) (یہاں تک دعائے توجیہ کہلاتی ہے)

"اے اللہ! آپ بادشاہ ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، آپ میرے پروردگار ہیں، اور میں آپ کا بندہ ہوں، میں نے اپنے اوپر ظلم کیا (کہ آپ کا حق پوری طرح نہیں پہچانا) میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، پس آپ میرے سارے ہی گناہ بخش دیں، آپ کے علاوہ گناہوں کو کوئی بخشنے والا نہیں"

"اور میری بہترین اخلاق کی طرف راہ نمائی فرما، آپ کے علاوہ کوئی بہترین اخلاق کی راہ دکھلانے والا نہیں، اور

مجھ سے برے اخلاق کو پھیر دے (دور کر دے) آپ کے علاوہ کوئی مجھ سے برے اخلاق کو پھیرنے والا نہیں، میں آپ پر ایمان لایا، آپ کی ذات بابرکت اور بلند مرتبت ہے، میں آپ سے گناہوں کی معافی کا طلب گار ہوں، اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں"

پھر جب آپ رکوع فرماتے تو کہتے:

"اے اللہ! آپ کے لئے میں نے رکوع کیا، اور آپ پر میں ایمان لایا، اور آپ کی میں نے تابعداری کی، آپ کے لئے میرے کان، میری آنکھیں، اور میرا گودا، اور میری ہڈیاں، اور میرے پٹھے جھکے ہوئے ہیں"

پھر جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو (قومہ میں) کہتے:

"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! آپ کے لئے تعریف ہے، آسمانوں کو، اور زمین کو، اور اس (فضا) کو بھر کر جو ان کے درمیان ہے، اور ان چیزوں کو بھر کر جن کو آپ چاہیں"

پھر جب آپ سجدہ کرتے تو کہتے:

"اے اللہ! میں نے آپ کے لئے سجدہ کیا، اور میں آپ پر ایمان لایا، اور میں نے آپ کی تابعداری کی، سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ہستی کو جس نے اس کو پیدا کیا، پس اس کی صورت گری کی، اور اس میں شنوائی اور بینائی پیدا کی، سو کیسی شان ہے اللہ کی جو سب صناعوں سے بڑھ کر ہیں!"

پھر آپ آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان کہتے:

"اے اللہ! میرے لئے معاف فرما جو کوتاہیاں میں نے پہلے کیں، اور جو میں آئندہ کروں گا، اور جو میں نے چپکے سے کیں، اور جو میں نے برملا کیں، اور جن کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں، آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں!"

[۳۲-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۴۳-] حدثنا محمدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، نَا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: " وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ

ذُنُوبِي جَمِيعًا، إِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ.
وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ، لَايَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا، لَايَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ، آمَنْتُ بِكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"
فَإِذَا رَكَعَ قَالَ: " اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، خَشَعَ لَكَ سَمْعِي، وَبَصَرِي، وَمُخِّي، وَعَظْمِي، وَعَصَبِي"
فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ، قَالَ:" اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرَضِينَ وَمَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ"
فَإِذَا سَجَدَ، قَالَ:" اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ، فَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ"
ثُمَّ يَكُونُ آخِرَ مَايَقُولُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالسَّلَامِ:" اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

دوسری روایت: پہلی روایت صرف یوسف بن یعقوب بن ابی سلمہ الماجشون کی اپنے ابا یعقوب بن ابی سلمہ الماجشون سے تھی، اور دوسری روایت یوسف الماجشون، اور ان کے چچازاد بھائی عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون کی ہے، یوسف اپنے ابا سے، اور عبدالعزیز اپنے چچا یعقوب بن ابی سلمہ الماجشون سے روایت کرتے ہیں، اس روایت میں دوجگہ معمولی تفاوت ہے، جو درج ذیل ہے:

۱۔**قولہ: لبیك وسعدیك إلخ**: میں بار بار آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، اور بار بار آپ کی عبادت کو سعادت سمجھتا ہوں، اور خیر ساری کی ساری آپ کے قبضہ میں ہے، اور برائی آپ کی طرف منسوب نہیں ہے، اور میرا وجود آپ کی وجہ سے ہے، اور میں آپ کی پناہ لیتا ہوں۔

تشریح: ہر چیز کے خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہیں، شر کے خالق بھی وہی ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں، مگر تعریف کے موقعہ پر شر کی نسبت اللہ کی طرف جائز نہیں، چنانچہ سورہ آل عمران (آیت ۲۶) میں بھی: ﴿بِیَدِكَ الْخَیْرُ﴾ ہی فرمایا ہے، شر کا تذکرہ نہیں کیا، کیونکہ وہ بھی تعریف کا موقعہ ہے۔

۲۔**قولہ: وما أسرفتُ**: اور میں جو کچھ حد سے بڑھا۔

ان دوجگہوں کے علاوہ دعا بعینہ وہی ہے جو پہلی روایت میں گذری، اور ان دونوں سندوں سے یہ روایت مسلم شریف (حدیث ۷۷۱ کتاب صلاۃ المسافرین حدیث ۲۰۱ و ۲۰۲ باب ۲۶ باب الدعاء فی صلاۃ اللیل وقیامہ) میں ہے، پس ترمذی اور مسلم میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ یہ دعائیں تہجد کی نماز میں مانگتے تھے، فرائض کے لئے یہ دعائیں نہیں ہیں۔

[۳٤٤٤-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، نَا أَبُو الْوَلِيْدِ الطَّيَالِسِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، وَيُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ، قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ: حَدَّثَنِي عَمِّيْ، وَقَالَ يُوْسُفُ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: ثَنِي الْأَعْرَجُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، قَالَ:" وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلاَتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لاَشَرِيْكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ، أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، إِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلاَّ أَنْتَ.

وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلاَقِ، لاَيَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلاَّ أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لاَيَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلاَّ أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ، أَنَا بِكَ، وَإِلَيْكَ، تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ"

فَإِذَا رَكَعَ، قَالَ:" اللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَخَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ، وَبَصَرِيْ، وَعِظَامِيْ، وَعَصَبِيْ"

وَإِذَا رَفَعَ، قَالَ:" اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمَاءِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَابَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ"

فَإِذَا سَجَدَ، قَالَ:" اللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَصَوَّرَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ، وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ"

ثُمَّ يَقُوْلُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ: "اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، وَمَا أَسْرَفْتُ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

تیسری روایت: عبدالرحمن بن ابی الزناد کی ہے، وہ موسیٰ بن عقبہ سے، اور وہ عبداللہ بن الفضل سے، اور وہ اعرج سے روایت کرتے ہیں، اور عبدالرحمن بڑے فقیہ تھے، ان کے والد کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے، اصل مدینہ کے ہیں، پھر بغداد میں جا بسے تھے، اور تقریب میں ہے: صدوق تغیّر حفظُه لما قَدِمَ بغداد: حدیث میں معمولی ثقہ راوی ہیں، اور جب سے وہ بغداد میں وارد ہوئے ہیں ان کی حدیثی یادداشت میں فرق آ گیا تھا، اور سلیمان بن داؤد ہاشمی بغدادی ہیں، پس ان کا سماع ورودِ بغداد کے بعد کا ہے —— اور موسیٰ بن عقبہ: امام المغازی کے بارے میں کہتے ہیں کہ ابن معین

نے ان کو لَیِّنُ الحدیث قرار دیا ہے، مگر حافظ فرماتے ہیں: لَمْ یَصِحْ: ابن معین کی یہ بات ثابت نہیں، مگر ابن ابی الزناد کا معاملہ تو کمزور ہے، چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ روایت صحیح مسلم میں نہیں لی۔

روایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈھوں کے مقابل تک اٹھاتے، اور یہی عمل کرتے جب آپؐ اپنی قراءت پوری کر لیتے، اور چاہتے کہ رکوع کریں یعنی رکوع میں جاتے وقت بھی رفع یدین کرتے تھے، اور یہی عمل کرتے جب آپؐ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے، اور آپؐ رفع یدین نہیں کرتے تھے اپنی نماز میں کسی جگہ درانحالیکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے، پھر جب آپ دو رکعتوں سے (تیسری رکعت کے لئے) کھڑے ہوتے تو بھی اسی طرح رفع یدین کرتے، پھر تکبیر کہتے، اور جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کے بعد کہتے: وَجَّهتُ وجهِي الی آخرہ۔

قولہ: لامنجا الخ: کوئی جائے پناہ نہیں آپ سے بھاگ کر، اور کوئی ٹھکانہ نہیں، مگر آپ کی طرف...... اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو کہتے: اللہ تعالیٰ سنتے ہیں اس کی جو ان کی تعریف کرتا ہے، پھر اس کے پیچھے لاتے: اے اللہ! (الی آخرہ) تسمیع وتحمید کو جمع کرنا قرینہ ہے کہ یہ روایت نفلوں کے بارے میں ہے، اور شروع میں جو راوی نے اس کو فرضوں سے متعلق کیا ہے وہ ابن ابی الزناد کا وہم ہے۔

دو مسئلے: روایت کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو مسئلے ذکر کئے ہیں:

۱- فرائض میں طویل اذکار کا حکم:

یہ مسئلہ تحفۃ الالمعی (۲:۶۱) میں آچکا ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک فرائض میں صرف متعین اذکار پڑھنے چاہئیں، کیونکہ وہ باقاعدہ اللہ کے دربار کی حاضری ہے، اور نوافل میں طویل اذکار کی گنجائش ہے، کیونکہ نفل نماز پرائیوٹ ملاقات ہے، اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ دعائے توجیہ تو تمام نمازوں میں پڑھنی چاہئے، اور دیگر طویل اذکار میں آپ جماعت اور غیر جماعت کا فرق کرتے ہیں، اور دعائے توجیہ کے استحباب کی دلیل یہ حدیث ہے، حالانکہ یہ حدیث تہجد کے سلسلہ کی ہے، اور تیسری روایت جس میں فرض کی صراحت ہے وہ صحیح نہیں، اور اس مسئلہ کی پوری تفصیل تحفۃ الالمعی (۱:۵۷۵) میں آچکی ہے۔

۲- اسانید میں صحیح ترین سند کونسی ہے؟

اس میں اختلاف ہے کہ صحیح ترین سند کونسی ہے؟ چار پانچ رائیں ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- زهری، عن سالم، عن أبیه (یہ امام اسحاق اور امام احمد کی رائے ہے)

۲- مالك، عن نافع، عن ابن عمر (یہ امام بخاری کی رائے ہے)

۳- أعمش، عن إبراهيم، عن علقمة، عن ابن مسعود (یہ یحییٰ بن معین کی رائے ہے)

۴- ابن سيرين، عن عَبيدة السلماني، عن علي (یہ علی مدینی اور عمرو بن فلاس کی رائے ہے)

۵- زهري، عن علي بن الحسين، عن أبيه، عن علي (یہ ابن ابی شیبہ کی رائے ہے)

اور امام ترمذیؒ نے سلیمان بن داؤد ہاشمی کا قول بواسطہ ابواسماعیل محمد بن اسماعیل بن یوسف سُلمی ترمذی یہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے پہلے: باب کی یہ تیسری روایت ذکر کی، پھر فرمایا: یہ سند ہمارے نزدیک زهري، عن سالم، عن أبيه جیسی ہے (حالانکہ ان کے استاذ ابن ابی الزناد کا حال اوپر آگیا کہ ورود بغداد کے بعد ان کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا)

[۳۴۴۵-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ كَانَ إِذَاقَامَ إِلَى الصَّلاَةِ الْمَكْتُوبَةِ، رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَيَصْنَعُ ذٰلِكَ إِذَا قَضَى قِرَاءَ تَهُ، وَأَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ، وَيَصْنَعُهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، وَلاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلاَتِهِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَإِذَا قَامَ مِنْ سَجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ كَذٰلِكَ، فَكَبَّرَ.

وَيَقُوْلُ حِيْنَ يَفْتَتِحُ الصَّلاَةَ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ: "وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلاَتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لاَشَرِيْكَ لَهُ، وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ، سُبْحَانَكَ! أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا، إِنَّهُ لاَيَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلاَّ أَنْتَ، وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلاَقِ، لاَيَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلاَّ أَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا، لاَيَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلاَّ أَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! وَأَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ، لاَمَنْجَا مِنْكَ وَلاَ مَلْجَأَ إِلاَّ إِلَيْكَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ" ثُمَّ يَقْرَأُ.

فَإِذَا رَكَعَ، كَانَ كَلاَمُهُ فِيْ رُكُوْعِهِ، أَنْ يَقُوْلَ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّيْ، خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ، قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" ثُمَّ يُتْبِعُهَا: "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَمِلْءَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ"

فَإِذَا سَجَدَ، قَالَ فِيْ سُجُوْدِهِ: "اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَأَنْتَ رَبِّيْ، سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ"

وَيَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلاَةِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ وَأَنْتَ إِلٰهِيْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هٰذَا الحديثِ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ، وَبَعْضِ أَصْحَابِنَا، وَقَالَ

بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ، مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ وَغَيْرِهِمْ: يَقُوْلُ هٰذَا فِي صَلَاةِ التَّطَوُّعِ، وَلَا يَقُوْلُهُ فِي الْمَكْتُوْبَةِ.
سَمِعْتُ أَبَا إِسْمَاعِيْلَ – يَعْنِي التِّرْمِذِيَّ – يَقُوْلُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ الْهَاشِمِيَّ يَقُوْلُ – وَذَكَرَ هٰذَا الْحَدِيْثَ – فَقَالَ: هٰذَا عِنْدَنَا مِثْلُ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ.

بَابُ مَاجَاءَ: مَايَقُوْلُ فِي سُجُوْدِ الْقُرْآنِ؟

سجدۂ تلاوت میں کیا ذکر کرے؟

اس باب کی دونوں حدیثیں انہی سندوں سے پہلے (تحفہ ۲: ۳۶۷ حدیث ۵۸۴ و ۵۸۵) گذر چکی ہیں، اس لئے حدیثوں کا صرف ترجمہ کیا جاتا ہے، باقی تفصیلات بحولہ جگہ میں دیکھیں:

حدیث (۱): حسن کہتے ہیں: مجھ سے ابن جریج نے کہا کہ مجھے عبید اللہ نے بتایا: حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات خود کو دیکھا درانحالیکہ میں سو رہا تھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں، جب میں نے سجدہ کیا تو درخت نے بھی میرے سجدہ کی وجہ سے سجدہ کیا، پس میں نے اس کو سنا کہ وہ کہہ رہا ہے: اللّٰهُمَّ! اكتب لي بها أجرًا، وَضَعْ عني بها وِزْرًا، واجعلها لي عندك ذُخرًا، وتقبلها مني كما تقبلتها من عبدك داود: اے اللہ! آپ میرے لئے اس سجدہ کی وجہ سے اپنے پاس ثواب لکھئے، اور آپ اس کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دیجئے، اور آپ اس کو اپنے پاس میرے لئے ذخیرہ کیجئے، اور آپ اس کو میری طرف سے قبول فرمایئے، جس طرح آپ نے اس کو اپنے بندے داؤد کی طرف سے قبول فرمایا —— ابن جریج نے کہا: مجھ سے آپ کے دادا نے کہا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے آیتِ سجدہ پڑھی، پھر سجدہ کیا، ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس میں نے نبی ﷺ کو سنا درانحالیکہ آپ کہہ رہے تھے اس کے مانند جو آپ کو اس آدمی نے درخت کے قول سے بتایا تھا۔

حدیث (۲): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب تہجد میں آیتِ سجدہ تلاوت کرکے سجدہ کرتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: سجد وجهي للذي خلقه، وشَقَّ سمعَه، وبصره: بحوله وقوته: اس ذات کے لئے میرے چہرے نے سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا، اور جس نے اس میں سماعت و بصارت کو پھاڑا یعنی جلوہ گر کیا: اپنی قدرت اور طاقت سے (یہ اذکار یاد کریں اور ان کو سجدۂ تلاوت میں پڑھیں)

[۳۳-] بَابُ مَاجَاءَ: مَايَقُوْلُ فِي سُجُوْدِ الْقُرْآنِ؟

[۳۴۴۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُنَيْسٍ، نَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ

يَزِيْدَ، قَالَ: قَالَ لِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! رَأَيْتُنِيْ اللَّيْلَةَ وَأَنَا نَائِمٌ، كَأَنِّيْ أُصَلِّيْ خَلْفَ شَجَرَةٍ، فَسَجَدْتُ، فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِيْ، فَسَمِعْتُهَا وَهِيَ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ أَجْرًا، وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا، وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا، وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ.

قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ لِيْ جَدُّكَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَرَأَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم سَجْدَةً، ثُمَّ سَجَدَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَسَمِعْتُهُ، وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا أَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَفِي الْبَابِ: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ.

[۳۴۴۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ: "سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ، بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بَابُ مَاجَاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ؟

جب اپنے گھر سے نکلے تو کیا دعا کرے؟

پہلی دعا: نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا: یعنی جب وہ اپنے گھر سے نکلا: بسم الله توكلتُ على الله لاحولَ ولاقوة إلا بالله: اللہ کے نام سے نکلتا ہوں، اللہ تعالیٰ پر میں نے بھروسہ کیا، کچھ طاقت وقوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے! ـــــ پس اس سے کہا جاتا ہے، یعنی فرشتے اس سے کہتے ہیں: كُفِيتَ ووُقِيتَ: تو کفایت کیا گیا، اور بچایا گیا یعنی پیچھے اللہ تعالیٰ تیرے کام بنائیں گے اور باہر وہ تیری حفاظت فرمائیں گے، اور شیطان اس سے کنارہ پر ہو جاتا ہے یعنی وہ کوئی گزند نہیں پہنچا سکتا۔

تشریح: اس دعا کی روح یہ ہے کہ جب بندہ گھر سے نکلے تو اپنی ذات کو بالکل عاجز وناتواں اور خدا کی حفاظت کا محتاج سمجھے اور اس کی پناہ چاہے، پس اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں، اور شیطان اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

دوسری دعا: جب نبی ﷺ اپنے گھر سے نکلتے تو کہتے: بسم الله توكلتُ على الله اللّٰهم! إنَّا نعوذ بك من أن نَزِلَّ، أو نَضِلَّ، أو نَظْلِمَ، أو نُظْلَمَ، أو نَجْهَلَ، أو يُجْهَلَ علينا: اللہ کے نام سے نکلتا ہوں! اللہ تعالیٰ پر میں نے بھروسہ کیا! اے اللہ! ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ ہم پھسل جائیں، یا گمراہ ہو جائیں، یا ہم ظلم کریں، یا ہم پر ظلم کیا جائے، یا ہم نادانی کریں، یا ہم پر نادانی کی جائے!

تشریح: جب آدمی گھر سے نکلتا ہے تو پیچھے اور آگے مختلف احوال پیش آتے ہیں، اور مختلف لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے، پس اگر اللہ کی مدد شاملِ حال نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ بندے کی دستگیری اور حفاظت نہ فرمائیں تو بندہ بہک سکتا ہے، پھل سکتا ہے، اور کسی ناکردنی میں بھی مبتلا ہوسکتا ہے، وہ خود صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے یا کسی دوسرے بندے کی گمراہی کا سبب بن جائے: یہ سب ممکن ہے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی ظالمانہ یا جاہلانہ حرکت کر بیٹھے، یا کوئی دوسرا اس پر ظلم وستم ڈھائے یا جہل ونادانی کا نشانہ بنائے، اس لئے نبی ﷺ نے گھر سے نکلتے وقت مذکورہ دعا تعلیم فرمائی تا کہ ان سب خطرات سے حفاظت ہوجائے، اور پہلی دعا کا مضمون بھی اس دعا میں شامل ہے۔

فائدہ: اگر کوئی گھر سے نکلتے وقت صرف لاحول ولا قوة إلا بالله کہہ لے تو یہ بھی پناہ جوئی کے لئے کافی ہے۔

[۳۴-] بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ؟

[۳۴۴۸-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ، نَا أَبِيْ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ قَالَ - يَعْنِيْ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ -: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، يُقَالُ لَهُ: كُفِيْتَ، وَوُقِيْتَ، وَتَنَحَّى عَنْهُ الشَّيْطَانُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۵-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۴۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ، قَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ، أَوْ نَضِلَّ، أَوْ نَظْلِمَ، أَوْ نُظْلَمَ، أَوْ نَجْهَلَ، أَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابُ مَايَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ السُّوْقَ؟

جب بڑے بازار میں داخل ہو تو کیا دعا کرے؟

حدیث: محمد بن واسع کہتے ہیں: میں مکہ میں پہنچا تو میری ملاقات میرے (اسلامی) برادر سالم سے ہوئی، پس انھوں نے اپنے والد (ابن عمرؓ) سے، اور انھوں نے سالم کے دادا (حضرت عمرؓ سے) روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے کہا: جب وہ بازار میں داخل ہوا: لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، يحيي ويميت، وهو حيٌّ لايموت، بيده الخير، وهو على كل شيء قدير: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ بے ہمہ ہیں، ان کا کوئی ساجھی نہیں، انہی کی حکومت اور انہی کے لئے خوبیاں ہیں، وہ جلاتے ہیں اور مارتے

ہیں، اور وہ ایسے زندہ ہیں جو کبھی نہیں مریں گے، ان کے قبضۂ قدرت میں ساری خیر ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں: تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دس لاکھ نیکیاں لکھیں گے، اور اس سے دس لاکھ برائیاں مٹائیں گے، اور اس کے لئے دس لاکھ درجے بلند کریں گے ـــــ اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کے لئے جنت میں ایک حویلی بنائیں گے۔

تشریحات:

۱- پہلی روایت محمد بن واسع ازدی رحمہ اللہ کی ہے، وہ یہ حدیث حضرت سالم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، یہ ثقہ، عابد، کثیر المناقب راوی ہیں، اور اسی روایت کو عمرو بن دینار اعور (جو خاندان زبیر کے میر منشی تھے، جو اُس خاندان کے آمد وصرف کا حساب رکھتے تھے) بھی روایت کرتے ہیں، یہ راوی ضعیف ہے، جیسا کہ باب ۳۸ میں آرہا ہے۔ ان کی روایت میں آخری جملہ بڑھا ہوا ہے (اور ایک حضرت عمرو بن دینار مکی حجی ابومحمد اثرم ہیں، وہ اعلیٰ درجہ کے راوی اور مشہور تابعی ہیں، وہ اس حدیث کے راوی نہیں ہیں)

۲- الفَ ألف کے معنی ہیں: دس لاکھ، ہزار کو ہزار میں ضرب دیا جائے تو یہ عدد حاصل ہوگا، مگر حدیث میں ''ہزاروں ہزار'' مراد ہے، یہ لفظ معین عدد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا، بلکہ غیر معمولی کثرت کے لئے بطور کنایہ استعمال کیا گیا ہے۔

۳- بازار غفلت اور اللہ سے بے توجہی کی جگہ ہے، وہ گناہوں کی احتمالی جگہ اور شیاطین کے اڈے ہیں، چنانچہ بازاروں کو حدیث میں شر البقاع (بدترین جگہیں) کہا گیا ہے، اس لئے جب تاجر بازار میں دوکان کھولنے کے لئے جائے یا گاہک سودا سلف خریدنے کے لئے جائے تو یہ ذکر کرے تاکہ وہاں کی ظلمتوں کا توڑ ہو، اور اللہ تعالیٰ کی بے حد وحساب عنایات کا مورد بنے۔

[۳۶-] بابُ مَا يَقُوْلُ إذَا دَخَلَ السُّوْقَ؟

[۳۴۵۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: نَا أَزْهَرُ بْنُ سِنَانٍ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ، قَالَ: قَدِمْتُ مَكَّةَ، فَلَقِيَنِيْ أَخِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَحَدَّثَنِيْ عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ، فَقَالَ: " لَا إلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَى عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ دَرَجَةٍ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا الحديثَ نَحْوَهُ.

[۳۴۵۱-] حدثنا بِذٰلِكَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَا: نَا

عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ — وَهُوَ قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ — عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: مَنْ قَالَ فِي السُّوْقِ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ حَيٌّ لَايَمُوْتُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ، وَمَحَى عَنْهُ أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ، وَبَنٰى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ الْعَبْدُ إِذَا مَرِضَ؟

جب بیمار پڑے تو کیا ذکر کرے؟

حدیث: ابو مسلم اغر (روشن پیشانی، بلند کردار، معزز) مدینی کوفی کہتے ہیں: میں حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما پر گواہی دیتا ہوں (یہ تاکید ہے یعنی میں نے بالیقین یہ حدیث ان دو صحابہ سے سنی ہے) کہ ان دونوں نے نبی ﷺ پر گواہی دی کہ آپ نے فرمایا:

۱- جس نے (تندرستی کی حالت میں) کہا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! اور اللہ سب سے بڑے ہیں!" تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "میرے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں ہی سب سے بڑا ہوں!"

۲- اور جب بندے نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! اور اللہ یگانہ ہیں!" تو اللہ تعالیٰ (اس کو سچا قرار دیتے ہوئے) فرماتے ہیں: "میرے سوا کوئی معبود نہیں! اور میں ہی یگانہ ہوں!"

۳- اور جب بندے نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یگانہ ہیں، ان کا کوئی ساجھی نہیں!" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میرے سوا کوئی معبود نہیں! میں یگانہ ہوں! میرا کوئی ساجھی نہیں"

۴- اور جب بندے نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، انہی کا راج ہے! اور انہی کے لئے تعریف ہے!" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میرے سوا کوئی معبود نہیں! میرا ہی راج ہے! اور میرے ہی لئے تعریف ہے!"

۵- اور جب بندے نے کہا: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! اور کچھ قوت وطاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے!" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "میرے سوا کوئی معبود نہیں! اور کچھ قوت وطاقت نہیں مگر میری مدد سے!"

۶- اور نبی ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص اپنی بیماری میں یہ کلمات کہے، پھر وہ مرجائے تو جہنم کی آگ اس کو نہیں کھائے گی۔

تشریح: اس باب میں مقصود یہ آخری نمبر ہے، یہی بیماری کا ذکر ہے، اور یہ بڑا قیمتی ذکر ہے، پس تندرستی میں بھی یہ ذکر کرنا چاہئے، اور خاص طور پر بیماری میں یہ ذکر کرنا چاہئے، معلوم نہیں کونسی بیماری آخری ثابت ہو، اور اگر آخری بیماری میں اس ذکر کی توفیق مل گئی تو بیڑا پار ہے!

[۳۷-] بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ الْعَبْدُ إذَا مَرِضَ؟

[۳۴۵۲-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُحمدِ بْنِ جُحَادَةَ، نَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الأَغَرِّ أَبِيْ مُسْلِمٍ، قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِيْ سَعِيْدٍ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ:

[۱-] مَنْ قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّااللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، صَدَّقَهُ رَبُّهُ وَقَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنَا، وَأَنَا أَكْبَرُ.

[۲-] وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ، قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا وَحْدِيْ.

[۳-] وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، قَالَ اللّٰهُ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنَا، وَحْدِيْ لَاشَرِيْكَ لِيْ.

[۴-] وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، قَالَ اللّٰهُ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنَا، لِيَ الْمُلْكُ، وَلِيَ الْحَمْدُ.

[۵-] وَإِذَا قَالَ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ، قَالَ اللّٰهُ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنَا، وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّابِيْ.

[۶-] وَكَانَ يَقُوْلُ: مَنْ قَالَهَا فِيْ مَرَضِهِ، ثُمَّ مَاتَ، لَمْ تَطْعَمْهُ النَّارُ.

هٰذَا حَدِيْثٌ حسنٌ، وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الأَغَرِّ أَبِيْ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَأَبِيْ سَعِيْدٍ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا.

بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا رَأَى مُبْتَلًى؟

جب کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو کیا دعا کرے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھا، پس (دل میں) کہا: الحمد لله الذی عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وفَضَّلَنِیْ علی کثیر مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیلًا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے عافیت (سلامتی) بخشی اس مصیبت سے جس میں تجھے مبتلا کیا، اور مجھے بڑی فضیلت بخشی ان بہت سی مخلوقات پر جن کو اس نے پیدا کیا: پس وہ تا حیات اس بلاء سے سلامت رکھا جائے گا، خواہ وہ کوئی بھی بلا ہو۔

تشریح: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، اور ضعیف ہے، عمرو بن دینار جو خاندان زبیرؓ کا آزاد کردہ، اور اسی خاندان کا میر منشی تھا، اور جو اس خاندان کے آمد و صرف کا حساب رکھتا تھا اور بصرہ میں رہتا تھا: ضعیف راوی ہے، وہ سالم، عن ابن عمرؓ کی سند سے کئی ایسی حدیثیں روایت کرتا ہے جس میں وہ متفرد ہے، یعنی سالم رحمہ اللہ کا دوسرا کوئی

شاگرد وہ روایتیں نہیں کرتا۔

نیز یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے (جو اگلے نمبر پر ہے) مگر وہ بھی ضعیف ہے، عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب: ابو عبد الرحمٰن العمری ضعیف راوی ہے۔

اور بلاء سے مراد عام ہے، خواہ جسمانی کمی ہو یا دینی۔ جسمانی کمی: جیسے برص وجذام میں مبتلا ہونا، نہایت ٹھگنا یا لمو جی ہونا، لولا لنگڑا اندھا وغیرہ ہونا ـــــ اور دینی کمی: جیسے فسق وفجور میں مبتلا ہونا، ظلم وعدوان کرنا، اور بدعت وکفر وغیرہ میں مبتلا ہونا۔ حضرت شیخ شبلی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب بندہ کسی آدمی کو دیکھے جو خدا سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہو کر دنیا میں پھنسا ہوا ہو تو بھی یہی دعا پڑھے (معارف الحدیث ۵: ۲۰۶)

سوال: یہ دعا آہستہ پڑھنی چاہئے یا زور سے تاکہ وہ مبتلائے مصیبت سنے؟

جواب: اگر کسی میں جسمانی کمی یا عیب دیکھے تو دعا آہستہ پڑھے، کیونکہ اس کی وہ بلاء غیر اختیاری ہے، پس اگر زور سے پڑھے گا تو اس کی دل آزاری ہوگی، حضرت علی زین العابدین کے صاحبزادے حضرت محمد باقر رحمہما اللہ فرماتے ہیں: جب بندہ کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو پہلے اس مصیبت سے اللہ کی پناہ چاہے، پھر یہ دعا آہستہ پڑھے، اور اس مبتلائے مصیبت کو نہ سنائے (یہ روایت کتاب میں ہے)

اور اگر کسی شخص میں دینی کمزوری دیکھے، آخرت سے غافل پائے یا کسی گناہ میں مبتلا دیکھے، اور یہ امید ہو کہ زور سے دعا پڑھنے سے اس کو تنبہ ہوگا اور وہ گناہ سے باز آئے گا تو دعا زور سے پڑھے اور اس کو سنائے، اور اگر یہ امید نہ ہو تو آہستہ پڑھے، اور خود کو سنائے، تاکہ اس غفلت سے بچے۔

[۳۸-] بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا رَأَى مُبْتَلًى؟

[۳۴۵۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ، قَالَ: نَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، مَوْلَى آلِ الزُّبَيْرِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " مَنْ رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ، فَقَالَ: الحمدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِيْ عَلَى كَثِيْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا: إِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ، كَائِنًا مَاكَانَ، مَا عَاشَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَفِى الْبَابِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ: قَهْرَمَانُ آلِ الزُّبَيْرِ، هُوَ شَيْخٌ بَصْرِيٌّ، وَلَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ، وَقَدْ تَفَرَّدَ بِأَحَادِيْثَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ مُحمدِ بْنِ عَلِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ: إِذَا رَأَى صَاحِبَ بَلَاءٍ يَتَعَوَّذُ، يَقُوْلُ ذٰلِكَ فِيْ نَفْسِهِ، وَلَا يُسْمِعُ صَاحِبَ الْبَلَاءِ.

[۳۴۵۴-] حدثنا أَبُو جَعْفَرٍ السِّمْنَانِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: نَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدَنِيُّ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ رَأَى مُبْتَلًى، فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ، وَفَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا: لَمْ يُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ؟

مجلس سے اٹھنے کے وقت کی دعائیں

جب آدمی کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو بسا اوقات اس میں ایسی باتیں کہتا یا سنتا ہے جو ایک مؤمن کے لئے مناسب نہیں ہوتیں، بلکہ ان پر مؤاخذہ ہوسکتا ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ جب مجلس سے اٹھو تو اللہ کی حمد وتسبیح، شہادت توحید اور توبہ واستغفار کرو، یہ مجلس کی بے احتیاطیوں کا کفارہ ہوجائے گا (معارف الحدیث ۵:۱۹۷)

پہلی دعا: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا، پس اس میں بہت شور وغل ہوا یعنی اِدھر اُدھر کی بہت باتیں ہوئیں، پس اس نے اپنی اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے کہا: سبحانَكَ اللّٰهم وبحمدِك، أشهد أن لا إلٰه إلا أنت، أستغفرك وأتوب إليك: آپ کی ذات پاک ہے، اے میرے اللہ! اور آپ خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں آپ سے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں، اور میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں: تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس کی اس مجلس میں سرزد ہوئے ہیں۔

دوسری دعا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے لئے ایک مجلس میں سو مرتبہ اٹھنے سے پہلے شمار کیا جاتا تھا: رَبِّ اغْفِرْ لِي، وَتُبْ عَلَيَّ، إنك أنت التواب الرحيم: اے میرے پروردگار! میرے گناہ معاف فرما! اور مجھ پر نظر کرم فرما! بیشک آپ ہی بے حد نظر کرم فرمانے والے بے حد مہربانی فرمانے والے ہیں۔

تشریح: یہ دونوں دعائیں بہت مختصر ہیں، اور جامع کلمات ہیں، طلبہ ان کو یاد کرلیں اور اپنا معمول بنائیں، پہلی دعا کفارۃ المجلس کہلاتی ہے، اس سے مجلس میں جو لغو باتیں ہوئی ہیں: معاف ہوجاتی ہیں، لوگ فضائل کی تعلیم کے بعد تو اس دعا کا اہتمام کرتے ہیں، جبکہ اس مجلس میں کوئی لغویات نہیں ہوتی، مگر وہ حضرات بھی اپنی دیگر مجالس میں اس ذکر کا اہتمام نہیں کرتے، یہ بات ٹھیک نہیں، اور عام مسلمان تو گویا کفارۃ المجلس جانتے ہی نہیں۔ فیا للأسف!

[۳۹-] بابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ؟

[۳۴۵۵-] حدثنا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ أَبِي السَّفَرِ الْكُوفِيُّ، وَاسْمُهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَمْدَانِيُّ، نَا

الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ فَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ، فَقَالَ قَبْلَ أَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ: إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهِ ذٰلِكَ"

وفي الباب: عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ، وَعَائِشَةَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳٤٥٦-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ، نَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سُوْقَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ تُعَدُّ لِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ مِائَةُ مَرَّةٍ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقُوْمَ: "رَبِّ اغْفِرْلِيْ، وَتُبْ عَلَيَّ، إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

باب: مَايَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ؟

فکر اور پریشانی کے وقت کے اذکار

پہلا ذکر: نبی ﷺ بے چینی کے وقت دعا فرمایا کرتے تھے: لا إله إلا الله الحليم الحكيم، لا إله إلا الله ربُّ العرش العظيم، لا إلٰه إلا الله ربُّ السماوات والأرض وربُّ العرش الكريم: اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ بردبار حکمت والے ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ عرشِ عظیم کے پروردگار ہیں، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہیں اور معزز عرش کے پروردگار ہیں —— اور مسند ابی عوانہ میں ہے کہ پھر آپ دعا فرماتے تھے یعنی یہ ذکر دعا کی تمہید ہے۔

دوسرا ذکر: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ کو کوئی معاملہ مغموم و بے چین کرتا تو آپ آسمان کی طرف سر اٹھاتے، پس کہتے: سبحان الله العظيم: عظیم المرتبت اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہیں، اور جب آپ پوری کوشش سے دعا فرماتے تو کہتے: يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ: اے سدا زندہ، اے کائنات کو سنبھالنے والے (یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، ابراہیم بن الفضل مخزومی مدنی متروک راوی ہے، اور پہلی حدیث متفق علیہ ہے)

[٤٠-] باب: مَايَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ؟

[۳٤٥٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ

ابنِ عبّاسٍ: أنَّ نبیَّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم کانَ یَدْعُو عِندَ الْکَرْبِ: لَا إلٰہَ إلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْحَکِیْمُ، لَاإلٰہَ إلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، لَا إلٰہَ إلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ"

حدثنا مُحمدُ بنُ بَشّارٍ، نَا ابْنُ أبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ ہِشَامٍ، عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ أبِی الْعَالِیَۃِ، عَنْ ابنِ عبّاسٍ، عَنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِہٖ. وفی الباب: عَنْ عَلِیٍّ. ھٰذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ.

[۳۴۵۸-] حدثنا أبُوْ سَلَمَۃَ یَحْیٰی بنُ الْمُغِیْرَۃِ الْمَخْزُوْمِیُّ الْمَدِیْنِیُّ، وَغَیْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا ابْنُ أبِیْ فُدَیْکٍ، عَنْ إبْرَاھِیْمَ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ أبِیْ ھُرَیْرَۃَ: أنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ إذَا أھَمَّہُ الْأمْرُ، رَفَعَ رَأْسَہُ إلَی السَّمَاءِ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ" وَإذَا اجْتَھَدَ فِی الدُّعَاءِ، قَالَ: "یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ" ھٰذا حدیثٌ غریبٌ.

بابُ ماجاءَ: مَایَقُوْلُ إذَا نَزَلَ مَنْزِلاً؟

جب کسی منزل پر اترے تو کیا دعا کرے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص (اثنائے سفر) کسی منزل پہ اترا، پھر اس نے کہا: أعُوْذُ بِکلماتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ، من شَرِّ مَاخَلَقَ: اللہ تعالیٰ کے کامل ارشادات کی پناہ لیتا ہوں اس کی مخلوقات کے شر سے: تو اس کو کوئی چیز ضرر نہیں پہنچائے گی، یہاں تک کہ وہ اپنی اس منزل سے کوچ کرے۔

تشریح: زمانۂ جاہلیت میں جب مسافر کسی منزل پر اترتا تھا تو اس علاقہ کے جنات کے سردار کی دہائی دیتا تھا یعنی اس کی پناہ لیتا تھا، اس سے مدد طلب کرتا تھا، جس سے جنات کا دماغ خراب ہو گیا تھا، سورۃ الجن (آیت ۶) ہے: ﴿وَأنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوْھُمْ رَھَقًا﴾: اور کچھ لوگ ایسے تھے جو جنات میں سے بعض لوگوں کی پناہ لیتے تھے: سو ان آدمیوں نے ان جنات کی بددماغی اور بڑھادی۔ پس نبی ﷺ نے اس کے بدل یہ دعا تلقین فرمائی، اس سے بھی وہی مقصد حاصل ہوگا، اب اس منزل میں کوئی چیز اس کو ضرر نہیں پہنچا سکے گی، اور دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوگا کہ بندے کا اللہ سے اور ان کے کلام سے رشتہ مضبوط ہوگا ـــــ اللہ کے کامل ارشادات سے قرآن کریم مراد ہے یا عام ارشاداتِ کاملہ مراد ہیں، پس یہ اللہ کی صفتِ کلام کی پناہ طلب کرنا ہے۔

[۴۱-] بابُ ماجاءَ: مَایَقُوْلُ إذَا نَزَلَ مَنْزِلاً؟

[۳۴۵۹-] حدثنا قُتَیْبَۃُ، نَا اللَّیْثُ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ أبِیْ حَبِیْبٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ یَعْقُوْبَ، عَنْ یَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْأشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ خَوْلَۃَ بِنْتِ الْحَکِیْمِ السُّلَمِیَّۃِ،

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "مَنْ نَزَلَ مَنْزِلاً، ثُمَّ قَالَ: "أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" لَمْ يَضُرُّهُ شَيْئٌ، حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهِ ذٰلِكَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ، وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ: أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ الْأَشَجِّ، فَذَكَرَ نَحْوَ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ هٰذَا الْحَدِيْثُ، عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، وَيَقُوْلُ: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، [عَنْ سَعْدٍ] عَنْ خَوْلَةَ، وَحَدِيْثُ اللَّيْثِ أَصَحُّ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَجْلَانَ.

سند کی وضاحت: اس حدیث کی دو سندیں ہیں: پہلی سند: امام لیث بن سعد کی ہے، جو باب کے شروع میں ہے، وہ یعقوب اور حضرت سعدؓ کے درمیان بُسر بن سعید کا واسطہ لاتے ہیں، یہی سند صحیح ہے، اس سند سے حدیث مسلم شریف (حدیث ۲۷۰۸ کتاب الذکر، باب ۱۶ حدیث ۵۴) میں ہے، کیونکہ امام مالک رحمہ اللہ امام لیث کے متابع ہیں، موطا مالک (کتاب الاستئذان باب ۱۳ حدیث ۳۴) میں اس کی سند اس طرح ہے: مالك، عن الثقة عنده، عن يعقوب (الی آخرہ) ـــــ اور دوسری سند: محمد بن عجلان کی ہے، وہ یعقوب اور حضرت سعدؓ کے درمیان سعید بن المسیب کا واسطہ بڑھاتے ہیں، اس سند سے حدیث مسند احمد (۶: ۴۰۹) میں ہے، اور کتاب میں [عَنْ سَعْدٍ] مسند احمد سے بڑھایا ہے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا؟

سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دعا

اس باب میں دو روایتیں ہیں: پہلی روایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے، اس کا راوی عبداللہ بن بشر خثعمی کوفی صرف صدوق ہے، اس لئے یہ روایت صرف حسن ہے، اور دوسری روایت: حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی ہے، جو اعلیٰ درجہ کی صحیح اور مسلم شریف میں ہے، ان روایتوں میں یہ ہے کہ جب نبی ﷺ سفر فرماتے تھے، اور اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار ہوتے تھے تو اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے، حدیث کے راوی امام شعبہ رحمہ اللہ نے (سامنے کی طرف) اپنی انگلی لمبی کی (اور اشارہ کی صورت واضح کی) پھر فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ! أنت الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالخليفة في الأهل، اللّٰهُمَّ! اصْحَبْنَا في سَفَرِنَا، واخْلُفْنا في أهلنا، اللّٰهم! إني أعوذ بك من وَعْثاءِ السفر، وكَآبَةِ المنقلَبِ، ومن الْحَوْرِ بعد الْكَوْرِ، ومن دعوةِ المظلوم، ومن سوء الْمَنْظَرِ في الأَهْلِ والمال"

"اے اللہ! آپ ہی سفر کے ساتھی ہیں، اور گھر والوں میں نائب ہیں۔ اے اللہ! آپ ہمارے سفر میں ہمارے ساتھ رہیں، اور ہمارے گھر والوں میں ہماری نیابت فرمائیں۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں سفر کی دشواری سے، اور واپسی کی جگہ کی افسردگی سے یعنی سفر سے لوٹ کر ہمیں کوئی برا منظر دیکھنا نہ پڑے، اور زیادتی کے بعد کمی سے،

اور مظلوم کی بددعا سے، اور اہل و مال میں بدنظری سے"

اور پہلی روایت میں ہے: "اے اللہ! آپ اپنی خیر خواہی کے ساتھ (سفر میں) ہمارے ساتھ رہیں، اور اپنی ذمہ داری کے ساتھ ہمیں (سفر سے) واپس لوٹائیں (ایک روایت میں بنعمتك ہے) اے اللہ! ہمارے لئے زمین کو سمیٹ دیں (تاکہ سفر جلد طے ہو) اور ہمارے لئے سفر کو آسان فرمائیں!"

لغات و تشریحات:

صَحِبَ (س) صُحْبَةً: ساتھ ہونا، ساتھ رہنا ..... قَلَبَ (ض) الشيئَ قَلْبًا: پلٹنا، برعکس کرنا، حالت بدلنا ..... زَوَىٰ يَزْوِيْ (ض) الأرضَ: زمین کو جمع کرنا، سمیٹنا ..... وَعِثَ يَوْعَثُ وَعْثًا الطريقُ: راستہ کا دشوار گذار ہونا ..... كَئِبَ (س) كَآبَةً: افسردہ ہونا، شکستہ خاطر ہونا ..... حَارَ يَحُوْرُ حَوْرًا العمامةَ پگڑی کھول دینا، اس کے اصل معنی ہیں: لوٹنا، واپس ہونا، سورۃ الانشقاق (آیت ۱۴) ہے: ﴿إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ﴾: اس نے خیال کر رکھا تھا کہ اس کو (خدا کی طرف) لوٹنا نہیں! ..... الكَوْرُ: عمامہ کا ایک پھیر (چکر) كَوْرُ العِمَامَةِ: سر پر پگڑی لپیٹنا، عمامہ کو پیچ دینا ..... المنظر: منظر (Scene) ..... المُنْقَلَبُ: واپسی کی جگہ۔

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الحَوْرُ بعد الكون بھی مروی ہے (مسلم شریف میں یہی ہے، اور الکون: کان کا مصدر ہے، جس کے معنی ہیں: ہونا) اور دونوں کے معنی درست ہوسکتے ہیں (بعد الکون کے معنی ہیں: کسی خیر کے وجود کے بعد اس میں کمی یعنی شر کی طرف پلٹنا) اور حدیث میں: ایمان سے کفر کی طرف، یا اطاعت سے معصیت کی طرف یا اچھی حالت سے بری حالت کی طرف پلٹنا مراد ہے۔

[٤٢-] بابُ مَايَقُوْلُ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا؟

[٣٤٦٠-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ، نَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرٍ الْخَثْعَمِيِّ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا سَافَرَ، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، قَالَ بِإِصْبَعِهِ - وَمَدَّ شُعْبَةُ إِصْبَعَهُ - قَالَ: " اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا بِنُصْحِكَ، وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ، اللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ، وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ"

حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ.

[٣٤٦١-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

سَرْجِسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا سَافَرَ، يَقُولُ: " اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِي سَفَرِنَا، وَاخْلُفْنَا فِي أَهْلِنَا، اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ، وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ، وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ، وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ، وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَيُرْوَى الْحَوْرُ بَعْدَ الْكَوْنِ أَيْضًا، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: الْحَوْرُ بَعْدَ الْكَوْنِ، أَوِ الْكَوْرِ: وَكِلَاهُمَا لَهُ وَجْهٌ: يُقَالُ: إِنَّمَا هُوَ الرُّجُوْعُ مِنَ الْإِيْمَانِ إِلَى الْكُفْرِ، أَوْ مِنَ الطَّاعَةِ إِلَى الْمَعْصِيَةِ، إِنَّمَا يَعْنِي مِنْ رُجُوْعٍ شَيْءٍ إِلَى شَيْءٍ مِنَ الشَّرِّ.

بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ؟

جب سفر سے لوٹے تو کیا ذکر کرے؟

حدیث(۱): حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ کسی سفر سے لوٹتے تو کہتے: آئبون، تائبون، عابدون لربنا حامدون: ہم واپس ہورہے ہیں، اپنی لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں، ہم عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں (لربّنا میں معانقہ ہے، اس کا ماقبل سے بھی تعلق ہوسکتا ہے اور مابعد سے بھی)

تشریح: یہ حدیث ابواسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے امام شعبہ اور امام ثوری: دونوں روایت کرتے ہیں، شعبہ اپنی سند میں حضرت براءؓ کے صاحبزادے ربیع کا واسطہ بڑھاتے ہیں، ثوری یہ واسطہ نہیں بڑھاتے (اور ابواسحاق کا حضرت براءؓ سے لقاء وسماع ہے) مگر چونکہ شعبہ کی سند میں ایک واسطہ بڑھ گیا، اس لئے وہ سند نازل ہوگئی، چنانچہ امام ترمذیؒ نے اپنے مزاج کے مطابق اسی کو اصح کہہ دیا، حالانکہ اس کی اصحیت کی کوئی وجہ نہیں، دونوں سندیں صحیح ہیں، اور شعبہؒ کی سند مزید فی متصل الاسناد ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں یہ حدیث دونوں سندوں سے روایت کی ہے۔

حدیث(۲): حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ کسی سفر سے لوٹتے، اور مدینہ شریف کے مکانات نظر آتے تو مدینہ کی محبت کی وجہ سے آپ اپنا اونٹ تیز ہانکتے، اور اگر کسی اور سواری پر ہوتے تو اس کو بھی تیز کردیتے۔

تشریح: وطن کی محبت فطری امر ہے، اس حدیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے، مگر حُبُّ الوطن من الإیمان: موضوع روایت ہے، صغانی نے اس کی صراحت کی ہے، یعنی وطن کی محبت کو اتنی اہمیت دینا کہ اس کو ایمان کا جزء اور ایمان کا تقاضا بنادیا جائے، درست نہیں۔

[۴۳-] بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ مِنْ سَفَرِهِ؟

[۳۴۶۲-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الرَّبِيْعَ بْنَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ،

قَالَ: " آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَرَوَى الثَّوْرِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ الْبَرَاءِ، وَرِوَايَةُ شُعْبَةَ أَصَحُّ، وفي الباب: عَنْ ابنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

[۴۴-] بابٌ مِنْهُ

[۳۴۶۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلَى جُدْرَانِ الْمَدِيْنَةِ أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ حَرَّكَهَا: مِنْ حُبِّهَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا؟

جب کسی کو رخصت کرے تو کیا دعا دے؟

پہلی دعا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب نبی ﷺ کسی کو رخصت کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑتے، اور اس کو نہ چھوڑتے تا آنکہ وہی نبی ﷺ کا ہاتھ چھوڑتا، یعنی رخصتی مصافحہ کرتے، اور فرماتے: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ، وأَمانتَكَ، وخَوَاتِيْمَ عملِكَ: میں تیرا دین، تیری امانت اور تیرا آخری عمل اللہ تعالیٰ کے پاس امانت رکھتا ہوں۔

تشریح: امانت سے مراد بھی دین ہے، سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں ہے: ﴿إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ﴾: ہم نے امانت یعنی دین آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا (الی آخرہ) اور آخری عمل سے مراد: حسن خاتمہ ہے، آخرت کی کامیابی کا اسی پر مدار ہے..... اور اللہ تعالیٰ کے پاس امانت رکھنے کا مطلب: اللہ تعالیٰ کو سونپنا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی حفاظت کریں۔

پہلی روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے مولی نافع رحمہ اللہ کی ہے، اور ضعیف ہے، ابراہیم بن عبدالرحمن مجہول راوی ہے، اور دوسری روایت ابن عمرؓ کے صاحبزادے سالم کی ہے، اور صحیح ہے، ان کی روایت میں شروع میں اضافہ ہے: سالم کہتے ہیں: جب کوئی آدمی سفر کا ارادہ کرتا تو حضرت ابن عمرؓ اس سے کہا کرتے تھے کہ میرے قریب آ: میں تجھے اس طرح رخصت کروں جس طرح نبی ﷺ ہمیں رخصت کیا کرتے تھے، پھر آپؓ فرماتے: (الی آخرہ)

[۴۵-] بابُ ماجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا وَدَّعَ إِنْسَانًا؟

[۳۴۶۴-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدِ اللّٰهِ السَّلِيْمِيُّ الْبَصْرِيُّ، نَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ: سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم

إِذَا وَدَّعَ رَجُلًا: أَخَذَ بِيَدِهِ، فَلَا يَدَعُهَا حَتَّى يَكُوْنَ الرَّجُلُ هُوَ يَدَعُ يَدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَيَقُوْلُ: "أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَآخِرَ عَمَلِكَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

[۳۴۶۵-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ، نَا سَعِيْدُ بْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ سَالِمٍ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا: أُدْنُ مِنِّيْ: أُوَدِّعْكَ، كَمَا كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُوَدِّعُنَا، فَيَقُوْلُ: أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ.

دوسری دعا: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر کا ارادہ کرتا ہوں، پس آپ مجھے کوئی توشہ دیں، یعنی دعا سے نوازیں، آپ نے فرمایا: زَوَّدَكَ اللّٰهُ التقوی: اللہ آپ کو پرہیزگاری کا توشہ دیں۔ اس نے کہا: مجھے اور دیں، آپ نے فرمایا: وَغَفَرَ ذنبك: اور اللہ تعالیٰ آپ کی بخشش فرمائیں! اس نے کہا: مجھے اور دیں، میرے ابا اور میری امی آپ پر قربان! آپ نے فرمایا: وَيَسَّرَ لكَ الخيرَ حيث ما كنت: اور اللہ تعالیٰ آپ کے لئے خیر آسان فرمائیں جہاں بھی آپ رہیں!

تیسری دعا: حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سفر کرنا چاہتا ہوں، پس آپ مجھے کوئی وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا: آپ تقوی لازم پکڑیں، اور ہر بلندی پر تکبیر کہیں، پھر جب اس آدمی نے پیٹھ پھیری تو آپ نے فرمایا: "اے اللہ! اس کے لئے دوری کو لپیٹ دے، اور اس کے لئے سفر کو آسان فرما!

ملحوظہ: یہ یا ان کے علاوہ اور مناسب دعائیں دے کر مسافر کو رخصت کرنا چاہئے۔

[۴۶-] بَابٌ مِنْهُ

[۳۴۶۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ زِيَادٍ، نَا سَيَّارٌ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُرِيْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِيْ، قَالَ: "زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوَى" قَالَ: زِدْنِيْ، قَالَ: "وَغَفَرَ ذَنْبَكَ" قَالَ: زِدْنِيْ، بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! قَالَ: "وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۴۷-] بَابٌ مِنْهُ

[۳۴۶۷-] حدثنا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ، نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُسَافِرَ فَأَوْصِنِيْ،

قَالَ: "عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالتَّكْبِيرِ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ" فَلَمَّا وَلَّى الرَّجُلُ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ اطْوِلَهُ الْبُعْدَ، وَهَوِّنْ عَلَيْهِ السَّفَرَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بَابُ مَاذُكِرَ فِيْ دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ

مسافر کی دعا کی قبولیت کا بیان

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "تین دعائیں قبول کی ہوئی ہیں: اس میں ذرا شک نہیں! مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور باپ کی اپنی اولاد کے لئے دعا۔

تشریح: یہ حدیث پہلے (ابواب البر والصلۃ، باب ۷ حدیث ۱۹۰۲ تحفہ ۵:۲۳۹) ابن علیہ کی سند سے گذر چکی ہے، اور دعا سے مراد دعا اور بددعا دونوں ہیں۔ مظلوم اگر ظالم کے لئے بددعا کرے یا جو اس کی طرف دست تعاون بڑھائے: اس کے لئے نیک دعا کرے، اور مسافر دوران سفر اپنے مددگاروں کے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے دعا کرے یا سفر میں باعث اذیت بننے والوں کے لئے بددعا کرے، اور والدین اولاد کے برتاؤ سے خوش ہوکر دعا کریں یا ان کی ایذا رسانیوں سے تنگ آکر بددعا کریں: یہ سب دعائیں ضرور قبول کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ شکستہ خاطر کی دعا اور اخلاص سے کی ہوئی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں، مزید تفصیل بحوالہ بالا جگہ میں دیکھیں، اور اس حدیث کا راوی ابو جعفر: المؤذن ہے، اس کا نام معلوم نہیں، یہ ابو جعفر: حضرت محمد باقر رحمہ اللہ نہیں ہیں۔

[۴۸-] بَابُ مَاذُكِرَ فِيْ دَعْوَةِ الْمُسَافِرِ

[۳۴۶۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، نَا الْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " ثَلَاثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ: دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ، وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ"

حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيْهِ: " مُسْتَجَابَاتٌ لَاشَكَّ فِيْهِنَّ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَأَبُوْ جَعْفَرٍ هٰذَا: هُوَ الَّذِيْ رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ جَعْفَرٍ الْمُؤَذِّنُ، وَلَانَعْرِفُ اسْمَهُ.

بَابُ مَاجَاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا رَكِبَ دَابَّةً؟

جب سواری پر سوار ہو تو کیا ذکر کرے؟

حدیث (۱): علی بن ربیعہ والبی کوفی کہتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا۔ آپ کے پاس

ایک سواری لائی گئی، تاکہ آپؓ اس پر سوار ہوں، پس جب آپؓ نے رکاب میں پیر رکھا تو کہا: بسم اللہ: اللہ کے نام سے سوار ہوتا ہوں، پھر جب آپؓ اس کی پیٹھ پر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا: الحمد للہ! اللہ تیرا شکر ہے! پھر آپؓ نے پڑھا: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا﴾ الآیۃ: پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے بس میں کردیا، اور ہم ایسے نہیں تھے کہ اس کو قابو میں کرتے، اور ہم یقیناً اپنے پروردگار کی طرف پلٹنے والے ہیں (الزخرف ۱۳و۱۴) پھر تین مرتبہ الحمد للہ کہا، اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر کہا: سبحانك! إني قد ظلمتُ نفسي، فاغفرلي، فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت: آپ کی ذات پاک ہے! میں نے یقیناً اپنے نفس پر ظلم کیا یعنی میں گنہ گار ہوں، پس آپ میری بخشش فرمائیں، کیونکہ آپ کے علاوہ گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ——— پھر آپؓ ہنسے، میں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کیوں ہنسے؟ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپؐ نے ویسا ہی کیا جیسا میں نے کیا، پھر آپؐ ہنسے، تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ کیوں ہنسے؟ آپؐ نے فرمایا: "بیشک آپ کے پروردگار تعجب کرتے ہیں اپنے بندے سے، جب وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرے گناہوں کو بخش دے، کیونکہ آپ کے علاوہ کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں!

تشریح: "ہم ایسے نہیں تھے کہ اس کو قابو میں کرتے" کیونکہ سواری کا جانور اونٹ گھوڑا وغیرہ ہم سے زیادہ طاقتور ہے، مگر اللہ نے ہمیں اس سے زیادہ عقل دی، اس کے بل بوتے پر ہم نے اس کو قابو میں کیا، یہ اللہ کا فضل و کرم ہے، اور اس پر اللہ کا شکر بجالانا ضروری ہے ——— تعجب: کسی چیز کی ظاہری حالت دیکھ کر اس کو بہت بڑا محسوس کرنا، اور اس کے سبب کا مخفی ہونا، پس تعجب اللہ تعالیٰ کو لاحق نہیں ہوسکتا، کیونکہ ان کے لئے کوئی سبب مخفی نہیں، اس لئے تعجب کی غایت و نتیجہ مراد لیا جائے گا، اور وہ ہے خوشی اور پسندیدگی، یعنی اللہ تعالیٰ بندے کی اس بات سے بہت خوش ہوتے ہیں ..... رکاب: وہ آہنی حلقہ جو گھوڑے کی زین میں دونوں طرف لٹکا رہتا ہے، اور سوار اس میں پاؤں رکھ کر گھوڑے پر سوار ہوتا ہے۔

حدیث (۳): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب نبی ﷺ سفر کرتے اور اپنی سواری پر سوار ہوتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے، پھر کہتے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا﴾ الآیۃ: پھر کہتے: اے اللہ! میں آپ سے میرے اس سفر میں نیکی اور تقوی کی درخواست کرتا ہوں، اور وہ عمل چاہتا ہوں جو آپ کو خوش کرے، اے اللہ! ہم پر سفر آسان فرما، اور ہمارے لئے زمین کی دوری کو لپیٹ دے، اے اللہ! آپ ہی سفر کے ساتھی ہیں، اور گھر والوں میں نائب ہیں، اے اللہ! آپ ہمارے سفر میں ہمارے رفیق رہیں، اور ہمارے گھر والوں میں ہماری نیابت فرمائیں!

اور جب آپؐ اپنے گھر والوں کی طرف واپس لوٹتے تو کہا کرتے تھے: ہم اگر اللہ نے چاہا تو وطن کی طرف لوٹنے والے ہیں، گناہوں سے توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی تعریف کرنے والے ہیں

(سفر سے واپسی کی یہ دعا ابھی باب ۴۳ میں گذری ہے)

[٤٩-] بابُ مَاجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَارَكِبَ دَابَّةً؟

[٣٤٦٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثنا أَبُوْ الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ، قَالَ: شَهِدْتُ عَلِيًّا أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ، قَالَ: "بِسْمِ اللهِ" فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ" ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا، وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَالَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلَاثًا، اللهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا، سُبْحَانَكَ إِنِّيْ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، فَاغْفِرْلِيْ، فَإِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ!

ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْئٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْئٍ ضَحِكْتَ يَارسولَ اللهِ؟ قَالَ: "إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ، إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، إِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ غَيْرُكَ" وفي الباب: عَنْ ابنِ عُمَرَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣٤٧٠-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَارِقِيِّ، عَنْ ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا سَافَرَ، فَرَكِبَ رَاحِلَتَهُ، كَبَّرَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَاكُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ثُمَّ يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِيْ هٰذَا: مِنَ الْبِرِّ وَالتَّقْوَى، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضَى، اللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا الْمَسِيْرَ، وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الأَرْضِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيْفَةُ فِي الأَهْلِ، اللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِيْ سَفَرِنَا، وَاخْلُفْنَا فِيْ أَهْلِنَا"

وَكَانَ يَقُوْلُ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ: "آئِبُوْنَ إِنْ شَاءَ اللهُ، تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بابُ مَاجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيْحُ؟

جب آندھی چلے تو کیا دعا کرے؟

تیز وتند ہوائیں اور آندھیاں کبھی عذاب بن کر آتی ہیں، اور کبھی رحمتِ الٰہی یعنی بارش کا مقدمہ بن کر آتی ہیں، اس لئے خداشناس اور خداپرست بندوں کو چاہئے کہ جب اس طرح کی ہوائیں چلیں تو وہ جلالِ خداوندی کے خطرے کو محسوس کریں، اور دعا کریں کہ یہ ہوائیں شر اور ہلاکت کا ذریعہ نہ بنیں، بلکہ رحمت کا وسیلہ بنیں (معارف الحدیث ۵: ۲۳۳)

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ جب آندھی چلتی تو کہتے: "اے اللہ! میں آپ سے اس ہوا کی خیر مانگتا ہوں، اور اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جو اس میں ہے، اور اس چیز کی خیر مانگتا ہوں جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی

ہے، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس ہوا کی برائی سے، اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے، اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے!"

تشریح: ریح (مفرد) سے وہ ہوا مراد ہوتی ہے جو ہلاکت خیز ہوتی ہے، اور ریاح (جمع) سے وہ ہوا مراد ہوتی ہے جو رحمت بن کر آتی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب کبھی ہوا تیز چلتی تو آپؐ دعا فرماتے: "اے اللہ! اس ہوا کو ہمارے لئے رحمت بنا، عذاب نہ بنا، اے اللہ! اس کو ہمارے لئے ریاح بنا، ریح نہ بنا —— اور صحیحین میں ہے کہ جب آسمان پر گھرا ابر آتا تو آپ کا یہ حال ہوجاتا کہ کبھی گھر کے اندر آتے، کبھی باہر جاتے، کبھی آگے بڑھتے کبھی پیچھے ہٹتے، اور آپ کا رنگ بدل جاتا، پھر جب خیریت سے بارش شروع ہوجاتی تو آپ کی یہ کیفیت ختم ہوجاتی۔

صدیقہؓ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کا یہ حال کیوں ہوجاتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: آسمان پر ابر دیکھ کر مجھے خطرہ لاحق ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس قسم کا ابر نہ ہو جسے اپنی وادیوں کی طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر قوم عاد نے کہا تھا کہ یہ بادل ہمارے علاقہ پر برسے گا، حالانکہ وہ عذاب کا بادل تھا، جو ان کی مکمل تباہی کا سامان لے کر آیا تھا۔

[۵۰-] بابُ مَاجاءَ: مَايَقُوْلُ إِذَا هَاجَتِ الرِّيْحُ؟

[۳۴۷۱-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ: أَبُوْ عَمْرٍو الْبَصْرِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيْعَةَ، عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا رَأَى الرِّيْحَ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا، وَخَيْرِ مَا فِيْهَا، وَخَيْرِ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيْهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ" وفي الباب: عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بابٌ: مَايَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ؟

گرج کڑک کے وقت کیا دعا کرے؟

آندھیوں کی طرح بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک بھی کبھی آفت ڈھاتی ہے، سورۃ الرعد (آیت ۱۳) میں ہے: ﴿وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهِ، وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ﴾: اور پاکی بیان کرتی ہے گرج اللہ کی تعریف کے ساتھ، اور دیگر فرشتے بھی اللہ کے ڈر سے، اور وہ کڑک دار بجلیاں بھیجتے ہیں، پس جس پر چاہتے ہیں گرادیتے ہیں —— اور وقتاً فوقتاً کڑاکے گرنے کے واقعات پیش آتے رہتے ہیں، جس سے املاک تباہ ہوتی ہیں، اور جانیں جاتی ہیں، پس مؤمن کو ایسے موقع پر پوری عاجزی کے ساتھ اللہ کے رحم وکرم اور عافیت کی دعا کرنی چاہئے۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک

سنتے تو یہ دعا کرتے: اللّٰهم! لاتقتلنا بغضبك، ولاتهلكنا بعذابك، وعافنا قبل ذلك: اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے مار نہ ڈال! اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کردے! اور ہمیں اس سے پہلے عافیت بخش! (یہ حدیث ضعیف ہے، حجاج بن ارطاۃ میں کلام ہے اور اس کا استاذ ابومطر مجہول راوی ہے)

[۵۱-] باب: مَایَقُوْلُ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ؟

[۳۴۷۲-] حدثنا قُتَیْبَةُ، نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِیَادٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ أَبِیْ مَطَرٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِیْهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم کَانَ إِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ، قَالَ: " اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ، وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ، وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ" هٰذَا حدیثٌ غریبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

باب: مَایَقُوْلُ عِنْدَ رُؤْیَةِ الْهِلَالِ؟

جب نیا چاند دیکھے تو کیا دعا کرے؟

ہر مہینہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے، جب ایک مہینہ ختم ہوکر دوسرے مہینے کا چاند آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو گویا زندگی کا ایک مرحلہ پورا ہوا، اور دوسرا مرحلہ شروع ہوا، اور کچھ لوگ بعض مہینوں کو منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں، اسلام میں ہر مہینہ خیر و برکت اور رشد و ہدایت کا مہینہ ہے، اور کچھ لوگ چاند کو دیوتا مانتے ہیں، اور اس کی پوجا کرتے ہیں، اس لئے نیا چاند نظر آنے پر ایسی دعا تعلیم فرمائی گئی ہے جس سے ان سب باطل خیالات کی تردید ہوجاتی ہے۔

حدیث: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ نیا چاند دیکھتے تو کہتے: اللّٰهم! أَهْلِلْهُ علینا بِالْیُمْنِ، وَالإیمان، والسلامة، والإسلام، رَبِّیْ وربك الله: اے اللہ! نئے چاند کو ہمارے لئے نمودار فرما برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ، میرا اور تیرا پروردگار اللہ ہے!

لغت: إهلال: نمودار ہونا ظاہر کرنا۔ أَهْلِلْهُ: فکِّ ادغام کے ساتھ اور أَهِلَّهُ ادغام کے ساتھ دونوں طرح مروی ہے۔

[۵۲-] باب: مَایَقُوْلُ عِنْدَ رُؤْیَةِ الْهِلَالِ؟

[۳۴۷۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ، نَا سُلَیْمَانُ بْنُ سُفْیَانَ الْمَدِیْنِیُّ، قَالَ: ثَنِیْ بِلَالُ بْنُ یَحْیٰ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ جَدِّهِ: طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم کَانَ إِذَا رَأَی الْهِلَالَ، قَالَ: " اَللّٰهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ، وَالإِیْمَانِ، وَالسَّلَامَةِ، وَالإِسْلَامِ، رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ" هٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ.

باب: مَایَقُوْلُ عِنْدَ الْغَضَبِ؟

جب سخت غصہ آئے تو کیا دعا کرے؟

سخت غصے میں ایک نیم جنونی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔اس وقت آدمی کا شعور کام نہیں کرتا، اور وہ انتہائی اوچھی حرکتوں پر اتر آتا ہے:

رفتہ رفتہ آدمی را کم تر سازد غضب ❁ آب را چنداں کہ جوشانند کم تر شود

(سخت غصہ آہستہ آہستہ آدمی کو 'اوچھا' کردیتا ہے ÷ پانی کو جتنا جوش دیں گے کم ہوتا جائے گا)

حضرت الاستاذ علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی قدس سرہ (صدر المدرسین دار العلوم دیوبند) فرمایا کرتے تھے کہ مولوی صاحب! غصہ قوتِ عاقلہ کی کمزوری سے آتا ہے، اور غصہ کرنے سے قوت عاقلہ کمزور ہوجاتی ہے (جیسے بیڑی سگریٹ پینے سے قبض ہوجاتا ہے، اور بیڑی سگریٹ پینے ہی سے اجابت ہوتی ہے)

لیکن اگر بندہ غصہ کے وقت حالت بدل دے تو غصہ ہلکا پڑ جاتا ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو سخت غصہ آئے، اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر غصہ ختم ہوجائے تو فبہا، ورنہ لیٹ جائے'' (ابوداؤد حدیث ۴۷۸۲) اور اگر غصہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کردیتے ہیں، اور وہ غصے کے نتائج بد سے محفوظ ہوجاتا ہے۔

حدیث: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں دو شخصوں کے درمیان سخت کلامی ہوگئی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے چہرے پر غصہ کے آثار نظر آنے لگے (اور ابوداؤد کی روایت میں ہے: ان میں سے ایک سخت غضبناک ہوا، یہاں تک کہ مجھے ایسا محسوس ہونے لگا کہ سخت غصے کی وجہ سے اس کی ناک پھٹ جائے گی) پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ آدمی اس کو کہہ لے تو اس کا غصہ کافور ہوجائے، وہ کلمہ یہ ہے: أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم: میں مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں'' (پس حضرت معاذؓ اس کو یہ کہنے کا حکم دینے لگے، مگر اس نے انکار کیا یعنی یہ کلمہ نہیں کہا، اور وہ کٹ حجتی کرنے لگا، اور غصہ میں بڑھنے لگا، اور صحیحین میں سلیمان بن صُرد کی روایت میں ہے: اس نے کہا: کیا میں پاگل ہوں؟!)

تشریح: نبی ﷺ نے یہ مضمون غالباً سورۃ الاعراف (آیات ۲۰۰ و ۲۰۱) سے مستنبط فرمایا ہے، ارشادِ پاک ہے: ﴿وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ، إِنَّهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ. إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوْا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ﴾: اگر تیرے دل میں شیطان کی طرف سے سخت وسوسہ آئے تو تو اللہ کی پناہ مانگ لے، وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ بیشک جو لوگ خدا ترس ہیں: جب ان کو کوئی خطرۂ شیطانی پیش آتا ہے تو وہ اللہ کی یاد میں لگ جاتے ہیں، پس یکا یک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

مگر یہ بھی واقعہ ہے کہ غصہ کی بحرانی کیفیت میں جب آدمی سنجیدگی، توازن اور اچھائی برائی کا احساس کھو بیٹھتا ہے تو بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ یہ باتیں اسے یاد آئیں، ایسے وقت میں خیر خواہوں کو چاہئے کہ وہ حکمت سے اس کو اس طرف متوجہ کریں، اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی یہ زریں ہدایت یاد دلائیں (معارف الحدیث ۵: ۲۲۷)

[۵۲-] بابٌ: مَايَقُوْلُ عِنْدَ الْغَضَبِ؟

[۳۴۷۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا قَبِيْصَةُ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِ أَحَدِهِمَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْقَالَهَا لَذَهَبَ غَضَبُهُ: " أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ" وفي الباب: عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ.

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُفْيَانَ نَحْوَهُ، وَهٰذَا حديثٌ مُرْسَلٌ، عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلَى لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَمَاتَ مُعَاذٌ فِيْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقُتِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلَى غُلَامٌ: ابْنُ سِتِّ سِنِيْنَ. هٰكَذَا رَوَى شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلَى.

وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَرَآهُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ لَيْلَى يُكْنَى أَبَا عِيْسَى. وَأَبُوْ لَيْلَى: اسْمُهُ يَسَارٌ، وَرُوِيَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلَى، قَالَ: أَدْرَكْتُ عِشْرِيْنَ وَمِائَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وضاحت: حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ کی روایت متفق علیہ ہے، اس میں بھی اسی غصہ کرنے والے کا واقعہ ہے، اور اسی استعاذہ کا ذکر ہے (بخاری حدیث ۶۰۴۸ مسلم حدیث ۲۶۱۰) اور باب کی حضرت معاذؓ کی روایت: مرسل (منقطع) ہے، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (ابن ابی لیلیٰ کبیر) کا حضرت معاذؓ سے لقاء وسماع نہیں، حضرت معاذؓ کا انتقال حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں (طاعون عمواس میں) ہوا ہے (اور عبدالرحمٰن اسی سال پیدا ہوئے ہیں یا اس سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے ہیں) اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے وقت عبدالرحمٰن چھ سال کے تھے، اور یہ حدیث سفیان ثوری رحمہ اللہ نے عبدالرحمٰن سے بواسطہ عبدالملک روایت کی ہے، اور امام شعبہ رحمہ اللہ نے بواسطہ حکم بن عتیبہ روایت کی ہے۔

پھر امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن نے حضرت عمرؓ سے (اور حدیثیں) روایت کی ہیں، اور عبدالرحمٰن نے حضرت عمرؓ کو دیکھا ہے (مگر یہ بات کیسے ممکن ہے؟ چھ سال کا بچہ حدیث کا تحمل نہیں کر سکتا، اس لئے بہت سے حضرات حضرت عمرؓ سے سماع کا انکار کرتے ہیں، بلکہ حضرت عثمانؓ سے بھی سماع کا انکار کرتے ہیں، البتہ عبدالرحمٰن کا حضرت علیؓ سے لقاء وسماع ہے، تفصیل تہذیب التہذیب میں ہے)

اور عبدالرحمٰن کی کنیت ابوعیسیٰ تھی، اوران کے والد ابولیلیٰ کا نام یسار تھا، اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ میں نے ایک سوبیس انصاری صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔

بابٌ: مَایَقُوْلُ إِذَا رَأَی رُؤْیَا یَکْرَهُهَا؟

جب کوئی براخواب دیکھے تو کیا دعا کرے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے، جس کو وہ پسند کرے تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہے، پس چاہئے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، اور چاہئے کہ وہ خواب بیان کرے جو اس نے دیکھا ہے (مگر ایسے شخص سے بیان کرے جو خواب دیکھنے والے سے محبت رکھتا ہو، جو اس کو ناپسند کرتا ہو اس سے بیان نہ کرے) —— اور جب اس کے علاوہ دیکھے، ان خوابوں میں سے جن کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ خواب شیطان ہی کی طرف سے ہے، پس چاہئے کہ وہ اس کے شر سے اللہ کی پناہ چاہے (اور اٹھ جائے، اور بائیں طرف تھتکار دے) اور کسی سے اس خواب کو بیان نہ کرے، پس وہ خواب اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

حوالہ: باب میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے، وہ پہلے (حدیث ۲۲۷۵ تحفہ ۶: ۶۲ میں) آچکی ہے، اور خوابوں کے اسباب، ان کی قسمیں اور اچھے برے خواب آنے پر کیا کرنا چاہئے؟ اس کی تفصیل ابواب الرؤیا کے شروع میں (تحفہ ۶: ۴۹-۶۴) میں آچکی ہے۔

[۵۴-] بابٌ: مَایَقُوْلُ إِذَا رَأَی رُؤْیَا یَکْرَهُهَا؟

[۳۴۷۵-] حدثنا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، نَا بَکْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم، یَقُوْلُ: "إِذَا رَأَی أَحَدُکُمُ الرُّؤْیَا یُحِبُّهَا، فَإِنَّمَا هِیَ مِنَ اللّٰهِ، فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ عَلَیْهَا، وَلْیُحَدِّثْ بِمَا رَأَی، وَإِذَا رَأَی غَیْرَ ذٰلِکَ مِمَّا یَکْرَهُهُ، فَإِنَّمَا هِیَ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، وَلاَ یَذْکُرْهَا لِأَحَدٍ، فَإِنَّهَا لاَتَضُرُّهُ"

وفی البابِ: عَنْ أَبِیْ قَتَادَةَ، هٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ صحیحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَابْنُ الْهَادِ: اسْمُهُ یَزِیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ الْمَدِیْنِیُّ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِیْثِ، رَوَی عَنْهُ مَالِکٌ وَالنَّاسُ.

بابٌ: مَایَقُوْلُ إِذَا رَأَی الْبَاکُوْرَةَ مِنَ الثَّمَرِ؟

جب پہلا پھل دیکھے تو کیا دعا کرے؟

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب صحابہ پہلا پھل دیکھتے تو اس کو نبی ﷺ کے پاس لاتے،

پس جب آپؐ اس کو لیتے تو کہتے: ''اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت فرما! اور ہمارے لئے ہمارے شہر میں برکت فرما، اور ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما! اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام یقیناً آپ کے بندے، آپ کے گہرے دوست اور آپ کے پیغمبر تھے، اور میں بھی آپ کا بندہ اور آپ کا پیغمبر ہوں، اور انھوں نے مکہ کے لئے آپ سے دعا کی ہے، اور میں مدینہ کے لئے آپ سے دعا کرتا ہوں، اس دعا کے مانند جو انھوں نے مکہ کے لئے کی ہے، اور اس کے مانند اس کے ساتھ یعنی مدینہ شریف کو ڈبل برکتوں سے نواز دے! ـــــ راوی کہتے ہیں: پھر آپ اس چھوٹے بچے کو بلاتے جو آپ کو نظر آتا، پس وہ پھل اس کو دیتے۔

تشریح: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ والوں کے لئے یہ دعا کی ہے: ﴿اجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِىْ إِلَيْهِمْ، وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ﴾: آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیں، اور ان کو پھلوں میں سے روزی دیں! (سورۂ ابراہیم آیت ۳۷) یہی دعا نبی ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے فرمائی ہے، اور اس کی قبولیت کا ہر شخص مشاہدہ کر سکتا ہے ـــــ اور صحابہ پہلا پھل آپؐ کے پاس اس لئے لاتے تھے کہ آپ دعا فرمائیں، چنانچہ آپؐ دعا فرماتے، اور پھل ہاتھ میں لے کر دعا فرماتے، پھر سب سے چھوٹے بچے کو اس لئے عنایت فرماتے کہ وہ مہربانی کا زیادہ مستحق ہے۔

[۵۵-] بابٌ: مَايَقُوْلُ إِذَا رَأَى الْبَاكُوْرَةَ مِنَ الثَّمَرِ؟

[۳۴۷۶-] حدثنا الأنصاريُ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكٌ، [ح:] وَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُا بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ عَبْدُكَ وَخَلِيْلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّيْ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَأَنَا أَدْعُوْكَ لِلْمَدِيْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ، وَمِثْلُهُ مَعَهُ" قَالَ: ثُمَّ يَدْعُوْ أَصْغَرَ وَلِيْدٍ يَرَاهُ، فَيُعْطِيْهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابُ مَايَقُوْلُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا؟

جب کوئی کھانا کھائے تو کیا دعا کرے؟

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اور خالد بن ولید: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے (حضرت میمونہ دونوں کی خالہ ہیں) پس وہ ہمارے پاس دودھ کا ایک برتن لائیں، پس رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا، اور میں آپ کی دائیں جانب تھا، اور خالدؓ بائیں جانب، پس آپؐ نے مجھ

سے فرمایا: "بچا ہوا پینے کا حق تمہارا ہے، پس اگر تم چاہو یعنی اجازت دو تو میں بچے ہوئے کے ساتھ خالد کو ترجیح دوں (کیونکہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں) میں نے عرض کیا: میں آپ کے بچے ہوئے (تبرک) کے ساتھ کسی کو ترجیح نہیں دونگا (چنانچہ آپؐ نے برتن ابن عباس کو تھمادیا)

پھر نبی ﷺ نے فرمایا: "جس کو اللہ تعالیٰ کوئی کھانا کھلائیں تو چاہئے کہ وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت فرما! اور ہمیں اس سے بہتر کھلا! — اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائیں: وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت فرما! اور ہمیں اور بھی دودھ پلا — اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پانی کی جگہ کافی نہیں ہوتی!" اور یہ دعائیں کھانے کے شروع میں یا درمیان میں پڑھنے کی ہیں)

[٥٦-] بابُ مَايَقُوْلُ إِذَا أَكَلَ طَعَامًا؟

[٣٤٧٧-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُمَرَ، هُوَ ابْنُ أَبِي حَرْمَلَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلَى مَيْمُوْنَةَ، فَجَاءَ تْنَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَشَرِبَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَنَا عَنْ يَمِيْنِهِ، وَخَالِدٌ عَنْ شِمَالِهِ، فَقَالَ لِيْ: "الشَّرْبَةُ لَكَ، فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتُ بِهَا خَالِدًا" فَقُلْتُ: مَاكُنْتُ أُوْثِرُ عَلَى سُؤْرِكَ أَحَدًا!

ثُمَّ قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ أَطْعَمَهُ اللهُ طَعَامًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ. وَمَنْ سَقَاهُ اللهُ لَبَنًا، فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ، وَزِدْنَا مِنْهُ"

وَقَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "لَيْسَ شَيْئٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، فَقَالَ: عَنْ عُمَرَ بْنِ حَرْمَلَةَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَمْرُو بْنُ حَرْمَلَةَ، وَلَايَصِحُّ.

وضاحت: اس حدیث کا راوی عمر بن حرملہ یا ابی حرملہ: مجہول راوی ہے، اس لئے حدیث ضعیف ہے، اور اس راوی کا نام عمر ہے، عمرو نہیں ہے۔

بابُ مايَقُوْلُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ؟

جب کھانا کھا چکے تو کیا دعا کرے؟

کھانا پینا لوازم حیات میں سے ہے، نبی ﷺ کو جب کچھ کھانے یا پینے کے لئے میسر آتا تو آپؐ اس کو اللہ کی طرف سے اور اس کا عطیہ یقین کرتے ہوئے اس کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے، آپؐ سے خاص اس موقع کے لئے مختلف

اذکار مروی ہیں:

پہلا ذکر: جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ کہتے: الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ، غیرَ مُوَدَّعٍ، ولا مُسْتَغْنًى عنہ، رَبَّنَا: ہر حمد اللہ کے لئے ہے، بہت زیادہ حمد، پاکیزہ حمد، جس حمد میں برکت (اضافہ) فرمائی گئی ہو، نہ رخصت کیا ہوا، اور نہ اس سے بے نیاز ہوا ہوا، اے ہمارے پروردگار!

تشریح: حمداً: فعل محذوف حَمِدْتُ کا مفعول مطلق ہے، طَيِّباً اور مُبارکاً: حمداً کی صفتیں ہیں: طیب: ستھری یعنی دکھانے سنانے سے پاک تعریف، اور تعریف میں برکت فرمائی ہوئی یعنی دائمی غیر منقطع تعریف..... غَيْرَ (منصوب) حمداً سے حال ہے، مُوَدَّع (اسم مفعول) از تَوْدِيع: رخصت کرنا، چھوڑنا یعنی دسترخوان اور کھانا ہم نے ہمیشہ کے لئے نہیں چھوڑ دیا، وقتی طور پر چھوڑ دیا ہے، کیونکہ ہم ہمیشہ کھانے کے محتاج ہیں..... مُسْتَغْنًى (اسم مفعول) از استغناء: بے نیاز ہونا یعنی ہم کبھی بھی کھانے سے بے نیاز نہیں ہو سکتے..... اور بخاری کی روایت میں مبارکاً فیہ کے بعد غَيْرَ مَكْفِيٍّ بھی ہے، یعنی یہ کھانا ہمارے لئے کافی ہونے والا نہیں، کیونکہ ہم تاحیات کھانے کے محتاج ہیں یا ہم برتن الٹ دینے والے نہیں ہمیں آئندہ ہمیں اس دسترخوان کی حاجت ہوگی۔

دوسرا ذکر: جب رسول اللہ ﷺ کھاتے یا پیتے تو کہتے: الحمد للہ الذی أَطْعَمَنَا، وَسَقَانَا، وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ: اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں کھلایا، اور ہمیں پلایا، اور ہمیں مسلمان بنایا (کھانے پینے سے بڑی نعمت: دولتِ اسلام ہے، اس لئے اس کا خاص طور پر شکر ادا کیا ہے)

تیسرا ذکر: نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کچھ کھایا، پھر کہا: الحمد للہ الذی أَطْعَمَنِيْ ھذا، وَرَزَقَنِيْهِ من غیر حَوْلٍ مِّنِّيْ ولا قوۃ: اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور مجھے یہ روزی عنایت فرمائی، میری کسی قوت وطاقت کے بغیر: تو اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

تشریح: بعض اعمال بظاہر چھوٹے نظر آتے ہیں، مگر اللہ کی نظر میں وہ بڑے وقیع ہوتے ہیں، میزانِ عمل میں وہ بہت بھاری ہوتے ہیں، اور ان کا نتیجہ بڑا غیر معمولی نکلتا ہے، اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو بندہ کھانے کے بعد صدق دل سے یہ اعتراف کرے کہ یہ کھانا مجھے میرے پروردگار اور پالنہار نے عطا فرمایا ہے، میرے کسی ہنر اور کسی صلاحیت واستحقاق کو اس میں کوئی دخل نہیں، جو کچھ عطا فرمایا ہے وہ اس نے صرف اپنے کرم سے عطا فرمایا ہے، اور ساری حمد وستائش کا مستحق وہی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حمد کی اتنی قدر فرماتے ہیں کہ اس کے سارے پچھلے گناہ اس کی برکت سے بخش دیتے ہیں۔

اور ابوداؤد کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جس نے کپڑا پہنا، پھر اس طرح اللہ کی حمد کی: الحمد للہ الذی کَسَانِيْ ھذا، وَرَزَقَنِيْهِ من غیر حول منی ولا قوۃ: اس اللہ کے لئے حمد ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، اور مجھے یہ رزق عطا فرمایا، میری کسی قوت وطاقت کے بغیر: تو بھی اس کے سابقہ سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

دراصل بندے کا یہ اعتراف واحساس کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اس کے رب کا عطیہ ہے، وہ خود کسی بھی لائق نہیں: یہ عبدیت کا جوہر ہے، اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر وقیمت رکھتا ہے، اور ان اعمال میں سے ہے جن کے صدقہ میں عمر بھر کی خطائیں معاف کردی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور ان پر یقین نصیب فرمائے، اور عمل کی توفیق دے۔

(معارف الحدیث ۵: ۲۰۷)

[۵۷-] بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّعَامِ؟

[۳٤۷۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، نَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، نَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، يَقُولُ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، غَيْرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳٤۷۹-] حدثنا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، وَأَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيدَةَ، قَالَ حَفْصٌ: عَنِ ابْنِ أَخِي أَبِي سَعِيدٍ، وَقَالَ أَبُو خَالِدٍ: عَنْ مَوْلًى لِأَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِينَ"

[۳٤۸۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ، نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، قَالَ: ثَنِي أَبُو مَرْحُومٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ أَكَلَ طَعَامًا، فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هٰذَا، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلَا قُوَّةٍ: غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَأَبُو مَرْحُومٍ: اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مَيْمُونٍ.

وضاحت: دوسری حدیث پر امام ترمذیؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا، اس کی سند میں حجاج: صدوق ہیں، مگر کثیر الخطاء والتدلیس ہیں ...... اور ریاح بن عبیدۃ کوفی ثقہ ہیں، مگر ان کے استاذ مجہول ہیں حفص بن غیاث نے ان کو ابن اخی ابی سعید کہا ہے یعنی ریاح: حضرت ابوسعید خدریؓ کے بھتیجے سے روایت کرتے ہیں، اور ابوخالد احمر نے مولیً لأبی سعید کہا ہے یعنی ریاح: حضرت ابوسعید کے آزاد کردہ سے روایت کرتے ہیں، بہر صورت یہ مجہول راوی ہے، اس لئے حدیث ضعیف ہے ...... اور تیسری حدیث میں سہل بن معاذ لا بأس به کے درجہ کا راوی ہے اس لئے حدیث صرف حسن ہے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهِيقَ الْحِمَارِ؟

جب مرغوں کی بانگ اور گدھے کا رینکنا سنے تو کیا دعا کرے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مرغوں کی بانگ سنو تو اللہ سے اس کے فضل کی دعا کرو، کیونکہ انھوں نے

یقیناً فرشتے کو دیکھا ہے، اور جب تم گدھے کا رینکنا (چیخنا) سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کیونکہ اس نے یقیناً شیطان کو دیکھا ہے"

تشریح: یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، بخاری شریف (حدیث ۳۳۰۳) اور مسلم شریف (حدیث ۲۷۲۹) میں اسی سند سے ہے۔ اور ابوداؤد، نسائی اور حاکم کی روایت میں کتوں کے رونے کا بھی ذکر ہے، جب وہ رات میں روئیں اس وقت شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے، وہ بھی شیطان کو دیکھ کر روتے ہیں (اور الدِّیَکَة (بفتح الیاء) الدِّیك (بسکون الیاء) کی جمع ہے)

مرغ بوقتِ سحر (تہجد کے وقت) بانگ دیتے ہیں، سب ایک ساتھ بولتے ہیں، پھر خاموش ہوجاتے ہیں، پھر جب بالکل صبح صادق قریب آتی ہے تو سب دوبارہ بولتے ہیں، ان کو وقت کا اندازہ کیسے ہوتا ہے؟ رات چھوٹی ہو یا بڑی: مرغ خاص وقت میں اذان دیتے ہیں، کیونکہ وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں، اس بابرکت وقت میں وہ بھی تسبیح وتحمید میں مشغول ہوجاتے ہیں، اور رات کی خاموش فضا میں اپنی تسبیح سے ہلچل مچادیتے ہیں، پس اس وقت بندوں کو بھی اٹھ جانا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل طلب کرنا چاہئے، اور دن میں جو اکا دکا مرغ بولتا ہے وہ حدیث کا مصداق نہیں، کیونکہ حدیث میں الدِّیَکَة جمع ہے۔

اور کچھ جانور ملعون ہوتے ہیں، جیسے گدھا، کتا، بندر اور سور وغیرہ، ان کو شیاطین سے مناسبت ہے، اس لئے ان کو شیاطین نظر آتے ہیں، وہ جب ان کو دیکھتے ہیں تو رینکتے ہیں اور روتے ہیں، کتے عام طور پر رات میں روتے ہیں، اور گدھا کسی بھی وقت رینکتا ہے، پس اس وقت شیطان کے شر سے پناہ طلب کرنی چاہئے۔

[۵۸-] بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا سَمِعَ نَهِيقَ الْحِمَارِ؟

[۳۴۸۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْأَلُوا اللهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا، وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ، فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّحْمِيدِ

تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تحمید کا ثواب

پانچ خاص اذکار ہیں، یہ اذکار اگرچہ مختصر ہیں مگر بڑے قیمتی ہیں:

پہلا ذکر: تسبیح وتقدیس ہے، تسبیح کے معنی ہیں: تمام عیوب ونقائص سے اللہ کی پاکی بیان کرنا، اس کے لئے خاص

جملہ سبحان اللہ ہے، یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ سلبیہ کی طرف مشیر ہے۔

دوسرا ذکر: تکبیر ہے، تکبیر کے معنی ہیں: اللہ کی بڑائی بیان کرنا، اس کے لئے خاص جملہ اللہ اکبر ہے۔ اور یہ جملہ اللہ کی ثبوتی معرفت کی طرف مشیر ہے۔

تیسرا ذکر: تہلیل ہے، یعنی لا إلٰہ إلا اللہ کہنا، اس جملہ میں توحید اور شانِ یکتائی کا بیان ہے، اور یہ جملہ ان حجابات کو رفع کرتا ہے جو اللہ کی معرفت کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

چوتھا ذکر: تحمید وتوصیف ہے، تحمید کے معنی ہیں: تعریف کرنا، یعنی تمام خوبیوں کے ساتھ اور تمام صفاتِ کمالیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو متصف کرنا۔

پانچواں ذکر: لاحول ولا قوۃ إلا باللہ ہے، اس ذکر کے ذریعہ بندہ اپنی قوت وطاقت کی نفی کرتا ہے، اور اللہ پر کامل بھروسہ کرتا ہے، پس اس جملہ میں توکل کی تعلیم ہے (امام ترمذی نے باب میں اس ذکر کا تذکرہ نہیں کیا، مگر باب کی حدیثوں میں اس کا ذکر ہے)

ملحوظہ: یہ اذکار علاحدہ علاحدہ بھی کر سکتے ہیں، اور دو یا چند ملا کر بھی کر سکتے ہیں۔

۱۔ تہلیل، تکبیر اور حوقلہ سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''زمین میں کوئی نہیں جو کہے: لا إلٰہ إلا اللہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! واللہ اکبر: اور اللہ سب سے بڑے ہیں! ولا حول ولا قوۃ إلا باللہ: اور کچھ طاقت اور قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے: مگر اس سے اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں''

تشریح: سمندر: زمین کے تین چوتھائی حصے پر محیط ہیں، ان میں موجوں کے تلاطم سے جو جھاگ پیدا ہوتا ہے وہ بے اندازہ ہوتا ہے، اگر کسی کی خطائیں سمندر کے جھاگ کے برابر بھی ہوں تو وہ مذکورہ تین اذکار سے معاف ہو جاتی ہیں، مگر یہ بات دو چار بار یہ کلمات کہنے سے حاصل نہیں ہوتی، مداوم یہ اذکار کرنے سے یہ فضیلت حاصل ہوتی ہے، اور تینوں اذکار ایک ساتھ کرنا ضروری نہیں، ان میں سے کوئی بھی ذکر زبان پر جاری رہنا چاہئے، وقتاً فوقتاً وہ ذکر کرنا چاہئے، اور تعدد اذکار میں حکمت یہ ہے کہ مسلسل ایک ہی ذکر کرتے رہنا عام لوگوں کے حق میں زبان کا لقلقہ (محض آواز) ہو کر رہ جاتا ہے، اور ایک ذکر سے دوسرے ذکر کی طرف انتقال: نفس کو ہوشیار اور خوابیدہ طبیعت کو بیدار کرتا ہے۔

سند کا بیان: یہ حدیث ٹھیک ہے، اس کو ابو بلج سے حاتم اور شعبہ روایت کرتے ہیں، حاتم حدیث کو مرفوع کرتے ہیں اور شعبہ موقوف، مگر امام شعبہ کی یہ عادت تھی کہ وہ کبھی احتیاطاً حدیث مرفوع کو موقوف بیان کیا کرتے تھے، پس صحیح: حدیث کا مرفوع ہونا ہے، حاتم کے دو شاگرد: عبد اللہ بن بکر سہمی اور ابن ابی عدی: حاتم سے اس کو مرفوع روایت کرتے

ہیں، بَلْج کے معنی ہیں: خندہ پیشانی، اور ابوبلج کا نام یحییٰ اور ان کے باپ کا نام سُلیم یا ابی سُلیم تھا، یہ فزاری کوفی ہیں، اور حاتم کی کنیت ابو یونس ہے، یہ بصری اور ثقہ راوی ہیں۔

[۵۹-] بابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ التَّسْبِيحِ، وَالتَّكْبِيرِ، وَالتَّهْلِيلِ، وَالتَّحْمِيدِ

[۳۴۸۲-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، نا عَبْدُ اللهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَاعَلَى الأَرْضِ أَحَدٌ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ: إِلَّا كُفِّرَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ، وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ"

هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَرَوَى شُعْبَةُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ أَبِي بَلْجٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَأَبُوْ بَلْجٍ اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، وَيُقَالُ ابْنُ سُلَيْمٍ أَيْضًا.

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ حَاتِمِ بْنِ أَبِي صَغِيرَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي بَلْجٍ، نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

۲-ذکر میں جہر مفرط نہ کرنا، اور حوقلہ کی فضیلت

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری کہتے ہیں: ہم ایک جہاد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، جب ہم لوٹے اور مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگوں نے تکبیر کہنی شروع کی، اور انھوں نے اپنی آوازیں بلند کیں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: إن ربکم لیس بأصمَّ ولا غائبٍ، هو بینکم وبین رؤوس رحالکم: تمہارے پروردگار نہ تو بہرے ہیں نہ غیر حاضر، وہ تمہارے اور تمہارے کجاووں کے سروں کے درمیان ہیں (پس چلا کر ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور صحیحین میں ہے: اِرْبَعُوا علی أنفسکم: اپنے اوپر نرمی کرو، پس ذکر میں جہر مفرط نہ چاہئے) —— پھر آپ نے فرمایا: "اے عبداللہ بن قیس! (یہ ابوموسیٰ اشعری کا نام ہے) کیا میں آپ کو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ نہ بتلاؤں؟ وہ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ ہے۔

تشریح: کچھ لوگ جوش میں آکر ذکر کرتے وقت چلاتے ہیں، خود بھی تھکتے ہیں اور دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں، یہ طریقہ ٹھیک نہیں، ذکر درمیانی آواز سے کرنا چاہئے، تاکہ بشاشت بھی رہے اور تھکے بھی نہیں —— اور اس موقعہ پر حوقلہ کی تعلیم میں راز یہ ہے کہ غزوہ سے لوٹ کر گھر پہنچنا اللہ کی توفیق سے ہوتا ہے، پس خاص اس موقعہ پر تکبیر سے بہتر ذکر حوقلہ ہے، اس میں اپنی مقدرت کی نفی اور اللہ کی قدرت پر اعتماد ہے —— اور "اللہ تمہارے اور تمہارے کجاووں کے سروں کے درمیان ہیں" کا مطلب اللہ تعالیٰ کے لئے مکانیت ثابت کرنا نہیں ہے، بلکہ معیتِ علمی اور

قدرت کے ساتھ: ساتھ ہونا مراد ہے، سورۃ الحدید (آیت ۴): ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ﴾: میں بھی یہی معیت علمی مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہر حال قریب سے جانتے ہیں اور قدرت کے ساتھ: ساتھ ہونا مراد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ ہر بات پر پوری قدرت رکھتے ہیں (یہ فائدہ کتاب میں ہے)

[۳۴۸۳-] حدثنا محمدُ بنُ بشارٍ، نا مَرْحُومُ بنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ، نا أَبُوْ نَعَامَةَ السَّعْدِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي غَزَاةٍ، فَلَمَّا قَفَلْنَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ، فَكَبَّرَ النَّاسُ تَكْبِيْرَةً، وَرَفَعُوْا بِهَا أَصْوَاتَهُمْ فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَصَمَّ وَلَا غَائِبٍ، هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوْسِ رِحَالِكُمْ" ثُمَّ قَالَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ! أَلَا أُعَلِّمُكَ كَنْزًا مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ: اسْمُهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلٍّ، وَأَبُوْ نَعَامَةَ: اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عِيْسَى، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: هُوَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رُؤُوْسِ رَوَاحِلِكُمْ: إِنَّمَا يَعْنِي عِلْمَهُ وَقُدْرَتَهُ.

۳- تسبیح، تحمید، تہلیل اور تکبیر جنت کے پودے ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شبِ معراج میں میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی، پس آپؑ نے فرمایا: "اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا، اور انہیں بتلانا کہ جنت کی زمین زرخیز ہے، اس کا پانی شیریں ہے، مگر وہ چٹیل ہے، اور اس کے پودے سبحان اللہ، الحمد للہ، لا إلٰہ إلا اللہ اور اللہ اکبر ہیں (پس مؤمنین کو چاہئے کہ یہ اذکار کرکے اپنی جنت میں زیادہ سے زیادہ پودے لگائیں، اور اس کو خوب آباد کریں، اور ان اذکار میں یہی ترتیب ضروری نہیں، ترتیب بدلی جاسکتی ہے، نیز چاروں اذکار ایک ساتھ ہونا بھی ضروری نہیں، بعض کلمات کا ذکر بھی کرسکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جنت کو آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائیں: آمین)

[۶۰-] بابٌ

[۳۴۸۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، نا سَيَّارٌ، نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَقِيْتُ إِبْرَاهِيْمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ، فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! اقْرَأْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ، عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيْعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ"

وفي الباب: عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

۴-روزانہ ہزار نیکیاں کیسے کمائی جائیں؟

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا: "کیا تم میں سے ایک عاجز ہے اس سے کہ وہ ہزار نیکیاں کمائے؟" پس آپؐ کے ہم نشینوں میں سے ایک پوچھنے والے نے پوچھا: ہم میں سے ایک شخص ہزار نیکیاں کیسے کما سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "تم میں سے ایک شخص سو مرتبہ سبحان اللہ کہے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور اس کی ہزار برائیاں مٹائی جاتی ہیں"

تشریح: "نیکی دس گنا" کے قاعدے سے سو کی ہزار نیکیاں ہو جائیں گی، پس مثبت پہلو سے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی، اور منفی پہلو سے ہزار برائیاں مٹائی جائیں گی، جیسے مسجد جاتے ہوئے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور ایک برائی مٹائی جاتی ہے (اور یہ مسلم شریف کی روایت ہے)

[۳٤٨٥-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، نَا مُوْسَى الْجُهَنِيُّ، قَالَ: لَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِجُلَسَائِهِ: " أَيَعْجِزُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَكْسِبَ أَلْفَ حَسَنَةٍ؟" فَسَأَلَهُ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ: كَيْفَ يَكْسِبُ أَحَدُنَا أَلْفَ حَسَنَةٍ؟ قَالَ:" يُسَبِّحُ أَحَدُكُمْ مِائَةَ تَسْبِيْحَةٍ: تُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَسَنَةٍ، وَتُحَطُّ عَنْهُ أَلْفُ سَيِّئَةٍ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۵-ایک ذکر جس کی وجہ سے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کہا: سبحان الله العظیم وبحمده (اللہ عظیم المرتبت (تمام نقائص سے) پاک ہیں، اور اپنی خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں) تو اس کے لئے جنت میں ایک کھجور کا درخت لگایا جاتا ہے (عربوں کے نزدیک کھجور کا درخت پیارا اور منفعت بخش ہے) اور یہ حدیث ابوالزبیر ہی حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں، اس لئے غریب ہے، اور ابوالزبیر سے حجاج الصواف اور حماد بن سلمہ روایت کرتے ہیں، پس حدیث حسن صحیح ہے

[٦١-] بابٌ

[۳٤٨٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهِ:

غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" هذا حديث حسن غريب صحيح لانعرفه إلا من حديث أبي الزبير عن جابر.

[۳۴۸۷-] حدثنا محمد بن رافع، نا مؤمّل، عن حماد بن سلمة، عن أبي الزبير، عن جابر، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ: غُرِسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ" هذا حديث غريب.

۶-روزانہ سومرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہنے کا ثواب

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص روزانہ سومرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ کہے: اس کی سب لغزشیں معاف کردی جاتی ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں"

تشریح: یہ روایت متفق علیہ ہے، اور سومرتبہ کہنا عام ہے، خواہ ایک مجلس میں کہے یا متفرق مجالس میں، اور اس ذکر میں اللہ کی کامل معرفت کا بیان ہے۔ یعنی اس ذات قدسی کا نقائص سے مبرا ہونا اور خوبیوں کے ساتھ متصف ہونا بیان کیا گیا ہے، جب یہ ذکر اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو قرب الٰہی کا وسیع باب وا ہوتا ہے، اور اس کی تمام لغزشیں معاف کردی جاتی ہیں۔

[۳۴۸۸-] حدثنا نصر بن عبد الرحمن الكوفي، نا المحاربي، عن مالك بن أنس، عن سُمَيٍّ، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ: غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ" هذا حديث حسن صحيح.

۷-دو جملے: بولنے میں ہلکے، ثواب میں بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو جملے زبان پر یعنی بولنے میں ہلکے، ترازو میں یعنی ثواب میں بھاری، اور رحمٰن (مہربان ہستی) کو پیارے ہیں: ۱-سبحان اللہ وبحمدہ: اللہ پاک ہیں، اور خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں۔ ۲-سبحان اللہ العظیم: اللہ تعالیٰ پاک اور عظیم المرتبت ہیں (العظیم میں حمد کا مفہوم ہے، بڑا وہی ہوتا ہے جو خوبیوں کے ساتھ متصف ہو)

تشریح: جب کسی جملہ میں تسبیح وتحمید: دونوں جمع ہو جاتے ہیں تو وہ انسان کی معرفت ربانی کی بہترین تعبیر ہوتے ہیں، کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کو اسی طرح پہچان سکتا ہے کہ وہ ایک ایسی ذات کا تصور کرے جو تمام عیوب ونقائص سے، جو مخلوقات میں پائے جاتے ہیں: پاک ہو، اور جوان تمام خوبیوں کے ساتھ، جو مخلوقات میں خوبیاں تصور کی جاتی ہیں: متصف ہو ___ مگر اتصاف صرف خوبی ہونے کی جہت سے مانا جائے، مثلاً: بینا شنوا ہونا مخلوقات میں خوبی کی بات

ہے، پس اللہ کو ان سے متصف کیا جائے، اور ان کو سمیع وبصیر مانا جائے، مگر مادّی آنکھ، کان ان کے لئے ثابت نہ کئے جائیں، کیونکہ یہ خوبی کی بات نہیں (رحمۃ اللہ ۴:۳۰۳)

[۳۴۸۹-] حدثنا يُوسُفُ بْنُ عِيْسَى، نَا مُحمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

وضاحت: یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور بخاری کتاب الدعوات میں اسی طرح سبحان الله العظيم مقدم ہے، اور ایمان ونذور اور کتاب التوحید میں سبحان الله وبحمده مقدم ہے، اور مسلم شریف میں بھی ایسا ہی ہے، اور محمد بن فضیل سے آخر تک یہی سند ہے، اس لئے یہ حدیث غریب بمعنی تفرد اسناد ہے۔

۸- کلمۂ توحید کی فضیلت

چوتھا کلمہ: کلمہ توحید ہے، اور وہ یہ ہے: لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، يحيى ويميت، وهو على كل شيئ قدير: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بے ہمہ ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کے لئے فرمانروائی ہے اور اسی کے لئے ستائش ہے، وہ جلاتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کلمہ کی فضیلت میں درج ذیل روایت آئی ہے:

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے سو مرتبہ کہا: لا إله إلا الله (الی آخرہ) تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا، اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی سو برائیاں مٹائی جائیں گی، اور یہ عمل اس کے لئے اس دن شام تک شیطان سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا، اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہیں، بجز اس آدمی کے جس نے اس سے زیادہ یہ عمل کیا۔

تشریح: کلمہ توحید مثبت ومنفی دونوں مضامین پر مشتمل ہے، اس کلمہ سے دونوں پہلوؤں سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور صفات سلبیہ کے ذریعہ اللہ کی معرفت گناہوں کی معافی میں زیادہ کارگر ہے، اور صفات ثبوتیہ کے ذریعہ معرفت: نیکیوں کے وجود میں زیادہ مفید ہے، اس لئے کلمہ توحید کی فضیلت میں دونوں باتوں کا لحاظ کیا گیا ہے (رحمۃ اللہ ۴:۳۰۹) اور یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

حدیث (۲): اور اسی سند سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ جس نے سبحان الله وبحمده سو مرتبہ کہا اس کی خطائیں مٹادی جائیں گی، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں (اس مضمون کی حدیث ابھی (نمبر ۳۴۶۸) پر گذر چکی ہے۔

[۳۴۹۰-] حدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري، نا معن، نا مالك، عن سمي، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من قال: لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، يحيي ويميت، وهو على كل شيء قدير: في يوم مائة مرة: كان له عدل عشر رقاب، وكتبت له مائة حسنة، ومحيت عنه مائة سيئة، وكان له حرزا من الشيطان يومه ذلك حتى يمسي، ولم يأت أحد بأفضل مما جاء به إلا أحد عمل أكثر من ذلك"

[۳۴۹۱-] وبهذا الإسناد عن النبي صلى الله عليه وسلم: "من قال: سبحان الله وبحمده مائة مرة، حطت خطاياه وإن كانت أكثر من زبد البحر" هذا حديث حسن صحيح.

باب

۹-سبحان الله وبحمده کا ثواب

حدیث(۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے صبح میں اور شام میں سبحان الله وبحمده سو مرتبہ کہا تو قیامت کے دن اس کے عمل سے بہتر عمل کوئی شخص نہیں لائے گا، مگر جس نے یہی عمل کیا یا اس میں اضافہ کیا۔

حدیث(۲): رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ سے فرمایا: سبحان الله وبحمده سو مرتبہ کہو، جس نے ایک مرتبہ کہا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے دس مرتبہ کہا اس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے سو مرتبہ کہا اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی، اور جس نے اس میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ فرمائیں گے، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی بخشش طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں۔

تشریح: پہلی حدیث مسلم شریف کی ہے، اور صحیح ہے، اور دوسری حدیث ضعیف ہے، داؤد متروک راوی ہے، بلکہ ازدی نے اس کو کذاب قرار دیا ہے، مگر اس کا مضمون اصول شرع کے موافق ہے، اور پہلی حدیث میں جو ثواب بیان کیا گیا ہے وہ ہمیشہ یہ ذکر کرنے کا ہے۔

[۶۲-] باب

[۳۴۹۲-] حدثنا محمد بن عبد الملك بن أبي الشوارب، نا عبد العزيز بن المختار، عن سهيل ابن أبي صالح، عن سمي، عن أبي صالح، عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "من قال حين يصبح وحين يمسي: سبحان الله وبحمده: مائة مرة: لم يأت أحد يوم القيامة بأفضل مما جاء به، إلا أحد قال مثل ما قال، أو زاد عليه" هذا حديث حسن صحيح غريب.

[۳۴۹۳-] حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، نا دَاوُدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ لِأَصْحَابِهِ: "قُولُوا سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ، مَنْ قَالَ مَرَّةً كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ قَالَهَا عَشْرًا كُتِبَتْ لَهُ مِائَةً، وَمَنْ قَالَهَا مِائَةً كُتِبَتْ لَهُ أَلْفًا، وَمَنْ زَادَ زَادَهُ اللهُ، وَمَنِ اسْتَغْفَرَ اللهَ غَفَرَ لَهُ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ

۱۰-روزانہ سومرتبہ تسبیح، تحمید، تہلیل یا تکبیر کا ثواب

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱-جس نے صبح میں سومرتبہ اور شام میں سومرتبہ اللہ کی پاکی بیان کی: سبحان اللہ کہا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے سوحج کئے!

۲-اور جس نے صبح میں سومرتبہ اور شام میں سومرتبہ اللہ کی تعریف کی: الحمدللہ کہا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے جہاد میں استعمال کے لئے سوگھوڑے دیئے! یا فرمایا: جس نے سو جہاد کئے!

۳-اور جس نے صبح میں سومرتبہ اور شام میں سومرتبہ لا إلٰہ إلا اللہ کہا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اسماعیل علیہ السلام کی نسل کے سوغلام آزاد کئے!

۴-اور جس نے صبح میں سومرتبہ اور شام میں سومرتبہ اللہ اکبر کہا تو نہیں لائے گا اس دن میں کوئی اس عمل سے زیادہ جس کو وہ لایا ہے، مگر جس نے یہی عمل کیا یا اس میں اضافہ کیا۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، ضحاک بن حمزۃ الملوکی واسطی ضعیف راوی ہے، اور یہ روایت نسائی میں بھی ہے۔

حدیث (۲): امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: رمضان میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا دوسرے دنوں میں ہزار مرتبہ کہنے سے افضل ہے۔

تشریح: یہ امام زہری کا قول ہے، حدیث مرفوع نہیں، اور کسی حدیث مرفوع سے اس کی تائید نہیں ہوتی، اور اس کی سند بھی ضعیف ہے، ابوبشر جو امام زہری سے روایت کرتا ہے مجہول ہے، اور اس سے صرف حسن بن صالح بن حی ہی روایت کرتا ہے۔

[۶۳-] بابٌ

[۳۴۹۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ وَزِيرٍ الْوَاسِطِيُّ، نا أَبُو سُفْيَانَ الْحِمْيَرِيُّ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ حُمْرَةَ، عَنْ

عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:

[١-] مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ، وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ: كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ.

[٢-] وَمَنْ حَمِدَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ، وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ: كَانَ كَمَنْ حَمَلَ عَلَى مِائَةِ فَرَسٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ" أَوْ قَالَ: "غَزَا مِائَةَ غَزْوَةٍ"

[٣-] وَمَنْ هَلَّلَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ، وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ: كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ.

[٤-] وَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ، وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ: لَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ أَحَدٌ بِأَكْثَرَ مِمَّا أَتَى بِهِ، إِلَّا مَنْ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ أَوْ زَادَ عَلَى مَاقَالَ، هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[٣٤٩٥-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الْأَسْوَدِ الْعِجْلِيُّ الْبَغْدَادِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: تَسْبِيْحَةٌ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ تَسْبِيْحَةٍ فِي غَيْرِهِ.

بابٌ

۱۱-ایک ذکر کا ثواب چار کروڑ نیکیاں

حدیث: رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے: آپؐ نے فرمایا: جس نے دس مرتبہ کہا: اشهد أن لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، إلٰهًا واحدًا أحدًا صمدًا، لم يتخذ صاحبةً ولا ولدًا، ولم يكن له كفوًا احد: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یگانہ ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، ایک معبود، بے ہمہ، بے نیاز، نہ اس کی کوئی جورو اور نہ کوئی اولاد، اور نہ اس کا کوئی ہم سر! تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار کروڑ نیکیاں لکھتے ہیں۔

تشریح: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، اس کا راوی خلیل بن مرۃ ضعیف ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک منکر الحدیث ہے یعنی اس کی حدیثیں نہایت ضعیف ہوتی ہیں، اور ازہر بن عبداللہ کا حضرت تمیم داری سے لقاء وسماع نہیں (تہذیب) پس حدیث منقطع بھی ہے۔ (حساب: ۴۰۰۰۰×۱۰۰۰=۴۰۰۰۰۰۰۰)

[٦٤-] بابٌ

[٣٤٩٦-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا اللَّيْثُ، عَنِ الْخَلِيْلِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَزْهَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، إِلٰهًا وَاحِدًا أَحَدًا صَمَدًا، لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ: عَشْرَ

مَرَّاتٍ: كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعِينَ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ"
هٰذَا حديثٌ غريبٌ لانعرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَالْخَلِيْلُ بْنُ مُرَّةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ، قَالَ مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ.

۱۲- فجر کے بعد دس مرتبہ چوتھے کلمہ کے ورد کا ثواب

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے فجر کی نماز کے بعد دس مرتبہ کہا، درانحالیکہ وہ اپنے دونوں پیر موڑنے والا ہو یعنی قعدہ کی ہیئت میں بیٹھا ہوا ہو، کسی سے بات کرنے سے پہلے: لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، يحيي ويميت، وهو علي كل شيئ قدير: تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کی دس برائیاں مٹائی جائیں گی، اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے، اور وہ اس پورے دن میں ہر ناگوار بات سے محفوظ رکھا جائے گا، اور اس کی شیطان سے حفاظت کی جائے گی، اور کسی گناہ کے لئے مناسب نہیں یعنی جائز نہیں کہ وہ اس کو اس دن میں پالے، مگر اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا مستثنیٰ ہے یعنی اگر وہ مشرک ہوجائے تو پھر اس کو ہر گناہ پاسکتا ہے۔

تشریح: یہ حدیث نسائی اور طبرانی کی اوسط میں بھی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے، مگر یہ حدیث بھی اعلیٰ درجہ کی نہیں، زید بن ابی انیسہ ثقہ راوی ہے، مگر له أفراد: وہ ایسی روایتیں بھی کرتا ہے جس کو وہی روایت کرتا ہے، اور شہر بن حوشب كثير الإرسال والأوهام ہیں، چنانچہ یہ روایت مسند احمد میں مرسل ہے، آخر میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں (مگر چونکہ فضائل میں ضعیف روایتیں معتبر ہوتی ہیں: اس لئے امام ترمذیؒ نے اس قسم کی ضعیف روایتیں ذکر کی ہیں)

[۳۴۹۷-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو الرَّقِّيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " مَنْ قَالَ فِي دُبُرِ صَلاَةِ الْفَجْرِ، وَهُوَ ثَانٍ رِجْلَيْهِ، قَبْلَ أَنْ يَتَكَلَّمَ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ: عَشْرَ مَرَّاتٍ: كُتِبَتْ لَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ، وَمُحِيَ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ، وَرُفِعَ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ، وَكَانَ يَوْمَهُ ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي حِرْزٍ مِنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ، وَحُرِسَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَلَمْ يَنْبَغِ لِذَنْبٍ أَنْ يُدْرِكَهُ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ إِلاَّ الشِّرْكَ بِاللّٰهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

بابُ ماجاءَ في جَامِعِ الدَّعْوَاتِ

عن رسول الله صلی الله علیه وسلم

جامع اور ہمہ گیر دعائیں

رسول اللہ ﷺ سے جو دعائیں مروی ہیں: ان کو مضامین اور موقع محل کے لحاظ سے تین قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ایک: وہ دعائیں جن کا تعلق نماز سے ہے، دوم: وہ دعائیں جن کا تعلق خاص اوقات یا خاص مواقع اور حالات سے ہے۔ سوم: وہ دعائیں جن کا تعلق نہ نماز سے ہے، نہ خاص اوقات یا مواقع سے، بلکہ وہ عمومی دعائیں ہیں۔

یہی تیسری قسم کی دعائیں اب پیش کر رہے ہیں، ان میں سے زیادہ تر مضامین کے لحاظ سے جامع اور ہمہ گیر ہیں، محدثین ان دعاؤں کو "جامع الدعوات" کے عنوان سے پیش کرتے ہیں، یہ دعائیں امت کے لئے رسول اللہ ﷺ کا خاص عطیہ اور بیش بہا تحفہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی قدر کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

۱- اللہ کا اسم اعظم (سب سے بڑا نام) کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے کچھ نام اہم ترین نام ہیں، جو 'اسم اعظم' کہلاتے ہیں، حدیث میں ہے کہ اگر ان کے ذریعہ دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ مراد پوری فرماتے ہیں، اور اگر ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو وہ جواب دیتے ہیں۔ یہ وہ نام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جامع ترین تجلیات کی ترجمانی کرتے ہیں، اور وہ نام ملأ اعلی کے درمیان بکثرت مروج ہیں، اور عالم غیب کے ترجمان حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبانوں پر ہر زمانہ میں چڑھے رہے ہیں۔ اور ان ناموں میں سے ہر نام میں عالم بالا میں اللہ کی مخصوص تجلی جلوہ فرما ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۳۱)

اسم اعظم کیا ہے؟ اسم اعظم صراحت کے ساتھ متعین نہیں کیا گیا، کسی درجہ میں اس کو مبہم رکھا گیا ہے، جیسے شب قدر کو اور جمعہ کی ساعت مرجوہ کو مبہم رکھا گیا ہے، اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ درج ذیل نام اسم اعظم ہو سکتے ہیں:

۱- أنت الله، لا إله إلا أنتَ الأحد الصمد الذی لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفواً أحد۔

۲- لك الحمد، لا إله إلا أنتَ الحنان المنان، بديع السماوات والأرض، يا ذا الجلال والإكرام، يا حي يا قيوم! (یہ ذکر (حدیث نمبر ۳۵۶۴) میں ہے)

۳- سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۶۳) اور سورۂ آل عمران کی ابتدائی آیات میں اسم اعظم ہے، جیسا کہ آگے حدیث میں

آرہا ہے۔

ملحوظہ: احادیث سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ عوام میں اسم اعظم کا جو تصور ہے، اور اس کے بارے میں جو باتیں مشہور ہیں: وہ بالکل بے اصل ہیں (معارف الحدیث ۵:۲۹)

حدیث (۱): حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا، وہ اللہ کی بارگاہ میں عرض کررہا تھا: ''اے اللہ! میں اپنی حاجت آپ سے مانگتا ہوں: بوسیلہ اس کے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ یکتا اور بے نیاز ہیں، جس نے نہ جنا اور نہ وہ جنا گیا، اور نہ اس کا کوئی ہم سر ہے'' حضرت بریدہؓ کہتے ہیں: پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخدا! اس نے اللہ سے اُس اسم اعظم کے وسیلہ سے مانگا ہے کہ جب اس نام سے پکارا جاتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے، اور جب اس کے وسیلہ سے مانگا جاتا ہے تو وہ دیتا ہے''

حدیث کی سندیں: یہ حدیث ٹھیک ہے، مگر غریب (بمعنی تفرد اسناد) ہے، اس کی مالک بن مغول (اعلیٰ درجہ کے ثقہ راوی) سے آخر تک یہی ایک سند ہے، پھر مالک سے تین حضرات روایت کرتے ہیں: زید بن حباب عکلی، ابواسحاق سبیعی اور سفیان ثوری، اور شریک کی سند جس میں مالک کا واسطہ نہیں: وہ خطا ہے۔

عبارت کا ترجمہ: زید کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث مالک سے سننے کے سالوں بعد زہیر سے ذکر کی تو انھوں نے ابو اسحاق، عن مالک کی سند سے سنائی (معلوم ہوا کہ ابواسحاق بھی یہ حدیث مالک سے روایت کرتے ہیں) زید کہتے ہیں: پھر میں نے یہ حدیث سفیان ثوری سے ذکر کی، تو انھوں نے مالک بن مغول سے روایت کرکے حدیث بیان کی (معلوم ہوا کہ سفیان بھی مالک سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں، پس مالک کا واسطہ یقینی ہے) امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شریک نخعی یہ حدیث ابواسحاق سے روایت کرتے ہیں، مگر مالک بن مغول کا ذکر نہیں کرتے، یہ صحیح نہیں، ابواسحاق نے یہ حدیث مالک ہی سے لی ہے، براہِ راست عبداللہ بن بریدہ سے نہیں لی۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۶۳) اور سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیتیں: ﴿الٓمّٓ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾

[۶۵-] بابُ ماجاءَ فِي جَامِعِ الدَّعْوَاتِ

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

[۳۴۹۸-] حدثنا جَعْفَرُ بْنُ مُحمدِ بْنِ عِمْرَانَ الثَّعْلَبِيُّ الْكُوْفِيُّ، نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ

مِغْوَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا يَدْعُوْ، وَهُوَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ: بِأَنِّيْ أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ، قَالَ: فَقَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى".

قَالَ زَيْدٌ: فَذَكَرْتُهُ لِزُهَيْرِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِسِنِيْنَ، فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، قَالَ زَيْدٌ: ثُمَّ ذَكَرْتُهُ لِسُفْيَانَ، فَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَرَوَى شَرِيْكٌ هٰذَا الحديثَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَإِنَّمَا أَخَذَهُ أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ.

[۳۴۹۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، نا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ الْقَدَّاحِ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اسْمُ اللّٰهِ الْأَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ: ﴿وَإِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ وَفَاتِحَةِ آلِ عِمْرَانَ: ﴿الٓمّٓ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

باب

۲— دعا حمد و صلوٰۃ سے شروع کرنی چاہئے

حدیث: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دریں اثناء کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے: اچانک ایک شخص (مسجد نبوی میں) داخل ہوا، پس اس نے نماز پڑھی، پھر اس نے کہا: اللّٰھم اغفرلی وارحمنی: اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما! پس نبی ﷺ نے فرمایا: "اے نمازی! تو نے جلدی کی، جب تو نماز پڑھے، پھر تو نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تو اللہ کی ایسی تعریف کر جس کے وہ حقدار ہیں، اور مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ سے مانگ" —— حضرت فضالہؓ کہتے ہیں: پس اس کے بعد ایک اور شخص نے نماز پڑھی، پس اس نے اللہ کی تعریف کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا، تو اس سے نبی ﷺ نے فرمایا: "اے نمازی! مانگ: جواب دیا جائے گا"

تشریح: یہ حدیث امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو سندوں سے ذکر کی ہے، پہلی سند صرف حسن ہے، کیونکہ اس میں رشدین بن سعد ہلکے ضعیف راوی ہیں، اور دوسری سند حیوۃ بن شریح کی ہے، وہ حسنٌ صحیحٌ ہے —— اور ہمارے نسخے میں (حدیث ۳۵۰۲) پہلے آگئی ہے، یہ تصحیف ہے، میں نے مصری نسخہ کے مطابق ترتیب کر دی ہے۔

[-٦٦] بابٌ

[۳۵۰۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا رِشْدِيْنُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِيْ عَلِيِّ الْجَنْبِيِّ، عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَاعِدٌ، إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " عَجِلْتَ أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ! إِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، وَصَلِّ عَلَيَّ، ثُمَّ ادْعُهُ "

قَالَ: ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَيُّهَا الْمُصَلِّيْ! اُدْعُ تُجَبْ "

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رَوَاهُ حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيْ هَانِئٍ الْخَوْلَانِيِّ، وَأَبُوْ هَانِئٍ: اسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هَانِئٍ، وَأَبُوْ عَلِيِّ الْجَنْبِيُّ: اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ مَالِكٍ.

[۳۵۰۱-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ، نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، قَالَ: ثَنِيْ أَبُوْ هَانِئٍ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ الْجَنْبِيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ فَضَالَةَ بْنَ عُبَيْدٍ، يَقُوْلُ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلَاتِهِ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " عَجِلَ هٰذَا " ثُمَّ دَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ أَوْ: لِغَيْرِهِ: " إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ، ثُمَّ لْيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ لْيَدْعُ بَعْدُ مَاشَاءَ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳-دعا یقین اور حضورِ دل سے مانگنی چاہئے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، درانحالیکہ تمہیں قبولیتِ دعا کا پورا یقین ہو، اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں فرماتے''

تشریح: اس حدیث میں دعا کے تعلق سے دو باتیں فرمائی گئی ہیں:

پہلی بات: دعا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر، اور ان کی شانِ کریمی پر اعتماد کرتے ہوئے، پورے یقین کے ساتھ مانگی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتے ہیں، بے یقینی کی دعا بے جان اور بے روح ہوتی ہے، نیز اس میں استغناء کا شائبہ بھی پایا جاتا ہے جو مقامِ عبدیت کے منافی ہے۔

دوسری بات: دعا دراصل وہی ہے جو دل کی گہرائی سے اور حضورِ قلب کے ساتھ مانگی جائے، غافل اور بے پرواہ دل کی دعا بس ضابطہ کی خانہ پُری ہوتی ہے، وہ حقیقت میں دعا نہیں ہوتی، اس لئے وہ قبولیت کا شرف بھی حاصل نہیں کرتی۔

نوٹ: مصری نسخہ میں اس حدیث پر باب بلا عنوان ہے، پس ہمارے نسخے میں جو یہ حدیث گذشتہ باب میں آگئی

ہے: وہ صحیح نہیں۔

[۳۵۰۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ، نَا صَالِحٌ الْمُرِّيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اُدْعُوْا اللّٰهَ، وَأَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالإِجَابَةِ، وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ " هٰذَا حديثٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

باب

۴- جسم اور نظر کی عافیت کی دعا

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللّٰهم! عَافِنِيْ في جسدي، وعافني في بصري، وَاجْعَلْهُ الوارثَ مني، لا إلٰهَ إلا اللّٰهُ الحليم الكريم، سبحان الله رب العرش العظيم، والحمد لله رب العالمين: اے اللہ! میرے جسم کو امراض و آفات سے محفوظ فرما! اور میری آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ فرما! اور میری بصارت کو میرا وارث بنا یعنی موت تک اس کو صحیح سالم رکھ تاکہ وہ دیگر قوی کی وارث بنے، بردبار و کریم اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، عرشِ عظیم کا رب اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، اور تمام تعریفیں جہانوں کے پالنہار اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔

تشریح: اگر آدمی تندرست ہو، امراض و آفات سے محفوظ ہو، اور نظر صحیح ہو تو کسی کی محتاجگی نہیں ہوتی، پس یہ ایک جامع دعا ہے۔

سند کا بیان: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حبیب کا عروہ سے مطلق سماع نہیں، پس حدیث منقطع ہے، مگر پہلے (تحفہ ۲:۳۴۲ میں) یہ بات آئی ہے کہ یہ امام بخاری کی رائے ہے، اور دوسرے محدثین کے نزدیک فی الجملہ سماع ثابت ہے، اور مثبت کی بات نافی سے مقدم ہوتی ہے، پس حدیث ٹھیک ہے۔

[۶۷-] بابٌ

[۳۵۰۳-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ حَمْزَةَ الزَّيَّاتِ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ جَسَدِيْ، وَعَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ "

هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، سَمِعْتُ مُحمدًا يَقُوْلُ: حَبِيْبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ شَيْئًا.

بابٌ

۵-قرض کی ادائیگی اور محتاجی سے بے نیازی کی دعا

حدیث: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں، درانحالیکہ وہ آپؐ سے غلام طلب کر رہی تھیں، پس آپؐ نے ان سے فرمایا: تم کہو: ''اے اللہ! اے سات آسمانوں کے پالنہار، اور اے عرشِ عظیم کے پروردگار! اے ہمارے رب اور ہر چیز کے رب! اے تورات وانجیل وقرآن کے نازل فرمانے والے! اے غلّے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے یعنی اُگانے والے! میں آپ کی پناہ چاہتی ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جس کی چوٹی آپ پکڑنے والے ہیں، یعنی جو آپ کے قبضہ قدرت میں ہے، آپ ہی پہلے ہیں، کوئی چیز آپ سے پہلے نہیں! اور آپ ہی سب کے بعد ہیں، کوئی چیز آپ کے بعد نہیں، یعنی آپ ازلی ابدی ہیں، اور آپ ہی ظاہر (کھلے) ہیں، کوئی چیز آپ کے اوپر نہیں یعنی واضح ہونے میں، اور آپ ہی باطن (پوشیدہ) ہیں، کوئی چیز آپ کے ورے (پوشیدہ) نہیں یعنی ادراک میں: آپ میرا قرضہ ادا فرمادیں، اور مجھے محتاجگی سے بے نیاز فرمادیں!

تشریح: حضرت فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو اس موقع پر آپؐ نے تسبیحاتِ فاطمہ بھی تلقین فرمائی تھیں، جن کا تذکرہ (دعوات، باب ۲۴، حدیث ۳۴۳۱) آچکا ہے —— اور اس دعا میں اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا بیان ہے، ان کا تذکرہ بھی (دعوات، باب ۱۹، حدیث ۳۴۲۲) آگیا ہے۔

[۶۸-] بابٌ

[۳۵۰۴-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَقَالَ لَهَا: "قُوْلِيْ: اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْئٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ، وَأَنْتَ الآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ، اِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَاغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ"

هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَهٰكَذَا رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ الأَعْمَشِ، عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَ هٰذا، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ مُرْسَلاً، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۶۔چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرنا

حدیث: رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللّٰھم! إنی أعوذ بك من قلب لایخشع، ومن دعاءٍ لایُسمَعُ، ومن نفس لا تشبَعُ، ومن علم لاینفعُ، اعوذ بك من ھؤلاء الأربع: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ایسے دل سے جو آپ کے سامنے عاجزی نہ کرے، اور ایسی دعا سے جو سنی نہ جائے، اور ایسے (ہوسناک) نفس سے جو سیر نہ ہو، اور ایسے علم سے جو سودمند نہ ہو، میں ان چار چیزوں سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔

تشریح: خشوع کے معنی ہیں: عاجزی دکھانا، خود کو چھوٹا اور بے حیثیت بنانا، انکساری اور فروتنی سے پیش آنا ——— اور ان چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع عطا فرمائیں، دل کو استکبار سے بچائیں، نفس کو ہوسناکی سے پاک فرمائیں اور صفتِ قناعت سے آراستہ فرمائیں، اور ہماری دعاؤں کو قبولیت سے نوازیں۔

[۶۹-] بابٌ

[۳۵۰۵-] حدثنا أبُوْ کُرَیْبٍ، نا یَحْیَی بْنُ آدَمَ، عَنْ أبِیْ بَکْرِ بْنِ عَیَّاشٍ، عَنِ الأعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ زُهَیْرِ بْنِ الأقْمَرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: کَانَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم یَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ إنِّیْ أعُوْذُ بِكَ مِنْ قَلْبٍ لایَخْشَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لایُسْمَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لاتَشْبَعُ، وَمِنْ عِلْمٍ لایَنْفَعُ، أعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰؤُلاءِ الأرْبَعِ"

وفی الباب: عَنْ جَابِرٍ، وَأبِیْ هُرَیْرَةَ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَهٰذَا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ غریبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۷۔ہدایت طلبی اور نفس کے شر سے پناہ خواہی

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ نے میرے ابا حصین سے پوچھا: اے حصین! تم روزانہ کتنے معبودوں کی پرستش کرتے ہو؟ میرے ابا نے کہا: سات کی: چھ زمین میں اور ایک آسمان میں۔ آپؐ نے پوچھا: تم ان میں سے کس کو اپنی رغبت ورہبت کے لئے گنتے ہو؟ (رغبت: چاہت، رہبت: ڈر، گنتے ہو یعنی امید باندھتے ہو، یعنی واقعی معبود کونسا ہے؟) انھوں نے جواب دیا: اس کو جو آسمان میں ہے (معلوم ہوا کہ زمین زرخیز ہے، پس) آپؐ نے فرمایا: "اے حصین! سنو! اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تمہیں ایسے دو کلمے سکھلاؤں جو تمہیں نفع پہنچائیں"

حضرت عمرانؓ کہتے ہیں: پھر جب حصین مسلمان ہوئے تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وہ دو کلمے سکھلایئے جن کا آپؐ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، پس آپؐ نے فرمایا: کہو: اللّٰھم! أَلْهِمْنِیْ رُشْدِیْ، وَأَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ

نفسي: اے اللہ! مجھے میری ہدایت الہام فرما یعنی دل میں ڈال، اور مجھے میرے نفس کی برائی سے اپنی پناہ میں رکھ۔

تشریح: یہ ایک جامع دعا ہے، اگر اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی ہدایت الہام فرمادیں تو ہر گمراہی سے اس کی حفاظت ہوجائے گی، اور نفس کے شر سے بچالیں تو وہ اکثر گناہوں سے بچ جائے گا، کیونکہ اکثر گناہ نفسِ امّارہ کی وجہ سے وجود میں آتے ہیں۔

[۷۰-] بابٌ

[۳۵۰۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ شَبِيْبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لِأَبِيْ: "يَا حُصَيْنُ! كَمْ تَعْبُدُ الْيَوْمَ إِلٰهًا؟" قَالَ أَبِيْ: سَبْعَةً، سِتَّةً فِي الْأَرْضِ، وَوَاحِدًا فِي السَّمَاءِ، قَالَ: "فَأَيُّهُمْ تَعُدُّ لِرَغْبَتِكَ وَرَهْبَتِكَ؟" قَالَ: الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ، قَالَ: "يَا حُصَيْنُ! أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَسْلَمْتَ عَلَّمْتُكَ كَلِمَتَيْنِ تَنْفَعَانِكَ" قَالَ: فَلَمَّا أَسْلَمَ حُصَيْنٌ، قَالَ: يَارسولَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ الْكَلِمَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَعَدْتَّنِيْ، فَقَالَ: "قُلْ: اللّٰهُمَّ أَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ، وَأَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۸- مختلف کمزوریوں اور آزمائشوں سے پناہ طلبی

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بارہا نبی ﷺ کو ان کلمات سے دعا کرتے ہوئے سنا کرتا تھا: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر سے، رنج وملال سے، کم ہمتی سے، بخیلی سے، قرض کے بار سے، اور لوگوں کے غلبہ (دباؤ) سے۔

حدیث (۲): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں: سستی سے، انتہائی درجے کے بڑھاپے سے، بزدلی سے، بخیلی سے، دجال کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے۔

تشریح: ان حدیثوں میں گیارہ چیزوں سے پناہ چاہی گئی ہے: ۱- فکر وغم، ۲- رنج وملال، ۳- قرض کا بار، ۴- مخالفین کا غلبہ، ۵- کم ہمتی، ۶- بخیلی، ۷- کاہلی، ۸- بزدلی، ۹- انتہائی درجہ کا بڑھاپا، ۱۰- دجال کا فتنہ، ۱۱- قبر کا عذاب۔

ان میں سے پہلی چار: ایسی چیزیں ہیں جو آدمی کو زندگی کے لطف سے محروم کردیتی ہیں، سخت روحانی اذیت میں مبتلا کردیتی ہیں، اور قوتِ کار اور صلاحیتوں کو معطل کردیتی ہیں، جس کی وجہ سے آدمی دنیا و آخرت کی بہت سی کامیابیوں سے محروم رہ جاتا ہے، اس لئے ان سے پناہ چاہی گئی ہے —— اور ان کے بعد کی چار چیزیں: ایسی کمزوریاں

ہیں جن کی وجہ سے آدمی جرأت مندانہ اقدام نہیں کرسکتا، محنت وقربانی والے اعمال انجام نہیں دے سکتا، اور نہ وہ کام کرسکتا ہے جن کی وجہ سے دنیا میں کامرانی یا آخرت میں فوز وفلاح حاصل ہوتی ہے، اس لئے ان سے بھی پناہ چاہی گئی ہے ——— اور انتہائی درجہ کا بڑھاپا یہ ہے کہ عمر اس حد تک دراز ہوجائے کہ ہوش وحواس صحیح سالم نہ رہیں، آدمی بالکل ازکار رفتہ ہوجائے، ظاہر ہے: ایسی زندگی ایک بوجھ ہے، اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے ——— اور دجال کا فتنہ: ان عظیم ترین فتنوں میں سے ہے، جس سے نبی ﷺ بکثرت پناہ مانگا کرتے تھے، پس اہل ایمان کو بھی اس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دجال اکبر کے فتنے سے اور ہر دجالی فتنہ سے ہماری حفاظت فرمائیں، اور مرتے دم تک ایمان واسلام پر ہمیں ثابت قدم رکھیں (آمین) ——— اور عذابِ قبر: صرف کافروں ہی کو نہیں ہوگا، گنہگار مؤمنوں کو بھی اس سے سابقہ پڑے گا، اس لئے امت کو اس سے پناہ طلبی کی تلقین کی گئی ہے، اور اس سے پناہ چاہنے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ آدمی گناہوں سے بچے، تاکہ عذابِ جہنم سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

[۷۱-] بابٌ

[۳۵۰۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَامِرٍ، نَا أَبُوْ مُصْعَبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو: مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَثِيْرًا مَا كُنْتُ أَسْمَعُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ، وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو.

[۳۵۰۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَدْعُو، يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْجُبْنِ، وَالْبُخْلِ، وَفِتْنَةِ الْمَسِيْحِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

لغت: ضَلَع: ٹیڑھا ہونا، ضَلَعُ الدین: قرض کا بوجھ، کیونکہ وہ بھی کمر کو دوہرا کردیتا ہے۔

بابُ ماجاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيْحِ بِالْيَدِ

۹- انگلیوں سے تسبیحات گننے کا بیان

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو اپنے ہاتھ سے تسبیحات منعقد کرتے ہوئے دیکھا ہے، یعنی گنتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح: اس مضمون کی حدیث آگے (حدیث ۳۶۰۳) حضرت یسیرہ رضی اللہ عنہا کی آرہی ہے، نبی ﷺ نے

خواتین سے فرمایا: ''تم تسبیح، تہلیل اور تقدیس لازم پکڑو، اور انگلیوں کے پوروں سے ان کو منعقد کرو، کیونکہ وہ پورے پوچھے جائیں گے، گویا کئے جائیں گے، اور غافل نہ ہو جاؤ کہ رحمت کو بھول جاؤ'' ـــــ اذکار گننے کا یہ طریقہ ''عقد انامل'' کہلاتا ہے، پہلے تسبیحات اسی طرح گنی جاتی تھیں ـــــ مگر آگے دو حدیثیں کنکریوں اور کھجور کی گٹھلیوں سے گننے کے سلسلہ میں بھی آرہی ہیں۔

۱- حدیث: (نمبر ۳۵۸۹) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ: نبی ﷺ کے ساتھ ایک عورت کے پاس داخل ہوئے، اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں تھیں، وہ ان کے ذریعہ تسبیحات پڑھ رہی تھیں (الی آخرہ)

۲- حدیث (نمبر ۳۵۷۵) حضرت ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی ﷺ تشریف لائے، درانحالیکہ ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں تھیں، جن سے وہ تسبیحات گن رہی تھیں (الی آخرہ)

ان روایات سے ثابت ہوا کہ انگلیوں ہی سے تسبیحات گننا ضروری نہیں، اور چیزوں سے بھی گن سکتے ہیں، اور اس موضوع پر حضرت مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی قدس سرہ کا ایک قیمتی رسالہ ہے، جس کا نام ہے: **نُزهة الفكر في سُبْحَة الذكر**، یہ رسالہ مستقل بھی طبع ہوا ہے، اور مجموعۃ رسائل اللکنوی جلد اول میں بھی شامل ہے، اس میں حضرت ابو ہریرہؓ اور دیگر صحابہ وتابعین سے کنکریوں کے ذریعہ کھجور کی گٹھلیوں کے ذریعہ اور دھاگے میں لگائی ہوئی گانٹھوں کے ذریعہ تسبیحات گننا مروی ہے، پس رائج تسبیح بدعت نہیں۔

[۷۲-] بابُ ماجاءَ فِي عَقْدِ التَّسْبِيحِ بِالْيَدِ

[۳۵۰۹-] حدثنا محمدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، نا عَثَّامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: رَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَعْقِدُ التَّسْبِيْحَ بِيَدِهِ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، وَرَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الحديثَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ بِطُوْلِهِ، وفي الباب: عَنْ يُسَيْرَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ.

لغت: عَقَدَ (ض) عَقْدًا: باندھنا، گرہ لگانا، مراد گننا...... اور شعبہ وثوری رحمہما اللہ کی مفصل حدیث معلوم نہیں: کس کتاب میں ہے۔

۱۰- دنیا و آخرت کی بہتری طلب کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک شخص کی بیمار پرسی کی، جو نہایت لاغر چوزے جیسا ہوگیا تھا، نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تو دعا نہیں کرتا؟ کیا تو اپنے پروردگار سے عافیت طلب نہیں کرتا؟'' اس

نے کہا: میں اس طرح دعا کرتا ہوں: اے اللہ! آپ جس عمل کی آخرت میں مجھے سزا دینے والے ہیں: وہ سزا آپ مجھے دنیا میں جلدی دیدیں، نبی ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! عجیب! تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ یا فرمایا: تو اس کو سہار نہیں سکتا، پس تو یہ دعا کیوں نہیں کرتا: اللّٰهم! آتنا في الدنيا حسنة، وفي الآخرة حسنة، وقنا عذاب النار: اے اللہ! ہمیں دنیا میں بہتری عطا فرما، اور آخرت میں بھی بہتری! اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا (سورۃ البقرۃ آیت ۲۰۱)

تشریح: دنیا کی بہتری یعنی توفیقِ بندگی وغیرہ...... اور آخرت کی بہتری یعنی ثواب، رحمت اور جنت...... اور منفی پہلو سے جہنم کے عذاب سے پناہ...... ایسے لوگوں کو دارین کی خوبیوں سے نوازا جاتا ہے...... پس یہ ایک جامع ہمہ گیر دعا ہے۔ اور یہ روایت مسلم شریف کی ہے۔

[۳۵۱۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا سَهْلُ بْنُ يُوسُفَ، نَا حُمَيْدٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ [ح:] وَنَا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّى، نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم عَادَ رَجُلاً، قَدْ جُهِدَ حَتَّى صَارَ مِثْلَ فَرْخٍ، فَقَالَ لَهُ: " أَمَا كُنْتَ تَدْعُو؟ أَمَا كُنْتَ تَسْأَلُ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ؟" قَالَ: كُنْتُ أَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ مَاكُنْتَ مُعَاقِبِي بِهِ فِي الآخِرَةِ، فَعَجِّلْهُ لِي فِي الدُّنْيَا، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: " سُبْحَانَ اللهِ! إِنَّكَ لَاتُطِيْقُهُ، أَوْ: لَاتَسْتَطِيْعُهُ، أَفَلَا كُنْتَ تَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ؟"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

بابٌ

۱۱- ہدایت، تقوی، عفاف اور غنی کی دعا

حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللّٰهم! إني أسألك الهدى، والتقى، والعفاف، والغنى: اے اللہ! میں آپ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاکدامنی اور مالداری مانگتا ہوں!

تشریح: ہدایت: صحیح راہ پر رہنا...... التقی: اللہ کی سزا سے ڈر کر اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا...... عفاف: ناجائز یا ناپسندیدہ قول و فعل سے بچنا...... غنی: تمول، مالداری، مگر شریعت کی تعلیمات میں غنی: دل کی بے نیازی ہے، مال واسباب کی زیادتی غنا نہیں ہے، دل کا چین اصل غنی ہے، پھر مال سامان بھی مل جائے تو برا نہیں...... یہ ایک مختصر جامع دعا ہے، طلبہ اس کو یاد کرلیں۔

[۷۳-] بابٌ

[۳۵۱۱-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: أَنبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْأَحْوَصِ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَدْعُوْ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدَى، وَالتُّقَى، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنَى" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۱۲- اللہ تعالیٰ سے ان کی خاص محبت مانگنا

محبتِ خاص: یہ ہے کہ اللہ پر ایمان کی حلاوت: پہلے عقل پر غلبہ پائے، پھر وہ لذت: قلب ونفس پر چھا جائے، اور وہ محبت دونوں کی چاہتوں کا قائم مقام بن جائے۔ دل کا میلان: عام طور پر اولاد، ازواج اور اموال کی طرف ہوتا ہے، اور نفس کی چاہت: لذائذ: عمدہ کھانے اور ٹھنڈا پانی ہوتا ہے، جب ایمان ویقین کی لذت: ان میلانات وخواہشات کی جگہ لے لیتی ہے تو وہ اعلیٰ درجہ کی محبت ہوتی ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۶۶)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ہے: ''اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت کی التجا کرتا ہوں، اور ان بندوں کی محبت چاہتا ہوں جو آپ سے محبت کرتے ہیں، اور ان اعمال کی محبت چاہتا ہوں جو آپ کی محبت تک پہنچانے والے ہیں، اے اللہ! ایسا کردیں کہ میری جان اور میرے اہل وعیال کی محبت سے اور ٹھنڈے پانی کی چاہت سے بھی زیادہ آپ کی محبت اور چاہت ہو جائے''

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اور جب نبی ﷺ حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ کرتے تو ان کے بارے میں یہ بات بیان فرماتے کہ: ''وہ اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ عبادت گذار تھے!'' (مگر عبدیت میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے سے اعلمیت اور افضلیت لازم نہیں آتی، کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے)

تشریح: ایمان اس وقت کامل ہوتا ہے جب اللہ ورسول سے تعلق محض رسمی یا عقلی نہ ہو، بلکہ اس کے ساتھ گرویدگی بھی ہو، بندہ اللہ ورسول کی محبت میں ایسا سرشار ہو کہ ہر چیز سے زیادہ اس کو اللہ ورسول سے محبت ہو، اور اس محبت کا اس کے دل پر ایسا قبضہ ہو کہ ازواج واولاد واموال سے تعلق محض رسمی رہ جائے، اور اللہ ورسول کی محبت نفس پر ایسی حاوی ہو جائے کہ وہ بمنزلۂ لذائذ بن جائے، اللہ تعالیٰ ایسی محبت سے ہمیں بہرہ ور فرمائیں (آمین) پس یہ ایک جامع دعا ہے، اگر کسی کو محبت کا یہ خاص مقام حاصل ہو جائے تو راستہ کا ہر کانٹا دور ہو جائے گا، اور منزل تک پہنچنا آسان ہو جائے گا۔

[۷۴-] بابٌ

[۳۵۱۲-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا مُحمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبِيْعَةَ الدِّمَشْقِيِّ، قَالَ: ثَنِيْ عَائِذُ اللّٰهِ: أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ، يَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ، وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ، وَأَهْلِيْ، وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" قَالَ: وَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا ذَكَرَ دَاوُدَ يُحَدِّثُ عَنْهُ، قَالَ: " كَانَ أَعْبَدَ الْبَشَرِ"

هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ

۱۳- جو نعمتیں ملی ہیں ان کو طاعات میں استعمال کرنے کی دعا کرنا،

اور جو نہیں ملیں ان کو فراغ بالی کا ذریعہ سمجھنا

حدیث: نبی ﷺ اپنی دعا میں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! مجھے اپنی محبت نصیب فرما! اور اس کی محبت نصیب فرما جس کی محبت آپ کے نزدیک سودمند ہے (اس کا بیان گذشتہ باب میں آیا ہے) اے اللہ! جو چیزیں آپ نے مجھے میری پسند کی چیزوں میں سے نصیب فرمائی ہیں: ان کو میرے لئے ان کاموں میں قوت کا ذریعہ بنا جو آپ کو پسند ہیں، اے اللہ! آپ نے میری پسند کی چیزوں میں سے جو کچھ مجھ سے دور رکھا ہے یعنی عنایت نہیں فرمایا: اس کو میرے لئے فراغ بالی کا ذریعہ بنا ان کاموں میں مشغول ہونے کے لئے جو آپ کو پسند ہیں"

لغت: زَوَى يَزْوِيْ زَيًّا المالَ: مال جمع کرنا، اور عن صلہ کے ساتھ معنی ہیں: دور رکھنا، نہ دینا، جیسے زَوَى السِّرَّ عنہ: کسی سے راز مخفی رکھنا۔

ایک واقعہ: خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ بڑے دولت مند تھے، ان کی خدمت میں بہت دور سے ایک مرید آیا، وہ خواجہ صاحب کا ٹھاٹھ دیکھ کر دنگ رہ گیا، اس کے دل میں وسوسہ آیا کہ یہ کیسے بزرگ ہیں؟ اس نے خانقاہ کے دروازے پر لکھ دیا: نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد! یعنی جو دنیا سے محبت رکھتا ہے وہ بزرگ نہیں ہوسکتا، کسی نے خواجہ صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو فرمایا: اس کے نیچے لکھو: وگر دارد برائے دوست دارد! یعنی اگر دنیا اللہ کے لئے رکھتا ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں، وہ شخص بزرگ ہوسکتا ہے۔

لہٰذا مؤمن کو اللہ کی بخشی ہوئی نعمتیں طاعات میں استعمال کرنی چاہئیں، اور اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے،

کیونکہ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا، اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے روک لی ہیں ان پر رال نہیں ٹپکانی چاہئے، بلکہ اس کو طاعات کے لئے فراغ بالی کا ذریعہ سمجھنا چاہئے، کیونکہ دنیا کا جھمیلا کبھی عبادتوں میں مشغولیت کے لئے مانع بن جاتا ہے، پس ان نعمتوں کا نہ ملنا ہی خیر ہے۔

[۷۵-] بابٌ

[۳۵۱۳-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، عَنْ مُحمدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهِ: " اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ، وَحُبَّ مَنْ يَنْفَعُنِيْ حُبُّهُ عِنْدَكَ، اللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ، اللّٰهُمَّ مَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا أُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِيْ فِيْمَا تُحِبُّ" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَأَبُوْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيُّ: اسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خُمَاشَةَ.

بابٌ

۱۴- کان، آنکھ، زبان، دل اور شرمگاہ کے شر سے پناہ چاہنا

حضرت شکل بن حُمید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی تعوذ (پناہ چاہنے کی دعا) سکھلایئے، جس سے میں اللہ کی پناہ طلب کیا کروں، پس نبی ﷺ نے (اہتمام کے لئے) میری ہتھیلی پکڑی، اور فرمایا: کہو: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں میرے کان کی برائی سے، میری آنکھ کی برائی سے، میری زبان کی برائی سے، میرے دل کی برائی سے، اور میری منی کی برائی سے یعنی شرمگاہ کی برائی سے"

تشریح: سمع وبصر، زبان وقلب، اور جنسی خواہش کا شر یہ ہے کہ یہ چیزیں احکامِ خداوندی کے خلاف استعمال ہوں، جس کا انجام اللہ کا غضب اور اس کا عذاب ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے شر سے محفوظ رہنے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کی جائے، اور ان کی پناہ مانگی جائے، وہی اگر بچائیں تو بندہ بچ سکے گا، ورنہ مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا (معارف الحدیث ۵: ۳۰۱) پس یہ بھی ایک جامع دعا ہے۔

[۷۶-] بابٌ

[۳۵۱۴-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: ثَنِيْ سَعْدُ بْنُ أَوْسٍ، عَنْ بِلاَلِ بْنِ يَحْيَى الْعَبْسِيِّ، عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ، عَنْ أَبِيْهِ: شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم،

فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ! عَلِّمْنِي تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهِ، قَالَ: فَأَخَذَ بِكَفِّي، فَقَالَ: " قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّي" يَعْنِي فَرْجَهُ.
هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيَ.

باب

۱۵-استعاذہ (پناہ طلبی) کی دو جامع دعائیں

حدیث(۱): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ دعا سکھلایا کرتے تھے، جس طرح قرآن کی سورت سکھلاتے تھے: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے! اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے! اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائش سے!"

حدیث(۲): حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعا کیا کرتے تھے: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے، اور دوزخ کے عذاب سے، اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے، اور مالداری کی آزمائش کی برائی سے، اور محتاجگی کی آزمائش کی برائی سے، اور مسیح دجال کی برائی سے۔ اے اللہ! میرے گناہ دھودیجئے برف اور اولوں کے پانی سے، اور میرے دل کو خطاؤں سے صاف کردیجئے جس طرح آپ سفید کپڑے کو میل سے صاف کردیتے ہیں۔ اور میرے درمیان اور میری خطاؤں کے درمیان فاصلہ کردیجئے، جس طرح آپ نے مشرق ومغرب کے درمیان فاصلہ کردیا ہے۔ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کاہلی سے، انتہائی درجہ کے بڑھاپے سے، گناہ سے اور زیرباری سے"

لغات: لغت میں فَتَنَ کے معنی ہیں: سونے کو آگ میں تپا کر کھرا کھوٹا جانچنا (تاج) اور قرآن وحدیث میں لفظ فتنہ اور اس کے مشتقات مختلف معانی میں استعمال کئے گئے ہیں، مثلاً: ۱-آزمائش اور آزمائش کرنا۔ ۲-آفت، مصیبت۔ ۳-فساد انگیزی۔ ۴-تختۂ مشق بنانا، مسلط کرنا۔ ۵-ایذاء، دکھ وغیرہ..... مَسِيْح: بروزن فَعِيْل ہے، اور اس وزن پر آنے والے الفاظ کبھی اسم فاعل کے معنی میں ہوتے ہیں، اور کبھی اسم مفعول کے معنی میں۔ اور مَسَحَ الشيئَ کے معنی ہیں: پونچھنا، ہاتھ پھیرنا، اور المَسِيْح: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے، اور اسم فاعل مَاسِح کے معنی میں ہے، آپ اپنا بابرکت ہاتھ بیماروں پر پھیرتے تھے پس وہ چنگے ہوجاتے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جب یہ لقب استعمال ہوتا ہے تو اس کے ساتھ کوئی صفت نہیں آتی...... اور اَلْمَسِيْح: کانے دجال کا بھی لقب ہے، اس وقت وہ اسم مفعول کے معنی میں ہوتا ہے، مَسِيْح کے معنی ہیں: پونچھا ہوا، ہاتھ پھیرا ہوا، دجال کی ایک آنکھ پر قدرت نے اپنا پھیر دیا ہوگا، جس

سے وہ چوپٹ (کانی) ہوگئی ہوگی، دجال کے لئے یہ لقب مطلق نہیں آتا، اس کے ساتھ صفت دجال ضرور آتی ہے......
اور دونوں میں اس طرح بھی فرق کرتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام: مسیح ہدایت ہیں، اور دجال: مسیح ضلالت، اور یہود کی کتابوں میں دونوں مسیحوں کی خبر دی گئی تھی، چنانچہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو یہود نے ان کو مسیح ضلالت سمجھا، اور ان کے قتل کے درپے ہوئے، بلکہ اپنے زعم میں انھوں نے مسیح ضلالت کو قتل کردیا، اور اب وہ مسیح ہدایت کے منتظر ہیں، چنانچہ جب کانا دجال ظاہر ہوگا تو یہود اس کو مسیح ہدایت سمجھ کر سب سے پہلے اس پر ایمان لائیں گے، کیونکہ وہ اس کے منتظر ہیں ــــ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، اور دونوں مسیح جمع ہونگے، اور علی رؤس الاشہاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح دجال کو قتل کریں گے، اس وقت حق واضح ہوگا کہ مسیح ہدایت کون تھا اور مسیح ضلالت کون؟...... المَحْیا اور الحیاۃ مترادف ہیں...... البَرَد (بفتح الراء): اولا، جو بارش کے ساتھ آسمان سے گرتا ہے، اور البَرْد (بسکون الراء): زکام...... الثَّلج: برف، خواہ آسمان سے گرے یا کارخانہ میں جمایا جائے...... برف اور اولے میں چکنائی صاف کرنے کی وافر صلاحیت ہوتی ہے، وہ صابن کا کام کرتا ہے...... الدَّنَس: میل کچیل...... المأثم اور الإثم: مترادف ہیں...... المَغْرَم اور الغَرَامَۃ کے معنی ہیں: نقصان، خسارہ، قرض وغیرہ کی زیرباری۔

تشریح: ان دو دعاؤں میں بارہ چیزوں سے پناہ چاہی گئی ہے:

(۱و۲) فتنہ قبر اور عذاب قبر: بخاری شریف میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے: اِنکم تُفتَنُون فی قبورکم مثلَ أو: قریبا من فتنۃ الدجال: قبر میں پہنچنے کے بعد ویسی ہی آزمائش پیش آئے گی جیسی دجال کے نکلنے کے بعد پیش آئے گی، سورہ ابراہیم (آیت ۲۷) میں ہے: ﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا﴾ الآیۃ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو جمائے رکھتے ہیں پکی بات (کلمہ طیبہ) کی برکت سے دنیا اور آخرت میں، اور ظالموں (کافروں اور منافقوں) کو بچلا دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں ــــ غرض: قبر میں آزمائش پیش آئے گی، اور جو امتحان میں فیل ہوگا اس کو عذاب ہوگا، اس لئے دونوں چیزوں سے پناہ چاہی گئی ہے۔

(۳و۴) فتنہ جہنم اور عذاب جہنم: فتنہ جہنم اس دنیا میں پیش آتا ہے، جس کے نتیجہ میں آدمی گمراہ ہوجاتا ہے، اور آخرت میں جہنم کی سزا پاتا ہے، غرض: فتنہ قبر اور عذاب قبر ایک نہیں ہیں، فتنہ جہنم اس دنیا میں پیش آتا ہے، اور عذاب جہنم سے آخرت میں دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(۵-۸) فتنہ مسیح دجال، کسل (سستی) ہرم (آخری درجہ کا بڑھاپا) مغرم (زیرباری) کا بیان (حدیث ۳۵۰۷ و۳۵۰۸) کی شرح میں آچکا ہے۔

(۹و۱۰) مالداری اور غریبی کا فتنہ: دولت مندی اور خوش حالی تکبر وغرور پیدا کرتی ہے، اگر مال ودولت کے صحیح استعمال کی توفیق نہ ملے تو وہ قارونیت ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ــــ اور غریبی کے ڈانڈے (سرحدیں) کفر سے ملے ہوئے

ہیں، اگر محتاجگی کے ساتھ صبر وقناعت نہ ہو تو وہ خدا کا ایک عذاب ہے، چنانچہ دونوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے۔

(۱۱) موت وحیات کا فتنہ: زندگی میں آدمی کسی بھی وقت فتنہ کا شکار ہوسکتا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: إن الحَيَّ لاتُؤمَنُ عليه الفتنة: زندہ کسی بھی وقت فتنہ میں مبتلا ہوسکتا ہے، اور بوقتِ موت بھی امکان ہے کہ شیطان اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈال دے، اس لئے ان فتنوں سے بھی پناہ چاہی گئی۔

(۱۲-) مأثم (گناہ) کی معافی کی دعا کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام خطاؤں کو دھو دیں، دور کردیں، اور ان پر قلم عفو پھیر دیں۔

[۷۷-] بابٌ

[۳۵۱۵-] حدثنا الأنصاريُّ، نا مَعْنٌ، نا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۵۱۶-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، نا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَأَنْقِ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا أَنْقَيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ، وَالْمَغْرَمِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۶- بوقتِ وفات آپ کی جامع دعا

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے بوقتِ وفات نبی ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے: اَللّٰهُمَّ اغفرلي، وارحمني، وألحِقْني بالرفيق الأعلى: اے اللہ! میری بخشش فرما، اور مجھ پر مہربانی فرما، اور مجھے ملأ اعلیٰ میں شامل فرما!

تشریح: یہ وفات کے قریب کی دعا ہے، اور ایسے نازک وقت میں آدمی نہایت اہم، جامع اور ہمہ گیر دعا کیا کرتا ہے۔

اور مقرب فرشتوں کے اجتماعات ہوتے ہیں، جس طرح اللہ چاہتے ہیں، اور جہاں چاہتے ہیں، ان حضرات کو اس اجتماع کے اعتبار سے الرفيق الأعلى، الندى الأعلى اور الملأ الأعلى کہا جاتا ہے، اور ملأ اعلیٰ میں صرف فرشتے ہی نہیں، اونچے درجے کے انسان جیسے انبیاء اور اولیاء بھی شامل ہیں، تفصیل رحمۃ اللہ (۱: ۲۰۹) میں ہے۔

[۳۵۱۷-] حدثنا هَارُونُ، نَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ عِنْدَ وَفَاتِهِ: " اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلَى" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

اللہ کی بعض صفات سے بعض صفات کی پناہ طلب کرنا

اور

اللہ کی تعریف کا پوراحق بندہ ادانہیں کرسکتا

حدیث: حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی، پس میں نے رات میں آپ کو گم پایا، جب میں نے بستر ٹٹولا تو میرا ہاتھ آپ کے دونوں پیروں پر پڑا، درانحالیکہ آپ سجدے میں تھے، اور آپ فرمارہے تھے: اللّٰهم! أعوذ برضاك من سخطك، وبمعافاتك من عقوبتك، لا أحصي ثناءً عليك، أنت كما أثنيتَ على نفسك، وفي رواية: وأعوذ بك منك، لا أُحصي ثناء عليك: اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی ناراضگی سے، اور آپ کی باعافیت رکھنے کی صفت کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی سزادہی کی صفت سے، میں آپ کی تعریف کا پوراحق ادانہیں کرسکتا، جیسی آپ نے خود اپنی تعریف کی ہے، اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ سے، میں آپ کی تعریف کا پوراحق ادانہیں کرسکتا (یہ دعا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے آگے (حدیث ۳۵۸۷ باب في دعاء الوتر) آرہی ہے وہاں شروع میں اللّٰهم بھی ہے)

لغات: عافاہ معافاۃً، وعِفَاءً، وعافيةً (مصادر باب مفاعلہ) خیریت وعافیت سے رکھنا...... أَحْصَى الشيَ: مقدار جاننا، گننا، شمار کرنا۔

تشریح: یادرکھیں: مُسْتَعَاذٌ به (جس کی پناہ طلب کی جائے) پر ب آتی ہے، اور مُسْتَعَاذ منه (جس سے پناہ طلب کی جائے) پر مِنْ آتا ہے، اور اردو میں ب کا ترجمہ "کی" اور مِن کا ترجمہ "سے" کیا جاتا ہے، جیسے أعوذ بالله من الشيطان الرجيم: میں اللہ کی شیطان مردود سے پناہ چاہتا ہوں، طلبہ کبھی ب اور من کے ترجمہ میں غلطی کرتے ہیں، اس کا خیال رکھا جائے، یہ بہت سخت غلطی ہوتی۔

اور پناہ کے معنی ہیں: حمایت، حفاظت، نگرانی، سہارا، امداد —— اور اللہ کی صفات بھی ہماری صفات کی طرح من وجہٍ مستقل ہیں، اور ہر صفت کا ایک تقاضا ہے، جیسے ہم جب کسی سے خوش ہوتے ہیں تو مہربانی کا معاملہ کرتے ہیں، اور ناراض

ہوتے ہیں تو ڈانٹتے مارتے ہیں، اسی طرح اللہ کی صفات رضا و معافات کا الگ تقاضا ہے، اور سخط (ناراضگی) اور عقوبت (سزا دہی) کا دوسرا تقاضا ہے، چنانچہ پہلی قسم کی صفات کی دوسری قسم کی صفات سے پناہ چاہی گئی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں! اور بك اور منك کا بھی یہی مطلب ہے، اللہ کی ذات کی بعض صفات کے اعتبار سے پناہ چاہی گئی ہے، اللہ ہی کی ذات سے بعض دوسری صفات کے اعتبار سے ——— اور آخر میں یہ اعتراف کیا ہے کہ کوئی بندہ اللہ کی تعریف کا پورا حق ادا نہیں کر سکتا، اللہ تعالیٰ ہی اپنی حمد کما حقہ بیان کر سکتے ہیں، کیونکہ "تعریف" کا مدار "معرفت" پر ہے، اور بندوں کو اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل نہیں، پھر وہ اللہ کی تعریف کا پورا حق کیسے ادا کر سکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات کی کامل معرفت حاصل ہے، اس لئے وہ اپنی تعریف کما حقہ کر سکتے ہیں۔

[-۷۸] بابٌ

[-۳۵۱۸] حدثنا الأنصاريُّ، نا معنٌ، نا مالكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ محمدِ بْنِ إبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ نَائِمَةً إِلَى جَنْبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَلَمَسْتُهُ، فَوَقَعَ يَدِيْ عَلَى قَدَمَيْهِ، وَهُوَ سَاجِدٌ، وَهُوَ يَقُوْلُ: " أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، لاَ أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.

حدثنا قُتَيْبَةُ، نا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيْهِ: " وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لاَ أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ"

بابٌ

۱۸- دعا میں عزم بالجزم ضروری ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ الٰہی! اگر آپ چاہیں تو مجھے بخش دیں! الٰہی! اگر آپ چاہیں تو مجھ پر مہربانی فرمائیں! (بلکہ) چاہئے کہ پختہ ارادے سے مانگے، کیونکہ اللہ پر کوئی زور ڈالنے والا نہیں۔

تشریح: دعا اللہ کی کریمی پر نگاہ رکھتے ہوئے قبولیت کے یقین کے ساتھ کرنی چاہئے، تذبذب اور بے یقینی کی دعا بے جان اور بے روح ہوتی ہے، اور یہ خیال کہ بڑوں کی بارگاہ میں اصرار مناسب نہیں: دل سے نکال دینا چاہئے، کیونکہ اللہ کی بارگاہ ایسی ہے کہ ان پر کوئی زور ڈالنے والا نہیں، اور وہ ہر بندے کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں، پھر اگر حکمت ہوتی

ہے تو مانگی ہوئی چیز عنایت فرماتے ہیں، ورنہ دعا کو بلا ٹالنے کی طرف پھیر دیتے ہیں، ورنہ دعا کو عبادت گردان کر بندے کے نامۂ اعمال میں ثبت فرما دیتے ہیں، اور اس کا اجر آخرت میں عنایت فرماتے ہیں۔

[۷۹-] بابٌ

[۳۵۱۹-] حدثنا الأنصاريُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَايَقُوْلُ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْلِيْ إِنْ شِئْتَ، اللَّهُمَّ ارْحَمْنِيْ إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَامُكْرِهَ لَهُ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۱۹- قبولیتِ دعا کے دو بہترین اوقات

حدیث (۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "ہمارے پروردگار ہر رات دنیا والے آسمان پر اترتے ہیں، جس وقت رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، پس وہ صدا دیتے ہیں: "کون ہے جو مجھ سے دعا کرے، پس میں اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے، پس میں اس کو عنایت کروں؟ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے، پس میں اس کی بخشش کروں؟"

حوالہ: یہ حدیث پہلے اور سند سے (کتاب الصلاۃ، باب ۲۱۲، حدیث ۴۵۵ تحفہ ۲: ۲۹۵ میں) گذر چکی ہے، وہاں ہے: حِيْنَ يَمْضِيْ ثُلُثُ اللَّيْلِ الأَوَّلِ: جس وقت رات کا پہلا تہائی حصہ گذر جاتا ہے، اور یہاں ہے: جس وقت رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے: یہ روایت اصح ہے، یہ حدیث بخاری شریف (حدیث ۱۱۴۵) میں ہے۔ باقی تفصیلات محولہ بالا مقام میں دیکھیں۔

حدیث (۲): حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کونسی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "رات کے (نصف) آخر کا درمیان، اور فرض نمازوں کے بعد" —— اور حضرت ابوذر اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "رات کے (نصف) آخر کا درمیان: دعا اس وقت میں افضل (بہتر) ہے اور اس کی قبولیت کی امید زیادہ ہے"

تشریح: قبولیتِ دعا کے بہترین اوقات — بطور مثال — دو ہیں: ایک: تہجد کا وقت یعنی رات کے آخری چھٹے حصہ سے لے کر صبح صادق تک (اس کا اول نمبر ہے، جیسا کہ ابوذر اور ابن عمر کی حدیث میں ہے) دوم: فرض نمازوں کے بعد: دُبر: حیوان میں تو اس کا جزء ہوتا ہے، مگر غیر حیوان میں بعد والا متصل جزء ہوتا ہے، پس یہ حدیث فرائض کے بعد دعا

کی مشروعیت کی اصل ہے، رہا التزام اور ہیئت اجتماعی کی پابندی: تو ان کی اصلاح کر لی جائے، بدعت کہہ کر بندوں کو دعا سے روکا نہ جائے۔ اور عجمی مسلمان قعدۂ اخیرہ میں دعا کرنے پر قادر نہیں، وہ سلام کے بعد ہی اپنی زبان میں دعا کر سکتے ہیں، تفصیل پہلے (تحفہ ۲:۹۴) گذر چکی ہے۔

[۸۰-] بابٌ

[۳۵۲۰-] حدثنا الأنصاريُّ، نا مَعْنٌ، نا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الأَغَرِّ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، فَيَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الأَغَرُّ: اسْمُهُ سَلْمَانُ. وفي الباب: عَنْ عَلِيٍّ، وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأَبِي سَعِيْدٍ، وَجُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، وَرِفَاعَةَ الْجُهَنِيِّ، وَأَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ.

[۳۵۲۱-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قِيْلَ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: " جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ، وَدُبُرُ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، وابنِ عُمَرَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "جَوْفُ اللَّيْلِ الآخِرُ: الدُّعَاءُ فِيْهِ أَفْضَلُ وَأَرْجَى" وَنَحْوَ هٰذَا.

باب

۲۰- صبح وشام کا ایک ذکر: جس سے اس دن رات کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح میں کہے: ''اے اللہ! ہم نے صبح کی، ہم آپ کو گواہ بناتے ہیں، اور آپ کے عرش بردار فرشتوں کو، اور آپ کے سارے فرشتوں کو، اور آپ کی ساری مخلوقات کو اس بات کا گواہ بناتے ہیں کہ آپ ہی اللہ ہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ یکتا ہیں، آپ کا کوئی ساجھی نہیں، اور اس بات کا گواہ بناتے ہیں کہ (حضرت) محمد (ﷺ) آپ کے بندے اور رسول ہیں: پس اللہ تعالیٰ اس کی وہ خطائیں بخش دیں گے جو اس سے اس دن میں سرزد ہونگی ــــــ اور اگر وہ یہ ذکر شام میں کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی وہ خطائیں بخش دیں گے جو اس سے اس رات میں سرزد ہونگی (شام میں: اللّٰهم أمسينا کہے، باقی ذکر وہی صبح والا ہے)

[۸۱-] بابٌ

[۳۵۲۲-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ الْحِمْصِيُّ، عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيْدِ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُوْلُ: إِنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ: اَللّٰهُمَّ أَصْبَحْنَا، نُشْهِدُكَ وَنُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ بِأَنَّكَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ، وَأَنَّ مُحمدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ: إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِيْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، وَإِنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ: غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا أَصَابَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ مِنْ ذَنْبٍ" هٰذا حديثٌ غريبٌ.

۲۱- ایک مختصر دعا جس میں سب کچھ آگیا ہے

حدیث: ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! آج رات میں نے آپ کی دعا سنی، پس جو اس میں سے مجھے پہنچی یعنی میں نے محفوظ کی وہ یہ تھی کہ آپؐ نے فرمایا: اللهم اغفرلی ذنبی، ووسّع لی فی داری، وبارك لی فیما رزقتنی: اے اللہ! میرے لئے میرے گناہ بخش دے! اور میرے لئے میرے گھر میں گنجائش پیدا فرما! اور میرے لئے اس رزق میں برکت فرما جو آپ نے مجھے عنایت فرمایا ہے —— نبی ﷺ نے فرمایا: پس کیا دیکھتا ہے تو ان دعاؤں کو کہ چھوڑا ہے انھوں نے کسی چیز کو؟ یعنی ان دعاؤں میں سب کچھ آگیا ہے۔

تشریح: لوگوں میں ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ان کے لئے ان کے گھر میں گنجائش نہیں ہوتی، گھر میں ان کا دل نہیں لگتا، وہ کھاپی کر چوراہوں پر، دوکانوں پر یا دوستوں کے پاس جا بیٹھتے ہیں، پھر جب نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو گھر میں آکر پڑ جاتے ہیں، یہ اچھا طریقہ نہیں، اس سے آدمی کا قیمتی وقت ضائع ہوجاتا ہے، نہ دین کا کوئی کام کرسکتا ہے، نہ دنیا کا، بلکہ گناہوں کی پوٹ لے کر گھر لوٹتا ہے، علاوہ ازیں: گھر والے بھی اس سے بددل ہوجاتے ہیں، وہ انتظار کرتے کرتے سوجاتے ہیں، پس اس دعا میں یہ تعلیم ہے کہ آدمی کو فارغ وقت گھر میں گذارنا چاہئے، تاکہ کچھ عبادت کرے، کوئی دنیا کا کام کرے یا کم از کم گھر والوں کی دل بستگی کا ذریعہ بنے —— میرے حضرت: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری ثم مہاجر مدنی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے: ''جس کو لوگوں سے انسیت ہوجاتی ہے وہ اگر سونا بھی ہوتا ہے تو ٹھیکری بن جاتا ہے، اور جس کو لوگوں سے وحشت ہوجاتی ہے: تو وہ اگر ٹھیکری بھی ہوتا ہے تو سونا بن جاتا ہے'' —— یہ طلبہ اور علماء کے لئے ایک قیمتی نصیحت ہے، وقت سونے سے زیادہ قیمتی ہے، اس کو لغویات میں ہرگز ضائع نہیں کرنا چاہئے، اس کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانا چاہئے، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ آدمی کے لئے اس کے گھر میں گنجائش ہو، گھر اس کو کاٹنے کو نہ دوڑے، بلکہ انسیت کا ذریعہ بنے۔

[۸۲-] بابٌ

[۳۵۲۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ عُمَرَ الْهِلَالِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي السَّلِيلِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَارسولَ اللهِ! سَمِعْتُ دُعَاءَ كَ اللَّيْلَةَ، فَكَانَ الَّذِي وَصَلَ إِلَيَّ مِنْهُ، أَنَّكَ تَقُولُ: "اللَّهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِي، وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِيْ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي" قَالَ: "فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَيْئًا" وَأَبُو السَّلِيلِ: اسْمُهُ ضُرَيْبُ بْنُ نُقَيْرٍ، وَيُقَالُ نُقَيْرٍ، وَهٰذَا حديثٌ غريبٌ.

بابٌ

۲۲- نبی ﷺ کی مجلس کے ساتھیوں کے لئے دعا

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ نبی ﷺ اپنی مجلس سے اٹھیں، یہاں تک کہ آپ درج ذیل کلمات سے اپنے اصحاب کے لئے یہ دعا کرتے تھے، یعنی مجلس سے اٹھنے سے پہلے عام طور پر رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

۱- اللّٰهم اقْسِمْ لنا من خَشْيَتِكَ ماتَحُوْلُ به بيننا وبين مَعَاصِيْكَ: اے اللہ! ہمیں اپنی خشیت (ڈر) میں سے اتنا نصیب فرما جس کے ذریعہ آپ ہمارے درمیان اور آپ کے گناہوں کے درمیان حائل ہوجائیں، یعنی ہم آپ کے اس ڈر سے آپ کی نافرمانی نہ کریں۔

۲-وَمن طاعَتِكَ ما تُبَلِّغُنَا به جَنَّتَكَ: اور اپنی طاعت میں سے اتنا نصیب فرما جس کے ذریعہ آپ ہمیں اپنی بہشت میں پہنچادیں، یعنی ایسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما جو دخول جنت کا باعث بنیں۔

۳-ومن الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ به علينا مُصِيْبَاتِ الدنيا: اور ایمان ویقین میں سے اتنا نصیب فرما جس کے ذریعہ آپ ہم پر دنیا کے مصائب آسان فرمادیں، یعنی ان مصائب پر ثواب کی امید سے ہمارے لئے ان مصائب کو برداشت کرنا آسان ہوجائے۔

۴-ومَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الوارثَ مِنَّا: اور ہمیں بہرہ مند فرما، ہماری سماعت، بصارت اور قوت سے جب تک آپ ہمیں زندہ رکھیں، اور اس بہرہ مندی کو ہمارا وارث بنا یعنی آخر عمر تک اس کو باقی رکھ، زندگی بھر ہمارے اعضاء اور حواس کو سلامت رکھ۔

۵-واجْعَلْ ثَأْرَنَا على من ظَلَمَنَا: اور ہمارا بدلہ اس پر گردان جس نے ہم پر ظلم کیا یعنی ظالموں سے بدلہ لینے پر ہمیں قدرت عطا فرما!

۶-وَانصُرْنَا علی مَنْ عادَانا: اور ہماری ان لوگوں کے خلاف مدد فرما جو ہم سے دشمنی رکھیں۔

۷-ولا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنا فِي دِينِنَا: اور ہماری مصیبت ہمارے دین میں نہ گردان یعنی ہمیں ایسے کاموں میں مبتلا نہ فرما جو نقصانِ دین کا باعث بنیں۔

۸-ولا تجعلِ الدنيا أكْبَرَ هَمِّنَا، ولا مَبْلَغَ عِلْمِنَا: اور دنیا کو ہماری بڑی فکر اور ہمارے علم کا منتہی نہ بنا، یعنی ہماری ساری دوڑ دھوپ دنیا کے لئے نہ ہو، اور ہمارا سارا علم: دنیا کی نذر ہو کر نہ رہ جائے۔

۹- ولاتُسَلِّطْ علينا من لايَرْحَمُنَا: اور ہم پر اس شخص کو مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔

[۸۳-] بابٌ

[۳۵۲۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، نَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ خَالِدِ ابْنِ أَبِي عِمْرَانَ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: قَلَّمَا كَانَ رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْمُ مِنْ مَجْلِسٍ، حَتَّى يَدْعُوَ بِهٰؤُلاءِ الْكَلِمَاتِ لِأَصْحَابِهِ: " اللَّهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَايَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهِ عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَأَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلَى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَايَرْحَمُنَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابنِ عُمَرَ.

۲۳-فکر (ٹینشن) کاہلی اور عذابِ قبر سے پناہ

حدیث: حضرت ابو بکرۃ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے مسلم کہتے ہیں: میرے ابا نے مجھے اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا: "اے اللہ! میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں فکر، کسل اور عذابِ قبر سے" پس ابا نے کہا: میرے پیارے بچے! کس سے تو نے یہ دعا سنی ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا ہے، آپؓ نے فرمایا: ان کلمات کو لازم پکڑ، کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے (اس کا بیان باب ۷۱ حدیث ۳۵۰۷ میں آچکا ہے)

[۳۵۲۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، نَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ، نَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: سَمِعَنِيْ أَبِيْ وَأَنَا أَقُوْلُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ، وَالْكَسَلِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، قَالَ: يَابُنَيَّ! مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: قُلْتُ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُهُنَّ، قَالَ: الْزَمْهُنَّ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُهُنَّ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ

۴۴-ایک ذکر جس سے بے گناہ بھی بخش دیا جاتا ہے

حدیث: نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کیا میں تم کو چند کلمات نہ سکھلاؤں: جب تم ان کو کہہ لو تو اللہ تعالیٰ تمہاری بخشش فرمادیں، اگرچہ تم بخشے بخشائے ہوؤ؟ فرمایا: کہو: لا إلٰه إلا الله العلي العظيم، لا إلٰه إلا الله الحليم الكريم، لا إلٰه إلا الله، سبحان الله رب العرش العظيم، والحمد لله رب العالمين: اللہ بلند وعظیم کے سوا کوئی معبود نہیں! اللہ حلیم وکریم کے سوا کوئی معبود نہیں! اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! پاک ہیں اللہ جو عرشِ عظیم کے مالک ہیں! (اور دوسری سند سے اس ذکر کے آخر میں یہ اضافہ ہے) اور تمام تعریفیں جہانوں کے پالنہار اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں (اس حدیث کی سند میں حارث بن عبداللہ اعور کوفی ہیں، ان میں کچھ ضعف تھا، اور ابواسحاق سے آخر تک حدیث کی یہی سند ہے)

تشریح: اس حدیث سے ایک کام کی بات ہاتھ لگی: بخشا بخشایا بھی بخشا جاتا ہے، کیونکہ جب چند مکفرات جمع ہوجاتے ہیں تو جلا (صفائی) بڑھ جاتی ہے، جیسے ایک ہال میں چند بلب روشن کئے جائیں تو روشنی میں اضافہ ہوجاتا ہے، اسی طرح پانچ نمازوں سے گناہ معاف ہوتے ہیں، جمعہ سے جمعہ تک کے گناہ معاف ہوتے ہیں، اور عاشورہ اور عرفہ کے روزوں سے سال بھر کے گناہ معاف ہوتے ہیں، یہاں طالب علم سوال کرتے ہیں کہ جب ایک مکفر سے گناہ معاف ہوگئے تو دوسرا مکفر کیا کرے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب چند مکفرات جمع ہوجاتے ہیں تو جلا بڑھ جاتی ہے، جیسے اس حدیث میں فرمایا کہ بخشا بخشایا بھی بخش دیا جاتا ہے یعنی اس بندے کے تعلق سے اللہ کی خوشنودی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

[۸۹-] بابٌ

[۳۵۲۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، نَا الفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَلاَ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، إِذَا قُلْتَهُنَّ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ، وَإِنْ كُنْتَ مَغْفُوْرًا لَكَ؟" قَالَ: " قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ"

قَالَ عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: وَأَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيْهِ بِمِثْلِ ذٰلِكَ، إِلاَّ أَنَّهُ قَالَ فِيْ آخِرِهَا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ.

باب

۲۵-حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کرب وبلا میں کامیاب ہے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''مچھلی والے (پیغمبر یونس علیہ السلام) کی دعا: جب انھوں نے دعا کی: درانحالیکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے: (وہ دعا یہ ہے:) ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، سُبْحَانَكَ، إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾: آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ذات ہیں، بیشک میں قصورواروں میں سے ہوں! (سورۃ الانبیاء آیت ۸۷): پس بیشک شان یہ ہے کہ نہیں دعا کی ان کلمات سے کسی مسلمان آدمی نے کبھی بھی کسی معاملہ میں، مگر اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

ترکیب: دعوۃُ: مبتدا ہے، اور لا إله إلا أنت إلخ خبر ہے، اور: إذ دعا: دعوۃ کا ظرف ہے، اور وھو جملہ حالیہ ہے، اور فإنہ میں ضمیر شان ہے۔

تشریح: یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں، کیونکہ اگلی آیت میں ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: اور ہم اسی طرح ایمان والوں کو (ہر کرب وبلا سے) نجات دیا کرتے ہیں، پس یہ دعا سب مؤمنین کے لئے عام ہے۔ پس جب بھی کسی مؤمن کو کوئی کرب وبلا پیش آئے تو وہ یہ دعا کرے، اور اس دعا کا کوئی خاص طریقہ نہیں، اپنے مقصد کو ذہن میں رکھ کر برابر اس دعا کا ورد کرے، اور یہ بات بھی پیش نظر رکھے کہ اس کو جو ابتلا پیش آیا ہے: وہ اس کے کسی قصور (کوتاہی) کا نتیجہ ہے۔

اور اگر فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان: اول وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ: مسلسل چالیس دن تک یہ آیت ایک سو ایک مرتبہ پڑھے، پھر دعا کرے تو ان شاء اللہ اس کی بے چینی دور ہو جائے گی۔

سند کا بیان: یہ حدیث محمد بن یوسف فریابی سے دوسندوں سے مروی ہے، پہلی سند میں جو باب کے شروع میں ہے ابراہیم کے بعد عن ابیہ ہے، یعنی ابراہیم یہ حدیث اپنے والد محمد سے، اور وہ اپنے ابا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اور ابو احمد زبیری بھی اسی طرح سند بیان کرتے ہیں، اور دوسری سند میں عن ابیہ نہیں ہے، یعنی ابراہیم یہ حدیث اپنے دادا حضرت سعد سے روایت کرتے ہیں، یونس کے متعدد تلامذہ اسی طرح سند پیش کرتے ہیں۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا کہ کونسی سند صحیح ہے؟ لیکن ابن حبان کہتے ہیں: ابراہیم کا کسی بھی صحابی سے سماع نہیں، پس دوسری سند کیسے صحیح ہو سکتی ہے؟ پہلی سند ہی صحیح ہے۔

[۸۵-] باب

[۳۵۲۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيىٰ، نَا مُحمدُ بْنُ يُوْسُفَ، نَا يُوْنُسُ بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ

مُحمدِ بنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ، إِذْ دَعَا، وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْئٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ"

وَقَالَ محمدُ بْنُ يُوْسُفَ مَرَّةً: عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحمدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الحديثَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحمدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ: عَنْ أَبِيْهِ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ: وَهُوَ أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، عَنْ يُوْنُسَ، فَقَالُوْا: عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحمدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَعْدٍ نَحْوَ رِوَايَةِ مُحمدِ بْنِ يُوْسُفَ.

بابٌ

۲۶- اللہ تعالیٰ کے نام یاد رکھنے کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے ننانوے — ایک کم سو — نام ہیں، جو ان کو یاد کرے گا جنت میں جائے گا"

تشریح: اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام یاد رکھنے کی فضیلت: دخولِ جنت ہے، اور اس کے تین اسباب ہیں:

پہلا سبب: ان ناموں سے اللہ تعالیٰ کی معرفتِ کاملہ حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کی جانی چاہئیں، اور جن چیزوں کی ان کی ذات سے نفی کی جانی چاہئے: ان ننانوے ناموں میں وہ سب کچھ آگیا ہے، پس یہ ننانوے نام اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مکمل نصاب ہیں۔

دوسرا سبب: یہ نام اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں، کیونکہ یہ بابرکت نام ہیں، اور عالمِ قدس میں ان کو قبولیت کا خاص مقام حاصل ہے، جیسے کسی حافظ، قاری، مولوی، مفتی کو مفتی صاحب کہا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے، حافظ صاحب کہہ کر پکارنے سے اس کو خوشی نہیں ہوتی، اسی طرح یہ نام اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں۔

تیسرا سبب: یہ نام بارگاہِ بے نہایت کی ترجمانی کرتے ہیں، اس لئے ان ناموں کو یاد کرنا اجرِ عظیم کا مستحق بناتا ہے، جب بندے کے نامۂ اعمال میں ان ناموں کی صورت ٹھہرتی ہے یعنی وہ بندے کا مقبول عمل قرار پاتے ہیں تو ضروری ہے کہ ان کی پہنائی بے پناہ رحمت کی طرف ہو (رحمۃ اللہ ۴: ۳۴۰)

اللہ کے ناموں سے برکت حاصل کرنا:

اور اللہ کے ناموں میں برکت اس وجہ سے ہے کہ مخلوقات کی ہر نوع میں کچھ چیزیں اللہ کی تجلیات کا مورد ہوتی ہیں، اس وجہ سے وہ متبرک ہو جاتی ہیں، جیسے انسانوں میں انبیاء اور زمین میں کعبہ، اسی طرح الفاظ کی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے وہ

نام بابرکت ہیں جو حضرات انبیاء کے ذریعہ نازل کیے گئے ہیں، اس لئے جب بندہ ان ناموں کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت کو قریب پاتا ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۳۰)

چند وضاحتیں:

اس کے بعد حدیث میں مذکور چار باتیں سمجھ لینی چاہئیں:

۱- اتنی حدیث متفق علیہ ہے، اگلی روایت میں جو اسمائے حسنیٰ کی تفصیل آرہی ہے: وہ صحیحین میں نہیں ہے۔

۲- ننانوے کے بعد: ایک کم سو اس لئے بڑھایا ہے کہ عربوں کے گننے کا طریقہ یہ تھا کہ وہ کسر کو چھوڑ دیتے تھے، اگرچہ وہ کسر نو ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے نبی ﷺ کی عمر مبارک کے بیان میں ساٹھ سال کی روایت بھی آئی ہے، اس میں کسر (تین) چھوڑ دی گئی ہے، اور چاندی کے نصاب کی روایت میں آیا ہے کہ ایک سو نوے میں کچھ نہیں، اور مراد یہ ہے کہ ایک سو ننانوے میں کچھ نہیں، جب پورے دوسو درہم ہو جائیں، تب زکوۃ واجب ہوگی —— مگر یہاں حقیقی ننانوے مراد ہیں، اس لئے بطور تاکید: "ایک کم سو" بڑھایا، جیسے الباقیات الصالحات میں ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ کا عدد مراد ہے، نہ کم نہ زیادہ، اسی طرح یہاں ٹھیک ننانوے کا عدد پیش نظر ہے۔

۳- أَحْصَى الشيئَ: کے لغوی معنی ہیں: شمار کرنا، مقدار جاننا، اور حدیث میں کیا مراد ہے؟ اس میں چار قول ہیں:

(الف) یاد کرنا مراد ہے، کیونکہ صحیحین میں اسی روایت میں حَفِظَهَا اور يَحْفَظُهَا بھی آیا ہے، اور ایک روایت دوسری روایت کی تفسیر کرتی ہے، اس لئے اکثر علماء نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے۔

(ب) ہر نام علاحدہ علاحدہ پڑھنا، فرفر نہ پڑھنا، گویا پڑھنے والا ان کو شمار کررہا ہے۔

(ج) اسماء کو جاننا اور ان کے معانی میں تدبر کرنا، اور ان کے حقائق سے واقف ہونا۔

(د) ناموں کو یاد کرنا، ان کو سمجھنا اور ان کے مقتضی پر عمل کرنا یعنی جو نام اللہ کے ساتھ خاص نہیں، جیسے مہربانی کرنا: ان صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا —— مجھے یہ آخری معنی زیادہ پسند ہیں، کیونکہ اس میں حفظ کا مفہوم بھی آگیا ہے، اور یاد کرنے کا مقصد بھی پیش نظر رکھا گیا ہے، اور حدیث میں ہے: الراحمون: یرحمهم الرحمن، ارحموا من في الأرض: یرحمکم من في السماء: مہربانی کرنے والے بندوں پر نہایت مہربان اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں: زمین کی مخلوقات پر رحم کرو، آسمانوں میں جو اللہ ہے وہ تم پر رحم کرے گا۔ اس حدیث میں صفات کے مقتضی پر عمل کرنے کی طرف صاف اشارہ ہے۔

۴- دَخَلَ الْجَنَّةَ: میں مستقبل میں پائی جانے والی بات کو ماضی کے صیغہ سے تحقق وقوع کی طرف اشارہ کرنے کے لئے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔

[۸۶-] بابٌ

[۳۵۲۸-] حدثنا یُوْسُفُ بْنُ حَمَّادِ الْبَصْرِیُّ، نَا عَبْدُ الأَعْلَی، عَنْ سَعِیْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِیْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اسْمًا: مِائَةٌ غَیْرَ وَاحِدٍ: مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ"

قَالَ یُوْسُفُ: نَا عَبْدُ الأَعْلَی، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سِیْرِیْنَ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم بِمِثْلِهِ.

هٰذَا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ، وَقَدْ رُوِیَ مِنْ غَیْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النبیِّ صلی اللہ علیه وسلم.

بابٌ

۴۷- اللہ تعالیٰ کے ننانوے مبارک نام

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے — ایک کم سو — نام ہیں، جو ان کو یاد کرے گا جنت میں جائے گا (وہ نام یہ ہیں:)

(۱و۲) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ: وہ (معبود) اللہ ہیں، جن کے سوا کوئی معبود نہیں: نہایت رحم والے، بے حد مہربان!

تشریح: اللہ: اسم علم (ذاتی نام) ہے، وہ اسماء حسنیٰ میں شمار نہیں، پہلا نام الرحمن ہے، اور اس میں علیت کی شان ہے، چنانچہ وہ ذاتِ پاک کے علاوہ پر نہیں بولا جاتا، دوسرا نام: الرحیم ہے، اور دونوں کا مادّہ ''رحمت'' ہے، جس کے لغوی معنی ہیں: دل کا پسیجنا، اور مرادی معنی ہیں: انعام فرمانا، مہربانی کرنا...... یہ صفت بندوں کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے، جیسا کہ ابھی حدیث میں گذرا —— اور رحمٰن میں رحیم سے حروف زیادہ ہیں، اور کثرتِ مبانی: کثرتِ معانی پر دلالت کرتی ہے، اس لئے رحمٰن میں معنی کی زیادتی ہے، رحمٰن کا تعلق اس دنیا سے ہے، اس دنیا میں اللہ کی رحمت مؤمن وکافر کو عام ہے، اور رحیم کا تعلق آخرت سے ہے، آخرت میں رحمت کے حقدار صرف مؤمن ہوں گے، اس لئے کہتے ہیں: رحمٰن الدنیا ورحیم الآخرۃ۔

ملحوظہ: بعض لوگوں نے اللہ کو اسماء حسنیٰ میں شمار کیا ہے، کیونکہ ہندوستانی نسخہ میں اسماء حسنیٰ میں الأحد چھوٹ گیا ہے، اس لئے ننانوے کا عدد پورا کرنے کے لئے اللہ کو اسماء حسنیٰ میں شمار کیا گیا ہے: جو صحیح نہیں۔

(۳-۶) اَلْمَلِكُ، القدوس، السلام، المؤمن: وہ بادشاہ ہے، (سب عیبوں سے) پاک ہے، ہر نقصان

سے محفوظ ہے، امن دینے والا ہے۔

تشریح: القدوس: بہت پاک، بے عیب، قَدُسَ (ک) قُدْسًا: پاک ہونا، بے داغ ہونا...... السلام: سالم، محفوظ، عیوب ونقائص سے خالی، سَلِمَ (س) من الآفاتِ: آفات سے محفوظ رہنا، بچا رہنا...... اللہ تعالیٰ میں نہ ماضی میں کوئی عیب تھا، یہ قدوس کا حاصل ہے۔ اور نہ آئندہ ان میں عیب کا احتمال ہے، یہ سلام کا حاصل ہے...... المؤمن: اسم فاعل: آمَنَ فلانًا: امن دینا، بے خوف کرنا، یہ صفت عام ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں، پس ہر مؤمن کو چاہئے کہ دوسروں کو اپنے ضرر سے بے خوف کرے، حدیث میں ہے: المؤمنُ: من أَمِنَهُ الناسُ علی دمائهم وأموالهم: مؤمن: وہ ہے جس سے لوگ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کے بارے میں بے خوف ہوں (ترمذی حدیث ۲۶۲۸ تحفہ ۶: ۴۰۹)

(۷-۱۰) المهیمن، العزیز، الجبار، المتکبر: وہ بڑا نگہبان ہے، نہایت قوی (زبردست) ہے، بگڑی بنانے والا ہے، بڑی عظمت والا ہے۔

تشریح: المهیمن: اسم فاعل، هَیْمَنَ عَلَی کذا: نگرانی اور حفاظت کرنا، کسی چیز پر حاوی اور قابض ہونا، سورۃ المائدہ (آیت ۴۸) میں قرآن کے بارے میں ہے: ﴿وَمُهَیْمِنًا عَلَیْهِ﴾: قرآن کریم سابقہ کتابوں کے مضامین کی حفاظت کرنے والا ہے...... العزیز: غالب وطاقت ور: جو کسی سے مغلوب نہ ہو، عَزَّ (ض) فلانٌ عِزًّا وعِزَّةً: طاقت ور ہونا، صاحب عزت وغلبہ ہونا...... الجبار: کے دو معنی ہیں: ۱- شکستہ احوال کو بہت زیادہ درست کرنے والا، جَبَرَ (ن) العظمَ جبرًا: شکستہ ہڈی کو جوڑنے کے لئے پٹی باندھنا۔ ۲- زبردست، عظیم، جَبَرَ فلانًا علی الأمر: کسی کو کسی کام پر مجبور کرنا...... المتکبر: اسم فاعل: نہایت بڑا...... یہ چاروں صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں، حدیث میں ہے: الکبریاء ردائی، والعظمة إزاری: انتہائی بڑائی: میری اوڑھنے کی چادر ہے، اور عظمت میری لنگی ہے، جو مجھ سے یہ دو کپڑے چھیننا چاہے گا: میں اس کو جہنم میں اوندھے منہ ڈالوں گا، معلوم ہوا کہ یہ صفات خاصہ ہیں، انسان سے مطلوب تواضع اور خاکساری ہے۔

(۱۱-۱۳) الخالق، الباری، المصور: وہ پیدا کرنے والا ہے، ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے، وہ صورت گری کرنے والا ہے۔

تشریح: الباری: اسم فاعل: بَرَأَ (ف) بَرْءً ا: پیدا کرنا۔ الباری: بمعنی الخالق ہے، اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ خلق عام ہے، اور ہر چیز کو حکمت کے موافق بنانے والا یا موجد (پہلی مرتبہ پیدا کرنے والا) الباری ہے...... المصور: اسم فاعل: صورت بنانے والا، صَوَّرَہ: جسمانی شکل وصورت بنانا، سورۃ آل عمران (آیت ۶) میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْأَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ﴾: وہ اللہ ایسا ہے جو بچہ دانیوں میں تمہاری شکل وصورت بناتا ہے جس طرح چاہتا ہے...... یہ صفات بھی خاص ہیں، چنانچہ تصویر بنانا یا کھینچنا حرام ہے، کیونکہ یہ اللہ کی مشابہت اختیار کرنا ہے، حدیث میں اسی علت سے تصویر کشی کو حرام قرار دیا ہے (یہاں تک ۱۳ صفات سورۃ الحشر (آیات ۲۲-۲۴) میں آئی ہیں)

(۱۴-۱۶) الغفار، القہار، الوہاب: وہ بے انتہا بخشنے والے ہیں، ہر چیز پر غالب ہیں، بہت زیادہ دینے والے ہیں۔

تشریح: الغفار: صیغہ مبالغہ: بہت زیادہ بخشنے والا، بکثرت معاف کرنے والا، غَفَرَ الشيئَ: چھپانا، غَفَرَ الشیبَ بالخضاب: بالوں کی سفیدی کو خضاب سے چھپانا۔ غَفَرَ اللّٰہُ لہ: اللہ نے اس کا گناہ چھپایا یعنی معاف کردیا اور اپنی رحمت میں چھپالیا، پس انبیاء بھی استغفار کے محتاج ہیں، وہ سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت میں چھپائیں...... القہار: صیغہ مبالغہ: ایسا زبردست غالب جس کے مقابلہ میں سب ذلیل ہوں، قَهَرَهُ (ف) قَهْراً: مغلوب کرنا، زیر کرنا...... الوہاب: صیغہ مبالغہ: بہت بخشنے والا، وَهَبَ يَهَبُ وَهْباً: بلاعوض کوئی چیز کسی کو دینا، بخشنا، ہبہ کرنا ...... یہ صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں، سورۃ الشوریٰ (آیت ۴۳) میں ہے: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ﴾: اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے تو یہ بات البتہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے...... اور حدیث میں ہے: لاتزال عِصابة من أمتي، يقاتلون على أمر الله عزوجل، قاهرين لعدوهم الحديث: میری امت کی ایک جماعت برابر اللہ کے دین کے لئے لڑتی رہے گی، دشمنوں کو زیر کرتی رہے گی، یہاں تک کہ قیامت آجائے گی اور وہ یہی کررہے ہونگے (مسلم حدیث ۱۹۲۴)

(۱۷-۱۹) الرزاق، الفتاح، العلیم: وہ بہت روزی دینے والے، خوب فیصلہ کرنے والے، خوب جاننے والے ہیں۔

تشریح: الرزاق: صیغہ مبالغہ: روزی پر روزی بکثرت اور وسعت کے ساتھ دینے والا، رزق کا متکفل، ہر جان کی بقاء کے لئے جس قدر روزی کی ضرورت ہے: اس کو بہم پہنچانے والا...... اور اس لفظ کا اطلاق غیر اللہ پر جائز نہیں، اللہ کے سوا کوئی رزاق نہیں، سورۃ الذاریات (آیت ۵۸) ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ﴾: بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب کو روزی پہنچانے والے ہیں، قوت والے اور نہایت قوت والے (مضبوط) ہیں...... الفتاح: صیغہ مبالغہ: خوب فیصلہ کرنے والا، معاملات کو خوب کھولنے والا۔ فَتَحَ بَيْنَ الْخَصْمَيْنِ: فریقین میں فیصلہ کیا، فتحَ المغلقَ: بند چیز کو کھولا...... یہ صفت سورۂ سبأ (آیت ۲۶) میں آئی ہے۔

(۲۰-۲۳) القابض، الباسط، الخافض، الرافع: (روزی) روکنے والے، (روزی) کھولنے والے (مرتبہ) پست کرنے والے (رتبہ) بلند کرنے والے ہیں۔

تشریح: یہ صفات متقابلات ہیں، القابض: الباسط کا مقابل ہے، اور الخافض: الرافع کا...... قبض عليه الرزقَ: کسی کی روزی تنگ کرنا...... بَسَطَ (ن) بَسْطاً: کشادہ کرنا، پھیلانا، وسعت دینا...... خَفَضَ الشيئَ: پست کرنا، اتارنا...... رَفَعَ الشيئَ: اوپر اٹھانا، بلند کرنا۔

یہ صفات قرآن میں بعینہ نہیں آئیں، مستنبط کی گئی ہیں، سورۃ البقرۃ (آیت ۲۴۵) میں ہے: ﴿واللّٰهُ يَقْبِضُ

﴿وَيَبْسُطُ﴾: اللہ تعالیٰ (روزی میں) کمی کرتے ہیں، اور فراخی کرتے ہیں...... اور سورۃ الواقعہ کی تیسری آیت ہے: ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ﴾: قیامت بعض کو پست کردے گی، اور بعض کو بلند کردے گی، یعنی اس دن اللہ تعالیٰ یہ کریں گے، اسی طرح دنیا میں بھی مرتبہ بلند کرنے والے اور پست کرنے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔

(۲۴-۲۷) المعز، المذل، السمیع، البصیر: عزت دینے والے، ذلیل کرنے والے، خوب سننے والے، خوب دیکھنے والے ہیں۔

تشریح: المعز: اسم فاعل أَعَزَّهُ معزز ومکرم بنانا، مضبوط وطاقتور بنانا۔ عَزَّ (ن) عَزًّا: کسی پر غلبہ پانا، زیر کرنا...... المذل: اسم فاعل: أَذَلَّ فلانا: ذلیل کرنا، بے عزت کرنا، ذَلَّ (ض) ذُلًّا: ذلیل ہونا، حقیر ہونا...... یہ دو صفتیں بھی مستنبط کی گئی ہیں، سورۃ آل عمران (آیت ۲۶) میں ہے: ﴿تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ﴾: آپ جسے چاہتے ہیں عزت بخشتے ہیں، اور جسے چاہتے ہیں رسوائی سے دوچار کرتے ہیں۔

(۲۸-۳۱) الحَكَمُ، العَدْل، اللطیف، الخبیر: حکم جاری کرنے والے، انصاف کرنے والے، باریک بیں، بڑے باخبر ہیں۔

تشریح: الحکم: بمعنی الحاکم ہے: فیصلہ کنندہ، حکم کرنے والا، سورۃ مائدہ (آیت ۱) میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾: اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں حکم کرتے ہیں، اور سورۃ الرعد (آیت ۴۱) میں ہے: ﴿وَاللّٰهُ يَحْكُمُ، لَامُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ﴾: اور اللہ تعالیٰ حکم کرتے ہیں، ان کے حکم کو کوئی چیلنج کرنے والا نہیں (یہ صفت بھی مستنبط ہے)...... العدل: بمعنی العادل ہے: منصف، انصاف پرور، اور یہ صفت بھی مستنبط ہے، سورۃ النحل میں ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ الآیۃ: اللہ تعالیٰ انصاف کرنے کا اور نکوکاری کا حکم دیتے ہیں، اور عالم سارا اللہ کی صفات کا مظہر اور پرتو ہے۔ پس احکام شرعیہ بھی مختلف صفات کا پرتو ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے انصاف کرنے کا جو حکم دیا ہے وہ ان کی صفت عدل کا تقاضا ہے ...... اللطیف: باریک سے باریک چیزوں کو دیکھنے والا، یعنی تمام چیزوں کے حقائق واسرار سے واقف۔

(۳۲-۳۴) الحلیم، العظیم، الغفور: نہایت بردبار، عظیم المرتبت، بڑے بخشنے والے ہیں۔

تشریح: الحلیم: صفت مشبہ: بردبار، تحمل والا، جوشِ غضب سے نفس کو روکنے والا...... العظیم: صیغۂ صفت: عظمت وجلال والا۔

(۳۵-۳۷) الشکور، العلی، الکبیر: بڑے قدر شناس، بڑے مرتبہ والے، سب سے بڑے ہیں۔

تشریح: الشکور (بفتح الشین): صیغۂ صفت اور مبالغہ کے اوزان میں سے ہے: بڑے شکر گذار، بڑے قدرداں، بڑے احسان ماننے والے، تھوڑے کام پر بہت ثواب عنایت فرمانے والے...... شکور: صفت مشترک ہے، جب یہ لفظ بندے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو طاعت وعبادت میں خوب کوشش کرنا مراد ہوتا ہے...... العَلِيُّ: عَلاء سے بروزن

فعیل صفت مشبہ کا صیغہ: بلند مرتبہ، عالی شان، برتر، رفیع القدر، ایسی ذات جو اس سے کہیں برتر ہو کہ وصف بیان کرنے والوں کا وصف اور عالموں کا علم اس کا احاطہ کرسکے، اور ایسی ذات جس کے اوپر کوئی نہ ہو، جو ساری مخلوق پر غالب ہو، جس نے سب کو اپنی قدرت سے مغلوب کر رکھا ہو...... الکبیر: صفت مشبہ: عظمت و مرتبہ میں بہت بڑا۔

(۳۸-۴۰) الحفیظ، المقیت، الحسیب: خوب حفاظت کرنے والے، روزی دینے والے (یا قدرت رکھنے والے) حساب لینے والے ہیں۔

تشریح: الحفیظ: حِفظ سے بروزن فعیل بمعنی فاعل ہے: نگہبان، حفاظت کرنے والا، جو کل جہاں کا نگہبان ہے...... المُقِیتُ: کے دو معنی ہیں: ۱- روزی دینے والا، أَقَاتَ فلانا: کسی کو اس کے گذارے کے بقدر خوراک دینا، القُوت: آب ودانہ، بدن کے بقاء کے لئے ضروری غذا، باب افعال سے اسم فاعل ۔۲- قدرت رکھنے والا، أقات الشیئَ: قادر ہونا، قابو پانا، سورۃ النساء (آیت ۸۵) میں ہے: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾: اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں...... الحسیب: حساب سے بروزن فعیل بمعنی فاعل ہے: حساب لینے والا۔

(۴۱-۴۳) الجلیل، الکریم، الرقیب: بڑے بزرگ، بڑے سخی (بڑے معزز) بڑے نگہبان ہیں۔

تشریح: الجلیل: عظیم، جَلَّ یَجِلُّ جَلَالاً و جلالۃ: بلند رتبہ ہونا، بڑے مرتبہ والا ہونا، فھو جلیل، جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی: عظمت کی انتہا کے ہوتے ہیں، چنانچہ ذو الجلال والإکرام اللہ کی خاص صفت ہے...... الکریم: کَرُمَ (ک) سے اسم فاعل: بڑے بزرگ، عزت والے، بڑے سخی، الکریم: اللہ کی صفت بھی آتی ہے، انسان کی، فرشتوں کی، قرآن کی، نبی کی اور دوسری چیزوں کی بھی: ۱- اللہ کے کرم سے: مخلوق پر اس کا احسان وانعام مراد ہوتا ہے ۔۲- آدمی کے کرم سے: اخلاق پسندیدہ اور خصائل حمیدہ مراد ہوتے ہیں ۔۳- ملائکہ کے کریم ہونے کے معنی ہیں: دربارِ الٰہی میں ان کی عزت ہے، کراماً کاتبین: عزت والے فرشتے جو انسانوں کے نامۂ اعمال لکھتے ہیں ۔۴- اور قرآن یا کتاب کے کریم ہونے کے معنی ہیں: عزت وشرف والا، بزرگ قرآن ۵- رسول کی صفت ہو تو معنی ہوتے ہیں: عزت وبزرگی والا پیغمبر ۶- قول کریم: نرم، اچھی اور عاجزانہ بات ۷- دیگر چیزوں کی صفت ہو تو اچھی صفات سے متصف ہونا اور عمدہ ہونا مراد ہوتا ہے، جیسے زوج کریم: عمدہ قسم، مقام کریم: عمدہ مقام...... الرقیب: رُقوب سے بروزن فعیل صفت مشبہ ہے، رَقَبَہ (ن) رَقْبا و رُقوبا: نظر رکھنا، حفاظت کرنا، رقیب: وہ ذات جو اپنی مخلوقات سے غافل نہ ہو۔

(۴۴-۴۶) المجیب، الواسع، الحکیم: بہت قبول کرنے والے، بڑی وسعت والے، بڑی حکمت والے ہیں۔

تشریح: المجیب: إجابۃ (باب افعال) سے اسم فاعل: دعا قبول کرنے والا، جواب دینے والا (سورۃ ہود آیت ۶۱ میں یہ صفت آئی ہے)...... الواسع: سَعَۃ سے اسم فاعل: وسیع فضل وبخشش والا...... الحکیم: حکمت والا، صفت مشبہ، حکمت: فہم ودانش، علم وعقل کے ذریعہ حق بات دریافت کرنا، انسانی حکمت: موجودات کو پہچاننا اور نیک کام انجام

دینا، اللہ کی حکمت: بندوں کے مصالح و مفاسد کو جاننا۔

(۴۷-۵۰) الودود، المجید، الباعث، الشہید: بہت محبت کرنے والے، بڑے بزرگ، مُردوں کو اٹھانے والے، موجود وحاضر ہیں۔

تشریح: الودود: وَدٌّ سے صیغہ مبالغہ: اپنے نیک بندوں سے بے حد محبت کرنے والے، مشفق (یا اپنے اولیاء کے دلوں میں محبوب اعظم) وَدَّ، یَوَدُّ، وَدًّا: چاہنا، محبت کرنا (یہ صفت سورۂ ہود آیت ۹۰ میں آئی ہے) ...... المجید: مَجْد (بزرگی) سے صفت مشبہ: بڑا بزرگ ...... الباعث: موت کے بعد زندہ کرنا، بعثہ من النوم: بیدار کرنا (یہ صفت صراحۃ قرآن میں نہیں آئی) ...... الشہید: موجود وحاضر، شَہِد سے فعیل بمعنی فاعل، شَہِدَ الشیئَ: دیکھنا، پانا، قرآنِ پاک میں ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾: پس جو شخص تم میں سے ماہِ رمضان کو دیکھے وہ اس کے روزے رکھے (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۵) اور یہ صفت سورۃ آل عمران (آیت ۹۸) اور سورۃ المائدہ (آیت ۱۱۷) میں آئی ہے) اور حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے، اس وصف میں نبی ﷺ بھی شریک نہیں۔

(۵۱-۵۴) الحق، الوکیل، القوی، المتین: برحق ذات، بڑے کارساز، بڑے زور والے، بڑے قوی ومضبوط ہیں۔

تشریح: الحق: مصدر، حَقَّ (ض) الأمر حَقًّا: صحیح ہونا، ثابت ہونا، سچا وجود ہونا، یعنی اللہ: ایک فرضی تصور نہیں ہے، بلکہ وہ واقعی موجود ذات ہیں ...... الوکیل: کارساز، دوسرے کا کام اس کا قائم مقام بن کر انجام دینے والا (یہ صفت قرآنِ کریم میں صراحۃ نہیں آئی) ...... المتین: باب کرم سے اسم فاعل، مَتُنَ (ک) الشیئُ مَتَانَۃً: سخت ومضبوط ہونا، ٹھوس اور پختہ ہونا۔

(۵۵-۵۷) الولی، الحمید، المحصی: کارساز (دوست) مستحق حمد، شمار کرنے والے ہیں۔

تشریح: الولی: وَلَاء اور وَلَایَۃ سے اسم صفت، جمع أولیاء، وَلَاء کے لغوی معنی ہیں: دو چیزوں میں ایسا اتصال وقرب کہ اجنبیت حائل نہ رہے، پھر مجازاً قرب مراد لیا جاتا ہے، خواہ قرب مکانی ہو، نسبی ہو، دینی ہو، دوستی کا ہو، اعتقاد کا ہو، امداد کا ہو، مالکیت کا ہو یا مملوکیت کا۔ اور جب اللہ کی صفت ہو اس وقت بھی قرب ہی مراد ہوتا ہے، جیسے: ﴿اللهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ الآیۃ: اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے دوست (کارساز) ہیں (البقرۃ آیت ۲۵۷) ...... الحمید: ستودہ، تعریف کیا ہوا، حَمْد سے بروزن فعیل صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی مفعول یعنی محمود ہے ...... المُحْصِي: إحصاء (باب افعال) سے اسم فاعل: گننے والا، شمار کرنے والا، اللہ تعالیٰ نے ہر چیز اپنے علم میں محفوظ کرلی ہے، ہر ایک کی گنتی وہ جانتے ہیں، خواہ بڑی ہو یا چھوٹی (یہ صفت قرآن میں صراحۃ نہیں آئی)

(۵۸-۶۱) المُبْدِئُ، المُعِيْدُ، المُحْيِي، المُمِيْتُ: پہلی بار پیدا کرنے والے، دوبارہ پیدا کرنے والے، زندہ کرنے والے، مارنے والے ہیں۔

تشریح: المبدئ: أبدأ سے اسم فاعل، بَدَأَ الشیئ: شروع کرنا...... المعید: أعادہ سے اسم فاعل، اعاد الشیئ: لوٹانا، دوبارہ کرنا: ﴿إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ﴾: وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے، اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا (سورۃ البروج آیت ۱۳)...... المحیي: إحیاء سے اسم فاعل: زندہ کرنے والا، حیات بخشنے والا...... الممیت: إمَاتَة سے اسم فاعل: مارنے والا، ہست کو نیست کرنے والا۔

(۶۲-۶۵) الحيّ، القیوم، الواجد، الماجد: ہمیشہ زندہ رہنے والے، کائنات کو سنبھالنے والے، بڑے تونگر، بڑی عظمت والے ہیں۔

تشریح: المحي: حیاۃ سے صفت مشبہ: حَيِيَ يَحْيَىٰ حياة: زندہ رہنا فهو حي: زندہ...... القیوم: صیغۂ مبالغہ: از قائم: وہ ذات جو اپنے بل پر ہمیشہ خود قائم رہے، اور اپنے ماسوا ہر چیز کی نگران ومحافظ ہو...... الواجد: غنی ذات جو کبھی مفلس ومحتاج نہ ہو (یہ صفت صراحۂ قرآن میں نہیں آئی)...... الماجد: مَجْد (بزرگی) سے اسم فاعل: شریف ومعزز، برتر وبڑا، قابل تعظیم (یہ صفت بھی قرآن میں نہیں آئی، البتہ المجید آیا ہے)

(۶۶-۶۸) الواحد، الأحد، الصمد: یگانہ، بے ہمہ، باہمہ ہیں۔

تشریح: الواحد: اکیلا، ذات وصفات میں تنہا، لاثانی، بے ہمہ، وَحَدَ يَحِدُ اور وَحِدَ يوحد سے اسم فاعل: یکتا ہونا، اکیلا ہونا، اور الواحد (اسم) کے معنی ہیں: ایک (حساب کا پہلا عدد)...... اور الأحد کے بھی یہی معنی ہیں، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾: کہو: وہ رب اللہ ہے، اکیلا ہے، مشرکین لفظ "رب" اپنے معبودوں کے لئے استعمال کرتے تھے، جب قرآن نے یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کیا تو کفار نے کہا: اپنے رب کا تعارف کرایئے، پس سورۃ الاخلاص نازل ہوئی، اور ان سے کہا گیا: رب اللہ ہی ہیں، وہ اپنی ذات وصفات میں اکیلے ہیں...... الصمد: بے نیاز، باہمہ، سب کچھ جن کے پاس ہے، وہ کسی چیز میں کسی کے محتاج نہیں، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے الحرز الثمین میں صمد کے لغوی معانی کا خلاصہ یہ لکھا ہے: صمد: وہ ذات ہے جو غنی اور مغنی ہو، جو کسی چیز کی محتاج نہ ہو، اور سب اس کی طرف محتاج ہوں۔

(۶۹-۷۲) القادر، المقتدر، المقدِّم، المؤخِّر: قدرت والے، بڑے صاحب اقتدار، آگے کرنے والے، پیچھے کرنے والے ہیں۔

تشریح: القادر: اسم فاعل: قدر علیه (ض) قَدَارَةً: قابو یافتہ ہونا، قادر ہونا، طاقت رکھنا...... المقتدر: اسم فاعل: اقتدر علیه: قادر ہونا، قابو پانا...... المقدم: اسم فاعل: قَدَّمَ فلانًا: آگے کرنا، مستحق کو آگے بڑھانا...... المُؤخر: اسم فاعل: أخَّرَ فلانًا: پیچھے کرنا، غیر مستحق کو پیچھے ہٹانا۔

(۷۳-۷۶) الأول، الآخر، الظاهر، الباطن: سب سے پہلے، سب سے پیچھے ہیں، (دلیل کے لحاظ سے) واضح اور (ادراک کے لحاظ سے) پوشیدہ ہیں۔

تشریح: وہ اول وآخر ہیں یعنی ان پر نہ عدم سابق طاری ہوا، نہ عدم لاحق طاری ہوگا (یہ چاروں صفات سورۃ الحدید (آیت ۳) میں آئی ہیں)

(۷۷-۸۰) الوالي، المتعالي، البر، التواب: بڑے کارساز، بہت بلند، بڑے سلوک کرنے والے، توبہ قبول کرنے والے ہیں۔

تشریح: الوالي: ولایۃ سے اسم فاعل: وَلِيَ يَلِيْ الشيئَ وعليه وِلايةً: انتظام وانصرام کرنا، حاکم کو والی اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ ملک کا انتظام وانصرام کرتا ہے، اور رعایا کی کارسازی کرتا ہے..... المتعالي: اسم فاعل: از تَعَالیٰ (باب تفاعل) مادّہ: عُلُوّ، متعالي: عالی سے زیادہ مبالغہ پر دلالت کرتا ہے..... البَرّ: صفت مشبہ: احسان کرنے والا، نیک سلوک کرنے والا، جمع: أبرار۔

(۸۱-۸۳) المنتقم، العفو، الرؤوف: بدلہ لینے والے، درگذر کرنے والے، بے حد شفقت کرنے والے ہیں۔

(۸۴و۸۵) مالك الملك، ذو الجلال والإكرام: ملک کے مالک (خداوند جہاں) عظمت وبزرگی والے ہیں۔

تشریح: صفت مالك الملك: سورۃ آل عمران (آیت ۲۶) میں، اور ذو الجلال والإکرام: سورۃ الرحمٰن (آیت ۲۷) میں آئی ہے۔

(۸۶-۸۹) المقسط، الجامع، الغني، المغني: انصاف کرنے والے، اکٹھا کرنے والے، بڑے بے نیاز، بے نیاز کرنے والے ہیں۔

تشریح: المقسط: اسم فاعل: أقسط: انصاف کرنا..... المغني: اسم فاعل: أغناه: اس کو مالدار و بے نیاز کر دیا۔

(۹۰-۹۳) المانع، الضار، النافع، النور: روکنے والے، ضرر کے مالک، نفع رساں، روشنی (روشن کرنے والے) ہیں۔

(۹۴-۹۶) الهادي، البديع، الباقي: راہ دکھانے والے، انوکھا پیدا کرنے والے، ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں۔

(۹۷-۹۹) الوارث: الرشید، الصبور: ہر چیز کے وارث، سیدھا راستہ دکھانے والے، نہایت تحمل والے ہیں۔

سند کا بیان: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا ابتدائی حصہ متفق علیہ ہے، گذشتہ باب میں یہ حدیث آچکی ہے، البتہ یہ حدیث جس میں ننانوے ناموں کی تفصیل ہے: متفق علیہ نہیں، چنانچہ بعض شارحین کی رائے یہ ہے کہ ننانوے ناموں کی یہ تفصیل ارشادِ نبوی کا جزء نہیں، یہ حدیث ولید بن مسلم قرشی ابو العباس دمشقی کی روایت ہے، جو کثیر التدلیس تھا، اور تدلیس کی نہایت بری قسم (تدلیس التسویہ) کرتا تھا، اور اس کے تلامذہ میں اللہ کے ناموں کے بیان میں شدید اختلاف ہے، اور ابن ماجہ (حدیث ۳۸۶۱) میں یہ حدیث عبد الملک صنعانی کی سند سے ہے، اور یہ راوی بھی ضعیف ہے۔ اور یہ حدیث مستدرک حاکم کے شروع میں بھی ہے، مگر ان میں اسمائے حسنیٰ ترمذی سے مختلف ہیں، البتہ ترمذی کی

سندسب سے اچھی ہے، اور اس میں اسماء حسنیٰ کی ترتیب بھی عمدہ ہے، چنانچہ عام طور پر یہی نام معروف ہیں۔

ترمذی کے سیاق میں ایک نام چھوٹ گیا ہے:

باب کی روایت میں ترمذی کے ہندوستانی نسخہ میں، اور مصری نسخہ میں (شرح ابن العربی کے متن میں) الأحد چھوٹ گیا ہے، فتح الباری (۲۱۶:۱۱) میں بھی یہ حدیث ترمذی سے نقل ہوئی ہے، اس میں بھی یہ نام نہیں ہے، چنانچہ لوگوں نے ننانوے کا عدد پورا کرنے کے لئے اللہ کو ایک نام شمار کرلیا، حالانکہ وہ اسم علَم (ذاتی نام) ہے، اور مشکوۃ شریف (حدیث ۲۲۸۸ باب أسماء اللہ تعالی، کتاب الدعوات) میں، اور جامع الاصول من احادیث الرسول (۲۵:۵) میں اور درمنثور (۱۴۸:۳) میں بھی یہ حدیث ترمذی سے منقول ہے، ان میں یہ نام ہے، چنانچہ میں نے اسماء حسنیٰ میں اس کا اضافہ کردیا ہے۔

اسماء حسنیٰ کو یاد کرے، ان کو وظیفہ بنائے، اور ان کے ذریعہ دعا کرے:

سورۃ الاعراف (آیت ۱۸۰) میں ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾: اور اللہ تعالیٰ کے لئے، اچھے اچھے نام ہیں، پس اس کو ان ناموں سے پکارو یعنی موسوم کرو، اور ان کے ذریعہ دعا کرو، کیونکہ یہ صفاتی اسماء حسنیٰ اللہ تعالیٰ کے کمالات کے عنوانات اور ان کی معرفت کے دروازے ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک بڑی جامع شکل یہ بھی ہے کہ بندہ عظمت ومحبت کے ساتھ ان پاک ناموں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے، ان کو اپنا وظیفہ بنائے، اور ان ناموں کا ورد کرکے دعا مانگے۔ ان شاء اللہ اس کی دعا قبول ہوگی، اور آخرت میں جنت نشیں ہوگا۔

بچوں کو اسماء حسنیٰ یاد کرائے جائیں:

لوگ عام طور پر اسماء حسنیٰ سے غافل ہوتے ہیں، اسماء حسنیٰ عمدہ کاغذ پر چھاپ کر برکت کے لئے گھر میں ضرور لٹکاتے ہیں، مگر یاد کوئی نہیں کرتا، حالانکہ گھر میں ایک سے زیادہ قرآن موجود ہوتے ہیں، جو برکت کے لئے کافی ہیں، مگر قرآن کی برکت بھی اس وقت ہوگی جب اس کو پڑھا جائے، محض رکھ چھوڑنے سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا، اسی طرح اسماء حسنیٰ کا فائدہ بھی اس وقت حاصل ہوگا: جب ان کو یاد کیا جائے، محض گھر میں لٹکانے سے فائدۂ مقصودہ (دخولِ جنت) حاصل نہیں ہوگا...... اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کے شروع میں اسماء حسنیٰ شائع کئے جاتے ہیں، تاکہ تلاوت کرنے والے اور حفظ کرنے والے ان کو یاد کریں، مگر لوگوں نے ان کو محض زینتِ قرآن خیال کررکھا ہے، اساتذہ سارا قرآن بچوں کو حفظ کرادیتے ہیں، مگر یہ نام پاک یاد نہیں کراتے، یہ بڑی کمی ہے، حفظ کے اساتذہ کو چاہئے کہ پہلے خود یہ اسماء حسنیٰ یاد کریں، پھر حفظ کے ہر بچے کو یاد کرائیں، بچپن کا یاد کیا ہوا پتھر کی لکیر ہوجاتا ہے، بچہ بڑا ہوکر ان کا ورد کرے گا تو استاذ کو بھی اس کا ثواب پہنچے گا۔ میں دورۂ حدیث شریف کے تمام طلبہ کو سال کے شروع میں یہ نام یاد کراتا ہوں، پس حدیث کے اساتذہ کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے، دیکھئے میری آواز صدا بصحرا تو نہیں ہوتی!

[٨٧-] بابٌ

[٣٥٢٩-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَا صَفْوَانُ بْنُ صَالِحٍ، نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا: مِائَةً غَيْرَ وَاحِدَةٍ: مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ○ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ ○ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ○ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ ○ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ ○ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ○ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ ○ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ ○ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ ○ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ○ الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ ○ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ○ الْحَفِيظُ الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ ○ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ ○ الْمُجِيبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ ○ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ ○ الْحَقُّ الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ ○ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي ○ الْمُبْدِئُ الْمُعِيدُ الْمُحْيِي الْمُمِيتُ ○ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ ○ الْوَاحِدُ الأَحَدُ الصَّمَدُ ○ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ ○ الأَوَّلُ الآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ ○ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ التَّوَّابُ ○ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُوفُ ○ مَالِكُ الْمُلْكِ ذُو الْجَلَالِ وَالإِكْرَامِ ○ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِي ○ الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّورُ ○ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي ○ الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، حَدَّثَنَا بِهِ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ صَالِحٍ، وَلَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ صَفْوَانَ ابْنِ صَالِحٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ.

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، لَانَعْلَمُ فِي كَبِيرِ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ ذِكْرَ الأَسْمَاءِ، إِلَّا فِي هٰذَا الحديثِ.

وَقَدْ رَوَى آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ هٰذَا الحديثَ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَذَكَرَ فِيهِ الأَسْمَاءَ، وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صحيحٌ.

[٣٥٣٠-] حدثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا: مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ"

وَلَيْسَ فِي هٰذَا الحديثِ ذِكْرُ الأَسْمَاءِ، وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، رَوَاهُ أَبُو الْيَمَانِ، عَنْ شُعَيْبِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الأَسْمَاءَ.

۲۸- مساجد اور مجالسِ ذکر سے استفادہ کیا جائے

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنت کے سبزہ زاروں سے گذرو تو چرو'' یعنی اس کے پھل کھاؤ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: جنت کے مرغزار کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''مسجدیں'' حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا: اور چرنا کیا ہے، اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: سبحان الله، والحمدلله، ولا إله إلا الله، والله أكبر (یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا راوی حمید مکی مجہول ہے)

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنت کے سبزہ زاروں سے گذرو تو چرو'' لوگوں نے پوچھا: جنت کے سبزہ زار کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''ذکر کی مجالس'' (یہ حدیث بھی ضعیف ہے، ثابت بنانی کا لڑکا محمد ضعیف ہے)

تشریح: مساجد اور مجالسِ ذکر: جنت کے مرغزار ہیں، پس جب کوئی ان مقامات سے گذرے تو استفادہ کرے، اور استفادہ کی مختلف صورتیں ہیں: تحیۃ المسجد پڑھنا، یا کم از کم مذکورہ ذکر کرنا، مجالس وعظ وارشاد میں شریک ہونا اور دروس سے استفادہ کرنا: یہ سب جنت کے پھلوں سے استفادہ کی صورتیں ہیں۔

[۳۵۳۱-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، أَنَّ حُمَيْدَ الْمَكِّيَّ مَوْلَى ابْنِ عَلْقَمَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ أَبِي رَبَاحٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا" قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ:" الْمَسَاجِدُ" قُلْتُ: وَمَا الرَّتْعُ يَارسولَ اللهِ؟ قَالَ:" سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

[۳۵۳۲--] حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، قَالَ: ثَنِي أَبِي، قَالَ: ثَنِي مُحمدُ بْنُ ثَابِتٍ: هُوَ الْبُنَانِيُّ، ثَنِي أَبِي، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوا" قَالُوْا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: "حِلَقُ الذِّكْرِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ.

بابٌ

۲۹- جب کوئی مصیبت نازل ہو تو کیا دعا کرے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہے: إنا للّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اللّٰهم! عندك أَحْتَسِبُ مُصِيبتي فَأْجُرْنِي فيها، وأَبْدِلْنِيْ منها خيرا: بیشک ہم اللہ کی ملک ہیں، اور بیشک ہم انہی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! آپ کے پاس میں اپنی مصیبت کے ثواب کی امید رکھتا ہوں، پس مجھے اس کا اجر

عنایت فرمائیں، اور مجھے اس کے بدلے میں بھلائی عطا فرمائیں ـــــ پس جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو انھوں نے دعا کی: ''اے اللہ! میری اہلیہ کو مجھ سے بہتر قائم مقام عطا فرما'' ـــــ پھر جب ان کی روح قبض ہوگئی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: إنا لله وإنا إليه راجعون، عند اللهِ أحتسِبُ مُصيبتي، فأْجُرْني فيها: بیشک ہم اللہ ہی کی ملک ہیں، اور بیشک ہم انہی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اللہ ہی سے میں اپنی مصیبت کے ثواب کی امید رکھتی ہوں، پس آپ مجھے اس کا ثواب عنایت فرمائیں!

لغات: احْتَسَبَ الأجرَ علی الله: اللہ سے ثواب کی امید رکھنا ..... أجَرَ (ن) اللهُ عبدَه: ثواب دینا، اجر دینا، بدلہ دینا، آجَرَهُ إيْجَارًا (باب افعال) کے بھی یہی معنی ہیں، پس فَآجِرْنِي اور فأْجُرْني: دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں ..... أَبْدَلَهُ: بدلنا، بدل بنانا ..... أخْلَفَ: جانشین بنانا، قائم مقام بنانا، أخلفَ اللهُ لك وعليك خيرًا: اللہ تمہیں ضائع شدہ چیز کا بہتر بدل دیں۔

تشریح: اس دنیا میں انسانوں کو بعض اوقات مصائب ومشکلات سے سابقہ پڑتا ہے، اس وقت صبر کرنا اور ہمت سے کام لینا مامور بہ ہے، سورۃ البقرۃ (آیت ۱۵۵ و ۱۵۶) میں ہے: ﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ ○ الَّذِيْنَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾: آپ ایسے صابرین کو بشارت سنادیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں، اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں: پس اُس وقت صرف ترجیع کرنا، یا اس حدیث میں جو اس کے ساتھ اضافہ ہے: یہ دعا بھی کرنا، یا حسبنا الله ونعم الوكيل کہنا: مصائب ومشکلات میں مددگار رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ مصائب کے ذریعے بھی اہل ایمان کی تربیت کرتے ہیں، ابتلاآت ان کے لئے انابت الی اللہ اور تعلق مع اللہ میں ترقی کا وسیلہ بنتے ہیں۔

[۸۸-] بابٌ

[۳۵۳۳-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِذَا أَصَابَ أَحَدَكُمْ مُصِيْبَةٌ فَلْيَقُلْ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَآجِرْنِيْ فِيْهَا، وَأَبْدِلْنِيْ مِنْهَا خَيْرًا" فَلَمَّا احْتُضِرَ أَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ: اللّٰهُمَّ اخْلُفْ فِيْ أَهْلِيْ خَيْرًا مِنِّيْ، فَلَمَّا قُبِضَ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، عِنْدَ اللّٰهِ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَبُوْ سَلَمَةَ: اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْأَسَدِ.

وضاحت: یہ حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی سند سے مسلم شریف میں ہے ...... اور حضرت ابو سلمہ: جن کا نام عبداللہ ہے، جو حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر ہیں: وہ نبی ﷺ کے رضاعی (دودھ شریک) بھائی اور آپؐ کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے لڑکے تھے، سابقین میں سے اور بدری صحابی ہیں، جمادی الثانیہ ۴ ہجری میں جنگ احد کے بعد ان کی وفات ہوئی ہے۔

بابٌ

۳۰- دنیا و آخرت کی خیریت وعافیت طلب کرنا

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک صاحب نبی ﷺ کے پاس آئے، انھوں نے عرض کیا: کونسی دعا بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''اپنے پروردگار سے دنیا و آخرت کی خیریت وعافیت طلب کرو'' وہ صاحب دوسرے دن آئے اور یہی سوال کیا تو آپؐ نے وہی جواب دیا، وہ تیسرے دن آئے، اور وہی سوال کیا، آپؐ نے فرمایا: ''جب تم دنیا میں عافیت دیئے گئے، اور آخرت میں بھی عافیت دیئے گئے تو تم یقیناً کامیاب ہوگئے'' یعنی تمہارے لئے یہ دعا کافی ہے (یہ حدیث ضعیف ہے، سلمۃ بن وَردان ابویعلی لیثی مدنی ضعیف راوی ہے)

حدیث (۲): حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ سکھلایئے جو میں اللہ سے مانگوں، آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو'' (حضرت عباسؓ کہتے ہیں:) پس میں کئی دن ٹھہرا رہا، پھر میں حاضر خدمت ہوا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کچھ سکھلایئے جو میں اللہ سے مانگوں، پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''اے اللہ کے رسول کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو'' (یہ حدیث صحیح ہے)

تشریح: عافیۃ اور معافاۃ: دونوں باب مفاعلہ کے مصادر ہیں، اور دونوں ہم معنی ہیں: عافاہ اللہ عافیۃ و معافاۃً: امراض و آفات سے محفوظ رکھنا، خیریت وعافیت سے رکھنا، اور آخرت کی عافیت: عذاب سے حفاظت ہے، پس دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں اس دعا میں آگئیں، اس لئے یہ جامع دعا ہے۔

ملحوظہ: ترتیب میں دونوں حدیثوں کے درمیان آئندہ حدیث کا فصل ہوگیا ہے۔

۳۱- شبِ قدر میں مانگنے کی ایک جامع دعا

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بتلائیں! اگر مجھے (کسی طرح) پتہ چل جائے کہ شبِ قدر کونسی رات ہے، تو میں اس رات میں کیا دعا مانگوں؟ آپؐ نے فرمایا: ''کہو: اللّٰھم! إنك عَفُوٌّ، تُحِبُّ العَفْوَ فَاعْفُ عني: اے اللہ! آپ بہت درگذر کرنے والے ہیں، اور درگذر کرنے کو پسند فرماتے ہیں، پس آپ مجھ سے درگذر فرمائیں۔

تشریح: عَفُوّ: مبالغہ کا صیغہ ہے، مصدر باب نصر سے عَفْو ہے، عفا اللہ ذنبہ: معاف کرنا، درگذر کرنا۔ یہ نام پاک سورۃ الحج (آیت ۶۰) میں آیا ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ﴾: اللہ تعالیٰ بے حد درگذر کرنے والے، بخشش فرمانے والے ہیں۔

[۸۹-] بابٌ

[۳۵۳۴-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، نَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: "سَلْ رَبَّكَ الْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ" ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي، فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! أَيُّ الدُّعَاءِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ أَتَاهُ يَوْمَ الثَّالِثِ، فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ: "فَإِذَا أُعْطِيْتَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا، وَأُعْطِيْتَهَا فِي الآخِرَةِ فَقَدْ أَفْلَحْتَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ وَرْدَانَ.

[۳۵۳۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! أَرَأَيْتَ إِنْ عَلِمْتُ أَيُّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا أَقُوْلُ فِيْهَا؟ قَالَ: "قُوْلِيْ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۵۳۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ، قَالَ: "سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ" فَمَكَثْتُ أَيَّامًا، ثُمَّ جِئْتُ، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ شَيْئًا أَسْأَلُهُ اللهَ؟ فَقَالَ لِيْ: "يَاعَبَّاسُ! يَاعَمَّ رسولِ اللهِ! سَلِ اللهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ"

هٰذَا حديثٌ صحيحٌ، وَعَبْدُ اللهِ: هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، وَقَدْ سَمِعَ مِنَ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

بابٌ

۳۲-استخارے کی ایک جامع دعا

حدیث: جب کوئی اہم کام کرنا ہو نماز استخارہ پڑھ کر دعائے استخارہ کرنی چاہئے، اس کا تفصیلی بیان کتاب الصلوۃ باب ۲۳۳ (تحفہ ۲: ۳۳۶) میں گذر چکا ہے، یہاں اس سلسلہ کی ایک جامع دعا ہے، اس کے لئے نماز ضروری نہیں، جب بھی کوئی کام کرنا ہو درج ذیل دعا کی جائے، پھر وہ کام کیا جائے۔

حدیث: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ کسی کام کا ارادہ کرتے تو کہتے:

اللّٰهم خِرْلِي، وَاخْتَرْلِي: اے اللہ! میرا کام اچھا کردے، اور جو کام میرے حق میں بہتر ہو اس کو میرے لئے پسند فرما۔

لغات: خار الشیئ یخیر خیرا: اچھا، بھلا اور مفید ہونا، خار له الأمر: کسی کے لئے کسی کام میں بھلائی کرنا، نفع پہنچانا، کسی کو اس کے فائدے کی چیز دینا...... اختارہ: پسند کرنا، چننا، منتخب کرنا، ترجیح دینا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، اس کا راوی زَنْفَل (بروزن جعفر) ضعیف راوی ہے، اس راوی کی نسبت عرفی تھی، کیونکہ یہ عرفہ میں رہتا تھا، یہی راوی یہ حدیث بیان کرتا ہے، اس کا کوئی متابع نہیں۔

[۹۰-] بابٌ

[۳۵۳۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عُمَرَ بنِ أَبِي الْوَزِيْرِ، نَا زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ ابنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَمْرًا، قَالَ: "اللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْلِيْ"

هذا حديثٌ غريبٌ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ زَنْفَلٍ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، وَيُقَالُ لَهُ: زَنْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَرَفِيُّ، وَكَانَ يَسْكُنُ عَرَفَاتٍ، وَتَفَرَّدَ بِهٰذا الحديثِ، وَلاَ يُتَابَعُ عَلَيْهِ.

بابٌ

۳۳- جامع ذکر: تسبیح وتحمید

پہلے یہ بات آچکی ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے "اذکار ودعوات" کو "دعوات" ہی کے عنوان سے ذکر کیا ہے، چنانچہ اب جامع الدعوات کے عنوان کے ذیل میں جامع الأذکار کا تذکرہ کرتے ہیں۔

صرف تسبیح یعنی تمام عیوب ونقائص سے اور ہر گندگی سے اللہ کی پاکی بیان کرنا بھی ایک جامع ذکر ہے، مگر جب کسی جملہ میں تسبیح وتحمید دونوں جمع ہوجاتے ہیں تو وہ انسان کی معرفت ربانی کی بہترین تعبیر ہوتے ہیں، کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کو اسی طرح پہچان سکتا ہے کہ وہ ایک ایسی ذات کا تصور کرے جو تمام عیوب ونقائص سے، جو مخلوق میں پائے جاتے ہیں: پاک ہو، اور جوان تمام خوبیوں کے ساتھ، جو مخلوق میں خوبیاں تصور کی جاتی ہیں: متصف ہو۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ۱- وضو آدھا ایمان ہے ۲- اور الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے ۳- اور سبحان اللہ اور الحمد للہ: دونوں آسمانوں اور زمین کی درمیانی فضا کو بھر دیتے ہیں ۴- اور نماز نور ہے ۵- اور خیرات دلیل ہے ۶- اور صبر روشنی ہے ۷- اور قرآن تیرے لئے یا تیرے خلاف حجت ہے ۸- لوگ صبح کرتے ہیں: پس ہر شخص اپنے نفس کا سودا کرنے والا ہے: پس وہ اس کو آزاد کرنے والا ہے، یا اس کو ہلاک کرنے والا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں آٹھ باتیں ہیں:

پہلی بات: وضو آدھا ایمان ہے، اور مسلم کی روایت میں وضو کی جگہ الطُّهور (پاکی) ہے اور جُرَیّ بن کلیب نہدی کی روایت (نمبر ۳۵۴۰) میں شَطْر کی جگہ نصف ہے ...... اور ایک دو مرتبہ وضو کرنا حدیث کی مراد نہیں، بلکہ ہمیشہ باوضوء رہنا ایمان کے آدھے تقاضوں کی تکمیل کرتا ہے، کیونکہ وضوء مؤمن کا ہتھیار ہے، مؤمن اس کے ذریعہ نفس کا مقابلہ کرتا ہے، اور شہوت فرج کے تقاضوں سے بلکہ ان کے خیالات سے بھی محفوظ رہتا ہے —— علاوہ ازیں: وضوء شرط نماز ہے، اور نماز دین کا بنیادی ستون ہے، پس نماز ایمان کا نصف تقاضا ہے، اور طہارت نماز کے لئے شرط ہے، پس وضوء ایمان کا شطر (نصف) ہے —— مزید برآں: طہارت مؤمن کو ملائکہ کے مشابہ بناتی ہے، اور انسان ملکیت و بہیمیت کا آمیزہ ہے، بایں اعتبار بھی طہارت نصف ایمان ہے، کیونکہ اس سے ملکیت کو قوت پہنچتی ہے، اور بہیمیت رام ہوتی ہے، اس لئے مؤمن کو ہمیشہ باوضوء رہنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔

دوسری بات: تحمید میزانِ عمل کو بھر دیتی ہے، یہ ایسا ذکر ہے کہ اس کے ذریعہ مثبت پہلو سے اللہ کی معرفت بدست آتی ہے، اور یہ ایک مرتبہ الحمد للہ کہنے کا ثواب نہیں ہے، بلکہ مدام یہ ذکر کرنے کا ثواب ہے، جو بندہ بکثرت اللہ کی حمد کرتا ہے، اور الحمد للہ کا ورد اس کی زبان پر جاری رہتا ہے: اس کی زندگی بھر کی تحمید سے کل قیامت کے دن میزانِ عمل بھر جائے گی، اس کو مزید کسی نفلی عمل کی ضرورت نہ ہوگی، اسی سے اس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔

تیسری بات: تسبیح و تحمید کا مجموعہ آسمانوں اور زمین کی درمیانی فضا کو بھر دیتا ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ مثبت و منفی: دونوں پہلوؤں سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے، پس یہ ذکر جامع ہے، اور یہی مضمون یہاں مقصود ہے —— اور یہ بات بھی ایک دو بار یہ ذکر کرنے سے حاصل نہ ہوگی، بلکہ بکثرت یہ ذکر کرنے کی فضیلت ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں مدام تسبیح و تحمید کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

چوتھی بات: نماز نور ہے: دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی —— دنیا میں بے شمار تاریکیاں ہیں: گناہوں کی تاریکی، فتنوں کی تاریکی، ناجائز معاملات کی تاریکی، معاشرتی معاملات کی تاریکی، اور غلط ماحول کی تاریکی: ان تمام تاریکیوں میں نماز روشنی کا کام دیتی ہے، سورۃ العنکبوت (آیت ۴۵) ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ کا بھی یہی مطلب ہے، اور سورۃ الفتح کی آخری آیت میں ہے: ﴿سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (ان کی خاص علامت ان کے چہروں میں سجدوں (نماز) کے آثار سے نمایاں ہے) اس آیت میں بھی نماز کے انوار کا بیان ہے —— اور آخرت میں بھی نماز نور ہوگی، پل صراط کی تاریکیوں میں نماز روشن شمع کا کام دے گی —— مگر یہ بات اس صورت میں حاصل ہوگی جب نمازیں پابندی سے پڑھی جائیں، گاہ بگاہ (آٹھ کی یا ۳۶۰ کی) نماز پڑھنے سے یہ بات حاصل نہ ہوگی۔

پانچویں بات: خیرات دلیل ہے —— اس بات کی دلیل ہے کہ خیرات کرنے والے کے دل میں جذبۂ رحم ہے،

دل کا یہ جذبہ ہی خیرات پر برانگیختہ کرتا ہے، اور حدیث میں ہے: ''مہربانی کرنے والوں پر رحمٰن (نہایت مہربان اللہ) مہربانی کرتے ہیں، پس تم زمین والوں پر مہربانی کرو، آسمان والا تم پر مہربانی کرے گا'' —— اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محض دل میں جذبۂ ترحم کا ہونا کافی نہیں، اس کا عملی مظاہرہ بھی ہونا چاہئے، اس کا پیکر محسوس بھی سامنے آنا چاہئے، خیرات دل کی حالت کی ترجمانی کرتی ہے، اور وہ قیامت کے دن دلیل بنے گی، اور خیرات کرنے والا بندہ مراحم ربانی کا مستحق ہوگا۔

چھٹی بات: صبر روشنی ہے یعنی مصائب وآلام میں ہمت سے کام لینا کٹھنائیوں سے پار لگا دیتا ہے، سورۃ البقرۃ (آیات ۱۵۵-۱۵۷) میں ہے: ''ہم ضرور تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے، اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے، اور آپ ایسے صبر شعار بندوں کو خوش خبری سنادیں کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم اللہ کی ملک ہیں، اور ہم انہی کے پاس جانے والے ہیں، انہی لوگوں پر ان کے پروردگار کی جانب سے خاص رحمتیں اور عام رحمت نازل ہوگی، اور یہی لوگ راہ پانے والے ہیں'' —— پس صبر روشنی ہے، جس طرح روشنی تاریکیوں سے نکالتی ہے: ہمت مرداں بھی بیڑا پار لگاتی ہے۔

ساتویں بات: قرآنِ کریم آدمی کے موافق یا اس کے خلاف حجت ہے، اگر قرآن پڑھا ہے، اس کا حق ادا کیا ہے، اور اس کے احکام پر عمل کیا ہے تو کل قیامت کے دن موافق دلیل ہوگا، اور اگر تلاوت سے بے بہرہ رہا ہے اور احکام شریعت کو نظر انداز کیا ہے تو کل قیامت کے دن وہ مخالف دلیل ہوگا، پس مؤمن کو کوشش کرنی چاہئے کہ قرآن اس کی دلیل بنے، اس کے خلاف دلیل نہ بنے، واللہ الموفق!

آٹھویں بات: جب ہر شخص صبح کرتا ہے تو وہ سودا کرتا ہے، پس کوئی نجات آفریں معاملہ کرتا ہے، اور کوئی تباہ کن معاملہ کرتا ہے، یعنی وہ دن بھر کیا کام کرے گا؟ ابھی اسے کچھ معلوم نہیں! جہنم سے بچانے والے کام بھی کرسکتا ہے، اور جہنم میں پہنچانے والے کام بھی، پس ہر شخص کو ہوشیاری سے کام لینا چاہئے، جنت والے کام کرنے چاہئیں، اور جہنم والے کاموں سے بچنا چاہئے، تاکہ ہلاکت سے دوچار نہ ہو۔

[۹۱-] بابٌ

[۳۵۳۸-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، نَا أَبَانُ: هُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْعَطَّارُ، نَا يَحْيَى: أَنَّ زَيْدَ بْنَ سَلَامٍ حَدَّثَهُ، أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "الْوُضُوْءُ شَطْرُ الإِيْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ أَوْ: تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ: فَبَائِعٌ نَفْسَهُ: فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوْبِقُهَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳۴-ذکر جامع: تسبیح وتحمید وتہلیل وتکبیر

حدیث(۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تسبیح (اللہ کی پاکی بیان کرنا) آدھی ترازو ہے، اور تحمید ترازو کو بھر دیتی ہے (یہ نسبت کا بیان ہے، تحمید کا ثواب تسبیح سے دوگنا ہے، کیونکہ تحمید مثبت معرفت ہے اور تسبیح منفی معرفت ہے، اور مثبت کا مرتبہ منفی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، جیسے برتن پر قلعی کرتے ہیں تو پہلے اس کا میل صاف کرتے ہیں، یہ منفی عمل ہے، پھر اس پر قلعی کرتے ہیں، یہ مثبت عمل ہے، اور ظاہر ہے قلعی نام مثبت عمل کا ہے) اور تہلیل کے لئے اللہ سے ورے کوئی رکاوٹ نہیں، یہاں تک کہ تہلیل اللہ تک پہنچ جاتی ہے (تہلیل: مثبت ومنفی دونوں پہلوؤں سے اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے، پس یہ ذکر جامع ہے، اس کا درجہ سبحان اللہ اور الحمد للہ سے کہیں بڑھا ہوا ہے)

حدیث کا حال: اس حدیث کی یہ سند ضعیف ہے، اسماعیل بن عیاش حمصی (شامی) کی حدیثیں شامی محدثین سے تو ٹھیک ہوتی ہیں، اور ان کے علاوہ سے وہ جو روایتیں کرتے ہیں: ان میں غت ربود کر دیتے ہیں —— اور یہ حدیث وہ عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی سے کرتے ہیں، اس لئے یہ روایت ٹھیک نہیں، اور خود ابن زیاد بھی حافظہ کے کمزور ہیں (مگر حدیث کا مضمون دوسری صحیح روایات سے ثابت ہے)

حدیث(۲): جُرَیّ (تابعی اور مقبول راوی) قبیلۂ بنی سلیم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں (جن کا نام معلوم نہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے آئندہ پانچ باتوں کو میرے ہاتھ میں یا کہا: اپنے ہاتھ میں گنا: ۱-تسبیح آدھی ترازو ہے۔ ۲-اور تحمید ترازو کو بھر دیتی ہے۔ ۳-اور تکبیر آسمان وزمین کی درمیانی فضا کو بھر دیتی ہے۔ ۴-اور روزہ آدھا صبر ہے۔ ۵-اور پاکی آدھا ایمان ہے۔

تشریح: صحابی کی جہالت مضر نہیں، کیونکہ استقراء (جائزہ لینے) سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ تمام صحابہ نقل دین میں قابل اعتماد ہیں، کسی صحابی نے جان بوجھ کر کوئی گڑبڑ نہیں کی، چنانچہ اصول فقہ اور اصول حدیث میں ضابطہ طے کر دیا گیا ہے: الصحابةُ کلهم عُدول: صحابہ سب نقلِ دین میں قابل اعتماد ہیں —— اور پہلے یہ بات آچکی ہے کہ تسبیح وتحمید وتکبیر کا یہ ثواب بمدام یہ اذکار کرنے کی صورت میں ہے۔

اور روزہ آدھا صبر اس لئے ہے کہ روزے میں کھانے پینے اور جنسی تعلق سے نفس کو روکنا ہوتا ہے، پس روزہ صبر کی ریہرسل ہے، روزہ دار آسانی سے مصائب وآلام میں نفس کو آپے سے باہر ہو جانے سے روک سکتا ہے —— اور ہاتھ میں گننا اہتمام شان کے لئے ہے، تاکہ صحابی اس کو یاد رکھ سکیں۔

[۹۲-] بابٌ

[۳۵۳۹-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ

ابْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا دُوْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ، حَتّٰى تَخْلُصَ إِلَيْهِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

[۳۵۴۰-] حدثنا هَنَّادٌ، نَا أَبُوْ الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ جُرَيِّ النَّهْدِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ، قَالَ: عَدَّهُنَّ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ يَدِيْ أَوْ: فِيْ يَدِهِ: "التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَؤُهُ، وَالتَّكْبِيْرُ يَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ، وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الإِيْمَانِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَى شُعْبَةُ وَالثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ.

بابٌ

۳۵- وقوفِ عرفہ کی ایک جامع دعا

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میدانِ عرفات میں شام کے وقت بکثرت جو دعا فرمائی وہ یہ تھی: "اے اللہ! آپ کے لئے تعریف ہے جیسی آپ نے اپنی تعریف کی ہے، اور بہتر اس سے جو ہم نے تعریف کی ہے، اے اللہ! آپ کے لئے میری نماز، اور میری عبادت، اور میرا جینا، اور میرا مرنا ہے، اور آپ ہی کی طرف میرا لوٹنا ہے، اور آپ ہی کے لئے اے میرے پروردگار میری میراث ہے، اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں قبر کے عذاب سے، اور سینے کے وسوسے سے، اور پراگندہ حالی سے۔ اے اللہ! بیشک میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی برائی سے جس کو ہوا لاتی ہے"

تشریح: أکثر: مادعا کی طرف مضاف ہے، اور مبتدا ہے، اور اللّٰهم الخ خبر ہے...... کالذی تقول: ای کالحمدِ الذی تَحْمَدُ به نفسَك ...... خیراً مما نقول: ای خیراً مما نحمدك من المحامد ...... نسکی: ای سائر عباداتی ...... المَآب: مصدر بھی ہے اور اسم زمان ومکان بھی، یعنی لوٹنا، لوٹنے کا وقت اور لوٹنے کی جگہ، آب یَؤُوْبُ (ن): لوٹنا...... التُّرَاث: مال وراثت، ترکہ، انبیاء کا ترکہ اللہ کے لئے صدقہ ہوتا ہے، اس میں میراث جاری نہیں ہوتی...... شَتَاتُ الأمر: معاملات کا انتشار یعنی پراگندہ حالی...... جس کو ہوا لاتی ہے یعنی تباہ کن عذاب، جیسے قوم عاد پر ہوا کا عذاب آیا تھا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، قیس بن الربیع الاسدی ابو محمد کوفی صدوق ہے، لیکن جب یہ راوی بوڑھا ہو گیا تھا تو اس کے بیٹے نے اس کی حدیثوں میں ایسی حدیثیں داخل کر دی تھیں جو اس کی حدیثیں نہیں تھیں، اور وہ اس نے بیان کیں، اس لئے اس کا اعتبار ختم ہو گیا۔

[-۹۳] بابٌ

[-۳۵۴۱] حدثنا محمدُ بْنُ حَاتِمٍ المُؤَدِّبُ، نَا عَلِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، ثَنِي قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَكَانَ مِنْ بَنِي أَسَدٍ، عَنِ الأَغَرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ: "اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي تَقُوْلُ، وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ: اللَّهُمَّ لَكَ صَلاَتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي، وَإِلَيْكَ مَآبِي، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ، وَشَتَاتِ الأَمْرِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

بابٌ

۳۶-ایک جامع دعا جس کو یاد کرنا بہت آسان ہے

حدیث: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (کسی خاص موقعہ پر حیاتِ مبارکہ میں) بہت سی دعائیں فرمائیں، جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہ رہا، پس ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائیں جن میں سے ہمیں کچھ بھی یاد نہ رہا (اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ سب دعائیں مانگیں، پس ہم کیا کریں؟) آپؐ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں ایسی دعا نہ بتلاؤں جس میں وہ ساری دعائیں آجائیں؟ کہو: اللّٰهم! إنا نسألك من خير ماسألك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم، ونعوذ بك من شر ما استعاذ منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم، وأنت المستعان، وعليك البلاغ، ولاحول ولاقوة إلا بالله: اے اللہ! ہم آپ سے وہ سب کچھ مانگتے ہیں جو آپ کے نبی ﷺ نے آپ سے مانگا ہے، اور ہم ان سب چیزوں سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں جن سے آپ کے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی ہے، اور آپ ہی سے مدد چاہی جاتی ہے، اور مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا آپ ہی کے کرم پر موقوف ہے، اور کچھ طاقت وقوت نہیں مگر آپ ہی کی مدد سے!

تشریح: دنیا میں ایسے بندوں کی تعداد زیادہ ہے جو تمام ماثورہ دعائیں یاد نہیں کرسکتے، ان کے لئے یہ نہایت آسان اور جامع دعا ہے، لوگ چاہیں تو اپنی زبان میں یہ دعا مانگیں: "اے اللہ! ہم ہر وہ خیر اور بھلائی آپ سے مانگتے ہیں جو تیرے حبیب ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے، اور ہم ہر اس برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جس سے تیرے حبیب ﷺ نے پناہ چاہی ہے، اور آپ ہی وہ ہستی ہیں جس کی مدد چاہی جاتی ہے، اور مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا آپ ہی کے کرم پر موقوف ہے، اور قوت وطاقت کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات ہے!" (اس ایک دعا میں نبی ﷺ کی ساری

دعائیں آجاتی ہیں، پس طلبہ اس کو ضرور یاد کرلیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں)

[۹۴-] بابٌ

[۳۵۴۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حَاتِمِ المُؤَدِّبُ، نا عَمَّارُ بْنُ مُحمدٍ ابْنِ أُخْتِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، نا لَيْثُ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: دَعَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ، لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا، قُلْنَا: يَارسولَ اللّٰهِ! دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ، لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا! قَالَ: "أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ؟ تَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاسَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحمدٌ صلى الله عليه وسلم، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحمدٌ صلى الله عليه وسلم، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَعَلَيْكَ الْبَلاَغُ، وَلاَ حَوْلَ وَلاَقُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ

۳۷-دین پر ثابت قدم رہنے کی دعا

حدیث: شہر بن حوشب رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اے ام المؤمنین! جب رسول اللہ ﷺ آپؓ کے پاس ہوتے تھے یعنی آپؓ کی باری کا دن ہوتا تھا تو آپؐ کی بکثرت دعا کیا ہوتی تھی؟ ام سلمہؓ نے کہا: آپ کی زیادہ تر دعا یہ ہوتی تھی: یَا مقلب القلوب! ثَبِّتْ قلبي علی دینك: اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ! ام سلمہ کہتی ہیں: پس میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ بکثرت یہ دعا کیوں کرتے ہیں کہ "اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت وقائم رکھ!" یعنی کیا ہدایت کے بعد بھی گمراہی کا احتمال ہے جو آپ بکثرت یہ دعا کرتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: "اے ام سلمہؓ! بیشک کوئی آدمی نہیں مگر اس کا دل اللہ کی انگلیوں میں سے دوانگلیوں کے درمیان ہے، پس وہ جس کا دل چاہتے ہیں سیدھا رکھتے ہیں، اور جس کا دل چاہتے ہیں ٹیڑھا کردیتے ہیں!" —— پھر حدیث کے راوی معاذ بن معاذ عنبری، ابوالمثنی بصری قاضی رحمہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی (آیت ۸) پڑھی: ﴿رَبَّنَا لاَتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾: اے ہمارے پروردگار! ہمارے دلوں کو کج نہ کردیں، اس کے بعد کہ آپ ہمیں ہدایت پر لے آئے، اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما! آپ بلاشبہ بڑے عطا فرمانے والے ہیں! یعنی مؤمنین باوجود وصول الی اللہ کے اس کمال پر نازاں نہ ہوں، بلکہ حق تعالیٰ سے استقامت کی دعا کرتے رہیں!

تشریح: نبی ﷺ کی دعاؤں میں تعلیم امت کا پہلو سب سے نمایاں ہوتا ہے، علاوہ ازیں: جس کو اپنے نفس کی

اور اپنے رب کی معرفت نصیب ہوتی ہے اس کا یہی حال ہوتا ہے، وہ کبھی خود کو مامون و محفوظ نہیں سمجھتا، اور یہی بندگی کا کمال ہے، نزدیکاں را بیش بود حیرانی کا یہی مطلب ہے۔

فائدہ: ہدایت کے شرح تہذیب میں دو معنی بیان کئے ہیں: اراءۃ الطریق اور ایصال الی المطلوب: یہ بات صحیح نہیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے ایک تیسرے معنی بھی ہیں۔ اور وہ صراط مستقیم پر استوار رکھنا، جمانا ہیں، اهدنا الصراط المستقيم میں یہی معنی ہیں۔

حوالہ: یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (ابواب القدر، باب ۷ حدیث ۲۱۴۰ تحفہ ۵:۵۰۰ میں) گذر چکی ہے، اور وہاں اس کی تفصیل ہے کہ اس حدیث میں ''عموم قدرت'' کا بیان ہے۔

[۹۵-] بابٌ

[۳۵۴۲-] حدثنا أَبُوْ مُوْسَى الأَنْصَارِيُّ، نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنْ أَبِيْ كَعْبٍ صَاحِبِ الْحَرِيْرِ، قَالَ: ثَنِيْ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأُمِّ سَلَمَةَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! مَاكَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا كَانَ عِنْدَكِ؟ قَالَتْ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَائِهِ " يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ" قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! مَا لِأَكْثَرِ دُعَائِكَ: يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ؟ قَالَ: " يَا أُمَّ سَلَمَةَ! إِنَّهُ لَيْسَ آدَمِيٌّ إِلَّا وَقَلْبُهُ بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ اللهِ، فَمَنْ شَاءَ أَقَامَ وَمَنْ شَاءَ أَزَاغَ" فَتَلاَ مُعَاذٌ: ﴿رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا﴾

وفي الباب: عَنْ عَائِشَةَ، وَالنَّوَّاسِ بْنِ سِمْعَانَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَنُعَيْمِ بْنِ هَمَّارٍ، هذا حديثٌ حسنٌ.

بابٌ

۳۸- نیند نہ آنے کی دعا

الأَرَق: بے خوابی کا مرض، نیند نہ آنے کی شکایت، أَرِق (س) أَرَقًا: نیند نہ آنا، بے خوابی طاری ہونا۔

حدیث: حضرت سیف اللہ خالد بن الولید مخزومی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے شکایت کی کہ مجھے رات میں نیند نہیں آتی، پس آپؐ نے فرمایا: جب تم بستر پر لیٹ جاؤ تو یہ دعا کرو: اللّٰهم! ربَّ السماواتِ السبعِ وما أظَلَّتْ! وَرَبَّ الأرضين وَمَا أَقَلَّتْ! وَرَبَّ الشياطينِ وما أَضَلَّتْ! كُنْ لِيْ جَارًا من شر خلقك كلهم جميعاً: أن يَفْرُطَ عليَّ أحدٌ منهم، أو أَنْ يَبْغِيَ، عَزَّجارُك، وجلَّ ثناؤُك، ولا إله غيرك، لا إله إلا أنت: اے اللہ! اے ساتوں آسمانوں کے

اوران چیزوں کے پروردگار جن پر آسمان سایہ فگن ہیں! اور اے زمینوں کے اور ان چیزوں کے پروردگار جن کو زمینیں اٹھائے ہوئے ہیں! اور اے شیاطین کے اور ان کی گمراہ کن سرگرمیوں کے پروردگار! آپ میرے پڑوسی (سہارا) بن جائیں اپنی ساری ہی مخلوق کے شر سے! اس سے کہ مجھ پر کوئی زیادتی کرے یا یہ کہ مجھ پر کوئی ظلم کرے، طاقتور ہے آپ کا سہارا! اور بلند رتبہ ہے آپ کی تعریف یعنی آپ کی حمد وثنا کا مقام بہت بلند ہے، اور آپ کے سوا کوئی لائق پرستش نہیں! اور بس آپ ہی معبود برحق ہیں!

لغات: أَظَلَّ الشجرُ: درخت کا سایہ فگن ہونا ...... أَقَلَّ الشیئَ: اٹھانا ...... ان یفرط سے پہلے مِن پوشیدہ ہے ...... فَرَطَ علیه: زیادتی کرنا ...... بغیٰ علیه(ض): ظلم کرنا ...... عَزَّ فلان: طاقتور ہونا ...... جَلَّ جلالاً: بلند رتبہ ہونا، شاندار ہونا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ٹھیک ہے، مگر اس کی یہ سند نہایت ضعیف ہے، حکم بن ظہیر فزاری متروک راوی ہے، اس پر رافضی ہونے کا الزام تھا، اور ابن معین نے اس پر کذب فی الحدیث کا الزام بھی لگایا ہے، صرف ترمذی میں اس کی روایت ہے، مگر یہ حدیث طبرانی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت خالدؓ سے بھی مروی ہے، اس لئے روایت ٹھیک ہے۔

[۹۶-] بابٌ

[۳۵۴۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حَاتِمٍ المُؤَدِّبُ، نَا الْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ، نَا عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ ابنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: شَكَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْمَخْزُوْمِيُّ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! مَا أَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الأَرَقِ، فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، فَقُلْ: اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَمَا أَظَلَّتْ، وَرَبَّ الأَرَضِيْنَ وَمَا أَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا أَضَلَّتْ، كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا: أَنْ يَفْرُطَ عَلَيَّ أَحَدٌ مِنْهُمْ، أَوْ أَنْ يَبْغِيَ، عَزَّ جَارُكَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ، وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ"

هٰذَا حديثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَالْحَكَمُ بْنُ ظُهَيْرٍ: قَدْ تَرَكَ حَدِيْثَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، وَيُرْوَى هٰذَا الحديثُ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، مُرْسَلٌ، مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳۹- نیند میں ڈر جانے کی دعا

ڈراؤنے اور پریشان کن خواب شیطانی اثرات سے ہوتے ہیں، پس اگر کوئی نیند میں ڈر جائے اور آنکھ کھل جائے تو اس کے لئے درج ذیل دعا ہے:

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی نیند میں ڈر جائے تو چاہئے کہ کہے: أعوذ بكلمات اللّٰهِ التَّامَّةِ: من غضبه، وعقابه، ومن شرِّ عباده، ومن هَمَزَاتِ الشياطين، وأن يحضرونِ: میں پناہ چاہتا ہوں اللہ

کے تام کلمات کے ذریعہ: ان کے غصہ سے، اور ان کے عذاب سے، اور شیاطین کے وسوسوں سے، اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں (اور مجھے ستائیں): پس شیاطین اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے —— حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا معمول تھا کہ وہ یہ دعا اپنی اس اولاد کو سکھلا دیتے تھے جو بالغ ہوتی تھی (تا کہ وہ اس کو اپنا معمول بنائیں) اور جو بچے ابھی چھوٹے ہوتے تھے: آپؓ یہ دعا ایک کاغذ وغیرہ پر لکھ کر ان کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔

تشریح: یہ اسماعیل بن عیاش کی محمد بن اسحاق سے روایت ہے، ابن اسحاق مدنی حجازی ہیں، اس لئے روایت میں کمزوری ہے، اسماعیل کی جو روایتیں شامی رُوات سے ہوتی ہیں: وہی قابل اعتبار ہوتی ہیں..... اور عمرو بن شعیب کی سند میں بھی کلام مشہور ہے، چنانچہ شیخین نے اس سند کو صحیحین میں نہیں لیا..... تام کلمات: یعنی اعلیٰ درجہ کے ارشادات، جیسے آیاتِ قرآنیہ..... هَمَزَ (ض) هَمْزًا: کوئی چیز چبھانا، هَمْزُ الشیطان: شیطان کا وسوسہ..... یحضرونِ کی نون مکسور ہے، کیونکہ آخر سے ی محذوف ہے، اور کسرہ اس کی علامت ہے..... صَك کے معنی ہیں: کوئی بھی تحریر، یہی لفظ انگریزی میں "چیک" بنا ہے۔

فائدہ: بچے کو یا کسی اور کو جھاڑیں یا دوسرے کے لئے تعویذ بنائیں تو أعوذ کو أُعِيذُهُ سے بدل دیں، اور اب یحضرونَ کی نون مفتوح ہوگی۔

حوالہ: جھاڑ پھونک کا حکم کتاب الطب باب ۱۴ (تحفہ ۵: ۳۹۶) میں، اور کوڑی وغیرہ باندھنے کی ممانعت، اور قرآن وحدیث سے بنایا ہوا تعویذ بوقتِ ضرورت باندھنے کا جواز، کتاب الطب، باب ۲۳ (تحفہ ۵: ۴۱۱) میں گزر چکا ہے، وہاں دیکھ لیں وہاں حاشیہ میں یہ حدیث ابوداؤد سے نقل کی ہے، اس وقت ذہن میں نہیں تھا کہ یہ حدیث آگے ترمذی میں آرہی ہے۔

[۳۵۴۵]- حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ، فَلْيَقُلْ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللهِ التَّامَّةِ: مِنْ غَضَبِهِ، وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَأَنْ يَحْضُرُوْنِ: فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ" فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ وَلَدِهِ، وَمَنْ لَمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَهَا فِي صَكٍّ، ثُمَّ عَلَّقَهَا فِي عُنُقِهِ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

باب

۱۴۰- اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، اور اللہ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے

حدیث: جب ابووائل شقیق بن سلمہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے آئندہ حدیث بیان کی تو عمرو بن مُرۃ نے پوچھا: آپ نے یہ حدیث ابن مسعودؓ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! اور ابن مسعودؓ نے یہ

حدیث مرفوع کی ہے یعنی نبی ﷺ سے روایت کی ہے، ان کا اپنا قول نہیں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند کوئی نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بے حیائی والے کام حرام کردیئے، خواہ برملا کئے جائیں یا چھپ کر، اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تعریف فرمائی''

تشریح: یہ حدیث متفق علیہ ہے...... اور غیرت کے معنی ہیں: اپنی محبوب یا محترم چیز پر کسی کی دست درازی کے خلاف جوش وناگواری، اپنی بیوی کے دوسرے مرد کی طرف رجحان یا اس کے برعکس پر جوش وناگواری، غیرت وحمیت، اس کی ضد دیوث پنا ہے —— ساری خلقت اللہ کا کنبہ ہے، پس اللہ تعالیٰ اپنے کنبہ میں دست درازی کو سخت ناپسند کرتے ہیں، اور سارا عالم اللہ کی صفات کا پرتو ہے، احکام بھی صفات باری کا تقاضا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت غیرت کے تقاضے سے تمام بے حیائی والے کام، جیسے زنا، اغلام وغیرہ مطلقاً حرام کردیئے، خواہ برملا کئے جائیں یا چھپ کر، ہر حال میں حرام ہیں، اور جاہلیت قدیمہ اور جاہلیت جدیدہ کا تصور یہ ہے کہ اگر یہ کام باہمی رضامندی سے چھپ کر کئے جائیں تو ناجائز نہیں، حالانکہ اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، ان کے لئے ہر چیز آشکارہ ہے!

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی تعریف بے حد پسند ہے، مگر اس پسندیدگی میں اللہ تعالیٰ کا اپنا نفع کچھ نہیں، اللہ کی تعریف سے اللہ کی عزت میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا، بلکہ یہ پسندیدگی بندوں کے نفع کی خاطر ہے، بندے اللہ کو خوش کرکے ثواب کے مستحق ہوتے ہیں —— اور حدیث کا یہی جزء یہاں مقصود ہے، دعا کرنے والے کو چاہئے کہ دعا سے پہلے اللہ کی خوب تعریف کرے، تاکہ دعا کی قبولیت کے لئے راہ ہموار ہو۔

[-۹۷] بابٌ

[-۳۵٤٦] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ – قُلْتُ لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَرَفَعَهُ – أَنَّهُ قَالَ: ''لَاأَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللهِ، وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ وَمَا بَطَنَ، وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللهِ، وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۴۱- قعدۂ اخیرہ کی ایک اہم دعا

حدیث: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھلائیں جسے میں اپنی نماز میں مانگا کروں، آپ نے فرمایا: ''کہو: اے اللہ! بیشک میں نے اپنی ذات پر بے حد ظلم کیا یعنی میں نے آپ کے

بہت سے احکام کی خلاف ورزی کی، یا میں نے آپ کے بہت سے احکام کی کما حقہ تعمیل نہیں کی (یہ اعترافِ قصور ہے) اور آپ کے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں! (یہ اللہ کے دروازے سے چپکنا ہے) پس آپ میری خاص اپنے پاس سے بخشش فرمادیں، اور مجھ پر مہربانی فرمائیں (یہ بندے کی سب سے بڑی حاجت ہے) بیشک آپ ہی بڑے بخشنے والے، بڑے رحم فرمانے والے ہیں!

تشریح: اس دعا کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ نبی ﷺ نے یہ دعا اس بزرگ ہستی کو سکھلائی ہے جس سے افضل اس امت میں کوئی نہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو بار بار جنت کی بشارت سے سرفراز کئے جاچکے ہیں، اور جن کی نماز پوری امت میں سب سے بہتر اور کامل نماز تھی، ان کو یہ دعا تعلیم فرمائی گئی ہے۔ اس دعا میں یہ تعلیم ہے کہ بہتر سے بہتر نماز پڑھ کر بھی دل میں یہ وسوسہ نہیں آنا چاہئے کہ اس نے اللہ کی عبادت کا حق ادا کردیا، بلکہ چاہئے کہ آدمی نماز کے بعد خود کو قصوروار گردانے، اپنی کوتاہی کا اعتراف کرے، اور رحمت و مغفرت کی بھیگ مانگے!

اور اس حدیث میں اگرچہ صراحۃً یہ بات نہیں ہے کہ یہ دعا نماز کے آخر میں سلام سے پہلے مانگنی چاہئے، مگر شارحینِ حدیث عام طور پر اس دعا کا محل: خاص یہی موقع تجویز فرماتے ہیں، کیونکہ صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ نمازی جب تشہد و درود سے فارغ ہوجائے تو جو دعا اس کو سب سے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کرے، اور نماز کے آخر میں وہ دعا اللہ سے مانگے، اور جو دعا صدیق اکبرؓ کو سکھلائی گئی ہے اس سے بہتر دعا کیا ہوسکتی ہے! چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب الدعاء قبل السلام کے عنوان سے یہی دعا (حدیث ۶۳۲۶) ذکر فرمائی ہے۔ اور یہ حدیث متفق علیہ ہے، مگر امام لیث سے آخر تک یہی سند ہے، اس لئے غریب بمعنی تفرد اسناد ہے۔

[۹۸-] بابٌ

[۳۵۴۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، أَنَّهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! عَلِّمْنِيْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِيْ صَلاَتِيْ، قَالَ: "قُلْ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلاَّ أَنْتَ، فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، وَهُوَ حَدِيْثُ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَبُو الْخَيْرِ: اسْمُهُ مَرْثَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْيَزَنِيُّ.

بابٌ

۴۳- صفات کی دہائی قبولیتِ دعا میں کارگر ہے

انسانوں میں جب اولاد باپ کو 'ابو' کہہ کر پکارتی ہے، یا ماں کو 'امی' کہہ کر خطاب کرتی ہے، یا شاگرد استاذ کو 'حضرت'

سے خطاب کرتا ہے، یا مرید: پیر کو 'سیدی' کہتا ہے، یا ملازم: آقا کو 'سر' یا 'جناب' کہہ کر کوئی بات عرض کرتا ہے: تو یہ القاب مخاطبین کو بھلے معلوم ہوتے ہیں، وہ عرض و معروض جلد سنتے ہیں، اسی طرح — بلاتشبیہ — اللہ تعالیٰ کو بعض صفات سے پکارنا پسند آتا ہے، جیسے صفت حَیّ (سدا زندہ) قیوم (مخلوق کو سنبھالنے والا) ذو الجلال والإکرام (عظمت و بزرگی والا) ان صفات سے اللہ تعالیٰ کو پکارنا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، چنانچہ درج ذیل احادیث میں ان صفات سے پکارنے کی اور دعا کرنے کی فضیلت آئی ہے۔ پس یہ صفات اپنی دعاؤں میں بکثرت استعمال کی جائیں، ان صفات کی دہائی قبولیتِ دعا میں زیادہ کارگر ہے۔

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ کو کسی معاملہ میں پریشانی اور بے چینی لاحق ہوتی تو آپ کہتے: یاحیّ یاقیوم! برحمتك أستغيث: اے زندۂ جاوید! اے کائنات کو سنبھالنے والے! میں آپ کی رحمت کی بھیک مانگتا ہوں۔

لغات: كَرَبَ (ن) فلانًا الأمرُ: کسی معاملہ میں پریشانی اور بے چینی لاحق ہونا ...... استغاث به: کسی کی مدد مانگنا، کسی کو مدد کے لئے پکارنا۔

باقی حدیث: اور اسی سند سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا ذا الجلال والإکرام سے چمٹے رہو یعنی اس کا وِرد رکھو، اس کے ذریعہ دعا کرو۔

لغت: لَظَّ به وألَظَّ به: چمٹے رہنا، لگے رہنا، ألَظَّ بالمكان: کسی جگہ مستقل قیام کرنا، ألَظَّ بفلان: کسی کے ساتھ لگے رہنا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، رقاشی: یزید بن ابان، ابوعمرو بصری واعظ ضعیف راوی ہے، اور یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے بھی مروی ہے، مگر وہ سند بھی صحیح نہیں، پھر اگلے نمبر پر وہ دوسری سند ذکر کی ہے، حماد بن سلمہ: حمید طویل سے، اور وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یاذا الجلال والإکرام سے چمٹے رہو، یہ سند بھی ضعیف ہے، بلکہ محفوظ نہیں، صحیح سند یہ ہے: حماد بن سلمہ: حمید طویل سے، وہ حضرت حسن بصریؒ سے، اور وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں (پس یہ حدیث مرسل ہے) اور پہلی سند موصل (بروزن محمد) کی غلطی ہے، حمید کا کوئی شاگرد اس طرح سند بیان نہیں کرتا۔

حدیث (۲): (نمبر ۳۵۵۰) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

۱- نبی ﷺ نے ایک شخص کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا: اللّٰهم إني أسألك تمام النعمة: اے اللہ! میں آپ سے پوری نعمت کی درخواست کرتا ہوں، نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: (جانتے ہو) "پوری نعمت کیا ہے؟" انھوں نے جواب دیا: یہ ایک دعا ہے، جو میں نے مانگی ہے: اور میں اس دعا سے خیر کی امید رکھتا ہوں یعنی میں اجمالاً اس دعا کا مفہوم

سمجھتا ہوں، تفصیلاً نہیں جانتا کہ "پوری نعمت" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "پوری نعمت میں سے جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے بچ جانا ہے" یعنی یہ جامع اور ہمہ گیر دعا ہے، اس کا دائرہ بہت وسیع ہے، غرض: آپ نے ان کی دعا کی تحسین فرمائی (الفوز: الخلاص والنجاۃ)

۲- اور آپ نے ایک دوسرے شخص کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا یا ذا الجلال والإکرام! اے عظمت و بزرگی والے خدا! پس آپ نے فرمایا: "آپ کی دعا قبول کی گئی، پس آپ مانگیں!" یعنی آپ کا اس طرح دعا کو شروع کرنا بڑا پیارا انداز ہے، یہ دہائی اللہ کو بہت پسند ہے، اب آپ دل کھول کر مانگیں (حدیث کا یہی جزء اس باب میں مقصود ہے)

۳- اور آپ نے ایک تیسرے شخص کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں آپ سے صبر کی درخواست کرتا ہوں، پس آپ نے فرمایا: "تو نے بلا و مصیبت مانگی، پس اللہ سے عافیت مانگ"

تشریح: اگر کوئی بلا آپڑی ہو، اور کسی مصیبت میں پھنس گیا ہو تو صبر کی دعا کرنی چاہئے، مگر بلا وجہ صبر کی دعا کو نبی ﷺ نے پسند نہیں کیا، کیونکہ صبر کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ الٰہی! مجھ پر مصیبت نازل فرما تاکہ میں اس پر صبر کروں، حالانکہ آدمی کو عافیت طلب کرنی چاہئے، عافیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بلا و مصیبت سے بچائیں، اور ہر قسم کے شرور و فتن سے محفوظ رکھیں، صبر کے پردے میں بلا نہیں مانگنی چاہئے۔

حدیث کا حال: پہلی حدیث تو ضعیف تھی، مگر یہ حدیث صحیح ہے، جُرَیری: سعید بن ایاس ہیں، جو ثقہ راوی ہیں، اور ابوالورد: ثمامہ بن حَزْن قشیری ہیں، یہ بھی ثقہ ہیں، اور مخضرم تابعی ہیں، اور لجلاج عامری صحابی ہیں، جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

[۹۹-] بابٌ

[۳۵۴۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حَاتِمٍ، نَا أَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ، عَنِ الرُّحَيْلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ: أَخِيْ زُهَيْرِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ، قَالَ: "يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ"

وَبِإِسْنَادِهِ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَلِظُّوْا بِيَاذَ الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ"

وَهٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ أَنَسٍ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۵۴۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، نَا مُؤَمَّلٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أَلِظُّوْا بِيَاذَ الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَلَيْسَ بِمَحْفُوْظٍ، وَإِنَّمَا يُرْوَى هٰذَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنِ

الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَهٰذَا أَصَحُّ، وَالْمُؤَمَّلُ غَلَطَ فِيهِ، فَقَالَ: عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، وَلَا يُتَابَعُ فِيهِ.

[۳۵۵۰-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي الْوَرْدِ، عَنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا يَدْعُوْ، يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ، فَقَالَ: " أَيُّ شَيْئٍ تَمَامُ النِّعْمَةِ؟" قَالَ: دَعْوَةٌ دَعَوْتُ بِهَا، أَرْجُوْ بِهَا الْخَيْرَ، قَالَ: "فَإِنَّ مِنْ تَمَامِ النِّعْمَةِ دُخُوْلَ الْجَنَّةِ، وَالْفَوْزَ مِنَ النَّارِ"

وَسَمِعَ رَجُلًا، وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ! فَقَالَ: " قَدِ اسْتُجِيْبَ لَكَ فَسَلْ"

وَسَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلًا، وَهُوَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الصَّبْرَ، قَالَ: "سَأَلْتَ اللّٰهَ الْبَلَاءَ، فَاسْأَلْهُ الْعَافِيَةَ"

حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بابٌ

۴۳- جو باوضوء ذکر کرتا ہوا سوئے، وہ کروٹ بدلتے وقت جو مانگے گا: ملے گا!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑا، درانحالیکہ وہ پاک (باوضوء) ہے، اللہ کا ذکر کر رہا ہے، یہاں تک کہ اس کو اونگھ آنے لگی (پس زبان ذکر سے رُک گئی) تو وہ نہیں کروٹ بدلے گا رات کی کسی گھڑی میں درانحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائی میں سے کوئی چیز مانگ رہا ہو، مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عنایت فرماتے ہیں"

تشریح: جو شخص باوضوء ذکر کرتا ہوا سوتا ہے، وہ نیند میں بھی ذکر ودعا میں مشغول رہتا ہے، اور اس کا قرینہ یہ ہے کہ جب وہ کروٹ بدلتا ہے تو دعا کر رہا ہوتا ہے، یہ بات اسی کو میسر آسکتی ہے جو نیند میں بھی دعا کر رہا ہو، پس یہ حالت خود "جامع الاذکار والادعیہ" ہے، اور غالباً اسی وجہ سے یہ حدیث ان ابواب میں لائی گئی ہے۔

ملحوظہ: ایک روایت میں لم ینفلت کی جگہ لم یتقلّب ہے یعنی نہیں کروٹ بدلتا۔

[۱۰۰-] بابٌ

[۳۵۵۱-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: " مَنْ أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ طَاهِرًا يَذْكُرُ اللّٰهَ، حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ: لَمْ يَنْقَلِبْ سَاعَةً مِنَ اللَّيْلِ، يَسْأَلُ

اللّٰهَ شَيْئًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ: إِلَّا أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا أَيْضًا عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

بابٌ

۴۴- صبح وشام کا ایک جامع ذکر اور دعا

حدیث: ابوراشد حبرانی شامی کہتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ان سے عرض کیا: ہم سے کوئی حدیث بیان کریں ان حدیثوں میں سے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں، پس انھوں نے میری طرف ایک تحریر ڈالی، اور فرمایا: یہ وہ تحریر ہے جو میرے لئے رسول اللہ ﷺ نے لکھی ہے۔ ابوراشد کہتے ہیں: پس میں نے اس تحریر کو دیکھا، پس اچانک اس میں تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وہ دعا سکھلائیں جو میں صبح وشام مانگا کروں، نبی ﷺ نے فرمایا: "اے ابوبکر! کہو: اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے غیب وشہادت کے جاننے والے! آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں! اے ہر چیز کے پروردگار اور اس کے بادشاہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کی برائی سے یعنی اس بات سے کہ میں کوئی برا کام کروں، اور شیطان کی برائی سے یعنی اس سے کہ وہ مجھے کسی برائی میں مبتلا کرے، اور اس کے شرک میں مبتلا کرنے سے، اور اس بات سے کہ میں اپنے نفس کے لئے ضرر رساں کوئی برائی کماؤں، یا میں اس برائی کو کسی مسلمان کی طرف گھسیٹوں یعنی اس کو پہنچاؤں۔

لغات: المَلِك اور المليك: بادشاہ، صاحب سلطنت..... الشِّرْك: مصدر کے معنی ہیں: اللہ کی حاکمیت میں کسی کو شریک ٹھہرانا اور اگر یہ لفظ الشَّرَك: اسم ہے تو اس کے معنی ہیں: شکاری کا جال، پھندا..... اقترف: کمانا، اقترف الذنب: گناہ کا مرتکب ہونا..... جَرَّ (ن) الشیئَ: کھینچنا، گھسیٹنا، سبب بننا اور ضمیر منصوب سوء کی طرف راجع ہے۔

[۱۰۱-] بابٌ

[۳۵۵۲-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي رَاشِدٍ الحُبْرَانِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ العَاصِ، فَقُلْتُ لَهُ: حَدِّثْنَا مِمَّا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَلْقَى إِلَيَّ صَحِيفَةً، فَقَالَ: هٰذَا مَا كَتَبَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: فَنَظَرْتُ فِيهَا، فَإِذَا فِيهَا: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! عَلِّمْنِيْ مَا أَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحْتُ

وَإِذَا أَمْسَيْتُ، قَالَ: "يَا أَبَا بَكْرٍ! قُلْ: اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ، وَشِرْكِهِ، وَأَنْ أَقْتَرِفَ عَلَى نَفْسِيْ سُوْءً ا، أَوْ أَجُرَّهُ إِلَى مُسْلِمٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۴۵-اذکارِ اربعہ کی وجہ سے پکے ہوئے پتوں کی طرح گناہ جھڑ جاتے ہیں

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ ایک ایسے درخت کے پاس سے گذرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے، پس آپؐ نے درخت کو اپنی لاٹھی ماری، پس پتے جھڑنے لگے، پس آپؐ نے فرمایا: الحمد للہ اور سبحان اللہ اور لا إلٰہ إلا اللہ اور اللہ اکبر: یقیناً بندے کے گناہوں کو جھاڑ دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے جھڑ گئے (یہ ثواب مدام یہ اذکار کرنے کا ہے، اور یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں انقطاع ہے، امام اعمش نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نہیں سنی، ہاں ان کو دیکھا ہے، پس وہ تابعی ہیں، مگر منذری کہتے ہیں: یہ حدیث مسند احمد میں اعمش کے علاوہ سے صحیح سند سے مروی ہے)

[۳۵۵۳-] حدثنا محمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مَرَّ بِشَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ، فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ، فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ، فَقَالَ: "إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ: لَتُسَاقِطُ مِنْ ذُنُوْبِ الْعَبْدِ كَمَا تَسَاقَطَ وَرَقُ الشَّجَرَةِ هٰذِهِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَلَا نَعْرِفُهُ لِلْأَعْمَشِ سَمَاعًا مِنْ أَنَسٍ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ رَآهُ وَنَظَرَ إِلَيْهِ.

۴۶-کلمۂ توحید کی بڑی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے کہا: لا إلٰہ إلا اللہ، وحدہ لاشریك لہ، لہ الملك ولہ الحمد، یحیی ویمیت، وھو علی کل شیئ قدیر: جس نے یہ کلمۂ توحید مغرب کے بعد دس مرتبہ کہا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے سیکورٹی (محافظ فرشتے) بھیجتے ہیں، جو صبح تک شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، اور اس کے لئے اس کلمہ کی وجہ سے جنت واجب کرنے والی دس نیکیاں لکھتے ہیں، اور اس سے تباہ کن دس برائیاں مٹاتے ہیں، اور اس کو دس مسلمان غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے (اس حدیث کی سند ٹھیک ہے، مگر راوی عمارہ صحابی نہیں، اس لئے حدیث مرسل ہے)

تشریح: کلمۂ توحید مثبت و منفی دونوں مضامین پر مشتمل ہے، پس اس کلمہ سے دونوں پہلوؤں سے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور صفاتِ سلبیہ کے ذریعہ اللہ کی معرفت گناہوں کی معافی میں زیادہ کارگر ہے، اور صفاتِ ثبوتیہ کے ذریعہ معرفت: نیکیوں اور جزاؤں کو وجود میں لانے میں زیادہ مفید ہے، اور ثبوتی معرفت: سلبی معرفت سے اہم ہے،

غرض کلمۂ توحید کے ثواب میں دونوں باتوں کا لحاظ کیا گیا ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۰۹)

لغات: الأثر اور الإثر: نشان، اثر، في إثره: اس کے پیچھے، اس کے بعد..... المَسْلَحُ وَالْمَسْلَحَۃُ: ہتھیار خانہ، ہتھیار بند، سپاہیوں کی پہرا چوکی، سرحدی حفاظتی پولس، جمع مسالح۔

[۳۵۵٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنِ الْجُلَاحِ: أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحُبُلِّيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ شَبِيْبِ السَّبَائِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ: عَشْرَ مَرَّاتٍ عَلَى أَثَرِ الْمَغْرِبِ: بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ مَسْلَحَةً، يَحْفَظُوْنَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَكَتَبَ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ مُوْجِبَاتٍ، وَمَحَى عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ مُوْبِقَاتٍ، وَكَانَتْ لَهُ بِعَدْلِ عَشْرِ رَقَبَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، وَلَا نَعْرِفُ لِعُمَارَةَ بْنِ شَبِيْبٍ، سَمَاعًا مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

بابُ ماجاءَ فِيْ فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ لِعِبَادِهِ

توبہ واستغفار کی فضیلت اور توبہ کرنے والے بندوں پر اللہ کی مہربانی

توبہ واستغفار کے لغوی اور اصطلاحی معنی:

توبہ کے لغوی معنی ہیں: لوٹنا، رجوع کرنا۔ تابَ العبدُ إلى الله: گناہوں پر پشیمان ہوکر اللہ کی طرف رجوع کرنا۔ تَابَ اللّٰهُ علي عبده: گناہ معاف کر کے اللہ کا بندے کی طرف مہربانی کے ساتھ رجوع کرنا، پس بندے کی صفت تائب اور اللہ کی صفت توّاب ہے۔

اور استغفار کے لغوی معنی ہیں: چھپانا، غَفَرَ الشيبَ بالخضاب: بالوں کی سفیدی کو خضاب سے چھپایا، غَفَرَ المتاعَ في الوعاء: کسی ظرف میں سامان رکھ کر چھپایا، غَفَرَ اللّٰهُ ذَنْبَہ: گناہ کو چھپایا، معاف کیا، فھو غافر، اور برائے مبالغہ: غفور اور غفّار۔

اور اصطلاح میں توبہ کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: گنہ گار کی توبہ ــــ یعنی اگر بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس پر رنج وندامت اور پشیمانی کا ہونا، اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے بچے رہنے کا عزم مصمم کرنا، اور اپنے اس گناہ کی اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگنا، جب یہ تینوں باتیں جمع ہوں تو وہ گنہ گار کی توبہ ہے۔

دوسری صورت: نیک بندوں کی توبہ — عبد ومعبود کا رشتہ ہمیشہ مستحکم رہنا ضروری ہے، ضروری ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ کی طرف لو لگائے رہے، کسی آن اللہ سے اس کی توجہ نہ ہٹے، مگر یہ دنیا: غفلت کی دنیا ہے، یہاں ہر وقت یہ بات ممکن نہیں، بارہا اللہ سے بندے کی توجہ ہٹ جاتی ہے، پس ضروری ہے کہ نیک بندے اللہ کی طرف لوٹیں، اور اپنی بے توجہی کی معافی مانگیں، اللہ کے نیک بندے بایں معنی بار بار اللہ کے سامنے توبہ کرتے ہیں۔

اور توبہ کی طرح استغفار کی بھی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت: جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ کر کے اللہ سے درخواست کرے کہ وہ گناہ معاف کر کے اس کو اپنی رحمت کے سایے میں لے لیں، یہ عام لوگوں کا استغفار ہے۔

دوسری صورت: ہر بندہ ہر وقت اس کا محتاج ہے کہ اللہ کی رحمت اس پر سایہ فگن رہے، کسی لمحہ اللہ کی کنفِ عنایت سے دور نہ ہو، پس اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرنی چاہئے کہ الٰہی! مجھے اپنی رحمت میں چھپالے، اللہ کے نیک بندے بایں معنی بکثرت استغفار کرتے ہیں، اور وہی درحقیقت رحمت خداوندی کے زیادہ حقدار ہیں۔

توبہ و استغفار میں چولی دامن کا ساتھ ہے:

توبہ: استغفار کے لوازم میں سے ہے، اور دونوں میں چولی دامن کا ساتھ ہے، البتہ توبہ کو تقدم ذاتی یا زمانی حاصل ہے، اور استغفار: توبہ کا لازمی ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے، اور وہ اپنی کوتاہی پر نادم ہوتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے ضرور بخشش کی استدعا کرتا ہے، تاکہ وہ اس گناہ کے برے انجام سے بچ جائے —— اسی طرح جب بندہ عذاب کے خوف سے استغفار کرے گا اور گناہ کی معافی مانگے گا تو اس کو اس گناہ پر ضرور رنج وافسوس ہوگا، اور آئندہ وہ اس گناہ کے پاس سے بھی نہیں گذرے گا —— اس طرح توبہ و استغفار لازم ملزوم ہیں۔

مثال سے وضاحت:

کبھی سخت غصہ کی حالت میں آدمی خودکشی کے ارادے سے زہر کھالیتا ہے، پھر جب وہ زہر جسم میں پہنچ کر اپنا عمل شروع کرتا ہے، آنتیں کٹنے لگتی ہیں، اور ناقابل برداشت تکلیف اور بے چینی شروع ہو جاتی ہے، اور موت سامنے کھڑی نظر آتی ہے، تو اس کو اپنی اس احمقانہ حرکت پر سخت رنج وافسوس ہوتا ہے، اس وقت وہ چاہتا ہے کہ کسی بھی طرح اس کی جان بچ جائے، پس وہ آئندہ کبھی بھی یہ نامعقول حرکت نہیں کرے گا —— اسی طرح مومن بندے سے بھی غفلت کی حالت میں یا اغوائے شیطانی سے، یا نفس امارہ کے تقاضے سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے، مگر جب اس کا ایمانی حاسہ بیدار ہوتا ہے، اور وہ اپنے گناہ کے انجام کو سوچتا ہے تو سخت پشیمان ہوتا ہے، اور عزم مصمم کرتا ہے کہ آئندہ کبھی بھی وہ یہ حرکت نہیں کرے گا، اور اپنے رحیم وکریم مولی سے معافی مانگتا ہے پس مہربان مولی اس کو معاف کر دیتے ہیں، اور دوبارہ اس کو اپنی کنفِ عنایت میں لے لیتے ہیں، یہی توبہ و استغفار کی حقیقت ہے (یہ مضمون پہلے تحفہ ۶:۴۷ میں آچکا ہے)

توبہ سے بڑے سے بڑا گناہ معاف ہوجاتا ہے:

اللہ کی رحمت بے حد وسیع ہے، وہ توبہ کرنے پر اور معافی مانگنے پر بڑے سے بڑا گناہ معاف کردیتے ہیں، انھوں نے سورۃ الزمر (آیت ۵۳) میں اعلان کیا ہے: "اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں! تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہوؤ، اللہ تعالیٰ بالیقین تمام گناہوں کو معاف فرمادیں گے، وہی بڑے بخشنے والے بڑی رحمت والے ہیں!" —— اور ان کی صفت قہر وجلال انہی مجرموں کے لئے ہے جو گناہ کرنے کے بعد توبہ نہیں کرتے، اس کی طرف رجوع نہیں ہوتے، اور اس سے معافی اور مغفرت طلب نہیں کرتے۔

۴۷- توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

باب کی حدیثوں میں چار مضمون ہیں: ۱- علم دین حاصل کرنے والوں کی فضیلت۔ ۲- چمڑے کے موزوں پر مسح کی مشروعیت۔ ۳- کسی سے محبت کرنے کا حکم۔ ۴- توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے، اور باب کی دونوں حدیثیں درحقیقت ایک ہیں، پہلی روایت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی ہے، اور دوسری حماد بن زید کی۔ دونوں حضرت عاصم بن ابی النجود (امام القراء) سے روایت کرتے ہیں:

حدیث (۱): زِرّ بن حُبَیش رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں حضرت صفوان بن عسّال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تاکہ میں ان سے چمڑے کے موزوں پر مسح کے بارے میں دریافت کروں، پس انھوں نے پوچھا: اے زر! آپ کیوں آئے ہیں؟ میں نے کہا: علم کی تلاش میں! انھوں نے فرمایا:

پہلا مضمون: فرشتے یقیناً اپنے پر رکھ دیتے ہیں علم دین حاصل کرنے والوں کے لئے، اس علم سے خوش ہوکر جس کو وہ طلب کررہا ہے (یہ مضمون حدیث ۲۶۸۱ ابواب العلم، باب ۱۹ تحفہ ۶: ۳۵۸ میں آچکا ہے)

دوسرا مضمون: میں نے عرض کیا: بڑے اور چھوٹے استنجے کے بعد چمڑے کے موزوں پر مسح نے میرے سینہ میں کھٹک پیدا کی ہے، اور آپ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی ہیں، پس میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ سے دریافت کروں کہ آیا آپ نے نبی ﷺ کو اس سلسلہ میں کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! آپؐ ہمیں حکم دیا کرتے تھے جب ہم مسافر ہوتے تھے کہ ہم تین رات دن اپنے موزے نہ نکالیں، مگر جنابت سے (نکالیں) البتہ بڑے اور چھوٹے استنجے سے اور نیند سے (نہ نکالیں) (یہ مضمون حدیث ۹۹ کتاب الطہارۃ، باب ۷۱ تحفہ ۱: ۳۶۲ میں آچکا ہے)

تیسرا مضمون: زِرّ کہتے ہیں: پس میں نے عرض کیا: آپ نے محبت کرنے کے بارے میں نبی ﷺ سے کوئی بات سنی ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، پس دریں اثناء کہ ہم آپؐ کے پاس تھے، اچانک آپؐ کو ایک بدّو نے پکارا اپنی اونچی آواز سے: اے محمد! پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو اسی کے بقدر بلند آواز سے جواب دیا: "میں یہ ہوں!" پس ہم نے اس سے کہا: اپنی آواز پست کر، کیونکہ تو نبی ﷺ کے پاس ہے، اور تجھے اس طرح اونچی

آواز سے پکارنے سے (سورۃ الحجرات آیت ۲ میں) منع کیا گیا ہے، اس نے کہا: بخدا! میں آواز پست نہیں کرونگا (یہ اکھڑپن ہے!) اس نے پوچھا: ایک شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے، اور وہ ابتک ان کے ساتھ (عمل کے اعتبار سے) ملا نہیں ہے یعنی اس نے ان جیسے اعمال نہیں کئے تو اس کا کیا حکم ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی قیامت کے دن ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہے!'' (اللہ کے لئے محبت کرنے کا بیان تحفہ ۶: ۱۶۴ میں آگیا ہے)

تشریح: اس بدو کو نبی ﷺ اور صحابہ سے محبت تھی، مگر بے چارہ دیر سے اسلام میں داخل ہوا تھا، اس لئے اعمال میں کوتاہ تھا، جس کا اسے افسوس تھا، چنانچہ اس نے مذکورہ سوال کیا ـــــ اور ''ساتھ ہونے'' کا مطلب یہ ہے کہ آخرت میں محب کے محبوبوں کے ساتھ گہرے مراسم ہونگے، ہم درجہ ہونا مراد نہیں ـــــ هَاؤُم: اسم فعل، جمع مذکر حاضر بمعنی امر، سورۃ الحاقہ (آیت ۱۹) میں یہ لفظ آیا ہے، مفرد هَاءَ ہے، اس کے معنی ہیں: لے لو یعنی میں یہ موجود ہوں، کہو کیا کہنا ہے؟ ـــــ اور آپؐ نے بلند آواز سے جواب اس لئے دیا کہ ''جواب ترکی بہ ترکی'' ہوجائے، اور اس بدو کو اللہ تعالیٰ اس کی گستاخی کی کوئی سزا نہ دیں۔

چوتھا مضمون: جو باب میں مقصود ہے: پس حضرت صفوان برابر ہم سے حدیثیں بیان کرتے رہے، یہاں تک کہ انھوں نے جانبِ مغرب میں ایک دروازے کا تذکرہ کیا، جس کی چوڑائی کی مسافت، یا کہا: اس کی چوڑائی میں اونٹ سوار چالیس، یا کہا: ستر سال چلے گا ـــــ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا: ملک شام کی جانب میں (یہ دروازہ ہوگا) ـــــ اس دروازے کو اللہ تعالیٰ نے توبہ کے لئے کھلا ہوا پیدا کیا ہے، جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، وہ نہیں بھیڑا جائے گا تا آنکہ سورج مغرب سے نکلے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ سورۃ الانعام (آیت ۱۵۸) میں جو ارشادِ پاک ہے کہ جس روز آپ کے رب کی بڑی نشانی آپہنچے گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں لایا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہیں کیا، اس آیت میں ''بڑی نشانی'' سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

تشریح: توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے، البتہ جب نزع شروع ہوجاتا ہے تو توبہ کا موقعہ نہیں رہتا، اسی طرح جب قربِ قیامت میں سورج مغرب سے نکل آئے گا تو توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، پس کسی بھی قصوروار کو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، ہر گنہ گار کو چاہئے کہ جلد سے جلد توبہ کرے، کہیں ایسا نہ ہو کہ موت سامنے آکھڑی ہو، پھر کفِ افسوس ملنے کے علاوہ چارہ نہ رہے! اللّٰهم! إنا نتوب إليك، ونستغفرك من الذنوب كلها (آمین)

[۱۰۲-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْ فَضْلِ التَّوْبَةِ وَالاِسْتِغْفَارِ، وَمَا ذُكِرَ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ لِعِبَادِهِ

[۳۵۵۵-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، نا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُوْدِ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ:

أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، أَسْأَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: مَاجَاءَ بِكَ يَازِرُّ؟ فَقُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ:

[۱-] الْمَلاَئِكَةُ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، رِضًا بِمَا يَطْلُبُ.

[۲-] قُلْتُ: إِنَّهُ حَكَّ فِي صَدْرِي الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَكُنْتَ امْرَأً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَجِئْتُ أَسْأَلُكَ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي ذٰلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ: مُسَافِرِيْنَ أَنْ لاَ نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ، إِلاَّ مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَنَوْمٍ.

[۳-] قَالَ: فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوَى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي سَفَرٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ، إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِيٍّ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَجَابَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى نَحْوٍ مِنْ صَوْتِهِ: "هَاؤُمُ" فَقُلْنَا لَهُ: اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ، فَإِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَقَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لاَ أَغْضُضُ، قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: الْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ، وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

[۴-] فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنَا حَتّٰى ذَكَرَ بَابًا مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ، مَسِيْرَةُ عَرْضِهِ، أَوْ: يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِي عَرْضِهِ أَرْبَعِيْنَ أَوْ: سَبْعِيْنَ عَامًا - قَالَ: سُفْيَانُ: قِبَلَ الشَّامِ - خَلَقَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ، مَفْتُوْحًا - يَعْنِي لِلتَّوْبَةِ - لاَيُغْلَقُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْهُ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۵۵۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِيَّ، فَقَالَ لِيْ: مَاجَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، قَالَ:

[۱-] بَلَغَنِيْ أَنَّ الْمَلاَئِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، رِضًا بِمَا يَفْعَلُ.

[۲-] قَالَ: قُلْتُ لَهُ: إِنَّهُ حَاكَ أَوْ: حَكَّ فِيْ نَفْسِيْ شَيْئٌ مِنَ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْهِ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا إِذَا كُنَّا سَفْرًا أَوْ: مُسَافِرِيْنَ، أَمَرَنَا أَنْ لاَ نَخْلَعَ خِفَافَنَا ثَلاَثًا، إِلاَّ مِنْ جَنَابَةٍ، ولٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ، وَنَوْمٍ.

[۳-] قَالَ: فَقُلْتُ: فَهَلْ حَفِظْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْهَوَى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ، فَنَادَاهُ رَجُلٌ كَانَ فِيْ آخِرِ الْقَوْمِ، بِصَوْتٍ جَهْوَرِيٍّ، أَعْرَابِيٌّ جِلْفٌ جَافٌ، فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ! يَامُحَمَّدُ! فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَهْ! إِنَّكَ قَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا، فَأَجَابَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى نَحْوٍ مِنْ صَوْتِهِ: "هَاؤُمُ" فَقَالَ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ،

وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "المَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"

[٤-] قَالَ: زِرٌّ: فَمَا بَرِحَ يُحَدِّثُنِي، حَتَّى حَدَّثَنِي: أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا، عَرْضُهُ مَسِيْرَةُ سَبْعِيْنَ عَامًا: لِلتَّوْبَةِ، لاَ يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ، وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لاَيَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾ الآيَةَ، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

باب

۲۸-توبہ کب تک قبول ہوتی ہے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: إن الله يَقْبَلُ توبة العبد مالم يُغَرْغِرْ: اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتے ہیں جب تک دَم گھٹنے اور آواز نکلنے نہ لگے!

تشریح: موت کے وقت جب روح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو دَم گھٹنے لگتا ہے، اور حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے، اس کو "حالتِ نزع" کہتے ہیں، اس کے بعد زندگی کی کوئی امید نہیں رہتی، اور اس وقت دوسرا عالم منکشف ہوجاتا ہے، اس لئے اس وقت کا ایمان اور توبہ قابل قبول نہیں، کیونکہ ایمان بالغیب (بن دیکھے ایمان لانا) مطلوب ہے، اس لئے جب تک موت آنکھوں کے سامنے نہ آجائے توبہ کا موقعہ ہے، سورۃ النساء (آیت ۱۸) میں ہے: "اور ایسے لوگوں کی توبہ قابل قبول نہیں جو گناہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہوتی ہے یعنی دوسرے عالم کی چیزیں نظر آنے لگتی ہیں تو وہ کہتا ہے: میں اب توبہ کرتا ہوں! اور نہ ان لوگوں کا ایمان قابل قبول ہے جن کو حالتِ کفر میں موت آجاتی ہے"

لغت: غَرْغَرَ الروحُ: گلے میں دم اٹکنا اور آواز نکلنا، غَرْغَرَ القِدْرُ: ہانڈی سے کھولنے کی آواز نکلنا، غَرْغَرَة: منہ میں پانی لے کر گھمانا۔

[۱۰۳-] بابٌ

[۳۵۵۷-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ، نَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ الْحِمْصِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ابنِ عُمَرَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَالَمْ يُغَرْغِرْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ ابنِ عُمَرَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ.

باب

۴۹- توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بے حد خوشی ہوتی ہے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ’’تم میں سے ایک کی توبہ سے اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ خوش ہوتے ہیں: تم میں سے ایک کے (خوش ہونے سے) اپنے گم شدہ جانور کی وجہ سے جب وہ اس کو پاتا ہے‘‘

تشریح: یہ متفق علیہ حدیث ہے، مگر مختصر ہے، اور باب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے وہ مفصل ہے، اور وہ بھی متفق علیہ ہے: ’’حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ’’خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندے کی توبہ سے اُس مسافر سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو (دورانِ سفر) کسی غیر آباد سنسان زمین میں اتر گیا ہو، جو سامانِ حیات سے خالی اور اسبابِ ہلاکت سے پُر ہو، اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو، اُسی پر اُس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام کرنے کے لئے) سر رکھ کر لیٹ جائے، پھر اسے نیند آجائے، پھر جب اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی غائب ہے، پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں پھرے، یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت سے جاں بلب ہو جائے، اور سوچنے لگے کہ اب میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں اسی جگہ جا کر پڑ جاؤں، یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔

پھر وہ بازو پر سر رکھ کر مرنے کے ارادے سے لیٹ گیا، مگر جب اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اس کی اونٹنی پورے ساز و سامان کے ساتھ اس کے پاس موجود ہے، اس وقت وہ مسافر جتنا خوش اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا: خدا کی قسم! مؤمن بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں!

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اس کی زبان بہک گئی، اور اس نے کہا: اللّٰهم! أنت عبدي، وأنا ربك: اے اللہ! آپ میرے بندے ہیں، اور میں آپ کا خدا! (حالانکہ وہ کہنا یہ چاہتا تھا: اللّٰهم! أنت ربي، وأنا عبدك: الٰہی! آپ میرے رب ہیں، اور میں آپ کا بندہ!) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أخطأ من شدة الفَرَح: فرطِ مسرت سے اس کی زبان بہک گئی۔

تشریح: اس حدیث میں گنہ گار بندوں کے لئے پُر تاثیر پیغام ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شفیق ماں سے بھی زیادہ مہربان ہیں، اگر کوئی بندہ بغاوت کر کے راہِ فرار اختیار کر چکا ہے تو وہ مایوس نہ ہو، وہ اپنی بے راہ روی پر نادم ہو کر بارگاہِ کریم کی طرف لوٹ آئے، اور سچے دل سے توبہ کرے، ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور گلے لگائیں گے، اور اس کے سارے گناہ دھو دیں گے، إنه هو الغفور الرحيم! إنه هو التواب الكريم!

[۱۰۴-] بابٌ

[۳۵۵۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا المُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ، إِذَا وَجَدَهَا" وفي الباب: عَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، وَأَنَسٍ، وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۵۰-توبہ کرو: شانِ غفاریت بخشنے کے لئے آمادہ ہے

حدیث: حضرت ابوصرمۃ مازنی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، تو آپؓ نے فرمایا: میں نے آپ لوگوں سے ایک حدیث چھپا رکھی ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر یہ بات ہو کہ تم گناہ نہ کرو، تو اللہ تعالیٰ ضرور پیدا کریں ایسے لوگ جو گناہ کریں، پس اللہ تعالیٰ ان کو بخشیں!

تشریح: مسلم شریف (حدیث ۲۷۴۹ کتاب التوبۃ، باب۲) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں: والذی نفسی بیدہ! لو لم تُذْنِبُوْا: لَذَهَبَ اللّٰهُ بکم، ولَجَاءَ بقومٍ يُذْنِبُوْنَ، فَيَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ، فَيَغْفِرُ لهم: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو ختم کردیں، اور ضرور ایسی قوم پیدا کریں جو گناہ کریں، پس وہ اللہ سے گناہوں کی بخشش چاہیں، پس اللہ تعالیٰ ان کو بخشیں!

اس حدیث کا ماسیق لاجلہ الکلام (مقصد) وہ ہے جو عنوان میں لکھا گیا ہے کہ توبہ کرو: اللہ کی شانِ غفاریت ہمہ وقت بخشنے کے لئے آمادہ ہے۔ بس بندوں کی توبہ کی دیر ہے، پس اس حدیث کا مفہوم بھی وہی ہے جو گذشتہ باب کی حدیث کا ہے کہ توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے!

مگر چونکہ حضرت ابوایوبؓ کی روایت میں استغفار و توبہ کا ذکر نہیں، اس لئے غلط فہمی کا اندیشہ تھا، بے باک لوگوں کو روایت سے گناہوں کا حوصلہ مل سکتا تھا، ان کو غلط فہمی ہوسکتی تھی کہ غفاریت کے ظہور کے لئے گناہوں کی ضرورت ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا ہے، سورۃ الذاریات کی (آیت ۵۶) ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾: اور میں نے جنات اور انسانوں کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، گناہ اور نافرمانی کے لئے ان کو پیدا نہیں کیا، مگر ابوایوبؓ کی حدیث سے ایسی غلط فہمی ہوسکتی تھی، اس لئے آپؓ نے زندگی بھر اس حدیث کو چھپائے رکھا، اور آخر حیات میں کتمانِ علم کی وعید سے بچنے کے لئے ظاہر کیا۔

فائدہ(۱): یہاں ایک دقیق مضمون ہے کہ غفاریت کے لئے گناہوں کی ضرورت نہیں، البتہ گناہوں کے لئے صفتِ غفاریت ضروری ہے، اگر اللہ تعالیٰ غفار نہ ہوتے تو گنہ گاروں کا کیا بنتا؟ دو مثالوں سے یہ مضمون سمجھیں:

پہلی مثال: علم: معلوم سے منتزع ہوتا ہے، اور اس کے تابع ہوتا ہے، معلوم: علم کے تابع نہیں ہوتا، پس جیسا معلوم ہوگا ویسا علم ہوگا، اگر علم: معلوم کے موافق ہے تو وہ علم صحیح ہے، اور معلوم کے خلاف ہے تو وہ علم غیر واقعی ہے، مگر معلوم: علم کے تابع نہیں ہوتا کہ جس نے جیسا جان لیا: معلوم ایسا ہی ہوجائے: یہ ضروری نہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ ازل سے کائنات کے ذرے ذرے کو جانتے ہیں، اور یہ علم: معلومات سے منتزع ہے، مگر چونکہ اللہ کا علم حضوری ہے، حصولی نہیں، اس لئے وہ معلومات کے وجود کے محتاج نہیں، مگر ہے وہ علم: معلومات سے منتزع، پس اس کا معلومات کے مطابق ہونا ضروری ہے، مگر معلومات کا علم خداوندی کے مطابق ہونا ضروری نہیں، کیونکہ معلومات: علم کے تابع نہیں ہوتے۔

دوسری مثال: صفتِ خلق کے لئے مخلوقات کا ہونا ضروری نہیں، مخلوقات کے وجود کے بغیر بھی خالق: خالق ہیں، مگر مخلوقات کو صفتِ خلق کی حاجت ہے، اللہ کی صفتِ خالقیت ہی سے مخلوقات وجود پذیر ہوتی ہیں۔

اور حسی مثالیں یہ ہیں: خطابت کی مہارت کے لئے خطاب کا پایا جانا ضروری نہیں، اور کتابت کی مہارت کے لئے نوشتہ کا وجود ضروری نہیں۔ مگر خطاب کے وجود کے لئے خطابت کی مہارت ضروری ہے، اور خطاطی کا نمونہ خطاطی کی مہارت ہی سے وجود میں آتا ہے۔

اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ شانِ غفاریت کے لئے گناہوں کی ضرورت نہیں، البتہ بندوں کے گناہ صفتِ غفاریت کے محتاج ہیں، ورنہ عاصیوں کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ میں یہ صفت کامل موجود ہے، پس توبہ کی ضرورت ہے، شانِ غفاریت ہر وقت بخشنے کے لئے آمادہ ہے۔

فائدہ(۲): اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جو مضمون عوام میں غلط فہمی پیدا کرے، اس کو عام طور پر بیان نہیں کرنا چاہئے، خواص ہی سے بیان کرنا چاہئے، تاکہ وہ اس کو اچھی طرح سمجھیں۔

[۱۰۵-] بابٌ

[۳۵۵۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ مُحمدِ بْنِ قَيْسٍ: قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْ صِرْمَةَ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ، أَنَّهُ قَالَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ: قَدْ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " لَوْلَا أَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنْ مُحمدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ، عَنِ النبيِّ صلى

اللہ علیه وسلم نَحْوَهُ. حدثنا بذٰلك قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ، عَنْ عُمَرَ: مَوْلَى غُفْرَةَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنِ النبيِّ صلى اللہ علیه وسلم نَحْوَهُ.

بابٌ

۵۱-بڑے سے بڑا گناہ معاف کرنا اللہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

۱-اے انسان! جب تک تو مجھے پکارے اور مجھ سے امید رکھے: میں تجھے بخش دونگا، جن گناہوں میں بھی تو ہو، اور مجھے کچھ پرواہ نہیں!

۲-اے انسان! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے معافی کا طلب گار ہو، تو میں تجھے بخش دونگا، اور مجھے کچھ پرواہ نہیں!

۳-اے انسان! اگر تو میرے پاس آئے زمین بھر کر خطاؤں کے ساتھ، پھر تو مجھ سے ملاقات کرے اس حال میں کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، تو میں ضرور تیرے پاس آؤنگا زمین بھر کر مغفرت کے ساتھ۔

لغات اور ترکیب: ما دعوتني: میں ما مصدریہ ظرفیہ ہے، ای ما دُمْتَ تدعوني وترجوني ...... علی ما کان فیك: میں ما کا بیان محذوف ہے: ای من المعاصي ...... القُرَابة: قریب قریب، لگ بھگ...... خطایا: تمیز ہے...... لاتُشرك: جملہ حالیہ ہے...... مغفرۃً: مفعول ثانی ہے۔

[۱۰۶-] بابٌ

[۳۵۶۰-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَبُو عَاصِمٍ، نَا كَثِيرُ بْنُ فَائِدٍ، نَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيَّ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللهِ صلى اللہ علیه وسلم يَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:

[۱-] يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ: غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ، وَلَا أُبَالِيْ!

[۲-] يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَاءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَا أُبَالِيْ!

[۳-] يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ لَوْ أَتَيْتَنِيْ بِقُرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا، ثُمَّ لَقِيْتَنِيْ لَاتُشْرِكُ بِيْ شَيْئًا: لَأَتَيْتُكَ بِقُرَابِهَا مَغْفِرَةً! هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

باب

۵۲-اللہ کی رحمت بے پایاں ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کیں، پس ایک رحمت اپنی مخلوق کے درمیان بانٹی، جس کے ذریعے مخلوقات ایک دوسرے پر مہربانی کرتی ہیں، اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنی سو رحمتوں میں سے ایک رحمت دنیا میں اتاری ہے، جس کے ذریعے انسان، جنات، چوپایے، درندے اور کیڑے ایک دوسرے پر مہربانی کرتے ہیں، باقی ننانوے رحمتیں آخرت میں مؤمنین کے لئے ریزرو (مخصوص) ہیں، اور ننانوے تحدید کے لئے نہیں ہے، بلکہ تفاوت کا بیان ہے، آخرت میں جو رحمت مؤمنین کے حصہ میں آئے گی، وہ ننانوے فیصد ہے، اور دنیا میں جو رحمت تمام مخلوقات کو عطا ہوئی ہے: وہ ایک فیصد ہے، ببیں تفاوت از کجا است تا بہ کجا؟ ورنہ حقیقت میں اللہ کی رحمت بے پایاں ہے! قال الطیبي: لانهاية لها، فلم يُرد بما ذكره تحديداً، بل تصويراً للتفاوت بين قسط أهل الإيمان منها في الآخرة، وقسط كافة المربوبين في الدنيا۔

[۱۰۷-] بابٌ

[۳۵۶۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " خَلَقَ اللّٰهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَوَضَعَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ، يَتَرَاحَمُوْنَ بِهَا، وَعِنْدَ اللّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَحْمَةً"

وفي الباب: عَنْ سَلْمَانَ، وَجُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

باب

۵۳-رحمت کی طرح عقوبت بھی بے پایاں ہے!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر مؤمن جان لے اس سزا کو جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی بھی جنت کی آرزو نہ کرے! اور اگر کافر جان لے اس رحمت کو جو اللہ کے پاس ہے تو کوئی بھی جنت سے مایوس نہ ہو!''

تشریح: اللہ کی صفات غیر متناہی ہیں، صفاتِ جمال بھی اور صفاتِ جلال بھی، سورۃ الحجر (آیات ۴۹و۵۰) ہیں: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾: آپ میرے بندوں کو آگاہ کردیں کہ میں ہی بہت درگذر کرنے والا، بے حد مہربانی کرنے والا ہوں، اور یہ بھی کہ میرا ہی عذاب نہایت دردناک عذاب ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدائے آمرزگار کی رحمت بھی بے کراں اور مغفرت بھی بے پایاں ہے، جو اس پر نظر کرے گا اسے ہر طرف امید ہی امید نظر آئے گی، اگرچہ وہ کافر ہو، اسی طرح اللہ کا عذاب نہایت دردناک عذاب ہے، دنیا کی کوئی تکلیف اللہ کے عذاب کے لاکھویں حصہ کے برابر بھی نہیں، پس جو اس پر نظر کرے گا وہ اپنی لغزشوں اور خطاؤں سے تھرا جائے گا، اگرچہ وہ مؤمن ہو۔

[۱۰۸-] بابٌ

[۳۵۶۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ: مَا طَمِعَ فِي الْجَنَّةِ أَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ: مَا قَنَطَ مِنَ الْجَنَّةِ أَحَدٌ"

هٰذا حديثٌ حسنٌ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

بابٌ

۵۴- رحمتِ الٰہی: غضبِ خداوندی پر غالب ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ نے کائنات پیدا کی تو اپنے ہاتھ سے اپنی ذات پر لکھ دیا کہ "میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی!"

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ہر صفت بے پایاں ہے، مگر مخلوقات کے ساتھ معاملہ کرنے میں تفاضل (کمی بیشی) ہے، رحمت کا برتاؤ بکثرت ہوتا ہے، اور غضب کی پکڑ کبھی کبھی، کیونکہ مخلوقات اسی قسم کا معاملہ کرنے سے پنپ سکتی ہیں، سورۃ الاعراف (آیت ۱۵۶) میں ہے: ﴿قَالَ: عَذَابِيْ أُصِيْبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ، وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْئٍ﴾: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں، اور میری رحمت تمام چیزوں کو محیط ہے! اور سورۃ الفاطر کی آخری آیت ہے: ﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا﴾ الآية: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی ان کے برے اعمال کے سبب دارو گیر فرمانے لگیں تو روئے زمین پر کوئی متنفس نہ چھوڑیں، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتے ہیں، پھر جب ان کا مقررہ وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لیں گے ——— اور اللہ تعالیٰ کے ذمے دوسرا تو کوئی بات لازم نہیں کرسکتا، کیونکہ ان سے بڑا کوئی نہیں، مگر وہ خود اپنے ذمے کوئی چیز لازم کریں: اس میں کوئی محذور شرعی نہیں، سورۃ الانعام (آیت ۵۴) میں ہے: ﴿كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ﴾: تمہارے پروردگار نے اپنے ذمے مہربانی فرمانا لازم کرلیا ہے، جو بھی شخص جہالت سے کوئی برا کام کر بیٹھے، پھر توبہ کرے اور خود کو سنوار لے تو

اللہ تعالیٰ بڑے مغفرت کرنے والے، بڑی رحمت والے ہیں!

[۱۰۹-] بابٌ

[۳۵۶۳-] حدثنا قُتَيبةُ، نا اللَّيثُ، عَنِ ابنِ عَجلانَ، عَن أبِيهِ، عَن أبي هُرَيْرَةَ، عَن رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قالَ: "إنَّ اللّٰهَ حِينَ خَلَقَ الخَلقَ، كَتَبَ بِيَدِهِ عَلَى نَفْسِهِ: "إنَّ رَحْمَتِي تَغلِبُ غَضَبِي"

هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۵۵- جب سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو کھل جاتا ہے

حدیث: حضرت انس بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے، درانحالیکہ ایک شخص نماز سے فارغ ہوکر دعا مانگ رہا تھا، اور وہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا: اللّٰهم! لا إله إلا أنت! أنت المنان، بديعَ السماوات والأرض، ذاالجلال والإكرام: اے اللہ! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں! آپ ہی احسانِ عظیم فرمانے والے ہیں! اے آسمانوں اور زمین کو انوکھے انداز پر پیدا کرنے والے! اے عظمت و بزرگی اور اکرام و احسان والے! پس نبی ﷺ نے فرمایا: "جانتے ہو اس نے اللہ کی کن صفت کے ذریعہ دعا کی؟ اس نے اللہ تعالیٰ سے ان کے اس "بڑے نام" کے ذریعہ دعا کی ہے کہ جب اس کے ذریعے دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول فرماتے ہیں، اور جب اس کے ذریعے مانگا جاتا ہے تو وہ عنایت فرماتے ہیں"

تشریح: اسمِ اعظم (بڑے نام) کی وضاحت جامع الدعوات کے پہلے باب میں گذر چکی ہے، اور یہ حدیث اس سند سے نہایت ضعیف ہے: سعید بن زربی خزاعی بصری منکر الحدیث (نہایت ضعیف راوی) ہے، مگر یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دوسری صحیح سند سے بھی مروی ہے —— اور اُن صحابی نے جن صفات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پکارا ہے: ان میں المنان (احسانِ عظیم فرمانے والے) اور ذا الجلال والإكرام (کرم واحسان فرمانے والے) بھی ہیں، یہی صفات رحمت کی دُہائی ہے، ومَن اندقَّ بابَ كريمٍ انفتح: جب کوئی سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے!

[۳۵۶٤-] حدثنا مُحمدُ بْنُ أبِي ثَلْجٍ – رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ، أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: صَاحِبُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ – ثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحمدٍ، نا سَعِيْدُ بْنُ زَرْبِيٍّ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، وَثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم المَسْجِدَ، وَرَجُلٌ قَدْ صَلَّى، وَهُوَ يَدْعُو، وَهُوَ يَقُوْلُ فِي دُعَائِهِ: "اللّٰهُمَّ لا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ، أَنْتَ المَنَّانُ، بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ، ذَا الجَلَالِ وَالإِكْرَامِ" فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَتَدْرُوْنَ بِمَا دَعَا اللّٰهَ؟ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الأَعْظَمِ الَّذِيْ إِذَا دُعِيَ بِهِ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهِ أَعْطَى"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَنَسٍ.

باب

۵۶-درودوسلام کی اہمیت

درودوسلام بھی اعلی درجہ کی ایک دعا ہے، جو نبی ﷺ کے لئے کی جاتی ہے۔ درود: فارسی کلمہ ہے، اس کے لئے عربی لفظ "صلوۃ" ہے، جس کے معنی ہیں: غایتِ انعطاف یعنی آخری درجہ کا میلان، میلان: محسوس بھی ہوتا ہے اور معقول بھی، جیسے علو (بلندی) اور فوقیت: محسوس بھی ہوتی ہے اور معقول بھی، عرش پر اللہ کی فوقیت معنوی ہے، اور چھت پر زید کی فوقیت محسوس۔ اسی طرح نماز میں بندے کا اللہ کی طرف میلان محسوس ہے، رکوع وسجود اس کے پیکر ہائے محسوس ہیں، اور درود شریف میں میلان معنوی ہے — پھر اس میلانِ معنوی کی مختلف صورتیں ہیں: اللہ تعالیٰ کا بندوں کی طرف میلان: انعام واکرام اور الطاف واحسان ہے، ملائکہ کا میلان: دعائے استغفار ہے، اور مؤمنین کا نبی ﷺ کی طرف میلان: دعائے خاص ہے۔

اور نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم سورۃ الاحزاب (آیت ۵۶) میں بڑے مؤثر انداز میں آیا ہے، ارشادِ پاک ہے: "بیشک اللہ تعالیٰ اور ان کے فرشتے اِس نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجو" اور احادیث میں بھی درود بھیجنے کے بڑے فضائل آئے ہیں، اور درود نہ بھیجنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں دو حدیثیں ذکر کی جاتی ہیں:

حدیث (۱): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱- ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آیا، پس اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔

۲- ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس پر رمضان کا مہینہ آیا، پھر وہ گذر گیا اس سے پہلے کہ اس کی مغفرت کا فیصلہ ہو یعنی اس نے رمضان کا مہینہ غفلت اور خدا فراموشی میں گذار دیا، اور توبہ واستغفار کر کے اپنی مغفرت کا فیصلہ نہیں کرالیا۔

۳- ذلیل وخوار ہو وہ آدمی جس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک اس کے سامنے بڑھاپے کو پہنچا، پس ان دونوں نے یا ایک نے اس کو جنت میں داخل نہیں کرایا، یعنی ان کی خدمت کر کے اس نے جنت کا استحقاق پیدا نہیں کیا۔

حدیث (۲): حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بخیل: وہ آدمی ہے جس کے سامنے میرا ذکر آیا، پس اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا!"

درودوسلام میں درود بھیجنے والے کا فائدہ:

درودوسلام اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک دعا ہے، مگر جس طرح دوسرے کے لئے دعا کرنے کا مقصد اس کو نفع پہنچانا ہوتا ہے: صلوٰۃ وسلام کا یہ مقصد نہیں، ہماری دعاؤں کی اللہ کے حبیب ﷺ کو قطعاً حاجت نہیں، بلکہ جس

طرح عبادت بندوں پر اللہ کا ایک حق ہے، مگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کو نفع پہنچانا نہیں، بلکہ اپنی عبودیت کا اظہار مقصود ہوتا ہے، اور اس کا نفع عابد کی طرف لوٹتا ہے، اسی طرح درود شریف بھی آقا سے عقیدت ومحبت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے، اور اس کا نفع بھی درود بھیجنے والے کی طرف لوٹتا ہے، حدیث میں ہے: ''جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے: اللہ تعالیٰ اس پر دس خاص رحمتیں نازل فرماتے ہیں'' (رواہ مسلم)

درود وسلام کی حکمتیں:

نبی ﷺ پر درود بھیجنے میں متعدد حکمتیں ہیں:

پہلی حکمت: —— عقیدۂ توحید کی حفاظت —— درود شریف دین کو تحریف سے بچاتا ہے، اس سے شرک کی جڑ کٹتی ہے، درود بھیجنے سے یہ بات ذہن نشین ہوتی ہے کہ سید کائنات ﷺ بھی اللہ کی رحمت وعنایت اور نظر وکرم کے محتاج ہیں، اور محتاج ہستی: بے نیاز ذات کی شریک وسہیم نہیں ہوسکتی۔

دوسری حکمت: —— دعاؤں میں قبولیت کی صلاحیت پیدا کرنا —— حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''دعا آسمان وزمین کے درمیان رکی رہتی ہے، اس میں سے کچھ بھی اوپر نہیں جاتا، یہاں تک کہ آپ نبی ﷺ پر درود بھیجیں'' (یہ روایت پہلے (حدیث ۴۹۷) آچکی ہے، تحفہ ۲: ۳۲۸)

تیسری حکمت: —— نبی ﷺ سے قرب منزلت پیدا کرنا —— حدیث شریف میں ہے: ''قیامت کے دن مجھ سے قریب وہ امتی ہوگا جو مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہوگا'' (یہ حدیث پہلے (حدیث ۴۹۵ تحفہ ۲: ۳۲۷) میں آچکی ہے)

علاوہ ازیں دو حکمتیں اور بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ نے بیان کی ہیں (دیکھیں رحمۃ اللہ ۲: ۳۲۳)

درود وسلام کا شرعی حکم:

سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیت کی وجہ سے تمام فقہاء متفق ہیں کہ زندگی میں ایک بار نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجنا فرض ہے —— پھر امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب، اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ نماز میں قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، اور امام اعظم اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک سنت ہے، اس کو چھوڑ دینے سے بھی نماز ہوجائے گی —— اور جب بھی نبی ﷺ کا تذکرہ کیا جائے یا ذکر آئے تو ہر دفعہ درود بھیجنا واجب نہیں، مستحب ہے، جمہور فقہاء کا یہی مسلک ہے —— اور ایک مجلس میں بار بار ذکر آئے تو ایک بار درود شریف پڑھنا کافی ہے۔ اور ہر بار درود بھیجنا اولیٰ ہے۔

[۱۱۰-] بابٌ

[۳۵۶۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا رِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ،

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم:

[۱-] رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ.

[۲-] وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ، ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ أَنْ يُغْفَرَ لَهُ.

[۳-] وَرَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ أَدْرَكَ عِنْدَهُ أَبَوَاهُ الْكِبَرَ، فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ" قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَأَظُنُّهُ قَالَ: "أَوْ أَحَدُهُمَا"

وفي الباب: عَنْ جَابِرٍ، وَأَنَسٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرِبْعِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: هُوَ أَخُوْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، وَهُوَ ثِقَةٌ، وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ.

وَيُرْوَى عَنْ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالَ: إِذَاصَلَّى الرَّجُلُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم مَرَّةً فِي الْمَجْلِسِ، أَجْزَأَ عَنْهُ مَاكَانَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ.

[۳۵۶۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: "الْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

بابٌ

۵۷-دل کی خنکی اور گناہوں کی صفائی کی دعا

حدیث: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللّٰهم بَرِّدْ قلبي بالثَّلْجِ والبَرَدِ والماء البارد: اے اللہ! میرے دل کو ٹھنڈا کردے برف سے، اولوں سے، اور ٹھنڈے پانی سے، اللّٰهم نَقِّ قلبي مِن الخطايا كما نَقَّيْتَ الثوبَ الأبيَضَ مِنَ الدَّنَسِ: اے اللہ! میرے دل کو لغزشوں سے صاف کردے جس طرح آپ میل سے سفید کپڑے کو صاف کردیتے ہیں۔

تشریح: دل پر سارے جسم کا مدار ہے، حدیث میں ہے: اگر یہ بوٹی سنور جائے تو سارا جسم سنور جاتا ہے، اور یہ بوٹی بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے، پس قلب کی حفاظت سب سے اہم ہے، اس کی خنکی ہر پریشانی کا علاج ہے، اور اس کی خطاؤں سے صفائی سارے جسم کی حفاظت ہے، پس یہ ایک جامع دعا ہے، طلبہ اس کو یاد کرلیں، اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

[۱۱۱-] بابٌ

[۳۵۶۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، نَا أَبِيْ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ

عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ بَرِّدْ قَلْبِي بِالثَّلْجِ، وَالْبَرَدِ، وَالْمَاءِ الْبَارِدِ، اللّٰهُمَّ نَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

بابٌ

۵۸- دعا کا دروازہ کھلنے سے رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا، اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے"

تشریح: جو شخص خلوص دل سے پیدا ہونے والی رغبت سے دعا مانگنے کا طریقہ جانتا ہے، اور یہ بھی جانتا ہے کہ دعا کب قبول ہوتی ہے؟ اور حضوری کی کیفیت پیدا کرنے کا بھی مشاق ہوگیا ہے: اس کے لئے دنیا میں بھی رحمت کا دروازہ کھل جاتا ہے، اور ہر مصیبت میں اس کی مدد کی جاتی ہے ـــــ اور موت کے بعد بھی اگر خطائیں اس کا احاطہ کرلیتی ہیں، اور اس پر دنیوی علائق کا پردہ پڑ جاتا ہے تو وہ شخص بے تابانہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، جیسا کہ وہ دنیا میں اس کا عادی تھا، پس اس وقت بھی اس کی دعا قبول کی جاتی ہے، اور رحمت الٰہی اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اور وہ اپنی کوتاہیوں سے ایسا پاک صاف نکل جاتا ہے، جیسا گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۶۷)

۵۹- عافیت طلبی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں مانگی گئی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز زیادہ محبوب اس سے کہ ان سے عافیت مانگی جائے" اور اسرائیل کی روایت کے الفاظ ہیں: "نہیں مانگی گئی اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز زیادہ محبوب عافیت سے!"

تشریح: عافیت کے معنی ہیں: امراض وآفات سے حفاظت، صحت وسلامتی، امن وآسودگی اور خیریت۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پیشگی عافیت کی دعا کرنا اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے، امراض وآفات میں مبتلا ہونے کے بعد تو سبھی دعا کرتے ہیں، اور وہ دعا سودمند بھی ہوتی ہے، مگر اس میں خودغرضی کا شائبہ ہے، جوت بجا تو سرِ نیاز خم کیا یہ کیا کمال ہوا؟ ایڈوانس عافیت کی دعا کی جائے تو اس سے کامل نیازمندی کا اظہار ہوتا ہے (یہی مضمون حدیث کے اگلے ٹکڑے میں ہے)

۶۰- دعا نازل شدہ اور غیر نازل شدہ آفات میں مفید ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دعا نفع پہنچاتی ہے ان بلاؤں میں جو نازل ہوچکی ہیں، اور ان بلاؤں میں جو ابھی نازل نہیں ہوئیں، پس اے اللہ کے بندو! دعا کو لازم پکڑو!"

تشریح: اللہ تعالیٰ کو اگرچہ عافیت کی دعا زیادہ پسند ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ امراض وآفات میں مبتلا ہونے کے بعد دعا بے سود ہے، دعا بہر حال مفید ہے، پس ہر حال میں دعا کرنی چاہئے، بلائیں نازل ہونے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، عبدالرحمن ملیکی کو حدیثیں بالکل یاد نہیں تھیں، اور وہی مدار حدیث ہے، اسرائیل بھی اسی سے روایت کرتے ہیں۔

ترکیب: شیئا کی صفت أحبُّ إلیہ عبارت میں نہیں تھی، کسی راوی نے بڑھائی ہے ...... اور من ان یسال: میں ان مصدریہ ہے، أی من سؤال العافیۃ ...... مما نزل: میں ما کا بیان من البلاء محذوف ہے، اسی طرح مما لم ینزل میں۔

[۱۱۲-] بابٌ

[۳۵۶۸-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:

[۱-] مَنْ فُتِحَ لَهُ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ: فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ.

[۲-] وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا يَعْنِيْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يُسْأَلَ الْعَافِيَةَ.

[۳-] وَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ"

هٰذا حديثٌ غريبٌ، لانَعرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ، وَهُوَ الْمَكِّيُّ الْمُلَيْكِيُّ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ، قَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

وَقَدْ رَوَى إِسْرَائِيْلُ هٰذَا الحديثَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَاسُئِلَ اللّٰهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَافِيَةِ" حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْكُوْفِيُّ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ بِهٰذَا.

۹۱- تہجد لازم پکڑو: اس میں بہت فوائد ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تہجد لازم پکڑو! وہ تم سے پہلے والے نیک لوگوں کا معمول ہے، تہجد کی نماز اللہ سے نزدیک کرنے والی ہے، گناہوں سے روکنے والی ہے، برائیوں کو مٹانے والی ہے، اور جسم کی بیماری کو دفع کرنے والی ہے'' —— یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جس کا راوی محمد قریشی ہے، جو متروک ہے —— اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے، جس کے راوی معاویہ بن صالح ہیں، جو صالح راوی ہیں: علیکم بقیام اللیل! فإنہ

دَأْبُ الصالحين قبلكم، وهو قُرْبَةٌ إلى ربكم، ومَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، ومَنْهَاةٌ لِلإِثْم: تہجد کی نماز لازم پکڑو، وہ تم سے پہلے والے نیک لوگوں کا معمول ہے، اور تمہارے پروردگار سے نزدیک کرنے والی ہے، اور برائیوں کو مٹانے والی ہے، اور گناہوں سے روکنے والی ہے —— اس روایت میں یہ مضمون کہ وہ جسم کی بیماری کو دفع کرنے والی ہے: نہیں ہے۔

سند کا بیان: محمد قریشی: جس نے حدیث کی سند حضرت بلال رضی اللہ عنہ تک پہنچائی ہے: متروک راوی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے باپ کا نام سعید اور نسبت شامی تھی، اور اس کے باپ کی کنیت ابو قیس تھی، اور کبھی اس کو دادا کی طرف نسبت کرکے محمد بن حسان بھی کہتے ہیں، اس کی حدیث چھوڑ دی گئی ہے یعنی یہ متروک راوی ہے (یہ شخص زندیق تھا، منصور نے اسی جرم میں اس کو قتل کیا ہے، اور احمد بن صالح کہتے ہیں: اس نے چار ہزار حدیثیں گھڑی تھیں) اور ربیعہ کے دوسرے شاگرد معاویہ بن صالح حدیث کی سند حضرت ابو امامہؓ تک پہنچاتے ہیں، یہی سند اصح ہے، یعنی یہ حدیث حضرت بلالؓ کی نہیں ہے، بلکہ حضرت ابو امامہؓ کی ہے۔

تشریح: فرائض سے اقرب سنن مؤکدہ ہیں، وہ فرائض کے ساتھ لاحق ہیں، پھر تہجد کا مرتبہ ہے، اور مذکورہ حدیث میں تہجد کے چار فوائد ذکر کیے گئے ہیں: ۱- تہجد گذشتہ امتوں کے صالحین میں معمول بہ تھی، اس کی یہ قدامت اس کی اہمیت کی دلیل ہے۔ ۲- وہ فرائض کی طرح قرب خداوندی کا ذریعہ ہے، نبی ﷺ کو مقام محمود (شفاعت کبریٰ کا مقام) اسی نماز کی برکت سے حاصل ہوا ہے (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹) ۳- تہجد برائیوں کو مٹاتی ہے، کیونکہ نیکیاں: برائیوں کو مٹا دیتی ہیں (سورۂ ہود آیت ۱۱۴) ۴- تہجد گناہوں سے روکتی ہے، کیونکہ رات میں اٹھ کر نماز پڑھنا نفس کو بہت زیادہ روندتا ہے (سورۃ المزمل آیت ۶)

اور یہ حدیث ''جامع الدعوات'' میں غالباً اس لئے ذکر کی گئی ہے کہ تہجد کی نماز فعلی دعا ہے، جیسے حدیث میں ہے کہ جس کو قرآن کی مشغولیت کی وجہ سے اللہ سے مانگنے کا موقعہ نہیں ملتا: اس کو اللہ تعالیٰ مانگنے والوں سے بہتر دیتے ہیں، کیونکہ تلاوت کی مشغولیت خود فعلی دعا ہے، پھر جو تہجد کے لئے اٹھے گا وہ بالفعل دعا بھی مانگے گا، پس یہ نماز ہم خرما ہم ثواب کا مصداق ہے۔

لغات: الدَّأْب: معمول، پختہ عادت ...... قُرْبَة: مصدر: نزدیکی کا ذریعہ ...... مَنْهَاة: مصدر میمی: بمعنی اسم فاعل: روکنے والی ...... تکفیر: مصدر، مَكْفَرَة: مصدر میمی: بمعنی اسم فاعل: مٹانے والی ...... مَطْرَدَة: مصدر میمی: بمعنی اسم فاعل: دفع کرنے والی۔

[۳۵۶۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا أَبُو النَّضْرِ، نَا بَكْرُ بْنُ خُنَيْسٍ، عَنْ مُحمدٍ الْقُرَشِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ ابْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ بِلَالٍ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِينَ قَبْلَكُمْ، وَإِنَّ قِيَامَ اللَّيْلِ قُرْبَةٌ إِلَى اللهِ، وَمَنْهَاةٌ عَنِ الإِثْمِ، وَتَكْفِيرٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّاءِ عَنِ الْجَسَدِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ بِلَالٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَا يَصِحُّ مِنْ قِبَلِ إِسْنَادِهِ.

وَسَمِعْتُ مُحمدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، يَقُوْلُ: مُحمدٌ الْقُرَشِيُّ: هُوَ مُحمدُ بْنُ سَعِيْدٍ الشَّامِيُّ، وَهُوَ ابْنُ أَبِي قَيْسٍ، وَهُوَ مُحمدُ بْنُ حَسَّانٍ، وَقَدْ تُرِكَ حَدِيْثُهُ.

[۳۵۷۰-] وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، حَدَّثَنَا بِذٰلِكَ مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، ثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ! فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ، وَهُوَ قُرْبَةٌ إِلَى رَبِّكُمْ، وَمَكْفَرَةٌ لِلسَّيِّئَاتِ، وَمَنْهَاةٌ لِلْإِثْمِ" وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي إِدْرِيْسَ عَنْ بِلَالٍ.

باب

۶۲- اس امت کی عمریں ساٹھ تا ستر سال ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان ہیں، اور تھوڑے ہی لوگ اس سے آگے بڑھتے ہیں"

حوالہ: یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے پہلے (حدیث ۲۳۳۲ ابواب الزہد، باب ۸ تحفہ ۶: ۱۸۱ میں) آچکی ہے۔

تشریح: اس حدیث میں امت کی عمروں کا اوسط نکالا گیا ہے، کسی کی عمر اس سے کم رہ جائے یا کسی کی اس سے زیادہ ہوجائے: یہ بات ممکن ہے، بچے بھی مرتے ہیں، اور حضرت انسؓ کی عمر ۱۰۳ سال، حضرت اسماء بنت ابی بکر کی عمر ۱۰۰ سال، حضرت حسانؓ کی عمر ۱۲۰ سال، اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر (عام خیال کے مطابق) ۲۵۰ سال ہوئی ہے۔

اور حدیث کا سبق یہ ہے کہ جب آدمی ساٹھ سال پورے کرلے تو اسے آخرت کی فکر میں لگ جانا چاہئے، اور جب عمر ستر سال ہوجائے تو اب ایک لحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہئے، ہر وقت عبادت اور دعا میں مشغول رہنا چاہئے، یہی فرزانگی ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے جامع الدعوات میں یہ حدیث غالباً اسی تنبیہ کے لئے ذکر فرمائی ہے، واللہ اعلم

[۱۱۳-] باب

[۳۵۷۱-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحمدٍ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَعْمَارُ أُمَّتِي مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَى السَّبْعِيْنَ، وَأَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ حسنٌ مِنْ حَدِيْثِ مُحمدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۶۳-ایک جامع دعا جس میں چند مفید باتیں مانگی گئی ہیں

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اے میرے پروردگار! میری مدد فرما، اور میرے خلاف مدد نہ فرما۔ اور میری حمایت فرما، اور میرے خلاف حمایت نہ فرما۔ اور میرے لئے خفیہ تدبیر فرما، اور میرے خلاف خفیہ تدبیر نہ فرما۔ اور مجھے راہِ راست پر چلا، اور میرے لئے سیدھے راستے پر چلنا آسان فرما۔ اور اس شخص کے خلاف میری مدد فرما جو مجھ پر زیادتی کرے۔ اے میرے پروردگار! مجھے اپنا بہت بڑا شکر گذار بندہ بنا، اپنا ذکر شعار بندہ بنا، آپ سے بہت ڈرنے والا بندہ بنا، اپنا خوب فرمانبردار بندہ بنا، آپ کے سامنے نیاز مندی سے جھکنے والا بنا، آپ کے سامنے زاری کرنے والا، رجوع ہونے والا بندہ بنا۔ اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرما۔ اور میرے گناہوں کو دھو ڈال۔ اور میری دعا قبول فرما۔ اور میری دلیل مضبوط فرما۔ اور میری زبان ٹھیک چلا۔ اور میرے دل کو راہِ راست دکھا۔ اور میرے سینہ کی سیاہی (حسد، کینہ، بغض وغیرہ) آہستہ آہستہ نکال دے۔

تشریح: اس دعا میں یہ تعلیم ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کے حکم کے تابع ہے، سب کچھ کرنے والی ذات اللہ کی ہے، ان کے سوا کسی کے بس میں کچھ نہیں، جب بندے کا یہ ذہن بن جائے گا تو وہ ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے گا، اور انہی کی ذات پر بھروسہ کرے گا۔

[۱۱٤-] بابٌ

[۳۵۷۲-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ طُلَيْقِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْ، يَقُوْلُ: " رَبِّ أَعِنِّيْ، وَلاَ تُعِنْ عَلَيَّ، وَانْصُرْنِيْ، وَلاَ تَنْصُرْ عَلَيَّ، وَامْكُرْلِيْ، وَلاَ تَمْكُرْ عَلَيَّ، وَاهْدِنِيْ، وَيَسِّرْ لِيَ الْهُدَى، وَانْصُرْنِيْ عَلَى مَنْ بَغَا عَلَيَّ، رَبِّ اجْعَلْنِيْ لَكَ شَكَّارًا، لَكَ ذَكَّارًا، لَكَ رَهَّابًا، لَكَ مِطْوَاعًا، لَكَ مُخْبِتًا، إِلَيْكَ أَوَّاهًا مُنِيْبًا، رَبِّ! تَقَبَّلْ تَوْبَتِيْ، وَاغْسِلْ حَوْبَتِيْ، وَأَجِبْ دَعْوَتِيْ، وَثَبِّتْ حُجَّتِيْ، وَسَدِّدْ لِسَانِيْ، وَاهْدِ قَلْبِيْ، وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِيْ"

قَالَ: مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ: وثَنَا مُحمدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

باب

۶۴- جس نے ظالم کے لئے بددعا کی اس نے بدلہ لے لیا

حدیث: ابوحمزہ میمون الاعور کی روایت ہے، جو ضعیف راوی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من دعا علی من ظلمه فقد انتصر: جس نے ظالم کے لئے بددعا کی اس نے بدلہ لے لیا، یعنی اب اللہ تعالیٰ اس کے لئے ظالم سے بدلہ نہیں لیں گے۔

تشریح: یہ حدیث صحیح روایات کے خلاف ہے، نبی ﷺ اور صحابۂ کرام نے بہت سے ظالموں کے لئے بددعائیں کی ہیں، بلکہ قنوتِ نازلہ بھی پڑھی ہے، اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ مظلوم کی بددعا سے بچو، کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ مظلوم کی بددعا کے باوجود اللہ تعالیٰ اس کے لئے ظالم سے بدلہ لیتے ہیں۔

[۱۱۵-] بابٌ

[۳۵۷۳-] حدثنا هَنَّادٌ، نَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "مَنْ دَعَا عَلَى مَنْ ظَلَمَهُ فَقَدِ انْتَصَرَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ أَبِي حَمْزَةَ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي أَبِي حَمْزَةَ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ، وَهُوَ مَيْمُوْنُ الْأَعْوَرُ.

حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

باب

۶۵- دس بار کلمۂ توحید کہنے کا ثواب

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے دس مرتبہ کہا: لا إله إلا الله، وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيئ قدير: تو ہوں گے یہ کلمات اس کے لئے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دس گردنوں (غلاموں) کو آزاد کرنے کے برابر"

تشریح: یہ حدیث متفق علیہ ہے (بخاری حدیث ۶۴۰۴ مسلم حدیث ۲۶۹۳) اور بخاری میں اس کی متعدد سندیں ہیں، امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: یہ روایت حضرت ابوایوبؓ سے موقوف بھی مروی ہے ــــــ اور قال: وأخبرني سفيان الثوري: میں قال کا فاعل کون ہے؟ موسیٰ یا زید بن حباب؟ اس کی تعیین میں نہیں کرسکا، اگر زید بن حباب فاعل ہیں تو یہ

انداز کیوں بدلا؟ اس کی وجہ معلوم نہیں، تحفۃ الاشراف (۹۴:۳) میں عن زید بن الحباب، عن سفیان ہے..... اور محمد بن عبدالرحمن کون راوی ہیں؟ ابن ابی لیلیٰ صغیر ہیں یا کوئی اور؟ اس کی تعیین مولانا مبارک پوری بھی نہیں کر سکے ہیں —— اور مغرب بعد کلمۂ توحید دس مرتبہ کہنے کی فضیلت کی روایت ابھی جامع الدعوات میں گذر چکی ہے۔

[۱۱۶-] بابٌ

[۳۵۷۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ، نَا زَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِيْ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ قَالَ عَشْرَ مَرَّاتٍ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ: كَانَتْ لَهُ عِدْلُ أَرْبَعِ رِقَابٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ" وَقَدْ رُوِيَ هٰذا الحديثُ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ مَوْقُوْفًا.

بابٌ

۶۶—مروّجہ تسبیح بدعت نہیں، اس کی اصل ہے

پہلے باب عقد التسبیح بالید میں اس مسئلہ پر گفتگو آچکی ہے۔

حدیث: ام المؤمنین حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، درانحالیکہ میرے سامنے چار ہزار گٹھلیاں تھیں، جن کے ذریعہ میں تسبیح پڑھ رہی تھی، آپؐ نے فرمایا: "تم نے ان گٹھلیوں کے ذریعہ تسبیح پڑھی! یعنی چار ہزار تسبیح پڑھی! پس کیا میں تمہیں نہ سکھلاؤں اُس سے زائد جن کے ذریعہ تم نے تسبیح پڑھی؟" پس میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! مجھے سکھلائیں! پس آپؐ نے فرمایا: "تم کہو: سبحان الله عددَ خلقه: میں آپ کی پاکی بیان کرتی ہوں آپ کی مخلوق کی تعداد کے بقدر!"

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، ہاشم بن سعید کوفی: ضعیف راوی ہے، اور محدثین کے نزدیک یہ سند معروف بھی نہیں، مگر ضعیف حدیث بھی بوقت ضرورت حجت ہے، البتہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آئندہ حدیث: صحیح ہے، مگر اس میں گٹھلیوں وغیرہ پر گننے کا تذکرہ نہیں، ہاں آگے (حدیث ۳۵۸۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث آرہی ہے، وہ حدیث ٹھیک ہے، پس مروجہ تسبیح کی صحیح اصل موجود ہے۔

[۱۱۷-] بابٌ

[۳۵۷۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، نَا هَاشِمٌ: هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ

الْكُوْفِيُّ، ثَنَا كِنَانَةُ: مَوْلَى صَفِيَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ، تَقُوْلُ: دَخَلَ عَلَيَّ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَبَيْنَ يَدَيَّ أَرْبَعَةُ آلَافِ نَوَاةٍ، أُسَبِّحُ بِهَا، قَالَ: " لَقَدْ سَبَّحْتِ بِهٰذِهِ! أَلَا أُعَلِّمُكِ بِأَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتِ بِهِ؟" فَقُلْتُ: بَلَى، عَلِّمْنِي. فَقَالَ: " قُوْلِي: سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ صَفِيَّةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ هَاشِمِ بْنِ سَعِيْدٍ الْكُوْفِيِّ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمَعْرُوْفٍ، وَفِي الْبَابِ: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ.

۶۷- ذکر کی کشادگی بوقتِ جزاء اس کے معنی کے بقدر ہوتی ہے

حدیث: ام المؤمنین حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ان کے پاس سے گذرے، درانحالیکہ وہ اپنی مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) میں تھیں، پھر نبی ﷺ ان کے پاس سے تقریباً دوپہر کے وقت گذرے (وہ اب تک تسبیح پڑھنے میں مشغول تھیں) پس آپؐ نے پوچھا: "میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں، کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں ہو؟ اور اسی طرح پڑھ رہی ہو؟" انھوں نے جواب دیا: جی ہاں! پس آپؐ نے فرمایا: "کیا میں تمہیں چند ایسے کلمات نہ سکھلاؤں جن کو تم کہو؟" (وہ کلمات یہ ہیں:)

سبحان الله عدد خلقه: اللہ کے لئے پاکی ہے ان کی مخلوق کی تعداد کے بقدر (تین بار) سبحان الله رِضی نفسه: اللہ کے لئے پاکی ہے ان کی خوشی کے بقدر (تین بار) سبحان الله زِنَةَ عرشه: اللہ کے لئے پاکی ہے ان کے عرش کے وزن کے بقدر (تین بار) سبحان الله مداد كلماته: اللہ کے لئے پاکی ہے ان کے فرمودات کی تعداد کے بقدر (تین بار) (یہ روایت مسلم شریف کی ہے)

تشریح: مذکورہ ذکر کا بے حد ثواب اس وجہ سے ہے کہ جب کوئی عمل مقبول قرار پاتا ہے تو بوقتِ جزاء اس کی کشادگی اور پہنائی اس کلمہ کے معنی کے بقدر ہوتی ہے، پس جب ذکر میں عدد خلقه جیسے جملے ہیں تو اس کی فراخی اسی کے بقدر ہوگی (رحمۃ اللہ (۳:۱۱۳) میں ایک واقعہ سے اس پر استدلال ہے)

[۳۵۷۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ كُرَيْبًا، يُحَدِّثُ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مَرَّ عَلَيْهَا، وَهِيَ فِي مَسْجِدِهَا، ثُمَّ مَرَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِهَا قَرِيْبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ، فَقَالَ لَهَا: " مَازِلْتِ عَلَى حَالِكِ؟" قَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَ: " أَلَا أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهَا؟ سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ عَدَدَ خَلْقِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ رِضَى نَفْسِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللهِ

زِنَةَ عَرْشِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَمُحمدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: هُوَ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، وَهُوَ شَيْخٌ مَدِيْنِيٌّ ثِقَةٌ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ الْمَسْعُوْدِيُّ وَالثَّوْرِيُّ هٰذَا الحديثَ.

باب

۶۸- اللہ کے در کا بھکاری کبھی محروم نہیں رہتا!

حدیث: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تعالیٰ نہایت شرمیلے، بڑے سخی ہیں، ان کو شرم آتی ہے: جب بندہ ان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے: اس سے کہ وہ ان کو خالی نامراد واپس کردیں" (کیونکہ اس در کا بھکاری کبھی محروم نہیں رہتا، وہ کچھ نہ کچھ دینے کا فیصلہ ضرور کرتے ہیں)

۶۹- تشہد میں ایک انگلی سے اشارہ کرنا چاہئے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص (تشہد میں) اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کررہا تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک انگلی سے اشارہ کر! ایک انگلی سے اشارہ کر!" (امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ آدمی تشہد میں دو انگلیوں سے اشارہ کرے، ایک انگلی سے اشارہ نہ کرے تو ممانعت ہے، اور تشہد کے علاوہ دیگر مواقع میں اگر ضرورت ہو تو دو یا زیادہ انگلیوں سے اشارہ کیا جاسکتا ہے)

[۱۱۸-] بابٌ

[۳۵۷۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا جَعْفَرُ بْنُ مَيْمُوْنٍ: صَاحِبُ الْأَنْمَاطِ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ، يَسْتَحْيِيْ إِذَا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا خَائِبَتَيْنِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

[۳۵۷۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسَى، نَا مُحمدُ بْنُ عَجْلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَدْعُوْ بِأُصْبُعَيْهِ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَحِّدْ أَحِّدْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَمَعْنَى هٰذَا الحديثِ: إِذَا أَشَارَ الرَّجُلُ بِإِصْبَعَيْهِ فِي الدُّعَاءِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ، وَلَا يُشِيْرُ إِلَّا بِإِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ.

أحادیثُ شتّٰی

من أبواب الدعوات

شَتَّتَ الأشیاءَ: بکھیرنا، منتشر کرنا، أشیاءُ شَتّٰی: مختلف اور بے جوڑ چیزیں۔ ابواب الدعوات کی کچھ متفرق حدیثیں رہ گئی ہیں: اب ان کو ذکر کرتے ہیں۔

بابٌ

۱- اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت مانگنا

حدیث: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر کھڑے ہوئے، اور رو پڑے، پھر فرمایا: نبی ﷺ (منبر بننے کے بعد) پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے، اور رو پڑے، پس فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے معافی اور عافیت (بلاؤں سے حفاظت) مانگو، کیونکہ کوئی شخص ایمان ویقین کے بعد عافیت سے بہتر نعمت نہیں دیا گیا"

أحادیثُ شتّٰی من أبوابِ الدَّعَوَاتِ

[۱۱۹-] بابٌ

[۳۵۷۹-] حدثنا محمدُ بنُ بَشَّارٍ، نَا أبُو عامِرٍ العَقَدِیُّ، نَا زُهَیْرٌ: وَهُوَ ابْنُ محمدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ محمدِ بْنِ عَقِیْلٍ، أنَّ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أخبرَهُ، عَنْ أبِیْهِ، قَالَ: قَامَ أبُو بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ عَلَی الْمِنْبَرِ، ثُمَّ بَکٰی، فَقَالَ: قَامَ رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم عَامَ الأوَّلِ عَلَی الْمِنْبَرِ، ثُمَّ بَکٰی، فَقَالَ: "سَلُوْا اللهَ العَفْوَ وَالْعَافِیَةَ، فَإِنَّ أحَدًا لَمْ یُعْطَ بَعْدَ الْیَقِیْنِ خَیْرًا مِنَ الْعَافِیَةِ" هٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أبِیْ بَکْرٍ.

۲- گر صد بار توبہ شکستی باز آ!

حدیث: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے گناہ کی معافی مانگ لی وہ گناہ پر نہیں اڑا، اگرچہ ایک دن میں ستر مرتبہ اس نے وہ گناہ کیا ہو!"

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مولیٰ (آزاد کردہ) ابورجاء: مجہول راوی ہے، اور ابونصیرۃ مسلم بن عبید ثقہ ہیں ـــــ اور یہ حدیث سورۃ آل عمران (آیت ۱۳۵) کی تفسیر ہے، اس آیت میں نیکوکاروں کا حال یہ بیان کیا گیا ہے: ﴿وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلَى مَافَعَلُوْا، وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾: وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے، درانحالیکہ وہ جانتے ہوں ـــــ اور حدیث کا مضمون فرضاً ہی صحیح ہوسکتا ہے بایں طور کہ الیوم میں توسع کیا جائے، اور سبعین کو مبالغہ پر محمول کیا جائے، ورنہ توبہ جن تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ عزم مصمم ہو کہ آئندہ کبھی وہ یہ گناہ نہیں کرے گا، ہاں زندگی میں کبھی عزم مصمم کے باوجود غلطی ہوجائے: یہ بات ممکن ہے مگر جو ایک دن میں بار بار ایک ہی گناہ کرتا ہے: اس میں عزم مصمم کہاں پایا گیا!

[۱۲۰-] بابٌ

[۳۵۸۰-] حدثنا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ، نَا أَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، نَا عُثْمَانُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ أَبِيْ نُصَيْرَةَ، عَنْ مَوْلًى لِأَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا أَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ، وَلَوْ فَعَلَهُ فِي الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً " هٰذا حديثٌ غريبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ نُصَيْرَةَ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

۳- نیا لباس پہننے کی دعا

حدیث: حضرت ابوامامہ کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نیا لباس پہنا، پس کہا: الحمد لله الذي كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ، وَأَتَجَمَّلُ به في حياتي: اس اللہ کے لئے حمد و شکر ہے جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس کے ذریعہ میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں، اور جس کے ذریعہ میں اپنی زندگی میں مزین ہوتا ہوں ـــــ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جو شخص نیا لباس پہنے، پھر مذکورہ ذکر کرے، پھر اس کپڑے کا قصد کرے جس کو اس نے پرانا کردیا ہے، پس وہ اس کو خیرات کردے تو وہ اللہ کے پہلو میں اور اللہ کی حفاظت میں اور اللہ کے پردے میں ہوتا ہے زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی"

تشریح: لباس بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اور کھانے پینے ہی کی طرح انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے، پس اس نعمت کے استحضار کے ساتھ اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے، اور پہنا ہوا پرانا کپڑا صدقہ کردینا چاہئے، اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو زندگی میں اور مرنے کے بعد اپنی حفاظت میں رکھتے ہیں، اور اس کی پردہ داری فرماتے ہیں۔

[۳۵۸۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ – الْمَعْنَى وَاحِدٌ – قَالَا: نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَا الْأَصْبَغُ بْنُ زَيْدٍ، نَا أَبُو الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ، قَالَ: لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَوْبًا جَدِيْدًا، فَقَالَ:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا، فَقَالَ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهِ عَوْرَتِيْ، وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِيْ حَيَاتِيْ" ثُمَّ عَمِدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ أَخْلَقَ، فَتَصَدَّقَ بِهِ: كَانَ فِيْ كَنَفِ اللّٰهِ، وَفِيْ حِفْظِ اللّٰهِ، وَفِيْ سِتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَمَيِّتًا" هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ.

۴-نماز فجر کے بعد سے اشراق تک مسجد میں رکا رہنا روزہ مرہ کا اعتکاف ہے

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا۔ پس انھوں نے بہت غنیمتیں پائیں، اور بہت جلد واپس لوٹ آئے، پس ایک شخص نے ان لوگوں میں سے جو لشکر میں نہیں گیا تھا، کہا: ہم نے نہیں دیکھا کوئی لشکر زیادہ جلدی لوٹنے والا، اور زیادہ بہتر غنیمت پانے والا: اس لشکر سے! پس نبی ﷺ نے فرمایا: "کیا نہ آگاہ کروں میں آپ لوگوں کو ایسے لوگوں پر جو غنیمت کے اعتبار سے بہتر ہیں، اور لوٹنے کے اعتبار سے تیز تر ہیں؟ وہ لوگ جو صبح کی نماز میں حاضر ہوتے ہیں، پھر وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے ہیں، یہاں تک کہ سورج نکل آتا ہے (پھر وہ اشراق پڑھ کر گھر لوٹتے ہیں) تو یہ لوگ لوٹنے کے اعتبار سے تیز تر اور غنیمت کے اعتبار سے بہتر ہیں!"

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، حماد بن ابی حمید: جس کو محمد بن ابی حمید اور ابراہیم انصاری مدنی بھی کہتے ہیں: ضعیف راوی ہے۔ اور یہ روز مرہ کا اعتکاف ہے، جو رسول اللہ ﷺ نے نیکوکاروں کے لئے مشروع کیا ہے، اس میں گھنٹہ بھر خرچ ہوتا ہے، اشراق پڑھ کر آدمی گھر لوٹ جاتا ہے، اور ڈھیر سارا ثواب سمیٹ لیتا ہے، یہ بات حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بیان فرمائی ہے (رحمۃ اللہ ۲: ۴۸۰)

[۳۵۸۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعِ الصَّائِغُ — قِرَاءَةً عَلَيْهِ — عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ كَثِيْرَةً، وَأَسْرَعُوا الرَّجْعَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ لَمْ يَخْرُجْ: مَا رَأَيْنَا بَعْثًا أَسْرَعَ رَجْعَةً، وَلاَ أَفْضَلَ غَنِيْمَةً: مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ! فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلَى قَوْمٍ أَفْضَلَ غَنِيْمَةً، وَأَسْرَعَ رَجْعَةً؟ قَوْمٌ شَهِدُوْا صَلاَةَ الصُّبْحِ، ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ، فَأُولٰئِكَ أَسْرَعُ رَجْعَةً، وَأَفْضَلُ غَنِيْمَةً"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَمَّادُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ: هُوَ مُحمدُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ، وَهُوَ أَبُوْ إِبْرَاهِيْمَ الأَنْصَارِيُّ الْمَدِيْنِيُّ، وَهُوَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ.

۵- دوسرے سے دعا کے لئے کہنا

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عمرہ کے لئے جانے کی اجازت طلب کی (آپؐ نے اجازت دیدی) اور فرمایا: ''بھئی! ہمیں اپنی دعاؤں میں شریک کرنا، بھول نہ جانا!'' ـــــ اور ابوداؤد (حدیث ۱۴۹۸ ابواب الدعاء، کتاب الصلاۃ) میں یہ اضافہ ہے: حضرت عمرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک ایسی بات فرمائی کہ اگر مجھے ساری دنیا مل جاتی تو بھی اتنی خوشی نہ ہوتی (یہ روایت عاصم کی وجہ سے ضعیف ہے، یہ عاصم: حضرت عمرؓ کے صاحبزادے عاصم کے پوتے ہیں، اور ضعیف راوی ہیں، امام شعبہ کہتے ہیں: اس راوی کا حال یہ تھا کہ اگر اس سے پوچھا جائے کہ بصرہ کی مسجد کس نے بنائی؟ تو وہ اس کو بھی فلان عن فلان، عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم: أنه بَنَاهُ کہے گا یعنی بصرہ کی مسجد نبی ﷺ نے بنائی ہے (بذل ۲۲۷:۶) پس امام ترمذی کی تصحیح سے دھوکہ نہ کھائیں ...... اور اُخَيّ: أخ کی تصغیر، برائے تلطف ہے...... اور بھئی: بھائی کا مخفف ہے اور پیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

[۳۵۸۳-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا أَبِيْ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ الْعُمْرَةِ، فَقَالَ: " أَيْ أُخَيَّ! أَشْرِكْنَا فِيْ دُعَائِكَ، وَلاَ تَنْسَنَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۶- قرض اور تنگ حالی سے نجات کی دعا

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک مکاتَب ان کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میں اپنا بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو رہا ہوں، پس آپ میری مدد کریں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا نہ سکھلاؤں میں تجھے چند کلمات جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھلائے ہیں؟ اگر ہوگا تجھ پر صِیر پہاڑ کے مانند قرضہ تو بھی اس کو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادا کردیں گے، فرمایا: کہہ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بحلالك عن حرامك، وَاَغْنِنِيْ بفضلك عَمَّنْ سِوَاكَ: اے اللہ! بے نیاز کردیں آپ مجھے اپنے حلال مال کے ذریعہ اپنے حرام مال سے، اور بے نیاز کردیں آپ مجھے اپنے فضل و کرم کے ذریعہ اپنے علاوہ سے!

تشریح: مکاتَب: وہ غلام ہے جس کو آقا نے کہہ دیا ہو کہ اتنی رقم ادا کردے تو تو آزاد ہے، وہ جب معینہ رقم ادا کردے گا تو آزاد ہو جائے گا، اور اگر عاجز رہ جائے گا تو غلامی میں لوٹ جائے گا ـــــ اور صِیر: قبیلۂ طَی کا ایک بڑا پہاڑ ہے ـــــ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت اعانت کے لئے مال نہیں ہوگا، چنانچہ آپؓ نے اس کو وہ دعا تعلیم فرمائی جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو تعلیم فرمائی تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ضرورت مند کی مال سے کسی وقت مدد نہ کی جاسکے تو اس کو یہ دعا تلقین کرنی چاہئے، یہ بھی ایک طرح کی اعانت ہے ——— اور طالب علمی کا زمانہ ناداری کا زمانہ ہے، پس طلبہ یہ دعا یاد کرلیں، اور اس کو اپنا معمول بنالیں، اللہ تعالیٰ ان کی کفالت کریں گے۔

لغات: اِکْفِ: فعل امر: كفى يكفي كفاية فلانًا الأمرَ: کسی معاملہ میں کسی کا کام خود انجام دینا، اور اس کو بے نیاز کردینا، اس کو مشقت سے بچالینا..... اِغْنِ: فعل امر کے بھی یہی معنی ہیں۔

[۳۵۸٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ مُكَاتَبًا جَاءَهُ، فَقَالَ: إِنِّي قَدْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِي، فَأَعِنِّي، قَالَ: أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلِ صِيرٍ دَيْنًا أَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ، قَالَ: قُلْ: " اللّٰهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَاغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ " هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ فِي دُعَاءِ الْمَرِيْضِ

۷- بیمار کے لئے دعا

پہلی مختصر دعا: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بیمار تھا، پس رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گذرے! درانحالیکہ میں کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو مجھے (موت دے کر) آرام پہنچا، اور اگر ابھی موت میں دیر ہے تو مجھے بلند فرما یعنی بیماری دور فرما! اور اگر یہ بیماری کوئی بلاء (آزمائش) ہے، تو مجھے صبر (ہمت وحوصلہ) عطا فرما! ——— پس رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم نے کس طرح دعا کی؟ راوی کہتے ہیں: پس علیؓ نے آپؐ کے سامنے اس دعا کا اعادہ کیا جو انھوں نے کی تھی، راوی کہتا ہے: پس نبی ﷺ نے ان کو اپنے پیر سے مارا، یعنی مریض سے اتصال قائم کیا، اور فرمایا: اللّٰهم عَافِهِ: اے اللہ! اس کو عافیت بخش! یا فرمایا: اللّٰهمَ اشْفِهِ: اے اللہ! اس کو شفا بخش! ——— امام شعبہ رحمہ اللہ شک کرنے والے ہیں ——— (پس دونوں میں سے کوئی بھی دعا کرسکتے ہیں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر مجھے وہ تکلیف اس کے بعد نہیں ہوئی (رواہ احمد، والحاکم، وابن حبان)

دوسری دعا: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ کسی بیمار کی عیادت کرتے تھے تو کہتے تھے: (اللّٰهم) أَذْهِبِ الْبَأْسَ! رَبَّ الناس! وَاشْفِ، انت الشافي، لاشفاء إلا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَايُغَادِرُ سَقَمًا: (اے اللہ!) تکلیف کو دور فرما! اے لوگوں کے پالنہار! اور شفا بخش! آپ ہی شفا بخشنے والے ہیں! نہیں ہے شفا مگر آپ کی

شفاء! ایسی شفاء جو کسی بھی بیماری کو نہ چھوڑے۔

تشریح: اس حدیث کی سند میں حارث اعور ہیں، جو ذرا کمزور راوی ہیں، مگر صحیحین میں یہ دعا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے، اور شفاءً: اِشْفِ کا مفعول مطلق ہے ـــــ اور دعا دیتے وقت مریض سے اتصال قائم کرنا چاہئے، درد کی جگہ ہاتھ رکھنا چاہئے، اور اگر درد پورے بدن میں ہو تو کسی بھی جگہ ہاتھ یا پیر لگانا چاہئے، پھر دعا پڑھ کر دم کرنا چاہئے، یہ دم کرنا بھی اتصال قائم کرنا ہے، اور یہ دعا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے پہلے (حدیث ۹۶۱) آچکی ہے، اور وہاں (تحفہ ۳: ۳۷۶) دم کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے..... أَذْهِبْ: باب افعال سے فعل امر ہے۔

[۱۲۱-] بَابٌ فِي دُعَاءِ الْمَرِيْضِ

[۳۵۸۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا، فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَنَا أَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ أَجَلِيْ قَدْ حَضَرَ فَأَرِحْنِيْ، وَإِنْ كَانَ مُتَأَخِّرًا فَارْفَعْنِيْ، وَإِنْ كَانَ بَلَاءً فَصَبِّرْنِيْ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَيْفَ قُلْتَ؟" قَالَ: فَأَعَادَ عَلَيْهِ مَاقَالَ، قَالَ: فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ عَافِهِ" أَوْ: "اشْفِهِ" — شُعْبَةُ الشَّاكُّ — قَالَ: فَمَا اشْتَكَيْتُ وَجَعِي بَعْدُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۵۸۶-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا عَادَ مَرِيْضًا، قَالَ: "أَذْهِبِ الْبَأْسَ، رَبَّ النَّاسِ! وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ، لَاشِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بَابٌ فِي دُعَاءِ الْوِتْرِ

۸- وتر کی نماز کی دعا

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ اپنی وتر کی نماز میں یہ دعا کیا کرتے تھے: اللّٰهم! إني أعوذ بِرِضَاكَ من سَخَطِكَ، وأعوذ بِمُعَافَاتِكَ من عقوبتك، وأعوذ بك منك، لا أُحْصِيْ ثناءً عليك أنت كما أَثْنَيْتَ على نفسك: اے اللہ! میں آپ کی خوشنودگی کی پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی ناراضگی سے، اور آپ کی عافیت دہی کی پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی سزا دہی سے، اور میں آپ کی (رحمت کی) پناہ طلب کرتا ہوں آپ (کے عذاب) سے، میں آپ کی تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا، جس طرح آپ نے اپنی تعریف کی ہے۔

تشریح: ابوداؤد اور ابن ماجہ میں ہے کہ آپ یہ دعا وتر کے آخر میں کرتے تھے، اور نسائی کی ایک روایت میں ہے:

جب آپ وتروں سے فارغ ہوجاتے تھے، اور بستر پر لیٹتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے، اور مسلم شریف (حدیث ۴۸۶ کتاب الصلاۃ، باب ۴۲) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ تہجد کے سجدوں میں یہ دعا کرتے تھے، بہر حال یہ قیمتی دعا ہے، طلبہ اس کو یاد کریں، اور نفل نمازوں میں اور فرائض کے بعد یہ دعا کیا کریں۔

[۱۲۲-] بَابٌ فِي دُعَاءِ الْوِتْرِ

[۳۵۸۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عَمْرٍو الْفَزَارِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ فِي وِتْرِهِ: " اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ.

بَابٌ فِيْ دُعَاءِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَتَعَوُّذِهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ

۹- نمازوں کے بعد نبی ﷺ کے اذکار اور پناہ طلبی

(الف) نماز کے بعد استعاذہ

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے مصعب اور عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعدؓ اپنے بیٹوں کو یہ کلمات سکھلایا کرتے تھے، جس طرح مکتب کا استاذ مکتب کے لڑکوں کو سکھلاتا ہے، اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے نماز کے بعد پناہ طلب کیا کرتے تھے: اللّٰهم! إني أعوذ بك من الْجُبْنِ: اے اللہ! میں بزدلی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں: وأعوذ بك من البخل: اور میں کنجوسی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں: وأعوذ بك من أرْذَلِ العمر: اور میں نکمی عمر سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں: وأعوذ بك من فتنة الدنيا وعذاب القبر: اور میں دنیا کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں!

تشریح: یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح ہے، بخاری شریف کی روایت ہے، اور امام دارمی کہتے ہیں: یہ حدیث عمرو بن میمون سے ابواسحاق ہمدانی سبیعی بھی روایت کرتے ہیں، مگر ان کی سند میں اضطراب ہے، کبھی وہ آخر میں حضرت عمرؓ کا تذکرہ کرتے ہیں، کبھی کسی اور کا (ابواسحاق کی یہ سند نسائی وغیرہ میں ہے، ترمذی میں نہیں ہے، پس یہ یہاں ہوائی بحث ہے!)

[۱۲۳-] بَابٌ فِيْ دُعَاءِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَتَعَوُّذِهِ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ

[۳۵۸۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، هُوَ ابْنُ عَمْرٍو، عَنْ

عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَا: كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، كَمَا يُعَلِّمُ الْمُكْتِبُ الْغِلْمَانَ، وَيَقُوْلُ: إِنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ"

قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ يَضْطَرِبُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ، يَقُوْلُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عُمَرَ، وَيَقُوْلُ: عَنْ غَيْرِهِ، وَيَضْطَرِبُ فِيْهِ، وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

(ب) نماز کے بعد کے اذکار

۱-حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہؒ (جنھوں نے بڑی عمر پائی ہے، یہاں تک کہ امام مالکؒ نے ان سے ملاقات کی ہے، مگر وہ صحابیہ نہیں ہیں) اپنے والد سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے ابا نبی ﷺ کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گئے، درانحالیکہ ان کے سامنے گٹھلیاں تھیں — یا کہا: کنکریاں تھیں — وہ ان کے ذریعہ تسبیح پڑھ رہی تھیں، پس آپؐ نے فرمایا: "کیا میں نہ بتلاؤں تمھیں وہ ذکر جو تمہارے لئے اس سے آسان ہے اور بہتر ہے؟ سبحان الله عَدَدَ ما خَلَقَ في السماء: اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی ہے آسمانی مخلوقات کی تعداد کے بقدر: وسبحان الله عَدَدَ مَا خَلَقَ في الأرض: اور اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی ہے زمینی مخلوقات کی تعداد کے بقدر: وسبحان الله عَدَدَ ما بين ذلك: اور اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی ہے فضائی مخلوقات کی تعداد کے بقدر: وسبحان الله عَدَدَ ما هو خالق: اور اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی ہے اس مخلوق کی تعداد کے بقدر جس کو اللہ تعالیٰ آئندہ پیدا کرنے والے ہیں — اور اسی طرح شروع میں الله أكبر لگا کر یہ چاروں جملے کہے — اور اسی طرح شروع میں الحمد لله لگا کر یہ چاروں جملے کہے — اور اسی طرح شروع میں لاحول ولاقوة إلا بالله لگا کر یہ چاروں جملے کہے (اس روایت کا راوی خزیمہ جو عائشہؒ سے روایت کرتا ہے: مجہول راوی ہے)

فائدہ: اس حدیث سے تقریر نبوی کی وجہ سے مروجہ تسبیح کا جواز ثابت ہوتا ہے اور یہ مسئلہ پہلے باب عقد التسبيح باليد میں آچکا ہے۔

۲-حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ کوئی بھی صبح نہیں کرتا، مگر ایک منادی پکارتا ہے: "بادشاہ کی، سب عیبوں سے پاک ہستی کی پاکی بیان کرو" (پس فجر کی نماز کے بعد سبحان الملك القدوس کی تسبیح پڑھنی چاہئے) (اس حدیث کے دو راوی: محمد بن ثابت اور ابو حکیم: مجہول راوی ہیں، پس اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے)

[۳۵۸۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهَا: أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى امْرَأَةٍ، وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوَاةٌ - أَوْ قَالَ: حَصَاةٌ - تُسَبِّحُ بِهَا، فَقَالَ: " أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا وَأَفْضَلُ؟: سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذٰلِكَ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ سَعْدٍ.

[۳۵۹۰-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي حَكِيْمٍ: مَوْلَى الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: " مَا مِنْ صَبَاحٍ يُصْبِحُ الْعَبْدُ، إِلَّا مُنَادٍ يُنَادِيْ: سَبِّحُوا الْمَلِكَ الْقُدُّوْسَ" هٰذا حديثٌ غريبٌ.

بابٌ في دُعَاءِ الْحِفْظِ

۱۰- حفظِ قرآن کی دعا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: دریں اثناء کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے، اچانک آپ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے، اور عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ قرآن ایک دم میرے سینے سے چھٹک جاتا ہے، پس میں خود کو اس پر قادر نہیں پاتا یعنی یاد ہو کر ذہن سے نکل جاتا ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے ابوالحسن! کیا میں تمہیں چند ایسے کلمات نہ سکھلاؤں جن سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائیں، اور ان لوگوں کو نفع پہنچائیں جن کو تم وہ کلمات سکھلاؤ، اور جو کچھ تم نے سیکھا ہے اس کو وہ کلمات تمہارے سینہ میں جمادیں؟ حضرت علیؓ نے جواب دیا: ہاں! اے اللہ کے رسول! مجھے وہ کلمات سکھلائیے۔

نبی ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کی رات آئے: پس اگر تمہارے بس میں ہو کہ تم رات کی آخری تہائی میں اٹھو (تو بہت اچھا ہے) کیونکہ وہ ایسی گھڑی ہے جس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں، اور اس گھڑی میں دعا قبول کی جاتی ہے، اور میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا: ﴿سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ﴾: عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے گناہ کی معافی طلب کروں گا: وہ کہہ رہے ہیں: یہاں تک کہ جمعہ کی رات آئے (تو میں اس میں تمہارے لئے استغفار کرونگا) ــــ پس اگر یہ بات تمہارے بس میں نہ ہو تو آدھی رات میں اٹھو، اور اگر یہ بات بھی تمہارے بس میں نہ ہو تو شروع رات میں کھڑے ہوؤ، اور چار رکعتیں پڑھو: پہلی رکعت میں: سورۃ الفاتحہ اور یٰسٓ پڑھو، دوسری رکعت

میں: سورۃ الفاتحہ اور حٰمٓ الدخان پڑھو، تیسری رکعت میں: سورۃ الفاتحہ اور الٓمٓ تنزیل السجدۃ پڑھو، اور چوتھی رکعت میں: سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الملک پڑھو، پس جب آپ تشہد سے فارغ ہو جائیں (اور درود شریف بھی پڑھ لیں) تو اللہ کی تعریف کریں، اور اللہ کی بہترین تعریف کریں، اور مجھ پر درود بھیجیں، اور بہترین درود بھیجیں، اور تمام نبیوں پر درود بھیجیں، اور استغفار کریں مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کے لئے اور اپنے ان تمام مؤمن بھائیوں کے لئے جو آپ سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر چکے ہیں۔

پھر اس کے بعد کہیں:

''اے اللہ! مجھ پر مہربانی فرما، ہمیشہ گناہوں کو چھوڑنے کے ذریعہ، جب تک آپ مجھ کو باقی رکھیں۔ اور مجھے بچا اس سے کہ میں بے تکلف وہ کام کروں جو میرے لئے لایعنی ہیں، اور مجھے نصیب فرما اچھی طرح غور کرنا ان کاموں میں جو آپ کو مجھ سے خوش کریں۔ اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو انوکھے طریقہ پر پیدا کرنے والے! اے عظمت وجلال اور احسان واکرام والے، اور ایسے غلبہ والے جس کا قصد نہیں کیا جاتا! یعنی ایسا غلبہ کسی کو حاصل نہیں ہوسکتا یا ایسا اقتدار جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا، میں آپ سے درخواست کرتا ہوں: اے اللہ! اے نہایت مہربان ہستی! آپ کے جلال اور آپ کی ذات کے نور کے طفیل کہ لازم کر دیں آپ میرے دل کو اپنی کتاب کے حفظ کے ساتھ، جس طرح آپ نے مجھے (ناظرہ) سکھلایا ہے اور مجھے نصیب فرما کہ میں اس کی تلاوت کروں، اس طرح جو آپ کو مجھ سے خوش کر دے۔ اے اللہ! اے آسمانوں اور زمین کو انوکھے طریقے پر پیدا کرنے والے! اے عظمت وجلال اور احسان واکرام والے، اور ایسے غلبہ والے جس کا قصد نہیں کیا جاتا۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں: اے اللہ! اے نہایت مہربان ہستی! آپ کے جلال اور آپ کی ذات کے نور کے طفیل کہ آپ اپنی کتاب کے ذریعہ میری نگاہ کو منور کریں، اور آپ اس کے ساتھ میری زبان کو چلا دیں، اور آپ اس کے ذریعہ میرے دل کو کھول دیں، اور آپ اس کے ذریعہ میرے سینہ کو کھول دیں، اور آپ اس سے میرے بدن کو دھو دیں، بیشک نہیں مدد کرتا میری حق بات میں آپ کے علاوہ کوئی! اور نہیں دیتے وہ بات مگر آپ ہی! نہیں ہے قوت وطاقت مگر برتر وبڑے اللہ کی مدد سے!''

اے ابوالحسن! آپ یہ کام تین یا پانچ یا سات جمعہ کریں، بحکم الٰہی آپ کی دعا قبول کی جائے گی، اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے دین حق کے ساتھ بھیجا ہے! نہیں چوکی یہ دعا کسی مؤمن کو کبھی بھی!

ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس بخدا! نہیں ٹھہرے حضرت علیؓ مگر پانچ یا سات جمعہ، یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اسی جیسی مجلس میں، پس انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں گذشتہ زمانہ میں نہیں لیا کرتا تھا مگر چار آیتوں کو، یا ان کے مانند کو یعنی پہلے مجھے روزانہ چار پانچ آیتیں یاد ہوتی تھیں، پھر جب میں ان کو اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ یکدم میرے سینہ سے نکل جاتی تھیں، اور آج میں چالیس آیتیں یا اس کے مانند سیکھتا ہوں، پھر جب میں ان کو

دل میں پڑھتا ہوں تو گویا قرآن میری آنکھوں کے سامنے ہے، اور میں آپ کی حدیثیں سنتا تھا، پھر جب میں ان کو دوہراتا تھا تو وہ یکدم سینہ سے نکل جاتی تھیں، اور اب میں حدیثیں سنتا ہوں، پھر جب میں ان کو بیان کرتا ہوں تو ان میں سے ایک حرف بھی کم نہیں کرتا، پس اس وقت ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالحسن! تم ایماندار ہو! قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی!'' یعنی میری بتلائی ہوئی بات پر یقین کی بدولت تمہاری دعا قبول ہوئی، اور تمہاری مشکل حل ہوگئی!

حدیث کا حال: ولید بن مسلم قرشی دمشقی سے آخر تک حدیث کی یہی سند ہے، اس لئے حدیث غریب بمعنی تفرد اسناد ہے، اور سند فی نفسہ حسن ہے، مگر یہ امام ترمذی کا حسن ہے، جو فن کے حسن سے فروتر ہوتا ہے، کیونکہ ولید: تدلیس التسویہ کیا کرتے تھے —— اور یہ حدیث مستدرک حاکم (۱:۳۱۶) میں بھی ہے، اور حاکم نے اس کو علی شرط الشیخین قرار دیا ہے، مگر ذہبی نے اس پر سخت اعتراض کیا ہے، اور حدیث کو منکر وشاذ قرار دیا ہے، بلکہ فرمایا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ حدیث موضوع ہو۔

چار سوالوں کے جوابات:

سوال (۱): حفظ قرآن کی اس نماز میں: دوسری رکعت میں سورۂ دخان پڑھنی ہے، جو قرآن کی ۴۴ ویں سورت ہے، اور تیسری رکعت میں: سورۃ السجدۃ پڑھی جاتی ہے، جو ۳۲ ویں سورت ہے، یہ خلاف ترتیب پڑھنا ہے، جو مکروہ تحریمی ہے؟

جواب: اس کے دو جواب دیئے گئے ہیں:

۱- ترتیب سے قرآن پڑھنا فرائض میں واجب ہے، نوافل میں واجب نہیں۔

۲- نفل نماز کا ہر دوگانہ علاحدہ نماز ہے، پس تیسری رکعت سے نیا شفعہ شروع ہوتا ہے۔

سوال (۲): تبارک کے ساتھ المفصل کیوں بڑھایا ہے؟

جواب: ایک تبارک سورۃ الفرقان کے شروع میں ہے، وہ سورت مراد نہیں، وہ سورت مئین میں سے ہے، دوسرا تبارک سورۃ الملک کے شروع میں ہے، چوتھی رکعت میں اس کو پڑھنا ہے، وہ مفصلات میں سے ہے۔

سوال (۳): حدیث میں جو دعا ہے: وہ قعدۂ اخیرہ میں پڑھنی ہے، اگر وہ دعا یاد نہ ہوسکے تو کیا کرے؟

جواب: ایسا عجمی یہ دعا سلام کے بعد کتاب میں دیکھ کر پڑھ سکتا ہے۔

سوال (۴): اگر کسی کو یہ چار سورتیں یاد نہ ہوسکیں تو وہ کیا کرے؟

جواب: وہ ناظرہ پڑھنے پر اکتفا کرے، حفظ کی زحمت نہ کرے، اس کے حفظ کے بغیر بھی قرآن کی حفاظت ہوجائے گی۔

إذا لم تَسْتَطِعْ شَيْئًا فَدَعْهُ ❁ وَجَاوِزْهُ إلى ما تَسْتَطِيعُ

(جب کوئی کام تمہارے بس میں نہ ہو تو اس کو چھوڑ دو، اور وہ کام کرو جو تمہارے بس میں ہے)

[۱۲٤-] بابٌ فِي دُعَاءِ الْحِفْظِ

[۳۵۹۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ، وَعِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، إِذْ جَاءَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! تَفَلَّتَ هٰذَا الْقُرْآنُ مِنْ صَدْرِيْ، فَمَا أَجِدُنِيْ أَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا أَبَا الْحَسَنِ! أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهِنَّ، وَيَنْفَعُ بِهِنَّ مَنْ عَلَّمْتَهُ، وَيُثَبِّتُ مَا تَعَلَّمْتَ فِيْ صَدْرِكَ؟" قَالَ: أَجَلْ يَارسولَ اللّٰهِ! فَعَلِّمْنِيْ!

قَالَ: " إِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَقُوْمَ فِيْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنَّهَا سَاعَةٌ مَشْهُوْدَةٌ، وَالدُّعَاءُ فِيْهَا مُسْتَجَابٌ، وَقَدْ قَالَ أَخِيْ يَعْقُوْبُ لِبَنِيْهِ: ﴿ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ﴾ يَقُوْلُ: حَتّٰى تَأْتِيَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ وَسْطِهَا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقُمْ فِيْ أَوَّلِهَا، فَصَلِّ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ: تَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةِ يٰسٓ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَحٰمٓ الدُّخَانِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالٓمٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةِ، وَفِي الرَّكْعَةِ الرَّابِعَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَتَبَارَكَ الْمُفَصَّلِ، فَإِذَا فَرَغْتَ مِنَ التَّشَهُّدِ فَاحْمَدِ اللّٰهَ، وَأَحْسِنِ الثَّنَاءَ عَلَى اللّٰهِ، وَصَلِّ عَلَيَّ وَأَحْسِنْ، وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ، وَاسْتَغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، وَلِإِخْوَانِكَ الَّذِيْنَ سَبَقُوْكَ بِالْإِيْمَانِ.

ثُمَّ قُلْ فِيْ آخِرِ ذٰلِكَ:

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ أَبَدًا مَا أَبْقَيْتَنِيْ، وَارْحَمْنِيْ أَنْ أَتَكَلَّفَ مَالَا يَعْنِيْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ حُسْنَ النَّظَرِ فِيْمَا يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ! بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَاتُرَامُ: أَسْأَلُكَ يَااَللّٰهُ، يَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْهِكَ: أَنْ تُلْزِمَ قَلْبِيْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَارْزُقْنِيْ أَنْ أَتْلُوَهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِيْ يُرْضِيْكَ عَنِّيْ، اَللّٰهُمَّ بَدِيْعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، وَالْعِزَّةِ الَّتِيْ لَاتُرَامُ، أَسْأَلُكَ: يَا اَللّٰهُ! يَا رَحْمٰنُ! بِجَلَالِكَ، وَنُوْرِ وَجْهِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ، وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِيْ، وَأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِيْ، وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِيْ، وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِيْ، فَإِنَّهُ لَايُعِيْنُنِيْ عَلَى الْحَقِّ غَيْرُكَ، وَلَا يُؤْتِيْهِ إِلَّا أَنْتَ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

يَا أَبَا الْحَسَنِ! تَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ جُمَعٍ، أَوْ خَمْسًا، أَوْ سَبْعًا: تُجَبْ بِإِذْنِ اللّٰهِ، وَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَأَ مُؤْمِنًا قَطُّ.

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَ اللّٰهِ مَا لَبِثَ عَلِيٌّ إِلَّا خَمْسًا، أَوْ سَبْعًا، حَتّٰى جَاءَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه

وسلم فِي مِثْلِ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ، فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! إِنِّي كُنْتُ فِيمَا خَلاَ لاَ آخُذُ إِلاَّ أَرْبَعَ آيَاتٍ وَنَحْوَهُنَّ، فَإِذَا قَرَأْتُهُنَّ عَلَى نَفْسِي تَفَلَّتْنَ، وَأَنَا أَتَعَلَّمُ الْيَوْمَ أَرْبَعِينَ آيَةً وَنَحْوَهَا، فَإِذَا قَرَأْتُهَا عَلَى نَفْسِي فَكَأَنَّمَا كِتَابُ اللّٰهِ بَيْنَ عَيْنَيَّ، وَلَقَدْ كُنْتُ أَسْمَعُ الْحَدِيْثَ، فَإِذَا رَدَدْتُهُ تَفَلَّتَ، وَأَنَا الْيَوْمَ أَسْمَعُ الأَحَادِيْثَ، فَإِذَا تَحَدَّثْتُ بِهَا لَمْ أَخْرِمْ مِنْهَا حَرْفًا، فَقَالَ لَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ ذٰلِكَ: "مُؤْمِنٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَبَا الْحَسَنِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ.

بابٌ فِي انْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

۱۱- دعا کے بعد کشادگی کا انتظار کرنا

وغیر ذلک میں دور تک کی روایات کو سمیٹا ہے، ہم ان پر الگ الگ عنوانات قائم کریں گے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سَلُوْا اللّٰهَ من فضله، فإن الله يُحِبُّ ان يُسْأَلَ، وافضلُ العبادة: انتظار الفرج: اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل مانگو، اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ ان سے مانگا جائے، اور بہترین عبادت یعنی دعا کشادگی کا انتظار ہے۔

تشریح: متفق علیہ روایت میں ہے: ''تمہاری دعائیں اس وقت تک قبول ہوتی ہیں، جب تک تم جلد بازی نہ کرو (اور جلد بازی یہ ہے کہ) بندہ کہنے لگے: میں نے دعا کی مگر قبول نہ ہوئی!'' (بخاری حدیث ۶۳۴۰) اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: جلدی مچانا کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''دعا مانگنے والا کہے: میں نے دعا کی، میں نے دعا کی! یعنی بار بار دعا کی، پھر میں نے دیکھا کہ میری دعا قبول نہیں ہورہی، پس اس نے تھک کر دعا مانگنی چھوڑ دی!'' (مشکوۃ حدیث ۲۲۲۷)

غرض: مایوسی قبولیتِ دعا کا استحقاق کھودیتی ہے، پس بندے کو چاہئے کہ مسلسل مانگتا رہے، اور یقین رکھے کہ رحمتِ حق دیر سویر ضرور متوجہ ہوگی، کیونکہ برانگیختہ کرنے والی کامل توجہ: نزولِ رحمت میں عبادت سے زیادہ کارگر ہے یعنی بندگی بھی باعثِ رحمت ہے، اللہ کی بارگاہ میں عاجزی ولاچاری اور محتاجی ومسکینی کا پورا پورا اظہار دریائے رحمت کو موجزن کردیتا ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۲۱)

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، حماد بن واقد عیشی ابو عمار صفار بصری ضعیف راوی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو منکر الحدیث کہا ہے، ترمذی میں اس کی یہی ایک روایت ہے —— اور ابو نعیم فضل بن دُکین: یہ حدیث اسرائیل سے روایت کرتے ہیں، اس کی تخریج ابن مردویہ نے کی ہے، مگر اس کی سند کے آخر میں مجہول راوی ہے، جو غالباً غیر صحابی ہے، پس وہ روایت مرسل ہے، امام ترمذی نے اسی کو صحیح قرار دیا ہے۔

[۱۲۵-] بابٌ فِي انْتِظَارِ الفَرَجِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

[۳۵۹۲-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ الْبَصْرِيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُسْأَلَ، وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ"

هٰكَذَا رَوَى حَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ هٰذَا الْحَدِيثَ، وَحَمَّادُ بْنُ وَاقِدٍ لَيْسَ بِالْحَافِظِ، وَرَوَى أَبُو نُعَيْمٍ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَحَدِيثُ أَبِي نُعَيْمٍ أَشْبَهُ أَنْ يَكُونَ أَصَحَّ.

۱۲- کاہلی، بے بسی، بخیلی، سٹھیا جانے اور عذابِ قبر سے پناہ طلب کرنا

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں کاہلی (سستی) سے، اور بے بسی (درماندگی) سے، اور بخیلی سے ـــــ اور اسی سند سے مروی ہے کہ آپؐ پناہ طلب کیا کرتے تھے انتہائی درجہ کے بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے!

تشریح: کچھ طلبہ کاہلی کا شکار ہوتے ہیں، وہ سستی کی وجہ سے کما حقہ نہیں پڑھتے، ان کو اپنی اس کمزوری سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہئے، وہ دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی یہ کمی دور فرما دیں گے ـــــ اور کچھ لوگ کسی مہم کو اس لئے سر نہیں کر سکتے کہ وہ بے بسی کا شکار ہوتے ہیں، وہ کام سے ہمت ہار جاتے ہیں، حالانکہ ہمت مرداں مدد خدا! ان کو بھی اپنی اس کمزوری سے پناہ طلب کرنی چاہئے ـــــ اور بخیلی تو بہت ہی بری بیماری ہے ـــــ اور سٹھیا جانا یہ ہے کہ عقل ٹھکانے نہ رہے، یہ بیکار زندگی ہے، پس اس سے اور عذابِ قبر سے پناہ طلب کرنی چاہئے۔

[۳۵۹۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، نَا عَاصِمٌ الأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْعَجْزِ، وَالْبُخْلِ"

وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْهَرَمِ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۳- گناہ کی دعا کے علاوہ ہر دعا قبول ہوتی ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زمین پر کوئی مسلمان نہیں جو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا کرے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز عنایت فرماتے ہیں، یا اس کے مانند کوئی برائی (تکلیف) پھیر دیتے ہیں، جب تک وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی

دعا نہ کرے' پس لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: تب تو ہم بہت دعائیں کریں گے! پس آپؐ نے فرمایا: اللّٰہ اکثر: اللہ تعالیٰ بہت دینے والے ہیں! یعنی بہت دعائیں کرو، اللہ سب پوری کریں گے۔

تشریح: مسند احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین باتوں کا تذکرہ ہے، تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان کی دعا کو عبادت بنا کر ذخیرہ کر لیتے ہیں...... اور قطع رحمی کا تذکرہ تعمیم کے بعد تخصیص ہے، یہ اہم گناہ ہے...... اور إیاها اور مثلها کی ضمیروں کا مرجع دعوۃ ہے۔

[۳۵۹۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا مُحمدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ ابنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ جُبَيْرِبْنِ نُفَيْرٍ، أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " مَا عَلَى الْأَرْضِ مُسْلِمٌ، يَدْعُو اللّٰهَ تَعَالٰى بِدَعْوَةٍ، إِلاَّ آتَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهَا، أَوْ صَرَفَ عَنْهُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَهَا، مَالَمْ يَدْعُ بِمَأْثَمٍ، أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: إِذًا نُكْثِرُ! قَالَ: " اَللّٰهُ أَكْثَرُ"

وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وابْنُ ثَوْبَانَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ الْعَابِدُ الشَّامِيُّ.

باب

۱۴- سونے کے وقت کی دعا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سونے کا ارادہ کرو تو نماز والی وضوء کرو، پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ، پھر کہو: اللّٰهم أسلمتُ وجهي إليك، وفوّضتُ أمرى إليه، وألجأتُ ظهرى إليك، رَغبةً ورَهْبةً إليك، لا مَلْجَأ وَلَا مَنْجا منك إلا إليك، آمنتُ بكتابك الذى أنزلتَ، ونَبِيِّكَ الذى أرسلتَ: اے اللہ! میں نے اپنی ذات آپ کے سپرد کر دی، اور اپنا معاملہ آپ کے سپرد کر دیا۔ اور اپنی پیٹھ آپ کے سپرد کر دی، آپ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور آپ سے ڈرتے ہوئے۔ کوئی جائے پناہ نہیں اور کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں آپ سے (بھاگ کر) مگر آپ ہی کی طرف، میں آپ کی اس کتاب پر ایمان لایا جس کو آپ نے نازل فرمایا ہے۔ اور آپ کے اس نبی پر ایمان لایا جس کو آپ نے بھیجا ہے: پس اگر اسی رات تمہاری موت آگئی تو تمہاری موت دینِ اسلام پر ہوگی۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس میں نے وہ کلمات دوہرائے تاکہ ان کو یاد کرلوں، پس میں نے کہا: آمنتُ برسولك الذى أرسلتَ: تو آپؐ نے فرمایا: کہو: آمنتُ بنبيك الذى أرسلت۔

تشریح: یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور آخری بات کا مطلب یہ ہے کہ ماثورہ دعاؤں میں تبدیلی نہیں کرنی چاہئے، وہ

جس طرح وارد ہوئی ہیں: اسی طرح پڑھنی چاہئیں، البتہ اس میں مستقل اضافہ کی گنجائش ہے، اور یہ بات پہلے (تحفہ ۹۳:۳) میں آچکی ہے۔

نیند: ایک طرح کی موت ہے، سونے والا مردے کی طرح ہر چیز سے بے خبر ہو جاتا ہے، اور کبھی آدمی سوتے ہوئے مر بھی جاتا ہے، اس لئے یہ دعا تلقین فرمائی، یہ دعا اللہ پر اعتماد اور تسلیم وانقیاد کی روح سے بھری ہوئی ہے، اور ساتھ ہی ایمان کی تجدید بھی ہے، اور ہدایت فرمائی کہ باوضوء سوؤ —— امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وضوء کا تذکرہ اسی روایت میں آیا ہے، اس روایت کے دوسرے طرق میں وضوء کا ذکر نہیں —— اور دائیں کروٹ پر سوؤ، تاکہ دل پر بوجھ نہ پڑے، اور غفلت کی نیند نہ آئے: پھر اگر سوتے ہوئے موت آگئی تو وہ ایمان کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگا (یہ دعا میں طلباء کو یاد کراتا ہوں)

[۱۲۶-] بابٌ

[۳۵۹۵-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: ثَنِي الْبَرَاءُ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِذَا أَخَذْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ: فَإِنْ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ: مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ"

قَالَ: فَرَدَدْتُهُنَّ لِأَسْتَذْكِرَهُ، فَقُلْتُ: آمَنْتُ بِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ، فَقَالَ: قُلْ: آمَنْتُ بِنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ الْبَرَاءِ، وَلَا نَعْلَمُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ ذِكْرَ الْوُضُوْءِ إِلَّا فِيْ هٰذَا الحديثِ.

۱۵- صبح وشام: سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھنا ہر چیز کے لئے کافی ہے

حدیث: حضرت عبداللہ بن خبیب جُہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک بارانی اور سخت تاریک رات میں نکلے، ہم رسول اللہ ﷺ کو تلاش کر رہے تھے، تاکہ آپؐ ہمارے لئے نماز پڑھیں (کیونکہ جب آپؐ کو کوئی سخت معاملہ پیش آتا تھا تو آپؐ نماز کی طرف سبقت کرتے تھے)

حضرت عبداللہ کہتے ہیں: پس میں نے آپؐ کو پایا، آپؐ نے فرمایا: "کہو" یعنی پڑھو، میں نے کچھ نہیں کہا (کیونکہ ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ کیا پڑھیں؟) آپؐ نے فرمایا: "کہو" پس میں نے کچھ نہیں کہا۔ آپؐ نے (پھر تیسری مرتبہ)

فرمایا: "کہو" پس میں نے عرض کیا: کیا کہوں؟ آپؐ نے فرمایا: کہو یعنی تین مرتبہ قل هو الله أحد، اور معوذتین پڑھو جب تم شام کرو اور جب صبح کرو، وہ تمہارے لئے ہر چیز سے کافی ہیں۔

تشریح: اس حدیث کی شرح ابوداؤد کی روایت میں آئی ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جُحفة اور ابواء کے درمیان سخت آندھی آئی، اور سخت اندھیری چھا گئی، رسول اللہ ﷺ معوذتین پڑھ کر پناہ مانگنے لگے، اور مجھ سے ارشاد فرمایا: "اے عقبہ! تم بھی یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ طلب کرو، کسی بھی پناہ طلب کرنے والے نے ان کے مثل پناہ طلب نہیں کی یعنی اللہ کی پناہ لینے کے لئے کوئی دعا ایسی نہیں جو ان دونوں سورتوں کے مثل ہو، یہ دونوں سورتیں پناہ طلبی کے لئے بہترین سورتیں ہیں۔

پس جب بھی کسی مصیبت اور خطرے کا سامنا ہو تو سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنی چاہئے، ان سے بہتر بلکہ ان جیسا بھی کوئی دوسرا تعوذ نہیں۔

[۳۵۹۶-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِيْ فُدَيْكٍ، نَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْبَرَّادِ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةٍ مَطِيْرَةٍ، وَظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ، نَطْلُبُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يُصَلِّيْ لَنَا، قَالَ: فَأَدْرَكْتُهُ، فَقَالَ: "قُلْ" فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، ثُمَّ قَالَ: "قُلْ" فَلَمْ أَقُلْ شَيْئًا، قَالَ: "قُلْ" فَقُلْتُ: مَا أَقُوْلُ؟ قَالَ: "قُلْ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَتُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْبَرَّادُ: هُوَ أَسِيْدُ بْنُ أَبِيْ أَسِيْدٍ.

۱۶- میزبان کے لئے کیا دعا کرے؟

حدیث: حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے والد بُسر اسلمی رضی اللہ عنہ کے مہمان ہوئے، عبداللہ کہتے ہیں: ہم نے آپؐ کے سامنے کھانا پیش کیا، پس آپؐ نے تناول فرمایا، پھر آپؐ کی خدمت میں چھوہارے پیش کئے گئے، پس آپؐ ان کو کھاتے تھے اور اپنی دونوں انگلیوں سے گٹھلیاں ڈالتے تھے، آپؐ نے کلمہ والی انگلی اور درمیانی انگلی اکٹھا کیں —— شعبہؒ کہتے ہیں: اور وہ یعنی جملہ جَمَعَ السبابةَ والوسطی: میرا گمان ہے کہ وہ اگر اللہ نے چاہا تو حدیث میں ہے —— اور گٹھلی دونوں انگلیوں کے درمیان ڈالی یعنی دونوں انگلیوں کے درمیان گٹھلی پکڑ کر دور ڈال دیتے تھے، پھر آپ کی خدمت میں کوئی مشروب پیش کیا گیا تو آپؐ نے اس کو نوش فرمایا، پھر بچا ہوا مشروب اس شخص کو دیا جو آپ کی دائیں جانب تھا —— عبداللہ کہتے ہیں: پس میرے ابا نے کہا، درانحالیکہ انھوں نے آپ کی سواری کی لگام تھام رکھی تھی: ہمارے لئے دعا فرمائیں! پس آپؐ نے دعا دی: اللّٰھم! بارك لھم

فیما رزقتهم، واغفرلهم، وارحمهم: اے اللہ! آپ نے ان کو جو روزی دی ہے اس میں برکت فرما! اور ان کی مغفرت فرما! اور ان پر مہربانی فرما!

تشریح: اور ابوداؤد میں روایت ہے: ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، انھوں نے روٹی اور روغن زیتون پیش کیا، آپ نے تناول فرمایا، پھر ان کے لئے یہ دعا کی: أفطرَ عندکم الصائمون، وأکل طعامکم الأبرار، وصَلَّتْ علیکم الملائکۃ: روزہ دار بندے تمہارے یہاں افطار کیا کریں اور نیک لوگ تمہارے یہاں کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہارے لئے دعا کیا کریں۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ میزبان کی حیثیت پیش نظر رکھ کر دعا دینی چاہئے، حضرت سعدؓ کا بڑا مقام تھا، اس لئے ان کو اور دعا دی، اور حضرت بسرؓ کا وہ مقام نہیں تھا، اس لئے ان کو دوسری دعا دی۔

[۳۵۹۷-] حدثنا أبو موسی محمدُ بنُ المُثَنّٰی، نا محمدُ بنُ جعفرٍ، نا شعبةُ، عن یزیدَ بنِ خُمَیْرٍ، عن عبدِ اللہِ بنِ بُسْرٍ، قال: نَزَلَ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم علی أبی، فقال: فقرَّبْنا إلیه طعامًا، فأکلَ منه، ثم أُتِیَ بتمرٍ، فکان یأکُلُه، ویُلْقِی النَّوٰی بإصبَعَیْهِ، جَمَعَ السَّبَّابَةَ والوُسْطٰی — قال شعبةُ: وهو ظَنِّی فیه إن شاءَ اللہُ — وأَلْقَی النَّوٰی بینَ إصبَعَیْنِ، ثم أُتِیَ بشرابٍ فشَرِبَه، ثم ناوَلَهُ الذی عن یمینِه، قال: فقال أبی، وأخذ بلِجامِ دابَّتِه: ادْعُ لنا، فقال: "اللّٰهُمَّ بارِكْ لهم فیما رَزَقْتَهُمْ، واغفِرْ لهم، وارحَمْهُمْ" هذا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ۔

۱۷- ایک خاص استغفار کا عظیم ثواب

حدیث: حضرت زید بن بولا رضی اللہ عنہ نے (جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ تھے) نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کہا: أستغفرُ اللہَ الذی لا إلٰهَ إلا هو الحیُّ القیومُ، وأتوبُ إلیه: میں اللہ سے بخشش چاہتا ہوں جو حی وقیوم ہیں، اور میں ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمادیں گے، اگرچہ وہ میدانِ جنگ سے بھاگا ہو!

تشریح: میدانِ جنگ سے بھاگنا کبیرہ گناہ ہے، مگر استغفار کے یہ کلمات ایسے سنگین گناہ کو بھی دھوڈالتے ہیں، اور یہ حدیث غریب بمعنی تفرد اسناد ہے، اور سند فی نفسہ حسن ہے، اور حاکم نے بھی ابن مسعودؓ سے یہ استغفار روایت کیا ہے، مگر اس میں ہے کہ تین مرتبہ یہ کلمات کہے، اور استغفار وہی ہے جو دل سے ہو، صرف زبان سے استغفار ایک ذکر ہے۔

[۳۵۹۸-] حدثنا محمدُ بنُ إسماعیلَ، نا موسی بنُ إسماعیلَ، نا حفصُ بنُ عمرَ الشَّنِّیُّ، ثنی أبی: عمرُ بنُ مُرَّةَ، قال: سمعتُ بلالَ بنَ یسارِ بنِ زیدٍ، ثنی أبی، عن جدّی، سمعَ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم،

يَقُوْلُ: "مَنْ قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ، وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ: غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ، وَإِنْ كَانَ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ" هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۱۸- دعا میں نبی ﷺ کا توسل جائز ہے

توسّل: کے معنی ہیں: قُرب ڈھونڈھنا، نزدیکی چاہنا، کسی کو رابطہ کا ذریعہ بنانا۔ اور وسیلۃ: بروزن فعیلۃ صفت کا صیغہ بھی ہے اور مصدر بھی۔ اور اس کے معنی ہیں: ذریعۂ قرب اور قُرب۔ یہ لفظ قرآنِ کریم میں دو جگہ آیا ہے (سورۃ المائدہ آیت ۳۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۷) اور دونوں جگہ طاعات کے ذریعہ اللہ کی نزدیکی حاصل کرنا مراد ہے، معروف وسیلہ (کسی کو تقرب کا ذریعہ بنانا) مراد نہیں۔

اور حدیثوں میں اذان کی دعا میں لفظ "وسیلہ" آیا ہے، مگر وہاں خود ذاتِ نبوی ﷺ کو مخلوقات اور پروردگار کے درمیان تقرب کا ذریعہ بنانا مراد ہے، اپنے لئے توسل مراد نہیں، پس وہ بھی معروف توسل نہیں۔

معروف توسل: یہ ہے کہ اپنے کسی نیک عمل کو یا کسی نیک بندے کو اللہ کے تقرب کا ذریعہ بنایا جائے، اور اس کی برکت سے دعا کی جائے، جیسے ایک طالب علم میرے پاس درخواست لے کر آتا ہے، اور کہتا ہے: میں فلاں (بڑے آدمی) کا بیٹا یا پوتا ہوں تو میں اس کی درخواست کو اہمیت دیتا ہوں۔ یہ معروف توسل ہے، اور اس کے لئے لفظ توسل ہی ضروری نہیں، اس معنی پر دلالت کرنے والا کوئی بھی لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے، مثلاً کہے: فلاں کے طفیل میں، فلاں کی برکت سے، فلاں کے وسیلے سے، فلاں کا امتی ہونے کی وجہ سے اور فلاں سے روحانی تعلق ہونے کی وجہ سے: یہ سب توسل معروف کی صورتیں ہیں۔

توسلِ معروف جائز ہے یا نہیں؟

یاد رہے: مسئلہ صرف جواز کا ہے، وجوب یا استحباب کا نہیں ہے، جو نہایت قوی دلیل کی ضرورت ہو، پس جاننا چاہئے کہ توسل کی تین صورتیں ہیں:

پہلی صورت: اپنے کسی نیک عمل کو دعا میں پیش کر کے اس کی برکت سے کشادگی کا خواہاں ہونا۔ یہ بالاجماع جائز ہے، اور دلیل: ان تین شخصوں کی روایت ہے جو کسی غار میں پھنس گئے تھے، پھر ان میں سے ہر ایک نے اپنے نیک عمل کے ذریعہ دعا کی تھی، اور اللہ نے ان کی دعائیں قبول فرمائی تھیں (بخاری حدیث ۵۹۷۴ کتاب الادب، باب ۵)

دوسری صورت: کسی زندہ نیک آدمی کے ساتھ تعلق کو پیش کر کے دعا کرنا، اور قبولیت کی امید رکھنا، یہ بھی بالاتفاق جائز ہے، اور دلیل: باب کی حدیث ہے: ایک نابینا شخص نے آپ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کے توسل سے دعا کی ہے، اور وہ قبول ہوئی ہے، اور لوگ اس صورت کے جواز کے لئے بخاری شریف کی اس حدیث سے بھی استدلال کرتے ہیں:

حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللّٰھم! إنا کنا نتوسّلُ إلیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقِینا: اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے، پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے (بخاری حدیث ۱۰۱۰ کتاب الاستسقاء)

تیسری صورت: کسی ایسی ہستی کی جس کا ایمان پر خاتمہ یقینی ہو، جیسے نبی ﷺ، یا یقینی جیسا ہو، جیسے صحابۂ کرام اور اولیاء عظام: ان کی وفات کے بعد ان کے توسل سے دعا کرنا اور قبولیت کی امید رکھنا ـــــ جمہور کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ اور دلیل باب کی حدیث ہے، یہ حدیث عام ہے، اور عموم کی دلیل وہ واقعہ ہے جو طبرانی میں حدیث کے شروع میں ہے کہ حضرت عثمان بن حنیفؓ نے وفاتِ نبوی کے بعد ایک حاجت مند کو یہ دعا سکھلائی ہے، اور اس نے توسل کیا ہے، اور اس کی دعا قبول ہوئی ہے ـــــ اور دلیل عقلی یہ ہے کہ غیر نبی اپنی حیات میں فتنہ کا شکار ہوسکتا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: إن الحيَّ لاتُؤمَنُ علیہ الفتنۃُ: زندہ یقیناً فتنے سے بے خوف نہیں، وہ کسی بھی وقت فتنہ میں مبتلا ہوسکتا ہے، پھر بھی اس کا توسل جائز ہے جیسے حضرت عباسؓ کا توسل ان کی حیات میں، پس جس کا ایمان پر خاتمہ یقینی ہے، جیسے نبی ﷺ کا ایمان پر گذرنا قطعی ہے: ان کا توسل بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔

اور علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، اور ان کے متبعین کا خیال یہ ہے کہ توسل کی یہ صورت جائز نہیں۔ ان کی دلیل بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث ہے۔ عام الرَّمادہ: قحط کا سال ۱۸ھ جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آیا تھا، اور جس میں بڑی ہلاکت ہوئی تھی، آپؓ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل کیا تھا، نبی ﷺ کا توسل نہیں کیا تھا، فرمایا: اللّٰھم! إنَّا کنا نتوسَّلُ إلیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم، فتَسْقِینا، وَإنَّا نتوسَّلُ إلیک بِعَمِّ نبینا، فاسْقِنا، فَیُسْقَوْنَ: اے اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے، پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے، اور (اب) ہم آپ کی بارگاہ میں اپنے نبی ﷺ کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کا توسل کرتے تھے، پس آپ ہمیں بارش عطا فرمائیں! چنانچہ وہ بارش دیئے گئے ـــــ یہ حضرات کہتے ہیں: اگر وفات کے بعد بھی نبی ﷺ کا توسل جائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ کا توسل چھوڑ کر: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل کیوں کرتے؟ معلوم ہوا کہ بعد وفات کسی بھی نیک آدمی کا توسل جائز نہیں۔

جواب: بخاری شریف کی مذکورہ روایت میں توسل کے معنی دعا کرانے کے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش طلبی کی نماز پڑھائی، پھر تواضعاً حضرت عباسؓ کو خود سے افضل سمجھتے ہوئے درخواست کی کہ آگے آئیں، اور بارش کے لئے دعا کرائیں، حیاتِ نبوی میں نبی ﷺ بذاتِ خود دعا کراتے تھے، آج حضرت عمرؓ کو دعا کرانی چاہئے تھی مگر آپؓ نے خاکساری کے طور پر فرمایا: آج ہمارے درمیان نبی ﷺ موجود نہیں ہیں کہ ہم ان سے دعا کرائیں، البتہ ان کے بزرگ چچا موجود ہیں، جن کے ساتھ نبی ﷺ باپ جیسا معاملہ فرماتے تھے، ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بارش کے لئے دعا کرائیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی جب کوئی لشکر روانہ کرتے تھے تو حضرت

عباسؓ ہی سے دعا کراتے تھے، فتح الباری اور عمدۃ القاری میں اس کی صراحت ہے۔ بلکہ اس موقعہ پر حضرت عباسؓ نے جو دعا کرائی تھی: وہ پوری دعا دونوں شارحوں نے نقل کی ہے۔

حدیث: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ایک بینائی میں نقصان رسیدہ شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا: آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت بخشے! آپؐ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو میں دعا کروں، اور اگر تم چاہو تو صبر کرو، پس وہ تمہارے لئے بہتر ہے!'' اس شخص نے کہا: آپؐ اللہ سے دعا فرمائیں!

حضرت عثمانؓ کہتے ہیں: پس نبی ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وضوء کرے، پس اچھی طرح وضوء کرے (اور ابن ماجہ وغیرہ میں ہے کہ دو نفلیں پڑھے) اور یہ دعا کرے: اللّٰهُمَّ إني أسألك، وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة، إني توجهتُ بك إلى ربي في حاجتي هذه، لِتُقْضى لي، اللهم! فَشَفِّعْهُ فِيَّ: اے اللہ! بیشک میں آپ سے (اپنی حاجت) مانگتا ہوں، اور آپ کی طرف آپ کے نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ متوجہ ہوتا ہوں جو پیغمبر رحمت ہیں، بیشک میں آپؐ کے ذریعہ اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی اس حاجت میں، تاکہ وہ میرے لئے پوری کی جائے، اے اللہ! آپ ان کی سفارش میرے حق میں قبول فرمائیں! (اور نسائی کی عمل الیوم واللیلہ میں ہے: فرجع، وقد كشف الله عن بصره: وہ مسجد نبوی سے گھر لوٹا درانحالیکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھیں ٹھیک کردیں، اور مستدرک حاکم میں ہے: فدعا بهذا الدعاء، فقام وقد أبصر: پس اس نے یہ دعا کی، پس وہ کھڑا ہوا درانحالیکہ وہ بینا ہو چکا تھا)

حدیث کا شروع کا حصہ: طبرانی کبیر (۹:۳۱ حدیث ۸۳۱۱) اور صغیر (۱:۱۸۳) میں روایت کے شروع میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنی ایک حاجت لے کر بار بار خلیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، مگر حضرت عثمان اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے، نہ اس کی حاجت میں دیکھتے تھے، پس اس شخص کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی، اس نے ان کے سامنے اُس بات کا شکوہ کیا، پس اس سے عثمان بن حنیف نے کہا: وضوء خانے میں جا، وضوء کر، پھر مسجد (نبوی) جا، اور وہاں دو رکعتیں پڑھ، پھر کہہ: اللّٰهُمَّ! إني أسألك، وأتوجه إليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم نبي الرحمة، يا محمد! إني أتوجهُ بك إلى ربي فيقضي حاجتي: اور اپنی حاجت کا تصور کر، اور میرے پاس آ، تاکہ میں تیرے ساتھ حضرت عثمانؓ کے پاس جاؤں۔ چنانچہ وہ آدمی گیا، اور حضرت عثمان بن حنیف نے جو اس سے کہا تھا: وہ کیا، پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا، دربان آئے، اور اس کا ہاتھ پکڑا، اور حضرت عثمانؓ کے پاس لے گئے، حضرت عثمانؓ نے اس کو اپنے ساتھ فرش پر بٹھایا، اور پوچھا: آپ کی کیا ضرورت ہے؟ اس نے اپنی حاجت بیان کی، حضرت عثمانؓ نے وہ حاجت پوری کی، اور معذرت کی کہ مجھے آپ کی ضرورت اسی وقت یاد آئی، اور فرمایا: تمہیں جب بھی کوئی حاجت پیش آئے میرے پاس آجانا —— پھر وہ نکل کر حضرت عثمان بن حنیفؓ سے ملا، اور ان سے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں! حضرت عثمانؓ تو میری

حاجت میں غور ہی نہیں کرتے تھے، اور میری طرف توجہ ہی نہیں فرماتے تھے، تا آنکہ آپ نے ان سے میرے معاملہ میں گفتگو کی، پس حضرت عثمان بن حنیفؓ نے کہا: بخدا! میں نے ان سے گفتگو نہیں کی، بلکہ میری موجودگی میں یہ واقعہ پیش آیا ہے (پھر انھوں نے مذکورہ حدیث بیان کی) —— اور آخر میں یہ اضافہ ہے: عثمان بن حنیف نے کہا: پس بخدا! ہم منتشر نہیں ہوئے، اور ہماری مجلس دراز ہوگئی، یہاں تک کہ وہ آدمی ہمارے پاس آیا، گویا اس کو کچھ بھی تکلیف نہیں تھی —— پھر طبرانی نے معجم صغیر میں حدیث کی مختلف سندیں ذکر کر کے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حوالہ: یہ حدیث ابن ماجہ (حدیث ۱۳۸۵ کتاب إقامة الصلاة، باب ۱۸۹) صحیح ابن خزیمہ، مستدرک حاکم (۳۱۳:۱) میں بھی ہے، حاکم نے اس کو علی شرط الشیخین کہا ہے، اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے، البتہ ابتدائی واقعہ صرف طبرانی کے دونوں معجموں میں ہے۔ اور اس کو ابوسعید شبیب بن سعید مکی: روح بن القاسم سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ امام شعبہؒ: ابوجعفر خطمی سے یہ ابتدائی واقعہ روایت نہیں کرتے، مگر معجم صغیر طبرانی میں صراحت ہے کہ ابوسعید مکی ثقہ ہیں، اور ثقہ کی زیادتی معتبر ہے، پس یہ ابتدائی واقعہ بھی صحیح ہے۔

سند کا بیان: ابوجعفر خطمی انصاری مدنی سے آخر تک حدیث کی یہی ایک سند ہے، اس لئے یہ سند غریب بمعنی تفرد اسناد ہے، اس راوی کا نام عمیر بن یزید ہے، اور صدوق ہے، اس لئے حدیث فی نفسہ حسن ہے۔

سوال: حدیث میں إني توجهتُ بك إلى ربي ہے، اور طبرانی میں حدیث کے شروع میں جو واقعہ ہے: اس میں یا محمد ہے، یہ دونوں خطاب ہیں، یہ کیسے جائز ہیں؟ اور آج یہ دعا پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نابینا نے تو مسجدِ نبوی میں دعا کی تھی، نبی ﷺ وہاں موجود تھے، اس لئے خطاب درست ہے، اور اس واقعہ میں جس شخص نے دعا کی تھی: وہ بھی مسجدِ نبوی میں کی تھی، اور قبرِ اطہر کے پاس یا رسول اللہ کہنا جائز ہے —— اور آج بھی یہ دعا اسی طرح پڑھیں گے، جیسے التحیات میں السلام عليك پڑھتے ہیں، یہ حکایت حالِ ماضی ہے —— البتہ یہاں ایک اشکال ہے کہ وہ شخص دعا کر کے حضرت عثمان بن حنیفؓ کے پاس کیوں نہیں آیا؟ جبکہ اس سے یہ بات کہی گئی تھی؟ وہ شخص سیدھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کیوں گیا؟ طلباء اس کا جواب سوچیں!

ملحوظہ: ترمذی میں عبارت کے آخر میں تھا: وهو غير الخطمي، اس میں لفظ غیر غلط ہے، یہ قدیم غلطی ہے، مزّی کی تحفۃ الاشراف (۲۳۶:۷) میں ترمذی سے منقول ہے: لانعرفه إلا من حديث أبي جعفر الخطمي، اور ابن ماجہ میں عن أبي جعفر المدني ہے۔ اور معجم طبرانی کبیر میں عن أبي جعفر الخطمي المدني ہے، اور معجم صغیر میں بھی یہی ہے، بلکہ آخر میں ہے: وقد روى هذا الحديث شعبة، عن أبي جعفر الخطمي، واسمه عمير بن يزيد، وهو ثقة، تفرد به عثمان بن عمر بن فارس، عن شعبة، والحديث صحيح اھ، البتہ تقریب میں ہے: قال الترمذي: ليس هو الخطمي، معلوم ہوا کہ یہ پرانی غلطی ہے، میں نے عبارت سے لفظ غیر حذف کیا ہے،

کیونکہ یہ راوی خطمی ہی ہے، اگر غیر صحیح ہوتا تو امام ترمذیؒ تعیین کرتے کہ یہ راوی خطمی نہیں تو دوسرا کون ہے؟ بات ادھوری نہ چھوڑتے!

[۳۵۹۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ رَجُلًا ضَرِيْرَ الْبَصَرِ، أَتَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَنِيْ، قَالَ: "إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ، وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ" قَالَ: فَادْعُهُ، قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَيُحْسِنَ وُضُوْءَهُ، وَيَدْعُوَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، إِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهِ، لِتُقْضٰى لِيْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ جَعْفَرٍ، وَهُوَ الْخَطْمِيُّ.

۱۹-قبولیتِ دعا کا ایک خاص وقت

حدیث: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جب پروردگار بندے سے نزدیک تر ہوتے ہیں: وہ آخر رات کے درمیان کا وقت ہے، پس اگر تمہارے بس میں ہو کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جو اس گھڑی میں اللہ کو یاد کرتے ہیں تو تم ہو!"

تشریح: قبولیتِ دعا کے کچھ خاص اوقات واحوال ہیں۔ ان میں سے ایک وقت وہ ہے جو مذکورہ حدیث میں آیا ہے۔ جب پچھلی آدھی رات کا درمیان یعنی سحری کا وقت شروع ہوتا ہے تو وہ قبولیتِ دعا کا خاص وقت ہوتا ہے، اس وقت میں اللہ کی رحمت وعنایت خاص طور پر بندوں کی طرف متوجہ ہوتی ہے، پس جو اس قیمتی وقت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے: وہ ضرور فائدہ اٹھالے۔

ترکیب: اقرب: مبتدا ہے، اور فی جوف خبر ہے...... اور الآخر: اللیل کی صفت ہے، اور جوف کے معنی ہیں: پیٹ یعنی درمیان، اور رات: غروب آفتاب سے صبح صادق تک کا وقت ہے، پس جب رات کے تین چوتھائی گذر جائیں تو برکت والا وقت شروع ہوتا ہے، یہی وقت سحری کے لئے اٹھنے کا ہے۔

[۳٦۰۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسٰى، ثَنِيْ مَعْنٌ، ثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ: أَنَّهُ سَمِعَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "أَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ: فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ الْآخِرِ، فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَكُوْنَ مِمَّنْ يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْ تِلْكَ السَّاعَةِ فَكُنْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲۰- قبولیتِ دعا کا دوسرا خاص وقت

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتے ہیں: بیشک میرا بندہ، پوری طرح سے بندہ یعنی کامل بندہ وہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے جبکہ وہ اپنے ہم سر سے ملاقات کرتا ہے'' (یہ حدیث عفیر بن معدان کی وجہ سے ضعیف ہے)

تشریح: مختلف روایتوں میں دعا کی قبولیت کے جو خاص اوقات واحوال آئے ہیں: وہ یہ ہیں: ۱- فرض نمازوں کے بعد۔ ۲- ختم قرآن کے بعد۔ ۳- اذان واقامت کے درمیانی وقفہ میں۔ ۴- میدانِ جہاد میں بوقتِ جنگ۔ ۵- بارانِ رحمت کے نزول کے وقت۔ ۶- جس وقت کعبہ شریف پر پہلی نظر پڑے۔ ۷- بیابان میں نماز پڑھ کر جہاں اللہ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ ۸- میدانِ کارزار میں جب کمزور ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا ہو۔ ۹- جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جائے۔ ۱۰- شبِ قدر میں۔ ۱۱- عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں۔ ۱۲- جمعہ کی ساعتِ مرجوہ میں۔ ۱۳- بوقتِ افطار۔ ۱۴- سفرِ حج میں۔ ۱۵- سفرِ جہاد میں۔ ۱۶- بیماری کی حالت میں۔ ۱۷- مسافری کی حالت میں۔

[۳۶۰۱-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ الدِّمَشْقِيُّ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنِيْ عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا دَوْسٍ الْيَحْصُبِيَّ، يُحَدِّثُ عَنِ ابنِ عَائِذٍ الْيَحْصُبِيِّ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ زَعْكَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: '' إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ: إِنَّ عَبْدِيْ كُلَّ عَبْدِيْ الَّذِيْ يَذْكُرُنِيْ، وَهُوَ مُلَاقٍ قِرْنَهُ'' يَعْنِيْ عِنْدَ الْقِتَالِ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

بَابٌ فِيْ فَضْلِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

۲۱- حوقلہ جنت کا ایک دروازہ ہے!

حدیث: حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے قیس رضی اللہ عنہ کو خدمتِ نبوی کے لئے سپرد کر دیا تھا۔ قیسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ میرے پاس سے گذرے جبکہ میں نماز سے فارغ ہو گیا تھا، آپؐ نے (تنبیہ کے لئے) مجھے اپنا پیر مارا، اور فرمایا: ''کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے سے واقف نہ کروں؟'' قیسؓ نے جواب دیا: کیوں نہیں! آپؐ نے فرمایا: لاحول ولا قوۃ إلا باللہ: (جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے)

تشریح: صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حوقلہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔ ان دونوں روایتوں کا مقصد: اس کلمہ کی عظمت اور قدر و قیمت بتانا ہے، جنت کا ایک دروازہ اور جنت کا ایک جوہر: اس کے لئے بہترین تعبیریں ہیں۔

- اور اس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی کام کے لئے سعی وحرکت اور اس کو کرنے کی قوت وطاقت، اور کسی بھی گناہ

سے باز آنا: بس اللہ ہی کی مدد وتوفیق سے ہوسکتا ہے، کوئی بندہ خود کچھ بھی نہیں کرسکتا ——— اور نماز کے بعد اس تعلیم میں اشارہ ہے کہ طاعات کے بعد خاص طور پر اپنی بے بسی کا اعتراف کیا جائے، اور اللہ کی توفیق کا شکر بجالایا جائے۔

[۱۲۷-] بابٌ فِي فَضْلِ لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ

[۳۶۰۲-] حدثنا أَبُوْ مُوْسَى محمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، نا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، ثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُوْرَ ابْنَ زَاذَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ أَبِيْ شَبِيْبٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: أَنَّ أَبَاهُ دَفَعَهُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم يَخْدُمُهُ، قَالَ: فَمَرَّ بِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ صَلَّيْتُ، فَضَرَبَنِيْ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: " أَلاَ أَدُلُّكَ عَلَى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ؟" قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: " لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲۲-تسبیحات گننا ذکر میں معاون ہوتا ہے

تجربہ شاہد ہے کہ اگر اذکار گنے نہ جائیں تو تھوڑی دیر میں زبان رُک جاتی ہے، اور عقد انامل یا تسبیح وغیرہ کسی بھی چیز سے گنے جائیں تو ذکر کا سلسلہ دیر تک چلتا رہتا ہے، بلکہ تسبیح تو مذکر (یاد دلانے والی) ہے، جب تسبیح ہاتھ میں ہوتی ہے تو زبان خود بخود ذکر کرنے لگتی ہے، چنانچہ درج ذیل حدیث میں اذکار کو گننے کا حکم دیا ہے۔

حدیث: یُسیرہ رضی اللہ عنہا: جو ہجرت کرنے والی خواتین میں سے ہیں: بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم خواتین سے فرمایا: "تم تسبیح، تہلیل اور تقدیس کو لازم پکڑو، اور ان کو انگلیوں کے پوروں سے گنو، کیونکہ پورے قیامت کے دن پوچھے جائیں گے، گویا کئے جائیں گے یعنی وہ گواہی دیں گے، اور تم ذکر سے غافل مت ہوجاؤ، پس تم رحمت بھلادی جاؤ!" یعنی رحمتِ خداوندی سے محروم رہ جاؤ۔

تشریح: عقد انامل: اذکار کو گننے کا ایک خاص طریقہ ہے، اس کے بیان میں ایک اردو رسالہ بھی چھپا ہوا ہے، مگر ملتا کم ہے، اور تحفۃ الاحوذی میں حضرت مولانا مبارک پوری رحمہ اللہ نے بھی اس کا طریقہ لکھا ہے، جس کو دلچسپی ہو: اس کو دیکھ کر سیکھے، اور میں اس لئے بیان نہیں کرتا کہ زمانہ بہت آگے نکل گیا ہے، گننے کی بہت سی نئی صورتیں وجود پذیر ہوگئی ہیں، اور عقد انامل سے گننا فی نفسہ مطلوب نہیں، حدیث کا مقصد عقد انامل کی ترغیب دینا نہیں ہے، بلکہ گن کر اذکار کرنے کی ترغیب دینا ہے، خواہ کسی چیز سے گنے، اور جس طرح عقد انامل گواہی دیں گے مروجہ تسبیح کے دانے بھی گواہی دیں گے ——— تسبیح: سبحان اللہ کہنا۔ تہلیل: لا إله إلا الله کہنا۔ تقدیس: سبحان الملك القدوس کہنا ..... عَقَدَ الحبلَ (ض) عقداً کے معنی ہیں: گرہ لگانا، اور پوروں سے گرہ لگانے کا مطلب: انگلیوں کے نشانات سے گننا ہے ..... اور تُنْسَيْنَ: إنساء (باب افعال) سے مجہول ہے، ضمیر مؤنث نائب فاعل، اور الرحمةَ مفعول ثانی ہے، اس کو تاء کے زبر کے

ساتھ مجرد سے معروف پڑھنا بھی درست ہے، یعنی تم رحمت کو بھول جاؤ۔ اور دونوں صورتوں میں مطلب یہ ہے کہ اگر تم ذکر موقوف کردوگی تو اللہ کی رحمت سے محروم رہ جاؤ گی، فإن الله لايَمَلُّ حتى تَمَلُّوا: جب بندہ عبادت موقوف کردیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی ثواب موقوف کردیتے ہیں —— اور ذکر جاری رکھنے کے لئے معاون اس کو گننا ہے، پس تسبیح ہاتھ میں لے کر ذکر کرو، تا کہ ذکر دیر تک جاری رہے۔

[۳۶۰۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ حِزَامٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوْا: نَا مُحمدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ هَانِئَ بْنَ عُثْمَانَ، عَنْ أُمِّهِ: حُمَيْضَةَ بِنْتِ يَاسِرٍ، عَنْ جَدَّتِهَا: يُسَيْرَةَ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ، قَالَتْ: قَالَ لَنَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ، وَالتَّهْلِيْلِ، وَالتَّقْدِيْسِ، وَاعْقِدْنَ بِالْأَنَامِلِ، فَإِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ، وَلَا تَغْفُلْنَ فَتَنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ"

هٰذَا حديثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ، وَقَدْ رَوَاهُ مُحمدُ بْنُ رَبِيْعَةَ، عَنْ هَانِئِ بْنِ عُثْمَانَ.

۲۳- جہاد کے موقعہ پر دعا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ جہاد کرتے تو یہ دعا فرماتے: اللّٰهم! أنت عضدي، وأنت نصيري، وبك أقاتل: اے اللہ! آپ میرا بازو ہیں، اور آپ میرے مددگار ہیں، اور آپ ہی کی مدد سے میں جنگ کرتا ہوں (جہاد کے موقعہ کے لئے یہی دعا مناسب ہے)

[۳۶۰۴-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا غَزَى، قَالَ: " اللّٰهُمَّ أَنْتَ عَضُدِيْ، وَأَنْتَ نَصِيْرِيْ، وَبِكَ أُقَاتِلُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

۲۴- دعا کلمۂ توحید سے شروع کی جائے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دعا: عرفہ کے دن کی دعا ہے، اور بہترین ذکر جو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کیا ہے وہ لا إله إلا الله وحده لاشريك له، له الملك، وله الحمد، وهو على كل شيئ قدير ہے یعنی یہ افضل الذکر ہے۔

تشریح: یہ حدیث اس طریق سے ضعیف ہے، حماد بن ابی حمید: جس کو محمد بن ابی حمید اور ابوابراہیم انصاری مدنی بھی کہتے ہیں: ضعیف راوی ہے، مگر یہ حدیث فی نفسہ حسن ہے کیونکہ دیگر طرق سے بھی مروی ہے، موطا مالک (کتاب القرآن، باب ماجاء في الدعاء، حدیث ۳۲) میں دوسری سند سے یہ حدیث مروی ہے۔

اور یہ حدیث طبرانی میں بہ سندِ حسن اس طرح ہے: أفضلُ ما قلتُ والنبیون قبلی عشیةَ عرفةَ: لا إله إلا الله (الی آخرہ) اور مسند احمد میں ثقہ روات کی سند سے اس طرح ہے: کان أکثر دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم عرفة: لا إله إلا الله وحده، لاشریك له، له الملك (الی آخرہ) یعنی حدیث کے دونوں مضمون علاحدہ علاحدہ نہیں ہیں، بلکہ ایک مضمون ہے، اور وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کلمۂ توحید سے دعا شروع کرتے تھے، چنانچہ آپؐ نے عرفہ کی شام کو، جو دعا کا بہترین وقت ہے، بکثرت اسی طرح دعا کی ہے، پس ثابت ہوا کہ ہر دعا حمد وثنا سے شروع کرنی چاہئے، اور بہترین حمد وثنا کلمۂ توحید ہے، پس دعا اس سے شروع کی جائے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حمد وثنا بھی ضمنی دعا ہے، وہ دعا میں قبولیت کی شان پیدا کرتی ہے، پس جتنی شاندار تمہید ہوگی اتنی شاندار دعا ہوگی۔

[۳۶۰۵-] حدثنا أَبُوْ عَمْرٍو: مُسْلِمُ بْنُ عَمْرٍو الْحَذَّاءُ الْمَدِيْنِيُّ، قَالَ: ثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النبیَّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: "خَيْرُ الدُّعَاءِ: دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَخَيْرُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ"

هٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَمَّادُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ: هُوَ مُحمدُ بْنُ أَبِيْ حُمَيْدٍ، وَهُوَ إِبْرَاهِيْمُ الْأَنْصَارِيُّ الْمَدِيْنِيُّ، وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الحدیثِ.

باب

۲۵- باطن کی اصلاح اور مال واہل واولاد کے لئے دعا

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا سکھلائی: اللّٰهم اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْراً من علانيتي، واجعَلْ علانيتي صالحة، اللّٰهم! إني أسألك من صالحِ ما تُؤْتِي الناس: من المال، والأهل، والأولاد، غيرِ الضَّالِّ ولا المُضِلِّ: اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر بنادے! اور میرے ظاہر کو (بھی) نیک بنادے! اے اللہ! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں ایسے اچھے مال واہل واولاد کی جو آپ لوگوں کو دیتے ہیں، جو نہ گمراہ ہوں، نہ گمراہ کرنے والے ہوں!

ترکیب: صالح: مابعد کی طرف مضاف ہے، اور من المال إلخ ما کا بیان ہے، اور غیرِ: مال وغیرہ کی صفت ہے، اور لا: بمعنی غیر ہے۔

تشریح: اہل سے مراد بیوی ہے یعنی ایسی بیوی اور ایسی اولاد عنایت فرما جو نیک ہوں، جو نہ خود گمراہ ہوں، نہ دوسروں

کو گمراہ کرنے والی ہوں، سورۃ الفرقان (آیت ۷۴) میں رحمٰن کے خاص بندوں کی یہ دعا آئی ہے: ''اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا یعنی جیسے خود دین کے سچے عاشق ہیں: چاہتے ہیں کہ اہل وعیال بھی ایسے ہی دیندار ہوں، تاکہ ان کو دیکھ کر راحت وسرور حاصل ہو۔

[۱۲۸-] بابٌ

[۳۶۰۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنِ الْجَرَّاحِ بْنِ الضَّحَّاكِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ شَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: عَلَّمَنِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: قُلْ: " اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ سَرِيْرَتِيْ خَيْرًا مِنْ عَلَانِيَتِيْ، وَاجْعَلْ عَلَانِيَتِيْ صَالِحَةً، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِي النَّاسَ: مِنَ الْمَالِ، وَالأَهْلِ، وَالْوَلَدِ، غَيْرِ الضَّالِّ، وَلَا الْمُضِلِّ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

بابٌ

۲۶-دل کو دین پر مضبوط رکھنے کی دعا

حدیث: عاصم بن کلیب کے دادا: حضرت شہاب بن مجنون جرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا، آپؐ نماز پڑھ رہے تھے، آپؐ نے اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر، اور دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا تھا، اور انگلیاں بند کر رکھی تھیں، اور شہادت کی انگلی پھیلا رکھی تھی یعنی آپؐ قعدہ میں بیٹھے ہوئے تھے، اور آپ کہہ رہے تھے: يامقلب القلوب! ثبت قلبي علي دينك: اے دلوں کو الٹنے پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط رکھ! (یہ حدیث حضرت انسؓ کی سند سے پہلے (حدیث ۲۱۴۰ ابواب القدر، باب ۷ تحفہ ۵:۵۰۰ میں) آچکی ہے)

تشریح: آئندہ پیش آنے والے احوال کا کسی کو اندازہ نہیں، ممکن ہے ایسے اسباب پیش آئیں کہ آدمی کی ڈگر بدل جائے، اور وہ ایمان سے نکل کر کفر میں جا پڑے، اس لئے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے، اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ دین پر جمائے رکھے، جو بندہ ہمیشہ یہ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جادۂ مستقیم پر جمائے رکھیں گے۔

فائدہ: احناف کے نزدیک تشہد میں نفی کے ساتھ انگلی اٹھائی جاتی ہے، اور اثبات کے ساتھ رکھ دی جاتی ہے، یعنی اشارہ ختم کر دیا جاتا ہے، درمختار میں ہے: يَرْفَعُهَا عند النفي، ويَضَعُها عند الإثبات: فقہ کی اور کتابوں میں بھی یہی الفاظ ہیں، اور شوافع اثبات کے ساتھ انگلی اٹھاتے ہیں، اور آخر تک اشارہ باقی رکھتے ہیں، اور مالکیہ انگشتِ شہادت کو

دائیں بائیں حرکت دیتے رہتے ہیں ــــ اور حضرت گنگوہی قدس سرہ نے الکوکب میں بَسْطَ السبابۃ کی شرح میں فرمایا ہے: ''اس میں دلالت ہے کہ اشارہ کے بعد سلام تک شہادت کی انگلی نہ رکھی جائے (یعنی اشارہ باقی رکھا جائے جیسا کہ شوافع کے یہاں معمول ہے) کیونکہ ''پھیلانا'' انگلی اٹھائے رکھے بغیر تام نہیں ہوتا'' (انتہی) اور حضرت تھانوی قدس سرہ نے بھی پہلے یہ فتوی دیا تھا کہ سبابہ کو ذرا جھکا دے، بالکلیہ نہ گرادے، بلکہ سلام پھیرنے تک اشارہ باقی رکھے (امداد الفتاوی ۱: ۲۱۴ سوال نمبر ۱۹۸) مگر بعد میں حضرت حکیم الامت نے اس سے رجوع فرمالیا، سوال نمبر (۱۹۶) کے جواب میں ہے: ''واقعی بقائے اشارہ میں روایت ترمذی کی صریح نہیں، گو محتمل ہے، اور ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت کا مدلول بھی واقعی قبضِ اصابع وبسطِ سبابہ ہی کا بقاء ہے نہ اشارہ کا (یعنی باقی انگلیاں تو بند رکھی جائیں، اور شہادت کی انگلی پھیلائے رکھی جائے، باقی انگلیوں کی طرح اس کو موڑ نہ لیا جائے، البتہ اشارہ ختم کردیا جائے) پس بہشتی زیور کے مضمون سے رجوع کرتا ہوں، اور اس کو اس طرح بدلتا ہوں: ''تشہد میں لا إلٰہ کے وقت انگلی اٹھاوے، اور إلا اللہ پر جھکاوے، مگر عقد اور حلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے'' ــــ پھر سوال نمبر ۱۹۷ میں اس سلسلہ میں طویل بحث ہے، سائل نے حضرت کے رجوع پر نقد کیا ہے، اور ابقائے اشارہ الی آخر القعدۃ کے دلائل بیان کئے ہیں، مگر حضرت اپنے رجوع پر برقرار رہے ہیں، اور سائل کی تمام دلیلوں کے جوابات دیئے ہیں، غرض: الکوکب کا افادہ غور طلب ہے، کیونکہ شہادت کی انگلی کا پھیلانا وضع (رکھنے) کے ساتھ بھی جمع ہوسکتا ہے، اور یہ مسئلہ (تحفہ ۲: ۸۸) میں بھی آیا ہے۔

[۱۲۹-] بابٌ

[۳۶۰۷-] حدثنا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ، نَا سَعِيْدُ بْنُ سُفْيَانَ الْجَحْدَرِيُّ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَعْدَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ الْجَرْمِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ يُصَلِّيْ، وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنَى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلَى دِيْنِكَ!" هذا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲۷- ہر قسم کے درد کی دعا

حدیث: محمد بن سالم کہتے ہیں: مجھ سے ثابت بُنانی نے کہا: اے محمد! جب تم بیمار ہوؤ، تو اپنا (دایاں) ہاتھ اس جگہ رکھو جہاں تکلیف ہے، پھر کہو: بسم اللہ، اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما أجد من وجعی ھذا: اللہ کے نام سے شفاء طلب کرتا ہوں، پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی استعانت سے اس چیز کی برائی سے جو میں پا رہا ہوں میرے اس دکھ درد سے: پھر اپنا ہاتھ اٹھالو، پھر اس کو لوٹاؤ یعنی پھر ہاتھ رکھو اور مذکورہ دعا پڑھو: طاق مرتبہ (اور پہلے آیا ہے سات مرتبہ) کیونکہ حضرت انسؓ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے یہ بات بیان کی ہے (یہ دعا

حضرت عثمان بن ابی العاصؓ کی روایت سے پہلے (حدیث ۲۰۸۳ ابواب الطب، باب ۲۷ تحفہ ۵: ۴۱۹ میں) آچکی ہے)

[۳۶۰۸-] حدثنا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، ثني أَبِي، نَا مُحمدُ بْنُ سَالِمٍ، ثَنَا ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ، قَالَ: قَالَ لِي: يَا مُحمدُ! إِذَا اشْتَكَيْتَ، فَضَعْ يَدَكَ حَيْثُ تَشْتَكِي، ثُمَّ قُلْ: "بِسْمِ اللهِ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهِ! مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ مِنْ وَجَعِي هٰذَا" ثُمَّ ارْفَعْ يَدَكَ، ثُمَّ أَعِدْ ذٰلِكَ وِتْرًا، فَإِنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَنِي: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَهُ بِذٰلِكَ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲۸- غروب کے وقت کی دعا

حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھلایا، فرمایا: کہو: اللّٰهم! هذا استقبالُ لَيْلِكَ، واستِدْبَارُ نهارك، وأصواتُ دُعاتك، وحضورُ صلواتك: أسألك أن تغفرلي: اے اللہ! یہ آپ کی رات کے آنے کا، آپ کے دن کے جانے کا، آپ کی طرف بلانے والی آوازوں کا، اور آپ کی نمازوں کے شروع ہونے کا وقت ہے: میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ آپ میری مغفرت فرمائیں!

سند کا بیان: ام سلمہؓ سے روایت کرنے والے ابوکثیر ام سلمہؓ کے مولیٰ (آزاد کردہ) ہیں، مگر ان کی بیٹی حفصہ غیر معروف ہے، اس لئے حدیث ضعیف ہے۔

ملحوظہ: یہ دعا اس وقت کی جائے جب مغرب کی اذان شروع ہو، ابوداؤد کی روایت میں اس کی صراحت ہے۔

[۳۶۰۹-] حدثنا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ، نَا مُحمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِيهَا: أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: عَلَّمَنِي رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "قُولِي: اللّٰهُمَّ هٰذَا اسْتِقْبَالُ لَيْلِكَ، وَاسْتِدْبَارُ نَهَارِكَ، وَأَصْوَاتُ دُعَاتِكَ، وَحُضُورُ صَلَوَاتِكَ، أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَفْصَةُ بِنْتُ أَبِي كَثِيرٍ، لَانَعْرِفُهَا، وَلَا أَبَاهَا.

۲۹- اخلاص سے کلمہ طیبہ کہنے کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی بندہ کبھی بھی اخلاص سے لا إله إلا الله کہتا ہے تو اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے، جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچے"

تشریح: اخلاص سے: یعنی دکھانے سنانے کے لئے نہیں .... یہاں تک کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے: یہ سرعتِ قبول کی تعبیر ہے، یعنی یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند ہے کہ وہ عرش سے ورے نہیں رکتا۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی

حدیث ہے: لا إله إلا الله: ليس لها حجاب دون الله، حتى تخلص إليه کلمہ طیبہ سے ورے کوئی پردہ نہیں، یہاں تک کہ وہ کلمہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے (رواہ الترمذی، مشکوۃ حدیث ۲۳۱۳) .... جب تک وہ کبیرہ گناہوں سے بچے: یعنی کلمہ طیبہ کی یہ فضیلت صالح مؤمنین کے لئے ہے، کیونکہ فضائل کی روایات اُس پینٹ کی طرح ہیں جو پلاسٹر شدہ مکان پر کیا جاتا ہے، ایسے ہی مکان پر رنگ کھلتا ہے۔

[۳۶۱۰-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الصُّدَائِيُّ الْبَغْدَادِيُّ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ قَاسِمٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا قَالَ عَبْدٌ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ قَطُّ مُخْلِصًا: إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ إِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتُنِبَ الْكَبَائِرُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳۰- برے اخلاق واعمال اور خواہشات سے پناہ چاہنا

حدیث: حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللهم إني أعوذ بك من منكرات الأخلاق، والأعمال، والأهواء: اے اللہ! میں آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں برے اخلاق واعمال اور اہواء سے ـــــ منکرات: منکر کی جمع ہے، منکر: ہر وہ بات جو شریعت کی رو سے ناپسندیدہ یا حرام ہو، اس کی ضد: معروف ہے یعنی بھلائی، نیکی ـــــ اور الأهواء: الهوى کی جمع ہے ہوی: خواہش نفس۔

[۳۶۱۱-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ، وَأَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَعَمُّ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ: هُوَ قُطْبَةُ بْنُ مَالِكٍ، صَاحِبُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

۳۱- ایک ذکر: جس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حدیث: حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں: دریں اثناء کہ ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے: اچانک لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: الله أكبر كبيراً، والحمد لله كثيراً، وسبحان الله بكرة وأصيلاً: اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے ہیں! اور اللہ تعالیٰ کے لئے بہت زیادہ تعریف ہے! اور اللہ تعالیٰ صبح وشام میں یعنی ہر وقت پاک ہیں! پس نبی ﷺ نے پوچھا: کس نے یہ اور یہ ذکر کیا؟ پس لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں نے، یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: "مجھے ان کلمات کی وجہ سے تعجب ہوا، ان کلمات کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے گئے! ـــــ ابن عمرؓ کہتے ہیں: میں

سنے یہ کلمات نہیں چھوڑے جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے۔

[۳۶۱۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، نَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نُصَلِّيْ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنِ الْقَائِلُ كَذَا وَكَذَا؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَارسولَ اللّٰهِ! قَالَ: "عَجِبْتُ لَهَا، فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ" قَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ حسنٌ صحيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ: هُوَ حَجَّاجُ بْنُ مَيْسَرَةَ الصَّوَّافُ، وَيُكْنَى أَبَا الصَّلْتِ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ.

بابٌ: أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟

۱۳۲- اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کونسا کلام پسند ہے؟

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کی، یا حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بیمار پرسی کی (راوی کو شک ہے) پس ابوذرؓ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ کونسا کلام پسند ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ کلام جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے منتخب کیا ہے: سبحان ربي وبحمده! سبحان ربي وبحمده! میرے پروردگار پاک ہیں (اور) اپنی خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں (دو مرتبہ یعنی فرشتے یہ ذکر مسلسل کرتے ہیں، پس ہمیں بھی یہ ذکر کرنا چاہئے)

تشریح: یہ جملہ اللہ تعالیٰ کی سلبی اور ثبوتی معرفت پر مشتمل ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہیں، یہ سلبی معرفت ہے، اور وہ ہر خوبی کے ساتھ متصف ہیں، یہ ثبوتی معرفت ہے، اس لئے یہ کلام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اور یہ پسندیدگی کا ایک پہلو ہے، اور دوسرے پہلو سے بہترین ذکر لا إله إلا الله ہے، پس دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

[۱۳۰-] بابٌ: أَيُّ الْكَلَامِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟

[۳۶۱۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَسْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَادَهُ، أَوْ: أَنَّ أَبَا ذَرٍّ عَادَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! يَارسولَ اللّٰهِ!

أيُّ الكلامِ أحبُّ إلى اللهِ؟ فقال: "ما اصطفاهُ اللهُ لِملائكتِه: سبحانَ ربِّي وبحمدِه! سبحانَ ربِّي وبحمدِه!" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳۳-اذان واقامت کے درمیان عافیت طلب کرنا

عافیت: صحت وسلامتی، اور حدیث کا ترجمہ ہے: اذان واقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی، اس حدیث میں سفیان کے شاگرد یحیٰ بن الیمان یہ اضافہ کرتے ہیں: لوگوں نے پوچھا: پس ہم یارسول اللہ! کیا دعا کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے (اس وقت میں) دنیا اور آخرت کی عافیت طلب کرو''

پھر سفیان کے دیگر تلامذہ کی روایت لکھی ہے، اس میں یہ اضافہ نہیں ہے، اور یہی روایت اصح ہے، کیونکہ یحیٰ حدیث میں بہت غلطیاں کرتے تھے، اور آخر حیات میں ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا (تقریب) اور یہ اصح حدیث پہلے (حدیث ۲۰۸ کتاب الصلاۃ، باب ۴۵ تحفہ ۱: ۵۳۵ میں) گذر چکی ہے، شرح وہاں دیکھیں۔

[۳٦۱٤-] حدثنا أبو هشامٍ الرِّفاعيُّ: محمدُ بنُ يزيدَ الكوفيُّ، نا يحيى بنُ اليمانِ، نا سفيانُ، عن زيدٍ العمِّيِّ، عن أبي إياسٍ: معاويةَ بنِ قُرَّةَ، عن أنسِ بنِ مالكٍ، قال: قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "الدُّعاءُ لايُرَدُّ بينَ الأذانِ والإقامةِ" قالوا: فماذا نقولُ يارسولَ اللهِ؟ قال: "سَلُوا اللهَ العافيةَ في الدُّنيا والآخرةِ"

هذا حديثٌ حسنٌ، وقد زادَ يحيى بنُ اليمانِ في هذا الحديثِ هذا الحرفَ: "قالوا: فماذا نقولُ؟ قال: "سَلُوا اللهَ العافيةَ في الدُّنيا والآخرةِ"

[۳٦۱٥-] حدثنا محمودُ بنُ غيلانَ، نا وكيعٌ، وعبدُ الرزّاقِ، وأبو أحمدَ، وأبو نُعيمٍ، عن سفيانَ، عن زيدٍ العمِّيِّ، عن معاويةَ بنِ قُرَّةَ، عن أنسٍ، عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قال: "الدُّعاءُ لايُرَدُّ بينَ الأذانِ والإقامةِ"

وهكذا روى أبو إسحاقَ الهمْدانيُّ هذا الحديثَ عن بُريدِ بنِ أبي مريمَ الكوفيِّ، عن أنسٍ، عنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نحوَ هذا، وهذا أصحُّ.

بابٌ

۳۴-ذکر سے گناہوں کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تنہا ہونے والے قدم بڑھا گئے!'' لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول!

تنہا ہونے والے کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کے ذکر کے شیدائی! اللہ کا ذکر ان سے ان کے گناہوں کا بوجھ اتار دیتا ہے، پس وہ قیامت کے دن (گناہوں کے بوجھ سے) ہلکے آئیں گے!''

لغت: المُستَهتِر (دوسری تاء کے فتح اور کسرہ کے ساتھ: اسم مفعول یا اسم فاعل): شیدائی، اِستَهتَرَ بالشیئ: تنقید ونصیحت سے بے پرواہ ہوکر کسی چیز کا شیدائی ہونا، جیسے اِستَهتَر بالشراب: وہ کھلے بندوں شراب پیتا ہے۔ اِستَهتَر بفلانة: وہ فلاں عورت سے عشق بازی کرتا ہے..... المفرَّد اور المفرِّد (اسم مفعول یا اسم فاعل) فَرَّدَ: لوگوں سے جدا ہوا، فَرَّدَ برایہ: رائے میں اکیلا ہوا۔

اور حدیث میں مراد: وہ شخص ہے جو غیب (اللہ تعالیٰ) کی طرف متوجہ ہونے والا ہے یعنی بکثرت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے..... یہ لوگ اس لئے آگے نکل گئے کہ ذکر الٰہی نے ان کے گناہوں کا بوجھ ہلکا کر دیا، پس سبک ساراں سبک تر روند! وہ بڑھے اور مراتب کمال تک پہنچ گئے (رحمۃ اللہ ۴:۲۸۹)

تشریح: مسلم شریف میں یہ حدیث مفصل ہے: ایک غزوہ سے لشکر مدینہ کی طرف لوٹ رہا تھا، جب مدینہ قریب آیا تو کچھ لوگ لشکر سے جدا ہوکر آگے چل دیئے، تاکہ رات سے پہلے گھر پہنچ جائیں۔ آنحضرت ﷺ کا معمول مدینہ کے قریب مُعَرَّس نامی مقام میں قیام کر کے صبح مدینہ میں داخل ہونے کا تھا، اس موقعہ پر آپؐ نے فرمایا: ''چلتے رہو یہ جمدان پہاڑی ہے'' یعنی اب مدینہ قریب ہے، اور ''تنہا ہونے والے آگے نکل گئے'' سَبَقَ المفرِّدون: صحابہ نے دریافت کیا: تنہا ہونے والے کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: الذاکرون اللہ کثیراً والذاکرات: اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرنے والے مرد وزن (مشکوٰۃ حدیث ۲۲۶۲)

مجمع بحار الانوار (مادہ ف، ر، د) میں علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا جواب فن اعتبار سے تھا، اصل مراد تو وہ حضرات تھے جو لشکر سے جدا ہوکر جلدی مدینہ کی طرف چل پڑے تھے، مگر آپؐ نے بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد وزن کو اس کا مصداق قرار دیا، کیونکہ یہ لوگ بھی عام لوگوں سے منفرد ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف سبقت کرنے والے ہیں، بکثرت ذکر سے ان کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور وہ بلند مراتب تک پہنچ جاتے ہیں (رحمۃ اللہ ۴:۳۳۶)

[۱۳۱-] بابٌ

[۳۶۱۶-] حدثنا أبُو كُرَيْبٍ: محمدُ بْنُ الْعَلَاءِ، نا أبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ" قَالُوْا: يَارسولَ اللهِ! وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ؟ قَالَ: " الْمُسْتَهْتَرُوْنَ فِيْ ذِكْرِ اللهِ، يَضَعُ الذِّكْرُ عَنْهُمْ أَثْقَالَهُمْ، فَيَأْتُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

۳۵- ایک چار کلماتی ذکر آپ کو دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب تھا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ یہ بات کہ کہوں میں: سبحان الله، والحمدلله، ولا إله إلا الله والله أكبر: مجھے زیادہ محبوب ہے ان چیزوں سے جن پر سورج نکلتا ہے'' یعنی زمین کی تمام چیزوں سے یہ ذکر مجھے زیادہ محبوب ہے۔

[۳۶۱۷-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:" لَأَنْ أَقُوْلَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ للهِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ: أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳۶- تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی: ۱- روزے دار کی جب وہ روزہ کھولتا ہے ۲- انصاف پرور حاکم کی ۳- مظلوم کی بددعا: اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں سے اوپر اٹھاتے ہیں، اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، اور پروردگار فرماتے ہیں: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کرونگا، اگرچہ تھوڑی دیر کے بعد ہو'' یعنی کسی مصلحت سے مظلوم کی بددعا قبول ہونے میں دیر ہوسکتی ہے، مگر وہ قبول ضرور ہوتی ہے۔

حوالہ: یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۵۲۱ ابواب صفۃ الجنۃ، باب ۲ تحفۃ ۶: ۲۹۹ میں) مفصل آچکی ہے۔

[۳۶۱۸-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ سَعْدَانَ الْقُمِّيِّ، عَنْ أَبِيْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيْ مُدِلَّةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:" ثَلَاثَةٌ لَاتُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ: الصَّائِمُ حِيْنَ يُفْطِرُ، وَالإِمَامُ العَادِلُ، وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ، يَرْفَعُهَا اللهُ فَوْقَ الْغَمَامِ، وَيَفْتَحُ لَهَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ، وَيَقُوْلُ الرَّبُّ: وَعِزَّتِيْ لَأَنْصُرَنَّكَ، وَلَوْ بَعْدَ حِيْنٍ"

هذا حديثٌ حسنٌ، وَسَعْدَانُ الْقُمِّيُّ: هُوَ سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَأَبُوْ عَاصِمٍ وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، وَأَبُوْ مُجَاهِدٍ: هُوَ سَعْدٌ الطَّائِيُّ، وَأَبُوْ مُدِلَّةَ: هُوَ مَوْلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ، وَإِنَّمَا نَعْرِفُهُ بِهٰذَا الحديثِ، وَيُرْوَى عَنْهُ هٰذَا الحديثُ أَطْوَلَ مِنْ هٰذَا وَأَتَمَّ.

۳۷- علم نافع اور علم میں زیادتی کی دعا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! مجھے نفع پہنچا اس علم سے جو آپ نے مجھے سکھلایا ہے، اور

مجھے وہ علم سکھلا جو مجھے نفع پہنچائے، اور میرے علم میں اضافہ فرما! اللہ تعالیٰ کے لئے تعریف ہے ہر حال میں، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخیوں کے حال سے!"

تشریح: بعض طلباء اپنے علم سے کما حقہ فائدہ نہیں اٹھاتے، وہ پڑھے ہوئے علم پر عمل نہیں کرتے، حالانکہ علم برائے علم مطلوب نہیں، برائے عمل مطلوب ہے، کہتے ہیں: علمے کہ راہِ حق نماید جہالت است! ایسا علم وبالِ جان ہو سکتا ہے، اسی لئے آخر میں دوزخیوں کے حال سے پناہ مانگی گئی ہے، پس ہر طالب علم کو چاہئے کہ ہر وقت دعا کرے کہ جو کچھ اس نے پڑھا ہے: اللہ تعالیٰ اس علم سے اس کو نفع پہنچائیں، اور اس کے علم میں اضافہ فرمائیں، اور ہر حال میں اللہ کا شکر بجا لائے، جس کے لئے جتنا علم مقدر ہوگا اتنا علم اس کو ضرور ملے گا۔

[۳۶۱۹-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ، وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ، وَزِدْنِيْ عِلْمًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ، وَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ" هٰذا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳۸- ذکر اللہ کی فضیلت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے لئے کچھ فرشتے ہیں، زمین میں گھومنے والے، یہ فرشتے نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ ہیں، جب وہ ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جو اللہ کو یاد کر رہے ہوتے ہیں، تو وہ ایک دوسرے کو پکارتے ہیں: اِدھر آؤ اپنے مقصود کی طرف! پس وہ آتے ہیں، اور ذکر کرنے والوں کو آسمانِ دنیا تک گھیر لیتے ہیں (پھر جب وہ منتشر ہوتے ہیں تو آسمان پر چڑھتے ہیں) پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں: تم میرے بندوں کو کیا کام کرتے ہوئے چھوڑ کر آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں: ہم نے ان کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ آپ کی تعریف کر رہے تھے، آپ کی بزرگی بیان کر رہے تھے، اور آپ کو یاد کر رہے تھے ـــــ پس اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں! پس اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ مجھے دیکھتے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: اگر وہ آپ کو دیکھتے تو اور زیادہ تعریف کرتے، اور زیادہ بزرگی بیان کرتے، اور زیادہ آپ کو یاد کرتے ـــــ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: اور وہ لوگ کیا چیز مانگ رہے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: جنت مانگ رہے ہیں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ جنت کو دیکھتے؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ جنت کو دیکھتے تو اور زیادہ اس کو طلب کرتے، اور اور زیادہ اس کی حرص کرتے! ـــــ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: اور وہ کس چیز سے پناہ طلب کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: جہنم سے پناہ چاہتے ہیں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے جہنم دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: نہیں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: ان کا کیا حال ہوتا اگر وہ جہنم کو

دیکھتے؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ جہنم کو دیکھتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے! اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے! اور اس سے بہت زیادہ پناہ چاہتے! —— پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا! —— فرشتے کہتے ہیں: ان میں فلاں شخص بڑا خطا کار ہے، اس نے ان کا ارادہ نہیں کیا، یعنی وہ ذکر کی مجلس میں شرکت کے لئے نہیں آیا ہے، وہ ان کے پاس کسی ضرورت ہی سے آیا ہے، پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وہ ذاکرین ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشیں بدبخت نہیں ہوتا! یعنی میں نے اس کو بھی بخش دیا!

لغات: یہ متفق علیہ روایت ہے (بخاری حدیث ۶۴۰۸ مسلم حدیث ۲۶۸۹) اور امام سلیمان اعمش رحمہ اللہ کو شک ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی، مگر صحیحین میں بغیر شک کے یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے......فضلاً عن: علاوہ...... کُتّاب: کاتب کی جمع: نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتے ......البُغیة: مطلب، مقصود......حَفّ بالشیئ: گھیرنا، گھرنا، حُفَّتِ الجنةُ بالمکارہ: جنت ناگوار کاموں سے گھیری گئی ہے......أیُّ شیئ: یصنعون کا مفعول بہ مقدم ہے......اور حدیث میں بار بار قال آیا ہے، اس کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے، اس کا فاعل نبی ﷺ ہیں، کوئی راوی فاعل نہیں......الخطّاء: بہت گناہ کرنے والا، بڑا خطا کار، یہ فلاناً کی صفت ہے ......لهم: جلیس سے متعلق ہے۔

سوال (۱): اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہیں، کائنات کے ذرے ذرے سے واقف ہیں، پھر وہ فرشتوں سے انسانوں کے احوال کیوں معلوم کرتے ہیں؟

جواب: بیشک وہ عالم الغیب ہیں، مسلم کی روایت میں ہے: فیسألهم الله عز وجل، وهو أعلم بهم: اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں، درانحالیکہ وہ ان کو خوب جانتے ہیں —— تاہم اس لئے پوچھتے ہیں کہ ان پر حجت تام کریں، انھوں نے کہا تھا: ﴿أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيهَا، وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ، وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾: کیا آپ زمین میں ایسے لوگوں کو پیدا کریں گے جو فساد کریں گے، اور خونریزیاں کریں گے؟ اور ہم برابر آپ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں، آپ کی تعریف کے ساتھ، اور آپ کی تقدیس کرتے رہتے ہیں (البقرۃ ۳۰) اللہ تعالیٰ نے ان سے سوال کر کے اعتراف کرایا کہ انسانوں میں فرشتہ صفت لوگ بھی ہیں، سب ناہنجار نہیں ہیں۔ اور کھیت سے مقصود غلہ ہوتا ہے گروہ بھوس کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے!

سوال (۲): فرشتے ذکر کرنے والوں کو آسمانِ دنیا تک کیوں گھیر لیتے ہیں، دائیں بائیں، آگے پیچھے کیوں نہیں گھیرتے؟

جواب: ذاکرین پر برکت اوپر سے نازل ہوتی ہے، اس لئے فرشتے چاہتے ہیں کہ وہ بھی رحمت کا مورد بن جائیں، اس سے باہر نہ رہ جائیں، اس لئے اوپر کی جانب گھیرتے ہیں۔

[٣٦٢٠-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَوْ: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الأَرْضِ، فَضْلاً عَنْ كُتَّابِ النَّاسِ، فَإِذَا وَجَدُوْا أَقْوَامًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ، تَنَادَوْا: هَلُمُّوْا إِلَى بُغْيَتِكُمْ، فَيَجِيْئُوْنَ، فَيَحُفُّوْنَ بِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: " أَيَّ شَيْءٍ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ يَصْنَعُوْنَ؟" فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنَاهُمْ يَحْمَدُوْنَكَ، وَيُمَجِّدُوْنَكَ، وَيَذْكُرُوْنَكَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: " هَلْ رَأَوْنِيْ؟" قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لاَ. قَالَ: فَيَقُوْلُ: "كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ؟" قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْكَ لَكَانُوْا أَشَدَّ تَحْمِيْدًا، وَأَشَدَّ تَمْجِيْدًا، وَأَشَدَّ لَكَ ذِكْرًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: " وَأَيَّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ؟" قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: يَطْلُبُوْنَ الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: " فَهَلْ رَأَوْهَا؟" قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لاَ. قَالَ: فَيَقُوْلُ: " فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟" قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا لَكَانُوْا أَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَمِنْ أَيِّ شَيْءٍ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالُوْا: يَتَعَوَّذُوْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ: فَيَقُوْلُ:" وَهَلْ رَأَوْهَا؟" فَيَقُوْلُوْنَ: لاَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: " فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟" فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْرَأَوْهَا لَكَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا هَرَبًا، وَأَشَدَّ مِنْهَا خَوْفًا، وَأَشَدَّ مِنْهَا تَعَوُّذًا، قَالَ: فَيَقُوْلُ: " فَإِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ: أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ" فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّ فِيْهِمْ فُلاَنًا الْخَطَّاءَ، لَمْ يُرِدْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ هُمْ لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُ: " هُمُ الْقَوْمُ لاَيَشْقَى لَهُمْ جَلِيْسٌ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳۹-حوقلہ جنت کا ایک خزانہ ہے!

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپ بکثرت لاحول ولاقوۃ إلا باللہ کہا کریں، کیونکہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے'' —— یہاں تک حدیث مرفوع ہے، اگرچہ منقطع ہے، کیونکہ مکحول کا حضرت ابو ہریرہؓ سے سماع نہیں، پھر آگے حدیث مقطوع ہے، یعنی مکحول کا قول ہے کہ جس نے کہا: لاحول ولا قوۃ إلا باللہ، ولا منجا من اللہ إلا إلیہ: تو اس سے ضرر (نقصان) کے ستر دروازے کھول دیے جائیں گے، یعنی ستر نقصان رساں چیزیں پھیر دی جائیں گی، ان میں سے کم ترین چیز محتاجگی ہے، یعنی اس کلمہ کے ذکر سے محتاجگی دور ہوجاتی ہے۔

[٣٦٢١-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ خَالِدٍ الأَحْمَرُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ الْغَازِ، عَنْ مَكْحُوْلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ: فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ، قَالَ مَكْحُوْلٌ: فَمَنْ قَالَ: لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ، وَلاَ مَنْجَا مِنَ اللّٰهِ إِلاَّ إِلَيْهِ: كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِيْنَ

بَابًا مِنَ الضُّرِّ، أَدْنَاهُنَّ الفَقْرُ"
هٰذَا حديثٌ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ، مَكْحُوْلٌ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۴۰- نبی ﷺ نے اپنی مقبول دعا امت کے لئے محفوظ رکھی ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ہر نبی کے لئے ایک مقبول دعا ہے (پس ہر نبی نے اپنی دعا جلدی یعنی دنیا میں مانگ لی ہے) اور میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی ہے، پس وہ ان شاء اللہ میرے ہر اس امتی کو پہنچے گی جو اس حال میں مرا ہو کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا" (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

تشریح: انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے مقبول دعا ایک نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی مقبول دعاؤں سے نوازا ہے، خود ہمارے نبی ﷺ نے بہت سے مواقع میں دعائیں فرمائی ہیں، اور وہ قبول ہوئی ہیں —— اس حدیث میں جس مقبول دعا کا ذکر ہے: اس سے مراد وہ دعا ہے جو ہر نبی کو اس کی نبوت کے تعلق سے دی جاتی ہے۔ یعنی اگر لوگ ایمان لائیں تو وہ دعا ان کے لئے رحمت بن جائے، پیغمبر ان کے لئے برکتوں کی دعا کریں، اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ دعا ان کے لئے عذاب بن جائے، پیغمبر ان کے لئے بددعا کریں، اور وہ تباہ ہو جائیں، جیسے نوح علیہ السلام نے جب لوگ ایمان نہ لائے تو ہلاکت کی دعا کی، اور وہ غرقاب ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعونیوں کے لئے بددعا کی تو وہ نذر آب ہو گئے، اور صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بددعا کی تو ان کو چنگھاڑ نے پکڑ لیا۔

اور ہمارے نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ آپ کی بعثت کا عظیم مقصد: لوگوں کے لئے سفارشی بننا ہے، اور قیامت کے دن رحمتِ خاصہ کے نزول کا واسطہ بننا ہے، چنانچہ آپؐ نے قوم کی ایذا رسانی پر صبر کیا، اور اپنی سب سے بڑی دعا کو، جو نبوت کے تعلق سے آپ کو دی گئی تھی: قیامت کے دن گنہ گار موحد امتیوں کی سفارش کے لئے ریزرو کر لی، فجزاہ اللہ عن أمتہ أحسن الجزاء، ورزقنا شفاعتہ یوم القیامۃ بمنہ تعالی وکرمہ (آمین) (رحمۃ اللہ ۴:۳۳۱)

[۳۶۲۲-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، وَإِنِّيْ اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ، وَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ: مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ لَايُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴۱- اللہ تعالیٰ نیک بندوں کے ساتھ کیسا معاملہ فرمائیں گے؟

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یعنی یہ حدیثِ قدسی ہے: میں میرے ساتھ میرے

خاص بندوں کے گمان کے پاس ہوں یعنی اگر وہ یہ گمان کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی خردہ گیری کریں گے، معمولی معمولی باتوں پر ان کی پکڑ کریں گے: تو وہ ایسا کریں گے، اور اگر وہ پُر امید رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں سے درگذر فرمائیں گے: تو وہ ایسا کریں گے، اور یہ دوسرا گمان ان کے لئے بہتر ہے، پس وہ نیک کاموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے پر امید رہیں"

"اور میں اپنے خاص بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے" (یعنی میں اس کے ساتھ رحمتِ بے کراں کا معاملہ کرتا ہوں)" چنانچہ اگر وہ مجھے اپنے دل میں (تنہائی میں) یاد کرتا ہے تو میں اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں" (اس کو بھولتا نہیں)" اور اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو ان لوگوں سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں" یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں کہ دیکھو میرا فلاں بندہ لوگوں کے درمیان میرا ذکر کر رہا ہے" اگر وہ مجھ سے (اعمالِ صالحہ کر کے) ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہوں (یہی وسیع رحمت کا معاملہ کرنا ہے) "اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ نزدیک ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باہ (دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کے فاصلہ کے بقدر) نزدیک ہوتا ہوں، اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف لپک کر آتا ہوں (لپک: عام چال اور دوڑنے کے درمیان کی چال)

تشریح: یہ حدیث متفق علیہ ہے، مگر کچھ لوگوں کے لئے الجھن کا باعث ہے، وہ حدیث کا مصداق ومقصد نہیں سمجھتے، اس لئے ان کو فہم میں دشواری پیش آتی ہے، اس لئے پہلے یہ سمجھ لیں کہ عبدی میں اضافت تشریف (بزرگ بنانے) کے لئے ہے، اور اللہ کے خاص، نیک اور صالح بندے مراد ہیں، عام لوگ مصداق نہیں ــــــ اور حدیث کا مقصد: نیک بندوں کے خوف کو کم کرنا ہے، ان کو ڈھارس بندھانا ہے، کیونکہ وہ اللہ سے اتنا ڈرتے ہیں کہ کبھی حدِ یاس (مایوسی) کو پہنچ جاتے ہیں، ان کا یہ حال ٹھیک نہیں، ان کو اس حدیث کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر وہ اللہ کے ساتھ یہ گمان رکھیں گے کہ وہ معمولی معمولی باتوں پر پکڑ کریں گے: تو وہ ایسا کریں گے، اور اگر وہ امیدوار رہیں گے کہ اللہ ان کی لغزشوں کو معاف کریں گے: تو وہ ایسا کریں گے، کیونکہ اللہ کے نیک بندے اللہ کے ساتھ جیسا گمان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ویسا ہی ان کے ساتھ معاملہ فرماتے ہیں، لہٰذا نیک بندوں کو اللہ تعالیٰ سے پُر امید رہنا چاہئے، کبھی یاس کا شکار نہیں ہونا چاہئے ــــــ پھر مختلف مثالوں کے ذریعہ ان کو یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ نیک بندوں کے ساتھ وسیع رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں، ان کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں، وہ طاعات بجالا کر جتنا اللہ سے قریب ہوتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنی رحمت ومغفرت کے ساتھ اس سے ڈبل ان سے قریب ہوتے ہیں، پھر ایسے کریم آقا سے مایوس کیوں ہوا جائے! بلکہ آگے حدیث (نمبر ۳۶۲۹) آرہی ہے: إن حُسْنَ الظَّنِّ بالله من حُسنِ العبادة: اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا بہترین عبادت میں سے ہے، پھر بدگمانی کیوں کی جائے کہ اللہ تعالیٰ میری ضرور پکڑ کریں گے؟! ایسا خیال کبھی دل میں نہ لایا جائے، بندگی میں لگا رہے، ان شاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔

ملحوظہ: حدیث کی مذکورہ شرح سے واضح ہوا کہ اس حدیث کا تعلق نیک بندوں سے ہے، بدکار اور بے باک مسلمان جو گمان باندھتے ہیں کہ اللہ غفور الرحیم ہیں، کرو جو کچھ کرنا ہے، وہ ضرور بخش دیں گے: یہ گمان صحیح نہیں، سفہ (حماقت) ہے، امام غزالی رحمہ اللہ نے اس کی مثال یہ دی ہے کہ بوائی تو کی نہیں، اور کھلیان میں فصل کا منتظر ہے، اس کو حماقت کے سوا کیا نام دیا جاسکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ بیشک غفور الرحیم ہیں، مگر ساتھ ہی ان کی پکڑ بھی سخت ہے، اور ان کا عذاب بھی دردناک ہے: ﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ○ وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾: میرے بندوں کو اطلاع کردیں کہ میں بڑا مغفرت و رحمت والا ہوں، اور یہ بھی کہ میری سزا دردناک سزا ہے (سورۃ الحجر آیات ۴۹ و ۵۰)

فائدہ: یہ صفاتِ متشابہات کی حدیث ہے، اللہ کے قرب کی حقیقت ہم نہیں سمجھ سکتے، پس بہتر تنزیہ مع التفویض ہے، یعنی کہا جائے کہ ہماری ایک دوسرے سے نزدیکی جیسی نزدیکی مراد نہیں، پھر کیا مراد ہے؟ اس کو اللہ کے حوالے کردیا جائے، وہی اپنی نزدیکی کی حقیقت بہتر جانتے ہیں —— اور اگر کوئی مناسب تاویل کرنی ہے تو تنزیہ مع التاویل بھی جائز ہے، یعنی کہا جائے کہ ہماری نزدیکی جیسی نزدیکی مراد نہیں، پھر کیا مراد ہے؟ پس اللہ کی نزدیکی کا اللہ کے شایانِ شان مطلب بیان کیا جائے، مثلاً حضرت سلیمان اعمشؒ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت سے نزدیک ہوتے ہیں، اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ طاعات کے ذریعہ اور مامورات بجالا کر اللہ سے نزدیک ہوتا ہے: تو اللہ کی مغفرت و رحمت اس کی طرف تیزی سے بڑھتی ہے (یہ تاویل کتاب میں ہے) —— پس جو سلفی مناسب تاویل کو ناجائز کہتے ہیں وہ غور کریں: امام اعمش کا شمار سلف میں ہے، وہ خلف میں سے نہیں ہیں، اور وہ تاویل کررہے ہیں، معلوم ہوا کہ صفات کی مناسب تاویل کرنا بھی سلف ہی کا مسلک ہے، اللہ تعالیٰ اس بات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

[۳۶۲۳-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، وَابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ: ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ: ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَيُرْوَى عَنِ الْأَعْمَشِ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذَا الحديثِ: "مَنْ تَقَرَّبَ مِنِّيْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا" يَعْنِيْ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ، وَهٰكَذَا فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هٰذَا الْحَدِيْثَ، قَالُوْا: إِنَّمَا مَعْنَاهُ: يَقُوْلُ: إِذَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ الْعَبْدُ بِطَاعَتِيْ وَبِمَا أَمَرْتُ: تُسَارِعُ إِلَيْهِ مَغْفِرَتِيْ وَرَحْمَتِيْ.

۴۲-دو عذابوں اور دو فتنوں سے پناہ چاہنا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی پناہ طلب کرو جہنم کے عذاب سے! اور اللہ کی پناہ طلب کرو قبر کے عذاب سے! اور اللہ کی پناہ طلب کرو مسیح دجال کے فتنے سے! اور اللہ کی پناہ طلب کرو زندگی اور موت کے فتنے سے! (یہ دو عذاب سنگین ہیں، اور یہ دو فتنے سخت ہیں، ان چاروں سے ہمیشہ پناہ طلب کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ ان سے ہماری حفاظت فرمائیں، اور یہ مسلم شریف کی روایت ہے)

[۳۶۲۴-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "اسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَاسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ" هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

بابٌ

۴۳-ڈنک مارنے والے جانور کے زہر سے حفاظت کی دعا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص تین مرتبہ کہے: جب وہ شام کرے: أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق: میں اللہ کے کامل فرمودات (قرآن وغیرہ) کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کی مخلوقات کی برائی سے: تو اس کو اس رات میں کوئی ڈنک کا زہر ضرر نہیں پہنچائے گا" —— حدیث کے راوی سہیل کہتے ہیں: ہمارے گھر والوں نے یہ دعا سیکھ لی تھی، چنانچہ وہ اس کو ہر رات کہا کرتے تھے، پس ان کی کوئی باندی ڈس لی گئی تو اس نے کوئی تکلیف نہیں پائی۔

تشریح: اس مضمون کی روایت مسلم شریف میں بھی ہے، اور امام مالکؒ نے موطا میں بھی روایت کی ہے، البتہ عبید اللہ عمری اس کی سند سہیل پر روک دیتے ہیں، آخر میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ذکر نہیں کرتے، یعنی ان کی روایت مرسل ہے۔

[۱۳۲-] بابٌ

[۳۶۲۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ: لَمْ يَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ"

قَالَ سُهَيْلٌ: فَكَانَ أَهْلُنَا تَعَلَّمُوْهَا، فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَهَا كُلَّ لَيْلَةٍ، فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ، فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَرَوَى مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ هٰذَا الْحَدِيْثَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ

أَبِيْ هُرَيرةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَرَوَى عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عُمَرَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذا الحديثَ، عَنْ سُهَيْلٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

بابٌ

۴۴-ایک دعا جو حضرت ابو ہریرہؓ ہمیشہ مانگتے تھے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک دعا جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کیا ہے: میں اس کو نہیں چھوڑتا: ''اے اللہ! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں آپ کا بڑا شکر بجالاؤں، اور آپ کو بکثرت یاد کروں، اور آپ کی نصیحت کی پیروی کروں، اور آپ کی وصیت کی حفاظت کروں'' (یہ حدیث ابو فضالہ کی وجہ سے ضعیف ہے)

[۱۲۳-] بابٌ

[۳۶۲۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا وَكِيْعٌ، نَا أَبُوْ فَضَالَةَ: الْفَرَجُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيرةَ قَالَ: دُعَاءٌ حَفِظْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لاَ أَدَعُهُ: "اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ أُعْظِمُ شُكْرَكَ، وَأُكْثِرُ ذِكْرَكَ، وَأَتَّبِعُ نَصِيْحَتَكَ، وَأَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ" هٰذا حديثٌ غريبٌ.

بابٌ

۴۵-دعا میں جلدی مچانے کی ممانعت

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی شخص اللہ سے کوئی دعا کرتا ہے تو اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے: پھر یا تو اس کی دعا دنیا میں جلدی پوری کر دی جاتی ہے، یا وہ آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ لی جاتی ہے، یا اس سے اس کی دعا کے بقدر اس کے گناہوں میں سے مٹایا جاتا ہے، بشرطیکہ وہ کسی گناہ کی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے، یا جلد بازی نہ کرے'' لوگوں نے پوچھا: وہ جلد بازی کس طرح کرے گا؟ (کیونکہ یہ معاملہ اس کے اختیار میں نہیں) آپؐ نے فرمایا: ''وہ کہے: میں نے اپنے پروردگار کو پکارا، مگر انھوں نے میری دعا قبول نہیں کی!'' (حالانکہ اللہ تعالیٰ دیر سویر دعا ضرور قبول کرتے ہیں، چنانچہ اس کو دعا کے نتیجے میں تین باتوں میں سے ایک بات ضرور ملتی ہے)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی بندہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی بغل نظر آنے لگے، پس وہ اللہ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ چیز دیتے ہیں، جب تک وہ جلد بازی نہ کرے'' لوگوں نے پوچھا: اور وہ جلدی بازی کس طرح کرتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ کہتا ہے: میں نے مانگا، مانگا، مگر مجھے نہیں دیا گیا!''

یہی حدیث دوسری سند سے جامع الفاظ کے ساتھ اس طرح مروی ہے: یُستجاب لأحدکم مالم یَعْجَل یقول: دعوتُ فلم یُسْتَجَبْ لی: تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلد بازی نہ کرے: کہے: میں نے دعا کی مگر میری دعا قبول نہ ہوئی!

راوی: پہلی حدیث کا راوی: زیاد طائی مجہول ہے، اور حضرت ابو ہریرہؓ سے اس کا سماع بھی نہیں (تقریب وتحفۃ الاشراف مزی) اور دوسری حدیث: زہری کی سند سے باب من یستعجل فی دعائہ میں آگئی ہے۔

[۱۳۴-] بابٌ

[۳۶۲۷-] حدثنا یَحْییَ بْنُ مُوْسَی، نَا أَبُوْ مُعَاوِیَۃَ، نَا اللَّیْثُ: ھُوَ ابْنُ أَبِیْ سُلَیْمٍ، عَنْ زِیَادٍ، عَنْ أَبِیْ ھریرۃَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْ اللّٰہَ بِدُعَاءٍ إِلاَّ اسْتُجِیْبَ لَہُ، فَإِمَّا أَنْ یُعَجَّلَ لَہُ فِی الدُّنْیَا، وَإِمَّا أَنْ یُدَّخَرَ لَہُ فِی الآخِرَۃِ، وَإِمَّا أَنْ یُکَفَّرَ عَنْہُ مِنْ ذُنُوْبِہِ بِقَدْرِ مَادَعَا، مَالَمْ یَدْعُ بِإِثْمٍ، أَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ، أَوْ یَسْتَعْجِلْ" قَالُوْا: یارسولَ اللّٰہِ! وَکَیْفَ یَسْتَعْجِلُ؟ قَالَ: "یَقُوْلُ دَعَوْتُ رَبِّیْ فَمَا اسْتَجَابَ لِیْ" ھٰذَا حدیثٌ غریبٌ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ۔

[۳۶۲۸-] حدثنا یَحْییَ، نَا یَعْلَی بْنُ عُبَیْدٍ، قَالَ: نَا یَحْییَ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا مِنْ عَبْدٍ یَرْفَعُ یَدَیْہِ، حَتّٰی یَبْدُوَ إِبْطُہُ، یَسْأَلُ اللّٰہَ مَسْأَلَۃً إِلاَّ آتَاھَا إِیَّاہُ، مَالَمْ یَعْجَلْ" قَالُوْا: یارسولَ اللّٰہِ! وَکَیْفَ عُجْلَتُہُ؟ قَالَ: "یَقُوْلُ: قَدْ سَأَلْتُ، وَسَأَلْتُ، وَلَمْ أُعْطَ شَیْئًا"

وَرَوَی ھٰذَا الحدیثَ الزُّھْرِیُّ، عَنْ أَبِیْ عُبَیْدٍ: مَوْلَی ابْنِ أَزْھَرَ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "یُسْتَجَابُ لِأَحَدِکُمْ مَالَمْ یَعْجَلْ، یَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ یُسْتَجَبْ لِیْ"

بابٌ

۴۶-اللہ تعالیٰ سے اچھی امید باندھنا بھی عبادت کا ایک پہلو ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إن حسن الظن باللہ من حُسنِ عبادۃ اللہ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا: اللہ کی عبادت کی خوبی میں سے ہے، یعنی یہ بھی بندگی کا ایک پہلو ہے، اس سے عبادت کا لطف بڑھ جاتا ہے، جو غلام: آقا کے کرم کا امیدوار رہتا ہے: وہ جی لگا کر کام کرتا ہے، مزدور خوش دل کند کار بیش! اور جو غلام: آقا سے بدگمان یا بددل ہوتا ہے: وہ ہارے جی سے کام کرتا ہے، اس کو کام میں کچھ مزہ نہیں آتا۔ پس مؤمن جب بھی کوئی عبادت کرے تو

یہ خیال نہ کرے کہ میری عبادت کیا قبول ہوگی!؟ اور مجھے اس ٹوٹی پھوٹی عبادت پر کیا صلہ ملے گا! بلکہ یہ امید رکھے کہ میں نے اپنی استطاعت کے مطابق عبادت کی ہے، اور اگرچہ عبادت ناقص ہے، مگر میرا مولی اس کو نظر انداز نہیں کرے گا، وہ ضرور اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے گا، ایسا گمان باندھنا بھی ایک طرح کی عبادت ہے، اور بہترین عبادت ہے!

[۱۳۵-] بابٌ

[۳۶۲۹-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، نَا صَدَقَةُ بْنُ مُوْسَى، نَا مُحمدُ بْنُ وَاسِعٍ، عَنْ سُمَيْرِ بْنِ نَهَارٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ حُسْنَ الظَّنِّ بِاللهِ مِنْ حُسْنِ عِبَادَةِ اللهِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۴۷-لمبی چوڑی آرزوئیں باندھنے کی ممانعت

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لِيَنْظُرَنَّ احدُكم ماالذى يَتَمَنّٰى؟ فإنه لايدرى ما يُكْتَبُ له من أُمْنِيَّتِه: چاہئے کہ ضرور دیکھے تم میں سے ایک اس کو جس کی تمنا کرتا ہے! پس بیشک شان یہ ہے کہ وہ نہیں جانتا اس چیز کو جو اس کے لئے لکھی جاتی ہے اس کی تمنا سے۔

ترکیب: ما الذی: لینظرن کا مفعول بہ ہے..... مایکتب: لایدری کا مفعول بہ ہے..... من أمنيته: ما کا بیان ہے۔

تشریح: یہ حدیث مرسل ہے، عمر جو مدینہ کے قاضی تھے: اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، ان کے والد حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رحمہ اللہ ہیں جو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں اور تابعی ہیں، وہ کسی صحابی کا ذکر نہیں کرتے، اس لئے حدیث مرسل ہے —— اور اس حدیث میں دنیا وآخرت کی لمبی چوڑی آرزوئیں کرنے کی ممانعت ہے، کیونکہ معلوم نہیں: مقدر کیا ہے؟ پھر جب آرزو پوری نہیں ہوگی تو دھکا لگے گا، لہٰذا پہلے ہی سوچ کر ایسی تمنا کرے جس کا امکان ہو، شیخ چلی والی آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ میرا معمول یہ ہے کہ میں کسی معاملہ میں اور کسی شخص سے کبھی کوئی امید قائم نہیں کرتا، اگر میرا کام ہوجاتا ہے تو اللہ کا شکر بجالاتا ہوں، ورنہ مقدر کا کرشمہ تصور کرتا ہوں —— اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی سوچ کر اچھا گمان قائم کرنا چاہئے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان بھی عبادت ہے، مگر "مقام محمود" کی آرزو نہیں کرنی چاہئے، وہ مقام تو ایک ہی بندے کے لئے مقدر ہے۔ پس یہ حدیث گذشتہ دونوں حدیثوں سے ایک طرح کا استثناء ہے، فرمایا: ایاز قدر خود بشناس! آخرت میں ایسی نعمتوں کی تمنا مت کرو جو تمہاری طاعات سے میل نہ کھائیں، بالاجمال مغفرت مانگو، اور جنت الفردوس کی دعا کرو، امیدوں کے پل مت باندھو، جو مقدر

ہوگا اللہ تعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔

[۱۳۶-] بابٌ

[۳۶۲۰-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، نَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لِيَنْظُرَنَّ أَحَدُكُمْ مَا الَّذِيْ يَتَمَنّٰى، فَإِنَّهُ لَايَدْرِيْ مَا يُكْتَبُ لَهُ مِنْ أُمْنِيَّتِهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

بابٌ

۴۸- بقائے حواس کی اور ظالم سے بدلہ لینے کی دعا

حدیث: رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! مجھے میرے کانوں سے اور میری آنکھوں سے فائدہ پہنچا، اور دونوں کو میرا وارث بنا، یعنی یہ دونوں قوتیں تاحیات سلامت رہیں، اور میری مدد فرما اس کے خلاف جو مجھ پر ظلم کرے، اور اس سے میرا بدلہ لے'' (جابر بن نوح ضعیف راوی ہے، اس لئے حدیث ضعیف ہے)

[۱۳۷-] بابٌ

[۳۶۲۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا جَابِرُ بْنُ نُوْحٍ، قَالَ: نَا مُحمدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيرةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْ، فَيَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّيْ، وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ يَظْلِمُنِيْ، وَخُذْ مِنْهُ بِثَأْرِيْ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۴۹- ہر حاجت اللہ تعالیٰ ہی سے مانگو

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے پروردگار سے اپنی تمام حاجتیں مانگے، یہاں تک کہ اگر چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے'' (یہ روایت قَطَن بن نُسیر ہی جعفر بن سلیمان سے مسند کرتا ہے، دوسرے تلامذہ سند کے آخر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا تذکرہ نہیں کرتے، پھر جعفر کے شاگرد صالح کی سند لائے ہیں، جو ثابت بنانی پر رک جاتی ہے، اس کا مضمون یہ ہے: ''چاہئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنے

پروردگار سے اپنی ضرورتیں مانگے، یہاں تک کہ نمک بھی اللہ سے مانگے، اور یہاں تک کہ جب چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگے"

تشریح: امور دو قسم کے ہیں: عادی اور غیر عادی، جیسے کسی سے پانی مانگنا، اور اولاد مانگنا۔ پہلی قسم کے امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے، حدیث میں ہے: إن اللّٰہ في عون العبد ما کان العبد في عون أخیہ: اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں رہتے ہیں، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔ اور دوسری قسم کے امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز نہیں، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾: ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں، اور آپ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

پھر جن امور میں غیر اللہ سے استعانت جائز ہے: اس کی بھی دو صورتیں ہیں: حقیقی استعانت اور مجازی استعانت۔ حقیقی استعانت: کسی کو مختار سمجھ کر مدد مانگنا: یہ قطعاً جائز نہیں، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔ اور مجازی استعانت: کسی کو غیر مختار سمجھ کر مدد مانگنا: یہ امور عادیہ میں جائز ہے۔

رہی یہ بات کہ جو استعانت جائز ہے: وہ بھی کرنی چاہئے یا نہیں؟ اس حدیث میں اسی کا بیان ہے کہ اپنی تمام حاجتیں اللہ ہی سے مانگو، کسی سے حاجتیں مانگ کر اس کے ممنونِ احسان مت بنو، نبی ﷺ نے چند صحابہ سے اس شرط پر بیعت لی تھی کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگیں گے، چنانچہ ان کا کوڑا گر جاتا تھا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگتے تھے، خود گھوڑے سے اتر کر لیتے تھے۔ ان کا حال یہ تھا: مجھے جینا ہی نہیں بندۂ احساں ہو کر!

[۱۳۸-] بابٌ

[۳۶۳۲-] حدثنا أبو داود: سُلَيْمَانُ بْنُ الْأَشْعَثِ السِّجْزِيُّ، ثَنَا قَطَنٌ الْبَصْرِيُّ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ كُلَّهَا، حَتَّى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ "

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَرَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الحديثَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ: عَنْ أَنَسٍ.

[۳۶۳۳-] حدثنا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهُ حَاجَتَهُ، حَتَّى يَسْأَلَهُ الْمِلْحَ، وَحَتَّى يَسْأَلَهُ شِسْعَ نَعْلِهِ إِذَا انْقَطَعَ "

وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ قَطَنٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

فضائل ومناقب کا بیان

اب کتاب کے آخری ابواب شروع ہورہے ہیں۔ مناقب: مَنْقَبة کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں: عمدہ اخلاق واوصاف، ذاتی خوبیاں۔ اس کے لئے دوسرا لفظ فضائل ہے، یہ فضیلة کی جمع ہے، جس کے معنی ہیں: خصوصیت وامتیاز، عمدہ کردار ـــــ امام ترمذی رحمہ اللہ نے پہلے فضائلِ نبوی بیان کئے ہیں پھر فضائلِ صحابہ وغیرہ۔

بابُ ماجاءَ في فَضْلِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

فضائل نبوی کا بیان

نبی ﷺ کے فضائل بے حساب ہیں، نہ کوئی قلم ان کا احاطہ کرسکتا ہے، نہ کوئی بیان ان کا حق ادا کرسکتا ہے۔ شاعر کہتا ہے:

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری ❁ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ یوسفؑ کی خوبصورتی، عیسیٰؑ کی پھونک اور موسیٰؑ کا روشن ہاتھ رکھتے ہیں ÷ جو خوبیاں سب رکھتے ہیں وہ آپؐ تنہا رکھتے ہیں!

اور حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِي ❁ وأجملَ منك لم تَلِدِ النساءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّأً من كل عيب ❁ كأنك قد خُلِقْتَ كما تشاءُ

(آپؐ سے عمدہ کوئی شخص میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا ÷ اور آپ سے خوبصورت کوئی شخص عورتوں نے نہیں جنا)

(آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں ÷ گویا آپ جیسا آپؐ چاہتے ہیں پیدا کئے گئے ہیں)

اور مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ فرماتے ہیں:

یاصَاحِبَ الجمالِ، ویا سیِّد البشر ❁ من وجھكَ الْمُنِیْرِ لقد نُوِّرَ القمر
لایمکن الثناء کما کان حَقُّہٗ ❁ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(اے صاحب حسن وجمال! اے انسانوں کے آقا! ÷ آپ کے رخ انور سے چاند کو روشنی نصیب ہوئی ہے!)
(آپ کی تعریف: جیسا کہ تعریف کا حق ہے: ممکن نہیں ÷ پس مختصر بات یہ ہے کہ اللہ کے بعد بزرگی میں آپ کا مرتبہ ہے!)

اور حکیم شیراز قدس سرہ فرماتے ہیں:

بَلَغَ الْعُلٰی بکمالہ ❁ کشفَ الدُّجٰی بجمالہ
حَسُنَتْ جمیعُ خصالہ ❁ صلوا علیہ وآلہ

(آپ اپنے کمالات کے ذریعہ بلندی کو پہنچے ÷ تاریکیوں کو اپنی خوبصورتی سے چھانٹ دیا)
(آپ کی ساری ہی عادات بہترین ہیں ÷ آپ پر اور آپ کے خاندان پر درود بھیجو)

یا ربِّ! صَلِّ وَسَلِّمْ دائماً ابداً ❁ علی حبیبك خیرِ الخلقِ کلھم

(اے پروردگار! ہمیشہ ہمیشہ درود وسلام بھیج ÷ اپنے حبیب پر جو ساری خلقت سے بہتر ہیں)

۱- نسب پاک اور اونچا خاندان

ہمارے نبی ﷺ کا نام: محمد، آپ کے والد کا نام عبد اللہ، دادا کا نام عبد المطلب (شَیبہ) پردادا کا نام ھَاشِم (عَمرو) تھا۔ آگے سلسلۂ نسب یہ ہے: ابنُ عبدِ مُنَافٍ (مغیرۃ) ابنِ قُصَیِّ بْنِ کِلَابِ بْنِ مُرَّۃَ، بْنِ کَعْبٍ، بْنِ لُؤَیٍّ، بْنِ غَالِبٍ، بْنِ فِھْرٍ (ان کا لقب قریش تھا، اور ان کی اولاد قریش کہلاتی ہے) ابن مالك، بن النَّضْرِ، بن کِنَانَۃَ (ان کی اولاد بنو کنانہ کہلاتی ہے) ابن خُزَیْمَۃَ، بْنِ مُدْرِکَۃَ، بن إلیاس، بن مُضَرَ (ان کی اولاد مضر کہلاتی ہے) ابن نِزَارٍ، بن مَعَدٍّ، بن عَدْنان: یہاں تک نسب نامہ پر ماہرین انساب کا اتفاق ہے، اور عدنان سے اوپر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک مؤرخین میں وسائط میں اختلاف ہے۔

آپ کا خاندان (خانوادۂ ہاشم) عرب کا نامی گرامی خاندان تھا، نہایت بہادر، بے حد سخی، فصاحت میں یکتا اور ذکاوت میں بے مثال تھا۔ آپ نے ایسے اونچے خاندان میں آنکھ کھولی، اور اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام بہترین خاندان میں مبعوث کیے جاتے ہیں۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے اسماعیل علیہ السلام کو برگزیدہ کیا (ابراہیم علیہ السلام کے سات صاحبزادے تھے، تفصیل کے لئے قصص القرآن (مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ) کی مراجعت کریں) اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنو کنانہ کو برگزیدہ کیا، اور بنو کنانہ میں سے قریش

کو برگزیدہ کیا۔ اور قریش میں سے بنو ہاشم کو برگزیدہ کیا۔ اور مجھے بنو ہاشم میں سے برگزیدہ کیا۔

أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم

[۱-] بابُ ماجاءَ فِي فَضْلِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۶۳۴-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ، نَا مُحمدُ بْنُ مُصْعَبٍ، نَا الأَوْزَاعِيُّ، عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِبْرَاهِيمَ: إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ: بَنِيْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِيْ كِنَانَةَ: قُرَيْشًا، واصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ: بَنِيْ هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

حدیث (۲): نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آپ کو خبر دی کہ قریش (ایک مجلس میں) بیٹھے، پس انھوں نے خاندانی خوبیوں کا آپس میں تذکرہ کیا، اور انھوں نے آپ کی مثال "کوڑی میں اُگے ہوئے کھجور کے درخت" کی بیان کی (کوڑی کا سبزہ شاندار ہوتا ہے، مگر اس کی اصل گندی ہوتی ہے، یعنی آپ کی ذات تو عظیم ہے، مگر خاندان بس ایسا ہی ہے!) پس آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق (انسانوں) کو پیدا کیا، پس مجھے ان کے بہترین فرقے (حصے) سے گردانا، اور دو فرقوں میں سے ایک کو ترجیح دی، پھر قبائل کو ترجیح دی، پس مجھے بہترین قبیلہ میں سے گردانا، پھر گھروں (خاندانوں) کو ترجیح دی، پس مجھے ان کے بہترین خاندان میں سے گردانا، پس میں ان میں ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں، اور خاندان کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں!"

لغت: کَبْوَۃ کے معنی ہیں: ٹھوکر، لغزش، کہاوت ہے: لکل جَوَادٍ کَبْوَۃ: ہر اچھے گھوڑے کو ٹھوکر لگتی ہے، زمخشری کا خیال ہے کہ یہ لفظ راوی نے اچھی طرح محفوظ نہیں کیا، صحیح لفظ کِبَا ہے، جس کے معنی ہیں مَزْبَلَۃ (کوڑی) کُبَۃ بھی اس معنی میں آتا ہے، اس کے لئے ایک لفظ الدِّمْنَۃ بھی ہے، جس کے معنی ہیں: کوڑی خانہ، وہ جگہ جہاں گوبر وغیرہ غلاظتیں ڈالی جاتی ہیں، اس کی جمع دِمَنٌ اور دِمْنٌ ہے، روایت ہے: إیاکم وخضراءَ الدِّمَن: کوڑی کے سبزے سے بچو، یعنی برے خاندان کی گوری عورت سے نکاح مت کرو۔

[۳۶۳۵-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ:

قُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! إنَّ قُرَيْشًا جَلَسُوا، فَتَذَاكَرُوا أَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَجَعَلُوا مَثَلَكَ مَثَلَ نَخْلَةٍ فِي كَبْوَةٍ مِنَ الْأَرْضِ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ، وَخَيْرِ الفَرِيقَيْنِ، ثُمَّ خَيَّرَ القَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ الْقَبِيلَةِ، ثُمَّ خَيَّرَ الْبُيُوتَ، فَجَعَلَنِي مِنْ خَيْرِ بُيُوتِهِمْ، فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا، وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا" هٰذا حديثٌ حسنٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ: هُوَ ابْنُ نَوْفَلٍ.

حدیث (۳): مطلب کہتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور گویا انھوں نے کوئی بات سنی ہے (وہی بات سنی ہے جو گذشتہ حدیث میں آئی ہے) پس نبی ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اور سوال کیا: ''میں کون ہوں؟'' لوگوں نے جواب دیا: آپ اللہ کے رسول ہیں، آپؐ پر سلامتی ہو! آپؐ نے فرمایا: ''میرا نام محمد (ﷺ) ہے، میرے والد کا نام عبد اللہ ہے، اور میرے دادا کا نام عبد المطلب ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مخلوق (انسانوں) کو پیدا کیا، پس مجھے ان کے بہترین حصہ میں گردانا، پھر ان کو دو جماعتیں بنایا، پس مجھے ان کی بہترین جماعت میں گردانا، پھر ان کے قبیلے بنائے، پس مجھے ان کے بہترین قبیلہ میں گردانا، پھر ان کو گھر (خاندان) بنایا، پس مجھے ان کے بہترین خاندان میں گردانا، اور مجھے ان میں سے بہترین ذات بنایا''

سند کا بیان: یہ مذکورہ حدیث نمبر (۲) ہی ہے، وہ اسماعیل کے شاگرد عبید اللہ کی روایت تھی، اور یہ سفیان ثوریؒ کی، اور سفیان ثوریؒ سے اسماعیل کی سند کی طرح بھی سند مروی ہے۔

حدیث (۴): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ کیا، اور کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا، اور قریش میں سے ہاشم کو برگزیدہ کیا، اور ہاشم کی اولاد میں سے مجھے برگزیدہ کیا۔

[۳٦۳٦-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ أَحْمَدَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ، قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَأَنَّهُ سَمِعَ شَيْئًا، فَقَامَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: "مَنْ أَنَا؟" فَقَالُوْا: أَنْتَ رسولُ اللّٰهِ، عَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ: "أَنَا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ، فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا، فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَفْسًا"

هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، وَرُوِيَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ نَحْوَ حَدِيْثِ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ.

[۳٦۳۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدِّمَشْقِيُّ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ،

نَا الْأَوْزَاعِيُّ، نَا شَدَّادٌ أَبُوْ عَمَّارٍ، ثَنِيْ وَاثِلَةُ بْنُ الْأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى هَاشِمًا مِنْ قُرَيْشٍ، وَاصْطَفَانِيْ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

۲- نبی ﷺ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی؟

حدیث: لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! آپؐ کے لئے نبوت کب ثابت ہوئی؟ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو نبی بنانے کا فیصلہ کب فرمایا؟ آپؐ نے فرمایا: ''جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے!'' یعنی ابھی ان کا پتلہ بھی نہیں بنا تھا کہ آپؐ کی نبوت کا فیصلہ کردیا گیا تھا۔

تشریح: اس حدیث میں لوگوں نے ایک اضافہ کیا ہے: وکنتُ نبیا ولا ماء ولا طین: میں نبی تھا درانحالیکہ نہ پانی تھا نہ مٹی: یہ اضافہ صحیح نہیں، اور اصل حدیث مستدرک حاکم اور امام بخاری کی تاریخ وغیرہ میں ہے، اور صحیح ہے۔

اور اس حدیث میں مراحلِ تقدیر میں سے ایک مرحلہ کا ذکر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ نے حجۃ اللہ البالغہ کی قسم اول کے مبحث پنجم کے باب پنجم میں تقدیر کے پانچ مراحل بیان کئے ہیں، مگر پانچ میں حصر نہیں فرمایا، فرماتے ہیں:

''تقدیر پانچ مراحل میں ظاہر ہوئی ہے: پہلی مرتبہ: اللہ کے علم ازلی میں تمام چیزوں کے انداز ٹھہرائے گئے، دوسری مرتبہ: تخلیقِ ارض وسماء سے پچاس ہزار سال پہلے عرش کی قوتِ خیالیہ میں سب چیزیں موجود ہوئی، تیسری مرتبہ: تخلیقِ آدم کے بعد جب عہدِ الست لیا گیا: اس وقت تقدیر کا تحقق ہوا۔ چوتھی مرتبہ: شکم مادر میں جب روح پڑنے کا وقت آتا ہے تو تقدیر کا یک گونہ تحقق ہوتا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ: دنیا میں واقعہ رونما ہونے کے کچھ پہلے تقدیر پائی جاتی ہے، اور تقدیر کے یہ مراحل انسانوں اور ان کے احوال سے متعلق ہیں'' (کامل برہان الٰہی ۱:۳۰۷)

اور اس حدیث میں ایک اور مرحلہ کا ذکر ہے، جو تخلیقِ ارض وسماء اور تخلیقِ آدم کے درمیان کا مرحلہ ہے، مگر چونکہ یہ تقدیر خاص تھی، اس لئے شاہ صاحب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

[۳۶۳۸-] حدثنا أَبُوْهَمَّام: الْوَلِيْدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيْدِ الْبَغْدَادِيُّ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوْا: يَارسولَ اللّٰهِ! مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: "وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

باب

۳-روزِ محشر نبی ﷺ کے چند امتیازات

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں لوگوں میں پہلا شخص ہوں نکلنے کے اعتبار سے جب وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے، اور میں ان کا مقرر ہوں جب وہ قاصد بن کر جائیں گے، اور میں ان کو خوش خبری سنانے والا ہوں جب وہ مایوس ہونگے، حمد کا جھنڈا اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا، اور میں میرے پروردگار کے نزدیک اولادِ آدم میں سب سے زیادہ معزز ہوں، اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا!'' (بلکہ اظہار حقیقت کے طور پر کہتا ہوں)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں پہلا وہ شخص ہوں جس سے زمین پھٹے گی، پس میں جنت کے پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنایا جاؤں گا، پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہونگا، اور میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی اس جگہ کھڑا نہیں ہوگا''

تشریح: ان حدیثوں میں قیامت کے دن نبی ﷺ کے سات امتیازات کا ذکر ہے، ان میں سے تین کا تذکرہ پہلے (حدیث ۲۱۷۲ تحفہ ۷: ۳۲۹ میں) آچکا ہے: ۱- قیامت کے دن نبی ﷺ سب سے پہلے قبر شریف سے نکلیں گے۔ ۲- قیامت کے دن سب سے پہلے آپ کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ ۳- جب اہل محشر بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہونگے تو متکلم آپ ہونگے (وفد میں افضل متکلم ہوتا ہے) ۴- جب بھی اہل محشر مایوس ہونگے تو آپ ان کی ڈھارس بندھائیں گے۔ ۵- قیامت کے دن سب سے زیادہ باری تعالیٰ کی حمد آپ ہی کریں گے، اور دوسرے آپ سے حمد کرنا سیکھیں گے۔ ۶- قیامت کے دن آپ ہی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز و محترم ہونگے۔ ۷- قیامت کے دن آپ کو عرش کی دائیں جانب میں مقام خاص ملے گا، یہ مقام کسی اور بندے کو نصیب نہیں ہوگا۔

[۲-] بابٌ

[۳۶۳۹-] حدثنا الحُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ، ثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا إِذَا بُعِثُوْا، وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوْا، لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِيْ، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّيْ، وَلَا فَخْرَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۶۴۰-] حدثنا الحُسَيْنُ بْنُ يَزِيْدَ، نَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيْدَ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنَا

أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، فَأُكْسَى الْحُلَّةَ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ، ثُمَّ أَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِ الْعَرْشِ، لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلاَئِقِ يَقُوْمُ ذٰلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

باب

۴-جنت میں بلند مرتبہ آپ ہی کو حاصل ہوگا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے لئے وسیلہ کی دعا کرو" لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! وسیلہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "وہ جنت میں ایک بلند مرتبہ ہے، اس کو ایک ہی شخص حاصل کرے گا، اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ شخص میں ہونگا (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والا ابو عامر کعب مدنی مجہول راوی ہے، مگر چونکہ وہ تابعی ہے، اس لئے اس کی جہالت سے صرف نظر کی جانی چاہئے۔ اور وسیلہ: محبوبیت کا ایک خاص مقام ہے، اسی کا نام "مقامِ محمود" ہے، اس کی تفصیل پہلے (حدیث ۲۰۷ تحفہ ۵۳۴: میں) آگئی ہے)

[۴-] باب

[۳٦٤١-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، نَا سُفْيَانُ: وَهُوَ الثَّوْرِيُّ، عَنْ لَيْثٍ: وَهُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، قَالَ: ثَنِيْ كَعْبٌ، ثَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ" قَالُوْا: يَارسولَ اللهِ! وَمَا الْوَسِيْلَةُ؟ قَالَ: "أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ، لاَيَنَالُهَا إِلاَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ، أَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَإِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ، وَكَعْبٌ لَيْسَ هُوَ بِمَعْرُوْفٍ، وَلاَ نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى عَنْهُ غَيْرَ لَيْثِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمٍ.

۵-نبی ﷺ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں، اور آپ کے چند دیگر امتیازات

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری عجیب حالت نبیوں میں: اس شخص کی حالت جیسی ہے جس نے کوئی حویلی بنائی، پس اس کو شاندار بنایا، اور اس کو مکمل کیا، اور اس کو خوبصورت بنایا، اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس لوگوں نے اس عمارت میں گھومنا شروع کیا، اور وہ اس عمارت پر تعجب کرنے لگے، اور کہنے لگے: کاش اس اینٹ کی جگہ پوری کردی جاتی، اور میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں"

تشریح: حویلی بنانے والے اللہ تعالیٰ ہیں، اور حویلی دینِ اسلام ہے، اور اس کی اینٹیں انبیاء کی شخصیات ہیں، لوگ یہ قصرِ نبوت دیکھتے تھے، اور حیرت زدہ رہ جاتے تھے، اور تبصرہ کرتے تھے کہ حویلی تو شاندار ہے، مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی

ہے، کاش وہ بھی بھر جاتی! آپؐ نے فرمایا: ''وہ آخری اینٹ میں ہوں!'' آپؐ پر سلسلۂ نبوت پورا ہوگیا، اب قصرِ نبوت میں کسی اینٹ کی جگہ نہیں، اور یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (حدیث ۲۸۷۲ ابواب الامثال، باب ۲ تحفہ ۶: ۶۱۰ میں) آچکی ہے۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب قیامت کا دن آئے گا تو میں نبیوں کا پیشوا، ان کا متکلم اور ان کا سفارشی ہونگا، اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا'' (بلکہ اظہار حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں)

حدیث (۳): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہونگا، اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا، اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا، اور یہ بات (بھی) بطور فخر نہیں کہتا، اور اس دن کوئی بھی نبی نہیں ہونگے —— آدم علیہ السلام اور وہ انبیاء جو ان کے علاوہ ہیں —— مگر وہ میرے جھنڈے تلے ہونگے، اور میں پہلا وہ شخص ہونگا جس سے زمین پھٹے گی، اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا (بلکہ یہ سب باتیں بطور اظہار حقیقت فرمائی ہیں)

حوالہ: یہ حدیث تفصیل سے پہلے (حدیث ۳۱۴۷ تحفہ ۷: ۳۲۹ میں) گذر چکی ہے۔

[۳۶۴۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحمدِ ابْنِ عَقِيْلٍ، عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَثَلِيْ فِي النَّبِيِّيْنَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا، فَأَحْسَنَهَا، وَأَكْمَلَهَا، وَأَجْمَلَهَا، وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِالْبِنَاءِ، وَيَعْجَبُوْنَ مِنْهُ، وَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ! وَأَنَا فِي النَّبِيِّيْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ"

وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ، وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ، غَيْرَ فَخْرٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۶۴۳-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا فَخْرَ، وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ، وَلَا فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ، آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ، إِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، وَلَا فَخْرَ" وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ. وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ.

۲- اذان کے بعد درود اور وسیلہ کی دعا اور ان کا فائدہ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم مؤذن کو سنو تو کہو جیسا وہ کہتا ہے یعنی اذان کا جواب دو، پھر مجھ پر درود بھیجو، اس لئے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا: اس پر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں دس بار درود بھیجیں گے، پھر میرے لئے ''وسیلہ'' مانگو، پس وسیلہ جنت میں ایک مرتبہ ہے، مناسب نہیں وہ مگر اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک

بندے کے لئے، اور امید رکھتا ہوں میں کہ ہوؤنگا میں وہ ایک بندہ! اور جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لئے میری سفارش اتر پڑے گی۔

تشریح: اس حدیث کی وجہ سے بعض لوگ اذان کی دعا میں: وارزقنا شفاعته يوم القيامة: بڑھاتے ہیں، حالانکہ اس کی ضرورت نہیں، شفاعت وسیلہ کی دعا کالازمی نتیجہ ہے۔

راوی: اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن بن جبیر: قرشی عامری مصری ہیں، اور طبقۂ ثالثہ کے ہیں۔ اور ایک دوسرے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نُفیر ہیں، جو حمصی شامی ہیں، اور طبقہ رابعہ کے ہیں، اور دونوں ثقہ ہیں (دونوں راویوں میں یہ امتیاز امام بخاری رحمہ اللہ نے کیا ہے)

[٣٦٤٤-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ المُقرِئُ نَا حَيْوَةُ، نَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ، سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو، أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوْا لِيَ الْوَسِيْلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَاتَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، وَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، قَالَ مُحمدٌ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ، هٰذَا: قُرَشِيٌّ، وَهُوَ مِصْرِيٌّ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ.

۷- دیگر انبیاء صاحبِ کمال ہیں تو نبی ﷺ صاحبِ کمالات!

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: چند صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم مسجد میں بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے، پس آپ نکلے یعنی نکلنے کے ارادے سے گھر میں سے چلے، یہاں تک کہ جب ان سے قریب ہوئے تو آپ نے ان کو باتیں کرتے ہوئے سنا (پس آپ اندر ہی رک گئے) اور آپ نے ان کی باتیں سنیں۔

ایک نے کہا: حیرت زا بات! اللہ نے اپنی مخلوق میں سے ایک دوست بنایا (سورۃ النساء آیت ۱۲۵ میں ہے:) ﴿واتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾: اور اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خاص دوست بنایا، یعنی نبیوں میں بڑا کمال ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہوا، کیونکہ خلیل ہونا اعلیٰ درجہ کا تقرب اور مقبولیت کا درجہ ہے۔

دوسرے نے کہا: موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم کلامی سے زیادہ حیرت ناک بات کیا ہے! (سورۃ النساء آیت ۱۶۴ میں ہے:) ﴿وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا﴾: اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے خاص طور پر کلام فرمایا، یعنی موسیٰ علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام سے بھی بڑا کمال حاصل ہے۔

تیسرے نے کہا: پس عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا بول اور اس کی خاص روح ہیں (سورۃ النساء آیت ۱۷۱ میں ہے:) ﴿وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِّنْهُ﴾: اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ نے مریم تک پہنچایا یعنی وہ کلمہ کُن سے پیدا ہوئے، ان کی پیدائش میں باپ کا واسطہ نہیں، اور وہ اللہ کی طرف سے ایک خاص جان ہیں۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام بھی بڑا کمال حاصل ہے۔

چوتھے نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو برگزیدہ کیا (سورۃ آل عمران آیت ۳۳ میں ہے:) ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ﴾: بیشک اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو (نبوت کے لئے) منتخب فرمایا۔ یعنی آدم علیہ السلام کو عیسیٰ علیہ السلام سے بھی بڑا کمال حاصل ہے۔

پس آپ ﷺ ان لوگوں پر نکلے، اور سلام کیا، اور فرمایا: "میں نے آپ حضرات کی باتیں سنیں، اور آپ کے حیرت کرنے کو بھی سنا، بیشک ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خاص دوست ہیں، اور وہ ویسے ہی ہیں یعنی یہ فضیلت ان کے لئے ثابت ہے، اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے ساتھ سرگوشی کرنے والے ہیں، اور وہ ویسے ہی ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام اللہ کی خاص روح اور ان کا بول ہیں، اور وہ ویسے ہی ہیں، اور آدم علیہ السلام کو اللہ نے برگزیدہ کیا ہے، اور وہ ویسے ہی ہیں: اور سنو!

۱- میں اللہ کا حبیب (محبوب دوست) ہوں، اور فخر نہیں کر رہا! (بلکہ اظہار حقیقت ہے) (اور حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی خلیل (خاص دوست) بنایا ہے، جیسا ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے" پس محبوبیت کا مرتبہ خلت کے مرتبہ سے بلند ہے)

۲- اور میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوؤنگا، اور فخر نہیں کر رہا! یعنی آپ قیامت کے دن اللہ کی تعریف سب سے زیادہ کریں گے، اور دوسرے حضرات آپ سے اللہ کی تعریف کرنا سیکھیں گے۔

۳- اور میں قیامت کے دن پہلا سفارش کرنے والا اور پہلا سفارش قبول کیا ہوا ہوؤنگا، اور فخر نہیں کر رہا! یعنی آپ ہی شفاعت کبریٰ فرمائیں گے۔

۴- اور میں پہلا شخص ہوؤنگا جو جنت کے کنڈے ہلاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کے دروازے کھولیں گے، اور اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کریں گے، اور میرے ساتھ غریب مؤمنین ہونگے، اور میں فخر نہیں کر رہا! یعنی جنت میں سب سے پہلے آپ اور آپ کی امت داخل ہوگی۔

۵- اور میں اگلوں اور پچھلوں میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہوؤنگا اور میں فخر نہیں کر رہا! (بلکہ اظہارِ حقیقت کر رہا ہوں)

ملحوظہ: حدیث کے راوی زمعہ بن صالح پر تھوڑا سا کلام کیا گیا ہے، مگر اس راوی کی حدیث مسلم شریف میں مقروناً بغیرہ ہے اس لئے روایت ٹھیک ہے۔

[۳۶۴۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ، نَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَنْتَظِرُوْنَهُ، قَالَ: فَخَرَجَ، حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ، فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَبًا! إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلاً، اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً، وَقَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلاَمِ مُوْسٰى؟ كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا. وَقَالَ آخَرُ: فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ، وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَسَلَّمَ، وَقَالَ: " قَدْ سَمِعْتُ كَلاَمَكُمْ وَعَجَبَكُمْ: إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ، وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ، وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَعِيْسٰى رُوْحُهُ وَكَلِمَتُهُ، وَهُوَ كَذٰلِكَ، وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ، وَهُوَ كَذٰلِكَ، أَلاَ وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ، وَلاَ فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلاَ فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلاَ فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ، فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ، فَيُدْخِلُنِيْهَا، وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلاَ فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، وَلاَ فَخْرَ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

۸- کیا عیسیٰ علیہ السلام: نبی ﷺ کے پہلو میں دفن ہونگے؟

حدیث: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تورات میں محمد ﷺ کے اوصاف مذکور ہیں (ان میں یہ بھی ہے:) اور عیسیٰ علیہ السلام آپؐ کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔

ایک راوی: امام ترمذیؒ کے استاذ زید طائی نے محمد سے روایت کرنے والے راوی کا نام عثمان بن ضحاک بیان کیا ہے، مگر معروف نام ضحاک بن عثمان حزامی مدنی ہے، یہ راوی علامہ اور اخباری تھا، اور ٹھیک تھا۔

تشریح: یہ حدیث نہیں ہے، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے تورات کی بات ذکر کی ہے، اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام: نبی ﷺ کے ساتھ دفن ہونگے، اور یہ روایت کہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا: وأنّي لكِ بذلك، وليس في ذلك الموضع إلا قبري، وقبر أبي بكر، وعمر، وعيسى ابن مريم: حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا: یہ روایت ثابت نہیں، اور اخبار مدینہ میں حضرت سعید بن المسیب کا قول ہے کہ روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ ہے، اس میں عیسیٰ علیہ السلام دفن ہونگے، اس کی سند ضعیف ہے، اور یہ بھی تابعی کا قول ہے، اور مشکوٰۃ (حدیث ۵۵۰۸ باب نزول عیسى) میں جو روایت ہے: فَيُدْفَنُ معي في قبري: اس کی سند معلوم نہیں، مشکوٰۃ میں اس کا یہ حوالہ ہے: رواه ابن الجوزي في كتاب الوفاء، اور ابن الجوزی واعظ تھے اور بہت بعد کے آدمی ہیں، اس لئے صرف ان کا حوالہ کافی نہیں۔

اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپؐ کے ساتھ دفن ہونا: اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو وہ آپ ﷺ کے فضائل میں اس طرح

شمار ہوگی کہ بڑوں کے پاس دفن ہونے کی لوگ تمنا کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ کے پہلو میں دفن ہوں، اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام بھی آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنا کریں گے، حدیث میں ہے: "ہر نبی کی روح اللہ تعالیٰ اس جگہ قبض کرتے ہیں جہاں اس کو دفن ہونا پسند ہوتا ہے" پس جب عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنا کریں گے تو یہ آپ کی فضیلت کی ایک دلیل ہے۔

[٣٦٤٦-] حدثنا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ، نَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، قَالَ: نَى أَبُوْمَوْدُوْدٍ الْمَدَنِيُّ، نَا عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ، عَنْ محمدِ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ محمدٍ: وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُوْ مَوْدُوْدٍ: قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، هٰكَذَا قَالَ: عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ، وَالْمَعْرُوْفُ: الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدِيْنِيُّ.

۹- وہ آئے تو چمن میں بہار آئی، وہ گئے تو ہر پھول مرجھا گیا!

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں وارد ہوئے تو مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی، پھر جس دن آپ کی وفات ہوئی تو مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی، اور ابھی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مٹی دے کر ہاتھ جھاڑے بھی نہیں تھے، ابھی ہم آپ کو دفن ہی کر رہے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اوپرا (انجانا) پایا، یعنی قلوب کی طمانینت اور دلوں کا چین رخصت ہوگیا، بڑوں کا سایہ جب تک سر پر رہتا ہے: ایک عجیب سکون محسوس ہوتا ہے، اور جب وہ سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے تو دل بے چین ہوجاتے ہیں، اسی بے چینی کو 'اوپرا پن' سے تعبیر کیا ہے۔

[٣٦٤٧-] حدثنا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ: أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا عَنْ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم الأَيْدِيَ، وَإِنَّا لَفِيْ دَفْنِهِ، حَتّٰى أَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا " هٰذَا حديثٌ صحيحٌ غريبٌ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي مِيْلَادِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

۱۰- نبی ﷺ کی ولادتِ مبارکہ کا بیان

حدیث: قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ہاتھی کے سال پیدا ہوئے ہیں۔ قیس کہتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے قُباث بن اَشیم یعمری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ؟

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مجھ سے (رتبہ میں) بڑے ہیں، اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں (یہ ادب کا انتہائی درجہ لحاظ ہے) قُباث کہتے ہیں: اور میں نے پرندوں کی بیٹ دیکھی ہے، وہ ہری بدلی ہوئی تھی۔

تشریح: ہاتھی کا سال: جس سال یمن کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ شریف پر چڑھائی کی تھی، اور وہ اور اس کا لشکر معجزاتی طور پر ہلاک ہو گیا تھا، یہ ۵۷۱ عیسوی کا واقعہ ہے، اور نبی ﷺ کی ولادت یا تو واقعہ فیل سے دو سال پہلے ہوئی ہے، یا اسی سال ۵۵ دن پہلے، اور ولادتِ مبارکہ ماہ ربیع الاول میں بروز پیر ہوئی ہے، مگر تاریخ میں چار قول ہیں: ۲، ۸، ۱۰ اور ۱۲ ربیع الاول، اور لوگوں نے جو ۱۲ ربیع الاول متعین کرلی ہے اس کی کوئی دلیل نہیں —— اسی طرح وفات حسرت آیات بھی ربیع الاول میں پیر کے دن ہوئی ہے، مگر تاریخ متعین نہیں، اور لوگوں نے جو ۱۲ ربیع الاول متعین کرلی ہے: وہ تو ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں عرفہ کا دن بالیقین جمعہ کا دن تھا، اب اگر ہر ماہ تیس کا، یا انتیس کا، یا بعض تیس کے اور بعض انتیس کے فرض کیے جائیں تو بھی کسی صورت میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر نہیں آتا، اس لئے یہ تاریخ بھی بے دلیل ہے۔

لغات: الخَذَق: پرندوں کی بیٹ، جانور کی لید ..... مَحِيل: بروزن فعیل: بمعنی اسم مفعول: بدلی ہوئی۔

[٤-] بابُ ماجاءَ فِي مِيلَادِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

[٣٦٤٨-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ العَبْدِيُّ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، نَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحمدَ بْنَ إِسْحَاقَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَامَ الْفِيلِ، قَالَ: وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ أَخَا بَنِي يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ: أَنْتَ أَكْبَرُ أَمْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَكْبَرُ مِنِّي، وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلَادِ، قَالَ: وَرَأَيْتُ خَذْقَ الطَّيْرِ أَخْضَرَ مَحِيلًا.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

بابُ ماجاءَ فِي بَدْءِ نُبُوَّةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

۱۱- نبوت سے پہلے کا حال: بُحیرا راہب کا واقعہ

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ابو طالب شام کے سفر کے لئے نکلے، ان کے ساتھ نبی ﷺ قریش کے چند بڑے لوگوں کے قافلے میں نکلے، پس جب وہ راہب سے قریب ہوئے تو اترے، اور انھوں نے اپنے کجاوے کھولے، پس راہب ان کی طرف نکلا، اور وہ لوگ اس سے پہلے اس کے پاس سے گذرتے تھے مگر وہ ان کی طرف نہیں نکلتا تھا، نہ کچھ التفات کرتا تھا۔

راوی کہتے ہیں: پس وہ لوگ اپنے کجاوے کھول رہے تھے کہ راہب نے ان کے درمیان گھومنا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ آیا، اور اس نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا، اور کہا: ''یہ تمام جہانوں کے سردار ہیں! یہ تمام جہانوں کے پالنہار کے پیغامبر ہیں! اللہ تعالیٰ ان کو سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمائیں گے!'' پس اس سے قریش کے بڑے لوگوں نے پوچھا: ''آپ کو کیسے پتہ چلا؟'' اس نے کہا: ''جب آپ لوگ گھاٹی کے نزدیک آئے تو کوئی پتھر اور کوئی درخت باقی نہیں رہا مگر وہ سجدے میں گر پڑا، اور شجر وحجر نبی ہی کو سجدہ کرتے ہیں، اور میں ان کو (نبی آخر الزمان کو) مہر نبوت سے پہچانتا ہوں، جو سیب کی شکل میں ان کے شانے کی نرم وگداز ہڈی سے نیچے ہوگی۔

پھر وہ گرجے میں لوٹ گیا، اور ان کے لئے کھانا تیار کیا، جب وہ ان کے پاس کھانا لایا تو نبی ﷺ اونٹ چرانے کے لئے گئے ہوئے تھے، پس راہب نے کہا: آدمی بھیج کر ان کو بلاؤ، پس آپ آئے درانحالیکہ آپ پر ایک بادل سایہ فگن تھا، پس جب آپ لوگوں کے قریب آئے تو دیکھا کہ لوگ درخت کے سایے کی طرف سبقت کر چکے ہیں، پس جب آپ (دھوپ میں) بیٹھے تو درخت کا سایہ ان کی طرف مائل ہو گیا، راہب نے کہا: درخت کے سایے کو دیکھو ان کی طرف جھک گیا ہے (یہ دلیل نبوت ہے)

راوی کہتے ہیں: پس دریں اثناء کہ راہب ان کے پاس کھڑا تھا، اور ان کو قسم دے رہا تھا کہ وہ ان کو روم نہ لے جائیں، کیونکہ رومی اگر ان کو دیکھیں گے تو صفات سے پہچان لیں گے، اور ان کو قتل کر دیں گے، پھر راہب (ایک طرف) متوجہ ہوا، پس اچانک سات آدمی روم سے آرہے تھے، راہب نے ان کا استقبال کیا، اور پوچھا: آپ لوگ کیوں آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہم اس لئے آئے ہیں کہ یہ نبی (نبی آخر الزماں) اس مہینہ میں ظاہر ہونے والے ہیں، چنانچہ کوئی راستہ باقی نہیں رہا ہے مگر اس پر کچھ لوگوں کو بھیج دیا گیا ہے، اور ہمیں بھی اس کی اطلاع دی گئی ہے، ہمیں (اتھارٹی نے) آپ کے اس راستہ کی طرف بھیجا ہے۔ راہب نے پوچھا: ''کیا تمہارے پیچھے کوئی ہے جو تم سے بہتر ہو؟'' یعنی تم بہت اچھے لوگ ہو، پس کیا تم سے بھی بہتر کوئی تمہارے پیچھے اس مقصد سے آرہا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم ہی نے ایک عمدہ راستہ کا انتخاب کیا ہے: آپ کے راستہ کا! یعنی اس روڈ پر ہم ہی بھیجے گئے ہیں، ہمارے پیچھے اور کوئی نہیں آرہا، اور ہم نے اس راستہ کا خود ہی انتخاب کیا ہے۔ راہب نے کہا: ''بتلاؤ! ایک معاملہ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ پورا کریں: پس کیا لوگوں میں سے کوئی طاقت رکھتا ہے کہ اس کو پھیر دے؟ انھوں نے کہا: نہیں! راوی کہتا ہے: پس وہ راہب سے بیعت ہو گئے، اور اس کے پاس ٹھہر گئے''

راہب نے کہا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں: تم لوگوں میں سے کون ان کا سرپرست ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ابو طالب (اس کے سرپرست ہیں) پس برابر راہب: ابو طالب کو قسم دیتا رہا، یہاں تک کہ آپ کو ابو طالب نے واپس کر دیا، اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت بلالؓ کو بھیجا، اور راہب نے آپ کو شیر مال اور روغن زیتون کا توشہ دیا!

تشریح: یہ روایت صرف ترمذی میں ہے، باقی کتب خمسہ میں نہیں ہے، اور یہ روایت مذکورہ تفصیل کے ساتھ صحیح نہیں، کیونکہ واقدی کے بیان کے مطابق: اس واقعہ کے وقت آپ کی عمر مبارک بارہ سال تھی، اور سہیل کے بیان کے مطابق نو سال تھی (البدایہ ابن کثیر ۲: ۲۸۵) پس حضرت ابوبکرؓ کی عمر اس وقت سات سال ہوگی، اور حضرت بلال تو پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

اور اگر کہا جائے کہ یہ واقعہ کے متعلقات ہیں، ان کو چنداں اہمیت نہیں دینی چاہئے، حضرت بلالؓ کے ساتھ نہیں بھیجا ہوگا تو کسی اور غلام کے ساتھ بھیجا ہوگا، اور حضرت ابوبکرؓ نے نہیں بھیجا ہوگا تو کسی اور نے بھیجا ہوگا، اس سے نفس واقعہ پر کیا اثر پڑتا ہے!

مگر دوسری اہم بات یہ ہے کہ آپؐ نے پچیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ کا تجارتی مال لے کر شام کا سفر کیا ہے، اگر یہ واقعہ پیش آیا تھا تو آپؐ نے دوبارہ شام کا سفر کیوں کیا؟ اس کا کوئی جواب نہیں!

نیز اس حدیث میں ہے کہ "وہ نبی اس مہینہ میں ظاہر ہونے والے ہیں": یہ بھی غلط ہے، آپ کی بعثت اس واقعہ سے بہت سالوں کے بعد ہوئی ہے، اس لئے صحیح واقعہ اتنا ہی معلوم ہوتا ہے جتنا طبقات ابن سعد (۱: ۱۲۰) میں ہے:

"ابن سعد کہتے ہیں: ہمیں خالد بن خداش نے بتلایا، وہ کہتے ہیں: ان کو معتمر بن سلیمان نے بتایا، وہ کہتے ہیں: میں نے اپنے ابا کو ابومجلز سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ عبدالمطلب یا ابوطالب (خالد کو شک ہے) نے کہا: جب عبداللہ (نبی ﷺ کے والد) کا انتقال ہوگیا تو وہ (ابوطالب) محمد ﷺ پر بہت مہربان ہوگئے ...... راوی کہتا ہے: پس آپ کوئی بھی سفر نہیں کرتے تھے، مگر وہ (ابوطالب) آپؐ کے ساتھ ہوتے تھے، اور وہ آپؐ کو لے کر شام کی طرف متوجہ ہوئے، پس ایک جگہ پڑاؤ کیا، پس ان کے پاس اس جگہ ایک راہب (تارک الدنیا) آیا، اور اس نے کہا: تمہارے درمیان ایک نیک آدمی ہے، پھر اس نے پوچھا: اس لڑکے کا باپ کہاں ہے؟ ابوطالب نے کہا: میں اس کا سرپرست ہوں! راہب نے کہا: آپ اس لڑکے کی حفاظت کریں، اس کو شام نہ لے جائیں، یہود حاسد قوم ہے، اور مجھے اس پر یہود کا ڈر ہے! ابوطالب نے کہا: یہ بات آپ نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں یعنی آثارِ رشد ان میں پہلے سے ظاہر ہیں، چنانچہ ابوطالب نے آپؐ کو واپس کر دیا"

بس اتنا ہی سادہ واقعہ صحیح معلوم ہوتا ہے، ترمذی کی روایت اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح معلوم نہیں ہوتی، اس کو عبدالرحمن بن غزوان ہی روایت کرتے ہیں، جن کا لقب قُراد (چیچڑی) تھا، یہ راوی اگرچہ ثقہ اور بخاری کا راوی ہے، مگر وہ بعض روایتیں ایسی بھی بیان کرتا تھا جسے اور کوئی بیان نہیں کرتا تھا۔ لَهُ أفراد (تقریب) اس لئے اس کی تمام روایتوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

لغات: الغُضرُوف: کسی بھی جگہ کی نرم وگداز ہڈی، جمع غَضَارِیف ...... کعك (فارسی کا معرب) دودھ سے

گوندھے ہوئے آٹے کی روٹی، شیرمال، کیک، پیسٹری۔

تصحیح: ترمذی میں دوجگہ تصحیف ہے۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے جامع المسانید والسنن (حدیث ۱۲۳۵۶ مجلد ۷) میں ترمذی سے یہ حدیث نقل کی ہے (ابن الاثیر نے جامع الأصول میں ترمذی سے نقل نہیں کی، رزین سے نقل کی ہے) میں نے ترمذی میں جامع المسانید سے تصحیح کی ہے: ۱- علی الراهب هبطوا کی جگہ علی الراهب هبط (مفرد) تھا......
۲- قالوا: إنما اخترنا خِيَرَةً لك، لطريقك هذا کی جگہ إنما أخبرنا خبره، بطريقك هذا تھا۔

[٥-] بابُ ماجاءَ فِي بَدْءِ نُبُوَّةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

[٣٦٤٩-] حدثنا الفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ: أَبُو الْعَبَّاسِ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ غَزْوَانَ، نَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ، وَخَرَجَ مَعَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ: هَبَطُوا، فَحَلُّوا رِحَالَهُمْ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ، وَكَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّونَ بِهِ، فَلاَ يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ، وَلاَ يَلْتَفِتُ.

قَالَ: فَهُمْ يَحُلُّونَ رِحَالَهُمْ، فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ، حَتّٰى جَاءَ، فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ، هٰذَا رسولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ، فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ: مَا عِلْمُكَ؟ فَقَالَ: إِنَّكُمْ حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ، لَمْ يَبْقَ حَجَرٌ وَلاَ شَجَرٌ إِلاَّ خَرَّ سَاجِدًا، وَلاَ يَسْجُدَانِ إِلاَّ لِنَبِيٍّ، وَإِنِّي أَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوْفِ كَتِفِهِ، مِثْلَ التُّفَّاحَةِ.

ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ، فَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الإِبِلِ، فَقَالَ: أَرْسِلُوا إِلَيْهِ، فَأَقْبَلَ، وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ: وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوْهُ إِلَى فَيْءِ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ، فَقَالَ: انْظُرُوا إِلى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ.

قَالَ: فَبَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ عَلَيْهِمْ، وَهُوَ يُنَاشِدُهُمْ أَنْ لاَيَذْهَبُوا بِهِ إِلَى الرُّوْمِ، فَإِنَّ الرُّوْمَ إِنْ رَأَوْهُ عَرَفُوْهُ بِالصِّفَةِ، فَيَقْتُلُونَهُ، فَالْتَفَتَ فَإِذَا بِسَبْعَةٍ قَدْ أَقْبَلُوْا مِنَ الرُّوْمِ، فَاسْتَقْبَلَهُمْ فَقَالَ: مَاجَاءَ بِكُمْ؟ قَالُوْا: جِئْنَا أَنَّ هٰذَا النبيَّ خَارِجٌ فِي هٰذَا الشَّهْرِ، فَلَمْ يَبْقَ طَرِيْقٌ إِلاَّ بُعِثَ إِلَيْهِ نَاسٌ، وَإِنَّا قَدْ أُخْبِرْنَا خَبَرَهُ، بُعِثْنَا إِلَى طَرِيْقِكَ هٰذَا، فَقَالَ: هَلْ خَلْفَكُمْ أَحَدٌ، هُوَ خَيْرٌ مِنْكُمْ؟ قَالُوْا: إِنَّمَا اخْتَرْنَا خِيَرَةً لَكَ لِطَرِيْقِكَ هٰذَا، قَالَ: أَفَرَأَيْتُمْ أَمْرًا أَرَادَ اللهُ أَنْ يَقْضِيَهُ: هَلْ يَسْتَطِيْعُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ رَدَّهُ؟ قَالُوْا: لاَ، قَالَ: فَبَايَعُوْهُ، وَأَقَامُوْا مَعَهُ.

قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ! أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ؟ قَالُوْا: أَبُو طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ، وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ بِلاَلاً وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابُ ماجاءَ فِي مَبْعَثِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وابْنُ كَمْ كَانَ حِيْنَ بُعِثَ؟

۱۲- بعثتِ نبوی اور بوقتِ بعثت عمر مبارک

حدیث (۱): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ پر وحی نازل کی گئی درانحالیکہ آپؐ کی عمر چالیس سال ہوچکی تھی، پس آپؐ مکہ میں تیرہ سال رہے، اور مدینہ میں دس سال، اور آپؐ کی وفات ہوئی درانحالیکہ عمر مبارک تریسٹھ سال تھی (یہ امام بخاری کی محمد بن بشار سے روایت ہے)

حدیث (۲): حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی روح قبض کی گئی درانحالیکہ آپؐ کی عمر مبارک پینسٹھ سال تھی (یہ امام ترمذی کی محمد بن بشار سے روایت ہے)

حدیث (۳): حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نہ بالکل واضح لمبے تھے، نہ ٹھگنے تھے (بلکہ میانہ قد تھے) اور نہ بالکل چونے جیسے سفید تھے، نہ سانولے تھے (بلکہ گورے تھے) اور بال نہ بالکل گھونگریالے تھے، نہ بالکل سیدھے تھے، آپؐ کو اللہ نے چالیس سال میں مبعوث فرمایا، پس آپؐ نے دس سال مکہ میں قیام فرمایا (کسر چھوڑ دی) اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا، اور ساٹھ سال کی عمر میں اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا (یہاں بھی کسر چھوڑ دی) درانحالیکہ آپؐ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال سفید نہیں تھے۔

تشریح: جب عمر مبارک چالیس سال، چھ ماہ، باون دن ہوئی تو ۶۱۰ عیسوی میں، ماہ رمضان کی شب قدر میں، غارِ حراء میں پہلی وحی نازل ہوئی، اور وفات ۶۳ سال کی عمر میں ہوئی، یہ بالکل صحیح حساب ہے، مگر عرب چونکہ کسر چھوڑ دیتے تھے، اس لئے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ساٹھ سال عمر مبارک بیان کی، اور چونکہ ولادت ربیع الاول میں بروز پیر کسی تاریخ میں ہوئی ہے، اور وفات بھی ربیع الاول میں بروز پیر کسی تاریخ میں ہوئی ہے، اس لئے اگر دونوں ناقص سالوں کو پورا گن لیا جائے تو عمر مبارک ۶۵ سال ہوگی، پس تینوں روایتوں میں کچھ تعارض نہیں۔

[۶-] بابُ ماجاءَ فِي مَبْعَثِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وابْنُ كَمْ كَانَ حِيْنَ بُعِثَ؟

[۳٦٥٠-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳٦٥١-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قُبِضَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً، هٰكَذَا حَدَّثَنَا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَرَوَى

عَنْهُ مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

[۳۶۵۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، ح: وَثَنَا الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: لَمْ يَكُنْ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، وَلاَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ، وَلاَ بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سنةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّيْنَ، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

لغات: البائن: اسم فاعل: بَانَ الشيئُ يَبِيْنُ بَيْنًا: نمایاں اور واضح ہونا، الطویل البائن: لمبوتری ..... أَمْهَق: اسم صفت مَهِقَ يَمْهَقُ (س) مَهَقًا: بہت سفید ہونا، فهو أَمْهَق، وهي مَهْقَاء...... الجَعْد: گھونگھریالا، سکڑا ہوا، جَعُد (ک) جُعودة: بالوں کا گھونگھریالا ہونا...... القَطَط: چھوٹے گھونگھریالے بال، قَطَّ الشَّعْرُ قَطَطًا: بالوں کا چھوٹا اور گھونگھریالا ہونا...... السَّبِط: (باء کا زیر اور سکون) من الشَّعر: سیدھے (غیر گھونگھریالے) بال۔

بابُ ماجاءَ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللهُ بِهِ

(نبوت کی نشانیوں کا بیان، اور ان معجزات کا بیان جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص کیا)

۱۴۳- معجزات کا بیان

معجِزة (جیم کا زیر): اسم فاعل واحد مؤنث: أَعْجَزَ الشيئُ فلانًا: تھکا دینا، عاجز کر دینا، معجزہ: وہ خارقِ عادت (معمول کے خلاف) امر ہے جو کرشماتی طور پر کسی نبی کے ذریعہ ظاہر ہو، اور دوسروں کے بس میں اس کو ظاہر کرنا نہ ہو ——— اگر ایسا امر امتی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو اس کو "کرامت" کہتے ہیں ——— اور غیر مسلم مرتاض کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو اس کو "استدراج" کہتے ہیں ——— معجزہ: نبی کا اختیاری امر نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ مختلف مصلحتوں سے نبی کے ہاتھ سے اس کو ظاہر کرتے ہیں ——— ہمارے نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے، اس کے علاوہ بہت سے دیگر معجزات سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرفراز فرمایا تھا، جن کا ذکر متواتر بقدر مشترک روایات میں آیا ہے۔ چند روایات درج ذیل ہیں:

پہلا معجزہ: بعثت کے وقت ایک پتھر آپ کو سلام کرتا تھا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مکہ میں ایک پتھر ہے، وہ مجھے سلام کیا کرتا تھا، جن ایام میں مجھے نبی بنایا گیا، میں اس کو اب بھی جانتا ہوں (وہ کہا کرتا تھا السلام علیك یارسول اللہ!)

تشریح: کائنات کی ہر چیز میں اس کی شان کے مطابق حیات اور شعور (سمجھ) ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۴۴) میں ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ﴾: اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اللہ کی پاکی بیان نہ کرتی ہو، مگر تم لوگ ان کی تسبیح سمجھتے نہیں، پس پتھر کے سلام کرنے میں کچھ استبعاد نہیں!

[۷-] بابُ ماجاءَ فِي آيَاتِ نُبُوَّةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَمَا قَدْ خَصَّهُ اللّٰهُ بِهِ

[۳۶۵۳-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: نَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ مُعَاذٍ الضَّبِّيُّ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ بِمَكَّةَ حَجَرًا، كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ لَيَالِيَ بُعِثْتُ، إِنِّيْ لَأَعْرِفُهُ الْآنَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

دوسرا معجزہ: کھانے میں اضافہ ہوا

حدیث: حضرت سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، صبح سے رات تک، ایک بڑے پیالے سے باری باری کھاتے تھے، دس آدمی اٹھتے تھے تو دوسرے دس آدمی بیٹھتے تھے! لوگوں نے پوچھا: وہ پیالہ کہاں سے کمک پہنچایا جاتا تھا؟ (یہ سوال تعجب پر دلالت کرتا ہے) حضرت سمرۃؓ نے کہا: تمہیں کس چیز پر حیرت ہورہی ہے؟ وہ پیالہ یہاں سے ہی کمک پہنچایا جاتا تھا! اور آپؐ نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

[۳۶۵۴-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ، عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ، مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ، تَقُوْمُ عَشَرَةٌ وَتَقْعُدُ عَشَرَةٌ، قُلْنَا: فَمَا كَانَتْ تُمَدُّ؟ قَالَ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ! مَاكَانَتْ تُمَدُّ إِلَّا مِنْ هٰهُنَا، وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأَبُوْ الْعَلَاءِ: اسْمُهُ يَزِيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ.

بابٌ

تیسرا معجزہ: پہاڑوں اور درختوں کا سلام کرنا

حدیث: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا یعنی یہ مکی دور کا واقعہ ہے، پس ہم مکہ کے بعض کناروں میں نکلے، پس جو بھی پہاڑ یا درخت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتا: وہ کہتا تھا: السلام علیک یا رسول اللہ!

راوی کا نام: حضرت علیؓ سے روایت کرنے والا راوی عباد مجہول ہے، اس کے باپ کا نام یزید ہے یا اس کی کنیت ابو یزید ہے؟ امام ترمذیؒ کے استاذ عباد نے ابو یزید کہا ہے، ولید کے دیگر تلامذہ فروہ وغیرہ بھی ابو یزید کہتے ہیں۔

[-۸] بابٌ

[-۳۶۵۵] حدثنا عَبَّادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُوفِيُّ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ أَبِيْ ثَوْرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ، فَخَرَجْنَا فِيْ بَعْضِ نَوَاحِيْهَا، فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلاَ شَجَرٌ إِلاَّ وَهُوَ يَقُوْلُ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَارسولَ اللهِ!

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ أَبِيْ ثَوْرٍ، وَقَالُوْا: عَنْ عَبَّادِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ، مِنْهُمْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ.

بابٌ

چوتھا معجزہ: فراقِ نبوی میں کھجور کے ستون کا بلکنا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کھجور کے ایک تنے سے لگ کر خطبہ دیا کرتے تھے، پس جب صحابہ نے آپؐ کے لئے منبر بنایا تو آپؐ نے اس پر چڑھ کر خطبہ دیا، پس وہ آواز نکالنے لگا اونٹنی کے اپنے بچے کے اشتیاق میں آواز نکالنے کی طرح، پس نبی ﷺ منبر سے اترے، اور اس کو ہاتھ لگایا تو وہ خاموش ہوا۔

لغات: اللِزْق: متصل، لگ کر، لَزِق (س) الشيئُ بِالشيئِ: چپکنا، چمٹنا، مل جانا...... حَنَّ (ض) حَنِيْناً: آواز نکالنا، حَنَّتِ الناقةُ: اونٹنی کا اپنے بچے کے اشتیاق میں آواز نکالنا۔

[-۹] بابٌ

[-۳۶۵۶] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، نَا عُمَرُ بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ إِلَى لِزْقِ جِذْعٍ، وَاتَّخَذُوْا لَهُ مِنْبَرًا، فَخَطَبَ عَلَيْهِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ حَنِيْنَ النَّاقَةِ، فَنَزَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَمَسَّهُ، فَسَكَتَ.

وفي الباب: عَنْ أُبَيٍّ، وَجَابِرٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، حديثُ أَنَسٍ هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

پانچواں معجزہ: کھجور کے گچھے کا آپؐ کے بلانے پر نیچے اتر آنا، پھر لوٹ جانا

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک بدو رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے کہا: میں کیسے جانوں کہ آپؐ نبی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اگر میں اس کھجور کے اس گچھے کو بلاؤں تو تو گواہی دے گا کہ میں اللہ

کا رسول ہوں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا، وہ کھجور کے درخت سے اترنے لگا، یہاں تک کہ نبی ﷺ کے پاس آگیا، پھر آپؐ نے فرمایا: ''واپس جا'' چنانچہ وہ چلا گیا، پس وہ بدو مسلمان ہوگیا۔

لغت: العِذق: کھجوروں کا گچھا، خوشۂ خرما (اس حدیث کی سند میں قاضی شریک نخعی ہیں، ان کی حدیثوں میں غلطیاں ہوتی تھیں)

[۳۶۵۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحمدُ بْنُ سَعِيدٍ، نَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: بِمَ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ؟ قَالَ: "إِنْ دَعَوْتُ هٰذَا الْعِذْقَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ: تَشْهَدُ أَنِّي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟" فَدَعَاهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَجَعَلَ يَنْزِلُ مِنَ النَّخْلَةِ، حَتّٰى سَقَطَ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ قَالَ: "ارْجِعْ" فَعَادَ، فَأَسْلَمَ الأَعْرَابِيُّ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

بابٌ

چھٹا معجزہ: ایک صحابی کو خوبصورتی کی دعا دی پس وہ ایک سو بیس سال تک بوڑھے نہیں ہوئے!

حدیث: حضرت ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا، اور میرے لئے دعا فرمائی (مسند احمد میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے خوبصورتی کی دعا فرمائی) حدیث کے راوی عزرۃ بن ثابت کہتے ہیں: ابو زید ایک سو بیس سال تک زندہ رہے، درانحالیکہ ان کے سر میں چند ہی بال سفید ہوئے تھے۔

[۱۰-] بابٌ

[۳۶۵۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، نَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، نَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ، نَا أَبُوْ زَيْدِ بْنِ أَخْطَبَ، قَالَ: مَسَحَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ عَلَى وَجْهِيْ، وَدَعَا لِيْ، قَالَ عَزْرَةُ: إِنَّهُ عَاشَ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ إِلَّا شُعَيْرَاتٌ بِيْضٌ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَأَبُوْ زَيْدٍ، اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ.

ساتواں معجزہ: آپ کی دعا سے کھانے میں بے حد برکت ہوئی

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا

سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز کمزور سنی ہے (ضعیفا: صوت سے حال ہے) مجھے آپ کی آواز میں بھوک (فاقہ) محسوس ہوئی، پس کیا آپ کے پاس کچھ (کھانا) ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں! پس انھوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں، اور اپنی اوڑھنی نکالی، پس روٹیوں کو اوڑھنی کے ایک حصہ سے لپیٹا، پھر اس کو میرے ہاتھ میں (بغل میں) چھپایا، اور اوڑھنی کا باقی حصہ مجھے اوڑھایا (تاکہ بچہ روٹیوں کو گرا نہ دے) پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا ـــــ حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس میں ان کو لے کر آپ کے پاس گیا، میں نے آپ کو مسجد میں بیٹھا ہوا پایا، اور آپ کے ساتھ لوگ تھے (یہ اصحابِ صفہ تھے، اور وہ بھی فاقے سے تھے) ـــــ حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس میں ان کے پاس کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''تمھیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟'' میں نے کہا: ہاں! آپ نے پوچھا: ''کھانے کے ساتھ؟'' میں نے کہا: ہاں! پس رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے جو آپ کے ساتھ تھے فرمایا: ''اٹھو'' حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس وہ لوگ چلے، اور میں ان کے آگے چلا، یہاں تک کہ ابوطلحہ کے پاس آیا، اور میں نے ان کو بتلایا، پس ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ تشریف لے آئے، درانحالیکہ ہمارے پاس نہیں ہے وہ کھانا جو ہم ان کو کھلائیں! ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں ـــــ حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس ابوطلحہ چلے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی یعنی استقبال کیا، پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے درانحالیکہ ابوطلحہ ان کے ساتھ تھے، یہاں تک کہ دونوں گھر میں داخل ہوئے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ لاؤ'' پس وہ آپ کے پاس روٹیاں لائیں، رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا، پس وہ چوری گئیں، اور ام سلیم نے اپنی گھی کی کپی نچوڑی، اور ان کو چکنا کیا، پھر اس میں رسول اللہ ﷺ نے وہ دعا پڑھی جو اللہ نے چاہا کہ آپ پڑھیں، پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو اجازت دو'' (گھر میں اتنے ہی آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی) چنانچہ ان کو اجازت دی گئی، انھوں نے شکم سیر ہو کر کھایا اور نکل گئے، تب آپ نے فرمایا: ''دوسرے دس آدمیوں کو اجازت دو'' چنانچہ ان کو اجازت دی گئی، انھوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا، اور نکل گئے، تب آپ نے فرمایا: ''اور دس آدمیوں کو اجازت دو'' چنانچہ ان کو بھی اجازت دی گئی، انھوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا، اور نکل گئے، پس سب لوگوں نے کھایا اور شکم سیر ہوگئے، اور لوگ ستر یا اسی آدمی تھے (پھر نبی ﷺ اور گھر والوں نے کھایا، اور کچھ بچ گیا، اور مسلم کی روایت میں ہے کہ کچھ بچا جو پڑوسیوں کو پہنچایا گیا، اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ نے باقی ماندہ لیا، اور اس کو اکٹھا کیا، پھر اس میں برکت کی دعا فرمائی تو وہ ایسا ہی ہوگیا جیسا تھا) (یہ روایت متفق علیہ ہے)

[۱۱-] بابٌ

[۳۶۵۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، قَالَ: عَرَضْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ

إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ضَعِيفًا، أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ فِي يَدِيْ، وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَوَجَدْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، قَالَ: فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رسول اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "بِطَعَامٍ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِمَنْ مَعَهُ: "قُوْمُوْا" قَالَ: فَانْطَلَقُوْا، فَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ، حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ! قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ.

قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ، حَتّٰى لَقِيَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَقْبَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ، حَتّٰى دَخَلَا، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! مَا عِنْدَكِ" فَأَتَتْهُ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ بِعُكَّةٍ لَهَا، فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا، حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا، حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا. هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

لغات: القُرص: گول ٹکیہ یعنی روٹی ...... لَفَّ الشيئَ بالشيئ: لپیٹنا، ملانا، اکٹھا کرنا ...... دَسَّہ (ن) دَسًّا: چھپانا، جیسے دَسَّ الشیئَ فی التراب: مٹی میں چھپایا ...... رَدَّتْنِي: رِدَاء سے ہے: رَدَّاہُ تَرْدِیَۃً: چادر اوڑھانا ...... فَتَّہٗ، فَتًّا: (روٹی) چورنا، ریزے ریزے کرنا، انگلیوں سے توڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنا ...... العکۃ (عین کا پیش اور زبر): گھی کا مشکیزہ، کپی، جمع: عُکَك، وعکاك ...... أَدَمَہٗ: گھی سے تر کیا، اصل معنی: مار کر خون نکالنا، خون آلود کرنا۔

بابٌ

آٹھواں معجزہ: آپ کی انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا، اور ایک بڑے مجمع کا اس سے وضو کرنا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، درانحالیکہ عصر کا وقت قریب آ گیا تھا (یہ کسی سفر کا واقعہ ہے) اور لوگوں نے وضوء کے لئے پانی ڈھونڈھا، مگر نہیں پایا، پس رسول اللہ ﷺ

وضوء کا (تھوڑا سا) پانی لائے گئے، آپؐ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس سے وضو شروع کریں۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس میں نے دیکھا کہ پانی آپؐ کی انگلیوں کے نیچے سے پھوٹ رہا ہے، پس لوگوں نے وضوء کرلیا، یہاں تک کہ سبھوں نے وضوء کرلیا (یہ روایت متفق علیہ ہے، اور باب میں جو حضرت عمران اور حضرت جابر کی حدیثیں ہیں: وہ بھی متفق علیہ ہیں، اور حضرت ابن مسعود کی روایت آگے (حدیث ۳۶۶۲ میں) آرہی ہے)

[۱۲-] بابٌ

[۳۶۶۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، وَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ، فَلَمْ يَجِدُوْا، فَأُتِيَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِوَضُوْءٍ، فَوَضَعَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ فِيْ ذٰلِكَ الْإِنَاءِ، وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوْا مِنْهُ، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ النَّاسُ، حَتّٰى تَوَضَّأُوْا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

وفي الباب: عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَجَابِرٍ، حديثُ أَنَسٍ حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

نواں معجزہ: اچھے خوابوں سے نبوت کی ابتدا

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبوت کی پہلی وہ بات جس سے رسول اللہ ﷺ شروع کئے گئے، جب اللہ نے آپؐ کو عزت بخشنے کا، اور آپؐ کے ذریعہ بندوں پر مہربانی کرنے کا ارادہ فرمایا (وہ پہلی بات یہ تھی) کہ آپؐ نہیں دیکھتے تھے کوئی خواب، مگر وہ سپیدۂ صبح کی طرح (سامنے) آجاتا تھا، پس آپؐ اس حال میں ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے چاہا کہ آپؐ ٹھہرے رہیں (یہ حال چھ ماہ تک رہا) اور (اسی زمانہ میں) آپ کے لئے تنہائی محبوب کی گئی، چنانچہ آپؐ کے لئے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں تھی اس سے کہ آپؐ تنہا رہیں۔

تشریح: وحی کا آنا ایک معجزہ ہے، چنانچہ آپؐ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے، اور وحی کی تمہید میں اچھے خوابوں کا آنا بھی معجزہ سے کم نہیں، حدیث میں ہے: ''اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں'' اور خواب چونکہ عالم مثال اور عالم شہادت کے درمیان کا معاملہ ہوتا ہے، اس لئے عالم شہادت میں نزول وحی سے پہلے انبیاء کو اچھے خواب نظر آتے ہیں، اور وہ نزول وحی کا پیش خیمہ بنتے ہیں —— چنانچہ نبی ﷺ کو بھی نبوت ملنے سے چھ ماہ پہلے ایسے خواب آنے شروع ہوئے جو صبح صادق کی روشنی کی طرح واضح ہوتے تھے، جو کچھ آپؐ خواب میں دیکھتے وہ واقعہ بن کر سامنے آجاتا ...... اسی

زمانہ میں آپ کو خلوت بھانے لگی، چنانچہ آپ غار حراء میں جانے لگے، وہاں کئی کئی دن تک عبادت میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ اسی غار میں پہلی وحی آئی۔

[۱۳-] بابٌ

[۳۶۶۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الأَنْصَارِيُّ، نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، نَا مُحمدُ بْنُ إِسْحَاق، قَالَ: نَبِيَ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا ابْتُدِئَ بِهِ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ النُّبُوَّةِ، حِيْنَ أَرَادَ اللهُ كَرَامَتَهُ، وَرَحْمَةَ الْعِبَادِ بِهِ: أَنْ لاَيَرَى شَيْئًا إِلاَّ جَاءَتْ كَفَلَقِ الصُّبْحِ، فَمَكَثَ عَلَى ذٰلِكَ مَاشَاءَ اللهُ أَنْ يَمْكُثَ، وَحُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلْوَةُ، فَلَمْ يَكُنْ شَيْئٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَخْلُوَ.

هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

بابٌ

دسواں معجزہ: صحابہ کا کھانے کی تسبیح سننا

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: آپ لوگ اللہ کی نشانیوں کو عذاب تصور کرتے ہو، اور ہم عہدِ نبوی میں ان کو برکت (مبارک) سمجھتے تھے، بخدا! ہم نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا کرتے تھے، درانحالیکہ ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے ——— ابن مسعودؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک برتن لایا گیا، پس آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ رکھا، پس پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے نکلنے لگا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''مبارک وضوء کے پانی کی طرف، اور آسمان سے نازل ہونے والی برکت کی طرف آؤ!'' یہاں تک کہ ہم نے سب نے وضوء کرلی (یہ روایت بخاری میں بھی ہے)

تشریح: قدرتی نشانیاں: نہ سب ڈرنے کی چیز ہیں نہ خوش ہونے کی، بعض تخویفات ہوتی ہیں، جیسے شمس وقمر کا گہنانا، اور بعض ایمان میں تازگی پیدا کرتی ہیں، جیسے آپؐ کی انگلیوں سے پانی کو نکلتے ہوئے دیکھنا۔

سوال: وہ پانی بتاؤ جو نہ آسمان سے نازل ہوا، نہ زمین سے نکلا، اور وہ سب پانیوں سے افضل ہے؟

جواب: وہ وہ پانی ہے جو معجزہ کے طور پر نبی ﷺ کی انگلیوں سے نکلا تھا۔

[۱۴-] بابٌ

[۳۶۶۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: نَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: إِنَّكُمْ تَعُدُّوْنَ الآيَاتِ عَذَابًا، وَإِنَّمَا كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بَرَكَةً، لَقَدْ كُنَّا نَأْكُلُ الطَّعَامَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَنَحْنُ نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ.

قَالَ: وَأُتِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِإِنَاءٍ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "حَيَّ عَلَى الْوَضُوْءِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةِ مِنَ السَّمَاءِ" حَتَّى تَوَضَّأْنَا كُلُّنَا، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابُ ماجاءَ: كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم؟

۱۴- نبی ﷺ پر وحی کس طرح نازل ہوتی تھی؟

حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے سوال کیا: یارسول اللہ! آپؐ پر وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "کبھی وحی میرے پاس گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے، اور وہ مجھ پر بہت بھاری ہوتی ہے، پس جب وہ آواز بند ہوتی ہے تو میں وحی کو محفوظ کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی فرشتہ میرے پاس انسانی شکل میں آتا ہے، پس وہ جو کچھ کہتا ہے: میں محفوظ کر لیتا ہوں" —— حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: سخت جاڑے کے زمانہ میں آپؐ کی پیشانی سے پسینہ پھوٹ پڑتا تھا (یہ وحی کی پہلی صورت کی شدت کا بیان ہے)

تشریح: وحی کی پہلی صورت میں نبی ﷺ بشری بناوٹ سے عروج کر کے ملکیت کی حدود میں داخل ہوتے تھے، پھر اس موطن (جگہ) کے لحاظ سے کلام سنتے تھے، جو اِس عالم میں گھنٹی کی آواز کے مشابہ ہوتی تھی، مگر محض آواز نہیں ہوتی تھی، بلکہ باقاعدہ کلام ہوتا تھا، چنانچہ جب وہ آواز بند ہوتی تھی تو نبی ﷺ وحی کو محفوظ کر چکے ہوتے تھے —— اور دوسری صورت میں فرشتہ ملکی بناوٹ سے نزول کر کے بشریت کے حدود میں قدم رکھتا ہے، اور اِس عالم کے لحاظ سے کلام کرتا ہے، اس لئے اس صورت میں نبی ﷺ پر بوجھ نہیں پڑتا۔

پھر اگر فرشتہ ایسے مقام کی طرف اترتا ہے جس میں عالم مثال کی مشابہت ہوتی ہے تو اس کو صرف نبی ﷺ دیکھتے ہیں، دوسروں کو وہ نظر نہیں آتا۔ اور اگر فرشتہ بالکل عالم ناسوت میں اتر آتا ہے تو اس کو سب لوگ دیکھتے ہیں، جیسے حدیث جبرئیل میں سب صحابہ نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا (رحمۃ اللہ ملخصا ۵:۶۰۶)

لغات: الصَّلْصَلَة: گھنٹی کی آواز، گونج ...... وَعَی یَعِی وَعْیًا الحدیثَ: بات کو اچھی طرح سمجھ کر ذہن میں رکھنا، محفوظ کر لینا ...... فَصَمَ (ض) فَصْمًا: چیرنا، پھاڑنا، فَصَمَ عَنْهُ: جدا ہونا ...... تَفَصَّدَ الجبینُ عَرَقًا: پیشانی سے پسینہ بہنا، فَصَدَ (ض) فَصْدًا: رگ کھولنا۔

[۱۵-] بابُ ماجاءَ: كَيْفَ كَانَ يَنْزِلُ الْوَحْيُ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم؟

[۳۶۶۳-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ: هُوَ ابْنُ عِيْسَى، نَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم: كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَحْيَانًا يَأْتِينِي مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِي، فَأَعِي مَايَقُولُ" قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيدِ الْبَرْدِ، فَيَفْصِمُ عَنْهُ، وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

۱۵- نبی ﷺ کے احوال (حلیہ اوراخلاق) کا بیان

(الف) نبی ﷺ کی زلفیں مونڈھوں کو چھوتی تھیں

پہلی حدیث: حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں: میں نے کسی پٹھے والے کو سرخ جوڑے میں نبی ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا، آپؐ کے بال مونڈھوں تک آرہے تھے۔ آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا (اور جس کے شانوں میں فاصلہ ہوتا ہے اس کا سینہ چوڑا ہوتا ہے، اور یہ بہادری کی علامت ہے) آپؐ نہ پست قد تھے نہ دراز قامت!

(یہ حدیث پہلے (حدیث ۱۷۲۴ ابواب اللباس، باب ۴ تحفہ ۵: ۵۷ میں) آچکی ہے، اور شمائل (حدیث ۴) میں بھی آئے گی)

لغات اور ترکیب: اللِّمَّة: کان کی لو سے بڑھی ہوئی زلفیں...... الوَفْرَة: کان کی لو سے ملی ہوئی زلفیں...... الجُمَّة: مونڈھوں تک لٹکی ہوئی زلفیں...... بال ایک حال پر نہیں رہتے، جب کانوں تک کٹوائے جاتے ہیں، تو وہ وفرہ کہلاتے ہیں، پھر جب بڑھ کر آدھی گردن تک پہنچ جاتے ہیں تو وہ لمہ کہلاتے ہیں، پھر جب بڑھ کر مونڈھوں کو چھونے لگتے ہیں تو وہ جمہ کہلاتے ہیں، اور یاد رکھنے کا فارمولہ وَلَج ہے، یعنی حروف ہجاء کی ترتیب کے برعکس...... حُلَّة: سوٹ، جوڑا، دو کپڑوں کی پوشاک...... من ذی لمة إلخ رأیت کا مفعول اول ہے، اور احسن مفعول ثانی...... ضرب کے تقریباً ۳۵ معنی ہیں پس موقع کی مناسبت سے معنی کئے جائیں گے، یہاں معنی ہیں: پہنچنا۔ طالب علموں کے ذہنوں میں ایک معنی بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں یعنی مارنا، چنانچہ جہاں یہ لفظ آتا ہے: وہ جھک مارتے ہیں، وہ مارنے کے معنی بٹھانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ طریقہ ٹھیک نہیں...... بُعید: بُعد کی تصغیر ہے: ذرا زیادہ دوری یعنی فاصلہ۔

[۱۶-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۶۶۴-] حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ،

بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنكِبَيْنِ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيْرِ، وَلاَ بِالطَّوِيْلِ، هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

(ب) آپؐ کا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا

دوسری حدیث: کسی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (چمکدار) تھا؟ آپؓ نے فرمایا: نہیں! چاند کی طرح (روشن) تھا ــــ تلوار میں "تخویف" کا مفہوم ہے، اور چاند میں "محبوبیت" کا، اس لئے حضرت براءؓ نے پہلی تشبیہ پسند نہیں کی، اور دوسری تشبیہ دی (یہ حدیث شمائل (حدیث ۱۰) میں آئے گی)

[۱۷-] بابٌ

[۳۶۶۵-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ: أَكَانَ وَجْهُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لاَ مِثْلَ الْقَمَرِ. هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

(ج) نہ کوئی آپؐ سے پہلے آپؐ جیسا خوبصورت ہوا، نہ کوئی آپؐ کے بعد آپ جیسا ہوگا

تیسری حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ دراز قامت نہیں تھے، اور نہ پستہ قد تھے، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے، سر مبارک بڑا تھا، اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں، سینہ کے بالوں کی دھاری لمبی تھی، جب آپؐ چلتے تو ذرا جھکتے ہوئے چلتے، گویا ڈھلان میں اتر رہے ہیں، میں نے آپؐ سے پہلے اور آپ کے بعد آپؐ جیسا (خوبصورت) آدمی نہیں دیکھا، ان پر اللہ کی بے پایاں رحمتیں اور سلامتی نازل ہو!

تشریحات:

۱- نبی ﷺ دراز قامت نہیں تھے، بلکہ درمیانہ قد تھے، لیکن کسی قدر طول کی طرف مائل تھے، شمائل (حدیث ۷) میں ہے: أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ: میانہ قد سے ذرا دراز تھے ــــ اور جب آپؐ کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند نظر آتے، یہ بات معجزہ کے طور پر تھی، تاکہ جس طرح کمالاتِ معنویہ میں کوئی آپؐ سے بلند رتبہ نہیں، اسی طرح صورتِ ظاہری میں بھی کوئی بلند محسوس نہ ہو۔

۲- ہتھیلیوں اور پاؤں کا پُر گوشت ہونا مردوں کے لئے محمود ہے، یہ قوت و شجاعت کی علامت ہے، اور عورتوں کے لئے مذموم ہے...... اور سر بڑا سردار کا ہوتا ہے۔

لغات: الشَّثْن: موٹا، شَثَنَتْ کفُّہ: ہتھیلی کا موٹا اور پُر گوشت ہونا...... شثن سے پہلے اگر ھو پوشیدہ ہے تو اس کی خبر ہے، اور مرفوع ہے۔ اور اگر کان پوشیدہ ہے، تو اس کی خبر ہے، اور منصوب ہے، اسی طرح بعد کے جملوں میں...... الکُرْدُوْس: ہر دو ہڈیاں جو ایک جوڑ پر اکٹھا ہوں، جیسے مونڈھے، گھٹنے، اور کولہے کی ہڈیاں، جمع الکرادیس...... المَسْرُبۃ: سینہ سے ناف تک باریک بال، بالوں کی لکیر، دھاری...... تکفا فی مشیتہ: اتراتے ہوئے چلنا، جھوٹے اور ہلتے ہوئے چلنا، تکفیا: مفعول مطلق نوعیت کے لئے ہے، یعنی ذرا ہلتے ہوئے چلتے تھے...... الصَّبَب: ڈھلان، ڈھال، اتار۔ اور مِن بمعنی فی ہے، شمائل (حدیث ٦) میں فی صَبَب ہے۔

[-۱۸] بابٌ

[-۳٦٦٦] حدثنا مُحمدُ بْنُ إسْمَاعِيْلَ، نَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، نَا الْمَسْعُوْدِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَمْ يَكُنِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِالطَّوِيْلِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمَ الرَّأْسِ، ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ، طَوِيْلَ الْمَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفِّيًا، كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ، صلى الله عليه وسلم، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا أَبِيْ، عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ، بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

بابٌ

(د) حضرت علیؓ نے آپؐ کے احوال تفصیل سے بیان کئے ہیں

چوتھی حدیث: ابراہیم (محمد بن الحنفیہ کے صاحبزادے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے) کہتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ کے حالات بیان کرتے تو کہتے: آپؐ نہ کھنچے ہوئے لمبے تھے، اور نہ ایسے ٹھگنے تھے کہ بعض اعضاء بعض میں گھسے ہوئے معلوم ہوں، بلکہ آپؐ میانہ قد لوگوں میں سے تھے —— اور آپؐ کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے، نہ بالکل سیدھے تھے، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے —— آپؐ نہ موٹے بدن کے تھے نہ گول چہرے والے، البتہ آپؐ کے چہرے میں تھوڑی سی گولائی تھی —— آپؐ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا —— آپؐ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں —— آپؐ کی پلکیں دراز تھیں —— آپؐ کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں اور شانے پُر گوشت تھے —— آپؐ کے بدن پر (معمول کے علاوہ) بال نہیں تھے (بعض لوگوں کے بدن پر بال زیادہ ہوتے ہیں، آپؐ کے بدن پر خاص حصوں (بازو پنڈلیوں) کے علاوہ کہیں بال نہیں تھے) —— آپؐ کے سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی —— آپؐ کے ہاتھ اور پیر پُر گوشت تھے —— جب آپ چلتے تو پیروں کو قوت سے اٹھاتے تھے، گویا آپ نشیب میں

اتر رہے ہیں ـــــ جب آپ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے متوجہ ہوتے (صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے، اس سے لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے) ـــــ آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ سلسلۂ نبوت کو مکمل کرنے والے تھے ـــــ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی دل تھے ـــــ اور سب سے زیادہ سچی زبان والے تھے ـــــ اور سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے ـــــ اور سب سے زیادہ شریف خاندان کے تھے ـــــ جو آپؐ کو یکا یک دیکھتا مرعوب ہوجاتا، اور جو آپؐ کو پہچان کرلیتا: وہ آپؐ سے محبت کرتا ـــــ اور آپ کا حلیہ بیان کرنے والا یہی کہے گا: میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا، آپ پر بے پایاں رحمتیں اور سلامتی نازل ہو! (یہ حدیث منقطع ہے، ابراہیم کی اپنے دادا حضرت علیؓ سے ملاقات نہیں ہوئی، اور یہ حدیث شمائل (حدیث ۶) میں آئے گی)

[۱۹-] بابٌ

[۳۶۶۷-] حدثنا أَبُوْ جَعْفَرٍ: مُحمدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِيْ حَلِيْمَةَ: مِنْ قَصْرِ الْأَحْنَفِ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالُوْا: نَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: مَوْلَى غُفْرَةَ، ثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحمدٍ: مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغِّطِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبِطِ، كَانَ جَعْدًا رَجِلاً، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ، وَلاَ بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ، أَبْيَضُ مُشْرَبٌ، أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبُ الْأَشْفَارِ، جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ، أَجْرَدُ، ذُوْ مَسْرُبَةٍ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُوْلُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ صلى الله عليه وسلم.

هذا حديثٌ لَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، قَالَ أَبُوْ جَعْفَرٍ: سَمِعْتُ الْأَصْمَعِيَّ، يَقُوْلُ فِيْ تَفْسِيْرِ صِفَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ:

[۱-] الْمُمَغِّطُ: الذَّاهِبُ طُوْلاً، قَالَ: وَسَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا، يَقُوْلُ فِيْ كَلاَمِهِ: تَمَغَّطَ فِيْ نُشَّابَتِهِ: أَيْ مَدَّهَا مَدًّا شَدِيْدًا.

[۲-] وَأَمَّا الْمُتَرَدِّدُ: فَالدَّاخِلُ بَعْضُهُ فِيْ بَعْضٍ قِصَرًا.

[۳-] وَأَمَّا الْقَطَطُ: فَالشَّدِيْدُ الْجُعُوْدَةِ.

[۴-] وَالرَّجِلُ: الَّذِيْ فِيْ شَعْرِهِ حُجُوْنَةٌ: أَيْ يَنْحَنِيْ قَلِيْلاً.

[۵-] وَأَمَّا الْمُطَهَّمُ: فَالْبَادِنُ الْكَثِيْرُ اللَّحْمِ.

[٦-] أَمَّا الْمُكَلْثَمُ: الْمُدَوَّرُ الْوَجْهِ.

[۷-] وَأَمَّا الْمُشْرَبُ: فَهُوَ الَّذِي فِي بَيَاضِهِ حُمْرَةٌ.

[۸-] وَالْأَدْعَجُ: الشَّدِيْدُ سَوَادِ الْعَيْنِ.

[۹-] وَالْأَهْدَبُ: الطَّوِيْلُ الْأَشْفَارِ.

[۱۰-] وَالْكَتِدُ: مُجْتَمَعُ الْكَتِفَيْنِ، وَهُوَ الْكَاهِلُ.

[۱۱-] وَالْمَسْرُبَةُ: هُوَ الشَّعْرُ الدَّقِيْقُ الَّذِي هُوَ كَأَنَّهُ قَضِيْبٌ، مِنَ الصَّدْرِ إِلَى السُّرَّةِ.

[۱۲-] وَالشَّثْنُ: الْغَلِيْظُ الْأَصَابِعِ: مِنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ.

[۱۳-] وَالتَّقَلُّعُ: أَنْ يَمْشِيَ بِقُوَّةٍ.

[۱٤-] وَالصَّبَبُ: الْحَدُوْرُ، تَقُوْلُ: انْحَدَرْنَا مِنْ صَبُوْبٍ وَصَبَبٍ.

[۱۵-] وَقَوْلُهُ: جَلِيْلُ الْمُشَاشِ: يُرِيْدُ رُؤُوْسَ الْمَنَاكِبِ.

[۱٦-] وَالْعِشْرَةُ: الصُّحْبَةُ، وَالْعَشِيْرُ: الصَّاحِبُ.

[۱۷-] وَالْبَدِيْهَةُ: الْمُفَاجَأَةُ، يَقُوْلُ: بَدَهْتُهُ بِأَمْرٍ: أَيْ فَجَأْتُهُ.

حل لغات:

۱-مُمَّغِطْ: بہت لمبا، اصمعی رحمہ اللہ نے ایک اعرابی سے دوران کلام سنا: تَمَغَّطَ فی نُشَّابتہ: کمان میں تیر ڈال کر بہت کھینچا...... نُشَّابة: تیر، جمع نَشَاشِيب...... مَغَطَ (ف) الشیئَ مَغْطًا: لمبا کرنے کے لئے کھینچا...... تَمَغَّطَ: کے بھی یہی معنی ہیں۔

۲-المُتَرَدِّد: اسم فاعل: اتنا ٹھگنا کہ بعض اعضاء بعض میں گھسے ہوئے معلوم ہوں۔ تَرَدَّدَ: لوٹنا، واپس ہونا، بار بار لوٹنا۔

۳-الجَعْد: گھونگھریالے، سکڑے ہوئے بال...... القطط: چھوٹے گھونگھریالے بال، قَطَّ الشَّعْرُ: بالوں کا چھوٹا اور گھونگھریالا ہونا القطط: الجَعْد کے معنی میں مبالغہ ہے، ای الشدید الجُعُودة: انتہائی درجہ کے چھوٹے گھونگھریالے۔

۴-رَجِلَ (س) الشَّعْرُ: بالوں کا قدرے گھونگھریالا ہونا، فهو رَجِلٌ وَرَجْلٌ، جمع أَرْجَال...... خَجِنَ (س) الشَّعْرُ: بالوں کا گھونگھریالا ہونا۔ رَجِل: وہ شخص جس کے بالوں میں تھوڑا گھونگھریالا پن ہو، یعنی قدرے مڑے ہوئے ہوں (سبوطة اور جعودة کے درمیان)

۵-المُطَهَّم: بہت موٹا، طَهَّمَ الشیئَ: موٹا بھاری ہونا، البادن: موٹے بدن کا۔

٦-الْمُكَلْثَم: گول چہرہ، كَلْثَمَ وجْهُهُ: چہرے کے گوشت کا سمٹ جانا، الكلثوم: چہرے اور رخسار پر گوشت چڑھا ہوا۔

۷-المُشْرَب: اسم مفعول، پلایا ہوا، اشرب فلانا: پلانا، سیراب کرنا، اور مشرب: وہ شخص ہے جس کی سفیدی میں سرخی خوب ملا دی گئی ہو۔

۸-أدْعَج: سخت سیاہ آنکھ کی پتلی والا، دَعِجَت (س) العینُ: آنکھ کا بہت سیاہ وسفید ہونا، یعنی پتلی بہت زیادہ سیاہ ہو، اور باقی سفید حصہ بہت سفید ہو۔

۹-أهْدَب: لمبی پلکوں والا جمع هُدْب، الهُدْب: پلک، آنکھ کے پردے کے بال..... الشُّفْر: پلک کی جڑ، جمع أشفار۔

۱۰-الکَتِد: کندھوں کے درمیان کا حصہ، اس کے لئے دوسرا لفظ الکاھل ہے۔

۱۱-المَسْرُبَة: سینہ سے ناف تک کے باریک بال، گویا وہ چھڑی ہیں۔

۱۲-الشَّثْن: ہتھیلیوں اور پیروں کی انگلیوں کا موٹا ہونا، شَثِنَتْ کَفُّه: ہتھیلی کا موٹا اور پر گوشت ہونا۔

۱۳-التَّقَلُّع: آگے کی طرف جھکتے ہوئے چلنا، جیسے اوپر سے دباؤ کے ساتھ آرہا ہو، دوسرے معنی: اکھڑ جانا یعنی قوت سے پیر اٹھانا۔

۱۴-الصَّبَبُ والصَّبُوْب: ڈھلان، انحدرنا من صَبُوْب اور من صَبَب: ڈھلان میں اترنا، نشیب میں اترنا۔

۱۵-المُشَاشَة: مونڈھے کی ابھری ہوئی ہڈی، جمع مُشَاش..... جلیل: عظیم یعنی مونڈھوں کے سرے موٹے تھے۔

۱۶-العِشْرَة: صحبت، اختلاط، آپس داری..... العَشِیْر: ہم صحبت، میل جول رکھنے والا (میاں بیوی) جمع عُشَراء۔

۱۷-البَدَاهة والبدیهة: اچانک پیش آنے والا معاملہ، برجستگی، بے ساختگی، بَدَهَه بأمر: اچانک کوئی چیز سامنے لے آنا۔

۱۸-وَلَدَ اور وُلْدَ دونوں صحیح ہیں..... امام ترمذیؒ کے استاذ ابو جعفر کی کنیت القَصْرِی تھی، وہ قصر احنف میں رہتے تھے۔

بابٌ

(۵) آپؐ صاف واضح گفتگو فرماتے تھے

پانچویں حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کی گفتگو آپ لوگوں کی طرح لگا تار (جلدی جلدی) نہیں ہوتی تھی، بلکہ آپؐ واضح صاف گفتگو فرمایا کرتے تھے، تاکہ آپؐ کے پاس بیٹھنے والا اچھی طرح سے بات محفوظ کر لے۔

تصحیح: حدیث میں بَیِّنُه فَصْلٌ تھا، اور اس عبارت کا ترجمہ ہے: کلام کو واضح کرتا تھا فصل یعنی آپ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے، مگر یہ حدیث شمائل (حدیث ۲۱۵) میں اسی سند سے آرہی ہے، وہاں بکلامٍ بَیِّنٍ فصلٍ ہے، میں نے وہاں سے کتاب میں تصحیح کی ہے۔

[۲۰-] بابٌ

[۳۶۶۸-] حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، نا حُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا، وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ، يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ، وَقَدْ رَوَاهُ يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

لغت: سَرَدَ(ن) الشیئَ سَرْدًا: جاری رکھنا، لگا تار کرنا، جیسے دورے میں مسلسل عبارت پڑھنا سرد کہلاتا ہے۔

بابٌ

(و) آپ کبھی کلام کو تین مرتبہ دوہراتے تھے

چھٹی حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ (کبھی) کلام کو تین مرتبہ دوہراتے تھے، تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ لی جائے (یہ حدیث شمائل (حدیث ۲۲۶) میں اسی سند سے ہے)

تشریح: اگر مضمون مشکل ہوتا، غور وتدبر کی ضرورت ہوتی، یا مجمع زیادہ ہوتا یا کسی بات پر زور دینا ہوتا یا اس کی اہمیت ظاہر کرنی ہوتی تو آپ تینوں جانب متوجہ ہوکر مضمون بیان فرمایا کرتے تھے، تاکہ مجمع اچھی طرح بات سمجھ لے، اور تین مرتبہ غایت اکثر یہ ہے، اگر دو مرتبہ کافی ہوجاتا تو دو مرتبہ فرماتے۔

[۲۱-] بابٌ

[۳۶۶۹-] حدثنا محمدُ بْنُ يَحْيَى، نا أَبُوْ قُتَيْبَةَ، سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا، لِتُعْقَلَ عَنْهُ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى.

بابٌ

(ز) آپ مسکراتے تھے، ہنستے کم تھے

ساتویں حدیث: عبداللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا (اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ ہیں، جن میں ضعف ہے، اس لئے غریب بمعنی ضعیف ہے، اور

دوسری سند سے جو یزید کی ہے: حدیث اس طرح ہے:)

آٹھویں حدیث: حضرت عبد اللہ بن الحارثؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کا ہنسنا نہیں تھا مگر مسکرانا یعنی آپ بس مسکراتے تھے، ہنستے بہت کم تھے (یہ حدیث صحیح ہے، آپ کا ہنسنا عام طور پر بس مسکرانا ہوتا ہے، اور گذشتہ حدیث صحیح نہیں کہ آپ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے، اور یہ مضمون آگے (حدیث ۳۶۷۴ میں) آرہا ہے)

تصحیح: کتاب میں دوسری حدیث کے شروع میں حدثنا کے بعد بذلك تھا، جو میں نے حذف کیا ہے، کیونکہ یہ حدیثیں شمائل (۲۱۹ و۲۲۰) میں آرہی ہیں، وہاں بذلك نہیں ہے، اور امام ترمذی بذلك وہاں لاتے ہیں: جہاں آدھی سند پہلے آئی ہو، اور آدھی بعد میں۔ اور یہاں دوسری سند پوری لکھی ہے، اس لئے بذلك کی ضرورت نہیں۔

[۲۲-] بابٌ

[۳۶۷۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِىَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ، مِثْلُ هٰذَا.

[۳۶۷۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الخَلَّالُ، نَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ، قَالَ: مَاكَانَ ضَحِكُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَّا تَبَسُّمًا.

هٰذَا حديثٌ صحيحٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ، إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابُ ماجاءَ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

۱۶- مہر نبوت کا بیان

نویں حدیث: حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں: میری خالہ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں، اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اس بھانجے کے سر اور پیٹ میں درد ہے، پس آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی، پھر آپؐ نے وضوء فرمائی، تو میں نے آپ کا وضوء کا بچا ہوا پانی پیا، پھر میں آپ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا، تو میں نے آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، پس اچانک وہ دلہن کے کمرے کی گھونڈی کے مانند تھی (شمائل حدیث ۱۵)

دسویں حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہر نبوت جو دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی: وہ کبوتر کے انڈے کے مانند گوشت کا سرخ ابھرا ہوا حصہ تھی (شمائل حدیث ۱۶)

تشریح: مہر نبوت بھی حالات نبوی کے ذیل میں آتی ہے، مگر چونکہ حدیثوں میں ایک ہی مضمون تھا، اس لئے

باب قائم کرنا آسان تھا: چنانچہ قائم کردیا —— مہرِ نبوت: علاماتِ نبوی میں سے تھی، اور ولادت کے وقت ہی سے تھی، اور وفات کے وقت غائب ہوگئی تھی، اور اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا، اور جن روایتوں میں کچھ لکھا ہوا ہونا منقول ہے: وہ روایات درجۂ ثبوت کو نہیں پہنچی —— اور مہرِ نبوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں مختلف ہیں، کیونکہ یہ تشبیہات ہیں، اور ہر شخص کی تشبیہ اس کے ذہن کے موافق ہوتی ہے، اس لئے اختلاف ناگزیر ہے۔

لغات: الوَجِع: ہر قسم کی تکلیف، دکھ درد، جمع أوجاع، چونکہ حضرت سائب کے سر پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا، اور وضوء کا پانی پلایا تھا: اس لئے میں نے یہ سمجھا ہے کہ درد: سر اور پیٹ میں ہوگا۔ واللہ اعلم ...... الزِّرّ: بٹن، گھنڈی ...... الحَجَلة: گنبد نما کپڑوں سے آراستہ کیا ہوا دولہن کا کمرہ، گھر کے اندر دلہن کے لئے لگایا ہوا پردہ ...... اس کا ترجمہ: چکور بھی کیا گیا ہے، یہ کبوتر جیسا ایک پرندہ ہے، جس کے پیر اور چونچ سرخ ہوتی ہے، اور اس کا گوشت عمدہ ہوتا ہے، اس صورت میں زِرّ کا ترجمہ: "انڈا" کیا جائے گا۔

[۲۲-] بابُ ماجاءَ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

[۳۶۷۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ ابْنَ يَزِيْدَ، يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارسولَ اللهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَجِعٌ، فَمَسَحَ بِرَأْسِيْ، وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ، فَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

وفي الباب: عَنْ سَلْمَانَ، وَقُرَّةَ بْنِ إِيَاسٍ الْمُزَنِيِّ، وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، وَأَبِيْ رِمْثَةَ، وَبُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ سَرْجِسٍ، وَعَمْرِو بْنِ أَخْطَبَ، وَأَبِيْ سَعِيْدٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۶۷۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الطَّالْقَانِيُّ، نَا أَيُّوْبُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم - يَعْنِي الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ - غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

(ح) آپ کی آنکھیں سرمگیں تھیں

گیارھویں حدیث: حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی پنڈلیوں میں پتلا پن تھا، اور آپ کا ہنسنا بس مسکرانا ہوتا تھا (اس کا ذکر حدیث ۳۶۷۱ میں آگیا ہے) اور میں جب آپ کی طرف دیکھتا تو (دل میں) کہتا: آپ

کی آنکھیں سرگیں ہیں یعنی آپؐ نے سرمہ لگا رکھا ہے، حالانکہ آپؐ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا (بلکہ فطری طور پر آنکھیں سرگیں تھیں) آپ پر بے پایاں رحمتیں اور سلامتی نازل ہو!

لغت: حَمُش (ک) حَمَاشَةً وَحُمُوْشَةً: ٹانگوں کا پتلا ہونا ..... کَحِلَ (س) الرجلُ: سرگیں آنکھوں والا ہونا، فهو أَكْحَل، وهي كَحْلاء۔

[۲٤-] بابٌ

[۳٦٧٤-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، نَا الْحَجَّاجُ: هُوَ ابْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ فِيْ سَاقَيْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حُمُوْشَةٌ، وَكَانَ لَايَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا، وَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ، قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ صلى الله عليه وسلم، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

بابٌ

(ط) دہن مبارک، آنکھوں اور ایڑیوں کا حال

بارہویں حدیث: حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ فراخ دہن تھے، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی، اور ایڑیوں پر گوشت بہت کم تھا (اس حدیث کی پہلی سند ابو قطن عمرو بن الہیثم کی ہے، ان کی روایت میں الفاظ کی تشریح نہیں ہے، اور دوسری سند محمد بن جعفر کی ہے، ان کی روایت میں الفاظ کی وضاحت ہے، اس دوسری سند سے حدیث شمائل (حدیث ۸) میں ہے)

لغات: الضَّلِيع: کشادہ دہن، ضَلُعَ (ک) فَمُهُ: منہ چوڑا ہونا (عربوں کے نزدیک مردوں کے لئے یہ چیز پسندیدہ ہے) ..... الأَشْكَل: وہ شخص جس کی آنکھ کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی ہو، شَكِلَ (س) اللونُ: رنگ کا مخلوط ہونا، دوسرا رنگ مل جانا۔ شَكِلَتِ العين: آنکھ کی سفیدی میں سرخی مل جانا —— اور سماک بن حرب نے جو معنی کئے ہیں: وہ لغت کے خلاف ہیں، انھوں نے اشکل کے معنی کئے ہیں: آنکھوں کی پھٹن کا لمبا ہونا یعنی فراخ چشم ہونا: یہ معنی صحیح نہیں ..... الْمَنْهُوْس: دبلا آدمی، رجلٌ منهوس العَقِب: ایڑیوں پر گوشت کم ہونا، نَهَسَ (ف) اللحمَ: کھانے کے لئے دانتوں سے گوشت نوچنا۔

[۲٥-] بابٌ

[۳٦٧٥-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا أَبُوْ قَطَنٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ،

قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ضَلِيْعَ الفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۶۷۶-] حدثنا أَبُوْ مُوْسَى: مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَاشُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ضَلِيْعَ الفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوْسَ الْعَقِبِ.
قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيْعُ الفَمِ؟ قَالَ: وَاسِعُ الْفَمِ،قُلْتُ: مَا أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيْلُ شِقِّ الْعَيْنِ، قُلْتُ: مَامَنْهُوْسُ الْعَقِبِ؟ قَالَ: قَلِيْلُ اللَّحْمِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

(ی) آپ ﷺ تیز رفتار تھے

تیرھویں حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا سورج آپؐ کے چہرے میں رواں تھا، یعنی رخ انور میں غایت درجہ چمک دمک تھی۔ اور میں نے اپنی چال میں رسول اللہ ﷺ سے تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی تھی، بیشک ہم خود کو (آپؐ کے ساتھ چلتے ہوئے) تھکا دیتے تھے، اور آپ تیز رفتار نہیں چل رہے ہوتے تھے، بلکہ اپنی معمولی رفتار سے چلتے تھے (یہ حدیث شمائل (حدیث ۱۱۸) میں ہے)

لغت: مُکْتَرِث: اسم فاعل: اِکْتِرَاث پرواہ کرنا (اس معنی میں نفی کے ساتھ ہی استعمال ہوتا ہے) ما أکترِثُ لہ: مجھے اس کی پرواہ نہیں، غیرُ مکترث: پرواہ کرنے والے اور تیز چلنے کا اہتمام کرنے والے نہیں تھے۔

[۲۶-] بابٌ

[۳۶۷۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا ابنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ أَبِيْ يُوْنُسَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِيْ مِشْيَتِهِ مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوٰى لَهُ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا، وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

بابٌ

(ک) آپ ﷺ: ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے

چودھویں حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (معراج میں یا خواب میں) میرے سامنے انبیاء پیش کئے

گئے یعنی دکھلائے گئے، پس اچانک موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے تھے، گویا وہ (یمن کے) قبیلۂ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، پس اچانک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں ان کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے قریب تر عمرو بن مسعود ہے۔ اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، پس اچانک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں ان کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے قریب تر تمہارے ساتھی ہیں، آپ خود کو مراد لے رہے ہیں۔ اور میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، پس اچانک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں ان سے قریب تر دحیہ کلبی ہیں (یہ روایت شمائل (حدیث ۱۲) میں اور مسلم کتاب الایمان میں ہے)

لغات وترکیب: رجلٌ ضربٌ: چھریرے بدن کا قد آور آدمی...... أقرب: اسم تفضیل: مضاف: الناس: مضاف الیہ، من رأیتُ ای ممن رأیت: الناس کی صفت، بہ اقرب سے متعلق، شَبَهًا: تمیز، عروۃ: خبر...... اقرب من رأیت میں اقرب مابعد کی طرف مضاف ہے۔

تشریح: احوالِ نبوی میں اس روایت کو لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

[۲۷-] بابٌ

[۳۶۷۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوْسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِذَا أَقْرَبُ النَّاسِ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا: عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا: صَاحِبُكُمْ، يَعْنِي نَفْسَهُ، وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا: دِحْيَةُ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

بابُ ماجاءَ فِي سِنِّ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَابْنُ كَمْ كَانَ حِيْنَ مَاتَ؟

۱۷- نبی ﷺ کی وفات کے وقت عمر کتنی تھی؟

روایات مختلف ہیں کہ بوقتِ وفات عمر مبارک کتنی تھی؟ دَغفل (بروزن جعفر) بن حنظلہ (جو صحابی نہیں) بیان کرتے ہیں کہ آپ کی وفات ۶۵ سال کی عمر میں ہوئی (یہ روایت شمائل (حدیث ۳۶۵) میں ہے) یہی بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے (ابن عباسؓ کی یہ روایت امام ترمذیؒ نے دو سندوں سے ذکر کی ہے)۔——
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ساٹھ سال کی عمر میں وفات ہوئی (یہ روایت شمائل میں دو جگہ آئی ہے،

پہلی حدیث اور حدیث ۳۶۷۷) —— اور حضرت عائشہ، حضرت معاویہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ عمر مبارک تریسٹھ سال تھی (تینوں کی روایتیں یہاں بھی ہیں، اور شمائل میں بھی ہیں)

پس اکثر رُوات کا قول لینا چاہئے کہ عمر مبارک ۶۳ سال ہوئی ہے، اور ساٹھ والے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اس میں کسر چھوڑ دی ہے، اور ۶۵ والے قول کی توجیہ یہ ہے کہ اس میں شروع اور آخر کے ناقص سالوں کو پورا شمار کرلیا ہے۔

پندرہویں حدیث (نمبر ۳۶۷۹): ابن عباسؓ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپؐ کی عمر ۶۵ سال تھی (یہ اسماعیل بن علیہ کی روایت ہے خالد حذاء سے، وہ ابوعمر عمار بن ابی عمار مولی بنی ہاشم سے روایت کرتے ہیں، اور عمار: حضرت ابن عباسؓ سے)

سولہویں حدیث (نمبر ۳۶۸۰): بھی یہی ہے کہ بوقتِ وفات عمر مبارک ۶۵ سال تھی (یہ بشر بن المفضل کی روایت ہے، خالد حذاء سے الی آخرہ، یہ روایت بھی عمار کی ہے)

سترہویں حدیث (نمبر ۳۶۸۱): حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے مکہ میں تیرہ سال قیام فرمایا یعنی آپؐ کی طرف وحی کی جاتی تھی، یعنی یہ تیرہ سال نبوت کے بعد کے ہیں، اور آپؐ کی وفات ہوئی درانحالیکہ آپؐ ۶۳ سال کے تھے (یہ عمرو بن دینار کی روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے)

اٹھارہویں حدیث (نمبر ۳۶۸۲): حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تقریر میں بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپؐ کی عمر ۶۳ سال تھی، اور اتنی ہی عمر میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے وفات پائی، اور اس وقت میری عمر (حضرت معاویہ کی عمر) بھی ۶۳ سال ہے (حضرت معاویہؓ اس کے بعد کئی سال تک زندہ رہے)

انیسویں حدیث (نمبر ۳۶۸۳): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

[۲۸-] بابُ مَاجاءَ فِي سِنِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَابْنُ كَمْ كَانَ حِينَ مَاتَ؟

[۳۶۷۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالاَ: نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، قَالَ: ثَنِيْ عَمَّارٌ: مَوْلَى بَنِيْ هَاشِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ.

[۳۶۸۰-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، نَا عَمَّارٌ: مَوْلَى بَنِيْ هَاشِمٍ، نَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تُوُفِّيَ، وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ، هٰذَا حديثٌ

حسنُ الإسنادِ صحيحٌ.

[٢٩-] بابٌ

[٣٦٨١-]حدثنا أحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، نَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَكَثَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، يَعْنِي يُوحىٰ إِلَيْهِ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ.

وفي الباب: عَنْ عَائِشَةَ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَدَغْفَلِ بْنِ حَنْظَلَةَ، وَلاَ يَصِحُّ لِدَغْفَلٍ سَمَاعٌ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَحَدِيثُ ابنِ عَبَّاسٍ حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ.

[٣٠-] بابٌ

[٣٦٨٢-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَخْطُبُ، يَقُوْلُ: مَاتَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَنَا ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣١-] بابٌ

[٣٦٨٣-] حدثنا العَبَّاسُ العَنْبَرِيُّ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ، قَالاَ: نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أُخْبِرْتُ عَنِ ابنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ فِي حَدِيْثِهِ: ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاَثٍ وَسِتِّينَ.

هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَ هٰذَا.

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم

احادیث میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل وارد ہوئے ہیں، ان کی چند بنیادیں ہیں:

پہلی بنیاد: نبی ﷺ کسی کی ایسی قلبی کیفیت پر مطلع ہوں جو دخولِ جنت کا باعث ہو، جیسے:

۱- آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''آپؓ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو تکبر کی بنا پر ایسا کرتے ہیں'' (رواہ البخاری، مشکوۃ حدیث ۴۳۶۹) یعنی تہبند گھسیٹتے ہیں۔

۲- اور آپ ﷺ نے یہ بات بھی جانی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کمالات وخصائل حمیدہ کی تکمیل کرلی ہے جن کی وجہ سے ان کے لئے جنت کے سبھی باب وَا ہوجائیں گے، چنانچہ آپ نے فرمایا: ''میں امید کرتا ہوں کہ آپؓ انہی لوگوں میں سے ہیں!'' (مشکوۃ حدیث ۱۸۹۰) یعنی آپؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو جنت کے سبھی دروازوں سے پکارا جائے گا (رحمۃ اللہ ۴: ۱۴۲)

۳- اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''شیطان تمہیں جس راستہ پر چلتا ہوا دیکھتا ہے: وہ تمہاری راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرلیتا ہے!'' (متفق علیہ، مشکوۃ حدیث ۶۰۲۷)

۴- اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بھی فرمایا کہ ''اگر میری امت میں کوئی مُحدَّث (ملہم) ہے تو وہ عمر ہیں (متفق علیہ، مشکوۃ حدیث ۶۰۲۶)

دوسری بنیاد: خواب میں نبی ﷺ دیکھیں، یا آپ کے دل میں یہ بات ڈالی جائے کہ فلاں شخص دین میں راسخ القدم ہے، جیسے:

۱- آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں آپؐ کے آگے چل رہے ہیں۔ (رحمۃ اللہ ۳: ۵۲۱)

۲- اور آپؐ نے جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا (مشکوۃ حدیث ۶۰۲۸)

۳- اور خواب میں آپ ﷺ کے سامنے لوگ پیش کئے گئے، جنھوں نے کرتے پہن رکھے تھے، کسی کا کرتا چھاتی تک تھا، کسی کا اس سے نیچے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش کئے گئے، انھوں نے اتنا لمبا کرتا پہن رکھا تھا کہ وہ زمین پر گھسٹتا تھا، لوگوں نے پوچھا: اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''دین!'' (متفق علیہ، مشکوۃ حدیث ۶۰۲۹) یعنی دین میں آپؓ راسخ القدم ہیں۔

۴- اور خواب میں آپ ﷺ کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپؐ نے خوب چھک کر پیا، اور بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا۔ لوگوں نے پوچھا: اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''علم'' (متفق علیہ، مشکوۃ حدیث ۶۰۳۰) یعنی علم دین میں آپؓ کا مقام بلند ہے۔

تیسری بنیاد: نبی ﷺ کسی سے محبت کریں، یا اس کی تعظیم وتکریم کریں، یا اس کے ساتھ ہمدردی کریں، یا اس نے اسلام کی طرف سبقت کی ہو: تو یہ سب باتیں اس بات کی علامت ہیں کہ اس کا دل ایمان سے لبریز ہے، جیسے:

۱- ایک مرتبہ آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے، پنڈلیاں کھلی تھیں، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آئے، آپؐ نے اسی حال میں ان کو اجازت دیدی، پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپ بیٹھ گئے، کپڑے درست کر لئے، پھر ان کو اجازت دی (رواہ مسلم، مشکوۃ حدیث ۶۰۶۰) یہ تکریم کی مثال ہے۔

۲- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہوئے، آپؐ نے ان کی خبر گیری کے لئے ان کا خیمہ مسجد نبوی کے پاس لگوایا، یہ ہمدردی کی مثال ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتماد کیوں ضروری ہے؟

ملتِ اسلامیہ: زمانہ کے طول وعرض میں نقل وتوارث کے ذریعہ ثابت ہوئی ہے۔ یعنی جہاں آئندہ نسل کو دین صحابہ نے پہنچایا ہے: وہیں جزیرۃ العرب سے باہر پوری دنیا میں دین صحابہ نے پہنچایا ہے، پس اگر صحابہ کی توقیر وتعظیم نہیں کی جائے گی، اور ان لوگوں کو قابل اعتماد قرار نہیں دیا جائے گا، جنھوں نے مواقع وحی کو دیکھا ہے، وحی کا مطلب سمجھا ہے، سیرتِ طیبہ کا مشاہدہ کیا ہے، اور ملت کی ہر طرح سے حفاظت کی ہے، نہ اس میں غلو کیا ہے، نہ عمل میں سستی کی ہے، نہ اس کو دوسری ملت کے ساتھ خلط ملط کیا ہے: تو نقل وتوارث سے اعتماد اٹھ جائے گا، اور دین کا استناد ختم ہو جائے گا۔

شیخین افضلِ امت کیوں ہیں؟

امت کے قابل اعتماد لوگ اس پر متفق ہیں کہ شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) افضلِ امت ہیں، کیونکہ کار نبوت کے دو بازو ہیں: ایک: اللہ سے دین حاصل کرنا، دوسرا: لوگوں میں اس کو پھیلانا۔ اول میں نبی ﷺ کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اور دوم میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما: آپؐ کے زمانہ میں بھی، اور آپؐ کے بعد بھی پیش پیش رہے ہیں، اس لئے وہ افضلِ امت ہیں (رحمۃ اللہ ۵:۶۷۵)

فضائل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اسم گرامی: عبداللہ، کنیت ابوبکر، والد کا نام عثمان، کنیت ابوقحافہ، لقب صدیق وعتیق، نسبت: تیمی، قرشی، ولادت:

ہجرت سے اکیاون سال پہلے، وفات: ۱۳ ہجری مطابق ۵۷۳-۶۳۴ عیسوی، ۱۱ ہجری میں وفات نبوی کے دن خلیفہ چنے گئے، مدت خلافت: دوسال ساڑھے تین ماہ، لقب صدیق: واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے پڑا، مردوں میں سب سے پہلے آپؓ ایمان لائے، آپؓ نے شراب جاہلیت میں اپنے لئے حرام کرلی تھی، آپؓ کے فضائل بے شمار ہیں۔

۱- دلی دوست بنانے کے قابل ابوبکرؓ ہی ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہر دلی دوست سے اس کی دوستی سے بے تعلقی کا اظہار کرتا ہوں، یعنی میرا کوئی ولی دوست نہیں، اور اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو ابوقحافہ کے لڑکے (ابوبکر رضی اللہ عنہ) کو ضرور دلی دوست بناتا، اور بیشک تمہارے ساتھی یعنی نبی ﷺ اللہ ہی کے دلی دوست ہیں!''

تشریح: یاد کرنے کے لئے بہترین الفاظ مسلم شریف (حدیث ۲۳۸۳) کے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ألا! إنِّی أبرأُ إلی کل خلیلٍ من خِلِّهِ، ولو کنتُ مُتَّخِذًا خلیلاً: لاتَّخذتُ أبا بکر خلیلاً، إنَّ صاحبَکم خلیلُ الله!

لغات: خِلٌّ اور خلیل مترادف الفاظ ہیں، اسی طرح خِلٌّ اور خُلّة بھی مترادف الفاظ ہیں، گہرا دوست اور گہری دوستی، قلبی دوست اور قلبی دوستی: اس کے معنی ہیں .... اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خلت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصف خاص نہیں، آپ ﷺ بھی خلیل اللہ ہیں، اسی طرح نَجِیّ (ہم کلام ہونا) بھی موسیٰ علیہ السلام کا وصف خاص نہیں، نبی ﷺ بھی معراج میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے ہیں۔

[۳۲-] مَنَاقِبُ أَبِی بَکْرٍ الصِّدِّیقِ رضی الله عنه

وَاسْمُهُ: عبدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ، وَلَقَبُهُ عَتِیْقٌ

[۳۶۸۴-] حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَیْلاَنَ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا الثَّوْرِیُّ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِی الأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم: " أَبْرَأُ إِلَی کُلِّ خَلِیْلٍ مِنْ خِلِّهِ، وَلَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلاً لاَتَّخَذْتُ ابنَ أَبِی قُحَافَةَ خَلِیْلاً، وَإِنَّ صَاحِبَکُمْ لَخَلِیْلُ اللهِ"

هٰذَا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ، وفی الباب: عَنْ أَبِی سَعِیْدٍ، وَأَبِی هُرَیرةَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَابْنِ الزُّبَیْرِ.

۲- ابوبکرؓ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے!

حدیث (۱): حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ابوبکرؓ ہمارے سردار، ہم میں افضل، اور ہم میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھے!'' (یہی محبوبیت دلیل افضلیت ہے، چنانچہ باجماع امت: حضرت ابوبکرؓ افضل امت ہیں)

حدیث (۲): عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ کے کونسے صحابی رسول اللہ

ﷺ کو زیادہ محبوب تھے؟ انھوں نے کہا: ابوبکر! میں نے کہا: پھر کون؟ انھوں نے کہا: عمر، میں نے کہا: پھر کون؟ انھوں نے فرمایا: پھر ابوعبیدۃ، عبداللہ کہتے ہیں: میں نے کہا؟ پھر کون؟ تو حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں (آگے جواب نہیں دیا)

[۳۶۸۵-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَخَيْرُنَا، وَأَحَبُّنَا إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، هٰذَا حديثٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۶۸۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَانَ أَحَبَّ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَتْ: أَبُوْ بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: فَسَكَتَتْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جنت میں بلند درجہ والوں سے بھی افضل ہونگے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "(جنت میں) بلند درجات والوں کو وہ لوگ جوان سے (درجات میں) نیچے ہونگے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے کنارے میں طلوع ہونے والے ستارے کو دیکھتے ہو، اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یقیناً ان (بلند درجات والوں) میں سے ہیں، بلکہ دونوں اور زیادہ افضل ہیں! (أَنْعَمَ فلانٌ: آسودہ اور خوشحال ہونا، مزے میں ہونا)

[۳۶۸۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا محمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، وَالْأَعْمَشِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ صُهْبَانَ، وَابْنِ أَبِي لَيْلَى، وَكَثِيرٍ النَّوَّاءِ، كُلُّهِمْ عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى لَيَرَاهُمْ مَنْ تَحْتَهُمْ، كَمَا تَرَوْنَ النَّجْمَ الطَّالِعَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ.

۴- نبی ﷺ پر ابوبکرؓ سے زیادہ جانی ومالی احسان کسی کا نہیں

حدیث (۱): حضرت ابوالمعلّی بن لوزان انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے تقریر میں فرمایا: "ایک آدمی کو اس کے پروردگار نے دو باتوں میں اختیار دیا: ۱- وہ دنیا میں جتنی زندگی چاہے گذارے، اور دنیا

میں جو چیز چاہے کھائے۔۲-وہ اپنے رب سے ملاقات کرے (اور وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہو) پس اس نے اپنے پروردگار سے ملنے کو پسند کیا!" —— راوی کہتے ہیں: پس ابوبکرؓ رونے لگے، صحابہ نے کہا: کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا ان حضرت پر! رسول اللہ ﷺ ایک نیک بندے کا تذکرہ کررہے ہیں کہ اس کو اس کے رب نے دنیا کے درمیان اور اس کے رب سے ملنے کے درمیان اختیار دیا، پس اس نے اپنے رب سے ملنے کو ترجیح دی (اس میں رونے کی کیا بات ہے؟) —— راوی کہتے ہیں: پس ابوبکرؓ ان لوگوں سے زیادہ جانتے تھے اس بات کو جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی، چنانچہ ابوبکرؓ نے کہا: بلکہ ہم آپؐ پر اپنے ماں باپ کو قربان کرتے ہیں! یعنی جو افتاد آپؐ پر پڑنے والی ہے وہ ہمارے ماں باپ پر پڑے، اور آپ بچے رہیں، زندہ سلامت رہیں!

پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگوں میں ابوبکر سے زیادہ کوئی نہیں مجھ پر احسان کرنے والا: ساتھ رہنے میں اور مال خرچ کرنے میں! اور اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو ابوبکر کو دلی دوست بناتا! مگر قلبی محبت اور ایمانی اخوت! یعنی بس یہی ہے: — یہ بات دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمائی — اور تمہارے ساتھی اللہ ہی کے دلی دوست ہیں (ابوعوانہ سے آخر تک اس حدیث کی یہی سند ہے، اور ضعیف ہے، ابوالمعلی کا لڑکا مجہول ہے، البتہ آئندہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث (۲): حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور فرمایا: إن عبداً خَيَّرَهُ اللّٰه: بين أن يؤتيَهُ من زهرة الدنيا ماشاء، وبين ما عنده، فَاختارَ ما عنده: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دو باتوں میں اختیار دیا: ۱- اللہ تعالیٰ اس کو دنیا کی رونق دیں جتنی وہ چاہے ۲- اور ان نعمتوں کے درمیان جو اللہ کے پاس ہیں، پس اس نے ان نعمتوں کو پسند کیا جو اللہ کے پاس ہیں! پس ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپؐ پر اپنے ماں باپ کو قربان کرتے ہیں!

راوی کہتے ہیں: پس ہمیں حیرت ہوئی، اور لوگوں نے کہا: ان حضرت کو دیکھو، نبی ﷺ خبر دے رہے ہیں ایک بندے کے بارے میں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا، اس کے درمیان کہ اللہ اس کو دنیا کی رونق دیں جتنی وہ چاہے، اور ان نعمتوں کے درمیان جو اللہ کے پاس ہیں، اور ابوبکرؓ کہتے ہیں: ہم آپؐ پر اپنے ماں باپ کو قربان کرتے ہیں! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بندے پر کوئی حادثہ پڑنے والا ہے، حالانکہ آپؐ نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی!

پس نبی ﷺ ہی اختیار دیے ہوئے تھے، اور ابوبکرؓ ہم میں اس بات کو زیادہ جانتے تھے، یعنی وہ بات کی تہ تک پہنچ گئے تھے، پس نبی ﷺ نے (ڈھارس بندھانے کے لئے) فرمایا: إن من أَمَنِّ الناسِ عَلَيَّ في صحبته وماله ابوبكر: بیشک لوگوں میں زیادہ احسان کرنے والا مجھ پر ساتھ دینے میں اور مال خرچ کرنے میں ابوبکرؓ ہیں: لو كنتُ متخذاً خليلاً لاتخذتُ أبا بكر خليلا: اگر میں کسی کو جگری دوست بناتا تو ضرور ابوبکر کو جگری دوست بناتا: لَاتُبْقَيَنَّ في المسجدِ خُوْخَةٌ إلا خوخةُ أبي بكر: مسجد نبوی میں ہرگز کوئی کھڑکی باقی نہ رکھی جائے مگر ابوبکر کی

کھڑکی! (کیونکہ ان کو خلیفہ بلا فصل ہونا تھا، پس ان کو مسجد میں آنے کے لئے کھڑکی کی ضرورت ہوگی) (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

[۳۲-] بابٌ

[۳۶۸۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ، نَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ابنِ أَبِي الْمُعَلَّى، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ يَوْمًا، فَقَالَ: " إِنَّ رَجُلاً خَيَّرَهُ رَبُّهُ: بَيْنَ أَنْ يَعِيْشَ فِي الدُّنْيَا مَاشَاءَ أَنْ يَعِيْشَ، يَأْكُلَ فِي الدُّنْيَا مَاشَاءَ أَنْ يَأْكُلَ، وَبَيْنَ لِقَاءِ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ"

قَالَ فَبَكَى أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ: أَصْحَابُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم: أَلَا تَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا الشَّيْخِ! إِذْ ذَكَرَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً صَالِحًا، خَيَّرَهُ رَبُّهُ بَيْنَ الدُّنْيَا وَلِقَاءِ رَبِّهِ، فَاخْتَارَ لِقَاءَ رَبِّهِ. قَالَ: فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ أَعْلَمَهُمْ بِمَا قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: بَلْ نَفْدِيْكَ بِآبَائِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَمَنَّ إِلَيْنَا فِي صُحْبَتِهِ وَذَاتِ يَدِهِ مِنِ ابنِ أَبِي قُحَافَةَ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُ ابنَ أَبِي قُحَافَةَ خَلِيْلاً، وَلٰكِنْ وُدٌّ وَإِخَاءُ إِيْمَانٍ – مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا – وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ"

وفي الباب: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِإِسْنَادٍ غَيْرِ هٰذَا، وَمَعْنَى قَوْلِهِ:" أَمَنَّ إِلَيْنَا:" يَعْنِي أَمَنَّ عَلَيْنَا.

[۳۶۸۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: "إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ: بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَدَيْنَاكَ يَارسولَ اللّٰهِ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا!

قَالَ: فَعَجِبْنَا، فَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَاءَ، وَبَيْنَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا! فَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلَامِ، لَا تُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۵- میں ابوبکرؓ کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکا!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر کے علاوہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں، مگر ہم نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے، البتہ ابوبکر کا ہم پر بڑا احسان ہے (اور ہم اس کا بدلہ نہیں چکا سکے) اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن ان کو اس احسان کا بدلہ دیں گے، اور مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہنچایا جتنا ابوبکر کے مال نے پہنچایا ہے، اور اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو ابوبکر کو دلی دوست بناتا، اور تمہارے ساتھی اللہ ہی کے دلی دوست ہیں! (کیونکہ ایک دل میں دو دوستوں کے لئے گنجائش نہیں ہوتی)

[-۳٤] بابٌ

[-۳٦٩۰] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْكُوْفِيُّ، نَا مَحْبُوْبُ بْنُ مُحْرِزٍ الْقَوَارِيْرِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ يَزِيْدَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ، مَا خَلَا أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ أَبِيْ بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا، أَلَا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

٦- نبی ﷺ کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہونگے، پھر عمرؓ

حدیث(۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ من بعدی: أبی بکر وعمر: میرے بعد ان دو کی پیروی کرو جو خلیفہ ہونگے: یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (اسی مضمون کی حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، جو آگے (حدیث ۳۸۲۷ پر) آئے گی)

سند کا بیان: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کی پہلی سند سفیان بن عیینہ کی ہے، وہ زائدۃ بن قدامہ سے، وہ عبدالملک بن عمیر سے، وہ ربعی بن حراش سے، اور وہ حضرت حذیفہؓ سے روایت کرتے ہیں، اور اسی حدیث کو سفیان ثوریؒ عبدالملک سے روایت کرتے ہیں، مگر وہ سند میں عبدالملک اور ربعی کے درمیان ہلال کا واسطہ بڑھاتے ہیں، جو ربعی کے آزاد کردہ ہیں، ابن عیینہ یہ واسطہ نہیں بڑھاتے، اور ابن عیینہ سے جس طرح حسن بن الصباح نے روایت کی ہے، اسی طرح احمد بن منیع وغیرہ بھی روایت کرتے ہیں یعنی زائدہ کا ذکر کرتے ہیں، مگر ابن عیینہ اس سند میں تدلیس کیا کرتے تھے یعنی استاذ کا نام چھوڑ دیا کرتے تھے، کبھی زائدہ کا تذکرہ کرتے تھے، کبھی نہیں کرتے تھے (مگر ابن عیینہ ثقہ استاذ ہی کا

نام چھوڑتے تھے، اس لئے یہ تدلیس کوئی عیب نہیں)۔ --- پھر ثوری کی سند پیش کی ہے، ان سے ابراہیم بن سعد روایت کرتے ہیں، اور وہ ہلال کا واسطہ بڑھاتے ہیں (یہ تکرار ہے) اور یہ حدیث ربعی بن حراش سے دوسری سند سے بھی مروی ہے، اس کو اگلے نمبر پر پیش کیا ہے:

حدیث (۲): حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میں آپ لوگوں کے درمیان کتنے دن رہونگا؟ پس آپ لوگ اِن دو کی پیروی کریں جو میرے بعد خلیفہ ہونگے'' اور آپؐ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ فرمایا۔

[۳۶۹۱-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ: هُوَ ابْنُ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ: أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ"

وفي الباب: عَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَرَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ هٰذَا الحديثَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ نَحْوَهُ، وَكَانَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يُدَلِّسُ فِيْ هٰذَا الحديثِ، فَرُبَّمَا ذَكَرَهُ: عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَرُبَّمَا لَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: عَنْ زَائِدَةَ.

وَرَوَى هٰذَا الحديثَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ هِلاَلٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ أَيْضًا، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳۶۹۲-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الأُمَوِيُّ، نَا وَكِيْعٌ، عَنْ سَالِمٍ أَبِي الْعَلاَءِ الْمُرَادِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "إِنِّيْ لاَ أَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ؟ فَاقْتَدُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ" وَأَشَارَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ.

بابٌ

۷- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہونگے

الکَہل: ادھیڑ عمر کا (۳۴-۵۱ سال کی عمر کا) آدمی، جمع: کُہُول۔

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اچانک ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نکلے، پس آپؐ نے فرمایا: ''یہ دونوں اگلے اور پچھلے ادھیڑ عمر کے جنتیوں کے سردار ہونگے، علاوہ نبیوں اور رسولوں کے! اے علی! آپ ان کو (یہ بات) نہ بتلائیں!''

تشریح: یہ حدیث امام ترمذی نے تین سندوں سے ذکر کی ہے، دو سندیں حضرت علیؓ کی حدیث کی ہیں، اور ایک حضرت انسؓ کی: پہلی سند: نہایت ضعیف ہے، ولید متروک راوی ہے، اور علی زین العابدین کی حضرت علیؓ سے ملاقات نہیں ہوئی، دوسری سند: حضرت انسؓ کی حدیث کی ہے، اس سند کی امام ترمذی نے تحسین کی ہے، مگر اس کی ایک ہی سند ہے، اور محمد بن کثیر ثقفی صنعانی کثیر الغلط ہے (تقریب) اور تیسری سند: حضرت علیؓ کی حدیث کی دوسری سند ہے، اس پر امام ترمذیؒ نے کوئی حکم نہیں لگایا، اس میں حارث اعور ہیں، جن میں ضعف ہے۔ اور تینوں روایتوں کے الفاظ ایک ہیں، اس لئے الگ الگ ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اور باب میں ابن عباسؓ کی حدیث بھی ہے، مگر معلوم نہیں وہ کس کتاب میں ہے، اور اس کی سند کیسی ہے؟

سوال: جنت میں کوئی ادھیڑ عمر نہیں ہوگا، سب ۳۳ سال کی عمر کے ہونگے، پھر حدیث کا کیا مطلب ہے؟

جواب: یہ مجاز ما کان ہے یعنی جو دنیا میں ادھیڑ عمر میں فوت ہوئے ہیں وہ جنتی مراد ہیں۔ جیسے الحسنُ والحسینُ سَیِّدَا شباب أهل الجنة میں بھی یہی مجاز مراد ہے۔

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتانے سے کیوں منع کیا؟ اور ابن ماجہ میں ہے: مادام حَیَّیْن یعنی جب تک وہ زندہ رہیں: نہ بتائیں: اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حدیث کا یہ جزء کھٹک پیدا کرتا ہے کہ حدیث صحیح ہے یا نہیں؟ اور سند کسی بھی حدیث کی صحیح نہیں، پس اللہ تعالیٰ اس حدیث کا حال بہتر جانتے ہیں، جب اُن دونوں حضرات کو جنت کی بشارت دی گئی ہے، اور اس سے کسی خود فریبی میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہیں تھا تو یہ بات بتانے میں ضرر کا کیا اندیشہ ہو سکتا ہے؟!

[۳۵-] بابٌ

[۳۶۹۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُحمدٍ الْمُوَقَّرِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، إِذْ طَلَعَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَقَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، يَا عَلِيُّ! لَاتُخْبِرْهُمَا"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَالْوَلِيْدُ بْنُ مُحمدٍ الْمُوَقَّرِيُّ يُضَعَّفُ فِي الحديثِ، وَقَدْ رُوِيَ

هٰذَا الحديثُ عَنْ عَلِيٍّ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، وَفِي البابِ: عَنْ أَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ.

[٣٦٩٤-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، نا مُحمدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ: "هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، إِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، لَاتُخْبِرْهُمَا يَاعَلِيُّ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[٣٦٩٥-] حدثنا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، نا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: ذَكَرَهُ دَاوٗدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ، مَا خَلَا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ، لَاتُخْبِرْهُمَا يَا عَلِيُّ"

بابٌ

۸-حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ہوں!

روایت: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: "کیا میں لوگوں میں خلافت کا سب سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ کیا میں نے سب سے پہلے اسلام قبول نہیں کیا؟ (آپؓ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں) کیا مجھے یہ فضیلت حاصل نہیں؟ کیا مجھے یہ فضیلت حاصل نہیں؟

سند کا بیان: اس روایت کی پہلی سند: امام شعبہ کے شاگرد عقبۃ بن خالد کی ہے، انھوں نے سند کے آخر میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے، پس یہ سند متصل ہے —— اور دوسری سند: امام شعبہ کے شاگرد عبد الرحمٰن بن مہدی کی ہے، وہ سند ابونضرۃ منذر بن مالک بن قطعہ پر روک دیتے ہیں، اور ابونضرۃ کا حضرت ابوبکر سے لقاء وسماع نہیں، پس یہ سند مرسل ہے، اور اسی سند کو امام ترمذیؒ نے اصح قرار دیا ہے، پس یہ روایت ضعیف ہے —— اور حضرت ابوبکرؓ کا اس قسم کا دعوی کرنے کا مزاج بھی نہیں تھا، وہ تواضع کی تصویر تھے، سقیفۂ بنی ساعدہ میں بھی خلافت کے لئے اپنا نام پیش نہیں کیا تھا، بلکہ حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما کے نام پیش کئے تھے، اس لئے اس روایت کا حال اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔

[٣٦-] بابٌ

[٣٦٩٦-] حدثنا أَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ، نا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، نا شُعْبَةُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا؟ أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ؟ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا؟ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا؟

هٰذَا حديثٌ قَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَهٰذَا أَصَحُّ، حدثنا بِذٰلِكَ محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَهٰذَا أَصَحُّ.

بابٌ

۹- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہی نبی ﷺ کے سامنے کھلتے تھے

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے مہاجرین وانصار صحابہ کی طرف نکلا کرتے تھے، درانحالیکہ وہ بیٹھے ہوئے ہوتے تھے، یعنی آپ گھر سے نکل کر اکابر صحابہ کے ساتھ بیٹھتے تھے، اوران میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (بھی) ہوتے تھے، پس آپ کی طرف ان میں سے، ابوبکر وعمر کے علاوہ کوئی نہیں دیکھتا تھا، اور آپ بھی ان کی طرف دیکھتے تھے، اور وہ آپ کے سامنے مسکراتے تھے، اور آپ بھی ان کے سامنے مسکراتے تھے یعنی انہی کے ساتھ انبساط اور بے تکلفی کا معاملہ فرماتے تھے، یہ ان کی فضیلت ہے (یہ حدیث حَکَم کی وجہ سے ضعیف ہے)

[-۳۷] بابٌ

[-۳۶۹۷] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، نَا الْحَكَمُ بْنُ عَطِيَّةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَخْرُجُ عَلٰى أَصْحَابِهِ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ، وَهُمْ جُلُوْسٌ، وَفِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَا يَرْفَعُ إِلَيْهِ أَحَدٌ مِنْهُمْ بَصَرَهُ إِلَّا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنَّهُمَا كَانَا يَنْظُرَانِ إِلَيْهِ، وَيَنْظُرُ إِلَيْهِمَا، وَيَتَبَسَّمَانِ إِلَيْهِ، وَيَتَبَسَّمُ إِلَيْهِمَا.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي الْحَكَمِ بْنِ عَطِيَّةَ.

بابٌ

۱۰- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما: قیامت کے دن نبی ﷺ کے ساتھ مبعوث ہونگے

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ (گھر سے) نکلے، اور مسجد میں داخل ہوئے، اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما (بھی نکلے) ان میں سے ایک آپ کی دائیں جانب تھا، اور دوسرا بائیں جانب، اور آپ دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، پس فرمایا: هٰكذا نُبعث يومَ القيامة: ہم اسی طرح قیامت کے دن (قبروں سے) اٹھیں گے (یہ سند سعید بن مسلمہ اموی کی وجہ سے ضعیف ہے، مگر اس حدیث کی نافع سے اور بھی متعدد

سندیں ہیں، اس لئے حدیث ٹھیک ہے)

سوال: اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر حضرت عمرؓ نے قبر اطہر کے پاس دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہؓ سے اجازت کیوں طلب کی؟ اور حضرت عائشہؓ نے یہ کیوں فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے دفن کے لئے رکھی تھی، مگر اب میں عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ نکتہ کسی راوی نے بعد الوقوع پیدا کیا ہے؟

جواب: اس حدیث میں قبروں کے ساتھ ہونے کی طرف صرف اشارہ ہے، صراحت نہیں۔ کہیں بھی دفن ہوں اور ساتھ مبعوث ہوں: یہ بات ممکن ہے، پس حدیث کا ماسیق لاجلہ الکلام (مقصد) صرف اخروی رفاقت کا بیان ہے۔

[۳۸-] بابٌ

[۳۶۹۸-] حدثنا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، نَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أُمَيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ: أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِهِ، وَالآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ، وَهُوَ آخِذٌ بِأَيْدِيْهِمَا، وَقَالَ: "هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَسَعِيْدُ بْنُ مَسْلَمَةَ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِالْقَوِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ أَيْضًا مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

۱۱- ابوبکرؓ دنیا وآخرت میں آپ کے ساتھی ہیں

حدیث: حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: "آپ حوضِ کوثر پر میرے ساتھی ہیں، اور غارِ ثور میں میرے ساتھی ہیں" یعنی دنیا میں خطرناک موقع پر آپ کے ساتھ رہے، اس لئے آخرت میں شرف کے مقام میں آپ کے ساتھ ہونگے۔ اور غارِ ثور میں ساتھ ہونے کا تذکرہ سورۃ التوبۃ (آیت ۴۰) میں ہے۔

[۳۶۹۹-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى الْقَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ، نَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ أَبِي الأَسْوَدِ قَالَ: نَبِي كَثِيْرٌ: أَبُوْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: "أَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ، وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

بابٌ

۱۲- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے کان اور ناک تھے

حدیث: عبداللہ بن حنطب (جن کا صحابی ہونا مختلف فیہ ہے) کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما

کو دیکھا، پس فرمایا: هذان السمعُ و البصرُ: یہ دونوں کان اور آنکھ ہیں!

تشریح: آدمی کے لئے کانوں اور آنکھوں کی اہمیت واضح ہے، ان دونوں حضرات کی بھی ایسی ہی اہمیت تھی، یہ دونوں آپ کے وزیر (مددگار) تھے، اور بادشاہ کو وزیر کی ضرورت ہوتی ہے، پس اس حدیث سے ان دونوں حضرات کی فضیلت ثابت ہوئی، مگر یہ حدیث مرسل ہے، اور اس کی سند میں اختلاف ہے، اور باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو کی جو روایت ہے: اس کی تخریج طبرانی نے کی ہے، اور اس کی سند میں بھی ایک مجہول راوی ہے، پس یہ حدیث اپنی تمام سندوں سے ضعیف ہے، اور کتاب میں عن عبد اللہ بدل ہے عن جده سے۔

[۳۹-] بابٌ

[۳۷۰۰-] حدثنا قُتَيبةُ، نَا ابنُ أبي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: "هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ"

وفي الباب: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، هٰذَا حَدِيثٌ مُرْسَلٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَنْطَبٍ لَمْ يُدْرِكِ النبيَّ صلى الله عليه وسلم.

بابٌ

۱۴۳- آپؐ نے آخر حیات میں ابوبکرؓ کو امامتِ صغریٰ سونپی

اس میں امامتِ کبریٰ کی طرف صاف اشارہ تھا

۲۹ رصفر ۱۱ ہجری بروز دوشنبہ: رسول اللہ ﷺ ایک جنازے میں بقیع تشریف لے گئے، واپسی پر راستے میں دردِ سر شروع ہوا۔ یہ آپؐ کے مرض الموت کا آغاز تھا، آپؐ نے اسی حالت میں گیارہ دن نماز پڑھائی۔ مرض کی کل مدت ۱۳ یا ۱۴ دن تھی۔ وفات سے چار دن پہلے تک سخت تکلیف کے باوجود آپؐ ہی نمازیں پڑھاتے رہے، آخری دن بھی مغرب کی نماز آپؐ ہی نے پڑھائی، اور اس میں سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی۔ لیکن وفات سے چار دن پہلے عشاء کے وقت مرض بڑھ گیا، اور غشی طاری ہوگئی، جب ہوش آیا تو دریافت فرمایا: "لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" عرض کیا گیا: نہیں! لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میرے لئے لگن میں پانی رکھو، گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ آپؐ نے غسل فرمایا، مگر جب اٹھنا چاہا تو پھر آپؐ پر غشی طاری ہوگئی، جب افاقہ ہوا تو دریافت کیا: "لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" عرض کیا گیا: نہیں! لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپؐ نے دوبارہ اور سہ بارہ غسل فرمایا، مگر ہر بار جب اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو غشی طاری ہو جاتی۔ بالآخر آپؐ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہلوایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں،

چنانچہ ابوبکرؓ نے ان ایام میں نماز پڑھائی۔ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں آپؓ کی پڑھائی ہوئی نمازوں کی تعداد سترہ ہے (از رحیق المختوم)

اس موقعہ پر حضرت عائشہؓ نے تین یا چار بار گفتگو کی کہ امامت کا کام حضرت ابوبکرؓ کے بجائے حضرت عمرؓ کو سونپا جائے ایک بار حضرت حفصہؓ سے بھی یہ بات کہلوائی، مگر آپؐ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ ابوبکر سے کہو: وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، بلکہ آخر میں تو ڈانٹ پلائی کہ تم یوسف علیہ السلام والی عورتیں ہو! ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، اس طرح آپؐ نے آخر حیات میں امامتِ صغری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سونپی: اس میں امامتِ کبری کی طرف صاف اشارہ تھا۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر جب آپ کی جگہ کھڑے ہونگے تو وہ رونے کی وجہ سے لوگوں کو آواز نہیں سنا سکیں گے، پس آپ عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، آپؐ نے (پھر) فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' —— حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پس میں نے حفصہؓ سے کہا کہ تم آپؐ سے کہو کہ ابوبکرؓ جب آپؐ کی جگہ کھڑے ہونگے تو رونے کی وجہ سے لوگوں کو آواز نہیں سنا سکیں گے: پس آپ عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، جب حضرت حفصہؓ نے یہ بات عرض کی تو آپؐ نے فرمایا: ''تم یوسف علیہ السلام والی عورتیں ہو! ابوبکر سے کہو: وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں'' پس حفصہؓ نے عائشہؓ سے کہا: نہیں تھی میں کہ پاتی تم سے کوئی خیر! یعنی مجھے تم سے کسی خیر کی امید نہیں تھی، یعنی تم مجھے ہمیشہ اسی طرح پھنساتی رہتی ہو، آج بھی پھنسادیا اور ڈانٹ پلوائی!

تشریح: ڈانٹ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما کو پڑی تھی، دیگر ازواج اس میں شامل نہیں تھیں، اور ضمیر جمع مؤنث کا مرجع دو عورتیں ہو سکتی ہیں۔ دو پر بھی جمع کا اطلاق آتا ہے، بلکہ تعظیماً ایک کے لئے بھی جمع کی ضمیر استعمال کرتے ہیں —— اور حقیقت میں یہ ڈانٹ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پڑی تھی۔ ان کے دل میں تو یہ تھا کہ یہ شرف ابوبکرؓ کو حاصل ہونا چاہئے، مگر انھوں نے سوچا کہ اگر آپؐ کی اس مرض میں وفات ہوگئی تو لوگ ابوبکرؓ کو منحوس سمجھیں گے، اس لئے زبان سے انھوں نے دوسری بات کہی اور کہلوائی —— اور یوسف علیہ السلام والی عورتوں سے مراد: امرائے مصر کی بیگمات ہیں، جب ان کو عزیز مصر کی بیوی نے پارٹی میں بلایا، اور یوسف علیہ السلام کو دکھلایا تو وہ سب یوسف علیہ السلام کو دل دے بیٹھیں، مگر سب نے زبان سے یوسف علیہ السلام کو نصیحت کی کہ وہ اپنی مالکہ کو بامراد کریں، یہ دل میں کچھ اور زبان پر کچھ کی مثال ہے، حضرت عائشہ کا بھی یہی معاملہ تھا۔

اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پارٹی کی تھیں، اور حضرت عائشہؓ سے بھولی تھیں، حضرت عائشہؓ ان کو کبھی کبھی استعمال کرتی تھیں، شہد والے واقعہ میں بھی حضرت عائشہؓ نے ان کو استعمال کیا ہے، چنانچہ

اِس واقعہ میں جب ڈانٹ پڑی، اور بظاہر دونوں کو پڑی تو حضرت حفصہؓ نے کہا: مجھے آپ سے کسی خیر کی امید نہیں! یعنی تم مجھے اسی طرح پھنساتی رہتی ہو، اور مجھ سے کام لیتی ہو، آج بھی تم نے میرے ساتھ ایسا ہی کیا۔

[۴۰-] بابٌ

[۳۷۰۱-] حدثنا أَبُوْ مُوْسَى: إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ: هُوَ ابْنُ عِيْسَى، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، قَالَتْ فَقَالَ: "مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ، قُوْلِيْ لَهُ: إِنَّ أَبَابَكْرٍ إِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ، فَأْمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ! مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ: مَا كُنْتُ لِأُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وفي الباب: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَأَبِيْ مُوْسَى، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَسَالِمِ بْنِ عُبَيْدٍ.

بابٌ

۱۴- یہ بات مناسب نہیں کہ ابوبکرؓ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص امامت کرے

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی قوم کے لئے مناسب نہیں، جن میں ابوبکرؓ ہوں، کہ ان کی امامت ابوبکر کے علاوہ کوئی شخص کرے''

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، بلکہ ابن الجوزی نے اس کو''موضوعات'' میں لیا ہے، کیونکہ عیسیٰ بن میمون ضعیف راوی ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو منکر الحدیث (نہایت ضعیف) قرار دیا ہے، مگر دیگر محدثین نے شواہد صحیحہ کی وجہ سے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے، شاید آپؐ نے یہ بات گذشتہ حدیث والے واقعہ میں فرمائی ہوگی۔

[۴۱-] بابٌ

[۳۷۰۲-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ، عَنْ عِيْسَى بْنِ مَيْمُوْنٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَايَنْبَغِيْ لِقَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

بابٌ

۱۵-حضرت ابوبکرؓ کو جنت کے سبھی دروازوں سے بلایا جائے گا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے راہِ خدا میں یعنی جہاد کے لئے جوڑا خرچ کیا: وہ جنت میں بلایا جائے گا: اے بندۂ خدا! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے! پس جو شخص نماز والوں میں سے ہوگا: اس کو نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا، اور جو جہاد والوں میں سے ہوگا: اس کو جہاد کے دروازے سے بلایا جائے گا، اور جو خیرات والوں میں سے ہوگا: اس کو خیرات کے دروازے سے بلایا جائے گا، اور جو روزے والوں میں سے ہوگا: اس کو سیرابی کے دروازے سے بلایا جائے گا —— پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر فدا! اس شخص کے لئے جو ان دروازوں میں سے کسی بھی دروازے سے بلایا جائے ضروری نہیں (کہ اس کو کسی دوسرے دروازے سے بھی بلایا جائے، ایک ہی دروازہ جنت میں جانے کے لئے کافی ہے) مگر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جس کو ان سبھی دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں! اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں! (جن کو سبھی دروازوں سے بلایا جائے گا) (یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور اس کی شرح رحمۃ اللہ ۴:۴۶ میں ہے)

[۴۲-] بابٌ

[۳۷۰۳-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ فِي الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ هٰذِهِ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۶-حضرت ابوبکرؓ سے خیر کے کام میں حضرت عمرؓ کبھی سبقت نہیں کرسکے

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (غزوۂ تبوک کے موقعہ پر) ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خیرات کرنے کا حکم دیا، اور وہ حکم موافق ہوا میرے پاس مال کے، یعنی اتفاق سے اس زمانہ میں میرے پاس مال تھا، پس میں نے (دل میں) کہا: آج میں ابوبکرؓ سے بڑھ جاؤں گا، اگر میں ان سے کسی دن بڑھ سکا (إن شرطیہ کی صورت میں یہ ترجمہ ہے) یا میں

ان سے کسی بھی دن نہیں بڑھ سکا ہوں (اِن نافیہ کی صورت میں یہ ترجمہ ہے) —— حضرت عمرؓ کہتے ہیں: پس میں اپنا آدھا مال لایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: "اپنے گھر والوں کے لئے کتنا باقی رکھا؟" میں نے کہا: اتنا ہی یعنی آدھا مال لایا ہوں، اور آدھا اپنی ضرورتوں کے لئے رکھ چھوڑا ہے —— اور ابوبکرؓ جو کچھ ان کے پاس تھا: وہ سارا ہی لائے، پس رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: "اے ابوبکر! اپنے گھر والوں کے لئے کتنا باقی رکھا؟" انھوں نے کہا: ان کے لئے میں نے اللہ اور اس کے رسول کو باقی رکھا ہے یعنی ان کی رضامندی اور خوشنودی کافی ہے —— حضرت عمرؓ نے (دل میں) کہا: میں ابوبکر سے کبھی بھی کسی چیز کی طرف سبقت نہیں کرسکتا!

تشریح: ابوداؤد (حدیث ۱۶۷۸ کتاب الزکاۃ) میں ہے: لاَ أُسَابِقُك إلی شیئٍ أبداً: میں کبھی فضائل میں آپؓ کی ریس نہیں کرونگا، کیونکہ جس نے تنگی میں نہیں بڑھنے دیا وہ فراخی میں کیا بڑھنے دے گا —— اور تاریخ الخلفاء (ص: ۴۲) میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ما بینکما کما بین کلمتیکما: تم دونوں کے درجات میں اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونوں کی باتوں میں تفاوت ہے۔

[۳۷۰۴-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَزَّازُ الْبَغْدَادِيُّ، نَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، نَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: أَمَرَنَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ نَتَصَدَّقَ، وَوَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ مَالاً، فَقُلْتُ: اَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ، إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا، قَالَ: فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِيْ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟" قُلْتُ مِثْلَهُ، وَأَتَى أَبُوْ بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: " يَا أَبَابَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ؟" فَقَالَ: أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ! قُلْتُ: لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْئٍ أَبَدًا، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۱۷- حضرت ابوبکرؓ کو نبی ﷺ نے اپنا قائم مقام بنایا

حدیث: ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، اس نے آپؐ سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی یعنی مدد طلب کی، پس آپؐ نے اس کے لئے کسی بات کا حکم دیا یعنی دوسرے وقت آنے کے لئے فرمایا، اور تعاون کا وعدہ کیا۔ اس عورت نے پوچھا: یا رسول اللہ! بتائیں: اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں؟ یعنی حسب وعدہ آؤں اور آپؐ کی وفات ہوگئی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: "اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس آنا" (یہ متفق علیہ روایت ہے، اور اس میں ابوبکرؓ کی یہ فضیلت ہے کہ آپؐ نے ان کو اپنا قائم مقام بنایا ہے، اور اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آپؐ کے بعد خلیفہ ابوبکرؓ ہونگے)

[٤٣-] بابٌ

[٣٧٠٥-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، نَا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحمدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ أَبَاهُ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ، فَأَمَرَهَا بِأَمْرٍ، فَقَالَتْ: أَرَأَيْتَ يَارسولَ اللهِ! إِنْ لَمْ أَجِدْكَ؟ قَالَ: " إِنْ لَمْ تَجِدِينِي فَأْتِي أَبَابَكْرٍ" هٰذا حديثٌ صحيحٌ.

باب

۱۸- حضرت ابوبکرؓ کے دریچے کے علاوہ تمام دریچے بند کرادیئے

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے ابوبکرؓ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، ابراہیم بن المختار ضعیف الحفظ ہے، اور اسحاق بن راشد کی امام زہری سے حدیثوں میں وہم ہوتا ہے۔ مگر باب میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے: وہ متفق علیہ ہے۔ یہ حدیث پہلے (حدیث ۳۶۸۹) گذر چکی ہے، پس اس حدیث کے ضعف سے مضمون پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اور اس حدیث میں صحیح لفظ خُوخة (دریچہ، کھڑکی) ہے، باب (دروازہ) صحیح لفظ نہیں۔ اور اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے، اور اس میں خلافت کی طرف بھی اشارہ ہے، خلافت کی ضرورت ہی کے لئے حضرت ابوبکرؓ کا دریچہ کھلا رہنے دیا تھا۔

سوال: آگے حدیث (نمبر ۳۷۶۰) آرہی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا، پس یہ تعارض ہے، اس کا کیا حل ہے؟

جواب: علماء نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ پہلے مسجد سے متصل تمام مکانوں کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے، سب سے پہلے ان کو بند کرایا، مگر حضرت علیؓ کا دروازہ مستثنیٰ کیا، کیونکہ ان کے گھر کا دروازہ دوسری طرف کھولنے کی کوئی صورت نہیں تھی، چنانچہ حسب حکم لوگوں نے گھروں کے دروازے دوسری طرف پھیر لیے، مگر مسجد نبوی میں آنے جانے کے لئے مسجد کی طرف دریچے بنا دیے۔ وفات نبوی کے قریب ابوبکرؓ کے دریچے کے علاوہ باقی دریچے بھی بند کروادیئے، اور حضرت علیؓ کا دروازہ بدستور کھلا رہا کیونکہ وہ ایک مجبوری تھی۔

[٤٤-] بابٌ

[٣٧٠٦-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَ بِسَدِّ الأَبْوَابِ إِلاَّ بَابَ أَبِي بَكْرٍ.

وفي الباب: عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

باب

۱۹-حضرت ابوبکرؓ کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد کردیا

حدیث: حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکرؓ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: انت عتیق اللہ من النار: آپؓ کو اللہ نے دوزخ سے آزاد کردیا ہے، چنانچہ اس دن سے آپؓ کا نام ''عتیق'' پڑگیا۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، اسحاق بن یحییٰ ضعیف راوی ہے، اور سند میں اختلاف بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ سے یہ حدیث اسحاق بن طلحہ روایت کرتا ہے یا موسیٰ بن طلحہ، اول صرف مقبول راوی ہے، اور دوم ثقہ اور ثبت ہیں۔

مگر دو حدیثیں اس کی شاہد ہیں:

۱- حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکرؓ نبی ﷺ کے پاس سے گذرے۔ آپؐ نے فرمایا: من أراد ان ینظر إلی عتیق من النار: فلینظر إلی ھذا: جو جہنم سے آزاد کو دیکھنا چاہے تو وہ ان کو دیکھے، یہ روایت مستدرک حاکم (۶۱:۳) میں ہے۔

۲- حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کہتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ کا نام عبداللہ بن عثمان تھا، پس ان سے نبی ﷺ نے مذکورہ بات فرمائی پس ان کا نام عتیق پڑ گیا۔ یہ روایت صحیح ابن حبان اور طبرانی وغیرہ میں ہے۔

[۴۵-] بابٌ

[۳۷۰۷-] حدثنا الأنصاريُّ، نا مَعْنٌ، نا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ إِسْحَاقَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "أَنْتَ عَتِيقُ اللهِ مِنَ النَّارِ" فَيَوْمَئِذٍ سُمِّيَ عَتِيقًا.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَرَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ عَنْ مَعْنٍ، وَقَالَ: عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.

باب

۲۰-ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے وزیر تھے

وزیر: بادشاہ کا مشیر ومصاحب، جو اپنی رائے اور مشورہ سے بادشاہ کا بوجھ ہلکا کرے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی نبی نہیں، مگر اس کے لئے آسمان والوں میں سے دو وزیر، اور زمین والوں میں سے دو وزیر ہوتے ہیں، اور آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرئیل و میکائیل ہیں، اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر ہیں"

سند کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، تَلید بن سلیمان محاربی رافضی اور ضعیف ہے، ابوالحجاف داؤد بن ابی عوف بُرجمی بھی شیعہ تھا اور کبھی غلطی بھی کرتا تھا، مگر ثوریؒ نے اس کی توثیق کی ہے، آپ نے سبق میں فرمایا: ہم سے ابوالحجاف نے حدیث بیان کی، اور وہ پسندیدہ راوی تھا۔ اور عطیہ بن سعد عوفی بھی شیعہ تھا، تدلیس بھی کرتا تھا اور بہت زیادہ غلطیاں بھی کرتا تھا۔ اور اس حدیث کی اور بھی سندیں ہیں، مگر سب ضعیف ہیں۔

[۴۶-] بابٌ

[۳۷۰۸-] حدثنا أَبُوْ سَعِيْدِ الْأَشَجُّ، نَا تَلِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ، وَوَزِيْرَانِ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ. فَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ، وَأَمَّا وَزِيْرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَأَبُو الْجَحَّافِ: اسْمُهُ دَاوُدُ بْنُ أَبِي عَوْفٍ، وَيُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، قَالَ: نَا أَبُو الْجَحَّافِ، وَكَانَ مَرْضِيًّا.

۲۱- قوتِ ایمانی میں آپؐ نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دریں اثناء کہ ایک شخص گائے پر بیل پر سوار تھا (اس نے اس کو مارا، پس) اچانک اس نے کہا: میں اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا! میں کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں! (مسلم شریف میں ہے: پس لوگوں نے کہا: سبحان اللہ: تَعَجُّبًا وفَزَعًا، ابقرة تكلّم؟: سبحان اللہ! عجیب بات! گھبرا دینے والی بات: کیا بیل بولتا ہے؟) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اس پر ایمان لایا اور ابوبکر و عمر!" حدیث کے راوی ابوسلمہ کہتے ہیں: اور وہ دونوں اس وقت وہاں موجود نہیں تھے (مگر آپؐ نے ان کی قوتِ ایمان پر اعتماد کرتے ہوئے: ان کو بھی مصدقین میں شامل فرمایا، اور یہ حدیث متفق علیہ ہے)

[۳۷۰۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: بَيْنَمَا

رَجُلٌ رَاكِبٌ بَقَرَةً، إِذْ قَالَتْ: لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا، إِنَّمَا خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "آمَنْتُ بِذٰلِكَ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ" قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: وَمَاهُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ.
حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ

مَنَاقِبُ أَبِيْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه

فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

اسم گرامی: عمرؓ، کنیت: ابوحفص، والد کا نام: خطاب بن نُفیل، نسبت: عدوی، قرشی، ولادت ہجرت سے چالیس سال قبل، وفات ۲۳ ہجری مطابق ۵۸۴-۶۴۴ عیسوی، دوسرے خلیفہ راشد، سب سے پہلے امیر المؤمنین آپؓ کو کہا گیا، حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا، ۱۳ ہجری میں صدیق اکبر کی وفات کے دن خلیفہ بنائے گئے، مدت خلافت: دس سال، چند ماہ، آپؓ کے زمانہ میں ایران، شام، عراق، قدس، مدائن، مصر اور جزیرہ فتح ہوئے، اور آپؓ کے حکم سے کوفہ اور بصرہ بسائے گئے، آپؓ نے ملک وملت کی تنظیم کے لئے بہت سے کارنامے انجام دیئے، اور آپؓ کے بے شمار فضائل ہیں، حضرت صدیق اکبر کے فضائل کی روایات میں بھی آپؓ کے فضائل آئے ہیں۔

۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے لئے نبی ﷺ نے دعا فرمائی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ ان کے اسلام کے لئے نبی ﷺ نے خصوصی دعا فرمائی ہے۔ ۶ نبوی میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے تین دن بعد آپؓ مسلمان ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ نے ان کے اسلام لانے کے لئے یہ دعا فرمائی: اللّٰهم! أعِزَّ الإسلامَ بِأَحَبِّ هٰذين الرجلين إليك: بأبي جهل أو بعمر بن الخطاب: اے اللہ! اسلام کو قوت پہنچا، ابوجہل اور عمر بن الخطاب میں سے جو شخص آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو: اس کے ذریعہ! (اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی، اور حضرت عمرؓ مسلمان ہوگئے) اور نبی ﷺ نے فرمایا: وکان أَحَبُّهُمَا إليه عمر: اللہ کے نزدیک ان دونوں میں زیادہ محبوب عمرؓ تھے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہی کو ایمان کی دولت سے نوازا)

حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم خانۂ کعبہ کے پاس نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھے، یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو اسلام پردے سے باہر آیا، اس کی علانیہ دعوت دی گئی، ہم حلقے بنا کر بیت اللہ کے گرد بیٹھے، بیت اللہ کا طواف کیا، اور جس نے ہم پر سختی کی اس سے انتقام لیا، اور کفار کے بعض مظالم کا جواب دیا (تاریخ عمر لابن الجوزی) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سے حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا: ہم

برابر طاقتور اور باعزت رہے: ماز لنا أعزۃ منذ أسلم عمر (بخاری حدیث ۳۸۶۳)

فائدہ: ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام اور کنیت ابوالحکم تھی، نبی ﷺ نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی، اور اس کو اس امت کا فرعون قرار دیا، بدر کی جنگ میں بحالتِ کفر مارا گیا۔

[٤٧-] مَنَاقِبُ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه

[٣٧١٠-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحمدُ بْنُ رَافِعٍ، قَالاَ: نَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلاَمَ بِأَحَبِّ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ: بِأَبِيْ جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ" قَالَ: "وَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَيْهِ عُمَرُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ.

بابٌ

۲- حضرت عمرؓ کے دل میں ہمیشہ حق بات آتی تھی، اور وہی ان کی زبان سے نکلتی تھی

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر اور دل میں صحیح بات گردانی ہے یعنی ہمیشہ ان کے دل میں حق بات آتی ہے، اور وہی ان کی زبان سے نکلتی ہے —— نافع بیان کرتے ہیں: اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: نہیں اتری لوگوں کے پاس کوئی بات کبھی بھی یعنی جب بھی کوئی اہم معاملہ پیش آتا پس لوگوں نے اس میں رائے دی، اور حضرت عمرؓ نے اس میں رائے دی —— یا فرمایا: ابن الخطاب نے اس میں رائے دی، یہ خارجہ بن عبداللہ کا شک ہے —— مگر اس معاملہ میں قرآن اترتا تھا اس رائے کے موافق جو حضرت عمرؓ نے دی ہوتی تھی۔

تشریح: ہمیشہ دل میں حق بات کا آنا، اور وہی زبان پر جاری ہونا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی فضیلت ہے: جس میں کوئی ان کا شریک وسہیم نہیں۔ حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق ہی مقام ابراہیم کو طواف کا دوگانہ ادا کرنے کی جگہ تجویز کیا گیا ہے، اور ازواج مطہرات کے لئے خصوصی پردے کا حکم نازل ہوا ہے (بخاری حدیث ۴۰۲) اور بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں بھی آپؓ کی رائے کو مستحسن قرار دیا گیا تھا۔

[٤٨-] بابٌ

[٣٧١١-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ عَامِرٍ: هُوَ الْعَقَدِيُّ، نَا خَارِجَةُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: هُوَ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِنَّ اللهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ

عُمَرَ، وَقَلْبِهِ"

قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَانَزَلَ بِالنَّاسِ أَمْرٌ قَطُّ، فَقَالُوْا فِيْهِ، وَقَالَ فِيْهِ عُمَرُ — أَوْ: قَالَ ابْنُ الْخَطَّابِ فِيْهِ، شَكَّ خَارِجَةُ — إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ عَلَى نَحْوِ مَاقَالَ عُمَرُ.

وفي الباب: عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَأَبِيْ ذَرٍّ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، هٰذَا حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۳-حضرت عمرؓ کے حق میں دعائے نبوی فوراً قبول ہوئی!

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے دعا فرمائی: "اے اللہ! اسلام کو تقویت پہنچا، ابوجہل بن ہشام اور عمر بن الخطاب میں سے جو شخص آپ کے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعہ! (آپؐ نے یہ دعا جمعرات کی شام کو کی تھی) ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس صبح میں حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، اور اسلام قبول کیا (گویا رحمتِ حق کو انتظار تھا کہ اِدھر حضرت عمرؓ کے حق میں دعائے نبوی صادر ہو: اُدھر باب قبولیت وا ہو، یہی آپؓ کی فضیلت ہے، اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ نضر ابوعمر نہایت ضعیف حدیثیں بیان کیا کرتا تھا، مگر یہ حدیث ابن عمر کی سند سے ابھی (حدیث ۳۷۱۰) گذری ہے، اور وہ حدیث صحیح ہے)

[۴۹-] بابٌ

[۳۷۱۲-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ النَّضْرِ: أَبِيْ عُمَرَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الإِسْلَامَ بِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ" قَالَ: فَأَصْبَحَ فَغَدَا عُمَرُ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَسْلَمَ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُهُمْ فِي النَّضْرِ: أَبِيْ عُمَرَ، وَهُوَ يَرْوِيْ مَنَاكِيْرَ.

بابٌ

۴-حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بہتر آدمی پر سورج طلوع نہیں ہوا

حدیث: حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: "اے اللہ کے رسول ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر!" پس ابوبکرؓ نے کہا: سنیں: اگر آپؓ یہ کہتے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "عمر سے بہتر شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا!"

سوال: یہ حدیث عام ہے، اس سے ابوبکرؓ پر عمرؓ کی فضیلت لازم آتی ہے، جبکہ امت کا اجماع ہے کہ افضل الناس حضرت ابوبکرؓ ہیں۔

جواب: یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے۔ عبداللہ ضعیف راوی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے: فیه نظر، اور امام بخاری یہ بات متہم بالکذب کے بارے ہی میں فرماتے تھے۔ اور محمد بن المنکدر کا بھتیجا عبدالرحمٰن مجہول ہے، اس کی یہی ایک حدیث ہے، اور ذہبی نے کہا ہے کہ یہ روایت جھوٹ ہے ـــــ اور حضرت ابوبکرؓ کی افضلیت اجماعِ امت سے ثابت ہے، اور اجماع قطعی دلیل ہے، اور ضعیف روایت قطعیات سے مزاحم نہیں ہوتی۔ اور باب میں حضرت ابوالدرداء کی حدیث کا جو حوالہ ہے: وہ معلوم نہیں کس کتاب میں ہے!

[۵۰-] بابٌ

[۳۷۱۳-] حدثنا محمدُ بْنُ المُثَنّٰى، نا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ الْوَاسِطِيُّ: أَبُوْ مُحمدٍ، ثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَخِيْ مُحمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ مُحمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِأَبِيْ بَكْرٍ: يَا خَيْرَ النَّاسِ بَعْدَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ، فَلَقَدْ سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رَجُلٍ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ، وفي الباب: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

۵- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کرنے والے کا نبی ﷺ سے کچھ تعلق نہیں!

روایت: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: نہیں گمان کرتا میں اس شخص کو جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بدگوئی کرتا ہے کہ وہ نبی ﷺ سے محبت رکھتا ہے!

تشریح: محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا گمان صحیح ہے، ابن معین رحمہ اللہ نے تلید بن سلیمان پر یہ تبصرہ کیا ہے: وہ مہا جھوٹا ہے! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیا کرتا تھا، اور جو حضرت عثمان یا حضرت طلحہ یا کسی بھی صحابی کو گالی دیتا ہے: وہ دجال (مہامکار) ہے، اس کی حدیث نہ لی جائے، اور اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے (تہذیب)

[۳۷۱۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، نا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: مَا أَظُنُّ رَجُلًا يَنْتَقِصُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ: يُحِبُّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، هٰذَا حديثٌ غريبٌ حسنٌ.

باب

۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالاتِ نبوت کے حامل تھے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ٹھیک ہے، البتہ یہ حدیث حضرت عقبہؓ سے مشرح بن ہاعان معافری ہی روایت کرتے ہیں، اور یہ مقبول راوی ہیں، اور یہ حدیث احمد، حاکم، ابن حبان اور طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کی ہے۔

تشریح: کسی مدرسہ نے کسی مصلحت سے اپنے یہاں شیخ الحدیث کا منصب موقوف کردیا، پس اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب کسی میں شیخ الحدیث ہونے کی قابلیت پیدا نہیں ہوگی، قابلیت رکھنے والے ضرور پیدا ہونگے، مگر منصب ختم کردیا گیا ــــ اسی طرح نبوت بھی کچھ کمالات کی وجہ سے ملتی ہے، اللہ تعالیٰ بے صلاحیت آدمی کو نبی نہیں بناتے، مگر اب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے نبوت کا سلسلہ خاتم النبیین ﷺ پر موقوف کردیا ہے، آپؐ کے بعد کسی بھی قسم کا نیا نبی پیدا نہیں ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام ضرور آئیں گے، مگر وہ پہلے نبی بنائے جاچکے ہیں، البتہ نبوت کے کمالات افراداً واجتماعاً پائے جاسکتے ہیں، حدیث میں ہے کہ اچھے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

پس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمالاتِ نبوت کے حامل ہیں، اگر نبوت جاری ہوتی تو ان کو نبوت ملتی! مگر نبوت وہبی ہے، کسبی نہیں۔ پس اس حدیث میں حضرت عمرؓ کی غایت درجہ فضیلت ہے۔

سوال: کمالاتِ نبوت کا یہ اجتماع حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں بھی تو ہوسکتا ہے، کیونکہ وہ افضل صحابہ ہیں پھر ان کے حق میں یہ بات کیوں نہیں فرمائی؟

جواب: حدیث قضیہ مہملہ ہے، اس میں کوئی سور نہیں، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی نبی ہوسکتے ہیں، اگر نبوت جاری ہوتی، مگر ہمیں اطلاع صرف حضرت عمرؓ کے بارے میں ملی ہے، اس لئے یہ آپؓ کے لئے بڑی فضیلت ہے۔

[۵۱-] بابٌ

[۳۷۱۵-] حدثنا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ، نا الْمُقْرِئُ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ.

باب

۷- آپ ﷺ نے اپنے علم میں سے حضرت عمرؓ کو دیا!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے خواب دیکھا، گویا میں دودھ کا پیالہ دیا گیا، پس میں نے اس میں سے پیا، پھر میں نے اپنا بچا ہوا عمر بن الخطاب کو دیا، لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کی کیا تعبیر نکالی؟ آپؐ نے فرمایا: "علم!" یعنی آپؐ نے اپنے علم میں سے حضرت عمرؓ کو عنایت فرمایا۔ یہ حضرت عمرؓ کے لئے بڑی فضیلت ہے۔

۸- جنت میں حضرت عمرؓ کے لئے سونے کا محل ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں (معراج میں) جنت میں داخل ہوا، پس اچانک میں سونے کے ایک محل کے پاس تھا، میں نے پوچھا: "یہ کس کا محل ہے؟" فرشتوں نے کہا: "ایک قریشی جوان کا!" میں نے گمان کیا کہ وہ قریشی جوان میں ہوں، چنانچہ میں نے پوچھا: "وہ کون ہے؟" فرشتوں نے کہا: "عمر بن الخطاب" (جنت میں حضرت عمرؓ کے لئے سونے کا محل ہونا: آپؓ کے لئے بڑی فضیلت ہے)

[۵۲-] باب

[۳۷۱۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "رَأَيْتُ كَأَنِّي أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ، فَشَرِبْتُ مِنْهُ، فَأَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ يَارسولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الْعِلْمَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۷۱۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ، فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ، فَقُلْتُ: "وَمَنْ هُوَ؟" قَالُوْا: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

باب

۹- حضرت عمرؓ کے لئے جنت میں نبی ﷺ کے محل جیسا محل ہے!

حدیث: حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے (خواب دیکھا) صبح میں بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا، اور پوچھا: اے بلال! تم کس عمل کی وجہ سے جنت میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے؟ میں جب بھی جنت میں گیا

تمہارے قدموں کی چاپ آگے سنائی دی! میں گذشتہ رات جنت میں گیا، میں نے تمہارے قدموں کی چاپ اپنے آگے محسوس کی! پھر میں سونے کے بہت اونچے چوکور محل کے پاس پہنچا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے کہا: ایک عربی شخص کا! (آپ نے گمان کیا کہ شاید وہ محل آپ کا ہے، جیسا کہ ابھی حدیث (۳۷۱۷) میں گذرا) آپ نے کہا: میں عربی ہوں: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: ایک قریشی آدمی کا! آپ نے کہا: میں قریشی ہوں: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: محمد (ﷺ) کے ایک امتی کا! آپ نے کہا: میں محمد ہوں: یہ محل کس کا ہے؟ انھوں نے کہا: عمر بن الخطاب کا! —— پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! میں جب بھی اذان دیتا ہوں: دو نفلیں پڑھتا ہوں، اور میری جب بھی وضوء ٹوٹتی ہے میں وضوء کر لیتا ہوں، اور میں نے اللہ کا اپنے ذمہ یہ حق سمجھا ہے کہ دو نفلیں پڑھوں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''انہی دو عملوں کی وجہ سے!''

اور یہ مضمون حضرات جابر، معاذ، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں ایک سونے کا محل دیکھا، پس میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ پس جواب ملا: عمر بن الخطاب کا! —— اور دخلتُ الجنة البارحة کا مطلب ہے: میں نے گذشتہ رات خواب دیکھا کہ گویا میں جنت میں گیا، بعض احادیث میں خواب کی صراحت ہے —— اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں (رواہ الطبرانی، مجمع الزوائد ۷:۱۷۶)

تشریحات:

۱- قولہ: ما دخلتُ الجنة قطّ سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے بار بار جنت میں حضرت بلال کو اپنے آگے دیکھا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک امتی اپنے نبی سے جنت میں آگے کیسے بڑھ گیا؟ اس کا جواب رحمۃ اللہ (۳:۵۲۱) میں تفصیل سے ہے، اور مختصر جواب یہ ہے کہ حضرت بلالؓ نبی ﷺ کے خادم تھے، اور خادم مخدوم سے آگے چلتا ہے، پس یہ امتی کا نبی سے آگے ہونا نہیں ہے، بلکہ خادم کا مخدوم سے آگے چلنا ہے، خواب میں وہی تصورات پیکر محسوس اختیار کرتے ہیں جو خزانۂ خیال میں بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ تاہم یہ آگے ہونا فی نفسہ ایک فضیلت رکھتا ہے۔

۲- قولہ: انہی دو عملوں کی وجہ سے: کسی نے اس کا مصداق اذان کے بعد کے دوگانہ کو اور وضوء کے بعد کے دوگانہ کو قرار دیا ہے، اور کسی نے اس کا مصداق: ہمیشہ باوضوء رہنے کو اور تحیۃ الوضوء کو قرار دیا ہے۔

۳- اور باب کی روایتوں میں سے حضرت جابرؓ کی روایت متفق علیہ ہے، اور حضرت معاذؓ کی روایت مسند احمد اور طبرانی میں ہے، اور انسؓ کی روایت ابھی (حدیث ۳۷۱۷) گذری ہے، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت متفق علیہ ہے۔

۴- قولہ: هكذا رُوِی فی بعض الحديث: صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث کے الفاظ ہیں: بينا أنا نائم، إذ رأيتُنی فی الجنة: دریں اثناء کہ میں سویا ہوا تھا، اچانک میں نے خود کو جنت میں دیکھا، اس سے معلوم ہوا کہ یہ خواب ہے۔

۵- اور فرشتوں نے محل کے بارے میں شروع میں نہیں بتایا کہ وہ عمرؓ کا ہے، فرشتے مجمل جواب دیتے رہے، اور

آپؐ کا اشتیاق بڑھاتے رہے، کیونکہ آپؐ اس کو اپنا محل خیال فرمارہے تھے، اس طرح انھوں نے محل والے کی اہمیت آپؐ کے دل میں بٹھائی، یہی اس واقعہ میں حضرت عمرؓ کی فضیلت ہے۔

[۵۳-] بابٌ

[۳۷۱۸-] حدثنا الحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ: أَبُوْ عَمَّارٍ الْمَرْوَزِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، ثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: أَصْبَحَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَدَعَا بِلاَلاً، فَقَالَ:" يَا بِلاَلُ! بِمَ سَبَقْتَنِيْ إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِيْ، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ، مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ، لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"

فَقَالَ بِلاَلٌ: يَارسولَ اللّٰهِ! مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِيْ حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا، وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم "بِهِمَا"

وفي الباب: عَنْ جَابِرٍ، وَمُعَاذٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، وَمَعْنَى هٰذَا الْحَدِيْثِ:" أَنِّيْ دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ " يَعْنِيْ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ، كَأَنِّيْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، هٰكَذَا رُوِيَ فِيْ بَعْضِ الْحَدِيْثِ، وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ.

بابٌ

۱۰- شیاطین الانس والجن: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھاگتے ہیں

حدیث (۱): حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے گئے، جب لوٹ کر واپس آئے تو ایک کالی (حبشی) باندی آئی، اس نے کہا: یارسول اللہ! میں نے منت مانی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح سلامت واپس لائیں تو میں آپ کے سامنے ڈفلی (ایک ہاتھ سے بجانے کا ایک ساز) بجاؤں گی، اور اشعار پڑھوں گی، آپ نے اس سے فرمایا: ''اگر تو نے منت مانی ہے تو بجالے، ورنہ نہیں!'' —— پس وہ بجانے لگی (اور رزین کی روایت میں

اضافہ ہے کہ اس نے: طلع البدرُ علینا ÷ من ثَنِیّاتِ الوَدَاع ÷ وجب الشکر علینا ÷ ما دعاللہ داع پڑھا، جامع الاصول ۹: ۴۲۸ حدیث ۶۴۳۳) پس ابوبکرؓ آئے، اور وہ بجاتی رہی، پھر علیؓ آئے، اور وہ بجاتی رہی، پھر عثمانؓ آئے، اور وہ بجاتی رہی، پھر عمرؓ آئے تو اس نے ڈفلی اپنی سرین کے نیچے کر لی، اور اس پر بیٹھ گئی یعنی چھپالی، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عمر! شیطان یقیناً آپؓ سے ڈرتا ہے! میں بیٹھا تھا اور وہ بجا رہی تھی، پھر ابوبکر آئے، اور وہ بجاتی رہی، پھر علی آئے، اور وہ بجاتی رہی، پھر عثمان آئے، اور وہ بجاتی رہی، پھر اے عمر! جب تم آئے تو اس نے ڈفلی چھپالی!''

لغات: تَغَنّی بالشعر: ترنم سے اشعار پڑھنا ...... الإست: سرین، اس کی اصل السَّتَہ ہے، سَتِہَ (س) سَتَہًا: بڑے سرین والا ہونا۔

تشریح: تھاپ کے ساتھ اشعار پڑھنا جائز ہے، یہ گانا بجانا نہیں ہے۔ اور امر مباح کی منت منعقد نہیں ہوتی، آپؐ نے اس باندی کو محض اس کا دل رکھنے کے لئے اجازت دی تھی، اور ''ورنہ نہیں'' میں اس کی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ ہے۔ اور حضرت عمرؓ کے دبدبے سے اس نے وہ شیطانی چرخہ روک دیا، یہی حضرت عمرؓ کی فضیلت ہے۔

حدیث (۲): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ تشریف فرما تھے کہ ہم نے شور وغل اور بچوں کی آواز سنی، نبی ﷺ کھڑے ہوئے تو اچانک ایک حبشن کھیل رہی تھی، اور اس کے ارد گرد بچے تھے، آپؐ نے فرمایا: ''عائشہ! آؤ اور دیکھو'' پس میں آئی، اور میں نے اپنے جبڑے رسول اللہ ﷺ کے مونڈھے پر رکھ دیئے، اور میں آپؐ کے مونڈھے اور سر کے درمیان سے اس عورت کو دیکھنے لگی، پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تمہارا پیٹ نہیں بھرا!'' (کچھ وقت کے بعد آپؐ نے پھر فرمایا:) ''کیا تمہارا پیٹ نہیں بھرا!'' پس میں کہتی رہی: نہیں! تاکہ میں اپنا مرتبہ آپؐ کے نزدیک دیکھوں (کہ آپؐ کب تک میری وجہ سے کھڑے رہتے ہیں؟) پس اچانک عمر نکل آئے، تو لوگ اس کے پاس سے تتر بتر ہو گئے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں شیاطین الانس والجن کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ عمرؓ کی وجہ سے بھاگے جا رہے ہیں!'' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: ''پس میں (بھی) لوٹ گئی!''

لغات: لَغَط: شور وغل ...... زَفَنَ (ض) زَفْنًا: ناچنا ...... اِرْفَضَّ وتَرَفَّضَ: تتر بتر ہونا، بکھر جانا، منتشر ہو جانا۔

تشریح: شیاطین جن چیزوں سے بھاگیں: ان کی اہمیت ظاہر ہے۔ وہ اذان واقامت سن کر بھاگتے ہیں: اس سے ان دونوں کی اہمیت واضح ہوتی ہے، پس جب شیاطین الجن ہی نہیں، شیاطین الانس بھی حضرت عمرؓ کو دیکھ کر بھاگتے ہیں تو اس سے آپؓ کی اہمیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔

[۵۴-] بابٌ

[۳۷۱۹-] حدثنا الحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ، نا عَلِیُّ بْنُ الْحُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ، ثَنِیْ أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ

اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ بُرَيْدَةَ، يَقُوْلُ: خَرَجَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَتْ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ: إِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِمًا: أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ، وَأَتَغَنّٰى، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ، وَإِلَّا فَلَا" فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ، وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ، وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ، فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ إِسْتِهَا، ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! إِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا، وَهِيَ تَضْرِبُ، فَدَخَلَ أَبُوْبَكْرٍ، وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ، وَهِيَ تَضْرِبُ، ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ، وَهِيَ تَضْرِبُ، فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِن حَدِيْثِ بُرَيْدَةَ، وفي الباب: عَنْ عُمَرَ، وَعَائِشَةَ.

[۳۷۲۰-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: أَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَالِسًا، فَسَمِعْنَا لَغَطًا وَصَوْتَ صِبْيَانٍ، فَقَامَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَإِذَا حَبَشِيَّةٌ تَزْفِنُ، وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهَا، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! تَعَالَيْ، فَانْظُرِيْ" فَجِئْتُ، فَوَضَعْتُ لَحْيَيَّ عَلَى مَنْكِبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَيْهَا، مَا بَيْنَ الْمَنْكِبِ إِلَى رَأْسِهِ، فَقَالَ لِيْ: "أَمَا شَبِعْتِ؟ أَمَا شَبِعْتِ؟" قَالَتْ: فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ: لَا، لِأَنْظُرَ مَنْزِلَتِيْ عِنْدَهُ، إِذْ طَلَعَ عُمَرُ، قَالَتْ: فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا، قَالَتْ: فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَى شَيَاطِيْنِ الْجِنِّ وَالإِنْسِ قَدْ فَرُّوْا مِنْ عُمَرَ" قَالَتْ: فَرَجَعْتُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۱۱-حضرت عمرؓ قیامت کے دن تیسرے نمبر پر قبر سے نکلیں گے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں پہلا شخص ہوں جس سے (قیامت کے دن) زمین (قبر) پھٹے گی، پھر ابوبکرؓ سے، پھر عمرؓ سے، پھر میں قبرستان بقیع والوں کے پاس آؤنگا، پس وہ میرے ساتھ (میدانِ حشر میں) جمع کئے جائیں گے، پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا، یہاں تک کہ میں حرمین والوں کے درمیان جمع کیا جاؤنگا"

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، عاصم عمری: امام ترمذی کے نزدیک حافظ (اچھی طرح حدیثوں کو یاد رکھنے

والے) نہیں، اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ اور عبداللہ صائغ کی کتاب تو صحیح تھی، مگر حافظہ میں کمزوری تھی، اور یہ حدیث انھوں نے معلوم نہیں کتاب سے بیان کی ہے یا حافظہ سے؟ اور یہ حدیث صرف ترمذی میں ہے، باقی کتب خمسہ میں نہیں ہے، البتہ مستدرک حاکم (۲: ۴۶۵) میں ہے، مگر ذہبی نے صائغ کی تضعیف کی ہے، اور مستدرک میں سند بھی مختلف ہے ـــــ پھر اس حدیث کو حضرت ابوبکرؓ کے فضائل میں لانا چاہئے تھا، کیونکہ ان کا نمبر دوسرا ہے۔

نوٹ: عبارت کے آخر میں عن أھل الحدیث تھا، میں نے اس کو حذف کیا ہے، تحفۃ الاشراف مزی میں یہ نہیں ہے، اور واو عاطفہ کے بغیر یہ عبارت بے جوڑ ہے۔

[۵۵-] بابٌ

[۳۷۲۱-] حدثنا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ، نا عَبْدُ اللهِ بْنُ نَافِعٍ الصَّائِغُ، نا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ، ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِيْ أَهْلَ الْبَقِيْعِ، فَيُحْشَرُوْنَ مَعِيَ، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ، حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَعَاصِمُ بْنُ عُمَرَ الْعُمَرِيُّ لَيْسَ عِنْدِيْ بِالْحَافِظِ.

بابٌ

۱۲- حضرت عمرؓ اس امت کے محدَّث (مُلہم) ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "گذشتہ امتوں میں (نبیوں کے علاوہ) محدَّث (سمجھائے ہوئے، کلام کئے ہوئے) ہوا کرتے تھے، پس اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر بن الخطاب ہیں!" (یہ حدیث متفق علیہ ہے) اور سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے محدَّث کی تفسیر مُفَہَّم سے کی ہے یعنی اللہ کی طرف سے سمجھایا ہوا۔

تشریح: حَدَّث کے معنی ہیں: کلام کرنا، خبر دینا، بیان کرنا۔ مُحَدَّث: اسم مفعول: کلام کیا ہوا، باتیں بتایا ہوا۔ اور اصطلاح میں محدَّث وہ ہے: جس کا نفس عالم ملکوت (فرشتوں کی دنیا) کے بعض علمی خزانوں کی طرف سبقت کرے، اور وہاں اللہ تعالیٰ نے جو علوم شرعیہ مہیا کئے ہیں: ان میں سے بعض نزول وحی سے پہلے اخذ کرلے، جن کا تعلق آئین وشریعت سے ہو، یا نظام انسانی کی اصلاح سے ہو، جیسے بعض نیک بندے عالم ملکوت میں جو باتیں طے پاچکی ہیں ان کو خواب میں دیکھ لیتے تھے (رحمۃ اللہ ۴: ۲۵۱ ملخصا)

اور مُفَہَّم: اسم مفعول کے لغوی معنی ہیں: سمجھایا ہوا، پڑھایا ہوا، اور اصطلاح میں مفہم: وہ شخص ہے جو کسب واکتساب اور تعلیم وتعلم کے بغیر بارگاہ مقدس کی تائید سے، نوع انسانی کی حالت کو سمجھتا ہو، اور ان کے دینی ودنیوی مصالح کو جانتا

ہو، حجۃ اللہ میں شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مفہمین کے بارہ امتیازات بیان کئے ہیں، پس نبی اور محدث وغیرہ سب مفہمین میں شامل ہیں (رحمۃ اللہ ۲:۴۴۴)

[۵۶-] بابٌ

[۳۷۲۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنِ ابنِ عَجْلَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأَخْبَرَنِي بَعْضُ أَصْحَابِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ: مُحَدَّثُوْنَ: يَعْنِي مُفَهَّمُوْنَ.

بابٌ

۱۳- ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جنتی ہیں!

حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ابھی) نمودار ہوگا تم پر جنتیوں میں سے ایک آدمی! پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے، پھر آپ نے فرمایا: (اب) نمودار ہوگا تم پر جنتیوں میں سے ایک آدمی! پس عمر رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، امام ترمذی کے استاذ محمد بن حمید رازی ضعیف راوی ہیں، اور عبداللہ بن سلمہ مرادی کے حافظہ میں تغیر آ گیا تھا، اور ابوموسیٰ کی حدیث آگے (حدیث ۳۷۳۹) آ رہی ہے، اور حضرت جابر بن عبداللہ کی حدیث مسند احمد اور طبرانی کی اوسط اور مسند بزار میں ہے، اس لئے شواہد کی وجہ سے مضمون صحیح ہے)

[۵۷-] بابٌ

[۳۷۲۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ، نَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُبَيْدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ": فَاطَّلَعَ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: "يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ": فَاطَّلَعَ عُمَرُ. وفي الباب: عَنْ أَبِي مُوْسَى، وَجَابِرٍ، هذا حديثٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

۱۴- قوتِ ایمانی میں آپ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا

حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دریں اثناء کہ ایک آدمی اپنی بکریاں چرا رہا تھا: اچانک بھیڑیا آیا، اور اس نے ایک

بکری پکڑی، پس اس کا مالک آیا، اور اس نے بکری بھیڑیے سے چھڑالی، پس بھیڑیے نے کہا: درندوں کے دن بکری کے ساتھ کس طرح کرے گا، جبکہ میرے علاوہ بکریوں کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا؟! (لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! عجیب بات!) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس پر ایمان لایا، اور ابوبکر وعمر!'' ابوسلمہ کہتے ہیں: اس وقت وہ دونوں لوگوں میں (موجود) نہیں تھے (یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور اس کا بعض حصہ پہلے (حدیث ۳۷۰۹ میں) آچکا ہے، مسلم شریف (حدیث ۲۳۸۸) میں دونوں واقعے (بیل کا واقعہ اور بھیڑیے کا واقعہ) ایک ساتھ ہیں۔

۱۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ راہِ خدا میں شہید ہوئے

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے، اور ابوبکر وعمر وعثمان (بھی) پس احد پہاڑ ان کے ساتھ زور زور سے ہلنے لگا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''احد ٹھہر جا! تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں!''

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے: ''الٰہی! مجھے اپنے راستہ میں شہادت نصیب فرما، اور میری موت مدینۃ الرسول میں مقدر فرما، چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابولؤلؤہ نے فجر کی نماز پڑھاتے ہوئے آپؓ پر خنجر سے وار کیا، اور ایسا کاری زخم لگایا کہ آپؓ اس سے جانبر نہ ہوسکے، اور تین دن بعد وفات پاکر جوارِ رسولؐ میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر بے پایاں رحمت کی بارش فرمائیں (آمین)

[۳۷۲٤-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيرةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " بَيْنَمَا رَجُلٌ يَرْعَى غَنَمًا لَهُ، إِذْ جَاءَ الذِّئْبُ، فَأَخَذَ شَاةً، فَجَاءَ صَاحِبُهَا، فَانْتَزَعَهَا مِنْهُ، فَقَالَ الذِّئْبُ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِهَا يَوْمَ السَّبُعِ، يَوْمَ لَارَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ؟ قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " فَآمَنْتُ بِذٰلِكَ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ" قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: وَمَا هُمَا فِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ.

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ نَحْوَهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۷۲۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم صَعِدَ أُحُدًا، وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ نَبِيُّ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " اُثْبُتْ أُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ، وَصِدِّيْقٌ، وَشَهِيْدَانِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه

فضائل حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

اسم گرامی: عثمان، والد کا نام: عفان بن ابی العاص بن امیہ، نسبت: اموی قریشی، کنیتیں: ابو عمرو اور ابو عبداللہ، لقب: ذوالنورین (کیونکہ آپؓ کے نکاح میں نبی ﷺ کی دو صاحبزادیاں (رقیہ اور ام کلثوم) یکے بعد دیگرے آئی ہیں) ولادت مکہ میں ہجرت سے ۴۷ سال پہلے، شہادت: مدینہ میں ۳۵ ہجری میں، مطابق ۵۷۷-۶۵۶ عیسوی، تیسرے خلیفہ راشد، اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک، ۲۳ ہجری میں حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد خلیفہ بنائے گئے، مدت خلافت ۱۲ سال، آپؓ کے زمانہ میں آرمینیہ، قوقاز، خراساں، کرمان، سجستان، افریقہ اور قبرص فتح ہوئے۔

۱- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حراء پہاڑ پر تھے (جس پر غار حراء ہے، پس یہ مکہ کا واقعہ ہے، اکثر روایات میں یہی ہے، اور حضرت سہل کی حدیث میں جو مسند ابو یعلی میں ہے: حراء کی جگہ احد ہے، پس یہ مدینہ کا واقعہ ہے) آپؐ اور ابو بکر، اور عمر، اور عثمان، اور علی، اور طلحہ، اور زبیر، پس چٹان ہلی، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "ٹھم جا! تجھ پر نبی، صدیق اور شہید ہی ہیں!"

تشریح: نبی ﷺ اور صدیق اکبر کے علاوہ پانچوں حضرات راہِ خدا میں شہید ہوئے ہیں، یہ عظیم پیشین گوئی ہے۔

حضرت عثمانؓ پر آخر حیات میں یہ اعتراض ہوا تھا کہ آپؓ نے اپنے اقرباء کو بڑے بڑے عہدوں پر فائز کردیا ہے، چنانچہ کوفہ، بصرہ اور مصر سے وفود آئے، اور انھوں نے مطالبہ کیا کہ آپؓ اپنے اقرباء کو عہدوں سے ہٹائیں۔ آپؓ نے انکار کیا، بلوائیوں نے آپؓ کو اپنے گھر میں محصور کردیا، اور مطالبہ شروع کیا کہ آپؓ خود کو خلافت سے معزول کردیں۔ آپؓ نے یہ بھی نہیں کیا، چنانچہ چالیس دن تک محاصرہ رہا۔ بالآخر عید الاضحیٰ کے دن ایک شخص دیوار پھاند کر گھر میں داخل ہوا، آپؓ تلاوت فرمارہے تھے، اسی حال میں آپؓ کو شہید کردیا ـــــ باقی حضرات دوسرے موقعوں پر شہید ہوئے ہیں۔

[۵۸-] مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه

وَلَهُ كُنْيَتَانِ: يُقَالُ: أَبُوْ عَمْرٍو، وَأَبُوْ عَبْدِ اللهِ

[۳۷۲۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عَلَى حِرَاءٍ: هُوَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ،

وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، فَتَحَرَّكَتِ الصَّخْرَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اهْدَأْ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ"

وفي الباب: عَنْ عُثْمَانَ، وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَسَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَبُرَيْدَةَ الأَسْلَمِيِّ، هٰذا حديثٌ صحيحٌ.

بابٌ

۲-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں نبی ﷺ کے رفیق ہونگے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لكل نبي رفيق في الجنة، ورفيقي فيها عثمان بن عفان: ہر نبی کے لئے جنت میں کوئی ساتھی ہوتا ہے، اور میرے ساتھی جنت میں عثمان بن عفان ہیں (یہ ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ ہیں)

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے: ایک تو بنو زہرہ کا شیخ مجہول ہے، دوم: حارث کا حضرت طلحہ سے لقاء وسماع نہیں۔ اور یہ حدیث ابن ماجہ (حدیث ۱۰۹) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور وہ بھی ضعیف ہے، اس کی سند کا ایک راوی عثمان بن خالد بالاتفاق ضعیف ہے، مگر فضائل میں ضعیف روایت معتبر ہے۔

[۵۹-] بابٌ

[۳۷۲۷-] حدثنا أَبُوْ هِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ الْيَمَانِ، عَنْ شَيْخٍ مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ ذُبَابٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ، وَرَفِيْقِيْ - يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ - عُثْمَانُ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ، وَهُوَ مُنْقَطِعٌ.

بابٌ

۳-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ خرید کر وقف کیا

بیر رومہ ایک یہودی کا تھا، وہ مسلمانوں کو اس سے پانی بھرنے نہیں دیتا تھا، پیسے لیتا تھا، اس کا پانی شیریں تھا، نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ جو کوئی یہ کنواں خرید کر وقف کر دے اس کے لئے جنت ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں بیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کیا۔

حدیث: ابو عبد الرحمٰن سُلمی کہتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقید کئے گئے تو انھوں نے اپنے گھر کی بلندی (چھت) سے لوگوں کو دیکھا اور خطاب فرمایا:

۱- میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ جب حراء پہاڑ ہلا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: "حراء تھم جا! تیرے اوپر نبی، صدیق یا شہید ہی ہیں!" لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں!

۲- آپ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے تنگی کے لشکر (تبوک کے لشکر) کے بارے میں فرمایا تھا: "کون مقبول خیرات (اخلاص والی خیرات) کرتا ہے؟" جبکہ لوگ تھکے ماندے اور تنگ دست تھے! پس میں نے اس لشکر کے لئے سامان فراہم کیا؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں!

۳- آپ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ بیر رومہ سے کوئی شخص (مسلمان) پانی نہیں لے سکتا تھا، مگر قیمت کے ساتھ، پس میں نے اس کو خریدا، اور میں نے اس کو مالدار، غریب اور مسافر کے لئے وقف کردیا؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! بخدا!

اور آپ نے دوسری چند باتوں کو گنایا (مگر ان لوگوں پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں ہوا، محاصرہ بدستور جاری رہا)

[۶۰-] بابٌ

[۳۷۲۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ الرَّقِّيُّ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَيْدٍ: هُوَ ابْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، قَالَ: لَمَّا حُصِرَ عُثْمَانُ: أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ فَوْقَ دَارِهِ، ثُمَّ قَالَ:

[۱-] أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ حِرَاءَ حِيْنَ انْتَفَضَ، قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اثْبُتْ حِرَاءُ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيْقٌ، أَوْ شَهِيْدٌ؟" قَالُوْا: نَعَمْ.

[۲-] قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ: "مَنْ يُنْفِقُ نَفَقَةً مُتَقَبَّلَةً؟" وَالنَّاسُ مُجْهَدُوْنَ مُعْسِرُوْنَ، فَجَهَّزْتُ ذٰلِكَ الْجَيْشَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ.

[۳-] ثُمَّ قَالَ: أُذَكِّرُكُمْ بِاللّٰهِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رُوْمَةَ لَمْ يَكُنْ يَشْرَبُ مِنْهَا أَحَدٌ إِلَّا بِثَمَنٍ، فَابْتَعْتُهَا، فَجَعَلْتُهَا لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَابْنِ السَّبِيْلِ؟ قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ — وَأَشْيَاءَ عَدَّهَا.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ.

۴- حضرت عثمانؓ نے غزوۂ تبوک کے موقعہ پر اونٹوں اور دیناروں سے لشکر کی بھرپور مدد کی:

پس نبی ﷺ نے فرمایا: "اب عثمان جو کچھ کریں اس کا ضرر ان کو نہیں پہنچے گا!"

حدیث (۱): حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس موجود تھا، جب آپ تنگی

کے لشکر کے لئے سامان تیار کرنے کی ترغیب دے رہے تھے، پس حضرت عثمانؓ کھڑے ہوئے، اور عرض کیا: میرے ذمہ راہِ خدا میں سو اونٹ ہیں، ان کے ٹاٹوں اور کجاوں کے ساتھ۔ آپؐ نے پھر لشکر کا سامان تیار کرنے کی ترغیب دی، تو حضرت عثمان کھڑے ہوئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ذمہ راہِ خدا میں دو سو اونٹ ہیں، ان کے ٹاٹوں اور کجاوں کے ساتھ، پھر (آپ منبر کی ایک سیڑھی نیچے اترے اور) لشکر کے لئے سامان فراہم کرنے کی ترغیب دی، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، اور عرض کیا: میرے ذمہ راہِ خدا میں تین سو اونٹ ہیں، ان کے ٹاٹوں اور کجاوں کے ساتھ —— پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ منبر سے یہ فرماتے ہوئے اترے: ما علی عثمان ما عَمِل بعدُ: اس کے بعد عثمان جو کچھ کریں گے اس کا ضرر ان کو نہیں پہنچے گا!

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے، فرقد مجہول راوی ہے، مگر آئندہ حدیث اس کی شاہد ہے، اس لئے مضمون درست ہے، اور یہ حدیث مسند احمد (۴: ۷۵) میں بھی اسی سند سے ہے، اور اس میں صراحت ہے کہ دو سو پہلے سو کے ساتھ ہیں، اسی طرح تین سو پہلے دو سو کے ساتھ ہیں، روایت کے الفاظ یہ ہیں: قال عثمان: عليَّ مائة أخرى، بأحلاسها وأقتابها، قال: ثم نزل مرقاةً من المنبر، ثم حثَّ، فقال عثمان بن عفان: عليَّ مائة أخرى بأحلاسها وأقتابها، پس مجموعہ تین سو اونٹ ہوئے، چھ سو نہیں، جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے مرقات میں لکھا ہے۔

قولہ: ما علی عثمان ما عَمِل بعدُ میں پہلا ما نافیہ بمعنی لیس ہے، اور دوسرا موصولہ، اور صلہ کے ساتھ ما کا اسم مؤخر ہے، ای لیس علیه: أی لایضره الذی یعمل فی جمیع عمره بعد هذه الحسنة! یعنی یہ عملِ سابق ان کے تمام لاحق گناہوں کا کفارہ بن گیا! اور اس معنی کا قرینہ اگلی روایت ہے۔

حدیث (۲): حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ہزار دینار لائے —— حدیث کا راوی حسن بن واقع کہتا ہے: میری کتاب میں دوسری جگہ: فی کُمِّہ بھی ہے یعنی اپنی آستین میں لائے —— جب انھوں نے تنگی کے لشکر کے لئے سامان تیار کیا، یعنی چندہ دیا پس اس کو نبی ﷺ کی گود میں پھیلا دیا، عبدالرحمٰن کہتے ہیں: پس میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ ان کو اپنی گود میں پلٹ رہے تھے، اور فرما رہے تھے: ماضرَّ عثمانَ ما عمل بعد الیوم: آج کے بعد عثمان جو کچھ کریں گے اس کا ضرر ان کو نہیں پہنچے گا! (یہ بات دو مرتبہ فرمائی)

لغات: الحِلْس: وہ ٹاٹ یا دری وغیرہ جو اونٹ کے کجاوے یا گھوڑے کی زین کے نیچے کمر سے لگا ہوا ہوتا ہے...... القَتَب اور القِتْب: کجاوہ، پالان۔

تشریح: اعمالِ صالحہ اعمالِ سیئہ کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں: ﴿إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾: نیک کام برے کاموں کو یقیناً مٹا دیتے ہیں (ہود آیت ۱۱۴) —— پھر مکفرات عام طور پر گناہوں سے مؤخر ہوتے ہیں، مگر کبھی

مقدم بھی ہوتے ہیں، جیسے بدری صحابہ کے بارے میں فرمایا ہے: لعل الله قد اطلع على أهل بدر، فقال: اعملوا ما شئتم فقد غفرتُ لكم: اللہ تعالیٰ نے یقیناً بدری صحابہ کے بارے میں جان لیا، پس فرمایا: "جو چاہو کرو، میں نے تمہیں بخش دیا" ــــ اور جیسے یوم عرفہ کے روزے سے ایک سال مقدم اور ایک سال مؤخر کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں (رواہ مسلم، مشکوۃ حدیث ۲۰۴۴) ــــ اسی طرح نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بھی ایسا ہی عمل قرار دیا ہے، پس اگر بالفرض آپؓ سے آخر حیات میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو یہ عمل اس کے لئے کفارہ بن گیا ہے۔

[۳۷۲۹-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ: السَّكَنُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ، وَيُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ، مَوْلَىً لِآلِ عُثْمَانَ، قَالَ: نَا الْوَلِيْدُ بْنُ أَبِيْ هِشَامٍ، عَنْ فَرْقَدٍ: أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ، قَالَ: شَهِدْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ يَحُثُّ عَلَى جَيْشِ الْعُسْرَةِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ، فَقَامَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقَالَ: عَلَيَّ ثَلَاثُمِائَةِ بَعِيْرٍ بِأَحْلَاسِهَا وَأَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، فَأَنَا رَأَيْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "مَا عَلَى عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ! مَا عَلَى عُثْمَانَ مَاعَمِلَ بَعْدَ هٰذِهِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وفي الباب: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ.

[۳۷۳۰-] حدثنا محمدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، نَا الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ الرَّمْلِيُّ، نَا ضَمْرَةُ، عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ كَثِيْرٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِأَلْفِ دِيْنَارٍ - قَالَ الْحَسَنُ بْنُ وَاقِعٍ: وَفِيْ مَوْضِعٍ آخَرَ مِنْ كِتَابِيْ: فِيْ كُمِّهِ - حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ، فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهِ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَرَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يُقَلِّبُهَا فِيْ حِجْرِهِ، وَيَقُوْلُ: "مَاضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ" مَرَّتَيْنِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۵-حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت رضوان رسول اللہ ﷺ نے کی،

جوان کے لئے اپنی بیعت سے بہتر تھی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا تھا کہ وہ بیعت رضوان سے غیر حاضر رہے، اس کا جواب درج ذیل حدیث میں ہے:

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو عثمانؓ مکہ والوں کی طرف اللہ کے رسول کے رسول (قاصد) تھے، پس لوگوں نے بیعت کی (جب سب لوگ بیعت کر چکے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عثمان اللہ کی اور اس کے رسول کی ضرورت کے لئے گئے ہوئے ہیں، پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (اور ان کی طرف سے بیعت کی) پس رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ حضرت عثمان کے لئے: صحابہ کے ہاتھوں سے اپنے لئے: بہتر تھا (یہ روایت بیہقی نے بھی نقل کی ہے)

تشریح: حدیبیہ میں مشرکین کی طرف سے سفارت آئی، مگر وہ ناکام لوٹی، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے سفیر روانہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ آپؐ نے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا، لیکن انھوں نے یہ کہہ کر معذرت کی کہ اے اللہ کے رسول! اگر مجھے اذیت دی گئی تو مکہ میں بنی کعب کا ایک فرد بھی ایسا نہ ہوگا جو میری حمایت کرے، پھر انھوں نے مشورہ دیا کہ حضرت عثمان کو بھیجا جائے، ان کا کنبہ مکہ میں ہے، اور وہ ان کی حمایت کرے گا۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت عثمان کو بلایا، اور سفارت پر روانہ کیا، اور فرمایا: ''مکہ والوں کو بتلاؤ کہ ہم لڑنے نہیں آئے، عمرہ کرنے آئے ہیں'' مکہ والوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا، غالباً انھوں نے اس لئے روکا ہوگا کہ وہ باہم مشورہ کر کے کوئی قطعی فیصلہ کریں، اور وہ جواب حضرت عثمانؓ کے ذریعہ بھیجیں، مگر حضرت عثمان کے دیر تک رکے رہنے کی وجہ سے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ ان کو قتل کر دیا گیا، چنانچہ آپؐ نے جنگ کا قطعی فیصلہ کر لیا اور ایک درخت کے نیچے بیعت لی کہ ہر شخص آخر دم تک لڑے گا، کسی حال میں میدان نہیں چھوڑے گا، اس بیعت کے اختتام پر آپؐ نے خود حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت لی تھی، پھر جب بیعت مکمل ہوگئی تو حضرت عثمان بھی آگئے، اور انھوں نے خود بھی بیعت کی۔

[۳۷۳۱-] حدثنا أَبُو زُرْعَةَ، نَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، نَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَمَرَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ: كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رسولَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ، قَالَ: فَبَايَعَ النَّاسُ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ" فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، فَكَانَتْ يَدُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

فائدہ: امام ترمذی کے استاذ ابوزرعہ: مشہور محدث امام ابوزرعہ رازی ہیں، جن کا نام عبید اللہ بن عبد الکریم ہے۔

۶- حضرت عثمانؓ نے ایک قطعۂ زمین خرید کر مسجدِ نبوی میں اضافہ کیا

حدیث: ثمامہ بن حزن قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پر موجود تھا، جب انھوں

نے لوگوں کو گھر کے اوپر سے جھانکا، اور فرمایا: میرے پاس ان دو شخصوں کو لاؤ جو تم کو مجھ پر چڑھا لائے ہیں؟ راوی کہتا ہے: پس وہ دونوں لائے گئے گویا وہ دو اونٹ ہیں، یا کہا: دو گدھے ہیں، راوی کہتا ہے: پس حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو گھر کے اوپر سے جھانکا، اور فرمایا:

۱- میں آپ لوگوں کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے، درانحالیکہ مدینہ میں بیر رومہ کے علاوہ کوئی میٹھا پانی نہیں تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو بیر رومہ خریدے، پھر اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کردے: اس بہتر صلہ کے عوض میں جو اس کو اس کنویں کے بدل جنت میں ملے گا!'' پس میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خریدا، مگر آج تم مجھے روکتے ہو کہ میں اس کا پانی پیوں، یہاں تک کہ سمندر کا پانی پی رہا ہوں! لوگوں نے جواب دیا: بخدا! ہم یہ بات جانتے ہیں!

۲- پھر آپؓ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ مسجد نبوی نمازیوں سے تنگ ہوگئی تھی، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کون ہے جو فلاں خاندان کا قطعۂ زمین خریدے، پس اس کا مسجد میں اضافہ کرے: اس بہتر صلہ کے عوض میں جو اس کو اس قطعۂ زمین کے بدل جنت میں ملے گا!'' پس میں نے اس کو اپنے ذاتی مال سے خریدا، اور تم آج مجھے روکتے ہو کہ میں اس میں دو رکعتیں پڑھوں، لوگوں نے جواب دیا: اے اللہ! ہم یہ بات جانتے ہیں!

۳- فرمایا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنے مال سے غزوہ تبوک کے لشکر کا سامان تیار کیا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا: اے اللہ! ہم یہ بات جانتے ہیں!

۴- فرمایا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی اور اسلام کی قسم دیتا ہوں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ مکہ کے ثبیر پہاڑ پر تھے، اور آپؐ کے ساتھ ابوبکر وعمر اور میں تھا، پس پہاڑ لرزا، یہاں تک کہ اس کے پتھر دامن کوہ میں گرنے لگے، پس نبی ﷺ نے اس کو ٹھوکر ماری، اور فرمایا: ''تھم جا اے ثبیر! تیرے اوپر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں!'' لوگوں نے جواب دیا: اے اللہ! ہم یہ بات جانتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اکبر! لوگوں نے گواہی دی میرے لئے، رب کعبہ کی قسم! میں شہید ہوں! یہ بات تین بار فرمائی۔

لغات وترکیب: أَلَبَ القومَ تالیبا: جمع کرنا، أَلَبَ (ن) أَلْبًا: جمع ہونا ...... الحَضِیْض: پست زمین، پہاڑ کی زیریں زمین، دامن کوہ ...... حدیث میں دو جگہ بخیر آیا ہے، یہ بشری سے متعلق ہے، اور باء بدل کے لئے ہے۔

قولہ: ائتونی بصاحِبَیْکم سے فاشرف علیہم عثمان تک عبارت ترمذی میں ہے۔ اور دار قطنی (حدیث ۴ باب وقف المساجد، کتاب الأحباس ۴: ۱۹۷) اور نسائی (حدیث ۳۶۰۸ کتاب الاحباس) میں یہ عبارت نہیں ہے، مشکوۃ

(حدیث ۲۰۶۶) میں بھی نہیں ہے۔ اور ''دو سر غنوں'' سے کون مراد ہیں؟ یہ بات معلوم نہیں، مصر سے جو بلوائی آئے تھے: وہ چار ٹکڑیاں ہو کر آئے تھے، اور ہر ٹکڑی کا ایک سردار تھا، پھر چاروں پر ایک امیر تھا، اسی طرح کوفہ اور بصرہ سے لوگ آئے تھے، پس وہ دو شخص کون تھے؟ یہ بات معلوم نہیں...... اور ''اپنا ڈول مسلمانوں کے ڈول کے ساتھ کر دے'' یعنی وقف کر دے، اپنا کوئی خصوصی حق اس میں باقی نہ رکھے۔

تشریح: مسجد نبوی میں پہلی مرتبہ توسیع نبی ﷺ کے زمانہ میں ہوئی تھی، اس حدیث میں اسی کا ذکر ہے، پھر دوسری مرتبہ توسیع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہوئی۔ اور ان دونوں اضافوں میں اصل مسجد برقرار رکھی گئی تھی۔ پھر تیسری مرتبہ توسیع حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ہوئی، اس مرتبہ ساری مسجد از سر نو بنائی گئی۔

[۳۷۳۲-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَبَّاسُ بْنُ مُحمدٍ الدُّوْرِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ - الْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالُوْا: نَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ - قَالَ عَبْدُ اللهِ: أَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَجَّاجِ الْمِنْقَرِيِّ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ، قَالَ: شَهِدْتُ الدَّارَ حِيْنَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ: ائْتُوْنِيْ بِصَاحِبَيْكُمُ اللَّذَيْنِ أَلَّبَاكُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: فَجِيْءَ بِهِمَا كَأَنَّهُمَا جَمَلَانِ، أَوْ: كَأَنَّهُمَا حِمَارَانِ، قَالَ: فَأَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ، فَقَالَ:

[۱-] أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَ الإِسْلَامِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ، غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ، فَقَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ يَشْتَرِيْ بِئْرَ رُوْمَةَ، فَيَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ: بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟" فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ، فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا، حَتَّى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ! قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

[۲-] فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ والإِسْلَامِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ، فَقَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ يَشْتَرِيْ بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ، فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ: بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ؟" فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ، وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ أَنْ أُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ! قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

[۳-] قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَبِالإِسْلَامِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ؟ قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

[۴-] قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ وَالإِسْلَامِ: هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عَلَى ثَبِيْرِ مَكَّةَ، وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ وَأَنَا، فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتَّى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيْضِ، قَالَ: فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ، فَقَالَ: "اسْكُنْ ثَبِيْرُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ؟" قَالُوْا: اللّٰهُمَّ نَعَمْ.

قَالَ: اللهُ أَكْبَرُ: شَهِدُوْا لِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! أَنِّيْ شَهِيْدٌ: ثَلَاثًا. هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عُثْمَانَ.

۷- حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جو فتنہ ہوا اس میں آپؓ حق پر تھے

حدیث: ابوالاشعث شراحیل بن آدہ سے مروی ہے کہ (شہادت عثمانؓ کے بعد) ملک شام میں چند مقررین کھڑے ہوئے، ان میں چند صحابہ بھی تھے، پس ان (مقررین) کے آخر میں ایک صاحب کھڑے ہوئے، جن کو مرۃ بن کعبؓ کہا جاتا تھا۔ انھوں نے کہا: اگر ایک حدیث میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں تقریر کے لئے کھڑا نہ ہوتا (وہ حدیث یہ ہے:)

اور نبی ﷺ نے فتنوں کا تذکرہ فرمایا، پس ان کو نزدیک کیا یعنی یہ فرمایا کہ یہ فتنے بہت جلد آرہے ہیں، پس ایک شخص (وہاں سے) کپڑا اوڑھے ہوئے گذرا، آپؐ نے فرمایا: "یہ شخص اس دن ہدایت (حق) پر ہوگا" پس میں اس کی طرف اٹھا پس اچانک وہ حضرت عثمانؓ تھے، میں نے ان کے چہرے کو نبی ﷺ کی طرف پھیرا، اور پوچھا: یہ شخص؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں!" (یہ روایت ترمذی کے علاوہ مسند احمد میں بھی ہے، اور صحیح ہے، اور حضرت ابن عمرؓ کی روایت آگے (حدیث ۳۷۳۶) آرہی ہے، اور باب کی باقی دو روایتیں مسند احمد وغیرہ میں ہیں)

بابٌ

۸- نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ خلافت چھوڑیں

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: "اے عثمانؓ! شاید اللہ تعالیٰ آپؓ کو کوئی کرتا پہنائیں، پس اگر لوگ آپؓ سے اس کو نکالنے کا مطالبہ کریں، تو آپؓ اس کو ان کی خاطر نہ نکالیں" (یہ حدیث صرف ترمذی میں ہے، اور حدیث میں جو لمبا مضمون ہے: وہ معلوم نہیں کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ اور کرتے سے مراد خلافت کی ذمہ داری ہے)

[۳۷۳۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، نَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ: أَنَّ خُطَبَاءَ قَامَتْ بِالشَّامِ، وَفِيْهِمْ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ آخِرُهُمْ رَجُلٌ، يُقَالُ لَهُ: مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ، فَقَالَ: لَوْلَا حَدِيْثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَا قُمْتُ، وَذَكَرَ الْفِتَنَ، فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ ثَوْبٍ، فَقَالَ: هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى، فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، فَقُلْتُ هٰذَا؟ قَالَ نَعَمْ.

هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وفي الباب: عَنِ ابنِ عُمَرَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ، وَكَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ.

[۶۱-] بابٌ

[۳۷۲۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى، نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " يَا عُثْمَانُ! إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا، فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ" وفي الحديثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ، وَهٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

بابٌ

۹- حیاتِ نبوی میں حضرت عثمان فضیلت میں تیسرے نمبر پر تھے

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی حیات میں کہا کرتے تھے: "ابوبکر اور عمر اور عثمان" یعنی ہم حیاتِ نبوی میں فضیلت کے درجات اس طرح قائم کرتے تھے، ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تیسرے درجہ میں صحابہ میں افضل سمجھتے ہیں۔ اور اس پر امت کا اجماع ہے، اور کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل سمجھتے ہیں، مگر ان کی رائے جمہور کے خلاف ہے۔

۱۰- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کیے گئے!

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنہ کا تذکرہ فرمایا، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: "یہ اس فتنہ میں مظلوم قتل کیا جائے گا!"

[۶۲-] بابٌ

[۳۷۲۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعَطَّارُ، نَا الْحَارِثُ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَيٌّ: أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ.

هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، يُسْتَغْرَبُ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ.

[۳۷۲۶-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ، نَا شَاذَانُ: الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ سِنَانِ بْنِ هَارُوْنَ،

عَنْ كُلَيْبِ بْنِ وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: ذَكَرَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِتْنَةً، فَقَالَ: "يُقْتَلُ هٰذَا فِيهَا مَظْلُوْمًا" لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضي الله عنه، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۱۱-حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات اور ان کے جوابات

حدیث: عثمان بن عبداللہ بن مَوہب سے مروی ہے کہ مصر کے لوگوں میں سے ایک شخص نے بیت اللہ کا حج کیا۔ اس نے (مسجد حرام میں) کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ قریش کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا: ان میں یہ حضرت کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، پس وہ آپؓ کے پاس آیا، اور اس نے کہا: میں آپؓ سے ایک بات پوچھتا ہوں، آپؓ مجھے اس کا جواب دیں:

پہلا اعتراض: میں آپؓ کو اس گھر کی عزت وعظمت کی قسم دیتا ہوں! کیا آپؓ جانتے ہیں کہ عثمانؓ جنگ احد میں بھاگے تھے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں!

دوسرا اعتراض: اس نے پوچھا: کیا آپؓ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے غائب رہے تھے، پس اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں!

تیسرا اعتراض: اس نے پوچھا: کیا آپؓ جانتے ہیں کہ وہ جنگ بدر سے غائب رہے تھے، پس اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں!

پس اس شخص نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا یعنی تینوں اعتراضات صحیح نکلے، ابن عمرؓ نے ان کا اعتراف کرلیا، پس اس سے ابن عمرؓ نے کہا: آ، یہاں تک کہ میں واضح کروں تیرے لئے وہ باتیں جو تو نے پوچھی ہیں یعنی اپنے اعتراضات کے جوابات بھی لیتا جا!

پہلے اعتراض کا جواب: رہا ان کا جنگ احد کے موقعہ پر بھاگنا: تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان کو معاف کردیا ہے، اور ان کو بخش دیا ہے۔

تشریح: سورۃ آل عمران کی (آیت ۱۵۵) ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ: إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا، وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾: تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیری جس دن دو جماعتیں باہم مقابل ہوئیں: ان کو شیطان ہی نے پھسلایا، ان کے بعض اعمال کی وجہ سے (تیراندازوں کے مورچہ چھوڑنے کی وجہ سے) اور بالیقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کردیا، اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے، بڑے بردبار ہیں!

بعض معاندین صحابہ نے اس واقعہ سے صحابہ پر، خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا ہے، اور اس سے

یہ بات مستنبط کی ہے کہ وہ خلافت کے اہل نہیں تھے، لیکن یہ مہمل اعتراض ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کردیا تو اب دوسروں کو مؤاخذہ کرنے کا کیا حق ہے؟ اور خلافت کے لئے اہل حق کے نزدیک عصمت شرط نہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب: اور رہا ان کا جنگ بدر سے غیر حاضر رہنا، تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں نبی ﷺ کی صاحبزادی (حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، اور وہ سخت علیل تھیں، چنانچہ آپؐ نے حضرت اسامہ اور حضرت عثمان کو تیمارداری کے لئے گھر رہنے کا حکم دیا) اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس شخص کا ثواب ملے گا جو جنگ بدر میں شریک ہوا، اور اس کا حصہ ملے گا''

تیسرے اعتراض کا جواب: اور رہا ان کا بیعت رضوان سے غیر حاضر رہنا: تو اگر کوئی شخص مکہ میں عثمانؓ سے زیادہ معزز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عثمان کی جگہ اس کو بھیجتے (مگر ایسا کوئی نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے عثمانؓ کو بھیجا، اور بیعت رضوان عثمانؓ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی تھی) ابن عمرؓ کہتے ہیں: پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کیا، اور فرمایا: ''یہ عثمان کا ہاتھ ہے'' اور اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا، اور فرمایا: ''یہ عثمان کے لئے (بیعت) ہے!'' —— پھر ابن عمرؓ نے سائل سے فرمایا: اب یہ جوابات اپنے ساتھ لے کر جا!

نوٹ: حدیث میں جوابات میں لف ونشر مشوش ہے، تیسرے اعتراض کا جواب پہلے آیا ہے، اور دوسرے کا بعد میں۔

[۶۳-] بابٌ

[۳۷۳۲-] حدثنا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، نَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ مِصْرَ حَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا، فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قَالُوْا: قُرَيْشٌ، قَالَ: فَمَنْ هٰذَا الشَّيْخُ؟ قَالُوْ: ابْنُ عُمَرَ، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ، أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ: أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ، فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ يَوْمَ بَدْرٍ، فَلَمْ يَشْهَدْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ!

فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ حَتّٰى أُبَيِّنَ لَكَ مَا سَأَلْتَ عَنْهُ: أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ عَفَا عَنْهُ، وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ يَوْمَ بَدْرٍ، فَإِنَّهُ كَانَتْ عِنْدَهُ — أَوْ: تَحْتَهُ — ابْنَةُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَكَ أَجْرُ رَجُلٍ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمُهُ" وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ: فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ، لَبَعَثَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَكَانَ عُثْمَانَ، بَعَثَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عُثْمَانَ، وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ الْيُمْنَى: "هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ" وَضَرَبَ بِهَا عَلَى يَدِهِ، وقَالَ: "هٰذِهِ لِعُثْمَانَ" قَالَ لَهُ: اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

باب

۱۲- جس کو عثمانؓ سے بغض ہے وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہے

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا، تاکہ آپ اس کی نماز پڑھائیں، مگر آپؐ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا، پس عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ہم نے نہیں دیکھا کہ آپؐ نے اس سے پہلے کسی کی نماز جنازہ چھوڑی ہو! (پھر اس شخص کی نمازِ جنازہ کیوں نہیں پڑھائی؟) آپؐ نے فرمایا: ''یہ شخص عثمان سے بغض رکھتا تھا، اس لئے اللہ کو اس سے شدید نفرت ہے!''

حدیث کا حال: یہ حدیث منکر (سخت ضعیف) ہے، کسی طرح قابل اعتبار نہیں، اس حدیث کی یہی ایک سند ہے، اور اس کا ایک راوی محمد بن زیاد بے انتہا ضعیف ہے (تمام محدثین نے اس کو کذاب قرار دیا ہے) اور یہ میمون بن مہران کا شاگرد تھا (اس کی نسبت: یشکری، لقب: طحان، اعور، الفافا تھا، وطنی نسبت: الرقی ثم الکوفی ہے)

دو اور محمد بن زیاد ہیں جو ثقہ راوی ہیں:

۱- ابوالحارث محمد بن زیاد جمحی، مدنی ثم بصری، تلمیذ ابوہریرہؓ: یہ ثقہ راوی ہیں (یہ بات تمیز کے لئے بیان کی ہے)

۲- ابوسفیان محمد بن زیاد الہانی حمصی، تلمیذ حضرت ابوامامہؓ: یہ بھی ثقہ ہیں (یہ بات بھی تمیز کے لئے بیان کی ہے)

[٦٤-] بابٌ

[٣٧٣٨-] حدثنا الفَضلُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْبَغْدَادِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا عُثْمَانُ بْنُ زُفَرَ، نَا مُحمدُ ابْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أُتِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِجَنَازَةِ رَجُلٍ، لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ، فَقِيْلَ: يَارسولَ اللهِ! مَا رَأَيْنَاكَ تَرَكْتَ الصَّلَاةَ عَلَى أَحَدٍ قَبْلَ هذَا! قَالَ: "إِنَّهُ كَانَ يُبْغِضُ عُثْمَانَ، فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ"

هذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هذَا الْوَجْهِ، وَمُحمدُ بْنُ زِيَادٍ هذَا: هُوَ صَاحِبُ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ، ضَعِيفٌ فِي الحديثِ جِدًّا. وَمُحمدُ بْنُ زِيَادٍ صَاحِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَهُوَ بَصْرِيٌّ ثِقَةٌ، وَيُكْنَى أَبَا الْحَارِثِ. وَمُحمدُ بْنُ زِيَادٍ الأَلْهَانِيُّ صَاحِبُ أَبِي أُمَامَةَ: ثِقَةٌ شَامِيٌّ يُكْنَى أَبَا سُفْيَانَ.

۱۳- نبی ﷺ کی پیشین گوئی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کو آزمائش پہنچے گی

حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کے ساتھ چلا، آپؐ انصار کے ایک باغ میں داخل ہوئے، وہاں اپنی حاجت پوری کی، پھر مجھ سے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! دروازے پر نگرانی کرو، کوئی

میرے پاس میری اجازت کے بغیر نہ آئے" — پس ایک آدمی آیا، اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: ابوبکر۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ ابوبکر اجازت چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "انہیں اجازت دو، اور انہیں جنت کی خوش خبری سناؤ!" پس وہ اندر آئے، اور میں نے ان کو جنت کی خوش خبری سنائی — پھر ایک اور شخص آیا، اس نے بھی دروازہ کھٹکھٹایا، میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: عمر۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ عمر اجازت طلب کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ان کے لئے دروازہ کھول دو، اور ان کو جنت کی خوش خبری سناؤ!" میں نے دروازہ کھول دیا، وہ اندر آئے تو میں نے ان کو جنت کی خوش خبری سنائی — پھر ایک اور شخص آیا، اور اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: عثمان۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! یہ عثمان اجازت طلب کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کے لئے دروازہ کھول دو، اور ان کو جنت کی خوش خبری سناؤ، ایک ایسی مصیبت کے ساتھ جو ان کو پہنچے گی!"

[۶۵-] بابٌ

[۳۷۳۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَدَخَلَ حَائِطًا لِلأَنْصَارِ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، فَقَالَ لِيْ: "يَا أَبَا مُوْسَى! أَمْلِكْ عَلَيَّ الْبَابَ، فَلاَ يَدْخُلَنَّ عَلَيَّ أَحَدٌ إِلاَّ بِإِذْنٍ" فَجَاءَ رَجُلٌ فَضَرَبَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! هٰذَا أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ قَالَ: إِئْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ، وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، وَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ، فَضَرَبَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! هٰذَا عُمَرُ يَسْتَأْذِنُ، قَالَ: افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَفَتَحْتُ، وَدَخَلَ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ آخَرُ فَضَرَبَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! هٰذَا عُثْمَانُ يَسْتَأْذِنُ، قَالَ: "افْتَحْ لَهُ، وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيْبُهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، وفي الباب: عَنْ جَابِرٍ، وابنِ عُمَرَ.

وضاحت: یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور حضرت جابرؓ کی روایت: معلوم نہیں کس کتاب میں ہے، اور ابن عمرؓ کی روایت طبرانی میں ہے، اور اس کی سند میں ابراہیم بن عمر بن ابان: ضعیف راوی ہے۔

۱۴- اُس عہد کو ہم وفا کر چلے!

حدیث: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مولی ابوسہلہ رحمہ اللہ (جو ثقہ راوی ہیں) کہتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے جب وہ اپنے گھر میں محصور تھے، فرمایا: "مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ایک بات کا عہد لیا ہے، پس

میں اس پر صبر کرنے والا ہوں!''

تشریح: یہ عہد پہلے (حدیث ۳۷۳۲ میں) آگیا ہے، آپ نے حضرت عثمان سے فرمایا تھا کہ ''شاید اللہ تعالیٰ آپؓ کو کوئی کرتا پہنائیں، پس اگر لوگ آپؓ سے اس کے نکالنے کا مطالبہ کریں تو آپؓ اس کو ان کی خاطر نہ نکالیں'' سو آپؓ نے اس عہد کو وفا کیا، اور اس کی خاطر اپنی جان قربان کردی (یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے)

[۳۷۴۰-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا أَبِيْ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، ثَنِيْ أَبُوْ سَهْلَةَ، قَالَ: قَالَ لِيْ عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا، فَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ.

مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضى الله عنه

فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ

اسم گرامی: علیؓ (بلند رتبہ) والد کا نام: ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ خانوادہ: ہاشمی، قرشی، کنیت: ابو الحسن اور ابو تراب (مٹی والا) ولادت: ہجرت سے ۲۳ سال قبل۔ وفات: ۴۰ ہجری۔ مطابق ۶۰۰-۶۶۱ عیسوی۔ مدت عمر: ۶۳ سال۔ چوتھے خلیفہ راشد، منجملہ عشرہ مبشرہ۔ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی، پروردہ اور داماد۔ اولاد: آپؓ کی اٹھائیس اولاد تھی، گیارہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیاں۔ بچوں میں آپؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری میں خلیفہ چنے گئے، اور ۴۰ ہجری میں شہید کئے گئے، قاتل: عبد الرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون۔ مدت خلافت ۵ سال۔ خانہ جنگی: ۳۶ ہجری میں جنگ جمل، ۳۷ ہجری میں جنگ صفین (یہ جنگ ایک سو دس دن تک چلی، پھر تحکیم پر ختم ہوئی) پھر ۳۸ ہجری میں جنگ نہروان لڑی (خارجیوں کے ساتھ) دار الخلافت: کوفہ۔ قبر کی جگہ معلوم نہیں! ہجرت کے بعد جب نبی ﷺ نے مسلمانوں میں بھائی چارہ کرایا تو حضرت علیؓ کو آپؐ نے اپنا بھائی بنایا۔ اور آپؓ کے لئے رضی اللہ عنہ کے علاوہ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجهه (اللہ آپؓ کے چہرے کو معزز کرے!) بھی استعمال کرتے ہیں، کیونکہ بنو امیہ آپؓ کے لئے قَبَّحَ الله وجهه (اللہ آپ کے چہرے کو برا کرے) استعمال کرتے تھے۔ اہل السنہ نے مذکورہ جملہ سے ان کا توڑ کیا ہے۔

۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہم مزاج تھے

حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، اور ان پر حضرت علیؓ

کو عامل (امیر) مقرر کیا۔ پس وہ سریہ میں گئے، اور انھوں نے ایک باندی سے صحبت کی (یہ باندی انھوں نے مالِ غنیمت کے خمس میں سے لی تھی، خمس میں ذوی القربی کا بھی حصہ ہے) پس لوگوں نے ان پر اعتراض کیا، اور چار صحابہ نے باہم معاہدہ کیا۔ انھوں نے کہا: جب ہماری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگی تو ہم آپ کو علیؓ کی حرکت سے واقف کریں گے ـــــ اور مسلمان جب بھی کسی سفر سے لوٹتے تھے تو پہلے رسول اللہ ﷺ سے ملتے تھے، آپ کو سلام کرتے تھے، پھر گھر جاتے تھے ـــــ پس سریہ لوٹ کر آیا، سریہ والوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا، پس چار میں سے ایک کھڑا ہوا، اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے علی بن ابی طالب کو نہیں دیکھا: انھوں نے ایسا ایسا کیا! آپؐ نے اس سے روگردانی کی یعنی جواب نہیں دیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا، اس نے بھی وہی بات کہی، آپؐ نے اس سے بھی روگردانی کی۔ پھر تیسرا کھڑا ہوا، اس نے بھی وہی بات کہی، پس آپؐ نے اس سے بھی روگردانی کی۔ پھر چوتھا کھڑا ہوا، اور اس نے بھی وہی پہلی والی بات کہی۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے، درانحالیکہ آپؐ کے چہرے سے غصہ ہویدا تھا، اور فرمایا: "تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو! تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو! تم لوگ علی سے کیا چاہتے ہو! بیشک علی مجھ سے ہیں، اور میں ان سے ہوں! اور وہ میرے بعد ہر مسلمان کے دوست ہیں!" (یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے)

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، جعفر بن سلیمان ضُبَعی ابوسلیمان بصری: سڑا ہوا شیعہ تھا، جب حضرت معاویہؓ کا ذکر آتا تو یہ ان کو گالیاں دیتا، اور جب حضرت علیؓ کا ذکر آتا تو بیٹھ کر رونے لگتا! نیز یہ شخص: شیخین رضی اللہ عنہما سے بھی بغض رکھتا تھا، اس نے اپنے دو گدھوں کے نام ابوبکر و عمر رکھ رکھے تھے، ان کو جی بھر کر گالیاں دیتا تھا۔ اور اصولِ حدیث کی کتابوں میں طے ہے کہ گمراہ فرقے کا آدمی اگر کوئی ایسی حدیث بیان کرے، جس سے اس کے باطل مذہب کی تائید ہوتی ہو تو وہ روایت قطعاً مردود ہے، پس اس راوی نے جو روایت کے آخر میں من بعدی بڑھایا ہے: وہ قطعاً مردود ہے!

حضرت علیؓ پر اعتراض کیوں ہوا؟ کہتے ہیں: حضرت علیؓ نے باندی سے استبراءِ رحم کے بغیر جماع کیا تھا، حالانکہ ایک حیض آنے سے پہلے صحبت حرام ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ باندی کنواری ہوگی، اور صحابہ میں ایک رائے یہ رہی ہے کہ کنواری باندی میں استبراءِ رحم ضروری نہیں، کیونکہ علوق (حاملہ ہونے) کا احتمال نہیں، پس ممکن ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ قید ہونے کے بعد حیض آ گیا ہو۔

حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر دو استدلال اور ان کے جواب

پہلا استدلال: نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس حدیث میں فرمایا ہے: علی منّی وانا منہ: علی مجھ سے ہیں، اور میں ان سے ہوں! یہ جملہ یگانگت و اتحاد پر دلالت کرتا ہے، پس جیسے آپؐ اپنے زمانہ میں امیر المؤمنین تھے: آپؐ کے بعد علیؓ کو خلیفہ ہونا چاہئے تھا، کیونکہ آپؐ نے کسی اور صحابی کے بارے میں یہ ارشاد نہیں فرمایا۔

جواب: اس جملہ کا مفہوم: یگانگت واتحاد نہیں ہے، بلکہ ہم مزاجی اور ہم مشربی ہے، پہلے (تحفہ ۲: ۵۰۳ میں) کلام عرب سے استشہاد کر کے اس کی وضاحت کی گئی ہے۔ دو شخصوں کا مزاج ملتا جلتا ہو تو یہ جملہ استعمال کرتے ہیں، جیسے اردو محاورہ ہے: شیر وشکر ہونا، اور فارسی جملہ ہے: من تو شدم تو من شدی! ۔۔۔۔۔ اور یہ جملہ آپ ؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے لئے استعمال نہیں کیا، اور بھی متعدد حضرات کے لئے استعمال کیا ہے، جیسے:

۱- حضرت جُلَیْبِب رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں سات کافروں کو قتل کر کے شہید ہوئے، پس آپ ؐ نے فرمایا: **قتلوہ! هذا مني وأنا منه**: کافروں نے ان کو قتل کر دیا! یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں! (یہ روایت مسلم شریف میں ہے)

۲- نبی ﷺ نے قبیلہ اشعر کے لوگوں کی تعریف میں فرمایا: "ان لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی غزوہ میں توشہ ختم ہونے کو آتا ہے، یا وطن میں بال بچوں کا کھانا کم رہ جاتا ہے: تو وہ اپنے پاس جو کچھ ہوتا ہے: اس کو ایک کپڑے میں جمع کرتے ہیں، پھر اس کو برابر برابر بانٹ لیتے ہیں: **فهم مني وأنا منهم**: پس وہ لوگ میرے مزاج کے اور میرے طریقے پر ہیں اور میں ان کے مزاج کا ہوں! (یہ روایت بھی مسلم شریف میں ہے)

۳- جو شخص امرائے سوء کے پاس نہیں جاتا، یا جاتا ہے مگر ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا، اس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: **هو مني وأنا منه**: وہ میرا ہم مزاج اور ہم مشرب ہے اور میں اس کے مزاج کا ہوں! (یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۱۴ تحفہ ۲: ۵۰۵ میں) آچکی ہے)

۴- یہ جملہ آپ ؐ نے اپنے عمِ محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ آگے (حدیث ۳۷۹۲) آرہی ہے: **العباس مني وأنا منه**: عباس مجھ سے ہیں اور میں عباس سے ہوں!

خلاصہ یہ کہ یہ محاورہ ہم مزاجی اور ہم مشربی پر دلالت کرتا ہے۔ یگانگت واتحاد پر دلالت نہیں کرتا، اور یہ محاورہ آپ ؐ نے صرف حضرت علی ؓ کے لئے استعمال نہیں کیا، پس شیعوں کا اس سے استدلال باطل ہے۔

دوسرا استدلال: نبی ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے: **هو ولي كل مؤمن من بعدي**: وہ میرے بعد ہر مؤمن کے ولی ہونگے۔ شیعہ کہتے ہیں: ولی کے معنی والی (حاکم) کے ہیں، اور **من بعدي**: صراحۃً خلافت بلافصل پر دلالت کرتا ہے۔

جواب: ولی کے معنی والی کے نہیں ہیں۔ یہ دو الگ لفظ ہیں، مترادف نہیں ہیں۔ اور دونوں ولایت سے مشتق ہیں، اور ولایت کے دو معنی ہیں: دوستی اور امارت، پہلے معنی کے لئے لفظ ولی ہے، اور دوسرے معنی کے لئے لفظ والی، فقہ میں نماز جنازہ کے سلسلہ میں عبارت ہے: **إذا اجتمع الولي والوالي قُدِّم الوالي**: جب میت کا ولی اور حاکم جمع ہوں تو نماز پڑھانے کا حق والی (حاکم) کا ہے ۔۔۔۔۔ اور حدیث میں ولی کے معنی دوست کے ہیں، اس کی ضد عداوت ہے، اور حدیث کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہیں، اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کی دوستی ہونی چاہئے،

کسی کو بھی ان سے عداوت نہیں رکھنی چاہئے، ورنہ اس کا انجام برا ہوگا۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں من بعدی کے الفاظ صرف جعفر بن سلیمان ضُبعی روایت کرتا ہے، اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ الفاظ صرف اجلح کندی بڑھاتا ہے، اور یہ دونوں راوی شیعہ ہیں، اس لئے ان کی روایتوں کا اعتبار نہیں۔ اور شیعوں کا استدلال انہی دو باتوں پر موقوف ہے، پس ان کا استدلال باطل ہوگیا۔

[٦٦-] مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی الله عنه

يُقَالُ: وَلَهُ كُنْيَتَانِ: أَبُوْ تُرَابٍ، وَأَبُوْ الْحَسَنِ

[٣٧٤١-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ، عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: بَعَثَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَيْشًا، وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ، فَمَضَى فِي السَّرِيَّةِ، فَأَصَابَ جَارِيَةً، فَأَنْكَرُوْا عَلَيْهِ، وَتَعَاقَدَ أَرْبَعَةٌ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: إِنْ لَقِيْنَا رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرْنَاهُ بِمَا صَنَعَ عَلِيٌّ، وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِذَا رَجَعُوْا مِنْ سَفَرٍ بَدَأُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفُوْا إِلَى رِحَالِهِمْ، فَلَمَّا قَدِمَتِ السَّرِيَّةُ سَلَّمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ أَحَدُ الْأَرْبَعَةِ، فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَلَمْ تَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ صَنَعَ كَذَا وَكَذَا، فَأَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ قَامَ الثَّانِيْ، فَقَالَ: مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ الثَّالِثُ، فَقَالَ: مِثْلَ مَقَالَتِهِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ قَامَ الرَّابِعُ، فَقَالَ: مِثْلَ مَاقَالُوْا، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَالْغَضَبُ يُعْرَفُ فِيْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: "مَاتُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ مَا تُرِيْدُوْنَ مِنْ عَلِيٍّ؟ إِنَّ عَلِيًّا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِيْ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ.

۲- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہئے

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: من كنتُ مولاه، فعليّ مولاه: میں جس کا مخلص دوست ہوں، پس علیؓ بھی اس کے مخلص دوست ہیں۔ یعنی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے، وہ علیؓ سے بھی محبت رکھے، ان سے عداوت نہ رکھے!

تشریح: یہ حدیث ترمذی میں مختصر ہے، اور حدیث کا اتنا حصہ صحیح ہے، بلکہ بعض کے نزدیک تو متواتر ہے، پھر آگے ہے: اللّٰهم وَالِ من وَالَاهُ، وَعَادِ من عَادَاهُ: اے اللہ! جو علیؓ سے محبت رکھے: آپ اس سے محبت رکھیں، اور جو علیؓ

سے دشمنی رکھے: آپ اس سے دشمنی رکھیں۔ حدیث کا یہ حصہ بھی صحیح ہے، اور یہ جزء مسند احمد وغیرہ میں ہے ـــــ اور ایک طریق میں یہ بھی ہے: وانصر من نصرہ، واخذل من خذلہ: جو علیؓ کی مدد کرے: اس کی مدد فرما، اور جو علیؓ کو رسوا کرے: اسے رسوا فرما۔ حدیث کا یہ جز ضعیف ہے۔ اس کی سند میں شریک بن عبداللہ نخعی ہیں، ان کی یادداشت آخر عمر میں بگڑ گئی تھی ـــــ اسی طرح اس حدیث کا یہ حصہ بھی ضعیف ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی، اور فرمایا: أصبحتَ وامسیتَ مولی کل مؤمن ومؤمنۃ: آج سے آپؓ ہر مؤمن مرد وزن کے دوست ہوگئے، حدیث کا یہ جزء علی بن زید بن جدعان ہی روایت کرتا ہے، اور یہ راوی ضعیف ہے ـــــ اور شیعہ جو اس حدیث میں بڑھاتے ہیں: إنہ خلیفتي من بعدي: یہ حصہ قطعاً موضوع ہے۔

حدیث کا شانِ ورود: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ بات نبی ﷺ نے دو موقعوں پر فرمائی ہے:

پہلا موقعہ: وہ ہے جو ابھی حضرت عمران بن حصین کی روایت (نمبر ۳۷۱۲) میں گذرا ہے، یہی بات حضرت بریدۃ بن الحصیب اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے: نبی ﷺ نے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا، اور اس کے دو حصے کیے، ایک کا امیر حضرت علیؓ کو اور دوسرے کا حضرت خالد بن الولیدؓ کو بنایا، اور ہدایت دی کہ جب جنگ ہو تو سارے لشکر کے امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہونگے۔ جنگ ہوئی، مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس کے خمس (پانچویں حصہ) میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک باندی لی، کیونکہ اس میں ذوی القربیٰ کا بھی حصہ ہوتا ہے، اور اسی رات اس سے مقاربت فرمائی۔ یہ بات حضرت بریدہ اور حضرت خالد وغیرہ کو کھلی، کیونکہ باندی میں استبراءِ رحم ضروری ہوتا ہے۔ واپسی میں نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی گئی، تو آپؐ نے مذکورہ ارشاد فرمایا کہ میں علیؓ سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں، اور وہ ہر مسلمان کے دوست ہیں، یعنی ان کی شکایت گویا میری شکایت ہے، اور شکایت: نفرت وعداوت پر دلالت کرتی ہے، حالانکہ علیؓ سے ہر مسلمان کو محبت ہونی چاہئے! اور حضرت براء کی روایت میں ہے: ''تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور جس سے اللہ اور اس کے محبت کرتے ہیں!'' (یہ روایت تحفہ ۴: ۶۲۲ حدیث ۱۹۰۴ میں گذری ہے، اور آگے (حدیث ۳۷۵۴ پر) بھی آرہی ہے)

دوسرا واقعہ: ۹ ہجری میں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قاضی وغیرہ بنا کر یمن بھیجا۔ پھر جب نبی ﷺ نے ۱۰ ہجری میں حج فرمایا تو علی رضی اللہ عنہ یمن سے سیدھے مکہ مکرمہ آکر حج میں شریک ہوئے، وہ یمن سے ایک لشکر کے ساتھ آئے تھے۔ جب مکہ مکرمہ قریب آیا تو آپؓ نے ایک شخص کو لشکر کا امیر بنایا۔ اور خود آگے بڑھ گئے، تاکہ جلدی نبی ﷺ سے ملاقات کریں۔ پیچھے امیر نے لشکریوں کو ایک ایک قیمتی جوڑا تقسیم کیا، تاکہ وہ پہن کر نبی ﷺ سے ملاقات کریں۔ جب لشکر مکہ پہنچا، اور حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی تو آپؓ نے امیر کے عمل کو نادرست قرار دیا، اور وہ سب جوڑے واپس لے لئے۔ یہ بات لشکریوں کے لئے باعثِ شکایت بن گئی۔ چنانچہ حج سے واپسی میں مقام جحفہ کے

قریب غدیر خم میں، جہاں سے یمن والوں کا راستہ الگ ہوتا تھا: آپؐ نے لوگوں سے خطاب فرمایا، اور مقصود یمن والوں کو مطمئن کرنا تھا۔ آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''میں جس کا مولیٰ (دوست) علی اس کے مولیٰ!'' یعنی جسے مجھ سے محبت ہے، اور یہ محبت ہر مؤمن کو ہوتی ہے، اسے چاہئے کہ علیؓ سے بھی محبت رکھے، معمولی باتوں کی وجہ سے ان سے ناراض نہ ہو، اور شکایت نہ کرے۔ پھر آپؐ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! جو علی سے محبت کرے آپ اس سے محبت کریں، اور جو علی سے عداوت رکھے آپ اس کو دشمن سمجھیں!'' اس طرح آپؐ نے یمن والوں کو مطمئن کر کے رخصت کیا (یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے)

ملحوظہ: رہا شیعوں کا اس حدیث سے استدلال: پس اس کا جواب گذشتہ حدیث کے ذیل میں آ گیا ہے۔ وہ اور یہ حدیثیں ایک ہیں، بس موقعہ اور محل کا اختلاف ہے، اور ولی اور مولی کے معنی بھی ایک ہیں، یعنی مخلص دوست، ان میں سے کسی لفظ کے معنی: حاکم کے نہیں ہیں۔

سند کا بیان: حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہؓ: صحابی ہیں۔ ۳ ہجری (احد والے سال) میں پیدا ہوئے ہیں، اور وفات کے اعتبار سے آخری صحابی ہیں۔ ۱۱۰ ہجری میں وفات ہوئی ہے ـــــ حضرت ابو الطفیل: یہ حدیث حضرت ابو سریحہ حذیفہ بن اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (یہ اصحاب شجرہ میں سے ہیں) یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، شعبہ رحمہ اللہ کو سلمہ بن کہیل کی سند میں شک ہے۔ البتہ شعبہؒ کی جو سند میمون ابو عبداللہ سے ہے: اس میں یہ حدیث زید بن ارقم ہی سے مروی ہے، شک نہیں ہے۔

سوال: لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکایت کیوں ہوتی تھی؟ اور بھی تو صحابہ تھے، ان سے لوگوں کو شکایت کیوں نہیں ہوتی تھی؟

جواب: اور حضرات سے بھی شکایت ہوتی تھی، اس میں حضرت علیؓ کی کچھ تخصیص نہیں تھی۔ مثلاً: آخری مہم جو رسول اللہ ﷺ نے ترتیب دی تھی، وہ جیش اسامہ تھا، اس لشکر میں بڑے بڑے حضرات شامل تھے، اور اس کا سپہ سالار حضرت اسامہ بن زید بن حارثہؓ کو بنایا گیا تھا، اس موقع پر کچھ لوگوں نے سپہ سالار کی نوعمری کو نکتہ چینی کا نشانا بنایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم لوگ ان کی سپہ سالاری پر طعنہ زنی کرتے ہو تو ان سے پہلے ان کے والد کے سپہ سالاری پر بھی طعنہ زنی کر چکے ہو، حالانکہ وہ خدا کی قسم! سپہ سالاری کے اہل تھے، اور میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے تھے، اور یہ بھی ان کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں!'' (بخاری حدیث ۳۷۳۰) یہ ایک مثال میں دو مثالیں ہیں۔ اور تتبع کیا جائے تو ایسی بہت سی مثالیں مل جائیں گی۔ بخاری (حدیث ۳۶۶۱) میں ہے: ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ سے حضرت عمرؓ کو شکایت ہوئی، پس آپؐ نے حضرت عمرؓ کو فہمائش کی، اور فرمایا ہے: هل أنتم تاركو لي صاحبي: کیا تم میرے رفیق سے قطع تعلق کرو گے؟ غرض شکایتیں ہوتی رہتی ہیں یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

[۳۷۴۲-] حدثنا محمدُ بنُ بشارٍ، نا محمدُ بنُ جعفرٍ، نا شعبةُ، عن سلمةَ بنِ كُهَيْلٍ، قال: سمعتُ أبا الطُّفَيْلِ، يُحدِّثُ عن أبي سَرِيْحَةَ: أو زيدِ بنِ أرقمَ - شكَّ شعبةُ - عن النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قال: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ"

هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، ورَوَى شعبةُ هذا الحديثَ عن ميمونٍ أبي عبدِ اللهِ، عن زيدِ بنِ أرقمَ، عن النبيِّ صلى الله عليه وسلم نحوَه، وأبو سَرِيْحَةَ: هو حُذَيْفَةُ بنُ أَسِيْدٍ صاحبُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

۳- حضرت علیؓ کے حق میں دعا کہ حق اُدھر ہو جدھر علیؓ ہوں!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ ابوبکر پر مہربانی فرمائیں! انھوں نے اپنی لڑکی سے میرا نکاح کیا، اور مدینہ کی طرف ہجرت میں انھوں نے میرا ساتھ دیا، اور انھوں نے اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کیا! ــــ اللہ عمر پر مہربانی فرمائیں: وہ حق بات کہتے ہیں: چاہے کڑوی لگے۔ حق بات کہنے نے ان کو اس حال میں کر دیا ہے کہ ان کا کوئی دوست نہیں! ــــ اللہ عثمان پر مہربانی فرمائیں! ان سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں! ــــ اللہ علی پر مہربانی فرمائیں! اے اللہ! حق کو ان کے ساتھ گھما جدھر وہ گھومیں! (یہ حدیث ضعیف ہے، مختار بن نافع تیمی ابو اسحاق تمار کوفی ضعیف راوی ہے)

[۳۷۴۳-] حدثنا أبو الخطّابِ زيادُ بنُ يحيى البصريُّ، نا أبو عَتّابٍ سهلُ بنُ حمّادٍ، نا المختارُ بنُ نافعٍ، نا أبو حيّانَ التيميُّ، عن أبيه، عن عليٍّ، قال: قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "رَحِمَ اللهُ أبا بكرٍ! زَوَّجَنِي ابْنَتَهُ، وحَمَلَنِي إلى دارِ الهجرةِ، وأعتقَ بلالاً من مالِه، رَحِمَ اللهُ عمرَ: يقولُ الحقَّ وإن كان مُرًّا، تَرَكَهُ الحقُّ وما لَه صديقٌ، رَحِمَ اللهُ عثمانَ! تَسْتَحْيِيهِ الملائكةُ، رَحِمَ اللهُ عليًّا! اللهمَّ أَدِرِ الحقَّ معه حيثُ دارَ" هذا حديثٌ غريبٌ، لا نعرفُه إلا من هذا الوجهِ.

۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ مومن کامل ہیں

حدیث: ربعی بن حراشؒ کہتے ہیں: ہم سے حضرت علیؓ نے رحبہ میں حدیث بیان کی۔ فرمایا: حدیبیہ کے دن ہمارے (مسلمانوں کے) پاس چند مشرکین آئے، ان میں سہیل بن عمرو اور دیگر روسائے مشرکین تھے۔ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے بیٹوں، بھائیوں اور غلاموں میں سے چند لوگ آپ کے پاس آئے ہیں، ان کو دین کی کچھ حاصل نہیں، وہ صرف ہمارے مالوں اور جائیدادوں سے بھاگے ہیں (عجیب بات! مال اور جائداد کس کو بری لگتی ہے!) پس ان کو ہماری طرف واپس کر دیں، تاکہ اگر ان میں دین کی سمجھ نہ ہو تو ہم ان کو دین سمجھائیں (یہ کمزور مسلمان تھے، جو ظلم وستم کی چکی میں پس رہے تھے، وہ بھاگ کر اسلامی لشکر میں آگئے تھے، ان کے ورثاء ان کو واپس مانگ رہے تھے، تاکہ ان پر اور ستم

ڈھائیں!) پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے قریش کے لوگو! تم ضرور باز آجاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگ بھیجیں گے جو دین (شرک وکفر) کی وجہ سے تلوار سے تمہاری گردنیں ماریں گے، جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کی کسوٹی پر جانچ لیا ہے'' یعنی وہ پکے مسلمان ہیں ــــ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ پس حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں؟ اور حضرت عمرؓ نے پوچھا: وہ کون لوگ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''چپل کا نٹھنے والا!'' اور نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کو گانٹھنے کے لئے اپنے چپل دے رکھے تھے (اور وہ پاس ہی بیٹھے ہوئے ان کی مرمت کر رہے تھے) ــــ ربعی کہتے ہیں: پس حضرت علیؓ ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا: بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے!'' یعنی مجھے یہ وعید یاد ہے، پس میں نے مذکورہ بات گھڑی نہیں ہے! (رحبہ: مکانوں کے درمیان کی کھلی جگہ۔ یہ کوفہ میں ایک خاص جگہ تھی، وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ تعلیم اور قضاء کے لئے بیٹھتے تھے)

تشریح: سوال اس لئے ہوا تھا کہ صحابہ سمجھتے تھے: شاید کوئی نئی مخلوق آئے گی جو قریش کو دین دشمنی کا مزہ چکھائے گی۔ اور جواب کا حاصل یہ ہے کہ وہ صحابہ ہی ہونگے جن سے اللہ تعالیٰ یہ کام لیں گے، اور حضرت علیؓ کا نام بطور مثال ہے، اور قرینہ قلوبھم کی جمع کی ضمیر ہے، مگر یہ تخصیص بھی ایک طرح کی فضیلت ہے۔

[۳۷۴۴-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَا أَبِي، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: نَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِالرَّحْبَةِ، فَقَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ، خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو، وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالُوا: يَارسولَ اللهِ! خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا، وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا، فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ، قَدِ امْتَحَنَ اللهُ قُلُوبَهُمْ عَلَى الإِيْمَانِ" قَالُوا: مَنْ هُوَ يَارسولَ اللهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ بَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَارسولَ اللهِ؟ وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَارسولَ اللهِ؟ قَالَ: " هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ" وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، قَالَ: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ رِبْعِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ.

بابٌ

۵-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض ونفرت نفاق کی علامت ہے

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم یعنی انصار کی جماعت منافقین کو پہچانتے تھے

ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کی وجہ سے، یعنی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض ونفرت رکھتا: ہم اس کو منافق سمجھتے تھے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث پرلے درجے کی ضعیف ہے، اس کی سند میں جعفر بن سلیمان ضُبعی ابوسلیمان بصری ہے، جو سڑاہوا شیعہ تھا، ابھی (حدیث ۳۷۴۱ میں) اس کا تذکرہ آیا ہے، دوسرا راوی ابو ہارون عمارۃ بن جُوین عبدی بھی متروک، کذاب اور شیعہ ہے، اور امام ترمذیؒ نے اس کی جو دوسری سند بیان کی ہے، رُوِی (فعل مجہول) سے اس کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس لئے یہ روایت کچھ نہیں۔

[-۶۷] بابٌ

[۳۷۴۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِيْنَ، نَحْنُ مَعْشَرَ الأَنْصَارِ، بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ تَكَلَّمَ شُعْبَةُ فِيْ أَبِيْ هَارُوْنَ الْعَبْدِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ.

بابٌ

۶- حضرت علیؓ سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے، اور منافق ہی عداوت رکھتا ہے

حدیث: مُساور حمیری (مجہول راوی) اپنی ماں (مجہول راویہ) سے روایت کرتا ہے، وہ کہتی ہیں: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی: میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "منافق علی سے محبت نہیں کرتا، اور مؤمن ان سے بغض نہیں رکھتا"

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، اس کے دو راوی مجہول ہیں۔ اور ذہبی نے مساور کے ترجمہ میں لکھا ہے: فيه جهالة: وخبره منكر: مساور مجہول ہے اور اس کی روایت نہایت ضعیف ہے۔

البتہ باب میں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: وہ صحیح ہے۔ یہ روایت مسلم شریف (حدیث ۷۸ کتاب الایمان، باب ۳۳) میں ہے: قال علي: والذي فَلَقَ الحبةَ، وبَرَأَ النَّسَمَةَ! إنه لعهدُ النبي الأمي صلى الله عليه وسلم إليَّ: أن لايُحبني إلا مؤمن، ولا يُبْغِضَنِيْ إلا منافق: حضرت علیؓ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا یعنی اگایا، اور جان کو پیدا کیا! میرے ساتھ نبی امی ﷺ کا یہ عہد و پیمان ہے کہ مجھ سے مؤمن ہی محبت کرے گا، اور مجھ سے منافق ہی عداوت رکھے گا! (یہ حدیث آگے (حدیث ۳۷۶۴ پر) آرہی ہے)

[٦٨-] بابٌ

[٣٧٤٦-] حدثنا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأعْلَى، نا مُحمدُ بْنُ فُضَيلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: أَبِي نَصْرٍ، عَنِ الْمُسَاوِرِ الْحِمْيَرِيِّ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " لَايُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ، وَلَا يُبْغِضُهُ مُؤْمِنٌ"

وفي الباب: عَنْ عَلِيٍّ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۷- اللہ نے نبیؐ کو جن چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے: ان میں ایک علیؓ ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، اور مجھے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں" لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! ہمارے لئے ان حضرات کو نامزد فرمائیں (تاکہ ہم ان سے محبت کریں) آپؐ نے فرمایا: "علی ان میں سے ایک ہیں" یہ بات آپؐ نے تین بار فرمائی (تاکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اہمیت ظاہر ہو) اور ابوذر غفاری، اور مقداد بن عمرو (ابن الاسود) اور سلمان فارسی، اور مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے، اور مجھے اطلاع دی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتے ہیں"

حدیث کا حال: اس حدیث کی سند میں شریک بن عبداللہ نخعی ہیں، اس راوی میں ضعف تھا، اس لئے امام ترمذیؒ نے حدیث کی صرف تحسین کی ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ (حدیث ۱۴۹ مقدمہ باب ۱۱) میں بھی ہے، مگر حدیث کا آخری جملہ: وأمرني إلخ نہیں ہے، پس یہ تکرار ہے، اور حاکم نے (مستدرک ۳: ۱۳۰ میں) اس روایت کو علی شرط مسلم کہا ہے، مگر ذہبی نے اعتراض کیا ہے کہ ابو ربیعہ ایادی مسلم شریف کا راوی نہیں۔

[٦٩-] بابٌ

[٣٧٤٧-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ ابْنُ بِنْتِ السُّدِّيِّ، نَا شَرِيْكٌ، عَنْ أَبِي رَبِيْعَةَ، عَنِ ابنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ" قِيْلَ: يَارسولَ اللّٰهِ! سَمِّهِمْ لَنَا؟ قَالَ: " عَلِيٌّ مِنْهُمْ" يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثًا، وَأَبُوْ ذَرٍّ، وَالْمِقْدَادُ، وَسَلْمَانُ، وَأَمَرَنِيْ بِحُبِّهِمْ، وَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُحِبُّهُمْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ.

باب

۸- براءت کا اعلان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کرایا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علی مجھ سے ہیں، اور میں علی سے ہوں'' (اس کی شرح مناقب علیؓ کی پہلی حدیث (نمبر ۳۷۴۱) میں آگئی ہے) ''اور میری طرف سے (براءت کا) اعلان نہیں کرے گا مگر میں یا علی!''

تشریح: خون اور مال کے عہد و پیمان کے سلسلہ میں عرب کا دستور یہ تھا کہ اس کا اعلان یا تو خود سردار کرتا تھا، یا اس کے خاندان کا کوئی فرد کرتا تھا، خاندان سے باہر کے کسی شخص کا اعلان تسلیم نہیں کیا جاتا تھا، اس لئے براءت کا اعلان حضرت علیؓ سے کرایا (تفصیل تحفہ ۷: ۲۶۸ میں ہے) اور حدیث کی اگرچہ امام ترمذیؒ نے تصحیح کی ہے، مگر یہ حدیث اعلی درجہ کی نہیں ہے، شریک نخعی کی حدیثوں میں غلطیاں بہت ہوتی تھیں، چنانچہ علي مني وأنا من علي: غالباً اس حدیث کا جزء نہیں ہے، وہ علاحدہ حدیث ہے۔ اور حضرت حُبشیؓ سے صرف ابو اسحاق اور شعبی روایت کرتے ہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: إسناده فيه نظر (تہذیب)

[۷۰-] بابٌ

[۳۷۴۸-] حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوْسَى، نَا شَرِيْكٌ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاق، عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ، وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا أَنَا أَوْ عَلِيٌّ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

۹- حضرت علیؓ دنیا و آخرت میں نبی ﷺ کے بھائی ہیں!

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ کرایا، پس علیؓ آئے، درانحالیکہ ان کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، اور میرے اور کسی کے درمیان مواخات قائم نہیں کی! پس ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انت اخي في الدنيا والآخرة: آپؓ دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہیں!

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، علی بن قادم شیعہ تھا، اور حکیم بن جبیر اسدی کوفی ضعیف بھی ہے، اور اس پر شیعہ ہونے کا الزام بھی ہے۔ اور باب میں زید بن ابی اوفی کی جو حدیث ہے، وہ معلوم نہیں کس کتاب میں ہے۔

[۳۷۴۹-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى القَطَّانُ الْبَغْدَادِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ صَالِحِ بْنِ حَيٍّ،

عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ جُمَيْعِ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: آخَى رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ، فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ، وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ أَحَدٍ، فَقَالَ لَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَفِيْهِ: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى.

۱۰- نبی ﷺ کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پرندہ کھایا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک (پکا ہوا یا بھنا ہوا) پرندہ تھا، آپؐ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! میرے پاس لائیں اس کو جو آپ کو اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ پسند ہو، تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ کھائے!'' پس حضرت علیؓ آئے، اور انھوں نے آپؐ کے ساتھ (وہ پرندہ) کھایا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً باطل ہے، ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔ امام ترمذیؒ سے اسماعیل سدّی تک اس کی یہی ایک سند ہے، اور سدّی پر شیعہ ہونے کا الزام تھا (تقریب) اور عبید اللہ بن موسیٰ بن باذام عبسی کوفی شیعہ تھا: کان یَتَشَیَّع: وہ فرقہ شیعہ میں شامل ہو گیا تھا (تقریب) اور سفیان بن وکیع کی حدیثوں کو ان کے مسودہ نویس نے خراب کر دیا تھا، تقریب میں ہے: کان صدوقا، إلا أنه ابْتُلِيَ بِوَرَّاقِه، فأدخل عليه ما ليس من حديثه، فَنُصِحَ، فلم يقبل، فسقط حديثُه: سفیان: صدوق (معمولی درجے کے راوی) تھے، مگر وہ اپنے مسودہ نویس کے ساتھ مبتلی کئے گئے یعنی معلوم نہیں اس کے ساتھ ان کا کیا تعلق ہو گیا، پس اس نے سفیان کی کتابوں میں وہ حدیثیں داخل کر دیں جو ان کی نہیں تھیں، اور وہ خیر خواہی کئے گئے یعنی ان کو سمجھایا گیا کہ اس مسودہ نویس کو ہٹا دیں، مگر انھوں نے قبول نہیں کیا، چنانچہ ان کی حدیثوں کا اعتبار ختم ہو گیا —— اور درایۃً یہ حدیث اس لئے صحیح نہیں کہ اس میں نہ انبیاء کا استثناء ہے، نہ سید الانبیاء کا، پس کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ کے نزدیک ان سب سے افضل تھے؟ نعوذ باللہ! پس یہ حدیث قطعاً باطل ہے۔ اور حاکم نے مستدرک (۱۳۱:۳) میں یہ حدیث دو سندوں سے ذکر کی ہے (حاکم ابوعبداللہ میں بھی شیعیت کے جراثیم تھے) اور ذہبی نے اس پر سخت اعتراض کیا ہے، لکھا ہے: ولقد كنتُ زمانا طويلاً أظن أن حديث الطير لم يَجْسُر الحاكم أن يودعَه في مستدركه، فلما عَلَّقْتُ هذا الكتاب رأيتُ الهولَ من الموضوعات التي فيه، فإذا حديث الطير بالنسبة إليها سماء: میرا عرصۂ دراز تک خیال تھا کہ پرندے والی حدیث کو مستدرک میں لانے کی حاکم نے جسارت نہیں کی ہوگی، پھر جب میں نے مستدرک پر حاشیہ لکھا تو میں اس میں موضوعات دیکھ کر گھبرا گیا، پس اچانک پرندے والی روایت ان موضوعات کی بہ نسبت آسمان ہے (الطیر فی السماء کی طرف تلمیح ہے) (مزید تفصیل تحفۃ الاحوذی (۳۲۸:۴) میں ہے)

[۷۱-] بابٌ

[۳۷۵۰-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ عِيْسَى بْنِ عُمَرَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ عِنْدَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم طَيْرٌ، فَقَالَ: " اَللّٰهُمَّ ائْتِنِيْ بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ، يَأْكُلُ مَعِيْ هٰذَا الطَّيْرَ" فَجَاءَ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ السُّدِّيِّ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ، وَالسُّدِّيُّ: اسْمُهُ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَرَأَى الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ.

۱۱- رسول اللہ ﷺ حضرت علیؓ کو مانگنے پر بھی دیتے تھے اور بے مانگے بھی!

روایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز طلب کرتا تو آپ عنایت فرماتے، اور جب خاموش رہتا یعنی طلب نہیں کرتا تھا تو بھی آپؐ ازخود مجھے عنایت فرماتے تھے! (یہ حدیث منقطع ہے، عبداللہ جملی کا حضرت علیؓ سے لقاء و سماع نہیں)

[۳۷۵۱-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ أَسْلَمَ الْبَغْدَادِيُّ، نَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، نَا عَوْفٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ الْجَمَلِيِّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعْطَانِيْ، وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِيْ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۱۲- نبیؐ علم وحکمت کا گھر اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أنا دار الحكمة، وعلي بابها: میں حکمت کا گھر ہوں، اور علی اس کا دروازہ ہیں (حکمت سے مراد: وہ حکمت ہے جس کا تذکرہ ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ میں آیا ہے، اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ علم وحکمت کا مخزن ہیں، اور اس خزانہ تک پہنچنے کا گیٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ آپؓ کو حکمت نبوی سے حظ وافر حاصل تھا، پس جو علم وحکمت کا متوالا ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علوم کا تتبع کرے۔

حدیث کا حال: امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث منکر (نہایت ضعیف) ہے (شریک بن عبداللہ نخعی میں کلام ہے، اور یہ سند محمد بن عمر ابن الرومی کی ہے) اور دوسرے بعض تلامذہ بھی شریک سے یہ حدیث روایت کرتے

ہیں، مگر وہ سند میں صنابحی (عبدالرحمٰن بن عسیلہ) کا ذکر نہیں کرتے، اور یہ حدیث شریک کے علاوہ کوئی ثقہ راوی روایت نہیں کرتا، اور باب میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے (یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے، مگر ذہبی نے اس کے صحیح ہونے پر اعتراض کیا ہے)

اضافہ: اور ابن الجوزی نے اس روایت کو "موضوعات" میں لیا ہے، اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور حافظ ابن حجر نے اس کو "حسن" کہا ہے۔ اور یہی رائے صحیح ہے۔

حدیث سے شیعوں کا استدلال اور اس کا جواب:

شیعہ کہتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص تھی، کیونکہ گھر میں دروازے ہی سے داخل ہوا جاتا ہے، اور دوسرے صحابہ علم وحکمت سے تہی دامن تھے!

اس کا جواب: یہ ہے کہ حدیث میں حصر نہیں ہے کہ علیؓ ہی حکمت کا دروازہ تھے، پس جیسے جنت کے آٹھ دروازے ہیں: علم وحکمت کے بھی بہت سے دروازے ہیں، ان میں سے ایک اہم دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، اور دوسرے اکابر صحابہ دوسرے دروازے تھے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ تابعین کرام نے حضرت علیؓ کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی علم حاصل کیا ہے، اور نبی ﷺ نے دیگر صحابہ کے حق میں بھی ان کا علمی مقام واضح کرنے والے ارشادات فرمائے ہیں۔ آپؐ نے خواب میں دودھ نوش فرما کر بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا ہے، اور اس کی تعبیر "علم" سے بیان فرمائی ہے، اور حضرت زید بن ثابت کو فرائض کا سب سے زیادہ جاننے والا، اور حضرت معاذ بن جبل کو حلال وحرام کا بڑا عالم، اور حضرت ابیؓ کو قراءت میں فائق قرار دیا ہے۔

[۷۲-] بابٌ

[۳۷۵۲-] حدثنا إسْمَاعِيلُ بْنُ مُوْسَى، نَا مُحمدُ بْنُ عُمَرَ بنِ الرُّوْمِيِّ، نَا شَرِيْكٌ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مُنْكَرٌ، رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ عَنْ شَرِيْكٍ، وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِيْهِ: عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، وَلاَ نَعْرِفُ هٰذَا الحديثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرَ شَرِيْكٍ، وَفِي البابِ: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ.

۱۳- علی رضی اللہ عنہ کو اللہ ورسول سے محبت تھی اور اللہ ورسول کو ان سے!

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عامر کہتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، پس فرمایا: کیا چیز روکتی ہے آپؓ کو اس بات سے کہ برا کہیں آپؓ ابو تراب (حضرت

علیؓ) کو؟ حضرت سعدؓ نے کہا: رہا میرا یاد کرنا تین باتوں کو جو رسول اللہ ﷺ نے [ان سے] فرمائی ہیں (برا کہنے سے مانع ہیں) پس میں ہرگز ان کو برا نہیں کہونگا، البتہ یہ بات کہ ہو میرے لئے ان میں سے کوئی ایک بات: مجھے زیادہ پسند ہے سرخ اونٹوں سے!

پہلی بات: میں نے رسول اللہ ﷺ کو علیؓ سے فرماتے ہوئے سنا ہے، درانحالیکہ آپؐ نے ان کو اپنے کسی غزوہ میں (غزوہ تبوک میں) اپنے پیچھے رکھا تھا، پس آپؐ سے علیؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ رہے ہیں؟ پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ہو تم مجھ سے جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے؟ مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے!'' (حدیث کا یہ جزء آگے (حدیث ۳۷۵۸ میں) آرہا ہے)

دوسری بات: اور میں نے آپ کو جنگِ خیبر کے موقعہ پر فرماتے ہوئے سنا: ''میں ضرور جھنڈا ایک ایسے شخص کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور اللہ اور اس کے رسول اس سے محبت کرتے ہیں'' —— حضرت سعدؓ کہتے ہیں: پس ہم دراز ہوئے (ہم نے قد اونچا کیا) اس جھنڈے کے لئے، پس آپؐ نے فرمایا: ''میرے لئے علی کو بلاؤ'' پس وہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، درانحالیکہ انہیں آشوبِ چشم تھا، پس آپؐ نے ان کی دونوں آنکھوں میں تھوکا یعنی دم کیا، اور ان کو جھنڈا دیا، پس اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی!

تیسری بات: اور جب یہ آیت (سورۃ آل عمران کی آیت ۶۱) اتری: ''بلائیں ہم اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو، اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو'' (آخر آیت تک پڑھیں) تو رسول اللہ ﷺ نے حضرات علی، فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم کو بلایا، اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں!'' (حدیث کا یہ جزء پہلے (حدیث ۳۰۲۲ تحفہ ۷: ۱۵۹ میں) گذر چکا ہے)

تشریح: یہ حدیث مسلم شریف میں ہے، متن میں [لَهُ] وہاں سے بڑھایا ہے۔ اور روایت کا شروع حصہ واضح نہیں، بلکہ غلط فہمی پیدا کرنے والا ہے۔ أَمَرَ کا مامنعك سے کوئی جوڑ نہیں، برا کہنے کا حکم بھی دیا، پھر مانع بھی دریافت کیا: یہ دو بے جوڑ باتیں ہیں۔ اصل قصہ یہ پیش آیا تھا کہ ایک مجلس میں لوگوں نے حضرت علی کی برائی کی، حضرت سعدؓ اس موقعہ پر خاموش رہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کفِ لسان کی وجہ دریافت کی، چنانچہ حضرت سعدؓ نے حضرت علیؓ کے تین فضائل بیان کئے، اور فرمایا: یہ تین باتیں میرے لئے برائی کرنے سے مانع ہیں، اور فرمایا: یہ تو تین فضیلتیں ہیں، اگر ان میں سے ایک بھی فضیلت ہوتی، اور میں اس کی وجہ سے کفِ لسان کرتا تو وہ میرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوتا۔

ترکیب: ماذکرتُ: میں ما مصدریہ ہے، اور پورا جملہ بتاویل مصدر ہو کر مبتدا ہے، اور خبر محذوف ہے: أی: مانع عن سَبِّهٖ، پس پورا جملہ اس طرح ہوگا: اما ذکری ثلاث کلمات قالهن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی

شأن علي: فمانع عن سبه، فلن أسُبَّه۔

[٣٧٥٣-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ سَعْدًا، فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلاَثًا قَالَهُنَّ [لَهُ] رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُوْنَ لِيْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ:

[١-] سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ لِعَلِيٍّ: وَخَلَفَهُ فِيْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: يَارسولَ اللّٰهِ! تَخْلُفُنِيْ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ! فَقَالَ لَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى؟ إِلاَّ أَنَّهُ لاَنُبُوَّةَ بَعْدِيْ"

[٢-] وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلاً يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ" قَالَ: فَتَطَاوَلْنَا لَهَا، فَقَالَ:" ادْعُوْا لِيْ عَلِيًّا" قَالَ: فَأَتَاهُ، وَبِهِ رَمَدٌ، فَبَصَقَ فِيْ عَيْنِهِ، فَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

[٣-] وَأُنْزِلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿ نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ كُمْ﴾ الآيَةَ، دَعَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلِيًّا، وَفَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا، فَقَالَ:" اللّٰهُمَّ هٰؤُلاَءِ أَهْلِيْ" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

١٤- حضرت علیؓ میں جنگی صلاحیت حضرت خالدؓ سے زیادہ تھی

حدیث: پہلے (حدیث ۲۹۴۳ تحفہ ۴: ۶۲۲ میں) یہ حدیث گذری ہے کہ نبی ﷺ نے دو سریے روانہ فرمائے۔ ایک کا امیر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، اور دوسرے کا امیر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ اور فرمایا: ''جب جنگ شروع ہوتو امیر علیؓ ہیں'' حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس حضرت علیؓ نے ایک قلعہ فتح کیا، اور جو غلام باندی ہاتھ آئے: ان میں سے ایک باندی لی (یہ بات حضرت خالد کو ناگوار گذری) پس انھوں نے مجھے ایک خط دے کر نبی ﷺ کے پاس بھیجا، اس خط میں انھوں نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تھی، پس میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا، جب آپؐ نے خط پڑھا (اور مسند احمد میں حضرت بریدہؓ کی حدیث میں ہے: پس جب وہ خط آپؐ کے سامنے پڑھا گیا) تو آپؐ کا چہرہ متغیر ہوگیا، آپؐ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اور جس سے اللہ اور اس

کے رسول محبت کرتے ہیں؟" حضرت براءؓ نے عرض کیا: میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں، میں صرف ڈاکیہ ہوں یعنی میرا خط کے مضمون سے کوئی تعلق نہیں، پس آپؐ کا غصہ ٹھنڈا ہوا، اور آپؐ خاموش ہوگئے۔

تشریح: جنگ لڑانے کی ذمہ داری اس شخص کو سونپی جاتی ہے جو جنگ لڑانے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے، چونکہ یہ صلاحیت حضرت علیؓ میں حضرت خالدؓ سے زیادہ تھی، اس لئے آپؐ نے فرمایا: "جب جنگ شروع ہو تو امیر علیؓ ہونگے" یعنی حضرت خالد کی امارت ختم ہوجائے گی، کیونکہ جنگ میں دو امیر مناسب نہیں، دو امیر ہونگے تو اختلاف ہوگا۔

[۷۳-] بابٌ

[۳۷۵۴-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، نَا الأَحْوَصُ بْنُ جَوَّابٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَيْشَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَى أَحَدِهِمَا عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَعَلَى الآخَرِ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، وَقَالَ:" إِذَا كَانَ الْقِتَالُ فَعَلِيٌّ" قَالَ: فَافْتَتَحَ عَلِيٌّ حِصْنًا، فَأَخَذَ مِنْهُ جَارِيَةً، فَكَتَبَ مَعِيْ خَالِدٌ كِتَابًا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَشِيْ بِهِ، قَالَ: فَقَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَرَأَ الْكِتَابَ، فَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ، ثُمَّ قَالَ:" مَا تَرَى فِيْ رَجُلٍ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ" قَالَ: قُلْتُ: أَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ غَضَبِ اللهِ وَمِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهِ، وَإِنَّمَا أَنَا رَسُوْلٌ فَسَكَتَ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۱۵- حضرت علیؓ سے نبی ﷺ نے طویل سرگوشی فرمائی!

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: طائف کے محاصرہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، اور ان سے سرگوشی کی، پس لوگوں نے کہا: نبی ﷺ نے اپنے چچازاد بھائی سے طویل سرگوشی کی! پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے ان سے سرگوشی نہیں کی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ سرگوشی کی!" یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے ساتھ سرگوشی کروں۔

تشریح: یہ حدیث سورۃ الانفال (آیت ۱۷) کے انداز پر ہے: ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ، وَلٰكِنَّ اللهَ رَمَى﴾: اور آپؐ نے مشتِ خاک نہیں پھینکی، جبکہ آپؐ نے پھینکی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی!

اور یہ واقعہ غالباً اس وقت کا ہے: جب سورۃ المجادلۃ کی آیت ۱۳ نازل ہوئی تھی، اور اس میں حکم دیا تھا کہ جسے نبی ﷺ سے سرگوشی کرنی ہے وہ پہلے کچھ خیرات دے (تحفہ ۷: ۴۹۵) اس حکم پر صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا تھا،

انھوں نے ایک دینار خرچ کر کے سرگوشی کا وقت لیا تھا، چنانچہ آپؐ نے ان سے دیر تک تنہائی میں بات کی، اس پر مذکورہ تبصرہ ہوا، اور آپؐ نے مذکورہ بات فرمائی۔

لغات: اِنْتَجٰی فلانًا: سرگوشی کے لئے کسی کو خاص کرنا...... النجوی: سرگوشی، رازدارانہ بات۔

حدیث کا حال: یہ حدیث کچھ بہت زیادہ قوی نہیں، اجلح بن عبداللہ بن حُجَیَّۃ: صدوق ہے، مگر شیعہ ہے...... اور محمد بن فضیل بن غزوان پر بھی شیعہ ہونے کا الزام تھا، مگر اجلح سے یہ حدیث محمد بن فضیل کے علاوہ روات بھی بیان کرتے ہیں، بہرحال امام ترمذیؒ نے روایت کی تصحیح نہیں کی۔

[۷۴-] بابٌ

[۳۷۵۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوْفِيُّ، نَا مُحمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَجْلَحِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: دَعَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلِيًّا يَوْمَ الطَّائِفِ، فَانْتَجَاهُ، فَقَالَ النَّاسُ: لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ! فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا انْتَجَيْتُهُ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْأَجْلَحِ، وَقَدْ رَوَاهُ غَيْرُ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنِ الْأَجْلَحِ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: "وَلٰكِنَّ اللّٰهَ انْتَجَاهُ": يَقُوْلُ: إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَنْتَجِيَ مَعَهُ.

بابٌ

۱۶- حضرت علیؓ کے لئے بحالتِ جنابت مسجدِ نبوی میں گذرنے کی روایت

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علیؓ سے فرمایا: "جائز نہیں کسی کے لئے کہ جنبی ہوئے اس مسجد میں: سوائے میرے اور تمہارے!" (أجنب الرجلُ: جنبی ہونا) امام ترمذی کے استاذ علی بن المنذر نے ضرار بن صُرد سے پوچھا: اس حدیث کا یعنی مسجد نبوی میں جنبی ہونے کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے کہا: گذرنا مراد ہے یعنی کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ حالتِ جنابت میں مسجدِ نبوی میں گذرے: سوائے میرے اور تمہارے!

تشریح: ضرار بن صُرد ابونعیم الطحان الکوفی پر بھی شیعہ ہونے کا الزام تھا (تقریب) اس نے حدیث کی مذکورہ تاویل کر کے اس کو قابل قبول بنانے کی کوشش کی ہے، حالانکہ حدیث کا بظاہر مفہوم مسجدِ نبوی میں جماع کرنا ہے، کیونکہ نبی کو احتلام نہیں ہوتا۔

حدیث کا حال: یہ حدیث پرلے درجہ کی ضعیف ہے، ابن الجوزی نے اس کو "موضوعات" میں لیا ہے۔ عطیہ عوفی شیعہ تھا، مدلّس تھا، اور حدیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرتا تھا۔ اس سے یہ حدیث دو شخص روایت کرتے ہیں، اور دونوں

شیعہ ہیں: ایک: کثیر بن اسماعیل النواء: یہ غالی شیعہ تھا اور ضعیف راوی ہے۔ دوسرا: سالم بن ابی حفصہ عجلی ابو یونس کوفی: یہ بھی غالی شیعہ تھا ـــــ اس لئے یہ روایت یا تو موضوع ہے یا غایت درجہ ضعیف ہے، اس سے نہ استدلال ہوسکتا ہے، نہ کوئی خصوصیت ثابت ہوسکتی ہے، اور نہ یہ اعتراض کیا جاسکتا ہے کہ مسجد میں جنبی ہونا یا گذرنا کسی کے لئے کیسے جائز ہوگیا؟

فائدہ: امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث مجھ سے امام بخاری نے سنی ہے، اور اس کو انتہائی درجہ ضعیف قرار دیا ہے (امام بخاری نے ایک دوسری حدیث بھی امام ترمذی سے سنی ہے، اس کا ذکر پہلے (تحفہ ۷: ۴۹۷) آیا ہے)

[۷۵-] بابٌ

[۳۷۵۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ، نَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِعَلِيٍّ: "يَاعَلِيُّ! لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يُجْنِبَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ"

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: قُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ: مَا مَعْنَى هٰذَا الحديثِ؟ قَالَ: لَايَحِلُّ لِأَحَدٍ يَسْتَطْرِقُهُ جُنُبًا غَيْرِيْ وَغَيْرُكَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ سَمِعَ مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنِّيْ هٰذَا الحديثَ، وَاسْتَغْرَبَهُ.

بابٌ

۱۷- نبوت ملنے کے دوسرے دن حضرت علیؓ کے نماز پڑھنے کی روایت

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کی بعثت پیر کو ہوئی، اور علی رضی اللہ عنہ نے منگل کو نماز پڑھی۔

روایت کا حال: یہ روایت باطل ہے، کیونکہ نبوت کے ساتھ ہی نماز فرض نہیں ہوئی، بعد میں فرض ہوئی ہے اور علی بن عابس اسدی کوفی اور مسلم بن کیسان ضبی، ملائی، بزاد، اعور کوفی: ضعیف ہیں، اور مستدرک (۱۱۲:۳) میں یہ روایت اس طرح ہے: نبی ﷺ پیر کو نبی بنائے گئے، اور علی رضی اللہ عنہ منگل کے دن مسلمان ہوئے: یہ بات صحیح ہوسکتی ہے۔

اور حبّہ بن جُوَین (غالی شیعہ) کی روایت مستدرک (۱۱۲:۳) میں ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: عَبَدْتُ اللّٰهَ مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سبع سنين، قبل أن يَعْبُدَهُ أحدٌ من هذه الأمة: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی سات سال عبادت کی ہے: اس سے پہلے کہ اس امت میں سے کوئی عبادت کرتا۔ یہ محض گپ ہے، کیا حضرت خدیجہ، حضرت ابو بکر وغیرہ سات سال تک مسلمان نہیں ہوئے تھے؟

[۷۶-] بابٌ

[۳۷۵۷-] حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوْسَى، نَا عَلِيُّ بْنُ عَابِسٍ، عَنْ مُسْلِمِ الْمُلَائِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: بُعِثَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَصَلَّى عَلِيٌّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، وَمُسْلِمٌ الْأَعْوَرُ لَيْسَ عِنْدَهُمْ بِذَاكَ الْقَوِيِّ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ مُسْلِمٍ، عَنْ حَبَّةَ، عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَ هٰذَا.

۱۹-أنت مني بمنزلة هارون من موسی کا مطلب

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: انت مني بمنزلة هارون من موسىٰ، إلا انه لانبي بعدي: تم مجھ سے ایسے ہو جیسے ہارونؑ: موسیٰؑ سے۔ یعنی ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کی تھی، اسی طرح تم میرے پیچھے میری نیابت کروگے، البتہ یہ بات ہے کہ میرے بعد نبی نہیں! (پس خود کو نبی نہ سمجھ لینا!)

حدیث کا شانِ ورود: ابھی (حدیث ۳۷۵۳) حضرت سعدؓ ہی کی روایت میں آیا ہے کہ جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے چلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا، تاکہ وہ مدینہ کو سنبھالیں، اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کریں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ کر جارہے ہیں! اس وقت آپؐ نے ان کی دلداری کے لئے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔

حدیث کا مطلب: جب موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تو قوم کا ذمہ دار ہارون علیہ السلام کو بنا گئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیچھے قوم کو حضرت ہارون علیہ السلام نے سنبھالا تھا، اسی طرح جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے گئے تو علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے رکھا تھا، تاکہ وہ مدینہ اور اہل مدینہ کو سنبھالیں، حدیث کا بس اتنا ہی مطلب ہے، البتہ اس ارشاد میں حضرت علیؓ کی بڑی فضیلت ہے۔

شیعوں کا استدلال اور اس کا جواب: اس حدیث سے شیعوں نے حضرت علیؓ کی خلافت بلافصل پر استدلال کیا ہے، مگر یہ استدلال باطل ہے، کیونکہ ہارون علیہ السلام کی وفات موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہے، وہ موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل نہیں بنے تھے۔ اور حیات میں خلافت: بعد الوفات خلافت کے لئے مستلزم نہیں، کیونکہ آپؐ نے مختلف اسفار میں مختلف حضرات کو قائم مقام بنایا ہے، مگر ان کو بعد الوفات خلافت نہیں ملی، نہ فصل کے ساتھ نہ بغیر فصل کے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث صحیح ہے، مختلف صحابہ سے مروی ہے، اور حضرت سعدؓ کی حدیث تو متفق علیہ ہے۔

حدیث کا آخری حصہ: دفع دخل مقدر ہے، کبھی کوئی شخص لفظ بمنزلة سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبی ہونا نہ سمجھ

بیٹھے، بمنزلۃ کا ترجمہ: "جیسے" ہے، اور بس! مگر اس تنبیہ کے باوجود شیعوں نے حضرت علی کی بلکہ بارہ اماموں کی نبوت کا عقیدہ گھڑ لیا، اور گمراہ ہوگئے، اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائیں (آمین)

[۳۷۵۸-] حدثنا القَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ، نَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ: "أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَيُسْتَغْرَبُ هٰذَا الحديثُ مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ.

[۳۷۵۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحمدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ: "أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وفي الباب: عَنْ سَعْدٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ.

بابٌ

۱۹- حضرت علیؓ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کرا دیئے

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت علیؓ کے دروازے کے علاوہ سب دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔

تشریح: اس حدیث کی یہی ایک سند ہے۔ اور محمد بن حمید رازی حافظ (کثیر الحدیث) تھے، مگر مختلف فیہ راوی ہیں۔ اور ابراہیم بن المختار کا حافظہ کمزور تھا، اس لئے ابن جوزی کا خیال ہے کہ یہ حدیث شیعوں نے اُس حدیث کا توڑ کرنے کے لئے گھڑی ہے جو پہلے (حدیث ۳۷۰۶) گذری ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر کے دروازے کے علاوہ تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ مگر علماء نے دونوں حدیثوں کو جمع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لامعارضة بينه وبين حديث أبي بكر: لأن الأمر بسد الأبواب، وفتح باب علي كان في أول الأمر، والأمر بسد الخوخات إلا خوخة أبي بكر كان في آخر الأمر في مرضه، حيث بقي من عمره ثلاثة أو أقل (اللمعات نقله في تحفة الأحوذي ۴: ۳۳۱) اور اس عبارت کا حاصل حدیث (نمبر ۳۷۰۶) کی تشریح میں آچکا ہے۔

[۷۷-] بابٌ

[۳۷۶۰-] حدثنا محمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، نَا إبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَ بِسَدِّ الأَبْوَابِ إِلَّا بَابَ عَلِيٍّ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲۰- چارتن سے محبت کا صلہ

حدیث: علی بن جعفر: اپنے بھائی موسیٰ کاظم سے، وہ حضرت جعفر صادق سے، وہ حضرت محمد باقر سے، وہ حضرت علی زین العابدین سے، وہ حضرت حسین سے، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پکڑے اور فرمایا: جو مجھ سے محبت کرے، اور ان دونوں سے محبت کرے، اور ان کے والد (حضرت علیؓ) اور ان کی والدہ (حضرت فاطمہ) سے محبت کرے: وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا (جیسا کہ حدیث میں ہے: المرأ مع من احب: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے!)

[۳۷۶۱-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحمدِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَخِيْ: مُوْسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ أَبِيْهِ: جَعْفَرِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ أَبِيْهِ: مُحمدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِ: عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَخَذَ بِيَدِ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ، قَالَ: " مَنْ أَحَبَّنِيْ، وَأَحَبَّ هٰذَيْنِ، وَأَبَاهُمَا، وَأُمَّهُمَا: كَانَ مَعِيْ فِيْ دَرَجَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ جَعْفَرِ بْنِ مُحمدٍ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۲۱- سب سے پہلے اسلام کس نے قبول کیا؟

اس باب میں دو روایتیں ہیں: حضرت ابن عباسؓ کی اور حضرت زید بن ارقمؓ کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت اُسی سند سے مروی ہے: جس پر (حدیث ۳۷۶۰ میں) کلام کیا جاچکا ہے۔ اس روایت میں نماز پڑھنے سے مراد: مسلمان ہونا ہے، کیونکہ جو اسلام قبول کرتا ہے وہ فوراً نماز شروع کر دیتا ہے، چنانچہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہی آیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا، غرض دونوں حدیثوں کا مصب (گرنے کی جگہ) ایک ہے، مگر جب عمرو بن مرۃ نے حضرت زید کی یہ حدیث حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے ذکر کی تو انھوں نے اس کو اوپرا

سمجھا، اور فرمایا: سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے۔ اور بعض اہل علم نے فرمایا: مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے حضرت ابوبکرؓ ہیں، اور بچوں میں حضرت علیؓ، وہ آٹھ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے ہیں، اور عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (اس تطبیق کو عام طور پر پسند کیا گیا ہے)

[۷۸-] بابٌ

[۳۷۶۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ بَلْجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلّٰى عَلِيٌّ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ بَلْجٍ، إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحمدِ ابْنِ حُمَيْدٍ، وَأَبُوْ بَلْجٍ: اسْمُهُ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ سُلَيْمٍ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيْجَةُ.

[۳۷۶۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: نا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ عَلِيٌّ، قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِإِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ، فَأَنْكَرَهُ، وَقَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأَبُوْ حَمْزَةَ: اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ يَزِيْدَ.

بابٌ

۲۲- حضرت علیؓ سے محبت کون کرتا ہے، اور بغض کون رکھتا ہے؟

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے نبی امی ﷺ نے یہ وصیت کی ہے یعنی خاص طور پر یہ بات بتائی ہے کہ تجھ سے مؤمن ہی محبت کرے گا اور تجھ سے منافق ہی عداوت رکھے گا (یہ حدیث مسلم شریف کے حوالے سے پہلے (حدیث ۳۷۳۶ کی شرح میں) گذر چکی ہے)

فائدہ: اس حدیث کا ایک راوی عدی بن ثابت: تبع تابعی ہے، وہ کہتا ہے: میں اس زمانہ کا ہوں جس کے لئے نبی ﷺ نے دعا کی ہے یعنی قرن ثالث کا ہوں۔ یہ انصاری کوفی ہے، اس پر شیعہ ہونے کا الزام تھا، مگر اس سے سبھی صحاح ستہ والوں نے روایت لی ہے، البتہ اس کے باپ اور دادا کے نام میں اختلاف ہے۔

[۷۹-] بابٌ

[۳۷۶۴-] حدثنا عِيْسَى بْنُ عُثْمَانَ ابْنُ أَخِيْ يَحْيَى بْنِ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ، نا يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ،

عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ الأُمِّيُّ: أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ.

قَالَ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ: أَنَا مِنَ الْقَرْنِ الَّذِينَ دَعَا لَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۲۳-حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کا اشتیاق

حدیث: حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، اس میں علی رضی اللہ عنہ بھی تھے، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، درانحالیکہ آپ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے، اور دعا فرمارہے تھے: ''اے اللہ! آپ مجھے موت نہ دیں، یہاں تک کہ آپ مجھے علی کو دکھلائیں'' یعنی وہ بہ سلامت واپس آجائیں: وہاں تک میں زندہ رہوں (یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابوالجراح بہزی اور ام شراحیل: مجہول ہیں، دونوں سے روایت ترمذی ہی میں ہے)

[۳۷۶۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي الْجَرَّاحِ، قَالَ: نِي جَابِرُ بْنُ صُبَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرَاحِيلَ، قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَيْشًا، فِيهِمْ عَلِيٌّ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ، وَيَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيَنِي عَلِيًّا" هٰذَا حديثٌ غريبٌ حَسَنٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

فضائل حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

نام نامی: طلحہ، باپ کا نام: عبید اللہ بن عثمان۔ قبیلہ: تیمی قرشی، کنیت: ابومحمد، منجملہ عشرۂ مبشرہ، منجملۂ اصحاب شوری، آٹھ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک۔ القاب: طلحۃ الجود، طلحۃ الخیر، طلحۃ الفیاض، ولادت: ہجرت سے ۲۸ سال پہلے۔ شہادت: بدست مروان ۳۶ ہجری۔ مدت عمر: ۶۴ سال۔ جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شہید ہوئے۔ آپ بڑے سخی اور بڑے بہادر تھے۔

۱-طلحہؓ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی!

حدیث: حضرت زبیرؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے جنگ احد کے موقعہ پر دو زر ہیں (لوہے کے جالی دار کرتے) پہن رکھی تھیں، پس آپ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا، مگر چڑھ نہ سکے، تو حضرت طلحہ کو اپنے نیچے بٹھایا، اور آپؐ چڑھے، یہاں تک کہ اچھی طرح چٹان پر پہنچ گئے، پس میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی!'' (یہ حدیث اسی سند سے ابواب الجہاد (باب ۷ احدیث ۱۶۸۲ تحفہ ۴: ۶۱۳) میں آچکی ہے)

[٨٠-] مَنَاقِبُ أَبِي مُحمدٍ: طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ رضي الله عنه

[٣٧٦٦-] حدثنا أَبُو سَعِيْدٍ الأَشَجُّ، نَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ تَحْتَهُ طَلْحَةَ، فَصَعِدَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم، حَتّٰى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، قَالَ: فَسَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "أَوْجَبَ طَلْحَةُ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

۲-حضرت طلحہؓ چلتے پھرتے شہید!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جسے یہ بات خوش کرے یعنی جسے خوشی ہو کہ وہ کسی شہید کو دیکھے، درانحالیکہ وہ سطح زمین پر چل رہا ہے یعنی زندہ ہے تو چاہئے کہ وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھے!" (یہ پیشین گوئی ہے چنانچہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ یہ حدیث ابن ماجہ اور حاکم میں بھی ہے، مگر انتہائی ضعیف ہے۔ صالح اور صلت: متروک راوی ہیں)

[٣٧٦٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا صَالِحُ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، قَالَ: قَالَ جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيْدٍ يَمْشِيْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ، فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ"

هذا حديثٌ غريبٌ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ الصَّلْتِ بْنِ دِيْنَارٍ، وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الصَّلْتِ بْنِ دِيْنَارٍ، وَضَعَّفَهُ، وَتَكَلَّمُوْا فِي صَالِحِ بْنِ مُوْسَى.

۳-طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما جنت میں نبی ﷺ کے پڑوسی ہونگے

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے کان سے نبی ﷺ کو اپنے منہ سے فرماتے ہوئے سنا کہ "طلحہ اور زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہیں!" (دونوں حضرات کو یہ پڑوس مبارک! مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ ابو عبد الرحمن عنزی اور عقبہ: دونوں ضعیف راوی ہیں، اور حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، مگر ذہبی نے اس کو رد کر دیا ہے)

[٣٧٦٨-] حدثنا أَبُو سَعِيْدٍ الأَشَجُّ، نَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْعَنَزِيُّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ الْيَشْكُرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، يَقُوْلُ: سَمِعَتْ أُذُنِي مِنْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ يَقُوْلُ: "طَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ جَارَايَ فِي الْجَنَّةِ" هذا حديثٌ غريبٌ لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ هذا الْوَجْهِ.

۴-حضرت طلحہؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنی نذر پوری کرلی!

حدیث: حضرت طلحہؓ کے صاحبزادے موسیٰ کہتے ہیں: میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، انھوں نے کہا: کیا میں تمھیں خوش خبری نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! حضرت معاویہؓ نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنی نذر پوری کرلی!'' (یہ حدیث پہلے سورۃ الاحزاب کی تفسیر (حدیث ۳۲۲۶ تحفہ ۷: ۳۹۴) میں آچکی ہے، اور اس کا شانِ ورود آئندہ روایت میں ہے)

[۳۷۶۹-] حدثنا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحمدِ العَطَّارُ، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ: مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَلاَ أُبَشِّرُكَ؟ قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: " طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ "

هٰذا حديثٌ غريبٌ لاَنَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاوِيَةَ إِلاَّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بابٌ

۵-مذکورہ حدیث کا شانِ ورود

حدیث: حضرت طلحہؓ کے دو صاحبزادے: موسیٰ اور عیسیٰ: اپنے ابا حضرت طلحہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے ایک نادان بدو سے کہا: تو نبی ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھ جس نے اپنی نذر پوری کرلی یعنی آیت کا مصداق معلوم کر کہ کون ہے؟ صحابہ آپؐ سے سوال کرنے پر دلیری نہیں کرتے تھے، وہ آپ کی تعظیم کرتے تھے، اور آپؐ سے ڈرتے تھے۔ پس اس بدو نے پوچھا: آپؐ نے اس سے اعراض کیا، اس نے پھر پوچھا تو بھی آپؐ نے اعراض کیا۔ اس نے تیسری مرتبہ پوچھا، اب بھی آپؐ نے روگردانی کی۔ حضرت طلحہؓ کہتے ہیں: پھر میں اچانک مسجد کے دروازے سے نمودار ہوا، میں نے ہرے رنگ کے کپڑے پہن رکھے تھے، جب آپؐ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: وہ شخص کہاں ہے جو ﴿مِمَّنْ قَضَى نَحْبَهُ﴾ کا مصداق پوچھ رہا تھا؟ اس بدو نے کہا: میں حاضر ہوں، یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: ''یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جس نے اپنی نذر پوری کرلی ہے!'' کیونکہ جنگ احد میں آپؓ جم کر لڑے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث پہلے (حدیث ۳۲۲۷ تحفہ ۷: ۳۹۴ میں) آچکی ہے۔

سند کا بیان: امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاذ ابوکریب محمد بن العلاء سے آخر تک اس حدیث کی یہی ایک سند ہے۔ یہ حدیث اکابر محدثین ابوکریب ہی سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی امام ترمذیؒ نے اسی سند سے یہ حدیث سنی ہے، اور امام بخاریؒ نے کتاب الفوائد میں بھی اسی سند سے اس حدیث کو درج کیا ہے۔

ملحوظہ: امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب الفوائد کا صرف امام ترمذیؒ نے تذکرہ کیا ہے۔ معلوم نہیں یہ کیا کتاب ہے۔

[۸۱-] بابٌ

[۳۷۷۰-] حدثنا محمدُ بنُ العَلاءِ، نا يُونُسُ بنُ بُكَيْرٍ، نا طَلْحَةُ بنُ يَحْيٰى، عَنْ مُوْسٰى وَعِيْسٰى ابْنَيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيْهِمَا طَلْحَةَ: أَنَّ أَصْحَابَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالُوْا لِأَعْرَابِيٍّ جَاهِلٍ: سَلْهُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ: مَنْ هُوَ؟ وَكَانُوْا لَايَجْتَرِءُوْنَ عَلٰى مَسْأَلَتِهِ، يُوَقِّرُوْنَهُ، وَيَهَابُوْنَهُ، فَسَأَلَهُ الأَعْرَابِيُّ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ إِنِّيْ اطَّلَعْتُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ، وَعَلَيَّ ثِيَابٌ خُضْرٌ، فَلَمَّا رَآنِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أَيْنَ السَّائِلُ عَمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ؟" قَالَ الأَعْرَابِيُّ: أَنَا يَارسولَ اللّٰهِ! قَالَ: "هٰذَا مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ كُرَيْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ بُكَيْرٍ، وَقَدْ رَوٰى غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ كِبَارِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْ أَبِيْ كُرَيْبٍ هٰذَا الحديثَ، وَسَمِعْتُ مُحمدَ بْنَ إِسْمَاعِيْلَ يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ أَبِيْ كُرَيْبٍ، وَوَضَعَهُ فِيْ كِتَابِ الْفَوَائِدِ.

فضائل حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ

نام نامی: زبیرؓ۔ باپ کا نام: العوام بن خُویلد بن اسد بن عبد العزی بن قُصَی۔ قبیلہ: اسدی قرشی۔ کنیت: ابو عبد اللہ۔ منجملہ عشرہ مبشرہ، اور منجملہ اصحابِ شوری۔ نبی ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبد المطلب کے لڑکے۔ ولادت: ۲۸ سال قبل ہجرت۔ شہادت: ۳۶ ہجری (جنگ جمل میں) مطابق ۵۹۴-۶۵۶ عیسوی۔ آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور تمام غزوات میں شریک رہے۔

۱- نبی ﷺ نے حضرت زبیرؓ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا

حدیث: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "جنگ بنو قریظہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے ماں باپ کو جمع کیا، یعنی دونوں کو فدا کیا، اور فرمایا: بابی أنت وامی! میرے ماں باپ آپؓ پر قربان!

تشریح: جان یا باپ یا ماں باپ کو قربان کرنا: آخری درجہ کا ایثار ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے: جو مصیبت مخاطب پر آنے والی ہے: وہ متکلم پر یا متکلم کے ماں باپ پر آئے، اور مخاطب بچ جائے، اور یہ تفدیہ اس وقت کیا جاتا ہے جب کوئی کسی کی طرف سے کوئی بڑا کارنامہ انجام دے۔ جیسے جنگ احد میں نبی ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے فرمایا: "اے طاقت ور لڑکے! تیر چلاتا رہ، تجھ پر میرے ماں باپ قربان!" ...... جنگ احزاب کے دوران بنو قریظہ نے نقض عہد کیا

تھا۔ ان کے احوال معلوم کرنے کے لئے نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا، وہ خطرے میں کودے اور احوال معلوم کرکے آئے تو نبی ﷺ نے ان پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا۔ یہ حضرت زبیرؓ کے لئے بڑی فضیلت ہے۔

[۸۲-] مَنَاقِبُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ رضى الله عنه

[۳۷۷۱-] حدثنا هَنَّادٌ، نَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: جَمَعَ لِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَبَوَيْهِ يَوْمَ قُرَيْظَةَ، فَقَالَ: " بِأَبِيْ وَأُمِّيْ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ وبابٌ

۲-حضرت زبیرؓ نبی ﷺ کے حواری ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر نبی کے لئے کوئی حواری (ساتھی، حامی اور مددگار) ہوتا ہے، اور میرے حواری زبیر بن العوام ہیں!"

تشریح: یہ حدیث حضرت علی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اور دونوں روایتیں صحیح ہیں، حضرت جابر کی روایت تو متفق علیہ ہے۔ نبی ﷺ کا یہ ارشاد غزوۂ احزاب کے موقع کا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: کوئی ہے جو دشمن کے کیمپ کی خبر لائے؟ حضرت زبیرؓ نے کہا: میں حاضر ہوں! دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی حضرت زبیر ہی نے لبیک کہا، چنانچہ وہ گئے اور خبر لائے تو آپؐ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

اور قرآن میں حواری: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص صحابہ کے لئے آیا ہے، وہاں سے یہ لفظ مستعار لیا گیا ہے، اور ناصر و مددگار کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

[۸۳-] بابٌ

[۳۷۷۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، نَا زَائِدَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَيُقَالُ الْحَوَارِيُّ: النَّاصِرُ.

[۸۴-] بابٌ

[۳۷۷۳-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، وَأَبُوْ نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ

الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُولُ: "إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ" وَزَادَ أَبُو نُعَيْمٍ فِيهِ: يَوْمَ الْأَحْزَابِ، قَالَ: "مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟" قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ: الزُّبَيْرُ أَنَا، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ

۳-حضرت زبیرؓ کا جسم راہِ خدا میں زخموں سے چھلنی ہوگیا تھا

حدیث: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل کی صبح کو حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے آخری بات یہ کہی کہ "میرا کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی نہ ہوا ہو حضرت عبداللہ کہتے ہیں: یہاں تک کہ وہ زخم آپؓ کی شرمگاہ تک پہنچا!

[۸۵-] بابٌ

[۳۷۷۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَوْصَى الزُّبَيْرُ إِلَى ابْنِهِ: عَبْدِ اللّٰهِ صَبِيحَةَ الْجَمَلِ، فَقَالَ: مَا مِنِّي عُضْوٌ إِلَّا وَقَدْ جُرِحَ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، حَتَّى انْتَهَى ذٰلِكَ إِلَى فَرْجِهِ، هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

فضائل حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ

نام نامی: عبدالرحمٰن (جاہلی نام: عبدالکعبہ یا عبدعمرو) باپ کا نام: عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث، کنیت: ابومحمد، قبیلہ: زہری، قرشی۔ منجملہ عشرۂ مبشرہ، اور منجملہ اصحابِ شوریٰ۔ ولادت ۴۴ سال قبل ہجرت، وفات مدینہ میں: ۳۲ ہجری۔ مطابق ۵۸۰-۶۵۲ عیسوی، آٹھویں نمبر پر مسلمان ہوئے، بڑے مالدار، بڑے سخی، بڑے بہادر اور بڑے عقلمند تھے، حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی، بدر سے لے کر بھی جنگوں میں شریک رہے۔ غزوۂ تبوک میں آپؓ کے پیچھے نبی ﷺ نے فجر کی نماز پڑھی ہے۔

۱-حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں

(وہ دس صحابہ جن کو ایک ساتھ جنت کی خوش خبری سنائی گئی)

عَشَرۃ: دس مُبَشَّرۃ: اسم مفعول، بَشَّرَہ بکذا: خوش خبری دینا —— وہ صحابہ جن کو مختلف مناسبات میں صراحۃً،

اشارۃً یا دلالۃً جنت کی خوش خبری سنائی گئی ہے: وہ بہت ہیں۔ اور باب کی حدیث میں ان دس اکابر صحابہ کا ذکر ہے جن کو ایک ساتھ یہ بشارت سنائی گئی تھی۔ ان میں حضرت عبدالرحمٰن بھی شامل ہیں۔ اس مناسبت سے یہ حدیث یہاں لائے ہیں۔ وہ دس صحابہ یہ ہیں:

۱- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ ۲- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ ۳- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ۵- حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ۔ ۶- حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ۔ ۷- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ ۸- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۹- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ (حضرت عمرؓ کے بہنوئی) ۱۰- حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح رضی اللہ عنہ۔

یہ حدیث حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے پوتے عبدالرحمٰن بن حمید: اپنے ابا حمید سے روایت کرتے ہیں۔ پھر حمید کس سے روایت کرتے ہیں؟ اس میں روات میں اختلاف ہے۔ عبدالعزیز دراوردی کی دو سندیں ہیں: قتیبۃ بن سعید آخر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا ذکر کرتے ہیں، اور ابومصعب کسی صحابہ کا ذکر نہیں کرتے یعنی حدیث کو مرسل کرتے ہیں۔ اور عبدالرحمٰن کے شاگرد عمر بن سعید (جو ثقہ راوی ہیں) آخر میں حضرت سعید بن زید (حضرت عمرؓ کے بہنوئی) کا ذکر کرتے ہیں یعنی یہ حدیث حضرت سعید کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی سند کو صحیح کہا ہے۔

حدیث: حمید سے حضرت سعید بن زید نے چند لوگوں کے درمیان بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دس آدمی جنتی ہیں: ابوبکرؓ جنت میں ہیں، اور عمرؓ جنت میں ہیں، اور علی، اور عثمان، اور زبیر، اور طلحہ، اور عبدالرحمٰن، اور ابو عبیدۃ، اور سعد بن ابی وقاص" —— راوی کہتا ہے: حضرت سعید نے ان نو کو شمار کیا، اور دسویں کا ذکر نہیں کیا۔ پس لوگوں نے کہا: اے ابوالاعور! ہم آپ کو اللہ کی قسم دیتے ہیں! (بتلائیں:) دسواں کون ہے؟ حضرت سعید نے فرمایا: آپ لوگوں نے مجھے اللہ کی قسم دی ہے (اس لئے بتاتا ہوں، دسواں) ابوالاعور ہے یعنی وہ خود جنت میں ہیں (یہ حدیث مسند احمد میں متعدد سندوں سے ہے، اور ابن ماجہ، سنن دارقطنی اور ضیاء کی مختارہ میں ہے)

[۸۶-] مَنَاقِبُ عبدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ رضی اللہ عنه

[۳۷۷۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ"

[۳۷۷۶-] أَخبرنا أَبُو مُصْعَبٍ، قِرَاءَةً عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ هٰذَا، وَهٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الأَوَّلِ.

[۳۷۷۷-] حدثنا صَالِحُ بْنُ مِسْمَارٍ الْمَرْوَزِيُّ، نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ يَعْقُوْبَ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ حَدَّثَهُ فِيْ نَفَرٍ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "عَشَرَةٌ فِي الْجَنَّةِ: أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ، وَعُثْمَانُ، وَالزُّبَيْرُ، وَطَلْحَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ، وَسَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ"

قَالَ: فَعَدَّ هٰؤُلاَءِ التِّسْعَةَ، وَسَكَتَ عَنِ الْعَاشِرِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: نَنْشُدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا الأَعْوَرِ! مَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: نَشَدْتُمُوْنِيْ بِاللّٰهِ: أَبُو الأَعْوَرِ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: هُوَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بنِ نُفَيْلٍ، وَسَمِعْتُ مُحمدًا، يَقُوْلُ: هٰذَا أَصَحُّ مِنَ الْحَدِيْثِ الأَوَّلِ.

نوٹ: حدیث (نمبر ۳۷۷۶) میں عن أبیہ کے بعد عن سعید بن زید تھا، یہ غلطی ہے، میں نے اس کو حذف کیا ہے۔ یہ تصحیح مزی رحمہ اللہ کی تحفۃ الاشراف سے کی ہے۔

باب

۲- حضرت عبدالرحمٰنؓ نے ازواج مطہرات کے لئے چار لاکھ کی قیمت کے باغ کی وصیت کی

حدیث: ابوسلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "مجھے تمہارا (ازواج مطہرات کا) معاملہ اپنے بعد فکر مند کئے ہوئے ہے (کہ تمہارا کیا ہوگا؟ میں نے تمہارے لئے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا، اور تم نے بھی دار آخرت کو اختیار کیا ہے، اور کچھ جمع نہیں کیا) اور ہرگز صبر نہیں کریں گے تم پر مگر صبر کرنے والے" یعنی باہمت بندے ہی تمہاری خبر گیری کریں گے —— ابوسلمہ کہتے ہیں: پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے ابا کو یعنی عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت کی سلسبیل نہر سے سیراب کریں، انھوں نے ازواج مطہرات کو ایسی جائیداد دی تھی جو چالیس ہزار (دینار) میں فروخت کی گئی —— اور دوسری روایت میں ہے: عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ازواج مطہرات کے لئے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چار لاکھ (درہم) میں فروخت کیا گیا (اس زمانہ میں ایک دینار: دس درہم کا ہوتا تھا)

[۸۷-] بابٌ

[۳۷۷۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ صَخْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ: "إِنَّ أَمْرَكُنَّ لَمِمَّا يَهُمُّنِيْ بَعْدِيْ، وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُوْنَ" قَالَ: ثُمَّ تَقُوْلُ عَائِشَةُ: فَسَقَى اللهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيْلِ الْجَنَّةِ: تُرِيْدُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَقَدْ كَانَ وَصَلَ أَزْوَاجَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِمَالٍ، بِيْعَتْ بِأَرْبَعِيْنَ أَلْفًا، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۷۷۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ الْبَصْرِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَا: نَا قُرَيْشُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ: أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أَوْصَى بِحَدِيْقَةٍ لِأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، بِيْعَتْ بِأَرْبَعِمِائَةِ أَلْفٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

قوله: يهمني: مجرد سے یَهُمُّنِیْ اور مزید سے یُهِمُّنِیْ: دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔

فضائل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

نام نامی: سعد، والد کا نام: ابو وقاص مالک بن اُہیب (وہیب) بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔ خاندان: قرشی زہری، کنیت: ابو اسحاق۔ ولادت: ۲۳ سال قبل ہجرت۔ وفات: ۵۵ ہجری مطابق ۶۰۰-۶۷۵ عیسوی، منجملہ عشرۂ مبشرہ، اور منجملہ اصحاب شوری، فاتح عراق و مدائن کسری، سب سے پہلے آپؓ نے راہِ خدا میں تیر چلایا، ۱۷ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ بدر اور بعد کی جنگوں میں شریک رہے، جنگ قادسیہ میں آپؓ کمانڈر انچیف تھے، شہر کوفہ کی پلاننگ میں آپؓ کا بڑا حصہ ہے، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانے میں آپ کوفہ کے گورنر رہے۔ مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے۔

۱- حضرت سعدؓ کو نبی ﷺ نے قبولیت دعا کی دعا دی

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! سعد کی دعا قبول فرما جب وہ آپ سے دعا کریں!''

تشریح: نبی ﷺ نے حضرت سعد کے لئے یہ دعا غزوۂ احد میں فرمائی تھی فرمایا: ''اے اللہ! سعد کی تیر اندازی کو سخت (کارگر) فرما، اور ان کی دعا کو قبول فرما'' (مشکوۃ حدیث ۶۱۱۵) چنانچہ حضرت سعد مستجاب الدعوۃ مشہور تھے، جو بھی دعا کرتے: اللہ تعالی قبول فرماتے تھے۔

سند کا بیان: اس حدیث کی دو سندیں ہیں: اول: قیس بن ابی حازم بجلی: حضرت سعدؓ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ سند موصول ہے، دوم: قیس: نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ یہ سند مرسل ہے، قیس مخضرم تابعی ہیں، اور یہی سند اصح ہے۔

[۸۸-] مَنَاقِبُ أَبِي إِسْحَاق: سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رضى الله عنه

وَاسْمُ أَبِي وَقَّاصٍ: مَالِكُ بْنُ وُهَيْبٍ

[۳۷۸۰-] حدثنا رَجَاءُ بْنُ مُحمدِ الْعُذْرِيُّ، نَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ سَعْدٍ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ"

وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اللَّهُمَّ اسْتَجِبْ لِسَعْدٍ إِذَا دَعَاكَ" وَهٰذَا أَصَحُّ.

بابٌ

۲- حضرت سعدؓ: نبی ﷺ کے خاندانی ماموں تھے

حدیث: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "یہ میرے ماموں ہیں، پس چاہئے کہ دکھلائے کوئی مجھے اپنا ماموں!" (کسی کا ماموں ایسا ہے؟!) یہ مجالد بن سعید کوفی کی روایت ہے، اور اس راوی کا حافظہ قوی نہیں تھا، اور مشکوۃ میں ہے کہ مصابیح السنہ میں فلیُرِنی کے بجائے فلیُکْرِمَنَّ ہے یعنی پس چاہئے کہ ان کی تعظیم کی جائے۔ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ کے ماموں اس طرح تھے کہ آپ کی والدہ بنوزہرہ کی تھیں، پس حضرت سعدؓ خاندانی ماموں تھے۔

[۸۹-] بابٌ

[۳۷۸۱-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَبُو سَعِيدِ الأَشَجُّ، قَالَا: نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أَقْبَلَ سَعْدٌ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "هٰذَا خَالِي، فَلْيُرِنِي امْرُءٌ خَالَهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُجَالِدٍ، وَكَانَ سَعْدٌ مِنْ بَنِي زُهْرَةَ، وَكَانَتْ أُمُّ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ بَنِي زُهْرَةَ، لِذٰلِكَ قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "هٰذَا خَالِي"

بابٌ

۳- نبی ﷺ نے حضرت سعدؓ پر اپنے ماں باپ کو قربان کیا

اس باب میں تین روایتیں ہیں: پہلی روایت: جو پہلے (حدیث ۲۸۲۸ تحفہ ۵۸۲:۶ میں) گذری ہے: حضرت علیؓ

فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت سعدؓ کے علاوہ کسی کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں کیا، یعنی کسی سے فداك ابی وامی! نہیں کہا، ان سے جنگِ احد میں فرمایا: "تجھ پر میرے ماں باپ قربان! تیر چلا، اے طاقتور لڑکے!" ——— دوسری روایت: بھی پہلے (حدیث ۲۸۳۹) گذری ہے: حضرت سعدؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے جنگ احد میں اپنے ماں باپ کو جمع کیا ——— اور تیسری روایت: عبداللہ بن شداد کی ہے: حضرت علیؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو حضرت سعدؓ کے علاوہ کسی پر اپنے ماں باپ کو فدا کرتے ہوئے نہیں سنا، میں نے جنگِ احد کے موقعہ پر آپ کو فرماتے ہوئے سنا: "اے سعد! تیر چلاؤ! تم پر میرے ماں باپ قربان!"

سوال: ابھی حدیث (۳۷۷۱) میں گذرا ہے کہ جنگ بنی قریظہ کے موقعہ پر نبی ﷺ نے حضرت زبیرؓ کے لئے اپنے ماں باپ کو جمع کیا۔ اور حضرت علیؓ اس کی نفی کر رہے ہیں۔ اس تخالف کا کیا جواب ہے؟

جواب: یہ کہا جائے کہ حضرت علیؓ کی نفی: عدم علم پر مبنی ہے یا جنگ احد کے ساتھ نفی خاص کی جائے۔ یعنی یہ کہیں گے کہ حضرت زبیرؓ کے لئے جمع کرنے کا علم حضرت علیؓ کو نہیں تھا، یا یہ کہیں گے کہ جنگ احد میں حضرت سعدؓ کے علاوہ کسی کے لئے جمع نہیں کیا۔

[۹۰-] بابٌ

[۳۷۸۲-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، سَمِعَا سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ يَقُوْلُ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا جَمَعَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَبَاهُ وَأُمَّهُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدٍ، قَالَ: لَهُ يَوْمَ أُحُدٍ: "ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ! ارْمِ أَيُّهَا الْغُلَامُ الْحَزَوَّرُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وفي الباب: عَنْ سَعْدٍ، وَقَدْ رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الحديثَ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ سَعْدٍ.

[۳۷۸۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، قَالَ: جَمَعَ لِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

هٰذَا حديثٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳۷۸٤-] حدثنا بِذٰلِكَ مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَفْدِيْ أَحَدًا بِأَبَوَيْهِ إِلَّا لِسَعْدٍ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَوْمَ أُحُدٍ يَقُوْلُ: "ارْمِ سَعْدُ، فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ!" هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

باب

۴- نیک آدمی کا مصداق حضرت سعد رضی اللہ عنہ

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہجرت کے شروع میں ایک رات نبی ﷺ کو نیند نہیں آئی۔ آپؐ نے فرمایا: ''کاش کوئی نیک آدمی آج رات میری چوکیداری کرتا!'' حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پس دریں اثناء کہ ہم اسی حال میں تھے: اچانک ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی۔ پس آپؐ نے پوچھا: کون ہے؟ آنے والے نے کہا: سعد بن ابی وقاص! رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا: میں نے دل میں رسول اللہ ﷺ پر خطرہ محسوس کیا، اس لئے آپؐ کی چوکیداری کے لئے آیا ہوں۔ آپؐ نے ان کے لئے دعا کی، پھر سو گئے۔

(سَهِرَ (س): نیند نہ آنا...... خشخشۃ: ہتھیاروں کی جھنکار)

[۹۱-] بابٌ

[۳۷۸۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَهِرَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَقْدَمَهُ الْمَدِيْنَةَ لَيْلَةً، فَقَالَ: " لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا يَحْرُسُنِيْ اللَّيْلَةَ " قَالَتْ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ، إِذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَةَ السِّلَاحِ، فَقَالَ: " مَنْ هٰذَا؟" فَقَالَ: سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ! فَقَالَ لَهُ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا جَاءَ بِكَ؟" فَقَالَ سَعْدٌ: وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ خَوْفٌ عَلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَجِئْتُ أَحْرُسُهُ، فَدَعَا لَهُ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ نَامَ، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

فضائل حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

نام نامی: سعید۔ والد کا نام: زید بن عمرو بن نُفیل۔ خاندان: عدوی قرشی، کنیت: ابوالاعور۔ ولادت: ۲۲ سال قبل ہجرت۔ وفات: ۵۱ ہجری۔ مطابق ۶۰۰-۶۷۱ عیسوی۔ حضرت عمرؓ کے بہنوئی، منجملہ عشرہ مبشرہ۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے آپؓ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا تھا۔

حضرت سعید بن زیدؓ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں

حدیث: حضرت سعیدؓ نے فرمایا: میں نو آدمیوں کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، اور اگر میں دسویں کے بارے میں گواہی دوں تو گنہ گار نہیں ہونگا۔ پوچھا گیا: اور یہ بات کس طرح ہے؟ —— فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حراء پہاڑ پر تھے، پس آپؐ نے فرمایا: ''حراء تھم جا! کیونکہ تجھ پر نبی، صدیق یا شہید ہی ہیں!'' (یہ ایک

حدیث میں دوسری حدیث داخل ہوگئی ہے) ——— لوگوں نے پوچھا: وہ نو کون ہیں؟ فرمایا: (ایک:) رسول اللہ ﷺ، اور (باقی) ابوبکر، اور عمر، اور عثمان، اور علی، اور طلحہ، اور زبیر، اور سعد بن ابی وقاص، اور عبدالرحمٰن بن عوف۔ پوچھا گیا: دسواں کون ہے؟ فرمایا: میں! (یہ عبداللہ بن ظالم مازنی کی حضرت سعید سے روایت ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن الاخنس بھی حضرت سعید سے اسی طرح روایت کرتے ہیں)

تشریح: یہ حدیث حضرت سعید بن زید سے پانچ راوی روایت کرتے ہیں:

۱-عبداللہ بن ظالم مازنی: اس راوی کو امام بخاریؒ نے لَیِّنُ الحدیث کہا ہے۔ اس راوی کی روایت میں دو تسامح ہیں:

اول: ایک حدیث میں دوسری حدیث داخل کردی ہے۔ جبل حراء والی روایت مستقل روایت ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پہلے (حدیث ۳۷۲۶) آچکی ہے۔

دوم: اس روایت میں عشرۂ مبشرہ میں رسول اللہ ﷺ کو شمار کیا ہے، حالانکہ آپؐ مُبَشِّرْ (اسم فاعل) ہیں، مُبَشَّرْ (اسم مفعول) نہیں ہیں۔ اور حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح کو چھوڑ دیا ہے، جبکہ ان کا منجملہ عشرۂ مبشرہ ہونا اجماعی ہے۔

۲-عبدالرحمٰن بن الاخنس: یہ راوی مستور ہے، اور اس کی روایت ابوداؤد (حدیث ۴۶۴۹) میں ہے، اس کی روایت میں جبل حراء والا مضمون نہیں ہے، البتہ اس میں بھی نبی ﷺ کو عشرۂ مبشرہ میں شمار کیا ہے، اور حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا ہے۔

۳-ریاح بن الحارث کوفی: یہ راوی ثقہ ہے۔ اس کی روایت ابوداؤد (حدیث ۴۶۵۰) اور مسند احمد (۱: ۱۸۷) میں ہے، مسند احمد کی روایت مفصل ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سعید نے یہ روایت سخت غصہ کی حالت میں بیان کی ہے۔ ایک شخص کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی مجلس میں آیا، اور اس نے گالیوں کا جھاڑ باندھ دیا۔ حضرت سعیدؓ نے پوچھا: یہ کس کو گالیاں دے رہا ہے؟ حضرت مغیرہ نے کہا: علی بن ابی طالب کو۔ اس پر حضرت سعیدؓ کو سخت غصہ آیا، اور مذکورہ روایت سنائی کہ علیؓ یقیناً جنتی ہیں۔ ان کو آپؓ کی مجلس میں اس طرح گالیاں دی جارہی ہیں اور آپ روکتے نہیں! ——— پس ممکن ہے غصہ میں ذہول ہوگیا ہو، اور حضرت ابوعبیدۃ کا نام حافظہ سے نکل گیا ہو، اور تعداد پوری کرنے کے لئے آپؓ نے نبی ﷺ کا نام لے دیا ہو۔ واللہ اعلم

۴-ہلال بن یساف: یہ راوی بھی ثقہ ہے۔ اور اس کی روایت مسند احمد (۱: ۱۸۷) میں ہے۔

۵-حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف: یہ راوی بھی ثقہ ہے۔ اس کی روایت پہلے (حدیث ۳۷۷۷) آچکی ہے۔ اس میں عشرۂ مبشرہ میں رسول اللہ ﷺ کو شمار نہیں کیا، بلکہ حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح کو شمار کیا ہے، اور یہی روایت صحیح ہے باقی سب روایتوں میں وہم ہے۔ کیونکہ اس روایت کو پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سعیدؓ نے یہ حدیث پرسکون ماحول میں بیان کی ہے، اور ایسے وقت میں جو بات بیان کی جاتی ہے: وہ قابل اعتماد ہوتی ہے۔

[۹۲-] مَنَاقِبُ أَبِي الأَعْوَرِ، وَاسْمُهُ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رضي الله عنه

[۳۷۸٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا هُشَيْمٌ، نَا حُصَيْنٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ظَالِمٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ: أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ لَمْ آثَمْ، قِيْلَ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: كُنَّا مَعَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِحِرَاءَ، فَقَالَ: "اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيْقٌ، أَوْ شَهِيْدٌ" قِيْلَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، قِيْلَ: فَمَنِ الْعَاشِرُ؟ قَالَ: أَنَا.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحمدٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّبَّاحِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الأَخْنَسِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

فضائل حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ

نام نامی: عامر، کنیت: ابوعبیدۃ، لقب: امین الامۃ۔ باپ کا نام: عبداللہ بن الجراح بن ہلال، قبیلہ: فہری قرشی۔ ولادت: ۴۰ سال قبل ہجرت۔ وفات: طاعون عمواس میں: ۱۸ ہجری میں۔ مطابق ۵۸۴-۶۳۹ عیسوی، منجملہ عشرۂ مبشرہ فاتح شام۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی جگہ اسلامی افواج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا تھا۔

۱- حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں

حدیث (۱): حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عاقب وسید نبی ﷺ کے پاس آئے (یہ دونوں نجران کے نصاریٰ کے وفد میں آئے تھے، عاقب کا نام: عبدالمسیح، اور سید کا نام اَیْہم یا شرحبیل تھا، ان کے ساتھ ابوالحارث بن علقمہ بھی تھا۔ یہ سب عیسائی مذہب کے بڑے لوگ تھے، ان کو سورۃ آل عمران (آیت ۶۱) کے مطابق مباہلہ کی دعوت دی گئی، انھوں نے انکار کیا اور اسلامی حکومت سے مصالحت کی) دونوں نے عرض کیا: آپ ہمارے ساتھ اپنے دیانت دار آدمی کو بھیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: "میں ابھی تمہارے ساتھ دیانت دار آدمی کو بھیجوں گا جو واقعی دیانت دار ہے!" پس لوگ اس کے لئے اونچے ہوئے (تاکہ اس پر نبی ﷺ کی نظر پڑے، اور آپ اس کا انتخاب فرمائیں) پس آپؐ نے ابو عبیدۃ کو بھیجا ——— ابواسحاق رحمہ اللہ جب یہ حدیث صلۃ بن زُفر سے روایت کرتے تھے تو فرماتے تھے: میں نے یہ

حدیث ساٹھ سال پہلے سنی ہے (یہ ان کے قوت حفظ کی دلیل ہے) اور حضرت حذیفہ نے اپنے شاگرد صلۃ بن زفر کے بارے میں فرمایا: صلۃ بن زفر کا دل سونے کا ہے یعنی صاف وشفاف اور منور ہے (پس یہ راوی بھی نہایت عمدہ ہے، چنانچہ یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث (۲): حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے: لکل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح: ہر امت میں کوئی دیانت دار ہوتا ہے، اور اس امت کے دیانتدار ابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔

تشریح: حضرت ابن عمرؓ کی روایت تو کسی کتاب میں نہیں ملی۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت متفق علیہ ہے۔ اور اس حدیث میں امانت داری کا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ میں حصر نہیں، نہ اسم تفضیل کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے، تاہم یہ ارشاد آپؓ کے امتیاز پر دلالت کرتا ہے، اور یہی آپ کی فضیلت ہے۔

[۹۳-] مَنَاقِبُ أَبِي عُبَيْدَةَ: عَامِرِ بْنِ الْجَرَّاحِ رضي الله عنه

[۳۷۸۷-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالاَ: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِيْنَكَ، قَالَ: "فَإِنِّيْ سَأَبْعَثُ مَعَكُمْ أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ" فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

قَالَ: وَكَانَ أَبُوْ إِسْحَاقَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ صِلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً. هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۷۸۸-] وَقَدْ رُوِيَ عَنِ ابنِ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ"

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: قَلْبُ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ مِنْ ذَهَبٍ.

۲- نبی ﷺ نے حضرت ابوعبیدہؓ کی ستائش کی!

حدیث (۱): عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: صحابہ میں نبی ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ انھوں نے کہا: ابوبکرؓ۔ عبداللہ نے پوچھا: پھر کون؟ انھوں نے کہا: عمرؓ۔ عبداللہ نے پوچھا: پھر کون؟ انھوں نے کہا: ابوعبیدہ بن الجراح۔ عبداللہ نے پوچھا: پھر کون؟ تو حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں یعنی آگے جواب نہیں دیا (یہ حدیث ابھی (حدیث ۳۶۸۶) گذری ہے)

تشریح: ابھی (حدیث ۳۷۲۵ میں) حضرت ابن عمرؓ کا قول گذرا ہے کہ حیاتِ نبوی میں ہم کہا کرتے تھے: ابوبکر و عمر و عثمان! اس سے فضیلت میں تیسرا نمبر حضرت عثمانؓ کا ثابت ہوتا ہے، اور حضرت عائشہؓ کے قول سے تیسرا نمبر حضرت ابوعبیدہؓ کا ثابت ہوتا ہے؟ اس تخالف کے دو جواب ہیں: ۱- یہ دونوں حضرات کے اپنے اپنے اندازے ہیں، اور اس قسم کے اندازوں میں اختلاف ہوجاتا ہے۔ ۲- محبوبیت اور افضلیت میں فرق کیا جائے۔ اول میں تیسرا نمبر حضرت ابوعبیدۃ کا ہے اور ثانی میں حضرت عثمان کا۔ محبوبیت و افضلیت میں تلازم نہیں۔

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ابوبکر بہت اچھے آدمی ہیں! عمر بہت اچھے آدمی ہیں! ابوعبیدۃ بن الجراح بہت اچھے آدمی ہیں! (یہ حدیث آگے (حدیث ۳۸۲۵) مفصل آرہی ہے۔ اس میں اور صحابہ کی بھی ستائش ہے)

[۳۷۸۹-] حدثنا أَحْمَدُ الدَّوْرَقِيُّ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَيُّ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ؟ قَالَتْ: أَبُوْ بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ عُمَرُ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَتْ: ثُمَّ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ فَسَكَتَتْ.

[۳۷۹۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ بَكْرٍ! نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ! نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ!" هٰذَا حديثٌ حسنٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ سُهَيْلٍ.

فضائل حضرت عباس رضی اللہ عنہ

نام نامی: عباسؓ۔ باپ کا نام: عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ خانوادہ: ہاشمی قرشی، کنیت: ابوالفضل۔ رشتہ: نبی ﷺ کے چچا (عبدالمطلب کے دس یا گیارہ یا تیرہ بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں) خلفائے عباسیہ کے جدامجد۔ ولادت: مکہ میں اکیاون سال قبل ہجرت (نبی ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے) وفات: مدینہ میں ۳۲ ہجری میں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں) مطابق: ۵۷۳-۶۵۳ عیسوی، قدیم الاسلام ہیں، مگر فتح مکہ تک اپنا اسلام چھپائے رکھا، پھر ہجرت کی۔ آپؓ کے دس لڑکے تھے (لڑکیاں ان کے علاوہ تھیں) حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آپؓ کا بے حد اکرام کرتے تھے۔

۱- جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا

حدیث: عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ (آنحضرت ﷺ کے چچا حارث بن عبدالمطلب کے پوتے اور صحابی) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس غصہ کی حالت میں آئے، درانحالیکہ

میں آپؐ کے پاس موجود تھا۔ پس آپؐ نے پوچھا: "آپ کو کس چیز نے غضبناک کیا؟" انھوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے لئے اور قریش کے لئے کیا ہے؟! یعنی قریش کے لوگ مجھ پر کیوں جلتے ہیں؟ جب وہ آپس میں ملتے ہیں تو خندہ پیشانی سے ملتے ہیں، اور جب ہم سے ملتے ہیں تو اور طرح سے ملتے ہیں! (یہ ان کے جلنے کی علامت ہے) راوی کہتے ہیں: پس رسول اللہ ﷺ غضبناک ہوئے، یہاں تک کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا، پھر فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! کسی بھی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا: جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے تم سے محبت نہ کرے!" —— پھر آپؐ نے (خطاب عام میں) فرمایا: "لوگو! جس نے میرے چچا کو ستایا اس نے مجھے ستایا، کیونکہ باپ اور چچا ایک جڑ سے نکلنے والے دو درخت ہیں!" یعنی چچا بمنزلہ باپ ہے، اس کو ستانا باپ کو ستانا ہے، اور باپ کو ستانا بیٹے کو ستانا ہے۔

لغت: الصِّنْوُ: ایک جڑ سے نکلنے والے دو درخت، جیسے گنا، کیلا، پپیتا وغیرہ کی جڑ سے کئی کئی پودے نکلتے ہیں، اسی طرح دادا سے باپ اور چچا دونوں صادر ہوتے ہیں۔ صِنو أخیه: سگا بھائی۔ هما صِنوان: دو ایک جیسے۔ اس کا تثنیہ: صِنْوان: سورۃ الرعد (آیت ۴) میں آیا ہے۔

[۹۴-] مَنَاقِبُ أَبِي الْفَضْلِ عَمِّ النبيِّ صلى الله عليه وسلم:

وَهُوَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضى الله عنه

[۳۷۹۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: ثَنِيْ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: أَنَّ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ دَخَلَ عَلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مُغْضَبًا، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: "مَا أَغْضَبَكَ؟" قَالَ: يارسولَ اللهِ! مَالَنَا وَلِقُرَيْشٍ! إِذَا تَلَاقَوْا بَيْنَهُمْ: تَلَاقَوْا بِوُجُوْهٍ مُبْشَرَةٍ، وَإِذَا لَقُوْنَا: لَقُوْنَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ، قَالَ: فَغَضِبَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ، ثُمَّ قَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَايَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الإِيْمَانُ حَتّٰى يُحِبَّكُمْ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ" ثُمَّ قَالَ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ! مَنْ آذٰى عَمِّيْ فَقَدْ آذَانِيْ، فَإِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيْهِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابٌ وبابٌ وبابٌ

۲- چچا اور بھتیجا ہم مزاج تھے!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: العباس مني وأنا منه: عباس مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں! یعنی ہم

دونوں ہم مزاج اور ہم مشرب ہیں، ایسا ہی ارشاد آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ہے: إن علیا مني وأنا منه (یہ حدیث پہلے (حدیث ۳۷۴۱) گذر چکی ہے، وہاں اس کی شرح کی گئی ہے) (یہ حدیث ترمذی کے ہندی نسخہ میں نہیں ہے، حاشیہ میں ہے، اور مصری نسخہ میں حوض میں ہے)

۳- باپ اور چچا: ایک جڑ سے نکلنے والے دو درخت ہیں

پہلے (تحفہ ۲: ۱۱۰ میں) یہ بات گذری ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ اور قرب وجوار کی زکوتیں وصول کرنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا، کام مکمل کر کے انھوں نے رپورٹ دی کہ سب زکوتیں وصول ہوگئیں، مگر حضرت عباس اور حضرت خالد بن ولید اور ابن جمیل نے زکوتیں نہیں دیں۔ آپؐ نے فرمایا: "عباسؓ سے میں دوسال کی پیشگی زکوۃ وصول کر چکا ہوں، اس لئے وہ میرے ذمے ہے (الی آخرہ) پھر آپؐ نے حضرت عمرؓ کو فہمائش کی کہ میرے چچا کی جس طرح سے تم نے شکایت کی ہے وہ نامناسب ہے۔ چچا بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے، اور باپ کی شکایت اس انداز پر بیٹے سے کی جائے تو اس سے بیٹے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ پس ایسی صورت میں شکایت کرنے والے کو خوبصورت عنوان تلاش کرنا چاہئے۔ جیسے استاذ زادہ آوارہ ہو رہا ہو، اور استاذ اس کی حرکتوں سے ناواقف ہو تو مناسب عنوان سے استاذ کے علم میں یہ بات لانی چاہئے۔ سیدھا یہ کہنا کہ حضرت! آپ کا بیٹا آوارہ ہو رہا ہے: تکلیف دہ ثابت ہوسکتا ہے۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "عباسؓ: رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں، اور آدمی کا چچا اس کے باپ کا صنو ہوتا ہے یعنی باپ اور چچا ایک جڑ (دادا) سے نکلنے والے دو درخت ہیں (یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباسؓ کے معاملہ میں حضرت عمرؓ سے فرمایا: "آدمی کا چچا اس کے باپ کا صنو ہے!" حضرت عمرؓ نے آپؐ سے حضرت عباسؓ کی زکوۃ کے معاملہ میں گفتگو کی تھی (یہ حضرت علیؓ کی روایت ہے)

[۹۵-] بابٌ

[۳۷۹۲-] حدثنا القَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ، قَالَ: نَا عُبَيْدُ اللهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "العَبَّاسُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ"

قَالَ: هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْرَائِيلَ.

[۹۶-] بابٌ

[۳۷۹۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا شَبَابَةُ، نَا وَرْقَاءُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "العَبَّاسُ عَمُّ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَإِنَّ

عَمُّ الرَّجُلِ صِنوُ أَبِيهِ، أَوْ: مِنْ صِنوِ أَبِيهِ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۹۷-] بابٌ

[۳۷۹٤-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، نَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ، يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِعُمَرَ فِي الْعَبَّاسِ: " إِنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنوُ أَبِيهِ " وَكَانَ عُمَرُ كَلَّمَهُ فِي صَدَقَتِهِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

۴- حضرت عباس اور ان کی اولاد کے لئے مغفرت عامہ تامہ کی دعا

حدیث: ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جب پیر کی صبح ہو تو آپؓ اور آپ کی اولاد میرے پاس آئیں، تاکہ میں آپ لوگوں کے لئے ایک ایسی دعا کروں جس سے اللہ تعالیٰ آپؓ کو اور آپ کی اولاد کو فائدہ پہنچائیں" چنانچہ وہ (عباسؓ) اور ہم آپ کے ساتھ صبح کے وقت گئے۔ پس آپ نے ہمیں کمبل اوڑھایا، اور دعا فرمائی: "اے اللہ! عباس کی اور ان کی اولاد کی ظاہری اور باطنی مغفرت فرما، ایسی مغفرت جو کوئی گناہ نہ چھوڑے! اے اللہ! عباس کی ان کی اولاد میں حفاظت فرما!" (یہ حدیث ترمذی کے علاوہ کسی کتاب میں نہیں، صرف رزین نے اس کی تخریج کی ہے، اور یہ اضافہ کیا ہے:) واجعل الخلافة باقية في عَقِبِهِ: اور خلافت (حکومت) کو ان کی نسل میں باقی رکھ!

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ عبدالوہاب نے اس حدیث میں تدلیس کی ہے، اس نے ثور بن یزید سے یہ حدیث نہیں سنی۔ تقریب میں ہے: انکروا علیه حدیثا فی العباس، یقال: دَلَّسه عن ثور: محدثین نے عبدالوہاب کی حضرت عباس کے سلسلہ کی اس حدیث کو نہایت ضعیف قرار دیا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس نے استاذ کا نام چھپایا ہے، اور ثور سے روایت کردی ہے، اور اب جبکہ خلافت عباسیہ ختم ہوگئی تو اس روایت کی حقیقت واضح ہوگئی کہ یہ روایت بے سروپا ہے۔

[۳۷۹۵-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِلْعَبَّاسِ: " إِذَا كَانَ غَدَاةَ الْاِثْنَيْنِ: فَأْتِنِي أَنْتَ وَوَلَدُكَ، حَتّٰى أَدْعُوَ لَهُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ " فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهُ، فَأَلْبَسَنَا كِسَاءً، ثُمَّ قَالَ: " اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهِ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً، لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا، اللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِي وَلَدِهِ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

فضائل حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ

نام نامی: جعفرؓ۔ باپ کا نام: ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم۔ خانوادہ: ہاشمی قرشی، لقب: طیار (بہت اڑنے والے) ذوالجناحین (دو بازو والے) کنیت: ابو المساکین (غریب پرور) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی۔ عمر میں دس سال بڑے، سابقین اولین میں سے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر وہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئے۔ ۸ ہجری میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ عمر چالیس سال سے متجاوز تھی۔

۱۔ دو ہاتھوں کی جگہ اللہ تعالیٰ نے دو پر دیئے!

غزوۂ موتہ (میم کا پیش، واو ساکن) میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا تھا، آپؓ دوسرے کمانڈر مقرر کئے گئے تھے۔ آپؓ گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کی کوچیں کاٹ دیں (تاکہ وہ دشمن کے کام نہ آئے) پھر آپؓ وار پر وار کرتے رہے، یہاں تک کہ دشمن کی ضرب سے آپؓ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا، آپؓ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا، وہ بھی کٹ گیا تو باقی ماندہ بازوؤں سے جھنڈا آغوش میں لے لیا، اور اس وقت تک بلند رکھا جب تک خلعتِ شہادت سے سرفراز نہ ہوگئے۔ پھر دشمن نے ایسی تلوار ماری کہ آپؓ کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اللہ نے آپؓ کو دو بازوؤں کے عوض جنت میں دو پر عنایت فرمائے، جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں، اسی لئے ان کا لقب جعفر طیار اور جعفر ذوالجناحین پڑ گیا۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے (خواب میں) جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا!"

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، علی مدینی کے والد عبداللہ بن جعفر ضعیف راوی ہیں، ابن معین وغیرہ نے ان کی تضعیف کی ہے۔ مگر یہ حدیث اور متعدد صحابہ سے بھی مروی ہے، اس لئے شواہد کی وجہ سے قابل اعتبار ہے۔ طبرانی میں ابن عباسؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "میں (خواب میں) گذشتہ رات جنت میں گیا، پس میں نے جنت میں جعفر کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا!" اس کے علاوہ فتح الباری میں اور بھی روایات ہیں، پس یہ فضیلت ثابت ہے، گو یہ روایت ضعیف ہے۔

سوال: پہلے حدیث (نمبر ۱۶۳۲ تحفہ ۴: ۵۷۲) آئی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں (کے پوٹوں) میں ہوتی ہیں، وہ جنت کے پھلوں سے کھاتی ہیں۔ پس جب بھی شہداء جنت میں جاتے ہیں تو حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی خصوصیت کیا رہی؟

جواب: حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی دو خصوصیتیں ہیں:

اول: شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں بیٹھ کریعنی ہرے رنگ کے ہوائی جہازوں کی اگلی سیٹ پر بیٹھ کر جنت میں جاتی ہیں، اور وہاں چگتی چرتی ہیں، پھر واپس آجاتی ہیں یعنی دوسرے کے پروں سے اڑکر جاتی ہیں۔ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ خود اپنے پروں سے اڑکر جاتے ہیں، اور دونوں میں فرق واضح ہے۔

دوم: شہداء کی روحیں تنہا جاتی ہیں، ان کو کوئی لینے نہیں آتا، اور وہ چر چگ کر واپس آجاتی ہیں، اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ فرشتوں کے جھرمٹ میں جاتے ہیں، اور جہاں اور جب تک چاہتے ہیں: گھومتے ہیں یعنی حضرت جعفرؓ کو میزبان کے فرستادے لینے آتے ہیں، اور پورے اعزاز کے ساتھ لے جاتے ہیں، اور دوسرے شہداء اپنے طور پر جاتے ہیں، ان کو کوئی لینے نہیں آتا۔ یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا امتیاز ہے۔

[۹۸-] مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: أَخِيْ عَلِيٍّ رضي اللهُ عنهما

[۳۷۹۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلاَئِكَةِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ، وَقَدْ ضَعَّفَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرُهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ، وَهُوَ وَالِدُ عَلِيِّ بْنِ الْمَدِيْنِيِّ، وفي الباب: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ.

بابٌ

۲- باحیثیت لوگوں میں نبی ﷺ کے بعد افضل حضرت جعفرؓ ہیں

روایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نہ چپل پہنے نہ جوتے، نہ سواری کے جانور پر سواری کی، نہ کجاوے پر بیٹھا: کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد یعنی علاوہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے افضل آدمی! یعنی باحیثیت لوگوں میں نبی ﷺ کو مستثنیٰ کرکے سب سے افضل حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہیں، اور یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تاثر ہے، اور اس کی وجہ آگے (حدیث ۳۷۹۹ میں) آرہی ہے۔ جاننا چاہئے کہ اس زمانہ میں بڑے لوگ ہی جوتے چپل پہنتے تھے، اور اونٹ گھوڑے پر سفر کرتے تھے، عام لوگ ننگے پاؤں پیدل سفر کرتے تھے۔

لغات: اِحْتَذَى النعلَ: چپل پہننا ...... اِنْتَعَلَ الحذاءَ: جوتا پہننا (یہ دونوں جملے مترادف ہیں) ...... المَطِيَّة: سواری کا جانور، جمع: مَطَايَا ...... الكُوْر: اونٹ کا کجاوہ، جمع اکوار (یہ دونوں جملے بھی مترادف ہیں)

[۹۹-] بابٌ

[۳۷۹۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِيْ

هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا احْتَذَى النِّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ، وَلَا رَكِبَ الْمَطَايَا وَلَا رَكِبَ الْكُورَ، بَعْدَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرٍ، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

۳- حضرت جعفرؓ حلیہ اور اخلاق میں نبی ﷺ کے مشابہ تھے

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ اور بچی مکہ میں تھیں۔ جب عمرۃ القضاء میں نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے لوٹے تو بچی آپ کو چچا! چچا! کہتی ہوئی پیچھے چلی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لے لیا، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے کیا۔ جب قافلہ مرّ الظہران پہنچا تو اس بچی کی پرورش کا معاملہ خدمتِ نبوی میں پیش ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: ''میری چچازاد بہن ہے، اور میں نے اس کو لیا ہے'' اس لئے میرا حق ہے۔ اور حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: ''میری بھی چچازاد بہن ہے، اور اس کی خالہ (حضرت اسماء بنت عمیسؓ) میرے نکاح میں ہیں'' پس میرا حق ہے۔ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: ''میری بھتیجی ہے!'' پس میں قریبی رشتہ دار ہوں، اس لئے میرا حق ہے (نبی ﷺ نے حضرت حمزہؓ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما میں بھائی چارہ کرایا تھا)

نبی ﷺ نے بچی کی پرورش کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا، اور وجہ ترجیح یہ بیان کی کہ ''خالہ ماں سی ہے!'' اور حضرت جعفر کے حق میں فرمایا: أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي: تم حلیہ اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو! اور حضرت علیؓ کے حق میں فرمایا: انت منی وانا منك: تم میرے مزاج کے ہو، اور میں تمہارے مزاج کا ہوں! اور حضرت زیدؓ کے حق میں فرمایا: انت اخونا ومولانا: تم ہمارے دینی بھائی اور ہمارے آزاد کردہ ہو! تینوں حضرات خوش ہوگئے، اور حضرت جعفرؓ حبشہ والا ایک پیر کا ناچ ناچے! (بخاری حدیث ۴۲۵۱ مع الفتح) (رحمۃ اللہ ۵: ۳۷۰)

[۳۷۹۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: "أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي" وفي الحديثِ قِصَّةٌ، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

لغات: خَلْق: بناوٹ، ساخت، حلیہ...... خُلُق: اخلاق کی جمع: خوبیاں ...... قوله: وفي الحديث قصة: اور حدیث میں لمبا مضمون ہے: یہ لمبا مضمون وہی ہے جو میں نے بخاری کے حوالے سے بیان کیا ہے۔

۴- حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریب پرور تھے

روایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں صحابہ میں سے ایک آدمی سے قرآن کی آیات معلوم کیا کرتا تھا، جن کو میں ان سے زیادہ جانتا تھا یعنی وہ آیات مجھے یاد ہوتی تھیں۔ میں ان سے اسی لئے پوچھتا تھا کہ وہ (میرے فاقہ کا

اندازہ کریں، اور) مجھے کھانا کھلائیں۔ پس جب میں حضرت جعفرؓ سے پوچھتا تو وہ مجھے جواب نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ مجھے اپنے گھر لے جاتے تھے، اور اپنی اہلیہ سے کہتے: ''اے اسماء! ہمیں کھلاؤ!'' پس جب وہ ہمیں کھلاتیں تو وہ مجھے جواب دیتے۔ اور حضرت جعفرؓ غریبوں سے بہت محبت کرتے تھے، ان کے پاس بیٹھتے تھے، ان سے باتیں کرتے تھے، اور وہ (غرباء) ان سے باتیں کرتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کو ابوالمساکین کی کنیت سے پکارتے تھے۔

[۳۷۹۹-] حدثنا أَبُوْ سَعِيْدِ الأَشَجُّ، نا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: أَبُوْ يَحْيَى التَّيْمِيُّ، نا إِبْرَاهِيْمُ: أَبُوْ إِسْحَاقَ الْمَخْزُوْمِيُّ، عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: إِنْ كُنْتُ لَأَسْأَلُ الرَّجُلَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الآيَاتِ مِنَ الْقُرْآنِ، أَنَا أَعْلَمُ بِهَا مِنْهُ، مَا أَسْأَلُهُ إِلَّا لِيُطْعِمَنِيْ شَيْئًا، فَكُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ لَمْ يُجِبْنِيْ حَتَّى يَذْهَبَ بِيْ إِلَى مَنْزِلِهِ، فَيَقُوْلُ لِامْرَأَتِهِ: يَا أَسْمَاءُ! أَطْعِمِيْنَا، فَإِذَا أَطْعَمَتْنَا أَجَابَنِيْ، وَكَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ، وَيَجْلِسُ إِلَيْهِمْ، وَيُحَدِّثُهُمْ، وَيُحَدِّثُوْنَهُ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُكَنِّيْهِ بِأَبِي الْمَسَاكِيْنِ"

هذا حديثٌ غريبٌ، وَأَبُوْ إِسْحَاقَ الْمَخْزُوْمِيُّ: هُوَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَدِيْنِيُّ، وَقَدْ تَكَلَّمَ فِيْهِ بَعْضُ أَهْلِ الْحَدِيْثِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

وضاحت: ابراہیم بن الفضل: متروک راوی ہے، مگر یہ روایت ہے، حدیث نہیں، پھر اس کا تعلق فضائل سے ہے، مسائل سے نہیں!

فضائل حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے اکثر فضائل مشترک ہیں: اس لئے دونوں کے لئے ایک باب قائم کیا ہے۔ دونوں سِبطِ رسول اللہ ﷺ ہیں (سبط: نواسہ) دونوں حضرات: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت حسن بڑے ہیں، اور حضرت حسین ان سے چھوٹے۔ اور دونوں کی والدہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور انہی دونوں حضرات کی اولاد: نبی ﷺ کی اولاد کہلاتی ہے:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: کنیت: ابومحمد۔ ولادت ۳ ہجری (مدینہ میں) وفات: ۵۰ ہجری (مدینہ میں) پانچویں خلیفہ راشد۔ مدتِ خلافت: ۶ ماہ ۵ دن۔ ۴۱ ہجری میں خلافت: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کی۔ چونکہ حضرت معاویہؓ کے بعد خلافت آپؓ کی طرف منتقل ہوتی: اس لئے آپؓ کی اہلیہ اسماء بنت الاشعث بن قیس کے ذریعہ زہر دلوایا گیا۔ آپؓ کے گیارہ لڑکے اور ایک لڑکی تھی۔ آپؓ کی اولاد کی نسبت ''حسنی'' ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ: شہید کربلا۔ کنیت: ابوعبداللہ۔ ولادت: ۴ ہجری (مدینہ میں) شہادت ۶۱ ہجری (کربلا

میں) قبر معلوم نہیں۔ حضرت معاویہؓ کے بعد جب یزید خلیفہ بنا تو آپؓ نے بیعت نہیں کی، کوفہ والوں نے آپ کو دعوت دی، آپ اپنے خاندان کے اسّی افراد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے، یزید نے لشکر روانہ کیا، کربلا میں (عراق میں کوفہ کے قریب) مقابلہ ہوا، اور آپ کو شہید کر دیا گیا۔ آپؓ کی اولاد کی نسبت ''حسینی'' ہے۔

۱۔حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحسن والحسين سيِّدَا شبابِ أهلِ الجنة: حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنت کے جوانوں کے سردار ہیں!

تشریح: یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے، یہاں تک کہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس کو متواتر کہا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دنیا میں جوانی میں فوت ہوئے: حسنین رضی اللہ عنہما آخرت میں ان کے سردار ہونگے، پس یہ سوال ختم ہو گیا کہ جنت میں سبھی جوان ہوں گے، ۳۳ سال کی عمر کے ہونگے، پھر جوانوں کے سردار ہونے کا کیا مطلب؟ (اور دیکھیں حدیث ۳۶۹۳ کی شرح)

[۱۰۰-] مَنَاقِبُ أَبِيْ مُحمدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضی الله عنهما

[۳۸۰۰-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نا أَبُوْ دَاوُدَ الحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ زِيَادٍ، عَنْ ابنِ أَبِيْ نُعْمٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " الحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ "

حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نا جَرِيْرٌ، وَابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ يَزِيْدَ نَحْوَهُ. هٰذَا حديثٌ صحيحٌ حَسَنٌ، وَابْنُ أَبِيْ نُعْمٍ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ الْكُوْفِيُّ.

۲۔اے اللہ! ان لوگوں سے محبت فرما جو حسنینؓ سے محبت کریں

حدیث: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک رات میں نے کسی ضرورت سے نبی ﷺ کا دروازہ کھٹکھٹایا، پس نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ کسی چیز کو اپنے کپڑے میں لئے ہوئے تھے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا ہے؟ پس جب میں اپنی ضرورت پوری کر چکا تو میں نے پوچھا: یہ کیا چیز ہے جس کو آپ اپنے کپڑے میں لیے ہوئے ہیں؟ پس آپؐ نے کپڑا کھولا، اچانک حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپؐ کے دونوں کولہوں پر تھے یعنی دونوں کو کمر کی دونوں جانب میں اٹھائے ہوئے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: ''یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں! اے اللہ!

میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی ان سے محبت فرمائیں! اور ان لوگوں سے بھی محبت فرمائیں جو ان دونوں سے محبت کریں!"

لغات: نَبَّال: تیر ساز ...... الوَرِك: کولہا ...... أُحِبُّ: مضارع واحد متکلم ...... أَحِبَّ: امر واحد حاضر۔

[۳۸۰۱-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالاَ: نَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، نَا مُوْسَى بْنُ يَعْقُوبَ الزَّمْعِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُسْلِمُ بْنُ أَبِيْ سَهْلٍ النَّبَّالُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ: طَرَقْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ بَعْضِ الْحَاجَةِ، فَخَرَجَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى شَيْئٍ، لاَ أَدْرِيْ مَا هُوَ؟ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ، قُلْتُ: مَا هٰذَا الَّذِيْ أَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ؟ فَكَشَفَهُ فَإِذَا حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَى وَرِكَيْهِ، فَقَالَ: " هٰذَانِ ابْنَايَ، وَابْنَا ابْنَتِيْ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُمَا" هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

۳-حسنین رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے پھول تھے!

حدیث: عبد الرحمٰن بن ابی نُعم کہتے ہیں: ایک عراقی نے حضرت ابن عمرؓ سے مچھر کے خون کے بارے میں پوچھا جو کپڑے پر لگ جائے۔ پس ابن عمرؓ نے فرمایا: "اِس شخص کو دیکھو! مچھر کے خون کے بارے میں پوچھتا ہے، جبکہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (حضرت حسینؓ) کو قتل کیا ہے! اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: إن الحسن والحسين: هُمَا رَيْحَانَتَايَ من الدنيا: حسن وحسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں (اور آگے روایت آرہی ہے کہ آپؐ دونوں صاحبزادوں کو سونگھتے تھے، چومتے تھے اور اپنے جسم سے چمٹاتے تھے) (یہ بخاری کی حدیث ہے)

مسئلہ: مچھر اور کھٹمل خون چوسیں تو وضو نہیں ٹوٹتی، اور ان کا خون ناپاک نہیں ہے۔ پس خون کپڑے پر لگا ہو اور نماز پڑھی جائے تو نماز ہو جاتی ہے (بہشتی زیور)

[۳۸۰۲-] حدثنا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَصْرِيُّ الْعَمِّيُّ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ، نَا أَبِيْ، عَنْ مُحمدِ ابْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ نُعْمٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ، يُصِيْبُ الثَّوْبَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا: يَسْأَلُ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ، وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَسَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا "

هٰذَا حديثٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ مَحمدِ بْنِ أَبِي يَعْقُوْبَ، وَقَدْ رَوَى أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ هٰذَا، وابنُ أَبِي نُعْمٍ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ الْبَجَلِيُّ.

۴-ایک خواب کہ نبی ﷺ نے قتلِ حسینؓ دیکھا!

روایت: سلمی بکریہ (مجہولہ) کہتی ہیں: میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، آپؓ رورہی تھیں، میں نے پوچھا: آپؓ کیوں رورہی ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپؐ کے سر اور ڈاڑھی پر مٹی تھی۔ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کا یہ حال کیوں ہے؟ آپؐ نے فرمایا: شهدتُ قتلَ الحسين آنفا: میں نے ابھی حسین کا قتل دیکھا! (یہ روایت ضعیف ہے)

[۳۸۰۳-] حدثنا أَبُوْ سَعِيْدٍ الأَشَجُّ، نَا أَبُوْ خَالِدٍ الأَحْمَرُ، نَا رَزِيْنٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ سَلْمَى، قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقُلْتُ: مَا يُبْكِيْكِ؟ قَالَتْ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم - تَعْنِيْ فِي الْمَنَامِ - وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ: مَالَكَ يَارسولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا" هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

۵-حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھے

حدیث: رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: آپؐ کو اپنے گھر والوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "حسن اور حسین!" اور آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے: "میرے لئے میرے دونوں بیٹوں کو بلاؤ" پھر آپؐ دونوں کو سونگھتے تھے، اور دونوں کو اپنے سے چمٹاتے تھے (یہ حدیث ضعیف ہے، یوسف بن ابراہیم ضعیف راوی ہے، مگر اس کے شواہد ہیں۔ اس لئے مضمون صحیح ہے)

[۳۸۰۴-] حدثنا أَبُوْ سَعِيْدٍ الأَشَجُّ، نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: سُئِلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَيُّ أَهْلِ بَيْتِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ" وَكَانَ يَقُوْلُ لِفَاطِمَةَ: "ادْعِيْ لِيَ ابْنَيَّ" فَيَشُمُّهُمَا، وَيَضُمُّهُمَا إِلَيْهِ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ.

باب

۶-اللہ تعالیٰ نے حضرت حسنؓ کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کرائی

حدیث: ایک دن نبی ﷺ منبر سے صحابہ سے خطاب فرمارہے تھے۔ اچانک حضرت حسن رضی اللہ عنہ آگئے (وہ

بچے تھے) آپؐ نے ان کو گود میں لے لیا، اور فرمایا: "میرا یہ بیٹا سردار ہے! اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ (مسلمانوں کی دو بڑی) جماعتوں کے درمیان مصالحت کرائیں گے!" (یہ روایت بخاری شریف کی ہے)

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ چنے گئے۔ حضرت معاویہؓ نے بیعت نہیں کی، آپؓ لشکر جرار لے کر ان کو رام کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت معاویہؓ بھی ویسا ہی لشکر لے کر مقابلہ کے لئے آئے۔ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دونوں طرف دو بڑے لشکر دیکھے تو انھوں نے مصلحت یہ سمجھی کہ خلافت سے دست بردار ہو جائیں، تاکہ مسلمانوں کا خون نہ بہے، چنانچہ چھ ماہ کے بعد آپ حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہو گئے، اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

[۱۰۱-] بابٌ

[۳۸۰۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، نَا الأَشْعَثُ: هُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: صَعِدَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: "إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ: يُصْلِحُ اللهُ على يَدَيْهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، قَالَ: يَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ.

بابٌ

۷- اولاد کی محبت فطری امر ہے

حدیث: حضرت بریدۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ ہم سے خطاب فرما رہے تھے۔ اچانک حسن وحسین رضی اللہ عنہما آگئے۔ دونوں نے سرخ کرتے پہن رکھے تھے، اور دونوں چل رہے تھے، اور ٹھوکر کھا کر گر رہے تھے۔ پس نبی ﷺ منبر سے اترے، اور دونوں کو اٹھا لیا، اور دونوں کو اپنے سامنے بٹھایا، اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾: تمہارے اموال اور تمہاری اولاد: بس تمہارے لئے ایک آزمائش ہی ہیں! (سورۃ التغابن آیت ۱۵) میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ چل رہے ہیں اور ٹھوکر کھا کر گر رہے ہیں تو میں صبر نہ کر سکا، یہاں تک کہ میں نے اپنی بات منقطع کر دی، اور دونوں کو اٹھا لیا (فتنہ کے معنی کے لئے دیکھیں تحفہ ۵:۵۱۹)

[۱۰۲-] بابٌ

[۳۸۰۶-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، ثَنِي أَبِي، ثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي: بُرَيْدَةَ يَقُوْلُ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُنَا، إِذْ جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ، عَلَيْهِمَا قَمِيْصَانِ أَحْمَرَانِ، يَمْشِيَانِ، وَيَعْثُرَانِ: فَنَزَلَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه

وسلم مِنَ الْمِنبَرِ، فَحَمَلَهُمَا، وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "صَدَقَ اللهُ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ نَظَرْتُ إِلَى هٰذَيْنِ الصَّبِيَّيْنِ، يَمْشِيَانِ، وَيَعْثُرَانِ، فَلَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قَطَعْتُ حَدِيْثِيْ وَرَفَعْتُهُمَا"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ.

۸- حضرت حسین رضی اللہ عنہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم مزاج تھے

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسین منی وأنا من حسین: حسین میرے مزاج کے ہیں، اور میں حسین کے مزاج کا ہوں! اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کریں جو حسین سے محبت کرے۔ حسین: قبیلوں میں سے ایک بڑا قبیلہ ہیں!

تشریح: حسین منی وأنا من حسین کی وضاحت کے لئے حدیث (۳۷۷۴) کی شرح دیکھیں..... پھر دعا ہے۔ یہ دعا حدیث (۳۸۰۱) میں آچکی ہے..... پھر پیشین گوئی ہے کہ حسین: بڑا قبیلہ بنیں گے، ان کی بہت اولاد ہوگی۔ یہ بات آج واقعہ بن گئی ہے.....اور لفظ اسباط میں آیتِ کریمہ: ﴿وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا﴾ کی طرف تلمیح ہے (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۰)

[۳۸۰۷-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللّٰهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

۹- حسنین رضی اللہ عنہما: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں کوئی بھی آپؐ کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ مشابہ نہیں تھا، یعنی آپؓ بالکل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل تھے۔

تشریح: یہ بخاری شریف کی روایت (نمبر ۳۷۵۲) ہے، اور أَشْبَهُ اسم تفضیل ہے، اور کان کی خبر ہے.....اور ابھی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت آرہی ہے کہ سب سے زیادہ مشابہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تھے، پس تطبیق یہ ہے کہ دونوں ہی آپؐ کے ہم شکل تھے۔

حدیث (۲): حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپؐ کے بالکل ہم شکل تھے۔

حدیث (۳): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس تھا۔ اس کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا (عبید اللہ بن زیاد بن ابی سفیان: یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس

کی امارت کے زمانہ میں شہید کئے گئے، چنانچہ کربلا سے حضرت حسینؓ کا سر اس کے پاس لایا گیا) پس وہ آپؓ کی ناک میں چھڑی سے اشارہ کرنے لگا، اور کہنے لگا: میں نے ایسی خوبصورتی نہیں دیکھی! (یہ تہکم (ٹھٹھا) تھا) کیوں ذکر کیا جاتا ہے؟ یعنی لوگ اس کی خوبصورتی کا چرچا کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو کچھ بھی خوبصورت نہیں! حضرت انسؓ کہتے ہیں: میں نے کہا: سن! بے شک وہ خاندانِ نبوت میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشابہ (ہم شکل) تھے (تو کیا تیرے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی سب سے زیادہ خوبصورت نہیں تھے؟ ان کی خوبصورتی میں بھی کچھ شبہ تھا، ابن زیاد کو اس کی اس گستاخی کی سزا دنیا ہی میں ملی ہے، جیسا کہ ابھی آرہا ہے)

تشریح: یہ روایت بھی بخاری شریف (حدیث ۳۷۴۸) میں ہے، اور اس کے الفاظ زیادہ واضح ہیں: فجعل ینکتُ، وقال فی حسنه شیئًا: پس اس نے کریدنا شروع کیا، اور آپؓ کے حسن کے بارے میں کچھ کہا یعنی اس میں کمی بتائی، بلکہ بالکل ہی حسن کی نفی کی۔

حدیث (۴): حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حسنؓ سینہ اور سر کے درمیان یعنی جسم کے بالائی حصہ میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ تھے۔ اور حسینؓ اس جسم میں جو سینہ سے نیچے تھا: رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مشابہ تھے (یہ صاحب البیت کا بیان ہے، یہی فیصلہ کن ہے) (اور اس حدیث میں أَشْبَهَ: فعل ماضی ہے، اسم تفضیل نہیں ہے)

[۳۸۰۸-] حدثنا محمدُ بنُ يحيى، نا عبدُ الرَّزَّاقِ، عن مَعْمَرٍ، عن الزُّهْرِيِّ، عن أنسِ بنِ مالكٍ، قال: لم يكنْ أحدٌ منهم أشبهَ برسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم من الحسنِ بنِ عليٍّ، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۸۰۹-] حدثنا محمدُ بنُ بشَّارٍ، نا يحيى بنُ سعيدٍ، نا إسماعيلُ بنُ أبي خالدٍ، عن أبي جُحَيْفَةَ، قال: رأيتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فكان الحسنُ بنُ عليٍّ يُشْبِهُهُ"

هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وفي الباب: عن أبي بكرٍ الصِّدِّيقِ، وابنِ عبَّاسٍ، وابنِ الزُّبَيْرِ.

[۳۸۱۰-] حدثنا خَلَّادُ بنُ أسلمَ البغداديُّ، نا النَّضْرُ بنُ شُمَيْلٍ، نا هشامُ بنُ حسَّانٍ، عن حفصةَ بنتِ سيرينَ، قالت: ثني أنسُ بنُ مالكٍ، قال: كنتُ عندَ ابنِ زيادٍ، فجِيءَ برأسِ الحسينِ، فجعل يقولُ بقضيبٍ في أنفِه، ويقولُ: ما رأيتُ مثلَ هذا حُسْنًا! لِمَ يُذْكَرُ؟ قال: قلتُ: أما إنه كان من أشبهِهم برسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۸۱۱-] حدثنا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الرحمنِ، نا عُبَيْدُ اللهِ بنُ موسى، عن إسرائيلَ، عن أبي إسحاقَ، عن هانئِ بنِ هانئٍ، عن عليٍّ، قال: الحسنُ أشبهُ برسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم: ما بين الصدرِ إلى الرأسِ، والحسينُ أشبهُ برسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم: ما كان أسفلَ من ذلك، هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

۱۰- ابن زیاد کو گستاخی کی سزا دنیا ہی میں ملی!

روایت: عمارۃ بن عمیر کہتے ہیں: جب عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے، اور رحبہ کی مسجد میں ترتیب سے رکھے گئے تو میں ان کے پاس پہنچا، لوگ کہہ رہے تھے: آگیا! آگیا! پس اچانک ایک (پتلا) سانپ آیا، اور سروں کے درمیان گھسنے لگا، یہاں تک کہ عبیداللہ بن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہوا، پھر تھوڑی دیر اندر رہا، پھر نکلا اور چلا گیا، یہاں تک کہ غائب ہوگیا۔ پھر لوگوں نے کہا: آگیا! آگیا! سانپ نے ایسا دو یا تین مرتبہ کیا۔

تشریح: عبیداللہ: زیاد بن ابیہ کا لڑکا، حضرت معاویہؓ کا بھتیجا، اور یزید کا چچازاد بھائی تھا، اس کی کوفہ کی امارت کے زمانہ میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے، پھر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ابراہیم بن الاشتر نے ۶۶ ہجری میں قتل کیا۔ ابراہیم کو مختار بن ابی عبید ثقفی نے ابن زیاد سے لوہا لینے کے لئے بھیجا تھا، پھر مختار نے یہ سب سر مکہ مکرمہ میں حضرت محمد بن الحنفیہ کے پاس یا عبداللہ بن الزبیر کے پاس بھیج دیئے، اور ان کی لاشوں کو نذر آتش کر دیا ـــــ اور یہ روایت امام ترمذی فضائل حسین رضی اللہ عنہ میں اس لئے لائے ہیں تاکہ اولیاء کو ستانے کا انجام دنیا کے سامنے آجائے۔

[۳۸۱۲-] حدثنا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، قَالَ: لَمَّا جِيْءَ بِرَأْسِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ وَأَصْحَابِهِ، نُضِدَتْ فِي الْمَسْجِدِ فِي الرَّحْبَةِ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِمْ، وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: قَدْ جَاءَتْ! قَدْ جَاءَتْ! فَإِذَا حَيَّةٌ قَدْ جَاءَتْ، تَخَلَّلُ الرُّؤُوْسَ، حَتَّى دَخَلَتْ فِيْ مَنْخَرَيْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ، فَمَكَثَتْ هُنَيْهَةً، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَذَهَبَتْ، حَتَّى تَغَيَّبَتْ، ثُمَّ قَالُوْا: قَدْ جَاءَتْ! قَدْ جَاءَتْ! فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۱۱- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہیں

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میری ماں نے مجھ سے پوچھا: تجھے نبی ﷺ سے ملے ہوئے کتنے دن ہوگئے؟ میں نے کہا: میں اتنی اور اتنی مدت سے نبی ﷺ سے نہیں ملا۔ میری ماں نے مجھے آڑے ہاتھوں لیا! میں نے ان سے کہا: مجھے چھوڑیں! میں نبی ﷺ کے پاس جاتا ہوں، اور آپؐ کے ساتھ مغرب پڑھتا ہوں، اور آپؐ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے لئے اور آپ کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ پس میں نبی ﷺ کے پاس آیا، اور آپؐ کے ساتھ مغرب پڑھی۔ آپؐ مغرب کے بعد نفلیں پڑھتے رہے، تا آنکہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر آپ پھرے، میں آپؐ کے پیچھے ہولیا، آپؐ نے میری آواز سنی، پوچھا: کون ہے، حذیفہ ہے؟ میں نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: "تمہاری کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی مغفرت فرمائیں!" پھر فرمایا: "یہ ایک فرشتہ ہے جو آج رات سے پہلے

کبھی زمین پر نہیں اترا۔ اس نے اپنے پروردگار سے اجازت طلب کی کہ وہ مجھے سلام کرے، اور مجھے خوش خبری سنائے کہ فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ اور حسن وحسین جنتیوں کے جوانوں کے سردار ہیں (یہ آخری مضمون حدیث ۳۸۰۰ میں آچکا ہے اور ماں باپ کی فضیلت اولاد کی فضیلت ہے، اس لئے یہ حدیث یہاں لائے ہیں، اور اس میں حسنین کی خود بھی فضیلت کا بیان ہے، اور یہ حدیث سند کے اعتبار سے ٹھیک ہے)

[۱۰۳-] بابٌ

[۳۸۱۳-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالاَ: نَا مُحمدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ، عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: سَأَلَتْنِيْ أُمِّيْ مَتَى عَهْدُكَ؟ تَعْنِيْ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: مَالِيْ بِهِ عَهْدٌ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَنَالَتْ مِنِّيْ، فَقُلْتُ لَهَا: دَعِيْنِيْ آتِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَأُصَلِّيْ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، وَأَسْأَلُهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لِيْ وَلَكِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْمَغْرِبَ، فَصَلَّى حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ انْفَتَلَ، فَتَبِعْتُهُ، فَسَمِعَ صَوْتِيْ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟ حُذَيْفَةُ!" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: "مَاحَاجَتُكَ؟ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ!" قَالَ: "إِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْأَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ، اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ أَنْ يُسَلِّمَ عَلَيَّ، وَيُبَشِّرَنِيْ بِأَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ إِسْرَائِيْلَ.

۱۲- فضائل حسنینؓ کی تین متفرق حدیثیں

حدیث (۱): حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا پس فرمایا: ''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی ان دونوں سے محبت فرمائیں!''

حدیث (۲): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حضرت حسنؓ کو کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے، پس ایک شخص نے کہا: اے لڑکے! تو بہترین سواری پر سوار ہے! پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اور وہ بھی تو بہترین سوار ہے!'' (یہ حدیث زمعہ کی وجہ سے ضعیف ہے)

حدیث (۳): حضرت براءؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ حضرت حسنؓ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے، اور فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی اس سے محبت فرمائیں!''

[۳۸۱۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ

البَرَاءِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَبْصَرَ حَسَنًا وَحُسَيْنًا، فَقَالَ: " اللّٰهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُمَا، فَأَحِبَّهُمَا"
هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۸۱۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: نِعْمَ الْمَرْكَبُ، رَكِبْتَ يَا غُلَامُ! فَقَالَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَزَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ: قَدْ ضَعَّفَهُ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهِ.

[۳۸۱۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاضِعَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ إِنِّی أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

بابُ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النبیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کے گھر والوں کے فضائل

پہلے (تحفہ ۲: ۱۴۳ اور ۷: ۳۹۲ حدیث ۳۲۲۹ میں) یہ بات تفصیل سے آچکی ہے کہ سورۃ الاحزاب (آیت ۳۳) میں اھل البیت کا مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ اور آلِ رسول ﷺ اھل البیت کا مصداق ثانوی ہیں۔ یہ حضرات نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اہل البیت میں شامل ہوئے ہیں۔ مگر شیعوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر بعض اہل السنہ بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ اہل البیت کا اصل مصداق صرف آلِ رسول ﷺ ہیں۔ اور ازواج مطہرات کا کوئی ذکر نہیں، یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے، اس سے ذہن صاف کرلینا چاہئے، اور شاید امام ترمذی رحمہ اللہ کے ذہن میں بھی یہی مفہوم ہے، چنانچہ حسنین رضی اللہ عنہما کے فضائل کے بعد یہ باب لائے ہیں، جبکہ یہ باب ازواج مطہرات کے فضائل کے بعد لانا چاہئے تھا۔ پس اس عنوان کے تحت ازواج مطہرات مع آلِ رسول کے فضائل بیان کئے جارہے ہیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث ابھی (حدیث ۳۷۷۸) گذری ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: " مجھے تمہارا (ازواج مطہرات کا) معاملہ اپنے بعد فکر مند کئے ہوئے ہے" یعنی میرے بعد تمہارا کیا ہوگا؟ میں نے تمہارے لئے کوئی ترکہ نہیں چھوڑا! اور تم نے بھی دارِ آخرت کو اختیار کیا ہے، اور کچھ جمع نہیں کیا۔ اور ہرگز صبر نہیں کریں گے تم پر مگر صبر کرنے والے" یعنی باہمت بندے ہی تمہاری خبر گیری کریں گے۔ پھر ہوا یہ کہ حکومت نے ان کی ذمہ داری سنبھال لی، اور وہ فکر معاش سے بےفکر ہوگئیں۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ نبی ﷺ نے آخر حیات میں مختلف مواقع پر مختلف چیزوں کے بارے میں وصیت (تاکید) فرمائی ہے۔ جیسے نماز کی تاکید فرمائی، غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی، قرآن کریم (دین) کو مضبوط پکڑنے کا حکم دیا، اسی طرح ازواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک کی بھی تاکید فرمائی، جیسا کہ باب کی آخری حدیث میں ہے۔

تنبیہ: یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لینی چاہئے کہ باب کی حدیثیں ایک دوسری حدیث کے ساتھ مشتبہ (گڈمڈ) ہوگئی ہیں۔ موطا مالک میں بلاغاً اور مستدرک حاکم میں بہ سند حسن حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: تركتُ فيكم أمرين، لن تَضِلُّوا ما تَمَسَّكْتُم بهما: كتابَ الله، وسنةَ رسوله: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں: اللہ کی کتاب، اور اس کے رسول کی سنت (طریقہ) اگر تم ان دونوں کو تھامے رہے تو ہرگز گمراہ نہیں ہوؤگے ـــــ اور باب کی بعض حدیثوں میں کتاب اللہ اور اہل البیت کو مضبوط پکڑنے کا ذکر ہے۔ حالانکہ کتاب اللہ کو مضبوط پکڑنے کی بات تو معقول ہے، مگر اہل البیت کو مضبوط تھامنے کا کوئی مطلب نہیں۔ ان سے تو محبت وتعلق رکھنے کا، ادب واحترام کرنے کا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم ہے، مگر باب کی تیسری روایت میں دونوں کو تَمَسَّكْتُم کے تحت لے لیا ہے۔ یہ تعبیر صحیح نہیں، یہ مذکورہ حدیث کا اس حدیث میں اثر آ گیا ہے۔ صحیح تعبیر حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، جو مسلم شریف (حدیث ۲۴۰۸ فضائل الصحابہ، باب ۴) میں ہے۔ حضرت زیدؓ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان خُمّ چشمے پر لوگوں سے خطاب فرمایا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، پھر وعظ ونصیحت فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ”ألا، أيها الناس! فإنما أنا بشر، يوشك أن يأتي رسولُ ربي فأجيبَ، وأنا تارك فيكم ثقلين: أولهما: كتاب الله، فيه الهدى والنور، فخذوا بكتاب الله، واسْتَمْسِكُوا به“ فَحَثَّ على كتاب الله وَرَغَّبَ فيه، ثم قال: "وأهلُ بيتي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ في أهل بيتي! أذكركم الله في أهل بيتي! أذكركم الله في أهل بيتي!": سنو، لوگو! میں انسان ہی ہوں یعنی مجھے بھی موت آنے والی ہے، قریب ہے کہ میرے پاس میرے پروردگار کا قاصد آئے، پس میں لبیک کہوں۔ اور میں تمہارے درمیان دو بھاری چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ان میں سے ایک: اللہ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، پس اللہ کی کتاب کو لے لو، اور اس کو مضبوط پکڑو پس آپؐ نے کتاب اللہ پر ابھارا، اور اس کی ترغیب دی، پھر فرمایا: ”اور میرے گھر والے (بشمول آلِ رسول) میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اپنے گھر والوں میں!“

اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ اہل بیت کون ہیں؟ کیا ازواج مطہرات اہل بیت نہیں؟ حضرت زیدؓ نے فرمایا: نساؤه من أهل بيته، ولكن أهل بيته من حُرِمَ الصدقةَ بعدَه: آپ کی ازواج بھی اہل بیت ہیں، مگر جن پر زکوٰۃ حرام ہے وہ اہل بیت ہیں۔ اور ایک طریق میں ہے کہ ازواج ہی اہل بیت نہیں، بلکہ آلِ رسول بھی ان میں شامل ہیں۔ اس جواب سے ثابت ہوا کہ اہل البیت کا مصداق دونوں ہیں، صرف آلِ رسول نہیں۔

۱- کتاب اللہ کو تھامنا اور نبی ﷺ کے کنبے کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا

حدیث(۱): حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو حج میں عرفہ کے دن دیکھا، درانحالیکہ آپؐ اپنی اونٹنی قصواء پر خطبہ دے رہے تھے، پس میں نے آپؐ کو فرماتے ہوئے سنا: ''لوگو! بیشک میں نے تم میں چھوڑا ہے ان کو کہ اگر لئے رہو تم ان کو تو ہرگز گمراہ نہیں ہوؤ گے: اللہ کی کتاب اور میرا کنبہ یعنی میرے گھر والے!''

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے۔ زید بن الحسن قرشی ابوالحسین کوفی، صاحب الانماط (بستر کے اوپر کی چادریں بیچنے والا) ضعیف راوی ہے۔ مگر امام ترمذیؒ اس راوی سے خوش ہیں، فرماتے ہیں: زید بن الحسن سے متعدد اہل علم نے روایت لی ہے، یعنی یہ راوی ٹھیک ہے مگر حقیقت میں یہ ضعیف ہے، جیسا کہ تقریب میں ہے: یہ راوی دونوں چیزوں کو اخذتم بہ کے تحت لایا ہے، یہ تعبیر صحیح نہیں۔

[۱۰۴-] بابُ مَنَاقِبِ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۸۱۷-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكُوْفِيُّ، نَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ حَجَّتِهِ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَهُوَ عَلَى نَاقَتِهِ الْقَصْوَاءِ يَخْطُبُ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَنْ إِنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا: كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ: أَهْلَ بَيْتِيْ"

وفي الباب: عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، وَأَبِيْ سَعِيْدٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، وَحُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَزَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ: قَدْ رَوَى عَنْهُ سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

۲- دعائے نبوی کی برکت سے آلِ رسول کا اہل بیت میں شامل ہونا

حدیث: نبی ﷺ کے پروردہ عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جب ام سلمہؓ کے گھر میں نبی ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے نبی کے گھر والو! تم سے آلودگی کو دور رکھے، اور تم کو ہر طرح سے پاک وصاف کرے'' تو آپؐ نے حضرات فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا، پس ان کو چادر اوڑھائی، اور حضرت علیؓ آپؐ کی پیٹھ کے پیچھے تھے، پس ان کو بھی کمبل اوڑھایا، پھر دعا فرمائی: ''اے اللہ! یہ لوگ (بھی) میرے گھر والے ہیں، پس ان سے (بھی) گندگی کو دور کیجئے، اور ان کو (بھی) خوب پاک صاف کیجئے!'' —— حضرت ام سلمہؓ نے کہا: اور میں (بھی) ان کے ساتھ ہوں! اے اللہ کے نبی! آپؐ نے فرمایا: ''تم اپنی جگہ رہو، اور تم بڑی خیر پر ہو!''

حوالہ: یہ حدیث اسی سند سے پہلے کتاب التفسیر (حدیث ۳۲۲۹ تحفہ ۷: ۳۹۶) میں گذر چکی ہے، اور اس کی شرح

وہاں کی گئی ہے۔

[۳۸۱۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا مُحمدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ: رَبِيْبِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم،قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، فَدَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاطِمَةَ، وَحَسَنًا، وَحُسَيْنًا: فَجَلَّلَهُمْ بِكِسَاءٍ، وَعَلِيٌّ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَجَلَّلَهُ بِكِسَاءٍ، ثُمَّ قَالَ: "اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِيْ، فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ، وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا" قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَارسولَ اللّٰهِ! قَالَ: "أَنْتِ عَلَى مَكَانِكِ، وَأَنْتِ إِلَى خَيْرٍ"

وفي الباب: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَمَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ، وَأَبِي الْحَمْرَاءِ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳-ایک روایت کہ قرآن اور کنبہ قیامت تک ساتھ رہیں گے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک میں چھوڑنے والا ہوں تم میں اس کو کہ اگر مضبوط تھامے رہو تم اس کو تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے، ان میں سے ایک چیز دوسری سے بڑی ہے: ۱- اللہ کی کتاب: آسمان سے زمین تک لمبی کی ہوئی رسی ہے۔ ۲- اور میرا کنبہ یعنی میرے گھر والے۔ اور ہرگز دونوں جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ وہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر آئیں گے، پس دیکھو! تم کیسی جانشینی کرتے ہو میری ان دونوں میں!''

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً صحیح نہیں۔ پہلی سند میں عطیہ عوفی: شیعہ تھا، اور مدلس بھی تھا، اس نے کلبی کی کنیت ابوسعید رکھ رکھی تھی، اور عن أبي سعيد کہہ کر روایت کرتا تھا، اور دھوکہ دیتا تھا کہ وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہا ہے۔

اور دوسری سند میں حبیب بن ابی ثابت ہیں، یہ بڑے فقیہ تھے مگر کثیر الارسال والتدلیس تھے، یعنی سنے بغیر روایت کرتے تھے، خود کہتے ہیں: إذا حدثني رجل بحديث، ثم حدثتُ به عنك كنتُ صادقا (تہذیب) اس لئے صحیح روایت یزید بن حیان کی ہے، یہ راوی ثقہ ہے اس میں کچھ کمی نہیں۔ اور اس کی روایت مسلم شریف (حدیث ۲۴۰۸) میں ہے، جو پہلے نقل کی جا چکی ہے۔

[۳۸۱۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ الْكُوْفِيُّ، نَا مُحمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، نَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ [ح:] وَالْأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله

عليه وسلم: " إِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا إِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ، أَحَدُهُمَا أَعْظَمُ مِنَ الآخَرِ: كِتَابُ اللّٰهِ: حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الأَرْضِ، وَعِتْرَتِيْ: أَهْلُ بَيْتِيْ، وَلَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ، فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِيْ فِيْهِمَا" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

۴- چودہ منتخب ساتھیوں والی روایت

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: "ہر پیغمبر سات ستودہ صفات ساتھی (یا نگہبان) دیا گیا ہے، اور میں چودہ دیا گیا ہوں!" لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ کون ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: "میں، میرے دو بیٹے (حسن وحسین) جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب، بلال، سلمان، عمار، مقداد، حذیفہ، اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہم)

حدیث کا حال: یہ حدیث نہایت ضعیف، ناقابل اعتبار ہے۔ کثیر بن اسماعیل نوّاء (بھاری بوجھ ڈھونے والا) نہایت ضعیف راوی اور سڑا ہوا شیعہ تھا، قال ابن عدی: كان غالياً في التشيع، مُفرِطًا فيه (تہذیب) —— اسی طرح ابوادریس مرہبی کوئی بھی شیعہ تھا —— اور یہ روایت صرف ترمذی میں ہے، اور مرفوع ہے یا موقوف؟ اس میں اختلاف ہے یعنی یہ نبی ﷺ کا قول ہے یا حضرت علیؓ کا؟ یہ بات طے نہیں، پس یہ روایت شیعوں کی پیداوار ہے۔

لغات: النَّجيب: ستودہ صفات، اپنی ذات اور اپنی نوع میں ممتاز، جمع نُجَباء ...... رفیق: ساتھی، جمع رفقاء ...... الرقیب: نگہبان، محافظ، خیال رکھنے والا، جمع رُقَبَاء۔

[۳۷۸۰-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، نا سُفْيَانُ، عَنْ كَثِيْرٍ النَّوَّاءِ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجَبَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ كُلَّ نَبِيٍّ أُعْطِيَ سَبْعَةَ نُجَبَاءَ رُفَقَاءَ — أَوْ قَالَ: رُقَبَاءَ — وَأُعْطِيْتُ أَنَا أَرْبَعَةَ عَشَرَ، قُلْنَا: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: أَنَا، وَابْنَايَ، وَجَعْفَرٌ، وَحَمْزَةُ، وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَبِلَالٌ، وَسَلْمَانُ، وَعَمَّارٌ، وَالْمِقْدَادُ، وَحُذَيْفَةُ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ.

هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ عَلِيٍّ مَوْقُوْفًا.

۵- اہل بیت سے محبت کرنے کی وجہ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے محبت کرو، کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتے ہیں، اور مجھ سے محبت کرو: اللہ سے محبت کرنے کی وجہ سے، اور میرے گھر والوں سے محبت کرو: مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے"

لغت: غذا يغذو غذاء: کھلانا ...... من نِعَمِه: ما کا بیان ہے۔

تشریح: قاعدہ ہے: محبوب کا محبوب: محبوب ہوتا ہے۔ پس اللہ کی محبت تو لذاتہ ہے، اور اس وجہ سے ہے کہ وہ ہمہ وقت نعمتوں کی بارش فرمارہے ہیں، اور آپؐ اللہ کے رسول اور محبوب ہیں، اس لئے آپؐ سے لغیرہ محبت ضروری ہے، اسی طرح آپؐ کے گھر والوں سے آپؐ کی وجہ سے محبت ضروری ہے، اور گھر والوں کا اصل مصداق ازواج مطہرات ہیں، اور آلِ رسول بھی اس کا مصداق ہیں، اس لئے ان سے بھی محبت ضروری ہے۔

[۳۸۲۱-] حدثنا أَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، نَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ، نَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ النَّوْفَلِيِّ، عَنْ محمدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَحِبُّوْا اللّٰهَ لِمَا يَغْذُوْكُمْ مِنْ نِعَمِهِ، وَأَحِبُّوْنِيْ بِحُبِّ اللّٰهِ، وَأَحِبُّوْا أَهْلَ بَيْتِيْ بِحُبِّيْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

فضائل حضرات: معاذ، زید بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو عبیدۃ رضی اللہ عنہم

۱- حضرت معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس انصاری خزرجی، ابو عبدالرحمٰن (ولادت: ۲۰ سال قبل ہجرت۔ وفات: ۱۸ ہجری مطابق ۶۰۳-۶۳۹ عیسوی) جوانی میں مسلمان ہوئے، حلال وحرام (مسائل فقہیہ) کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، نبی ﷺ نے آپ کو یمن کا حاکم بنایا۔ خلافتِ صدیقی میں مدینہ واپس آئے اور حضرت ابو عبیدۃ کے ساتھ شام کے جہاد میں چلے گئے۔ جب طاعون عمواس میں حضرت ابو عبیدۃ کی وفات ہوئی تو انھوں نے حضرت معاذ کو اسلامی افواج کا سپہ سالارِ اعظم مقرر کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو برقرار رکھا۔ مگر اسی سال آپؓ کا بھی انتقال ہو گیا۔

۲- حضرت زید بن ثابت بن الضحاک: انصاری، خزرجی، ابو خارجہ (ولادت ہجرت سے گیارہ سال پہلے، وفات ۴۵ ہجری۔ مطابق ۶۱۱-۶۶۵ عیسوی) ۱۷ دن میں سریانی زبان میں مہارت پیدا کرلی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآن کو سرکاری ریکارڈ میں لیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مصاحف تیار کرنے والی کمیٹی میں شریک رہے، چھ اصحاب فتوی میں سے تھے، اور علم المیراث کے خاص ماہر تھے، حضرت عمرؓ جب کہیں جاتے تو آپؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے، ہجرت کے وقت نابالغ تھے مگر کافی قرآن یاد کرلیا تھا۔ کاتبین وحی میں سے تھے۔

۳- حضرت ابی بن کعب بن قیس: نجاری، خزرجی، ابو المنذر و ابو الطفیل، سید القراء، بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، چھ اصحاب فتوی میں سے تھے، سنہ ولادت معلوم نہیں۔ وفات ۲۱ ہجری مطابق ۶۴۲ عیسوی۔ حضرت عمرؓ آپؓ کو سید المسلمین کہتے تھے۔

۴- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے حالات پہلے آچکے ہیں۔

۱-حضرات ابوبکر وعمر وعثمان ومعاذ وزید وابی وابوعبیدۃ رضی اللہ عنہم کے امتیازات

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ارحمُ امتی بامتی ابوبکر: میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکرؓ ہیں: واشدُهم في أمر الله عمر: اوران میں اللہ کے دین کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں: واصدقهم حياءً عثمان بن عفان: اوران میں شرم کے لحاظ سے سب سے زیادہ سچے یعنی پکے عثمانؓ ہیں: واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل: اوران میں حلال وحرام (مسائل) کے سب سے زیادہ جاننے والے معاذ ہیں: وافرضهم زيد بن ثابت: اوران میں علم میراث کے سب سے زیادہ جاننے والے زید ہیں: واقرءهم ابی بن کعب: اوران میں قرآن سب سے عمدہ پڑھنے والے ابیؓ ہیں: ولكل امة امين، وامين هذه الأمة ابو عبيدة بن الجراح: اور ہرامت کے لئے کوئی دیانت دار ہوتا ہے، اوراس امت کے دیانت دار ابوعبیدۃ ہیں۔

[۱۰۵-] مَنَاقِبُ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ، رضي الله عنهم

[۳۸۲۲-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ دَاوُدَ الْعَطَّارِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَرْحَمُ أُمَّتِيْ بِأُمَّتِيْ أَبُوْ بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِيْ أَمْرِ اللّٰهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ: أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ قَتَادَةَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رَوَاهُ أَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

۲-حضرت ابیؓ کو نامزد کرکے سورۃ البینہ سنانے کا حکم

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۃ البینہ سناؤں" حضرت ابی نے پوچھا: کیا مجھے نامزد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "ہاں!" پس حضرت ابی رو پڑے (یہ رونا یا تو خوشی کا تھا، یا اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں تقصیر کی وجہ سے روئے تھے)

[۳۸۲۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ

أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: "إِنَّ اللهَ أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾" قَالَ: وَسَمَّانِي؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَبَكَى.
هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ هذا الحديثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

۳-عہدِ نبوی میں قبیلۂ خزرج کے چار شخصوں نے قرآنِ کریم حفظ کیا

روایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عہدِ نبوی میں چار حضرات نے قرآن جمع (حفظ) کیا، وہ سب انصار (کے قبیلۂ خزرج) میں سے تھے: ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابوزید عمرو بن اخطب خزرجی رضی اللہ عنہم۔ قتادہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انسؓ سے پوچھا: یہ ابوزید کون ہیں؟ انھوں نے کہا: میرے ایک (خاندانی) چچا ہیں (اس روایت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام صحابہ میں سے صرف ان چار حضرات نے عہدِ نبوی میں قرآن حفظ کیا تھا، بلکہ انصار کے قبیلۂ خزرج میں سے ان چار حضرات نے حفظ مکمل کیا تھا)

[۳۸۲۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلَى عَهْدِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَرْبَعَةٌ، كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَأَبُوْ زَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُوْ زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُوْمَتِيْ، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴-نبی ﷺ نے چند صحابہ کی ستائش کی!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’ابوبکرؓ بہت اچھے آدمی ہیں! عمرؓ بہت اچھے آدمی ہیں! ابوعبیدہ بہت اچھے آدمی ہیں! اُسید بن حُضیر بہت اچھے آدمی ہیں! ثابت بن قیس بہت اچھے آدمی ہیں! معاذ بن جبل بہت اچھے آدمی ہیں! معاذ بن عمرو بن الجموح بہت اچھے آدمی ہیں!

حوالہ: اس کے بعد کی روایت (نمبر ۳۸۲۶) پہلے (حدیث ۳۷۸۷ و ۳۷۸۸ میں) بعینہٖ گذر چکی ہے۔

[۳۸۲۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ بَكْرٍ! نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ! نِعْمَ الرَّجُلُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ابْنُ الْجَرَّاحِ! نِعْمَ الرَّجُلُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ! نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ! نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ! نِعْمَ الرَّجُلُ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ!" هذا حديثٌ حسنٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سُهَيْلٍ.

[۳۸۲۶-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَا: ابْعَثْ مَعَنَا أَمِيْنَكَ، قَالَ: " فَإِنِّيْ سَأَبْعَثُ معكُم أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ" فَأَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

قَالَ: وَكَانَ أَبُوْ إِسْحَاقَ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ صِلَةَ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مُنْذُ سِتِّيْنَ سَنَةً، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عُمَرَ، وَأَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: " لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ، وَأَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ"

فضائل سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جنت تین شخصوں کی مشتاق ہے: علی، عمار اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کی۔

تشریح: اس حدیث کے راوی حسن بن صالح ہمدانی پر شیعہ ہونے کا الزام تھا (تقریب) اس لئے اللہ تعالیٰ ہی اس حدیث کا حال بہتر جانتے ہیں ـــــ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کتنی عمر پائی؟ اس میں روایات بہت مختلف ہیں۔ ذہبی نے اپنی آخری رائے یہ لکھی ہے کہ آپ کی عمر اسّی سال سے متجاوز نہیں ہوئی تھی (اصابہ تذکرہ سلمان) غزوۂ احزاب میں آپؓ ہی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔ آخر میں مدائن کے گورنر مقرر ہوئے۔ سنہ وفات میں اختلاف ہے، غالباً ۳۶ ہجری میں وفات پائی ہے۔

[۱۰۶-] مَنَاقِبُ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رضي الله عنه

[۳۸۲۷-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا أَبِيْ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ رَبِيْعَةَ الْإِيَادِيِّ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ إِلَى ثَلَاثَةٍ: عَلِيٍّ، وَعَمَّارٍ، وَسَلْمَانَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ.

فضائل عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما

ابوالیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما: قحطانی ہیں۔ مکہ میں بنو مخزوم سے دوستی کا تعلق قائم کیا تھا۔ وہ اور ان کے والدین سابقین اولین (شروع میں اسلام قبول کرنے والوں) میں سے ہیں۔ والدہ ماجدہ: سمیہ رضی اللہ عنہا (اسلام میں پہلی شہید خاتون ہیں، ابوجہل نے ان کو قتل کیا تھا) ولادت: ستاون سال قبل ہجرت۔ شہادت: ۳۷ ہجری (جنگ صفین میں) مدت عمر: ترانوے سال۔ لقب: الطیب المُطَیَّب۔ والد ماجد: حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی قدیم الاسلام ہیں۔ حضرت

عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا، اور کوفہ والوں کو لکھا تھا: إنه من النجباء من أصحاب محمد صلی الله علیه وسلم: یہ چنیدہ صحابی ہیں!

۱-خوش آمدید طیب ومطیب!

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما آئے، درانحالیکہ وہ نبی ﷺ سے اجازت طلب کر رہے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: "ان کو اجازت دیدو!" (پھر جب وہ اندر آئے تو فرمایا:) "خوش آمدید طیب ومطیب!" یعنی طاہر ومطہر! (اسی دن سے آپؓ کا یہ لقب ہوگیا)

لغات: مرحبا: آپ کشادہ جگہ میں آئے، خوش آمدید، مہمان کے آنے پر انشراح ہوتو یہ جملہ کہتے ہیں ...... طیب: پاکیزہ، طاہر۔ مُطَیّب کے بھی یہی معنی ہیں: تاکید ومبالغہ کے لئے استعمال کیا ہے، خوشبودار کے معنی نہیں ہیں۔

۲-عمارؓ ہمیشہ راست روی والا معاملہ اختیار کرتے ہیں!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عمار کو جب بھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو انھوں نے راست روی والا معاملہ اختیار کیا"

تشریح: ایک روایت میں أیسرَھما ہے۔ یعنی زیادہ آسانی والا راستہ اختیار کیا۔ اور ایک روایت میں أصعَبَھما ہے یعنی زیادہ دشوار راستہ اختیار کیا۔ اور تطبیق یہ ہے کہ دوسروں کے لئے آسانی کو اور اپنے لئے احتیاط والے پہلو کو اختیار کرتے تھے (اور عبد العزیز بن سیاہ: بخاری ومسلم کا راوی ہے)

[۱۰۷-] مَنَاقِبُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، وَكُنْيَتُهُ أَبُو الْيَقْظَانِ رضي الله عنه

[۳۸۲۸-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِئِ ابْنِ هَانِئٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: جَاءَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "ائْذَنُوا لَهُ، مَرْحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ!" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۸۲۹-] حدثنا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا خُيِّرَ عَمَّارٌ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَرْشَدَهُمَا"

هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سِيَاهٍ، وَهُوَ شَيْخٌ كُوفِيٌّ، وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ، وَلَهُ ابْنٌ، يُقَالُ لَهُ: يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: ثِقَةٌ، رَوَى عَنْهُ يَحْيَى بْنُ آدَمَ.

۳- حضرت عمارؓ کی سیرت کی پیروی کرو!

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: ''میں نہیں جانتا کہ میں آپ لوگوں کے درمیان کتنے دن رہونگا؟ پس آپ لوگ ان دو کی پیروی کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے'' اور آپؐ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا (یہاں تک حدیث پہلے (حدیث ۳۶۹۲) آچکی ہے) ''اور عمار کی سیرت کی پیروی کرو، اور ابن مسعود تم سے جو کچھ بیان کریں اس کی تصدیق کرو''

لغات: اِهْتَدٰى: ہدایت چاہنا، پیروی کرنا...... الهَدْی: سیرت، نقشِ قدم، طریقہ۔

تشریح: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ آئندہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو نزاع ہوگا: اس میں حق حضرت علیؓ کے ساتھ ہوگا، کیونکہ حضرت عمارؓ ان کے ساتھ ہونگے۔ اور حضرت معاویہؓ اجتہادی غلطی پر ہونگے، جس سے درگذر کیا جائے گا۔

سند کا بیان: یہ حدیث صحیح ہے، مسند احمد میں بھی ہے۔ اور یہ حدیث سفیان ثوری سے وکیع رحمہ اللہ کے علاوہ ابراہیم بن سعد بھی روایت کرتے ہیں، اور اس کی ایک دوسری سند سالم مرادی کی ہے، جو پہلے (حدیث ۳۶۹۲) آگئی ہے۔

۴- حضرت عمارؓ کو باغی جماعت قتل کرے گی

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوش خبری سن لو عمار! تمہیں باغی جماعت قتل کرے گی!'' (باغی: قانون شکن، اسلامی حکومت سے خروج کرنے والا)

تشریح: یہ حدیث متعدد صحابہ سے مروی ہے، جن کے نام حدیث کے بعد مذکور ہیں، حتی کہ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ اور جنگ صفین میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، اور حضرت معاویہؓ کے لوگوں کے ہاتھ سے قتل کئے گئے، بس یہ حضرت علیؓ کے حق پر ہونے کی واضح دلیل ہے۔

سوال: اتنی واضح دلیل سامنے آنے پر بھی حضرت معاویہؓ اپنے موقف پر کیوں جمے رہے؟

جواب: اختلاف میں دماغ صحیح کام نہیں کرتا، آدمی اپنے عمل کی کوئی نہ کوئی تاویل کرلیتا ہے، چاہے وہ کتنی ہی لچر کیوں نہ ہو، جیسے منکرینِ اسلام کی سمجھ میں اسلام کی حقانیت نہیں آتی، وہ شرک کی تاویلیں کرتے ہیں۔ اسی طرح جب حضرت معاویہؓ سے یہ بات ذکر کی گئی کہ عمار ہماری فوج کے ہاتھوں مارے جاچکے ہیں، اور نبی ﷺ نے یہ فرمایا ہے! تو حضرت معاویہ نے تاویل کی کہ ہم نے عمار کو نہیں مارا، علی نے مارا ہے، وہی ان کو اپنے ساتھ لائے ہیں، اس لئے وہی ان کے قتل کے ذمہ دار ہیں۔

[۳۸۳۰-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مَوْلًى لِرِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "إِنِّيْ لَا أَدْرِيْ مَا قَدْرُ بَقَائِيْ فِيْكُمْ؟ فَاقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنَ مِنْ بَعْدِيْ، وَأَشَارَ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَمَا حَدَّثَكُمْ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ"

هٰذا حديثٌ حسنٌ، وَرَوَى إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ هٰذا الحديثَ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ هِلَالٍ مَوْلَى رِبْعِيٍّ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ، وَقَدْ رَوَى سَالِمٌ الْمُرَادِيُّ الْكُوْفِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ هٰذَا.

[۳۸۳۱-] حدثنا أَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "أَبْشِرْ يَا عَمَّارُ! تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ"

وفي الباب: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي الْيَسَرِ، وَحُذَيْفَةَ، هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ حَدِيْثِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

فضائل حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

آپ کے نام اور والد کے نام میں اختلاف ہے، مشہور قول جندب بن جنادہ ہے، کنانہ بن خزیمہ کی شاخ غفار سے آپ کا تعلق تھا، یمن کے رہنے والے تھے، بہت قدیم الاسلام ہیں، کہتے ہیں: پانچویں مسلمان ہیں۔ تاریخ ولادت معلوم نہیں۔ وفات ربذہ میں ۳۲ ہجری میں ہوئی ہے۔ آپ کی سیرت کی ایک خاص بات یہ ہے کہ آپ کے نزدیک سونا چاندی رکھنا جائز نہیں تھا، حالانکہ زکوۃ حولان حول کے بعد واجب ہوتی ہے، اگر سونا چاندی جمع رکھنا جائز نہیں تو پھر زکوۃ کس چیز میں واجب ہوگی؟

حضرت ابوذرؓ جیسا سچا آدمی آسمان وزمین نے نہیں دیکھا!

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ما أظلّتِ الخضراءُ، ولا أقلّتِ الغبراءُ أصدقَ من أبي ذر: نہیں سایہ فگن ہوا آسمان، اور نہیں اٹھایا زمین نے ابوذرؓ سے زیادہ سچے آدمی کو، یعنی ابوذرؓ سے زیادہ سچا زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی پیدا نہیں ہوا (یہ حدیث ابن ماجہ، احمد اور حاکم میں بھی ہے، اور باب میں حضرت ابوالدرداءؓ کی جو حدیث ہے: وہ مسند احمد میں ہے، اور حضرت ابوذرؓ کی حدیث اگلے نمبر پر آرہی ہے)

لغت اور ترکیب: أَظَلَّ إظلالاً: سایہ فگن ہونا، ڈھانک لینا...... الخضراء: آسمان، کیونکہ اس کا رنگ نیلگوں ہے...... أَقَلَّ إقلالاً: اٹھانا۔ سورۃ الاعراف (آیت ۵۶) میں ہے: ﴿حَتّٰى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا﴾: یہاں تک کہ جب ہوائیں بھاری بادلوں کو اٹھاتی ہیں...... الغبراء: زمین، کیونکہ اس کا رنگ مٹیالا ہے...... أصدق: مفعول ہے أظلت اور أقلت کا، پس اس میں تنازع فعلان ہے۔

حدیث (۲): حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں سایہ فگن ہوا آسمان، اور نہیں اٹھایا زمین نے کسی بھی بات کہنے والے کو ابوذر سے زیادہ سچے آدمی کو، اور زیادہ وعدہ وفا کرنے والے کو، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہیں!" پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسد کے طور پر کہا: یارسول اللہ! کیا آپ ان کے لئے یہ بات جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں! پس تم لوگ اس کو جان لو!"

یہی حدیث ان لفظوں سے بھی مروی ہے: "ابوذر زمین میں عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کے ساتھ چلتے ہیں" یعنی ابوذر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کا نمونہ ہیں (یہ مختصر حدیث معلوم نہیں کس کتاب میں ہے؟)

حدیث کا حال: اس حدیث کا راوی عکرمہ بن عمار صدوق (معمولی ثقہ راوی) ہے، اور وہ حدیثوں میں غلطی کرتا تھا، اور اس کے پاس کتاب بھی نہیں تھی (تقریب) پس اس نے جو حضرت عمرؓ کے جلنے کی بات کہی ہے: وہ غیر معتبر ہے۔ بھلا حضرت عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کیا آپ ان کے لئے یہ بات جانتے ہیں؟ کیا وہ آپ کو اللہ کا رسول نہیں مانتے تھے؟!...... اور اگر کوئی أَتَعَرَّفُ (باب تفعیل سے) پڑھے تو وہ کالحاسد سے بے جوڑ ہوجائے گا...... شِبْهِ: (مجرور) أبی ذر سے بدل ہے...... اور فاعْرِفُوْهُ: مجرد سے ہے۔ عَرَفَ یَعْرِفُ معرفةً: جاننا۔

[۱۰۸-] مَنَاقِبُ أَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ رضی اللہ عنہ

[۳۸۳۲-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ، نَا ابْنُ نُمَیْرٍ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَیْرٍ: هُوَ أَبُو الْیَقْظَانِ، عَنْ أَبِیْ حَرْبِ بْنِ أَبِی الأَسْوَدِ الدِّیْلِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: "مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلَا أَقَلَّتِ الغَبْرَاءُ أَصْدَقَ مِنْ أَبِیْ ذَرٍّ"

وفی الباب: عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، وَأَبِیْ ذَرٍّ، هٰذا حدیثٌ حسنٌ.

[۳۸۳۳-] حدثنا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِیُّ، نَا النَّضْرُ بْنُ مُحمدٍ، نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، نَا أَبُوْ زُمَیْلٍ، عَنْ مَالِكِ ابْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِیْ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا أَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ، وَلَا أَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ مِنْ ذِیْ لَهْجَةٍ: أَصْدَقَ وَلَا أَوْفٰی مِنْ أَبِیْ ذَرٍّ، شِبْهِ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ" فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَالْحَاسِدِ: یَارسولَ اللّٰهِ! أَفَتَعْرِفُ ذٰلِكَ لَهُ؟ قَالَ: "نَعَمْ فَاعْرِفُوْهُ"

هٰذَا حدِيثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۸۲۴-] وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ، فَقَالَ: "أَبُوْ ذَرٍّ يَمْشِيْ فِيْ الْأَرْضِ بِزُهْدِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ"

فضائل حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن سلام بن الحارث: ابویوسف اسرائیلی رضی اللہ عنہ: پہلے یہودی تھے، آپ کا سابق نام حصین تھا۔ یہ لومڑی کی کنیت ہے، اس لئے نبی ﷺ نے آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ ہجرت کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا، جلیل القدر ذی علم صحابہ میں آپ کا شمار ہے۔ ۴۳ ہجری میں وفات پائی۔

۱- ابن سلامؓ کے حق میں قرآنِ کریم کی دو آیتیں نازل ہوئیں

یہ حدیث پہلے (حدیث ۳۲۷۹ کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الاحقاف، تحفہ ۷:۴۵۳ میں) گذر چکی ہے، وہاں ترجمہ ہے، اور سندوں کی وضاحت بھی ہے، اس لئے مکرر ترجمہ بے فائدہ ہے، اور حدیث کا حاصل یہ ہے کہ سورۃ الاحقاف کی (آیت ۱۰) اور سورۃ الرعد کی آخری آیت آپ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ آپ کے لئے بڑی فضیلت ہے۔

۲- حضرت عبداللہ دس میں سے ایک جنتی ہیں

حدیث: یزید بن عمیرۃ کہتے ہیں: جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؓ سے عرض کیا گیا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہمیں وصیت فرمایئے۔ آپؓ نے فرمایا: مجھے بٹھاؤ، پھر فرمایا: "علم اور ایمان اپنی جگہ ہیں" یعنی راستے میں نہیں پڑے، ان کو حاصل کرنے کے لئے طلب و محنت درکار ہے: "جو ان کو چاہے گا پائے گا" یعنی علم دین اور ایمان طلب ہی سے نصیب ہوتے ہیں، یہ بات آپؓ نے تین بار فرمائی: "اور علم چار شخصوں کے پاس تلاش کرو: ۱- حضرت عویمر ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ۲- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس ۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس۔ ۴- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس، جو پہلے یہودی تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کیا، پس بیشک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "وہ جنت میں دس میں سے ایک ہیں!"

تشریح: اس حدیث کی سند ٹھیک ہے، مگر حدیث کا مطلب واضح نہیں۔ کیونکہ آپؓ عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں، اس لئے شارحین نے حدیث کے دو مطلب بیان کئے ہیں: ۱- آپؓ جنت میں دسویں نمبر پر داخل ہونگے ۲- اسرائیلی صحابہ میں آپؓ کا دسواں نمبر ہے ـــــ بہر حال آپؓ بھی جنتی ہیں۔ اور یہ بات آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

[۱۰۹-] مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رضي الله عنه

[۳۸۳۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ سَعِيْدٍ الْكِنْدِيُّ، نَا أَبُوْ مُحَيَّاةَ: يَحْيَى بْنُ يَعْلَى، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ ابنِ أَخِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: لَمَّا أُرِيْدَ قَتْلُ عُثْمَانَ، جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَاجَاءَ بِكَ؟ قَالَ: جِئْتُ فِيْ نَصْرِكَ! قَالَ: اخْرُجْ إِلَى النَّاسِ، فَاطْرُدْهُمْ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ خَارِجًا خَيْرٌ لِيْ مِنْكَ دَاخِلًا، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ إِلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ كَانَ اسْمِيْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فُلَانٌ، فَسَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَبْدَ اللّٰهِ، وَنَزَلَتْ فِيَّ آيَاتٌ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، نَزَلَتْ فِيَّ: ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلَى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾ وَنَزَلَ ﴿قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ﴾

إِنَّ لِلّٰهِ سَيْفًا مَغْمُوْدًا عَنْكُمْ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ قَدْ جَاوَرَتْكُمْ فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ نَزَلَ فِيْهِ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَاللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ أَنْ تَقْتُلُوْهُ، فَوَ اللّٰهِ! لَإِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَتَطْرُدُنَّ جِيْرَانَكُمُ الْمَلَائِكَةَ، وَلَتَسُلُّنَّ سَيْفَ اللّٰهِ الْمَغْمُوْدَ عَنْكُمْ، فَلَا يُغْمَدُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالُوْا: اقْتُلُوْا الْيَهُوْدِيَّ، وَاقْتُلُوْا عُثْمَانَ!

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَقَدْ رَوَى شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ هٰذَا الحديثَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ مُحمدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ جَدِّهِ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ.

[۳۸۳۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَمِيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْمَوْتُ، قِيْلَ لَهُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! أَوْصِنَا، قَالَ: أَجْلِسُوْنِيْ، فَقَالَ: إِنَّ الْعِلْمَ وَالإِيْمَانَ مَكَانَهُمَا، مَنِ ابْتَغَاهُمَا وَجَدَهُمَا - يَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - وَالْتَمِسُوْا الْعِلْمَ عِنْدَ أَرْبَعَةِ رَهْطٍ: عِنْدَ عُوَيْمِرٍ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَعِنْدَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ، وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَعِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ: الَّذِيْ كَانَ يَهُوْدِيًّا، فَأَسْلَمَ. فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّهُ عَاشِرُ عَشَرَةٍ فِي الْجَنَّةِ" وفي الباب: عَنْ سَعْدٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

فضائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی، ابوعبدالرحمٰن: قدیم الاسلام ہیں، حبشہ کی طرف دومرتبہ ہجرت کی، پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ علم وفہم، عقل ودانش میں ممتاز تھے۔ نبی ﷺ کے خادم خاص تھے۔ ان کے والد: زمانہ جاہلیت میں گذر گئے۔ ان کی والدہ: ام عبد: مسلمان ہوگئیں، نبی ﷺ کے گھرانے سے ان کا خاص تعلق تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو کوفہ کے بیت المال کا ذمہ دار بنایا تھا۔ خلافتِ عثمانی میں مدینہ آئے اور بعمر ساٹھ سال ۳۲ ہجری میں وفات پائی، بہت ہی پستہ قد تھے۔ بیٹھے ہوؤں کے برابر تھے، خوشبو بکثرت استعمال کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپؓ کو دیکھ کر فرمایا: وِعَاءٌ مُلِئَ علمًا: علم سے بھرا ہوا ایک برتن! آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین تلامذہ نصیب فرمائے تھے، ان کے ذریعہ آپؓ کا علم خوب پھیلا۔

۱- ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کو مضبوط پکڑو

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دو کی یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی پیروی کرو، جو میرے صحابہ میں سے میرے بعد (خلیفہ) ہونگے۔ اور عمارؓ کی سیرت کو راہ نما بناؤ، اور ابن مسعودؓ کے عہد کو مضبوط تھامو!''

حدیث کا حال: حضرت ابن مسعودؓ کی یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، یحییٰ بن سلمہ: متروک راوی اور شیعہ تھا، مگر اسی مضمون کی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی دو حدیثیں (حدیث ۳۶۹۱ و ۳۸۳۰) صحیح ہیں، جو پہلے آچکی ہیں، اس لئے اس حدیث کا مضمون صحیح ہے۔

راوی کا تعارف: ابوالزعراء دو ہیں: بڑے اور چھوٹے۔ اس حدیث کے راوی بڑے ابوالزعراء ہیں، ان کا نام عبد اللہ بن ہانی ہے۔ یہ کوفی، ابن مسعود کے شاگرد اور طبقۂ ثانیہ کے راوی ہیں۔ اور چھوٹے ابوالزعراء کا نام عمرو بن عمرو جُشَمی ہے، یہ طبقۂ سادسہ کے راوی ہیں، ان سے شعبہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ یہ حضرت ابن مسعودؓ کے تلمیذ ابوالاحوص عوف بن مالک بن نضلہ کے بھتیجے ہیں، اور اپنے چچا سے روایت بھی کرتے ہیں۔

تشریح: اس حدیث میں جو کہ ضعیف ہے لفظ عہد ہے، جس کے معنی ہیں: پیمان، قسم، وعدہ اور وصیت۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں: ما حَدَّثکم ابنُ مسعودٍ فصدِّقوہ ہے، اور وہ روایت صحیح ہے۔ یعنی ابن مسعودؓ تم سے جو حدیثیں بیان کریں ان کی تصدیق کرو، ان کو سچ جانو!

اور حدیث کے تینوں مضامین میں مناسبت یہ ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما میں سے خلافت کے زیادہ حقدار حضرت ابوبکرؓ تھے اور ان کے بعد حضرت عمرؓ تھے، اور یہ بات ابن مسعودؓ نے بیان کی ہے۔ فرمایا: لانُؤَخِّرُ مَن قدَّمه رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، أَلاَ نَرْضٰی لِدُنْیَانَا من ارتضاہ لدیننا؟ —— اور حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے قضیے میں خلافت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، اور اس بات کا حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی سیرت نے فیصلہ کیا ہے۔

[۱۱۰-] مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ

[۳۸۳۷-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ يَحْيىٰ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، ثنى أَبِىْ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

كُهَيْلٍ، عَنْ أَبِي الزَّعْرَاءِ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْتَدُوْا بِاللَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ مِنْ أَصْحَابِيْ: أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَحْيَ بْنِ سَلَمَةَ ابْنِ كُهَيْلٍ، وَيَحْيَ بْنُ سَلَمَةَ يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ، وَأَبُو الزَّعْرَاءِ: اسْمُهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَانِئٍ، وَأَبُو الزَّعْرَاءِ الَّذِيْ رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ، وَالثَّوْرِيُّ، وَابْنُ عُيَيْنَةَ: اسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَمْرٍو، وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ أَبِي الْأَحْوَصِ صَاحِبِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.

۲- حضرت ابن مسعودؓ کا نبی ﷺ سے گھر جیسا تعلق تھا

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور میرے بھائی یمن سے آئے۔ اور نہیں گمان کرتے تھے ہم ایک عرصہ تک مگر یہ کہ عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ کے گھر کے ایک فرد ہیں، ہمارے دیکھنے کی وجہ سے ابن مسعودؓ کے اور ان کی والدہ کے نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کو۔ یعنی دونوں کا اتنی کثرت سے نبی ﷺ کے گھر میں آنا جانا تھا کہ ہم عرصہ تک سمجھ ہی نہیں سکے کہ یہ گھر کے افراد نہیں ہیں۔

تشریح: نبی ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو گھر میں آنے کی خصوصی اجازت دے رکھی تھی، فرمایا تھا: إذنُك عليَّ ان يُرفع الحجابُ، وان تَسْتَمِعَ سِوادى، حتى انهاك: تمہارے لئے اجازت میرے پاس آنے کے لئے یہ ہے کہ پردہ اٹھادیا گیا ہو یعنی کواڑ کھلے ہوں، اور تم میرا وجود گھر میں سنو یعنی مجھے کسی سے باتیں کرتے ہوئے سنو، تو اجازت لئے بغیر گھر میں آسکتے ہو، یہاں تک کہ میں تمہیں روک دوں (مسلم شریف حدیث ۲۱۶۹ کتاب السلام باب ۶)

قولہ: لما نرى: لام تعلیلیہ اور ما مصدریہ ہے۔

[۳۸۳۸-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مُوْسَى، يَقُوْلُ: لَقَدْ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ، وَمَا نُرَى حِيْنًا إِلَّا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، لِمَا نَرَى مِنْ دُخُوْلِهِ وَدُخُوْلِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ.

۳- ابن مسعودؓ سیرت و خصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب تھے

حدیث: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: آپؓ کسی ایسے شخص کی نشان دہی کریں جو سیرت و خصلت میں نبی ﷺ سے قریب تر ہو، تاکہ ہم اس سے دین اخذ

کریں، اور اس سے حدیثیں سنیں۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب تر ابن مسعودؓ ہیں، یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس سے گھر میں جاتے ہیں یعنی جلوت کا حال یہ ہے، خلوت کے احوال سے میں واقف نہیں۔ اور بخدا! اکابر صحابہ جانتے ہیں کہ ابن ام عبد (حضرت ابن مسعودؓ) ہی صحابہ میں سب سے عالی رتبہ ہیں۔

لغات: الهَدْی، الدَّلُّ، السَّمْت: ایک ہی مفہوم ادا کرتے ہیں، ہم معنی الفاظ ہیں...... الهَدْی: سیرت وطریقہ، سمت وجہت، کہا جاتا ہے: هو حَسَنُ الهدی: وہ صحیح رخ یا سمت پر ہے...... الدَّلُّ: وقار وتمکنت اور سنجیدگی کی کیفیت ...... السَّمْت: جہت ورخ، وقار وتمکنت (اردو میں سین کے زیر کے ساتھ سِمت (جانب) بولتے ہیں)...... الزُّلفی: تقرب، درجہ ومرتبہ، قربت ونزدیکی۔ قرآن کریم میں کفار کا قول ہے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾: ہم بتوں کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں (الزمر ۳)...... کتاب میں زُلفا تھا، مگر صحیح رسم الخط زلفی ہے، اس لئے کتاب میں تبدیلی کی ہے (یہ بخاری شریف کی روایت ہے)

[۳۸۳۹-] حدثنا محمدُ بنُ بَشَّارٍ، نا عبدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَهْدِيٍّ، نا إسرائيلُ، عن أبي إسحاق، عن عبدِ الرَّحْمٰنِ بنِ يَزِيْدَ، قال: أَتَيْنَا حُذَيْفَةَ، فَقُلْنَا: حَدِّثْنَا بِأَقْرَبِ النَّاسِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم هَدْيًا وَدَلًّا، فَنَأْخُذَ عَنْهُ، وَنَسْمَعَ مِنْهُ، قال: كَانَ أَقْرَبَ النَّاسِ هَدْيًا وَدَلًّا وَسَمْتًا بِرَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ابْنُ مَسْعُوْدٍ، حَتّٰى يَتَوَارٰى مِنَّا فِيْ بَيْتِهِ، وَلَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ هُوَ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللهِ زُلْفٰى، هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۴- حضرت ابن مسعودؓ میں امارت کی کامل صلاحیت تھی

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں صحابہ میں سے کسی کو مشورہ کے بغیر امیر بناتا تو ضرور ان پر ابن ام عبد کو امیر مقرر کرتا''

تشریح: یہ حدیث دوسندوں سے مروی ہے۔ پہلی سند: منصور بن المعتمر کی ہے، اور دوسری: سفیان ثوری کی۔ اور دونوں میں حارث اعور ہیں، اور اس راوی میں ضعف (کمزوری) تھا...... اور حدیث کا مطلب: امامت کبری کے لئے تعیین نہیں ہے، بلکہ کسی سریہ (چھوٹے لشکر) کی امارت مراد ہے، کیونکہ امامت کبری کے لئے تو پیشین گوئی ہے: الأئمة من قريش۔ اور حضرت ابن مسعود ہذلی تھے، قریشی نہیں تھے (حدیث کی یہ تاویل فضل اللہ تورپشتی رحمہ اللہ نے کی ہے) اور اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ سرایا کے امیر بھی مشورہ کر کے مقرر فرماتے تھے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ میں امارت کی کامل صلاحیت تھی، بہادری، ساتھیوں کو سنبھالنا اور جنگ لڑانے کی قابلیت موجود تھی، مگر قد بہت چھوٹا تھا، اس لئے شاید صحابہ ان کو امیر مقرر کرنے کا مشورہ نہ دیتے، امیر میں رچاؤ ضروری ہے۔

۵- ابن مسعود، ابی، معاذ اور سالم رضی اللہ عنہم سے قرآن اخذ کرنے کا حکم

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "چار شخصوں سے قرآن اخذ کرو: ابن مسعود، ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولی ابی حذیفہ سے" (سب سے پہلا نام آپ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا لیا ہے۔ اس سے آپ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے)

[۳۸۴۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا صَاعِدٌ الْحَرَّانِيُّ، نَا زُهَيْرٌ، نَا مَنْصُورٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ، لَأَمَّرْتُ عَلَيْهِمِ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ" هٰذا حديثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيثِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ.

[۳۸۴۱-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَا أَبِي، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كُنْتُ مُؤَمِّرًا أَحَدًا مِنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ لَأَمَّرْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدٍ"

[۳۸۴۲-] حدثنا هَنَّادٌ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۶- ابن مسعودؓ آپ کے وضوء اور چپلوں کے ذمہ دار تھے

حدیث: خیثمہ کہتے ہیں: میں مدینہ آیا۔ میں نے (مسجد نبوی میں) اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے کوئی اچھا ہم نشیں (استاذ) میسر آئے، پس مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میسر آئے (خیثمہ دعا کر کے اٹھے، مسجد نبوی میں تعلیم کے حلقے جمے ہوئے تھے، ان کا میلان ایک حلقہ کی طرف ہوا، یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا حلقہ تھا) پس میں ان کے حلقہ میں بیٹھ گیا۔ اور میں نے ان سے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ مجھے کوئی اچھا ہم نشیں میسر آئے، پس آپ کی مجھے توفیق ملی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ میں نے کہا: کوفہ کا ہوں، خیر (علم دین) کی طلب اور تلاش میں آیا ہوں۔ پس ابو ہریرہؓ نے فرمایا: "کیا تم میں مستجاب الدعوات حضرت سعد بن ابی وقاص نہیں ہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ کے وضوء کے پانی والے اور آپ کے چپلوں والے یعنی خادم خاص ابن مسعود نہیں ہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ کے راز دار حذیفہ نہیں ہیں؟ اور عمار نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا کی وجہ سے شیطان سے پناہ میں رکھا ہے؟ اور دو کتابوں والے سلمان فارسی نہیں ہیں؟ یعنی ان بڑوں بڑوں کو چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو؟

قتادہ کہتے ہیں: دو کتابوں سے مراد: انجیل و قرآن ہیں یعنی حضرت سلمان پہلے عیسائی تھے، انجیل پر ان کا ایمان تھا، پھر مسلمان ہوئے اور قرآن پر ایمان لائے۔

تشریح: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی بات حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے بھی فرمائی ہے۔ بخاری شریف (حدیث ۳۷۴۲) میں ہے: الیس فیکم الذی أجاره الله من الشیطان یعنی علی لسان نبیه صلی الله علیه وسلم: کیا تم میں وہ نہیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ میں رکھا ہے؟ یعنی نبی ﷺ کی زبان مبارک سے!۔۔۔۔ ان روایتوں کے اقتضاء سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمارؓ کے لئے ایسی دعا فرمائی ہے، اگرچہ وہ روایت آج ذخیرۂ احادیث میں موجود نہیں ہے۔

[۳۸۴۳-] حدثنا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ الْبَصْرِيُّ، نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، نِیْ أَبِیْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ بْنِ أَبِيْ سَبْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ، فَسَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَ لِيْ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّيْ سَأَلْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَوُفِّقْتَ لِيْ، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ، وَأَطْلُبُهُ، فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيْكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ: مُجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُوْدٍ: صَاحِبُ طَهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ: صَاحِبُ سِرِّ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَعَمَّارٌ: الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ، وَسَلْمَانُ: صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ، قَالَ: قَتَادَةُ: وَالْكِتَابَانِ: الإِنْجِيْلُ وَالْقُرْآنُ.

هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ، وَخَيْثَمَةُ: هُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ سَبْرَةَ، نُسِبَ إِلٰى جَدِّهِ.

فضائل حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما

نام نامی: حذیفہ۔ کنیت: ابوعبداللہ۔ لقب: صاحبُ السِّر (رسول اللہ ﷺ کے راز دار) والد کا نام: حِسْل یا حُسَیل۔ لقب: الیمان (غزوۂ احد میں غلط فہمی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے) وطن: یمن، قبیلہ کی طرف نسبت: عبسی، مدینہ میں انصار کے قبیلہ عبدالاشہل کے حلیف۔ وفات: ۳۶ ہجری (حضرت عثمانؓ کی شہادت کے چالیس دن بعد) بڑے بہادر، فاتح اور مدائن کے گورنر رہے۔ نبی ﷺ نے ان کو مدینہ کے منافقین کے نام بتائے تھے، فتن کی احادیث کے بڑے عالم تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن آپ ہی کے توجہ دلانے پر کیا تھا۔

حذیفہؓ تم سے جو کچھ بیان کریں اس کی تصدیق کرو

حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کاش آپ اپنا خلیفہ مقرر فرماتے! آپؐ نے فرمایا: اگر میں تم پر اپنا خلیفہ مقرر کروں، پس تم اس کی نافرمانی کرو، تو تم سزا دیئے جاؤگے! البتہ جو کچھ تم سے حذیفہ بیان کریں اس کی تصدیق کرو، اور جو کچھ تمہیں ابن مسعودؓ پڑھائیں اس کو پڑھو"۔۔۔۔ امام ترمذی کے استاذ امام

عبداللہ دارمی نے اپنے استاذ اسحاق بن عیسیٰ سے کہا: محدثین کہتے ہیں: یہ حدیث ابووائل شقیق بن سلمہ سے مروی ہے (وہ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں) اسحاق بن عیسیٰ نے کہا: نہیں، ان شاء اللہ زاذان سے مروی ہے۔

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے۔ قاضی شریک بن عبداللہ نخعی جب سے کوفہ کے قاضی بنے تھے ان کی یاد داشت میں خرابی آگئی تھی (تقریب) اور ابوالیقظان عثمان بن عمیر بجلی کوفی اعمی ضعیف راوی ہے، تدلیس بھی کرتا تھا اور غالی شیعہ تھا (تقریب)

تشریح: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے خلافت کے بارے میں جو روایت مروی ہے وہ پہلے (حدیث ۳۶۹۱ و۳۶۹۲ میں) آچکی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے بعد ان دو کی پیروی کرو جو (خلیفہ) ہونگے" اور آپؐ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔ اور یہی بات حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ یہ حدیث بھی پہلے (حدیث ۳۸۳۷) آچکی ہے۔

[۱۱۱-] مَنَاقِبُ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رضي اللّٰه عنه

[۳۸۴۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيسَى، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالُوْا: يَارسولَ اللّٰهِ! لَوِ اسْتَخْلَفْتَ؟ قَالَ: " إِنِ اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْكُمْ فَعَصَيْتُمُوْهُ عُذِّبْتُمْ، وَلٰكِنْ مَا حَدَّثَكُمْ حُذَيْفَةُ فَصَدِّقُوْهُ، وَمَا أَقْرَأَكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَاقْرَءُوْهُ"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَقُلْتُ لِإِسْحَاقَ بْنِ عِيسَى: يَقُوْلُوْنَ: هٰذَا عَنْ أَبِي وَائِلٍ، قَالَ: لَا، عَنْ زَاذَانَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَهُوَ حَدِيثُ شَرِيْكٍ.

فضائل حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

حضرت زید بن حارثہ کلبی رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ کے متبنّیٰ ہیں، زمانۂ جاہلیت میں بچپن میں اچک لئے گئے، پھر مکہ کے ایک میلے میں فروخت کئے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے خریدے گئے، پھر شادی کے بعد انھوں نے نبی ﷺ کو بخش دیا۔ پھر ان کے بھائی اور چچا لینے آئے، مگر انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، پس آپؐ نے ان کو آزاد کر کے بیٹا بنالیا، اور لوگ زید بن محمد کہنے لگے، آزاد شدہ لوگوں میں سب سے پہلے آپؓ ایمان لائے، نبی ﷺ نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کردیا، مگر بیل منڈھے نہ چڑھی، اور حضرت زید نے طلاق دیدی، تو ان سے نبی ﷺ نے نکاح کرلیا، اور اسلام میں متبنّیٰ کی رسم ختم ہوگئی۔ اب لوگ آپ کو زید بن حارثہ کہنے لگے، آپ سے نبی ﷺ کو بے حد محبت تھی، چنانچہ جب بھی نبی ﷺ نے آپؓ کو کسی سریہ میں بھیجا تو امیر بنا کر بھیجا۔ ۸ ہجری میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

ا-حضرت زیدؓ سے نبی ﷺ کو بے حد محبت تھی

حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ اسلم عدوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ کا ساڑھے تین ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا، اور اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تین ہزار۔ ابن عمرؓ نے عرض کیا: ”آپؓ نے اسامہ کو مجھ پر کیوں ترجیح دی؟ بخدا! انھوں نے مجھ سے کسی جنگ کی طرف سبقت نہیں کی!“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کو اس لئے برتری دی ہے کہ زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کے والد سے زیادہ محبوب تھے، اور اسامہ رسول اللہ ﷺ کو آپ سے زیادہ محبوب تھے، پس میں نے رسول اللہ ﷺ کے محبوب کو اپنے محبوب پر ترجیح دی!

۲-حضرت زید بن حارثہ پہلے زید بن محمدؐ کہلاتے تھے

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ہم زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے، یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ”تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارا کرو، یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ راستی کی بات ہے!“ (یہ روایت پہلے (حدیث ۳۲۲۳ تحفہ ۲۰۲:۷) آچکی ہے)

[۱۱۲-] مَنَاقِبُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رضي الله عنه

[۳۸۴۵-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، نَا مُحمدُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ فَرَضَ لِأُسَامَةَ فِيْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ وَخَمْسِمِائَةٍ، وَفَرَضَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ ثَلَاثَةِ آلَافٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ لِأَبِيْهِ: لِمَ فَضَّلْتَ أُسَامَةَ عَلَيَّ؟ فَوَ اللهِ! مَا سَبَقَنِيْ إِلَى مَشْهَدٍ! قَالَ: لِأَنَّ زَيْدًا كَانَ أَحَبَّ إِلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَبِيْكَ، وَكَانَ أُسَامَةُ أَحَبَّ إِلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْكَ، فَآثَرْتُ حِبَّ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى حِبِّيْ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۸۴۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: مَا كُنَّا نَدْعُوْ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحمدٍ، حَتَّى نَزَلَتْ: ﴿أُدْعُوْهُمْ لِآبَاءِ هِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللهِ﴾ هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۳-بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر تھی

حدیث: حضرت زید بن حارثہ کے بھائی جبلہ بن حارثہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بھائی زید کو میرے ساتھ بھیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: ”وہ یہ ہیں، اگر وہ آپ کے

ساتھ جائیں تو میں ان کو منع نہیں کرونگا'' حضرت زید نے کہا: یارسول اللہ! بخدا! میں آپ پر کسی کو ترجیح نہیں دونگا۔ جبلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس میں نے دیکھا یعنی بعد میں میری سمجھ میں آیا کہ بھائی کی رائے میری رائے سے بہتر تھی!

تشریح: اگر جبلہ بھائی کو لے کر چلے جاتے تو معلوم نہیں نبوت کے بعد آتے یا نہ آتے؟ اور ایمان کی دولت نصیب ہوتی یا نہ ہوتی؟ اور جب حضرت زید نبی ﷺ سے جدا نہ ہوئے تو ان کو بھی ایمان نصیب ہوا، اور جبلہ کو بھی یہ متاع گرانمایہ بدست آئی، پس حضرت زید کا فیصلہ جبلہ کے فیصلہ سے بہتر ثابت ہوا۔

حدیث کا حال: ابن الرومی لین الحدیث ہیں، اور علی بن مسہر بھی بوڑھاپے میں غرائب روایت کرتے تھے، چنانچہ ان کی اس حدیث میں بھی تسامح ہے، کیونکہ جبلہ جو حضرت زید کو لینے آئے تھے، وہ نبوت سے پہلے کا واقعہ ہے، اور حدیث میں اس کو نبوت کے بعد کا واقعہ قرار دیا ہے۔

[۳۸۴۷-] حدثنا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نا محمدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الرُّوْمِيِّ، نا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَبَلَةُ بْنُ حَارِثَةَ: أَخُوْ زَيْدٍ، قَالَ: قَدِمْتُ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ لَهُ: يَارسولَ اللّٰهِ! ابْعَثْ مَعِيْ أَخِيْ زَيْدًا، قَالَ: " هُوَ ذَا، فَإِنِ انْطَلَقَ مَعَكَ لَمْ أَمْنَعْهُ" قَالَ زَيْدٌ: يَارسولَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لاَ أَخْتَارُ عَلَيْكَ أَحَدًا، قَالَ: فَرَأَيْتُ رَأْيَ أَخِيْ أَفْضَلَ مِنْ رَأْيِيْ.

هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لاَنَعْرِفُهُ إِلاَّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ الرُّوْمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ.

۴- حضرت زید ہر طرح امارت کے لائق تھے

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، اور اس پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر مقرر کیا۔ پس کچھ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔ پس آپ نے فرمایا: ''اگر تم ان کی سپہ سالاری پر طعنہ زنی کرتے ہو تو ان سے پہلے ان کی والد کی سپہ سالاری پر بھی طعنہ زنی کر چکے ہو، حالانکہ وہ سپہ سالاری کے اہل تھے، اور میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے تھے، اور یہ بھی ان کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں!''

تشریح: نبی ﷺ نے جو آخری فوجی مہم ترتیب دی تھی، اور جس میں شیخین (ابوبکر وعمر) بھی شامل تھے، اس کا امیر حضرت اسامہؓ کو مقرر کیا تھا۔ اس موقع پر کچھ لوگوں نے سپہ سالار کی نوعمری کو نکتہ چینی کا نشانہ بنایا، پس رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

[۳۸۴۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمْرَتِهِ، فَقَالَ: "إِنْ تَطْعَنُوْا فِي إِمْرَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَأَيْمُ اللّٰهِ! إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ.

فضائل اسامۃ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ والدہ ماجدہ: ام ایمن رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی آیا: ماں کے مرنے کے بعد بچہ کی پرورش کرنے والی عورت) نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ یا بیس سال تھی، والد ماجد: حضرت زید بن حارثہ۔ صحابہ آپ کو "محبوب کا بیٹا محبوب!" کہتے تھے، نبی ﷺ آپ سے حسنین رضی اللہ عنہما کی طرح محبت کرتے تھے، نبی ﷺ نے آخری مہم کا امیر آپ کو بنایا تھا۔ ۵۴ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی، شہادت عثمانؓ کے بعد فتنوں سے الگ تھلگ رہے۔

۱- نبی ﷺ نے آخر وقت میں آپؓ کے لئے دعا کی!

حدیث: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بیماری بڑھ گئی، تو میں مدینہ میں اترا، اور لوگ بھی اترے، پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا، جبکہ آپ کی زبان بند ہوگئی تھی، پس آپ بول نہیں سکے، آپ اپنے دونوں ہاتھ میرے اوپر رکھتے تھے، اور ان کو اٹھاتے تھے، پس میں سمجھ گیا کہ آپ میرے لئے دعا کر رہے ہیں۔

تشریح: صفر ۱۱ ہجری میں نبی ﷺ نے آخری فوجی مہم ترتیب دی، اور اس کا سپہ سالار حضرت اسامہ کو بنایا۔ لشکر روانہ ہوکر مدینہ سے تین میل دور مقام جرف میں خیمہ زن ہوگیا، لیکن رسول اللہ ﷺ کی بیماری سے متعلق تشویشناک خبروں کے سبب آگے نہ بڑھ سکا، بلکہ اللہ کے فیصلے کے انتظار میں وہیں ٹھہرنے پر مجبور ہوگیا۔ آخر وقت میں حضرت اسامہ لشکریوں کے ساتھ ملاقات کے لئے مدینہ میں آئے، اس حدیث میں اسی کا ذکر ہے۔ یہ لشکر وفات نبوی کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے روانہ کیا، اور یہی آپؓ کی خلافت کی پہلی فوجی مہم قرار پائی۔

۲- اسامہؓ سے محبت کرو، نبی ﷺ ان سے محبت کرتے تھے

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے چاہا کہ اسامہ کی رینٹ صاف کریں۔ حضرت

عائشہؓ نے کہا: مجھے اس کا موقع دیں، میں ہی یہ کام کروں۔ آپؐ نے فرمایا: ''اسامہ سے محبت کرو، کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں!''

۳- نبی ﷺ کو اپنے متعلقین میں اسامہؓ سے سب سے زیادہ محبت تھی

حدیث: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں بیٹھا ہوا تھا کہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما آئے، درانحالیکہ دونوں اجازت طلب کر رہے تھے، پس دونوں نے کہا: اسامہ! ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کرو۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! علی اور عباس اجازت طلب کر رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ''جانتے ہو: دونوں کیوں آئے ہیں؟'' میں نے کہا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: ''مگر میں جانتا ہوں، دونوں کو اجازت دو، پس وہ دونوں اندر آئے، اور انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپؐ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ سے دریافت کریں کہ آپؐ کو اپنے گھر والوں میں سے کون سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''میری بیٹی فاطمہ'' ان دونوں نے عرض کیا: ہم آپ سے دریافت کرنے آئے ہیں کہ آپؐ کے متعلقین میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''میرے متعلقین میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جس پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی دولتِ ایمان سے نوازا ہے، اور جس پر میں نے انعام کیا ہے یعنی آزاد کیا ہے (سورۃ الاحزاب آیت ۳۷ کی طرف تلمیح ہے) یعنی اسامہ بن زید (سب سے زیادہ محبوب ہیں) ان دونوں نے پوچھا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: ''پھر علی بن ابی طالب!'' پس حضرت عباسؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے اپنے چچا کو سب سے آخر میں کردیا! آپؐ نے فرمایا: ''علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی ہے!''

تشریح: سورۃ الاحزاب کی (آیت ۳۷) کا اصل مصداق حضرت زید بن حارثہؓ ہیں، مگر مولی کی اولاد بھی مولی ہوتی ہے، اس اعتبار سے آپؐ نے حضرت اسامہ کو بھی آیت کا مصداق قرار دیا ہے ــــ اور یہ حدیث ٹھیک ہے۔ امام شعبہؒ نے اگرچہ عمر بن ابی سلمہ کی تضعیف کی ہے، مگر امام ترمذیؒ کے نزدیک یہ راوی صدوق ہے، اس لئے روایت کی تحسین کی ہے۔

اور اَھل سے اُن دونوں حضرات کی مراد: متعلقین (اہل تعلق) تھے، مگر نبی ﷺ نے لفظ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلا جواب دیا تھا، اھل کا لفظ اہل وعیال کے معنی میں مستعمل ہے، پھر جب انھوں نے اپنی مراد واضح کی تو آپؐ نے دوسرا جواب دیا، آپؐ درحقیقت ان دونوں میں تفضیل سے بچنا چاہتے تھے، تاکہ چچا کا دل نہ دکھے، مگر جب انھوں نے سوال درسوال کرکے آپؐ کو مجبور کردیا تو آپؐ نے حقیقتِ حال کھولی، اور اس پر جو چچا نے شکوہ کیا: اس کا جواب دیا۔

[۱۱۳-] مَنَاقِبُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضي الله عنه

[۳۸۴۹-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ، نا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ عَنْ مُحمدِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ

الْمَدِينَةَ، فَدَخَلْتُ عَلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ أُصْمِتَ، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ، فَجَعَلَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَأَعْرِفُ أَنَّهُ يَدْعُو لِي. هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۸۵۰-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: أَرَادَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُنَحِّيَ مُخَاطَ أُسَامَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: دَعْنِي، حَتَّى أَنَا الَّذِي أَفْعَلُ، قَالَ: "يَا عَائِشَةُ أَحِبِّيهِ، فَإِنِّي أُحِبُّهُ" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۸۵۱-] أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا، إِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، فَقَالاَ: يَاأُسَامَةُ اسْتَأْذِنْ لَنَا عَلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَأْذِنَانِ، قَالَ: "أَتَدْرِي مَاجَاءَ بِهِمَا؟" قُلْتُ: لاَ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "لٰكِنِّي أَدْرِي، ائْذَنْ لَهُمَا" فَدَخَلاَ، فَقَالاَ: يَارسولَ اللهِ! جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ أَيُّ أَهْلِكَ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ" قَالاَ: جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ، قَالَ: "أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ، وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ: أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ" قَالاَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ" فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَارسولَ اللهِ! جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ! قَالَ: "إِنَّ عَلِيًّا قَدْ سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ"

هذا حديثٌ حسنٌ، وَكَانَ شُعْبَةُ يُضَعِّفُ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ.

فضائل حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بجیلہ سے تعلق تھا۔ و كان سيدًا مطاعًا مليحًا طوالاً۔ آپؓ کب مسلمان ہوئے؟ اس میں اختلاف ہے۔ راجح قول ۹ ہجری ہے۔ ذوالخلصہ کا مندر نبی ﷺ نے آپؓ کے ذریعہ ہدم کرایا تھا۔ بڑے حسین وجمیل تھے۔ حضرت عمرؓ آپؓ کو "اس امت کا یوسف" کہا کرتے تھے۔ جنگ قادسیہ میں بجیلہ کا علم آپ کے ہاتھ میں تھا، حضرت علیؓ نے آپ کو سفیر بنا کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا تھا، مگر بعد میں آپ فتنوں سے الگ ہوگئے، اور ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت جریرؓ سے آپؐ نے کبھی پردہ نہیں کیا، اور جب بھی ان سے ملاقات ہوئی آپؐ مسکرائے!

حدیث: حضرت جریرؓ خود بیان کرتے ہیں: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں: نبی ﷺ نے مجھ سے پردہ نہیں کیا یعنی جب بھی اجازت طلب کی اجازت دیدی، اور جب بھی نبی ﷺ نے مجھے دیکھا مسکرائے ہیں۔ یہ مسکرانا اکرام کے لئے تھا، جب وہ پہلی مرتبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو آپؐ نے ان کے اکرام میں اپنی چادر

بچھائی تھی اور فرمایا تھا: إذا أتاکم کریم قوم فأکرموہ: جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز آدمی آئے تو اس کا اکرام کرو، اور خندہ پیشانی سے ملنا بھی اکرام ہے ـــــ اور حدیث کی دونوں سندوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی سند میں زائدہ کے استاذ بیان بن بشر احمسی ہیں، اور دوسری سند میں اسماعیل بن ابی خالد، باقی کچھ فرق نہیں۔

[۱۱۴-] مَنَاقِبُ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رضي الله عنه

[۳۸۵۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَزْدِيُّ، نَا زَائِدَةُ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: مَا حَجَبَنِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۸۵۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، ثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنِيْ زَائِدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِيْ رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِيْ إِلَّا تَبَسَّمَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

فضائل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ کے چچازاد بھائی۔ کنیت: ابوالعباس۔ خلفائے عباسیہ کے جد امجد، ولادت: مکہ میں ہجرت سے تین سال پہلے۔ وفات: طائف میں ۶۸ ہجری میں۔ لقب: ترجمان القرآن اور حبر الامۃ۔ حضرت عمرؓ مشکلات آپ سے حل کراتے تھے، اور اکابر صحابہ پر آپ کو مقدم رکھتے تھے۔ والدہ ماجدہ: ام الفضل لبابۃ الکبری رضی اللہ عنہا۔

ابن عباسؓ نے دومرتبہ جبرئیلؑ کو دیکھا، اور دومرتبہ آپؐ نے ان کے لئے حکمت کی دعا کی

حدیث (۱): حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انھوں نے دومرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، اور ان کے لئے دومرتبہ نبی ﷺ نے دعا فرمائی۔

حدیث (۲): ابن عباسؓ کہتے ہیں: میرے لئے رسول اللہ ﷺ نے دومرتبہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے حکم (حکمت) عطا فرمائیں!

حدیث (۳): ابن عباسؓ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے سینہ سے لگایا، اور فرمایا: اللّٰھم! عَلِّمْهُ الحكمةَ: اے اللہ! اس کو حکمت سکھلا!

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دومرتبہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا:

ایک مرتبہ: حدیث جبرئیل کے موقعہ پر۔ جب جبرئیل علیہ السلام انسانی صورت میں صحابہ کے درمیان تشریف لائے تھے، اور ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کے بارے میں سوالات کئے تھے، اس وقت اور حضرات نے بھی جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔

دوسری مرتبہ: حضرت عباسؓ نے کسی ضرورت سے ابن عباس کو نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ وہ گئے تو نبی ﷺ کے پاس کوئی آدمی تھا، وہ لوٹ آئے اور ابا سے کہا کہ آپؐ کے پاس کوئی آدمی بیٹھا ہے، اس لئے میں لوٹ آیا، پھر حضرت عباسؓ خود آئے تو کوئی نہیں تھا۔ حضرت عباسؓ نے ابن عباسؓ کی بات ذکر کی تو آپؐ نے فرمایا: ''وہ جبرئیل تھے'' (یہ واقعہ طبقات ابن سعد میں ہے)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے نبی ﷺ نے دو مرتبہ دعا کی:

ایک مرتبہ: جب نبی ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں استنجے کے لئے تشریف لے گئے تو ابن عباسؓ نے وضوء کے لئے پانی رکھا، آپؐ نے پوچھا: پانی کس نے رکھا؟ بتایا گیا کہ عبداللہ نے رکھا، پس آپؐ نے ان کو فقہ وفہم کی دعا دی۔

دوسری مرتبہ: جب آپؐ تہجد کے لئے کھڑے ہوئے تو ابن عباس بائیں طرف کھڑے ہوئے، آپؐ نے ان کو دائیں طرف برابر میں کھڑے ہونے کا اشارہ کیا، تو وہ دائیں طرف ذرا پیچھے کھڑے ہوئے، سلام پھیرنے کے بعد آپؐ نے پوچھا: تم برابر کیوں نہیں کھڑے ہوئے؟ ابن عباس نے جواب دیا: آپ اللہ کے نبی ہیں، میرے لئے برابر میں کھڑا ہونا مناسب نہیں۔ پس آپؐ نے پھر دعا دی: اللّٰھم علّمْہُ الحکمۃ: اے اللہ! اس کو حکمت سکھلا!

اور حکم وحکمت کے ایک معنی ہیں، اور یہ لفظ وسیع المعنی ہے۔ اور: ﴿یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ﴾ میں حکمت کے جو معنی ہیں وہی یہاں مراد ہیں۔ تعلیم القرآن کا ایک ابتدائی مرحلہ ہے، دوسرا انہائی، یہی مرتبہ حکمت ہے، اور وہ حدیثوں کو بھی شامل ہے۔ نیز احکام میں محکوم بہ اور محکوم علیہ کے درمیان جو نسبت حکمیہ ہوتی ہے وہ بھی حکمت ہے، اور یہ مرتبہ غایت الغایات ہے، اس کی تفصیل حضرت نانوتوی قدس سرہ کی کتاب ''آب حیات'' کے شروع میں ہے۔

[۱۱۵-] مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْعَبَّاسِ رضی اللہ عنہما

[۳۸۵۴-] حدثنا بُنْدَارٌ، وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَیْلَانَ، قَالَا: نا أَبُوْ أَحْمَدَ، عَنْ سُفْیَانَ، عَنْ لَیْثٍ، عَنْ أَبِیْ جَھْضَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّہُ رَأَی جِبْرَئِیْلَ مَرَّتَیْنِ، وَدَعَا لَہُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَّتَیْنِ.

ھٰذَا حدیثٌ مُرْسَلٌ، وَأَبُوْ جَھْضَمٍ لَمْ یُدْرِکِ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَاسْمُہُ مُوْسَی بْنُ سَالِمٍ.

[۳۸۵۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حَاتِمٍ الْمُؤَدِّبُ، نا قَاسِمُ بْنُ مَالِکٍ الْمُزَنِیُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ أَبِیْ سُلَیْمَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَعَا لِیْ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنْ یُؤْتِیَنِیَ اللّٰہُ الْحُکْمَ

مَرَّتَيْنِ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ عَطَاءٍ، وَقَدْ رَوَاهُ عِكْرِمَةُ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ.

[۳۸۵۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَمَّنِيْ إِلَيْهِ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَالَ:" اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

فضائل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

حضرت ابو عبدالرحمٰن: عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: جلیل القدر صحابی ہیں۔ ولادت: ہجرت سے دس سال قبل مکہ میں۔ وفات: ۷۳ ہجری میں مکہ میں۔ مطابق ۶۱۳-۶۹۲ عیسوی۔ مدت عمر: تراسی سال۔ اپنے والد صاحب کے ساتھ مسلمان ہوئے، اور انہی کے ساتھ ہجرت کی۔ غزوۂ خندق سے جہاد میں شرکت کی، نبی ﷺ سے بڑا علم حاصل کیا، ساٹھ سال تک فتوی دیا اور جب وفات پائی تو فضل وکمال میں اپنے والد صاحب کے مرتبہ تک پہنچ چکے تھے۔ وهو أحد العبادلة، وفقهاء الصحابة، والمكثرين منهم۔

عبداللہ نیک آدمی ہے!

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا۔ گویا میرے ہاتھ میں ریشم کا ٹکڑا ہے۔ میں اس کے ذریعہ جنت کی جس جگہ کی طرف اشارہ کرتا ہوں: وہ مجھے اڑا کر وہاں لے جاتا ہے، پس میں نے یہ خواب حفصہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا، انھوں نے یہ خواب نبی ﷺ سے ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: ''تمہارا بھائی نیک آدمی ہے'' یا فرمایا: ''عبداللہ نیک آدمی ہے!''

تشریح: یہ متفق علیہ روایت ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں: ایک دوسرے خواب میں نبی ﷺ نے فرمایا: نعم الرجلُ عبد الله، لو كان يصلي من الليل: عبداللہ اچھا آدمی ہے، کاش وہ رات میں نماز پڑھتا! چنانچہ وہ رات میں بس برائے نام سوتے تھے، کئی کئی مرتبہ اٹھ کر تہجد پڑھتے تھے۔

[۱۱۶-] مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضى الله عنهما

[۳۸۵۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّمَا بِيَدِيْ قِطْعَةُ إِسْتَبْرَقٍ، وَلَا أُشِيْرُ بِهَا إِلَى مَوْضِعٍ مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ بِيْ إِلَيْهِ، فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ، فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" إِنَّ أَخَاكَ رَجُلٌ صَالِحٌ" أَوْ:" إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

فضائل حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما

حضرت ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہما: ہجرت کے بعد ایک ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ اور ۷۳ ہجری میں مکہ میں شہید ہوئے۔ یزید کی موت کے بعد ۶۴ ہجری میں خلیفہ چنے گئے، عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج ثقفی کے ہاتھوں جام شہادت نوش فرمایا۔ والدہ ماجدہ: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما، وھو أحد العبادلة، وأحد الشجعان من الصحابة، وأحد من ولی الخلافة منهم۔

نبی ﷺ نے آپ کا نام رکھا اور تحنیک کی!

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے حضرت زبیرؓ کے گھر میں چراغ جلتا ہوا دیکھا، پس فرمایا: "عائشہ! میرا گمان ہے کہ اسماء نے بچہ جنا ہے، پس تم اس کا نام نہ رکھنا، یہاں تک کہ میں اس کا نام رکھوں" پس آپؐ نے ان کا نام عبداللہ رکھا، اور کھجور سے ان کی تحنیک کی (تحنیک: کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے تالو کو لگانا)

[۱۱۷-] مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضی الله عنه

[۳۸۵۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ، عَنْ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلی الله عليه وسلم رَأَى فِيْ بَيْتِ الزُّبَيْرِ مِصْبَاحًا، فَقَالَ: يَا عَائِشَةُ! مَا أُرَى أَسْمَاءَ إِلَّا قَدْ نُفِسَتْ، فَلَا تُسَمُّوْهُ حَتَّى أُسَمِّيَهُ، فَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ، وَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ۔

فضائل حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک نجاری، خزرجی، انصاری رضی اللہ عنہ: نبی ﷺ کے خادم (دس سال خدمت کی) والدہ ماجدہ: حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا۔ ولادت: ہجرت سے دس سال پہلے۔ وفات: بصرہ میں ۹۳ ہجری میں (بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی) مدت عمر ایک سو تین سال۔ مطابق ۶۱۲-۷۱۲ عیسوی۔ کنیت: ابوثمامہ اور ابوحمزہ، مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔

۱-حضرت انسؓ کے لئے نبی ﷺ کی دعائیں

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ گذرے، پس میری امی ام سُلیم نے آپ کی آواز سنی، پس انھوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے اللہ کے رسول! یہ چھوٹا انس! حضرت انس کہتے ہیں: پس

نبی ﷺ نے میرے لئے تین دعائیں کیں، ان میں سے دو کو میں نے دنیا میں دیکھ لیا ہے، یعنی مال اور اولاد کی کثرت کی دعائیں پوری ہوگئی ہیں، اور میں تیسری دعا کی آخرت میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بھی پوری ہوگی۔ یہ مغفرت کی دعا ہے۔

حدیث (۲): حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا خادم انس: اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا فرمائیں۔ پس آپؐ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس کے مال اور اولاد کو بڑھا! اور اس چیز میں برکت فرما جو آپ اس کو دیں!''

حدیث (۳): ابوالعالیہ کہتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی، اور نبی ﷺ نے آپؓ کے لئے دعا فرمائی۔ اور انسؓ کا ایک باغ تھا جو سال میں دو مرتبہ پھلتا تھا، اور اس باغ میں ناز بو (ایک خوشبودار پودا، سیاہ تُلسی) تھی، جس سے مشک کی خوشبو آتی تھی (یہ روایت آخر میں ہے)

۲- نبی ﷺ کی حضرت انسؓ سے دل لگی

حدیث (۴): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے میری کنیت (ابوحمزہ) رکھی تھی، ایک (زبان کو لگنے والی چرپری) سبزی کی وجہ سے جس کو میں (کھیتوں سے) چن کر لایا کرتا تھا۔

حدیث (۵): نبی ﷺ نے ایک مرتبہ دل لگی کے طور پر اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کو: ''او دو کان والے'' کہہ کر پکارا (یہ حدیث پہلے حدیث ۱۹۸۸ تحفہ ۵: ۳۲۸ میں) آچکی ہے۔

۳- حضرت انسؓ نے نبی ﷺ سے بڑا علم حاصل کیا

حدیث (۶): حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد ثابت بنانی سے فرمایا: او ثابت! مجھ سے (کتاب وسنت کا) علم حاصل کرلے، پس تو ہرگز مجھ سے زیادہ معتمد شخص سے علم حاصل نہیں کرے گا (آپؓ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں) میں نے یہ علم رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے یہ علم جبرئیل علیہ السلام سے حاصل کیا ہے، اور حضرت جبرئیل نے یہ علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔

یہ امام ترمذی کے استاذ ابراہیم بن یعقوب جوزجانی کی روایت ہے، اور ابوکریب محمد بن العلاء کی روایت میں آخری دو جملے نہیں ہیں۔

[۱۱۸-] مَنَاقِبُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه

[۳۸۵۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَسَمِعَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ صَوْتَهُ، فَقَالَتْ: بِأَبِي وَأُمِّي! يارسولَ اللّٰهِ! أُنَيْسٌ! قَالَ: فَدَعَا لِي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثَلاَثَ دَعَوَاتٍ، قَدْ رَأَيْتُ مِنْهُنَّ اثْنَتَيْنِ فِي

الدُّنْيَا، وَأَنَا أَرْجُو الثَّالِثَةَ فِي الآخِرَةِ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٣٨٦٠-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ، وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣٨٦١-] حدثنا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَنَّانِي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِبَقْلَةٍ، كُنْتُ أَجْتَنِيهَا.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ: مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ، عَنْ أَبِي نَصْرٍ، وَأَبُوْ نَصْرٍ: هُوَ خَيْثَمَةُ بْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ الْبَصْرِيُّ، رَوَى عَنْ أَنَسٍ أَحَادِيْثَ.

[٣٨٦٢-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، نَا مَيْمُوْنٌ: أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، نَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، قَالَ: قَالَ لِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَا ثَابِتُ! خُذْ عَنِّي، فَإِنَّكَ لَنْ تَأْخُذَ عَنْ أَحَدٍ أَوْثَقَ مِنِّي، إِنِّي أَخَذْتُهُ عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَخَذَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ جِبْرَئِيْلَ، وَأَخَذَهُ جِبْرَئِيْلُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مَيْمُوْنٍ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَعْقُوْبَ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: وَأَخَذَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ جِبْرَئِيْلَ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ حُبَابٍ.

[٣٨٦٣-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رُبَّمَا قَالَ لِي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَاذَا الْأُذُنَيْنِ" قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: يَعْنِي يُمَازِحُهُ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

[٣٨٦٤-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي خَلْدَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْعَالِيَةِ: سَمِعَ أَنَسٌ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: خَدَمَهُ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَدَعَا لَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ لَهُ بُسْتَانٌ يَحْمِلُ فِي السَّنَةِ الْفَاكِهَةَ مَرَّتَيْنِ، وَكَانَ فِيْهَا رَيْحَانٌ يَجِدُ مِنْهُ رِيْحَ الْمِسْكِ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، وَأَبُوْ خَلْدَةَ: اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ، وَهُوَ ثِقَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ، وَقَدْ أَدْرَكَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَرَوَى عَنْهُ.

فضائل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمٰن بن صخر (مشہور نام) دَوسی رضی اللہ عنہ (دَوس: یمن کا قبیلہ ہے) ولادت: ۲۱ سال قبل ہجرت۔ وفات ۵۹ ہجری (مدینہ میں) مطابق ۶۰۲-۶۷۹ عیسوی۔ مدتِ عمر: اسّی سال۔ ۷ ہجری میں خیبر کے سال ہجرت کرکے مدینہ آئے۔ صحابہ میں سب سے زیادہ حدیثوں کے راوی (پانچ ہزار سے زیادہ حدیثیں آپؓ سے مروی ہیں) اور آٹھ سو صحابہ وتابعین آپؓ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے آپؓ کو بحرین کا گورنر بنایا تھا، مگر نرم طبیعت اور عبادت میں مشغول پایا تو معزول کردیا۔ عارضی طور پر کئی مرتبہ مدینہ کے حاکم رہے (الھِرّ: نر بلی (بلاؤ) الھِرّۃ: مادہ بلی، الھُرَیرَۃ (تصغیر) بلی کا بچہ، ابو ہریرہ: بلی کے بچے والا، وجہ تسمیہ آگے آرہی ہے)

۱- حضرت ابو ہریرہؓ کی کثرتِ احادیث کا راز

حدیث (۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں آپؐ سے حدیثیں سنتا ہوں، مگر وہ مجھے یاد نہیں رہتیں! آپؐ نے فرمایا: ''اپنی (کرتے کی جگہ اوڑھنے کی) چادر پھیلاؤ'' پس میں نے اس کو پھیلایا۔ پس آپؐ نے بہت ساری حدیثیں بیان فرمائیں۔ پس میں ان میں سے جو آپؐ نے مجھ سے بیان کیں: کوئی چیز نہیں بھولا! (یہ حدیث بخاری شریف میں چھ جگہ ہے)

حدیث (۲): حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا، پس میں نے آپؐ کے پاس اپنا کپڑا پھیلا دیا، پھر آپؐ نے اس کو لیا، اور اس کو میرے دل پر جمع کرلیا (لگالیا) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: پس میں اس کے بعد نہیں بھولا۔

واقعہ کی نوعیت: ایک مرتبہ نبی ﷺ لمبے خطاب کے لئے کھڑے ہوئے۔ خطاب کے شروع میں آپؐ نے فرمایا: ''کوئی ہے جو میرے سامنے اپنا کپڑا بچھادے، پھر جب میں تقریر ختم کروں تو وہ اپنا کپڑا اسمیٹ لے؟'' حضرت ابو ہریرہؓ نے اوڑھی ہوئی چادر بچھادی۔ پھر جب خطاب پورا ہوا تو انھوں نے چادر سمیٹ کر اپنے سینہ سے لگالی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس لمبے خطاب کی سب باتیں بھی ابو ہریرہؓ کو یاد ہوگئیں، اور آئندہ بھی آپؐ جو کچھ فرماتے: وہ ان کو یاد ہو جاتا۔

[۱۱۹-] مَنَاقِبُ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه

[۳۸٦٥-] حدثنا أَبُوْ مُوْسَى مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّى، نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، نَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! أَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَلاَ أَحْفَظُهَا! قَالَ: "ابْسُطْ رِدَاءَ كَ" فَبَسَطْتُهُ، فَحَدَّثَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا، فَمَا نَسِيْتُ شَيْئًا حَدَّثَنِيْ بِهِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

[۳۸۶۶-] حدثنا محمدُ بنُ عمرَ بنِ عليٍّ المُقَدَّمِيُّ، نا ابنُ أبي عديٍّ، عن شعبةَ، عن سِماكٍ، عن أبي الرَّبيعِ، عن أبي هريرةَ، قال: أتيتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، فبسطتُ ثوبي عندَه، ثم أخذَه، فجمعَه على قلبي، قال: فما نسيتُ بعدَه، هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ من هذا الوجهِ.

۲-صحابہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی کثرتِ روایت کی تائید کی!

حدیث(۱): حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جو (مکثرین صحابہ میں سے تھے) حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا: ''اے ابو ہریرہؓ! آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لگے رہنے والے تھے، اور ہم سے زیادہ حدیثیں یاد رکھنے والے تھے!''

حدیث(۲): ایک شخص حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے پاس آیا (آپؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) اور اس نے کہا: اے ابو محمد! بتائیں: یہ یمنی یعنی حضرت ابو ہریرہ: کیا وہ رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو آپ حضرات سے زیادہ جاننے والا ہے؟ ہم اس سے وہ حدیثیں سنتے ہیں جو آپ حضرات سے نہیں سنتے! یا وہ رسول اللہ ﷺ کے نام سے وہ باتیں کہتا ہے جو آپؐ نے نہیں فرمائیں! —— حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! بیشک شان یہ ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے آپؐ سے نہیں سنیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسکین آدمی تھے، ان کے پاس کچھ نہیں تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان تھے، ان کا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ تھا یعنی ان کا ہر وقت کا ساتھ تھا۔ اور ہم گھروں والے اور مال والے تھے، اور ہم صبح وشام خدمتِ نبوی میں حاضری دیتے تھے، پس میں بالیقین کہتا ہوں کہ انھوں نے نبی ﷺ سے وہ باتیں سنی ہیں جو ہم نے نہیں سنیں۔ اور نہیں پائیں گے آپ کسی کو جس میں خیر ہو کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر وہ باتیں کہے جو آپؐ نے نہیں کہیں یعنی کوئی بھلا آدمی جھوٹی حدیثیں بیان نہیں کرسکتا۔

[۳۸۶۷-] حدثنا أحمدُ بنُ منيعٍ، نا هُشَيمٌ، نا يعلى بنُ عطاءٍ، عن الوليدِ بنِ عبدِ الرحمنِ، عن ابنِ عمرَ، أنه قال لأبي هريرةَ: يا أبا هريرةَ: أنتَ كنتَ ألزمَنا لرسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وأحفظَنا لحديثِه! هذا حديثٌ حسنٌ.

[۳۸۶۸-] حدثنا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الرحمنِ، نا أحمدُ بنُ أبي شعيبٍ الحرّانيُّ، نا محمدُ بنُ سلمةَ، عن محمدِ بنِ إسحاقَ، عن محمدِ بنِ إبراهيمَ، عن مالكِ بنِ أبي عامرٍ، قال: جاءَ رجلٌ إلى طلحةَ ابنِ عبيدِ اللهِ، فقال: يا أبا محمدٍ! أرأيتَ هذا اليمانيَّ - يعني أبا هريرةَ - أهو أعلمُ بحديثِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم منكم؟ نسمعُ منه ما لا نسمعُ منكم! أو يقولُ على رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ما لم يقلْ؟ قال: أما إن يكونَ سمعَ من رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم ما لم نسمعْ عنه،

وَذٰلِكَ أَنَّهُ كَانَ مِسْكِينًا، لَاشَيْئَ لَهُ، ضَيْفًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَدُهُ مَعَ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكُنَّا نَحْنُ أَهْلَ بُيُوْتَاتٍ وَغِنًى، وَكُنَّا نَأْتِيْ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَرَفَيِ النَّهَارِ، لَانَشُكُّ إِلَّا أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَالَمْ نَسْمَعْ، وَلَانَجِدُ أَحَدًا فِيْهِ خَيْرٌ يَقُوْلُ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَالَمْ يَقُلْ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، وَقَدْ رَوَاهُ يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

وضاحتیں:

۱- دوسری حدیث میں امام ترمذی کے استاذ الاستاذ احمد بن ابی شعیب حرانی ہیں۔ ہندی نسخہ میں احمد بن سعید حرانی ہے، یہ پرانی غلطی ہے۔ تصحیح تہذیب، مزی کی تحفۃ الاشراف اور تحفۃ الاحوذی سے کی ہے۔

۲- أَمَا إِنْ يَكُوْنُ إلخ میں اما: حرف تنبیہ ہے، إِنْ: مخففہ من المثقلہ ہے، ضمیر شان إن کا اسم محذوف ہے، اور جملہ یکون خبر ہے۔ ہندی نسخہ میں أمَّا ان یکونَ: اعراب لگایا ہے، یہ غلط اعراب ہے۔

۳- لانشك إلا أنه: میں إلا زائد ہے۔ یہ حدیث امام بخاری کی تاریخ اور ابویعلی کے مسند میں بھی ہے۔ ان کے الفاظ ہیں: فما نشك أنه قد سمع مالم نسمع۔

۳- گدڑی میں لعل!

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: تم کس قبیلہ کے ہو؟ میں نے کہا: دوس کا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں گمان کرتا تھا میں کہ قبیلۂ دوس کے کسی آدمی میں خیر ہے!'' (یعنی کبھی کوڑے میں سے ہیرا نکلتا ہے!)

۴- دعائے نبوی سے ابوہریرہؓ کے چھوہاروں میں برکت ہوئی

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند چھوہارے لایا۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ! ان چھوہاروں میں اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا فرمائیں، پس آپ نے ان کو ملایا یعنی ہاتھ میں لیا یا ان پر ہاتھ رکھا، پھر ان میں برکت کی دعا فرمائی، پھر مجھ سے فرمایا: ''ان کو لے لو، اور ان کو اپنے توشہ دان میں رکھ لو، اور جب بھی چاہو کہ ان میں سے کچھ لو، تو اپنا ہاتھ توشہ دان میں ڈالو، اور ان کو لے لو، اور توشہ دان کو بالکل جھاڑ نہ دو'' ـــــ پس میں نے ان چھوہاروں میں سے اتنے اور اتنے وسق: راہِ خدا میں خرچ کئے، اور ہم اس میں سے کھایا کرتے تھے، اور کھلایا کرتے تھے،

اور وہ توشہ دان میری کمر سے علاحدہ نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا دن آیا، پس وہ توشہ دان کٹ گیا۔

[۳۸۶۹-] حدثنا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابنِ ابنةِ أزْهَرَ السَّمَّانِ، نا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ، نا أبُو خَلْدَةَ، نا أبُو العَالِيَةِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ لِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "مِمَّنْ أنْتَ؟" قُلْتُ: مِنْ دَوْسٍ، قَالَ: "مَا كُنْتُ أُرَى أنَّ فِيْ دَوْسٍ أحَدًا فِيهِ خَيْرًا"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ صَحِيحٌ، وَأبُو خَلْدَةَ: اسْمُهُ خَالِدُ بْنُ دِيْنَارٍ، وَأبُو الْعَالِيَةِ: اسْمُهُ رُفَيْعٌ.

[۳۸۷۰-] حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسَى القَزَّازُ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، نا الْمُهَاجِرُ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أتَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بِتَمَرَاتٍ، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! ادْعُ اللهَ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَضَمَّهُنَّ، ثُمَّ دَعَا لِيْ فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ، فَقَالَ لِيْ: "خُذْهُنَّ، فَاجْعَلْهُنَّ فِيْ مِزْوَدِكَ هٰذَا- أوْ: فِيْ هٰذَا الْمِزْوَدِ- كُلَّمَا أرَدْتَ أنْ تَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَأدْخِلْ يَدَكَ فِيْهِ، فَخُذْهُ، وَلَا تَنْثُرْهُ نَثْرًا" فَقَدْ حَمَلْتُ مِنْ ذٰلِكَ التَّمْرِ كَذَا وَكَذَا مِنْ وَسْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ، وَكُنَّا نَأْكُلُ مِنْهُ، وَنُطْعِمُ، وَكَانَ لَايُفَارِقُ حِقْوِيْ، حَتّٰى كَانَ يَوْمُ قَتْلِ عُثْمَانَ، فَإِنَّهُ انْقَطَعَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۵-ابو ہریرہؓ کی کنیت کی وجہ

روایت: عبد اللہ بن رافع کہتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کی کنیت ابو ہریرہ کیوں پڑی؟ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: کیا تو مجھ سے ڈرتا نہیں؟ (جو بے تکلف ایسی باتیں پوچھتا ہے؟) میں نے کہا: کیوں نہیں! میں یقیناً آپؓ سے ڈرتا ہوں (مگر استاذ کے احوال سے واقفیت کے لئے یہ بات دریافت کر رہا ہوں) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا، اور میرے پاس ایک چھوٹی بلی تھی، میں اس کو رات میں ایک درخت میں رکھتا تھا، اور جب دن ہوتا تو میں اس کو اپنے ساتھ لے جاتا، اور اس سے کھیلتا، اس لئے لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ رکھ لی۔

۶-لکھنا حفظ میں معاون ہوتا ہے

روایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے زیادہ کوئی رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں روایت کرنے والا نہیں، علاوہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے، کیونکہ وہ لکھتے تھے، اور میں لکھتا نہیں تھا (یہ روایت پہلے (حدیث ۲۶۶۸ تحفہ ۶: ۴۴۵) آچکی ہے)

فائدہ: مگر حدیثیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ مروی ہیں، کیونکہ وہ زندگی بھر پڑھنے پڑھانے میں لگے رہے، اور حضرت عبداللہ کے اور بھی مشاغل تھے، پھر حضرت ابو ہریرہؓ کو اچھے تلامذہ ملے، جنھوں نے ان کو ترایا، اور حضرت عبداللہ کو ایسے اچھے شاگرد نہیں ملے، بلکہ ان کے پوتے (شعیب) نے تو دادا کی حدیثیں بے اعتبار کردیں، اس لئے ان کی حدیثوں کی تعداد کم رہ گئی۔

[۳۸۷۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الرِّبَاطِيُّ، نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، نَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ: لِمَ كُنِّيتَ أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ: أَمَا تَفْرَقُ مِنِّي؟ قُلْتُ: بَلَى! وَاللّٰهِ! إِنِّي لَأَهَابُكَ، قَالَ: كُنْتُ أَرْعَى غَنَمَ أَهْلِي، وَكَانَتْ لِي هُرَيْرَةٌ صَغِيرَةٌ، فَكُنْتُ أَضَعُهَا بِاللَّيْلِ فِي شَجَرَةٍ، فَإِذَا كَانَ النَّهَارُ ذَهَبْتُ بِهَا مَعِي، فَلَعِبْتُ بِهَا فَكَنَّوْنِي أَبَا هُرَيْرَةَ. هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۸۷۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَخِيهِ: هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَيْسَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنِّي، إِلَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ، وَكُنْتُ لَا أَكْتُبُ.

فضائل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت معاویہ بن ابی سفیان: صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی، اموی رضی اللہ عنہ: ولادت: مکہ میں ہجرت سے بیس سال پہلے۔ وفات: دمشق میں ۶۰ ہجری میں۔ مطابق ۶۰۳-۶۸۰ عیسوی۔ مدتِ عمر: اسّی سال، فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔ کاتبین وحی میں سے تھے، حضرت عمرؓ نے آپ کو اردن کا والی مقرر کیا، پھر حضرت عثمانؓ نے ملک شام بھی آپ کی ولایت میں شامل کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی آپ کو معزول کردیا، مگر آپ نے عزل تسلیم نہیں کیا، بلکہ حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ شروع کردیا، اور اس خون کا ذمہ دار حضرت علی کو قرار دیا، جس کے نتیجہ میں جنگ صفین ہوئی، پھر تحکیم کا واقعہ پیش آیا، پھر نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، شام میں معاویہ اور عراق میں علی رضی اللہ عنہما حکومت کرتے رہے، پھر قتل علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہ سے مصالحت کرلی، اس کے بعد بیس سال تک آپ نے بلا منازعت حکومت کی، اور وفات سے پہلے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی: فكانت ولايته بين إمارة، ومحاربة، ومملكة أكثر من أربعين سنة متوالية۔

آپ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبداللہ نے پوچھا: علی اور معاویہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے سر جھکالیا، پھر فرمایا: حضرت علیؓ کے مخالفین بہت تھے، انھوں نے ہر چند

آپ میں عیب ڈھونڈھا، مگر نہ پایا، تو انھوں نے آپ کے محارب (حضرت معاویہ) کو حد سے بڑھایا یعنی ان کے فضائل میں حدیثیں گھڑیں (پھر اس کے جواب میں شیعوں نے بھی حضرت علیؓ کی شان میں حدیثیں گھڑیں)

معاویہ کو راہ نما ہدایت مآب بنا، اور ان کے ذریعہ لوگوں کو راہ دکھا!

حدیث (۱): عبدالرحمن بن ابی عمیرہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت معاویہؓ کے حق میں فرمایا: ''اے اللہ! معاویہ کو راہ نما ہدایت مآب بنا، اور ان کے ذریعہ (لوگوں کو) راہ دکھا''

تشریح: عبدالرحمن بن ابی عمیرہ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ صحابی ہیں یا نہیں؟ ترمذی میں ان کی یہی حدیث ہے، علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں: لاتصح صحبته، ولایصح إسناد حدیثه: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں، اور ان کی حدیث کی سند بھی صحیح نہیں!

حدیث (۲): ابوادریس خولانی کہتے ہیں: جب حضرت عمرؓ نے عمیر بن سعدؓ کو حمص کی گورنری سے معزول کیا تو معاویہؓ کو حاکم بنایا۔ پس لوگوں نے کہا: عمیر کو ہٹایا اور معاویہ کو حاکم بنایا! یعنی حضرت عمرؓ نے ٹھیک نہیں کیا۔ پس حضرت عمیرؓ نے کہا: معاویہ کا تذکرہ خیر ہی کے ساتھ کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! اس کے ذریعہ (لوگوں کو) راہ دکھا! (اس حدیث کی سند میں عمرو بن واقد دمشقی: متروک راوی ہے۔ اور حضرت عمیرؓ انصاری اوسی صحابی ہیں، حضرت عمرؓ ان کو نَسِیجُ وَحْدِہ: اپنی مثال آپ: کہا کرتے تھے)

[۱۲۰-] مَنَاقِبُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنه

[۳۸۷۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحيى، نَا أَبُو مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: " اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا، وَاهْدِ بِهِ " هٰذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۸۷۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحيى، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحمدٍ النُّفَيْلِيُّ، نَا عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ حَلْبَسٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، قَالَ: لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصٍ، وَلّٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ النَّاسُ: عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلّٰى مُعَاوِيَةَ! فَقَالَ عُمَيْرٌ: لَاتَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: " اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهِ"

فضائل حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

حضرت ابوعبداللہ عمرو بن العاص بن وائل سہمی قرشی: فاتح مصر رضی اللہ عنہ۔ ولادت: ہجرت سے پچاس سال

پہلے۔ وفات: قاہرہ میں ۴۳ ہجری میں۔ مطابق ۵۷۴-۶۶۴ عیسوی۔ مدت عمر: ۹۳ سال، جاہلیت میں اسلام کے سخت دشمن تھے۔ صلح حدیبیہ کے بعد ہدنہ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے، نبی ﷺ نے ان کو غزوۂ ذات السلاسل میں امیر بنایا، پھر کمک کے لئے جو لشکر بھیجا اس میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، پھر شام کے جہاد میں شریک رہے، اور قنسرین وغیرہ فتح کیا، پھر حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ نے مصر فتح کیا، اور اس کے گورنر مقرر ہوئے، حضرت عثمانؓ نے آپ کو معزول کیا، حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے جھگڑے میں آپ حضرت معاویہؓ کے ساتھ رہے، پھر حضرت معاویہ نے آپ کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

عمرو بن العاص: دل کی رغبت سے ایمان لائے ہیں، اور قریش کے اچھے لوگوں میں سے ہیں

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ یعنی مکہ والے مسلمان ہوئے یعنی فتح مکہ کے بعد سرافگندہ ہوئے، اور عمرو بن العاص (دل کی رغبت سے ہدنہ کے زمانہ میں) ایمان لائے (یہ حدیث عبداللہ بن لہیعہ کی وجہ سے ضعیف ہے)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمرو بن العاص قریش کے اچھے لوگوں میں سے ہیں!'' (یہ حدیث منقطع ہے، ابن ابی ملیکہ کا حضرت طلحہ سے لقاء وسماع نہیں)

[۱۲۱-] مَنَاقِبُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ

[۳۸۷۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ مِشْرَحِ بْنِ هَاعَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " أَسْلَمَ النَّاسُ، وَآمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ لَهِيْعَةَ، عَنْ مِشْرَحٍ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ.

[۳۸۷۶-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، نَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ الْجُمَحِيِّ، عَنْ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: " إِنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ مِنْ صَالِحِيْ قُرَيْشٍ"

هٰذَا حديثٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ الْجُمَحِيِّ، وَنَافِعٌ ثِقَةٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ، ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ لَمْ يُدْرِكْ طَلْحَةَ.

فضائل حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن ولید بن المغیرہ مخزومی قرشی رضی اللہ عنہ: سیف اللہ: ہدنہ کے زمانے میں ۷ ہجری میں (عمرو بن العاصؓ کے ساتھ) مسلمان ہوئے۔ جاہلیت میں گھوڑ سواروں کی کمان آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی، نبی ﷺ نے بھی

آپ کو سواروں کے دستے کا امیر مقرر کیا۔ خلافتِ صدیقی میں آپ نے مسیلمہ کذاب اور مرتدین سے لوہا لیا۔ ۱۲ ہجری میں حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فوج کی کمان ان سے لے کر حضرت ابوعبیدہؓ کو افواج اسلامی کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔ اس وقت حضرت خالدؓ کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا، وہ برابر حضرت ابوعبیدہؓ کے جھنڈے تلے لڑتے رہے۔ شام فتح ہوجانے کے بعد ۱۴ ہجری میں مدینہ لوٹے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو والی مقرر کرنا چاہا، مگر انھوں نے انکار کیا۔ حمص یا مدینہ میں وفات پائی، حضرت ابوبکرؓ نے آپ کی شان میں فرمایا ہے کہ عورتیں خالد جیسا جننے سے عاجز ہیں! وکان مظفّرًا خطیباً فصیحاً، یُشبه عمر بن الخطاب فی خُلُقه وصفته! ظفر مندی آپ کے قدم چومتی تھی، بڑے فصیح ومقرر تھے، اخلاق واحوال میں حضرت عمرؓ کے مشابہ تھے!

خالدؓ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں!

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک منزل پر پڑاؤ کیا۔ پس لوگ گذرنے لگے، رسول اللہ ﷺ پوچھتے تھے: ابوہریرہ! یہ کون ہے؟ میں کہتا: فلاں ہے، پس آپ فرماتے: یہ اللہ کا اچھا بندہ ہے، اور پوچھتے: یہ کون ہے؟ میں کہتا: فلاں ہے۔ پس آپ فرماتے: یہ اللہ کا برا بندہ ہے، یہاں تک کہ خالد بن الولید گذرے، پس آپؐ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا: یہ خالد بن الولید ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ”خالد بن الولید اللہ کے اچھے بندے ہیں! اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں!“

تشریح: یہ حدیث منقطع ہے۔ زید بن اسلم کا حضرت ابوہریرہؓ سے لقاء وسماع نہیں۔ مگر بخاری شریف (حدیث ۴۲۶۲) میں غزوہ موتہ کی روایت میں ہے: حتی أخذ الرایةَ سیف من سیوف الله، حتی فتح الله علیهم: اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (حضرت خالد بن الولید) نے جھنڈا لیا، اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی! اور باب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہے، وہ مسند احمد میں ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: نِعْمَ عبدُ الله وأخو العشیرة خالد بن الولید، وسیف من سیوف الله، سَلَّهُ الله عز وجل علی الکفار والمنافقین!

[۱۲۲-] مَنَاقِبُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رضی الله عنه

[۳۸۷۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا اللَّيْثُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: نَزَلْنَا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم مَنْزِلاً، فَجَعَلَ النَّاسُ يَمُرُّوْنَ، فَيَقُوْلُ رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "مَنْ هٰذَا يا أَبَا هُرَيرةَ؟" فَأَقُوْلُ: فُلَانٌ، فَيَقُوْلُ: "نِعْمَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا" وَيَقُوْلُ: "مَنْ هٰذَا؟" فَأَقُوْلُ: فُلَانٌ، فَيَقُوْلُ: "بِئْسَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذَا" حَتّٰى مَرَّ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" قُلْتُ: هٰذَا

خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: "نِعْمَ عَبْدُ اللهِ: خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللهِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَلاَنَعْرِفُ لِزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ سَمَاعًا مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَهُوَ حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ عِنْدِيْ، وفي الباب: عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنه.

فضائل سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

حضرت سعد بن معاذ اوسی، اشہلی، انصاریؓ: قبیلۂ اوس کے سردار تھے، جیسے سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ قبیلۂ خزرج کے سردار تھے، ہجرت سے پہلے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، پھر پورا قبیلہ آپؓ کی برکت سے مسلمان ہوگیا۔ جنگ بدر میں اوس کا علم آپ کے ہاتھ میں تھا۔ لمبا قد اور بھاری بدن تھا، جنگ خندق میں آپ کی بازو کی رگ تیر لگنے سے کٹ گئی۔ بنوقریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد ۳۷ سال کی عمر میں ۵ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔

۱- جنت میں حضرت سعد کے دستی رومال دنیا کے ریشم سے بہتر ہونگے!

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ریشم کا کپڑا ہدیہ میں پیش کیا گیا (یہ جبہ حضرت سعد نے بھیجا تھا، اس میں زری کا کام کیا ہوا تھا) پس لوگ اس کی نرمی سے تعجب کرنے لگے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو! جنت میں سعد بن معاذ کے دستی رومال اس سے اچھے ہیں!" (اس وقت سعد بن معاذ حیات تھے) مندیل: ہاتھ یا پسینہ وغیرہ پونچھنے کا مربع رومال۔ اور یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور باب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے، وہ پہلے (حدیث ۱۷۱۳ تحفہ ۵:۵۶) گذر چکی ہے، اس میں صراحت ہے کہ یہ جبہ حضرت سعدؓ نے ہدیہ کیا تھا۔

۲- حضرت سعدؓ کے لئے عرش الٰہی جھوم گیا!

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا درانحالیکہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ لوگوں کے سامنے تھا: "اللہ کا عرش سعد کے لئے (فرحت وشادمانی سے) جھوم گیا!" (یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے)

تشریح: اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق باشعور اور تسبیح خواں ہے۔ سورہ بنی اسرائیل (آیت ۴۴) میں ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ﴾: ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں: سب پاکی بیان کرتے ہیں، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو، لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں —— اور عرش الٰہی: اللہ کی ایک بڑی مخلوق ہے، اور اس میں بھی شعور ہے۔

اور فرعونیوں کے بارے میں سورۃ الدخان کی (آیت ۲۹) ہے: ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ﴾: پس ان پر آسمان وزمین نہیں روئے، اس لئے کہ خس کم جہاں پاک! اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی موت پر آسمان وزمین افسوس کرتے ہیں، اور جب مؤمن کی روح عالم بالا میں پہنچتی ہے تو ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اور اس کو مبارک باد دیتے ہیں، اور بارگاہِ خداوندی میں اس روح کو پیش کرتے ہیں۔ مسلم شریف میں (حدیث ۲۸۷۲ کتاب الجنۃ ۷۵) ہے: "جب مؤمن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں، وہ دونوں اس کو لے کر چڑھتے ہیں۔ اور آسمان والے کہتے ہیں: پاکیزہ روح زمین سے آئی ہے، اللہ کی بے پایاں رحمت ہو تجھ پر، اور اس جسم پر جس کو تو نے آباد کیا! پھر اس کو پروردگار کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ چنانچہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح بارگاہِ خداوندی میں پیش کی گئی تو عرشِ الٰہی سرور وشادمانی سے جھوم گیا، پس یہ حقیقت ہے، اس میں مجاز کچھ نہیں۔

۳- حضرت سعدؓ کا جنازہ فرشتوں نے اٹھایا

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین نے کہا: جنازہ کس قدر ہلکا ہے! اور یہ بات بنو قریظہ کے حق میں ان کے فیصلے کی وجہ سے ہے یعنی بنو قریظہ کے حق میں انھوں نے ظالمانہ فیصلہ کیا ہے، اس لئے ان کا جنازہ ہلکا ہے، پس یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: "فرشتے ان کے جنازے کو اٹھائے ہوئے تھے!" یعنی جنازہ ہلکا اس لئے محسوس ہو رہا تھا کہ فرشتے بھی کندھا دے رہے تھے۔

[۱۲۳-] مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضي الله عنه

[۳۸۷۸-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثَوْبُ حَرِيْرٍ، فَجَعَلُوْا يَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهِ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ أَحْسَنُ مِنْ هٰذَا" وفي الباب: عَنْ أَنَسٍ، هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

[۳۸۷۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ، وَجَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ: "اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ" وفي الباب: عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، وَأَبِيْ سَعِيْدٍ، وَرُمَيْثَةَ، هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

[۳۸۸۰-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَةُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ: مَا أَخَفَّ جَنَازَتَهُ! وَذٰلِكَ لِحُكْمِهِ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ! فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "إِنَّ الْمَلَائِكَةَ كَانَتْ تَحْمِلُهُ" هٰذَا حديثٌ صحيحٌ غريبٌ.

فضائل حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما

حضرت قیسؓ نبی ﷺ کی پولیس تھے!

حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ (رئیس خزرج) کے صاحبزادے حضرت قیس خزرجی، انصاری رضی اللہ عنہ: جلیل القدر صحابی ہیں، بڑے بہادر اور سخی تھے، باب کی روایت میں انس فرماتے ہیں: امیر کے نزدیک پولیس کا جو مقام ہوتا ہے، وہی مقام و مرتبہ: حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کے نزدیک تھا۔ حدیث کے راوی محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں: حضرت قیسؓ نبی ﷺ کے (سرکاری) کاموں کے ذمہ دار تھے۔ نبی ﷺ کی جنگوں میں انصار کا علم آپ کے پاس رہتا تھا، آپ کا قد بہت لمبا تھا اور آپؓ بہت خوبصورت تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خاص مددگاروں میں سے تھے، ۶۰ ہجری میں وفات پائی۔ اور ان کے پجامے کا جو قصہ مشہور ہے: وہ بے اصل ہے۔

[۱۲۴-] مَنَاقِبُ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ

[۳۸۸۱-] حدثنا مُحمدُ بْنُ مَرْزُوْقٍ الْبَصْرِيُّ، نَا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، ثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشُّرَطِ مِنَ الْأَمِيْرِ، قَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَعْنِيْ مِمَّا يَلِيْ مِنْ أُمُوْرِهِ.

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حديثِ الْأَنْصَارِيِّ، حدثنا محمدُ بْنُ يَحْيٰى، نَا الْأَنْصَارِيُّ نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ قَوْلَ الْأَنْصَارِيِّ.

فضائل حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما: خزرجی، سُلَمی، انصاری صحابی ہیں۔ آپ مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ پندرہ سو سے زائد حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ ولادت: ہجرت سے سولہ سال قبل۔ وفات: ۷۸ ہجری میں۔ مدت عمر: چورانوے سال۔ آپ کے والد غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ وہ کثیر العیال اور مقروض فوت ہوئے تھے، چنانچہ نبی ﷺ کی عنایات خاصہ حضرت جابرؓ کی طرف مبذول تھیں۔

حدیث (۱): حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، درانحالیکہ آپ نہ خچر پر سوار تھے نہ غیر عربی گھوڑے پر!

تشریح: اس کی تفصیل پہلے (حدیث ۲۰۹۷ تحفہ ۵:۴۴۳ میں) گذر چکی ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: میں بیمار پڑا، پس نبی ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، پس آپؐ نے مجھے پایا کہ میں بے ہوش ہوں۔ پس آپ

میرے پاس آئے، اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ تھے، اور دونوں پیدل تشریف لائے تھے، پس آپؐ نے وضوء فرمائی، اور مجھ پر اپنے وضوء کا بچا ہوا پانی ڈالا، پس میں ہوش میں آ گیا۔ آپؐ کا عیادت کے لئے آنا اور پیدل آنا: حضرت جابرؓ پر شفقت کی وجہ سے تھا۔ یہی حضرت جابر کی فضیلت ہے۔

حدیث (۲): حضرت جابرؓ کہتے ہیں: اونٹ والی رات میں رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے پچیس مرتبہ استغفار کیا!

تشریح: اونٹ والی رات کا تذکرہ پہلے دو جگہ آیا ہے۔ تحفہ (۳:۵۱۵) میں بخاری شریف کے حوالہ سے مفصل واقعہ ذکر کیا گیا ہے، پھر تحفہ (۴:۱۷۵) میں بھی اس واقعہ تذکرہ آیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک سفر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، پس انھوں نے اپنا اونٹ نبی ﷺ کو بیچ دیا، اور انھوں نے مدینہ تک سواری کی شرط کی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں: جس رات میں نے اونٹ نبی ﷺ کو بیچا: اس رات آپؐ نے پچیس مرتبہ میرے لئے استغفار کیا۔ اور حضرت جابر کے والد عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ جنگ احد میں قتل کئے گئے، اور انھوں نے کئی لڑکیاں چھوڑیں، پس حضرت جابرؓ ان کی کفالت کرتے تھے، اور ان پر خرچ کرتے تھے، اس وجہ سے نبی ﷺ حضرت جابر کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے، اور ان پر مہربانی کرتے تھے۔

اور آپؐ نے پچیس مرتبہ استغفار مسلسل نہیں کیا تھا، متفرق جملوں میں کیا تھا۔ مثلاً: یہ پوچھا کہ جابر اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں! جابر! تمہاری شادی ہوگئی؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں! جابر! تم اسی اونٹ پر مدینہ چلے جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں! جابر! گھر پہنچ کر اونٹ میرے پاس لے آنا، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں، جابر! گھر پہنچ کر محتاط رہنا، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کریں! اسی طرح پچیس مرتبہ استغفار کیا۔

[۱۲۵-] مَنَاقِبُ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی الله عنه

[۳۸۸۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: جَاءَ نِي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۸۸۳-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، نَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: اسْتَغْفَرَ لِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ الْبَعِيْرِ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً، هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

وَمَعْنَى لَيْلَةِ الْبَعِيْرِ

[۳۸۸۴-] مَارُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّهُ كَانَ مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ سَفَرٍ، فَبَاعَ

بَعِيْرَهُ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَاشْتَرَطَ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، يَقُوْلُ جَابِرٌ: لَيْلَةَ بِعْتُ مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم الْبَعِيْرَ اسْتَغْفَرَ لِيْ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً.

كَانَ جَابِرٌ قَدْ قُتِلَ أَبُوْهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَرَامٍ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ بَنَاتٍ، فَكَانَ جَابِرٌ يَعُوْلُهُنَّ، وَيُنْفِقُ عَلَيْهِنَّ، فَكَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَبَرُّ جَابِرًا، وَيَرْحَمُهُ بِسَبَبِ ذٰلِكَ، هٰكَذَا رُوِيَ فِيْ حَدِيْثٍ عَنْ جَابِرٍ نَحْوُ هٰذَا.

فضائل حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ

حضرت مصعب بن عمیر عبدری قرشی رضی اللہ عنہ: سابقین اولین میں سے ہیں، حبشہ کی طرف پہلی ہجرت کی، پھر مکہ واپس آگئے۔ جب نبوت کے گیارہویں سال موسم حج میں مدینہ کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کیا، اور رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ اپنی قوم میں جا کر اسلام کی دعوت دیں گے، تو آپؐ نے ان کے ساتھ حضرت مصعبؓ کو بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں، اور جو مسلمان ہو جائیں ان کو قرآن پڑھائیں، آپ مدینہ میں گھر گھر جا کر اسلام کی دعوت دیتے تھے، آپ کے ہاتھ پر حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر مسلمان ہوئے، آپ ہی نے مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ قائم کیا۔ جنگ بدر میں شریک ہوئے، جنگ احد میں علم بردار تھے، اسی جنگ میں ۳ ہجری میں شہید ہوئے، اور یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۴۷۳ تحفہ ۶: ۱۵۳) گذری ہے کہ ایک مرتبہ ان کی خستہ حالی دیکھ کر نبی ﷺ آبدیدہ ہو گئے تھے۔

حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا اجر دنیا میں نہیں کھایا!

حدیث: حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، درانحالیکہ ہم اللہ کی خوشنودی چاہتے تھے، پس ہمارا ثواب اللہ کے یہاں ثابت ہو گیا۔ پھر ہم میں سے بعض نے اس حال میں وفات پائی کہ اس نے اپنے اجر میں سے کچھ بھی نہیں کھایا، اور ہم میں سے بعض کے لئے اس کا پھل پک گیا، پس وہ اس کو توڑ رہا ہے یعنی فتوحات سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اور مصعب بن عمیرؓ نے وفات پائی (احد میں شہید ہوئے) درانحالیکہ انھوں نے صرف ایک کپڑا چھوڑا تھا، جب اس سے ان کے سر کو ڈھانکتے تھے تو پیر کھل جاتے تھے، اور جب اس سے ان کے پیر ڈھانکتے تھے تو سر کھل جاتا تھا، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان کے سر کو ڈھانکو، اور ان کے پیروں پر اذخر گھاس ڈال دو!"

[۱۲۶-] مَنَاقِبُ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ رضي الله عنه

[۳۸۸۵-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ أَحْمَدَ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللهِ، فَمِنَّا مَنْ

مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا، وَإِنَّ مُصْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ مَاتَ، وَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا ثَوْبًا، كَانُوا إِذَا غَطَّوْا بِهِ رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّوْا بِهِ رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " غَطُّوْا رَأْسَهُ، وَاجْعَلُوْا عَلَى رِجْلَيْهِ الإِذْخِرَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، حدثنا هَنَّادٌ، نَا ابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الأَرَتِّ نَحْوَهُ.

فضائل حضرت براء بن مالک رضی اللہ عنہ

حضرت براء بن مالک خزرجی، نجاری، انصاری رضی اللہ عنہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی اور بڑے بہادر تھے، دیکھنے میں کمزور لاغر مگر سو آدمیوں کو مقابلہ پر بلا کر قتل کیا۔ فتح تستر میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لشکر کے دائیں بازو پر تھے، شہر کے مشرقی دروازے پر ۲۰ ہجری میں شہید ہوئے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کم من اشعث أغبر، ذی طِمْرَیْن، لایُوْبَهُ له: لو أقسم علی اللہ لأبرّہ، منهم البراءُ بنُ مالك: بہت سے پراگندہ بال، گرد آلود، دو بوسیدہ کپڑوں والے، جن کی پرواہ نہیں کی جاتی یعنی ان کو اہمیت نہیں دی جاتی: اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کریں، ان میں سے براء بن مالک ہیں!''

لغات: اشعث: پراگندہ بال۔ شَعِثَ (س) الشعرُ: بالوں کا بکھرا ہوا اور غبار آلود ہونا، فھو اشعث، وھی شعثاء ...... اغبر: گرد آلود۔ غبِرَ (س) الشیئُ: گرد آلود ہونا، فھو اغبر، وھی غبراء ...... الطِّمْر: بوسیدہ پرانا کپڑا ...... وَبَهَ یَوْبَهُ وَبْهًا: له وبه: جاننا، سمجھنا، کہا جاتا ہے: فلان لایُوْبَهُ له او به: فلاں کی پروا نہیں کی جاتی یعنی اہمیت نہیں دی جاتی ...... یُؤْبَهُ (ہمزہ کے ساتھ) بھی درست ہے ...... کم: خبریہ مبتدا، من: بیانیہ، اور لو أقسم خبر ہے۔

[۱۲۷-] مَنَاقِبُ الْبَرَاءِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ

[۳۸۸۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ وَعَلِيُّ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " كَمْ مِنْ أَشْعَثَ أَغْبَرَ ذِي طِمْرَيْنِ لَايُؤْبَهُ لَهُ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، مِنْهُمُ الْبَرَاءُ بْنُ مَالِكٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

فضائل حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

حضرت ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس قحطانی، یمنی، اشعری رضی اللہ عنہ: بہادر، حاکم اور فاتح تھے۔ زبید (یمن) میں ہجرت سے اکیس سال پہلے پیدا ہوئے، اور کوفہ میں ۴۴ ہجری میں وفات پائی۔ آپؓ ہلکے جسم کے اور چھوٹے قد کے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین آواز سے نوازا تھا۔ ابتدائے اسلام میں مکہ آئے اور مسلمان ہوئے، پھر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں

سے خیبر والے سال مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی ﷺ نے ان کو زبید اور عدن کا والی مقرر کیا تھا۔ پھر حضرت عمرؓ نے ۱۷ ہجری میں بصرہ کا والی مقرر کیا، پھر حضرت عثمانؓ نے کوفہ کا والی مقرر کیا، تحکیم کے واقعہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنا نمائندہ بنایا۔ پھر جب حضرت عمرو بن العاص نے چال چلی تو وہ مایوس ہو کر کوفہ لوٹ گئے۔

ابوموسیٰ اشعری: داؤدؑ کے راگوں میں سے ایک راگ دیئے گئے تھے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوموسیٰ! بخدا! آپ خاندانِ داؤد کی بانسریوں (راگوں، لحنوں) میں سے ایک بانسری دیئے گئے ہو!''

تشریح: مسند ابویعلیٰ میں اس ارشاد کا شانِ ورود یہ ہے: ایک مرتبہ نبی ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ابو موسیٰ کے پاس سے گذرے، ابوموسیٰ اپنے گھر میں قرآن پڑھ رہے تھے، دونوں کھڑے ہو کران کا پڑھنا سننے لگے، پھر دونوں بڑھ گئے، صبح جب ابوموسیٰ سے ملاقات ہوئی تو آپؐ نے مذکورہ ارشاد فرمایا، ابوموسیٰ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میرا پڑھنا سن رہے ہیں تو میں خوب مزین کر کے آپ کو قرآن سناتا!

[۱۲۸-] مَنَاقِبُ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ

[۳۸۸۷-] حدثنا مُوْسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْكِنْدِيُّ، نَا أَبُوْ يَحْيَى الْحِمَّانِيُّ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "يَا أَبَا مُوْسَى! لَقَدْ أُعْطِيْتَ مِزْمَاراً مِنْ مَزَامِيْرِ آلِ دَاوُدَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ، وفي الباب: عَنْ بُرَيْدَةَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَأَنَسٍ.

فضائل حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

حضرت سہل بن سعد خزرجی، انصاری رضی اللہ عنہ: وفاتِ نبوی کے وقت پندرہ سال کے تھے۔ ۹۱ ہجری میں وفات پائی، اصل نام حزن تھا، نبی ﷺ نے بدل کر سہل نام رکھا۔ باب میں دو حدیثیں ہیں، ایک: خود حضرت سہل کی، دوسری: حضرت انسؓ کی:

حدیث: حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے، درانحالیکہ آپؐ خندق کھود رہے تھے، اور ہم مٹی ڈھور ہے تھے، پس آپؐ ہمارے پاس سے گذرتے، اور فرماتے: ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے÷ پس انصار و مہاجرین کی بخشش فرما!'' اور حضرت انسؓ کی روایت میں فاغفر کی جگہ فاکرم ہے: پس عزت عطا فرما!

سوال: اس میں حضرت سہل کی کیا فضیلت ہے؟ جواب: وہ انصار کے عموم میں شامل ہیں، پس وہ بھی دعا کے حقدار ہیں۔

[۱۲۹-] مَنَاقِبُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه

[۳۸۸۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيْعٍ، نَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، نَا أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ، وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ، فَيَمُرُّبِنَا، فَقَالَ:

اللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الآخِرَهْ ❁ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ!

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، أَبُوْ حَازِمٍ: اسْمُهُ سَلَمَةُ بْنُ دِيْنَارٍ الْأَعْرَجُ الزَّاهِدُ.

[۳۸۸۹-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ:

اللّٰهُمَّ لَاعَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الآخِرَهْ ❁ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ!

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.

بابُ ماجاءَ فِي فَضْلِ مَنْ رَأَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم، وَصَحِبَهُ

فضائل صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

صحابی کی تعریف: من لَقِيَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مؤمناً به، ومات على الإسلام: جس نے نبی ﷺ پر ایمان کی حالت میں آپؐ سے ملاقات کی ہو، اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو، ایمان کے بعد ساتھ رہنا شرط نہیں، بعض حضرات نے صحبت (ساتھ رہنے) کی شرط لگائی ہے، امام ترمذی نے باب میں جو وَصَحِبَہ بڑھایا ہے وہ اس کی طرف مشیر ہے، مگر اصح مختار قول یہ ہے کہ یہ بات شرط نہیں، جس نے بھی بحالتِ ایمان نبی ﷺ کو دیکھا ہے، اگرچہ ایک جھلک ہی دیکھی ہو، اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو، مرتد نہ ہوا ہو تو وہ صحابی ہے۔

اسی طرح جس مؤمن نے کسی بھی صحابی کو بحالتِ ایمان دیکھا ہو، اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا ہو تو وہ تابعی ہے، اور جس نے اسی طرح کسی تابعی کو دیکھا ہے: وہ تبع تابعی ہے، اس کے بعد فضیلت کا سلسلہ ختم ہے۔ البتہ ایک شاذ رائے یہ ہے کہ فضیلت کا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، اگرچہ مرتبہ گھٹتا رہے گا، مگر یہ رائے حدیث کے خلاف ہے۔

اور یہ بات پہلے دو جگہ (تحفہ ۵: ۵۳۳ و ۵۹۱ میں) آچکی ہے کہ خیر القرون (بہترین زمانے) زمانے کے طول وعرض میں ایک ساتھ چلتے ہیں۔ نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں جن مسلمانوں نے بحالتِ ایمان نبی ﷺ کی زیارت کی تھی: وہ صحابہ تھے، مگر سب مسلمانوں نے نبی ﷺ کی زیارت نہیں کی تھی، مدینہ منورہ سے جو دور رہتے تھے: ان میں

سے اکثر کو آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی تھی ـــــ پھر ان کے قبیلہ میں کوئی صحابی کسی ضرورت سے گیا تو انھوں نے صحابی کی زیارت کی، پس وہ تابعی ہو گئے ـــــ پھر جن مسلمانوں نے ان تابعین کو دیکھا وہ تبع تابعی ہوئے۔ اور جنھوں نے تابعی کو بھی نہیں دیکھا وہ چوتھے قرن کے لوگ ہوئے، ان کے لئے کوئی فضیلت نہیں۔

۱- صحابہ اور تابعین کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: لاتَمَسُّ النارُ مسلما رَآنِي، أو رَأَى من رآني: دوزخ کی آگ اس مسلمان کو نہیں چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا ہے، یا اس شخص کو دیکھا ہے جس نے مجھے دیکھا ہے (یہ فضیلت صحابہ و تابعین کے لئے ہے، تبع تابعین کے لئے نہیں)

حدیث کے راوی طلحہ بن خراش کہتے ہیں: میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے (پس وہ تابعی ہوئے) اور موسیٰ انصاری کہتے ہیں: میں نے طلحہ کو دیکھا ہے (پس وہ تبع تابعی ہوئے) اور امام ترمذیؒ کے استاذ یحییٰ بصری کہتے ہیں: اور مجھ سے موسیٰ نے کہا: اور تم نے مجھے دیکھا ہے، اور ہم اللہ سے (تمہارے لئے بھی فضیلت کی) امید رکھتے ہیں (یہ وہی شاذ رائے ہے کہ یہ فضیلت تا قیامت چلتی رہے گی، مگر یہ رائے صحیح نہیں، یہ فضیلت صرف صحابہ اور تابعین کے لئے ہے، تبع تابعی کے لئے بھی نہیں ہے)

[۱۲۰-] بابُ ماجاءَ في فَضْلِ مَنْ رَأى النبيَّ صلى الله عليه وسلم، وَصَحِبَهُ

[۳۸۹۰-] حدثنا يَحْيَ بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ الْبَصْرِيُّ، نَا مُوْسَى بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لَاتَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِيْ، أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِيْ"

قَالَ طَلْحَةُ: فَقَدْ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ، وَقَالَ مُوْسَى: وَقَدْ رَأَيْتُ طَلْحَةَ، قَالَ: يَحْيَى: وَقَالَ لِيْ مُوْسَى: وَقَدْ رَأَيْتَنِيْ وَنَحْنُ نَرْجُوْا اللهَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْأَنْصَارِيِّ، وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْمَدِيْنِيِّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ عَنْ مُوْسَى هٰذَا الحديثَ.

۲- بہترین زمانے تین ہیں، پھر خیر نہیں!

حدیث: بخاری (حدیث ۲۶۵۸) میں ہے: نبی ﷺ سے پوچھا گیا: ای الناس خیر؟ کونسے لوگ بہتر ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: خیر الناس قرني، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم يجيئ قوم تَسْبِقُ شهادةُ أحدهم يمينَه،

ویمینہ شھادتہ: بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں، پھر ایسے لوگ آئیں گے جن میں سے ایک کی گواہی اس کی قسم سے آگے بڑھے گی، اور جس کی قسم اس کی گواہی سے آگے بڑھے گی۔

تشریح: ترمذی کی روایت کے آخری حصہ کا ترجمہ ہے: ''پھر اس کے بعد یعنی قرونِ ثلاثہ کے بعد ایسے لوگ آئیں گے: جن کی قسمیں ان کی گواہیوں سے آگے بڑھیں گی'' یا فرمایا: ''ان کی گواہیاں ان کی قسموں سے آگے بڑھیں گی'' ترمذی کی روایت میں أو ہے، جو شک راوی کا بھی ہوسکتا ہے اور تنویع کا بھی، اور صحیحین میں واو ہے، اور وہی صحیح ہے —— اور باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو روایت ہے: وہ پہلے (حدیث ۲۱۶۲ تحفہ ۵: ۵۳۴ میں) آچکی ہے، اس کے الفاظ ہیں: أوصیکم باصحابي، ثم الذین یلونهم، ثم الذین یلونهم، ثم یفشوا الکذبُ إلخ —— اور باب میں حضرت عمرانؓ کی جو حدیث ہے: وہ پہلے (حدیث ۲۲۱۹، ۲۲۲۰ تحفہ ۵: ۵۹۲ میں) آچکی ہے —— اور حضرت بریدہؓ کی حدیث مسند احمد میں ہے۔

قولہ: خیر الناس قرني: یعنی صحابہ کا زمانہ: ثم الذین یلونهم یعنی تابعین کا زمانہ: ثم الذین یلونهم: یعنی تبع تابعین کا زمانہ —— اور قسموں کا گواہیوں سے آگے بڑھنا، اور گواہیوں کا قسموں سے آگے بڑھنا یہ ہے کہ لوگ ہر بات کے لئے تیار ہوں، خواہ قسمیں کھلالو، خواہ گواہیاں لے لو، کسی چیز سے ان کو باک نہ ہو۔

[۳۸۹۱-] حدثنا هَنَّادٌ، نَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ: هُوَ السَّلْمَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُم، ثُمَّ يَأْتِيْ قَوْمٌ بَعْدَ ذٰلِكَ: تَسْبِقُ أَيْمَانُهُمْ شَهَادَاتِهِمْ أو: شَهَادَاتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

فضائل اصحابِ بیعتِ رضوان

بیعتِ رضوان کا ذکر سورۃ الفتح (آیت ۱۸) میں ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾: اللہ تعالیٰ مؤمنین سے راضی ہوئے جب وہ آپؐ سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے! —— نبی ﷺ نے مصالحت کے لئے مکہ والوں کی طرف حضرت عثمانؓ کی سفارت روانہ کی تھی، قریش نے ان کو روک لیا۔ ادھر مسلمانوں میں یہ افواہ پھیل گئی کہ انہیں قتل کر دیا گیا، پس آپؐ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کرام سے بیعت لی کہ آخر دم تک لڑیں گے، میدان جنگ چھوڑ کر بھاگیں گے نہیں! پھر جب بیعت مکمل ہوگئی تو حضرت عثمانؓ بھی آگئے، اور اس کے بعد قریش کی سفارت آئی، اور صلح ہوگئی۔ اس بیعت میں صرف ایک آدمی نے جو منافق تھا

شرکت نہیں کی، اس کا نام جد بن قیس تھا۔ اس کا سرخ اونٹ (قیمتی اونٹ) گم ہوگیا تھا، وہ اس کی تلاش میں نکلا تھا، اس سے صحابہ نے کہا کہ چل بیعت کر، مگر اس نے جواب دیا: مجھے میرا اونٹ مل جائے: یہ بیعت سے زیادہ اہم ہے۔

حدیث (۱): بیعت رضوان کرنے والوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لایدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ: کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا ان لوگوں میں سے جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے (یہ حدیث اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے، مسند احمد میں بھی ہے)

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''ضرور جنت میں داخل ہوگا وہ شخص جس نے درخت کے نیچے بیعت کی، مگر سرخ اونٹ والا (یعنی جد بن قیس منافق۔ یہ حدیث آگے نمبر ۳۸۹۵ پر آرہی ہے)

حدیث (۳): حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، درانحالیکہ وہ حضرت حاطبؓ کی شکایت کررہا تھا، پس اس نے کہا: یارسول اللہ! حاطب ضرور دوزخ میں جائے گا! آپؐ نے فرمایا: ''تو جھوٹ کہتا ہے۔ حاطب دوزخ میں نہیں جائیں گے، کیونکہ وہ جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے ہیں'' (یہ حدیث آگے نمبر ۳۸۹۶ پر آرہی ہے)

[۱۳۱-] بابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

[۳۸۹۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " لَايَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

صحابۂ کرام کی برائی کرنا حرام ہے

یہ عنوان بھی منفی پہلو سے فضائل صحابہ کا عنوان ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم شریف میں لکھا ہے: صحابہ کی برائی کرنا حرام ہے، اور گندے گناہوں میں سے ہے، خواہ وہ فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، کیونکہ وہ حضرات مجتہد تھے اور تاویل کرنے والے تھے۔ اور قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کہتے ہیں: کسی بھی صحابی کی برائی کرنا کبیرہ گناہ ہے، اور ہمارا اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اس کو حد شرعی سے کم سزا دی جائے گی، قتل نہیں کیا جائے گا۔ البتہ بعض مالکیہ کی رائے میں اس کو قتل کردیا جائے گا۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کو برا مت کہو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر یہ بات ہو کہ تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی وہ صحابہ کے ایک مد (ایک سیر) کو نہیں پہنچے گا، اور نہ آدھے مد کو پہنچے گا''

تشریح: اس حدیث کا شانِ ورود خاص ہے۔ حضرت خالد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے جھگڑے میں آپؐ

نے یہ ارشاد فرمایا ہے (اصابہ ۲:۴۲۶) مگر چونکہ الفاظ عام ہیں، اس لئے حکم عام ہے۔ شانِ ورود کے ساتھ خاص نہیں۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! میرے بعد ان کو (تنقید کا) نشانہ مت بناؤ! کیونکہ جو ان سے محبت کرے گا، وہ مجھ سے محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا: وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا۔ اور جو ان کو ستاتا ہے وہ یقیناً مجھے ستاتا ہے۔ اور جو مجھے ستاتا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو ستاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کو ستاتا ہے: قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پکڑ لیں'' (یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے)

حدیث (۳): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے صحابہ میں سے جو بھی کسی سرزمین میں مرے گا: وہ قائد ہونے کی حالت میں مبعوث ہوگا، اور لوگوں کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا'' (یہ حدیث مرسل ہے، آخر میں حضرت بریدہؓ کا ذکر صحیح نہیں)

تشریح: صحابۂ کرام نے ساری دنیا میں دین پہنچایا ہے، پس وہ انسانوں کے دینی قائد اور مینارۂ نور ہیں۔ ان کی یہ شان قیامت کے دن بھی جلوہ گر ہوگی۔ پس ایسے محسنوں پر کیچڑ اچھالنا کہاں کی عقلمندی ہے! اپنے ماں باپ کو برا کوئی نہیں کہتا جو صرف جسم کے وجود کا ذریعہ ہیں، پس صحابہ کو برا کہنا جو حیاتِ روحانی کے باعث ہیں: کتنی بڑی احسان فراموشی ہے۔

حدیث (۴): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا کہہ رہے ہیں تو کہو: اللہ کی پھٹکار تم میں سے برے پر!'' (ایسا کہنے سے لعنت اسی پر لوٹ جائے گی، کیونکہ دونوں میں برا وہی ہے!) (یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ نضر اور سیف دونوں ضعیف راوی ہیں)

[۱۳۲-] فِي مَنْ سَبَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۸۹۳-] حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُو دَاوُدَ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ: أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " لَاتَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا: مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيْفَهُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: " نَصِيْفَهُ": يَعْنِيْ نِصْفَ مُدِّهِ.

حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ، نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

[۳۸۹۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى، نَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ، نَا عَبِيْدَةُ بْنُ أَبِيْ رَائِطَةَ، عَنْ عَبْدِ

الرَّحْمٰنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اللّٰهَ اللّٰهَ فِيْ أَصْحَابِيْ، لاتَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا بَعْدِيْ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ، وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ يُوْشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۸۹۵-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ خِدَاشٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ إِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

[۳۸۹۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ عَبْدًا لِحَاطِبٍ جَاءَ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَشْكُوْ حَاطِبًا، فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! لَيَدْخُلَنَّ حَاطِبٌ النَّارَ، فَقَالَ: " كَذَبْتَ، لَايَدْخُلُهَا، فَإِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا، وَالْحُدَيْبِيَةَ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۸۹۷-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا عُثْمَانُ بْنُ نَاجِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِيْ طَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِيْ يَمُوْتُ بِأَرْضٍ، إِلَّا بُعِثَ قَائِدًا، وَنُوْرًا لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبِيْ طَيْبَةَ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مُرْسَلًا، وَهٰذَا أَصَحُّ.

[۳۸۹۸-] حدثنا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ، نَا النَّضْرُ بْنُ حَمَّادٍ، نَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِيْ فَقُوْلُوْا: لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى شَرِّكُمْ" هٰذَا حديثٌ مُنْكَرٌ لانَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

فضائل حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

الزَّهراء: حسین عورت، جمع زُهْر۔ مذکر: الأزهر۔ رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ کا لقب۔ والدہ: حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا۔ ولادت: اٹھارہ سال قبل ہجرت۔ وفات: ۱۱ ہجری (نبی ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد) نکاح: انیس سال کی عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، اولاد: حضرات حسن، حسین، ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہم۔

۱- حضرت فاطمہؓ پر نکاح کرنے کی ممانعت حضرت علیؓ کے ایمان کی حفاظت کی وجہ سے تھی

حدیث (۱): حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا درانحالیکہ آپ منبر پر تھے: ''(ابوجہل کے والد) ہشام بن المغیرہ کے خاندان والوں نے مجھ سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ وہ اپنی بیٹی کا علی بن ابی طالب سے نکاح کریں۔ پس میں ان کو اجازت نہیں دیتا! پھر میں اجازت نہیں دیتا! پھر میں اجازت نہیں دیتا! (تکرار تاکید کے لئے ہے یعنی یہ ممانعت قطعی ہے، اس میں نظر ثانی کی گنجائش نہیں) مگر یہ کہ ابن ابی طالب چاہیں کہ میری بیٹی کو طلاق دیدیں، اور ان کی بیٹی سے نکاح کریں (تو کریں!) اس لئے کہ فاطمہ میرا لخت (ٹکڑا) ہے، مجھے شک میں ڈالے گی وہ بات جو فاطمہ کو شک میں ڈالے گی، اور مجھے تکلیف پہنچائے گی وہ بات جو فاطمہ کو تکلیف پہنچائے گی (پس علیؓ کا ایمان محفوظ نہیں رہے گا؟) یہ امام لیث بن سعد مصری رحمہ اللہ کا سیاق ہے، وہ یہ حدیث عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے۔

حدیث (۲): حضرت ایوب سختیانی یہ حدیث ابن ابی ملیکہ سے، اور وہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ سے روایت کرتے ہیں: حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کا ذکر کیا یعنی اس سے شادی کرنے کا ارادہ کیا، پس یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی، پس آپؐ نے فرمایا: ''فاطمہ میرا لخت ہے، مجھے تکلیف پہنچائے گی وہ بات جو فاطمہ کو تکلیف پہنچائے گی، اور مجھے تھکائے گی وہ بات جو فاطمہ کو تھکائے گی!'' (دونوں جملوں کا مطلب ایک ہے) (یہ روایت آگے (نمبر ۳۹۰۱ پر) آرہی ہے)

کونسی روایت صحیح ہے؟ امام ترمذیؒ نے کھل کر کچھ نہیں کہا، مگر دبے لفظوں میں پہلی روایت کو ترجیح دی ہے، کیونکہ امام لیث کے علاوہ متعدد روات، مثلاً عمرو بن دینار اسی طرح سند پیش کرتے ہیں، اور حضرت ایوب اکیلے ہیں، مگر بڑے آدمی ہیں، اس لئے امام ترمذیؒ نے فرمایا ہے: ممکن ہے ابن ابی ملیکہ نے حدیث دونوں سے (ابن الزبیر سے اور مسور بن مخرمہ سے) سنی ہو ـــــ مگر دونوں روایتوں کا سیاق مختلف ہے۔ پہلی روایت میں لڑکی والوں نے اجازت طلب کی ہے، اور دوسری روایت میں حضرت علیؓ نے نکاح کا ارادہ کیا ہے، اس لئے فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ کونسی روایت صحیح ہے؟ میری ناقص رائے میں امام لیث کی روایت اصح ہے، حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ پر نکاح کا ارادہ نہیں کیا تھا، واللہ اعلم۔

۲- خاندان میں آپؐ کو حضرت فاطمہؓ سب سے زیادہ محبوب تھیں

حدیث: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: خواتین میں رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب حضرت فاطمہ تھیں، اور مردوں میں حضرت علیؓ تھے۔ امام ترمذی کے استاذ ابراہیم کہتے ہیں: حضرت بریدہ کی مراد: من أهل بيته ہے یعنی خاندان کی عورتوں میں حضرت فاطمہ اور مردوں میں حضرت علیؓ سب سے زیادہ محبوب تھے۔

ملحوظہ: حدیث ۳۸۹۹ و حدیث ۳۹۰۱ پہلے عنوان سے متعلق ہیں، اور حدیث ۳۹۰۰ دوسرے عنوان سے متعلق ہیں۔

[۱۳۳-] ماجاء في فضل فاطمة رضي الله عنها

[۳۸۹۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُولُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: "إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا آذَنُ، إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي، وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ، فَإِنَّهَا بَضْعَةٌ مِنِّي، يَرِيبُنِي مَا رَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۰۰-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، نا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، عَنْ جَعْفَرٍ الْأَحْمَرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ أَحَبَّ النِّسَاءِ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاطِمَةُ، وَمِنَ الرِّجَالِ عَلِيٌّ، قَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَعْنِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ. هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۹۰۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَلِيًّا ذَكَرَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا، وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، هٰكَذَا قَالَ أَيُّوبُ: عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ: عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ رَوَى عَنْهُمَا جَمِيعًا، وَقَدْ رَوَاهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ نَحْوَ حديثِ اللَّيْثِ.

۳- چارتن کی جنگ ومصالحت کے ساتھ آپ کی جنگ ومصالحت کی روایت

حدیث: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "میں جنگ (لڑائی، مخالف) ہوں ان لوگوں کے لئے جن سے تم جنگ کرو، اور میں مصالحت ہوں ان لوگوں کے لئے جن سے تم مصالحت کرو" (حرب اور سلم: دونوں مصدر زید عدل کی طرح مبالغۃً محمول ہیں)

حدیث کا حال: یہ روایت قطعاً صحیح نہیں۔ علی بن قادم خزاعی کوفی شیعہ ہو گیا تھا، اور سدی کبیر اسماعیل بن عبدالرحمٰن پر بھی شیعیت کا الزام تھا۔ اور اسباط بن محمد ہمدانی: حدیثوں میں بہت غلطیاں کرتا تھا اور عجیب وغریب روایتیں بیان کرتا تھا۔ اور صُبَیح معروف راوی نہیں۔ اور حضرت زید سے اس کا سماع بھی معلوم نہیں۔ یہ بات امام بخاری نے فرمائی ہے۔

۴- چارتن کی اہل بیت میں شمولیت دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے

حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حضرات حسن، حسین، فاطمہ اور علی رضی اللہ

عنہم کو کمبل میں ڈھانپا، پھر فرمایا: ''اے اللہ! یہ لوگ میرے گھر والے اور میرے گھر کے خاص افراد ہیں! ان سے آلودگی کو دور فرما، اور ان کو خوب اچھی طرح پاک صاف کر دے!'' پس حضرت ام سلمہؓ نے کہا: اور میں اے اللہ کے رسول! ان کے ساتھ ہوں یعنی مجھے بھی دعا میں شامل فرمائیں۔ پس آپؐ نے فرمایا: ''تم بڑی خیر پر ہو!''

تشریح: یہ حدیث صحیح ہے۔ اور باب میں جو حضرت انس اور حضرت عمر بن ابی سلمہ کی روایتیں ہیں: وہ پہلے (حدیث ۳۲۲۹، ۳۲۲۰ میں) آچکی ہیں۔ اور نبی ﷺ کے مولی ابو الحمراء کی روایت تفسیر طبری وغیرہ میں ہے۔ اور اس حدیث کا مطلب پہلے (تحفہ ۲: ۱۳۳ و ۵: ۳۹۶ میں) بیان کیا گیا ہے کہ چارتن کی اہل بیت میں شمولیت: دعائے نبوی کی برکت سے ہوئی ہے۔ اہل بیت کا اصل مصداق ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ہیں۔ اور ''تم بڑی خیر پر ہو!'' کا مطلب یہ ہے کہ تم تو آیت کا شانِ نزول ہو، پس تمہیں دعا کی حاجت نہیں۔

[۳۹۰۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْبَغْدَادِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ، نَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ صُبَيْحٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ: "أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ، وَسِلْمٌ لِمَنْ سَالَمْتُمْ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَصُبَيْحٌ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ.

[۳۹۰۳-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم جَلَّلَ عَلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ كِسَاءً، ثُمَّ قَالَ: "اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلُ بَيْتِيْ وَحَامَّتِيْ، أَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيْرًا" فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: وَأَنَا مَعَهُمْ يَارسولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "إِنَّكِ عَلَى خَيْرٍ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَهُوَ أَحْسَنُ شَيْئٍ رُوِيَ فِيْ هذا الباب، وفي الباب: عَنْ أَنَسٍ، وَعُمَرَ ابْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَأَبِي الْحَمْرَاءِ.

۵- حضرت فاطمہؓ سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبیؐ سے سب سے زیادہ مشابہ تھیں!

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نہیں دیکھا میں نے کسی کو سیرت وخصلت اور دینی حالت میں زیادہ مشابہ رسول اللہ ﷺ سے، اپنے کھڑے ہونے اور بیٹھنے میں، رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے! —— حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: جب وہ نبی ﷺ کے پاس آتیں تو آپ (استقبال کے لئے) اٹھتے (اور ہاتھ پکڑتے۔ کما فی روایۃ ابی داؤد) اور ہاتھ کو چومتے، اور ان کو اپنی جگہ بٹھاتے —— اور جب نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ (استقبال کے لئے) اپنی جگہ سے اٹھتیں (اور آپ کا ہاتھ پکڑتیں) پس وہ آپ کو چومتیں، اور آپ کو اپنی جگہ

بٹھاتیں ـــــ پس جب نبی ﷺ (آخری مرتبہ) بیمار ہوئے تو فاطمہؓ آئیں، اور آپ پر جھکیں، اور آپ کو چوما، پھر اپنا سر اٹھایا، اور روئیں! پھر وہ آپ پر جھکیں، پھر اپنا سر اٹھایا، اور ہنسیں ـــــ پس میں نے (دل میں) کہا: بیشک شان یہ ہے کہ میں یقیناً گمان کیا کرتی تھی کہ یہ (فاطمہؓ) ہماری عورتوں میں سب سے زیادہ عقلمند ہیں، پس اچانک وہ عام عورتوں میں سے ہیں (کیونکہ وہ ہنسنے کا موقعہ نہیں تھا) ـــــ پس جب نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو میں نے ان سے پوچھا: بتلائیں! جب آپؓ نبی ﷺ پر جھکی تھیں، پھر آپؓ نے سر اٹھایا تھا، اور روئی تھیں، پھر آپؓ نبی ﷺ پر جھکی تھیں، پھر اپنا سر اٹھایا تھا، اور ہنسی تھیں: کس چیز نے آپؓ کو ان کاموں پر ابھارا تھا؟ انھوں نے جواب دیا: بیشک میں تب تو بات پھیلانے والی ہوتی۔ مجھے آپؐ نے اطلاع دی تھی کہ آپؐ اپنی اس تکلیف میں وفات پانے والے ہیں تو میں روئی تھی، پھر آپؐ نے مجھے اطلاع دی کہ میں آپؐ کے خاندان میں سب سے پہلے آپؐ سے ملنی والی ہوں تو اس وقت میں ہنسی تھی!

تشریح: یہ حدیث صحیح ہے، حضرت عائشہؓ سے متعدد اسانید سے مروی ہے، اور یہ حدیث ابوداؤد، نسائی، صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں بھی ہے..... السَّمْت، الدَّلّ اور الهَدْی کے معانی حدیث (۳۸۳۹) کی شرح میں بیان کئے گئے ہیں..... بَذِرَۃ: صفت مشبہ کا صیغہ، مذکر بَذِرٌ: باتیں افشا کرنے والا۔ بَذَرَ الحدیثَ (ن) بَذْرًا: باتیں پھیلانا، بَذَرَ الحبَّ: بیج ڈالنا، بکھیرنا...... اور اس جملہ کا پس منظر یہ ہے کہ یہ بات حضرت عائشہؓ نے حیات نبوی میں پوچھی تھی تو فاطمہؓ بات گول کر گئی تھیں۔ اب بعد وفات بتلائی، کیونکہ اگر وہ اس وقت بتلاتیں کہ آپؐ کی اس بیماری میں وفات ہونے والی ہے تو سب متعلقین پریشان ہو جاتے، اور راز کھل جاتا، اور اب جبکہ واقعہ رونما ہو چکا تو بتلانے میں کچھ حرج نہیں۔

[۳۹۰۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا وَدَلًّا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللّٰهِ، فِيْ قِيَامِهَا وَقُعُوْدِهَا، مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

قَالَتْ: وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَامَ إِلَيْهَا، فَقَبَّلَهَا وَأَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا، قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا، فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا.

فَلَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَتْ فَاطِمَةُ، فَأَكَبَّتْ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَتْهُ، ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ أَكَبَّتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنَّ هٰذِهِ مِنْ أَعْقَلِ نِسَائِنَا، فَإِذَا هِيَ مِنَ النِّسَاءِ!

فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ حِيْنَ أَكْبَبْتِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ، فَبَكَيْتِ، ثُمَّ أَكْبَبْتِ عَلَيْهِ، فَرَفَعْتِ رَأْسَكِ فَضَحِكْتِ، مَا حَمَلَكِ عَلَى ذٰلِكَ؟ قَالَتْ: إِنِّيْ إِذَنْ لَبَذِرَةٌ، أَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ مَيِّتٌ مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَسْرَعُ أَهْلِهِ لُحُوْقًا

بِهِ، وَذٰلِكَ حِينَ ضَحِكَتْ.
هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَائِشَةَ.

۲- نبیؐ کوسب سے زیادہ محبت حضرت فاطمہؓ سے تھی پھر حضرت علیؓ سے

حدیث: جُمیع کہتے ہیں: میں اپنی پھوپھی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ پس حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے کون رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھا؟ انھوں نے جواب دیا: فاطمہؓ۔ پس پوچھا گیا: مردوں میں سے؟ فرمایا: ان کے شوہر (حضرت علیؓ، پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا:) بیشک شان یہ ہے کہ ان کے شوہر (حضرت علیؓ) تھے وہ — جہاں تک میں جانتی ہوں — بکثرت روزہ رکھنے والے، بکثرت رات میں نفلیں پڑھنے والے!

حدیث کا حال: یہ حدیث قطعاً قابل اعتبار نہیں۔ جمیع کوفی: شیعہ ہوگیا تھا۔ اور ابوالجحاف: غالی شیعہ تھا، بکثرت اہل بیت کے سلسلہ میں روایات کرتا تھا، اور زائغ (کج رو) ضعیف بھی تھا۔ اور عبدالسلام: نہایت ضعیف روایتیں بیان کرتا تھا، اور حسین: لَیِّنُ الحدیث (نرم حدیثوں والا) تھا۔

[۳۹۰۵-] حدثنا حُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الْكُوفِيُّ، نَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي الْجَحَّافِ، عَنْ جُمَيْعِ ابْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ عَمَّتِيْ عَلَى عَائِشَةَ، فَسُئِلَتْ: أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَتْ: فَاطِمَةُ، فَقِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ، قَالَتْ: زَوْجُهَا، إِنْ كَانَ — مَا عَلِمْتُ — صَوَّامًا قَوَّامًا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ.

فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: والد ماجد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ والدہ ماجدہ: حضرت ام رومان فراسیہ (وفات نبوی کے بعد تک حیات رہیں) کنیت: ام عبداللہ (نبی ﷺ نے ان کے بھانجے عبداللہ بن الزبیرؓ کے نام سے کنیت رکھی تھی) ولادت: ۴ یا ۵ نبوی میں۔ وفات: ۵۸ ہجری میں مدینہ میں۔ آپؓ سے نکاح: ۶ یا ۷ سال کی عمر میں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے ۳ سال بعد) رخصتی: شوال سنہ ایک یا دو ہجری میں، رسول اللہ ﷺ کی سب سے پیاری بیوی، آپؓ سے نکاح باذنِ الٰہی ہوا۔ مکثرین صحابہ میں سے تھیں۔ دو ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔ اکابر صحابہ نے آپؓ سے استفادہ کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ان کے طرز عمل سے خوش نہیں تھیں، مگر ان کے قتل کے بعد ان کے خون کا مطالبہ لے کر اٹھیں اور جنگ جمل پیش آئی۔ وكانت من أفقه نساءِ المسلمينَ، وأعلمِهِنَّ بالدين والأدب۔

۱- صدیقہ کے ساتھ ہم خوابی کے وقت بھی آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: لوگ اپنے ہدایا کے ساتھ عائشہؓ کی باری کا قصد کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: پس میری ساتھ والیاں (آپؐ کی دوسری بیویاں) ام سلمہؓ کے پاس اکٹھا ہوئیں۔ اور انھوں نے کہا: اے ام سلمہ! لوگ اپنے ہدایا کے ساتھ عائشہ کی باری کا قصد کرتے ہیں یعنی لوگ انتظار میں رہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی باری کے دن ہدیہ بھیجیں۔ اور ہم بھی خیر چاہتی ہیں جس طرح عائشہ خیر چاہتی ہیں یعنی ہماری بھی خواہش ہے کہ ہماری باری کے دن ہدایا آئیں۔ لہٰذا آپ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ آپ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ آپؐ کے پاس ہدایا بھیجیں جہاں بھی آپؐ ہوں۔ ام سلمہؓ نے یہ بات آپؐ سے ذکر کی، پس آپؐ نے ان سے روگردانی کی۔ پھر جب آپؐ (دوسرے دورے میں) ان کی طرف لوٹے تو انھوں نے وہ بات دوبارہ کہی۔ انھوں نے کہا: یارسول اللہ! میری ساتھ والیوں نے ذکر کیا کہ لوگ ہدایا کے ساتھ عائشہ کی باری کا قصد کرتے ہیں، لہٰذا آپ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ ہدیہ بھیجیں جہاں بھی آپؐ ہوں (نبی ﷺ نے اس مرتبہ بھی روگردانی کی اور کوئی جواب نہیں دیا) پھر جب تیسری باری آئی تو انھوں نے یہی بات (سہ بارہ) کہی، پس آپؐ نے فرمایا: ''اے ام سلمہ! عائشہ کے معاملہ میں مجھے نہ ستاؤ، اس لئے کہ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی درانحالیکہ میں ان کے علاوہ تم میں سے کسی کے لحاف میں ہوتا ہوں!''

لغات: تَحَرَّی الشیئَ: قصد کرنا، سوچ کر کوئی کام کرنا۔ جیسے قبلہ کی تحری کرنا ...... صواحبات: مفرد صاحبۃ مذکر: صاحب: ساتھی، ہمراہی ...... غیرِھا (مجرور) امراۃ کی صفت ہے۔

[۱۳۴-] مِنْ فَضْلِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا

[۳۹۰۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ، نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبَاتِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ: يَاأُمَّ سَلَمَةَ! إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيدُ عَائِشَةُ، فَقُولِي لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: يَأْمُرُ النَّاسَ يُهْدُوْنَ إِلَيْهِ أَيْنَ مَاكَانَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا، ثُمَّ عَادَ إِلَيْهَا، فَأَعَادَتِ الْكَلَامَ، فَقَالَتْ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِنَّ صَوَاحِبَاتِي قَدْ ذَكَرْنَ: أَنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، فَأْمُرِ النَّاسَ يُهْدُوْنَ أَيْنَ مَا كُنْتَ، فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ قَالَتْ ذٰلِكَ، قَالَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ! لَاتُؤْذِيْنِي فِي عَائِشَةَ، فَإِنَّهُ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ، غَيْرِهَا"

وَقَدْ رَوَى بَعْضُهُمْ هٰذَا الحديثَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُرْسَلًا، هٰذا حديثٌ غريبٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ هٰذَا الحديثُ، عَنْ عَوْفِ

ابْنِ الْحَارِثِ، عَنْ رُمَيْثَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ شَيْئًا مِنْ هٰذَا. وَهٰذَا حَدِيْثٌ قَدْ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، فِيْهِ رِوَايَاتٌ مُخْتَلِفَةٌ، وَقَدْ رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ نَحْوَ حَدِيْثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ.

سندوں کا بیان: یہ حدیث صحیح ہے، اور ہشام سے مختلف اسانید سے مروی ہے، امام ترمذی نے اس کی چار سندیں ذکر کی ہیں:

۱- امام ترمذی کے استاذ یحییٰ بن درست: یہ حدیث حماد بن زید سے روایت کرتے ہیں، اور آخر میں عائشہؓ کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ سند باب کے شروع میں ہے۔

۲- امام بخاری کے استاذ عبداللہ بن عبدالوہاب: یہ حدیث حماد بن زید سے روایت کرتے ہیں، مگر مرسل کرتے ہیں، آخر میں حضرت عائشہؓ کا ذکر نہیں کرتے۔ یہ روایت بخاری شریف (حدیث ۳۷۷۵) میں ہے۔ اس مرسل روایت کو امام ترمذی نے غریب (انوکھی) کہا ہے۔

۳- ابواسامہ: یہ حدیث ہشام سے روایت کرتے ہیں، مگر سند ام سلمہؓ تک پہنچاتے ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد (۲۹۳:۶) میں ہے۔

۴- سلیمان بن بلال بھی یہ حدیث ہشام سے روایت کرتے ہیں، اور یہ حدیث بہت مفصل ہے۔ یہ حدیث بخاری شریف (حدیث ۲۵۸۱) میں ہے۔

۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح باذنِ الٰہی ہوا

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کا (عائشہؓ کا) فوٹو سبز ریشم کے ٹکڑے میں لائے، اور کہا: ''یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہیں!''

یہ حدیث صحیحین میں ہشام کے متعدد تلامذہ ابواسامہ وغیرہ کی سند سے اس طرح ہے: رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ سے فرمایا: ''میں تم کو خواب میں دو مرتبہ دکھایا گیا، اچانک ایک شخص تمہیں ریشم کے ٹکڑے میں اٹھائے ہوئے ہے، پس اس نے کہا: یہ آپ کی اہلیہ ہیں، پس ان کو کھولئے، پس اچانک وہ تم ہو، پس میں نے کہا: اگر یہ بات اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو پورا کریں گے!''

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح غیبی اشارے سے ہوا تھا، آپ کی اپنی مرضی سے نہیں ہوا تھا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نبوت کے دسویں سال ماہِ رمضان میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی، اس وقت آپ کی عمر پچاس سال تھی، اور بچیاں چھوٹی تھیں، اور کارِ نبوت روز افزوں تھا، اس لئے خاندان

کی عورتوں نے مشورہ دیا کہ آپؐ نکاح کرلیں، چنانچہ آپ نے شوال ۱۰ نبوی میں حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کرلیا۔ وہ قدیم الاسلام تھیں، حبشہ کی طرف ہجرتِ ثانیہ بھی کی تھی، ان کے دوسرے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا۔ وہ بھی قدیم الاسلام تھے، مگر ان کا حبشہ میں یا مکہ میں انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے بعد یہ پہلی بیوی ہیں: جو آپؐ کے نکاح میں آئیں، اور یہ بڑی عمر کی خاتون تھیں، دومرتبہ بیوہ ہوچکی تھیں۔ اس نکاح کے بعد دومرتبہ نبی ﷺ نے مذکورہ خواب دیکھا، اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے، چنانچہ آپؐ نے خیال فرمایا کہ سودہؓ چند دن کی مہمان ہیں، پس اگر آپؐ عائشہؓ سے نکاح کرلیں تو وہ سودہؓ کے بعد گھر سنبھال لیں گی۔ اس طرح یہ نکاح غیبی اشارے سے ہوا۔ پھر ہجرت کے دوسرے سال جب وہ بالغ ہوگئیں تو حجلۂ نبوی میں شامل ہوگئیں۔

سند کا بیان: اس حدیث کی جو سند امام ترمذیؒ نے پیش کی ہے یعنی عبداللہ بن عمرو بن علقمہ مکی کی سند غریب ہے، اور عبدالرزاق کے علاوہ ابن مہدی بھی اس سند سے حدیث روایت کرتے ہیں، مگر ان کی سند مرسل ہے، آخر میں حضرت عائشہؓ کا ذکر نہیں۔ البتہ اس حدیث کی دوسری سند حضرت ہشام کی ہے۔ ان سے یہ حدیث ابواسامہ وغیرہ متعدد تلامذہ روایت کرتے ہیں، اور یہ سب سندیں صحیحین میں ہیں، پس اس سند سے یہ روایت اعلیٰ درجہ کی صحیح ہے۔

[۳۹۰۷-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ جِبْرِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِي خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ، إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، وَقَدْ رَوَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ هٰذَا الحديثَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ بِهٰذَا الإِسْنَادِ مُرْسَلًا، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ: عَنْ عَائِشَةَ، وَقَدْ رَوَى أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا مِنْ هٰذَا.

۳- جبرئیل علیہ السلام نے عائشہؓ کو سلام کہلوایا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "اے عائشہ! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں، وہ تمہیں سلام کہتے ہیں۔ پس حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: "اور ان پر بھی سلامتی ہو، اور اللہ کی رحمت اور برکتیں! آپؐ دیکھتے ہیں وہ جو ہم نہیں دیکھتے" یعنی مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر نہیں آرہے۔

تشریح: یہ حدیث ابوسلمہ سے معمر بھی روایت کرتے ہیں اور شعبی بھی۔ اور عامر شعبی کی سند سے یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۶۹۳ تحفہ ۶: ۴۷۳) آچکی ہے

۴-عائشہؓ کے پاس ہر مسئلہ کا کچھ نہ کچھ علم تھا!

روایت: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "نہیں مشتبہ ہوئی ہم پر یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ پر کوئی بات کبھی بھی: پس ہم نے عائشہؓ سے دریافت کیا، مگر پایا ہم نے ان کے پاس اس مسئلہ کا کچھ نہ کچھ علم!"

تشریح: علماً: ای نوعَ علمٍ......اصحابَ: منصوب علی الاختصاص ہے، یا مجرور ہے اور علینا کی ضمیر سے بدل ہے......اور مشہور روایت: خذوا شطر دینکم عن الحمیراء یعنی عائشۃ: محض بے اصل ہے، کسی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ہے (تحفۃ الاحوذی ۴: ۳۶۴)

۵-عائشہؓ فصاحت و بلاغت میں ید طولیٰ رکھتی تھیں!

روایت: موسیٰ بن طلحہ: جو جلیل القدر ثقہ تابعی ہیں: کہتے ہیں: میں نے کسی کو حضرت عائشہؓ سے زیادہ فصیح نہیں پایا یعنی وہ اپنے مقصود کو بہترین الفاظ سے ادا کرتی تھیں۔ یہی بات ایک موقعہ پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی کہی ہے۔

۶-صدیقہؓ نبی ﷺ کی سب سے پیاری بیوی تھیں

حدیث (۱): حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے غزوۂ ذات السلاسل میں لشکر کا امیر مقرر کیا (اس لشکر میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے) وہ کہتے ہیں: غزوہ سے فارغ ہو کر میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا (حضرت عمرو ابھی چند روز پہلے مسلمان ہوئے تھے، اور ان کو لشکر کا امیر بنایا گیا تھا، پس انھوں نے گمان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں) پس انھوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! لوگوں میں کون آپؐ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "عائشہ!" (یہ نبی ﷺ نے بات ٹالائی تھی، مگر نبی ہر حال میں برحق بات کہتا ہے) انھوں نے پوچھا: مردوں میں سے؟ آپؐ نے فرمایا: "ان کے ابا!" (اور بخاری کتاب المغازی میں ہے: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: "عمر!" اسی طرح چند لوگوں کا تذکرہ کیا، پس عمرو خاموش ہو گئے کہ کہیں میرا نمبر سب سے آخر میں نہ آئے)

تشریح: یہ حدیث حضرت عمرو بن العاص سے ابوعثمان نہدی بھی روایت کرتے ہیں، اور قیس بن ابی حازم بھی۔ امام ترمذیؒ نے دونوں سندیں پیش کی ہیں۔ اور یہ حدیث حضرت انسؓ سے بھی مروی ہے۔ ان کی روایت باب کے آخر (حدیث ۳۹۱۷) میں ذکر کی ہے۔

حدیث (۲): (جنگ جمل کے موقعہ پر) کسی نے حضرت عمارؓ کے سامنے حضرت عائشہؓ کو برا کہا، تو آپؓ نے فرمایا: "دور ہو بدبخت دھتکارے ہوئے! کیا تو نبی ﷺ کی محبوبہ (پیاری بیوی) کو ستاتا ہے! (أغوِب: فعل امر از باب

افعال: أغرَبَ الشيئَ: ہٹانا، دور کرنا...... مَقبُوحاً اور منبوحاً: أغرِبْ کی ضمیر انت کے حال ہیں۔ قبح الله فلانا: بھلائی سے دور رکھنا...... نبح الكلبُ: کتے کا بھونکنا) (یہ حدیث نمبر ۳۹۱۵ پر آرہی ہے)

حدیث (۳): حضرت علیؓ نے جنگ جمل میں (یہ جنگ بصرہ میں ہوئی تھی) شرکت کی دعوت دینے کے لئے حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا، وہاں حضرت عمارؓ نے تقریر اس طرح شروع کی: میں جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں نبی ﷺ کی اہلیہ ہیں (مگر یہ تمہارے لئے امتحان کی گھڑی ہے کہ تم خلیفہ برحق کا ساتھ دیتے ہو یا حضرت عائشہ کا) (یہ حدیث آگے نمبر ۳۹۱۶ پر آرہی ہے)

۷- عائشہؓ کی دیگر خواتین پر برتری

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: فضلُ عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطعام: عائشہ کی عورتوں پر برتری جیسے ثرید کی دیگر کھانوں پر برتری! (ثرید: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا۔ ثَرَدَ الخبزَ (ن) ثَرْدًا: روٹی چور کر شوربے میں بھگونا)

سوال: حدیث میں ہے کہ کھانے کا سردار گوشت ہے؟ جواب: گوشت ثرید میں شامل ہے!

سوال: ثرید میں کیا خوبیاں ہیں؟ جواب: ثرید میں غذا بھی ہے اور مزہ بھی۔ وہ سہولت سے چب جاتا ہے، اور جلدی ہضم ہو جاتا ہے!

سوال: صدیقہ کی خوبیاں کیا ہیں؟ جواب: سیرت و صورت کی عمدگی، شیریں کلامی، فصاحت و بلاغت، مزاج میں سنجیدگی، رائے کی عمدگی، عقل کی پختگی، اور شوہر کے لئے سامانِ دل بستگی وغیرہ ان کی خوبیاں تھیں۔

حوالہ: یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی سند سے پہلے (حدیث ۱۸۲۸ تحفہ ۵: ۲۷۶ ابواب الاطعمۃ میں) آچکی ہے۔

[۳۹۰۸-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا عَائِشَةُ! هٰذَا جِبْرَئِيْلُ، وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللهِ، وَبَرَكَاتُهُ، تَرَى مَالَا نَرَى! هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۰۹-] حدثنا سُوَيْدٌ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، نَا زَكَرِيَّا، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ جِبْرَئِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" فَقُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ، وَرَحْمَةُ اللهِ! هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

[۳۹۱۰-] حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، نَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيْعِ، نَا خَالِدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُوْمِيُّ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوْسَى، قَالَ: مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيْثٌ قَطُّ،

فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلاَّ وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا، هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[٣٩١١-] حدثنا الْقَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ، نَا مُعَاوِيَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ! هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[٣٩١٢-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، وَبُنْدَارٌ، قَالاَ: نَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اسْتَعْمَلَهُ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلاَسِلِ، قَالَ: فَأَتَيْتُهُ، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "عَائِشَةُ" قُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: "أَبُوْهَا" هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣٩١٣-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الأُمَوِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قَالَ لِرسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "عَائِشَةُ" قَالَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: "أَبُوْهَا" هذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ قَيْسٍ.

[٣٩١٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ"

وفي الباب: عَنْ عَائِشَةَ، وَأَبِي مُوسَى، هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ: هُوَ أَبُوْ طُوَالَةَ الأَنْصَارِيُّ، مَدِينِيٌّ، وَهُوَ ثِقَةٌ.

[٣٩١٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ: أَنَّ رَجُلاً نَالَ مِنْ عَائِشَةَ عِنْدَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، قَالَ: أُغْرُبْ مَقْبُوْحًا مَنْبُوْحًا! أَتُؤْذِي حَبِيبَةَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣٩١٦-] حدثنا بُنْدَارٌ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الأَسَدِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ يَقُوْلُ: هِيَ زَوْجَتُهُ فِي الدُّنْيَا والآخِرَةِ، يَعْنِي عَائِشَةَ، هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[٣٩١٧-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قِيلَ: يَارسولَ اللّٰهِ! مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "عَائِشَةُ" قِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: "أَبُوْهَا" هذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هذَا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ.

فضائل سيدة خديجہ الكبرىٰ رضی اللہ عنہا

ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خُویلد قرشیہ رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی پہلی بیوی صاحبہ۔ ولادت: ہجرت سے ۶۸ سال قبل۔ وفات: ہجرت سے تین سال قبل۔ نبی ﷺ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ اولاد: نبی ﷺ کی تمام اولاد (حضرت ابراہیم کے علاوہ) آپؓ ہی کے بطنِ مبارک سے ہے: قاسم (سب سے بڑے صاحبزادے جن سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی) عبداللہ (جن کا لقب طیب وطاہر ہے) زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم۔ نبی ﷺ پر عورتوں میں سے سب سے پہلے آپؓ ہی اسلام لائی ہیں۔ کنیت: ام ہند (یہ پہلے شوہر کے لڑکے ہیں)

۱- حضرت عائشہؓ کو سب سے زیادہ غیرت حضرت خدیجہؓ پر آتی تھی

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ کی ازواج میں سے کسی پر مجھے اتنی غیرت نہیں آتی تھیں جتنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتی تھی، حالانکہ نہیں تھا (رشک) میرے ساتھ یعنی میرے اندر بایں وجہ کہ میں نے ان کو پایا ہے، اور نہیں تھی وہ غیرت مگر بکثرت نبی ﷺ کے ان کا تذکرہ کرنے کی وجہ سے۔ اور بیشک شان یہ ہے کہ نبی ﷺ بکری ذبح کیا کرتے تھے، پس آپؐ ٹوہ لگاتے تھے بکری کے گوشت کے بارے میں حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کی۔ پس آپؐ ہدیہ بھیجتے تھے بکری کے گوشت کا ان سہیلیوں کے پاس (یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۰۱۵ تحفہ ۵: ۳۵۰) گذر چکی ہے، اور وہاں حدیث کی شرح کی گئی ہے)

۲- حضرت خدیجہؓ کو جنت کی بشارت!

حدیث: حضرت عائشہ کہتی ہیں: نہیں رشک آتا مجھے کسی عورت پر جتنا مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آتا ہے، درانحالیکہ نہیں نکاح کیا مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے مگر ان کی وفات کے بعد یعنی ان کا سوکن ہونا باعثِ رشک نہیں، بلکہ اس رشک کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو خوشخبری دی ہے جنت میں بانس کے ایک ایسے مکان کی جس میں نہ شور ہے نہ تکان! (یہ روایت متفق علیہ ہے)

لغات: قَصَب: ہر وہ نبات جس کا تنا پتلا کھوکھلا اور گانٹھ دار ہو، جیسے بانس، سرکنڈا، نرسل وغیرہ..... صَخَب: شور وغل، ہنگامہ..... نَصَب: تکان، دکھ درد۔

تشریح: عشرہ مبشرہ کے علاوہ اور بھی متعدد صحابہ اور صحابیات کو نبی ﷺ نے مختلف مواقع میں جنت کی بشارت دی ہے، حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی خوش خبری دی ہے —— اور آخرت کی چیزوں میں اور اس دنیا کی چیزوں میں محض لفظی اشتراک ہوتا ہے، پس جنت کے بانس کی حقیقت آخرت ہی میں معلوم ہوگی۔

۳- حضرت خدیجہؓ اس امت کی بہترین خاتون ہیں

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اِس امت کی عورتوں میں بہترین خدیجہؓ ہیں (آپؓ ہمارے نبیؐ کی صحابیہ ہیں) اور اُس امت (امتِ عیسیٰ) کی عورتوں میں بہترین مریم ہیں (وہ عیسیٰ علیہ السلام کی صحابیہ ہیں) (یہ حضرت علیؓ کی روایت ہے)

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''کافی ہے تیرے لئے دنیا کی عورتوں میں سے: مریم، خدیجہ، فاطمہ اور فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہن۔ یعنی یہ اپنے اپنے زمانہ کی بہترین خواتین ہیں۔ اور خیریت کا ان میں حصر نہیں، ذکرِ شی نفی ماعدا کو مستلزم نہیں (اور یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے)

[۱۳۵-] فَضْلُ خَدِيْجَةَ رضي الله عنها

[۳۹۱۸-] حدثنا أَبُوْهِشَامٍ الرِّفَاعِيُّ، نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ، وَمَا بِيْ أَنْ أَكُوْنَ أَدْرَكْتُهَا، وَمَا ذٰلِكَ إِلَّا لِكَثْرَةِ ذِكْرِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَهَا، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ، فَيَتَتَبَّعُ بِهَا صَدَائِقَ خَدِيْجَةَ، فَيُهْدِيْهَا لَهُنَّ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

[۳۹۱۹-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا حَسَدْتُ امْرَأَةً مَا حَسَدْتُ خَدِيْجَةَ، وَمَا تَزَوَّجَنِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَّا بَعْدَ مَا مَاتَتْ، وَذٰلِكَ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَشَّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَاصَخَبَ فِيْهِ وَلَانَصَبَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۲۰-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، نَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "خَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ"

وفي الباب: عَنْ أَنَسٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۲۱-] حدثنا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ زَنْجُوْيَةَ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحمدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ" هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

فضائل ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

۱- ازواج مطہرات نبی ﷺ کی نشانیاں ہیں

حدیث: عکرمہ کہتے ہیں: فجر کی نماز کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اطلاع دی گئی کہ نبی ﷺ کی فلاں اہلیہ صاحبہ کا انتقال ہوگیا۔ پس آپؓ نے سجدہ کیا۔ آپؓ سے کہا گیا: کیا آپؓ اس وقت میں سجدہ کرتے ہیں (جبکہ نفلیں پڑھنا ممنوع ہے؟) آپؓ نے فرمایا: کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا: إذا رأیتم آیۃ فاسجدوا: جب تم (اللہ کی قدرت کی) کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو؟ پس نبی ﷺ کی ازواج کی وفات سے بڑی نشانی کونسی ہے؟

تشریح: نبی ﷺ کی ازواج: نبی ﷺ کی نشانیاں ہیں، نبی ﷺ کی برکتیں ان نشانیوں کی شکل میں باقی تھیں، پس ان میں سے کسی بیوی صاحبہ کا انتقال امت کے لئے ایک المیہ ہے۔ اور ڈرانے والی نشانیوں میں مثلاً کسوف وخسوف کے وقت نماز پڑھنے کا حکم ہے، پس اس نشانی کے ظہور کے وقت بھی نماز نہ سہی سجدۂ آیات کرنے میں کیا حرج ہے؟ اور فجر اور عصر کے بعد نفلیں تو مکروہ ہیں، مگر سجدۂ تلاوت جائز ہے، پس سجدۂ آیات بھی جائز ہے — اور یہ کونسی بیوی صاحبہ کی وفات کا واقعہ ہے؟ یہ بات معلوم نہیں! روایات میں صفیہ، حفصہ اور سودہ رضی اللہ عنہن کے نام آئے ہیں۔

[۱۳۶-] فِي فَضْلِ أَزْوَاجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۹۲۲-] حدثنا الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ، نَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ: أَبُوْ غَسَّانَ، نَا سَلْمُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَكَانَ ثِقَةً، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ: مَاتَتْ فُلَانَةُ، لِبَعْضِ أَزْوَاجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَسَجَدَ، قِيْلَ لَهُ: أَتَسْجُدُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ: أَلَيْسَ قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا رَأَيْتُمْ آيَةً فَاسْجُدُوْا؟" فَأَيُّ آيَةٍ أَعْظَمُ مِنْ ذَهَابِ أَزْوَاجِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم؟ هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۲- حضرت صفیہؓ کا بھی نبیوں سے رشتہ ہے

حدیث (۱): حضرت صفیہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، درانحالیکہ مجھے حفصہ اور عائشہ سے کچھ باتیں پہنچی تھیں، پس میں نے آپؐ سے ان باتوں کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: "تم نے ان سے کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں مجھ سے کیسے بہتر ہوسکتی ہو، درانحالیکہ میرے شوہر محمد (ﷺ) ہیں، اور میرے ابا ہارون (علیہ السلام) ہیں، اور میرے چچا موسیٰ (علیہ السلام) ہیں؟ — اور وہ بات جو صفیہ کو پہنچی تھی: یہ تھی کہ انھوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے نزدیک صفیہ سے زیادہ معزز ہیں، اور انھوں نے کہا: ہم نبی ﷺ کی بیویاں ہیں، اور آپؐ کے چچا کی

بیٹیاں ہیں، یعنی آپ کے خاندان کی ہیں۔

حدیث (۲): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت صفیہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت حفصہؓ نے کہا: یہودی کی بیٹی! پس وہ رو پڑیں، پس ان کے پاس نبی ﷺ تشریف لائے، درانحالیکہ وہ رو رہی تھیں۔ آپؐ نے پوچھا: کیوں رو رہی ہو؟ انھوں نے کہا: مجھ سے حفصہ نے کہا کہ میں یہودی کی بیٹی ہوں! پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم نبی کی بیٹی ہو، اور تمہارے چچا نبی ہیں، اور تم ایک نبی کی بیوی ہو! پس وہ کن باتوں کی وجہ سے تم پر فخر کرتی ہیں؟'' پھر آپؐ نے فرمایا: ''حفصہ! اللہ سے ڈرو!''

تشریح: یہ دونوں واقعے الگ الگ ہیں۔ اور عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما بھی اگرچہ نبی (اسماعیل علیہ السلام) کی بیٹیاں ہیں، اور ان کے چچا (اسحاق علیہ السلام) نبی ہیں، اور وہ دونوں نبی ﷺ کی بیویاں ہیں، مگر یہ دور کے آباء ہیں، اور قریبی آباء سے فخر اولیٰ ہے۔

[۳۹۲۳-] حدثنا بُنْدَارٌ، نا عَبْدُ الصَّمَدِ، نا هَاشِمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْكُوْفِيُّ، نا كِنَانَةُ، قَالَ: حَدَّثَتْنَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ بَلَغَنِيْ عَنْ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ كَلَامٌ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: " أَلَا قُلْتِ: وَكَيْفَ تَكُوْنَانِ خَيْرًا مِنِّيْ، وَزَوْجِيْ مُحمدٌ، وَأَبِيْ هَارُوْنُ، وَعَمِّيْ مُوْسَى" وَكَانَ الَّذِيْ بَلَغَهَا أَنَّهُمْ قَالُوْا: نَحْنُ أَكْرَمُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم مِنْهَا، وَقَالُوْا: نَحْنُ أَزْوَاجُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم وَبَنَاتُ عَمِّهِ.

وفي الباب: عَنْ أَنَسٍ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ هَاشِمٍ الْكُوْفِيِّ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِذَاكَ.

[۳۹۲۴-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَا: نا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، نا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنسٍ، قَالَ: بَلَغَ صَفِيَّةَ: أَنَّ حَفْصَةَ قَالَتْ: بِنْتُ يَهُوْدِيٍّ! فَبَكَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا النبيُّ صلى الله عليه وسلم، وَهِيَ تَبْكِيْ، فَقَالَ: " مَا يُبْكِيْكِ؟" قَالَتْ: قَالَتْ لِيْ حَفْصَةُ: إِنِّيْ ابْنَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: " وَإِنَّكِ لَابْنَةُ نَبِيٍّ، وَإِنَّ عَمَّكِ لَنَبِيٌّ، وَإِنَّكِ لَتَحْتَ نَبِيٍّ، فَفِيْمَ تَفْخَرُ عَلَيْكِ؟" ثُمَّ قَالَ: "اتَّقِي اللهَ يَا حَفْصَةُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳- آپؐ نے قُربِ وفات کی اطلاع ازواج کو نہیں دی تاکہ وہ بے قرار نہ ہوں

حدیث: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن وہب کو بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، اور ان سے سرگوشی کی، پس وہ روئیں، پھر آپؐ نے ان سے (دوسری) بات کہی تو وہ

ہنسیں۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں: پھر جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، تو میں نے ان سے ان کے رونے اور ہنسنے کی وجہ دریافت کی، پس انھوں نے بتایا: مجھے نبی ﷺ نے خبر دی کہ آپ کی وفات ہونے والی ہے، پس میں روئی، پھر مجھے خبر دی کہ میں جنتیوں کی عورتوں کی، علاوہ مریمؑ کے، سردار ہوں تو میں ہنسی!

تشریح: اس حدیث کے سب راوی ٹھیک ہیں، مگر یہ واقعہ مرض موت کا ہے، فتح مکہ کا نہیں۔ پہلے (حدیث ۳۹۰۴) گذری ہے، اس میں اس کی صراحت ہے۔ اور وہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اور دوسری مرتبہ کی سرگوشی میں نبی ﷺ نے دو باتیں بتائی تھیں: اول: میرے خاندان میں سے تم سب سے پہلے مجھ سے ملوگی۔ دوم: تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو، روایات میں یہ دونوں باتیں متفرق ہوگئی ہیں، کسی روایت میں اول کا اور کسی میں ثانی کا ذکر ہے۔ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا استثناء اسی روایت میں ہے، صحیحین کی روایات میں یہ استثناء نہیں ہے۔

سوال: اس حدیث کا ازواج مطہرات کے فضائل سے کیا تعلق ہے؟

جواب: عنوان میں اس تعلق کی طرف اشارہ کیا ہے۔ نبی ﷺ نے قرب وفات کی اطلاع ازواج مطہرات کو نہیں دی، تاکہ وہ بسمل (بے قرار) نہ ہوں، ازواج پر یہ شفقت ان کی فضیلت ہے ـــــ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رازدارانہ طور پر یہ اطلاع اس لئے دی کہ ان کو بعد میں خوش خبری بھی دینی تھی۔ چنانچہ پہلے قرب وفات کی اطلاع دی، پھر جب وہ بے قرار ہوگئیں تو دوسری دو اطلاعیں دے کر ان کو ہشاش بشاش کردیا، پس ان کی بے قراری ہلکی پڑگئی۔

[۳۹۲۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَثْمَةَ، نَا مُوْسَى بْنُ يَعْقُوْبَ الزَّمْعِيُّ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنِ وَهْبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ، فَنَاجَاهَا، فَبَكَتْ، ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضَحِكِهَا، قَالَتْ: أَخْبَرَنِيْ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ، ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ، فَضَحِكْتُ" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۴- نبی ﷺ کا ازواج کے ساتھ بہترین برتاؤ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیرکم: خیرکم لأهله: تم میں بہتر وہ ہے: جو تم میں بہتر ہے اپنی بیویوں کے حق میں (تحفہ ۳: ۲۰۲): وأنا خیرکم لأهلي: اور میں تم میں بہتر ہوں اپنی بیویوں کے حق میں (ازواج کے ساتھ یہی حسن سلوک ان کی فضیلت ہے): وإذا مات صاحبکم فدعوه: اور جب تمہارا ساتھی (بیوی یا شوہر) مرجائے تو اس کو چھوڑ دو! یعنی اب اس کی برائی نہ کرو، اور یہ بھی حسن سلوک کا ایک باب ہے۔

۵- آپ ﷺ ہر کسی سے دل صاف رکھتے تھے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کوئی میرے صحابہ میں سے کسی کی طرف سے کوئی بات نہ پہنچائے! کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ان کی طرف اس حال میں نکلوں کہ میرا دل (سب کی طرف سے) صاف ہو'' —— حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپؐ کی خدمت میں مال لایا گیا، آپؐ نے اس کو تقسیم کیا، پس میں دو بیٹھے ہوئے شخصوں کے پاس پہنچا، وہ کہہ رہے تھے: بخدا! محمد (ﷺ) نے ارادہ نہیں کیا اپنی اس تقسیم سے جو انھوں نے کی: اللہ کی خوشنودی کا اور آخرت کے گھر کا! یعنی منصفانہ تقسیم نہیں کی، پس جب میں نے یہ بات سنی تو اس کو پھیلایا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے وہ بات آپؐ کو بتلائی، آپؐ کا چہرہ سرخ ہو گیا، اور فرمایا: ''مجھے خود سے چھوڑو! یعنی مجھے ایسی باتیں مت پہنچاؤ، بخدا! موسیٰ علیہ السلام اس سے زیادہ ستائے گئے، پس انھوں نے صبر کیا یعنی میں بھی اس قسم کی باتوں پر صبر کرونگا (یہ واقعہ مذکورہ ارشاد کی ایک مثال ہے)

تشریح: جس ہستی کا مزاج یہ ہو کہ وہ اپنے ساتھیوں سے بددل نہ ہونا چاہتا ہو: وہ اپنی ازواج سے بددل کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کوئی بیوی دوسری بیوی کے خلاف آپؐ کے کان کیسے بھر سکتی ہے؟ آپؐ ہمیشہ بیویوں کی طرف سے صاف دل رہتے تھے، اور کوئی بات وقتی طور پر پیش آجاتی تو آپؐ بروقت اس کا مداوا کر دیتے تھے، پھر دل میں بات نہیں رکھتے تھے، تا کہ سب ازواج کے ساتھ حسن سلوک ہو سکے۔ یہی ازواج کی طرف سے قلب کی صفائی ان کی فضیلت ہے۔

[۳۹۲۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى، نَا مُحمدُ بْنُ يُوْسُفَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ، وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي، وَإِذَا مَاتَ صَاحِبُكُمْ فَدَعُوْهُ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَرُوِيَ هٰذَا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مُرْسَلٌ.

[۳۹۲۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى، نَا مُحمدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنِ الْوَلِيْدِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَا يُبَلِّغُنِيْ أَحَدٌ مِنْ أَحَدٍ مِنْ أَصْحَابِيْ شَيْئًا، فَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْهِمْ، وَأَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ "

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَأُتِيَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِمَالٍ، فَقَسَمَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم، فَانْتَهَيْتُ إِلَى رَجُلَيْنِ جَالِسَيْنِ، وَهُمَا يَقُوْلَانِ: وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحمدٌ بِقِسْمَتِهِ الَّتِيْ قَسَمَهَا وَجْهَ اللّٰهِ، وَلَا الدَّارَ الْآخِرَةَ، فَتَثَبَّتُّ حِيْنَ سَمِعْتُهُمَا، فَأَتَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَخْبَرْتُهُ فَاحْمَرَّ وَجْهُهُ، قَالَ: " دَعْنِيْ عَنْكَ، فَقَدْ أُوْذِيَ مُوْسَى بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ ".

هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ زِيْدَ فِيْ هٰذَا الإِسْنَادِ رَجُلٌ.
أخبرنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحمدٍ، نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى، وَالْحُسَيْنُ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِشَامٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ، عَنْ ابنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا مِنْ هٰذَا.

وضاحت: حدیث نمبر ۳۹۲۷ میں بعض روات نے سدی کا واسطہ بڑھایا ہے، آخر میں اسی سند کو لائے ہیں۔ نَثَا الحدیث (ن) نَثْوًا: بات کو پھیلانا۔

فضائل حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (دیکھیں مناقب، باب ۱۰۵)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ ابیؓ کو قرآن سنائیں!

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن پڑھ کر سناؤں، پس آپؐ نے ان کو سورۃ البینہ پڑھ کر سنائی (یہاں تک حدیث حضرت انسؓ کی روایت سے پہلے (حدیث ۳۸۲۳ مناقب) آچکی ہے، اور اس میں پڑھا: ''بیشک (معتبر) دین اللہ کے نزدیک حنیفیت مسلمہ ہے (دینِ حنیف: دین ابراہیم علیہ السلام۔ اور ملت مسلمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین۔ جو دینِ ابراہیم کا نیا ایڈیشن ہے) یہودیت، عیسائیت اور مجوسیت معتبر نہیں، اور جو شخص نیک کام کرے گا: اس کی ناشکری نہیں کی جائے گی'' (یہ آیت منسوخ التلاوۃ ہے) اور آپؐ نے ان کے سامنے پڑھا: ''اگر انسان کو مال کا بھرا ہوا ایک میدان مل جائے، تو وہ ضرور دوسرا میدان مانگے گا۔ اور اگر اس کو دوسرا میدان مل جائے، تو وہ ضرور تیسرا میدان مانگے گا۔ اور انسان کے پیٹ کو مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس بندے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے (یہ آیت بھی منسوخ التلاوۃ ہے اور یہ مضمون حضرت انسؓ کی روایت سے پہلے (حدیث ۲۳۳۰ ابواب الزہد باب ۲۲ تحفہ ۶: ۱۲۳ میں) آچکا ہے)

[۱۳۷-] فَضْلُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضي الله عنه

[۳۹۲۸-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهُ: " إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ فَقَرَأَ عَلَيْهِ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ وَقَرَأَ فِيْهَا: إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْحَنِيْفِيَّةُ الْمُسْلِمَةُ، لاَ الْيَهُوْدِيَّةُ، وَلاَ النَّصْرَانِيَّةُ، وَلاَ الْمَجُوْسِيَّةُ، مَنْ يَعْمَلْ خَيْرًا فَلَنْ يُكْفَرَهُ، وَقَرَأَ عَلَيْهِ: لَوْ أَنَّ لاِبْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ مَالٍ لاَبْتَغٰى إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ كَانَ لَهُ ثَانِيًا لاَبْتَغٰى إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلاَ يَمْلأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ

إِلاَّ تُرَابُ، وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ، وَرَوَى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزَى، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ:" إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ" وَقَدْ رَوَى قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِأُبَيٍّ: "إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ"

فضائل انصار وقریش

انصار: اوس وخزرج اور ان کے حلیف قبائل ہیں۔ اور قریش: کون لوگ ہیں؟ اس میں تین قول ہیں: فہر بن مالک کی اولاد، نضر بن کنانہ کی اولاد، اور قصی بن کلاب کی اولاد (ابواب المناقب کے شروع میں نبی ﷺ کا نسب نامہ دیکھیں) پہلے دو قول مشہور ہیں، تیسرا قول شاذ ہے۔ اس باب میں گیارہ روایتیں ہیں، دو میں قریش کا ذکر ہے، باقی میں انصار کا۔

۱۔جعرانہ میں اموالِ غنیمت کی تقسیم کے موقع پر انصار کی بددلی اور نبیؐ کا ان سے خطاب

جب رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں غزوۂ حنین کی غنیمت تقسیم فرمائی تو قریش اور قبائل عرب کو بڑے بڑے عطیے دیئے، اور انصار کو کچھ نہ دیا، پس انصار میں چہ میگوئیاں ہوئیں، یہاں تک کہ کہنے والوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پر وطن اور قوم کی محبت غالب آگئی! اور ہوسکتا ہے: آپ مکہ ہی میں ٹھہر جائیں! چنانچہ آپؐ نے انصار کو ایک چھولداری میں جمع کیا، اور ان سے درج ذیل خطاب فرمایا:

"اے انصار کے لوگو! تمہاری یہ کیا چہ میگوئیاں ہیں جو میرے علم میں آئی ہیں؟ اور یہ کیا ناراضگی ہے جو تم اپنے دلوں میں محسوس کر رہے ہو؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ میں تمہارے پاس اس حالت میں آیا کہ تم گمراہ تھے، پس اللہ نے تمہیں ہدایت دی؟ اور تم محتاج تھے، پس اللہ نے تمہیں غنی کردیا؟ اور تم باہم دشمن تھے، پس اللہ نے تمہارے دل جوڑ دیئے؟"

لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! بیشک ہم ایسے ہی تھے، اللہ نے اور اس کے رسول نے ہم پر فضل وکرم فرمایا!

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: "انصار کے لوگو! مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟" انصار نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ آپؐ نے فرمایا: "تم چاہو تو کہہ سکتے ہو، اور سچ ہی کہوگے اور تمہاری بات سچ مانی جائے گی کہ آپؐ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کو جھٹلایا گیا، ہم نے آپ کی تصدیق کی! آپ کو بے یار ومددگار چھوڑ دیا گیا، ہم نے آپ کی مدد کی، آپ کو دھتکار دیا گیا، ہم نے آپ کو ٹھکانا دیا۔ آپ محتاج تھے، ہم نے آپ کی غم خواری کی!"

اے انصار کے لوگو! تم متاع حقیر کی وجہ سے ناراض ہوگئے، جس کے ذریعہ میں نے لوگوں کے دل جوڑے، تاکہ وہ مسلمان ہوجائیں، اور تم کو تمہارے اسلام کے حوالے کردیا، اے انصار کے لوگو! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ اونٹ

اور بکریاں لے کر جائیں، اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے ڈیروں میں پلٹو؟ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی سے ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک راہ چلیں، اور انصار دوسری راہ، تو میں انصار کی راہ چلونگا۔ اے اللہ! انصار پر رحم فرما! اور انصار کے بیٹوں، اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں (پوتوں) پر بھی!''

رسول اللہ ﷺ کا یہ خطاب سن کر انصار اس قدر روئے کہ ڈاڑھیاں تر ہوگئیں، اور وہ کہنے لگے: ہم راضی ہیں کہ ہمارے نصیب میں رسول اللہ ﷺ آئیں! ——— اس خطاب کی باتیں باب کی روایات میں متفرق طور پر مذکور ہیں، اور دیگر روایات میں بھی ترتیب نہیں ہے، میں نے اس عنوان کے تحت ان کو مرتب کیا ہے۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت نہ ہوتی یعنی ہجرت کی فضیلت سے مجھے سرفراز کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا'' یعنی انصار ہی میں پیدا ہوتا! ——— اور فرمایا: ''اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے ساتھ چلونگا!''

حدیث (۲): نبی ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو ایک خیمہ میں جمع کیا۔ اور فرمایا: ''آجاؤ! کیا تمہارے اندر کوئی تمہارے علاوہ بھی ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں! البتہ ہمارا ایک بھانجا ہے، آپؐ نے فرمایا: ''قوم کا بھانجا انہی میں سے ہے!'' پھر فرمایا: ''بیشک قریش کا زمانہ نیا ہے جاہلیت اور مصیبت کے ساتھ، یعنی وہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، اور اس سے پہلے وہ جنگیں لڑ کر کمزور ہو چکے ہیں، اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی شکستگی دور کروں، اور ان کو مسلمانوں سے جوڑوں، پس کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر لوٹیں، اور تم رسول اللہ ﷺ کو لے کر اپنے گھر لوٹو؟'' لوگوں نے جواب دیا: کیوں نہیں! پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں، اور انصار دوسری وادی یا گھاٹی میں چلیں، تو میں انصار کی وادی اور ان کی گھاٹی میں چلونگا!'' (یہ روایت متفق علیہ ہے، اور کتاب میں حدیث (نمبر ۳۹۳۱) ہے)

حدیث (۳): حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، وہ ان کو تسلی دے رہے تھے اس افتاد کے سلسلہ میں جو ان پر واقعہ حرّہ میں اہل وعیال اور خاندان کے لوگوں پر پڑی تھی۔ پس حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا کہ میں آپؓ کو اللہ کی طرف سے خوش خبری سناتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، اور انصار کی اولاد کی مغفرت فرما، اور ان کی اولاد کی اولاد کی اور ان کی عورتوں کی بھی۔ (یہ حدیث کتاب میں (نمبر ۳۹۳۲، ۳۹۳۹) ہے)

۲- انصار سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی بغض رکھتا ہے

انصار کے دونوں خاندان (اوس وخزرج) قحطانی ہیں، اور مہاجرین کی اکثریت عدنانی تھی، اور قحطان وعدنان کے درمیان موروثی عداوت چلی آرہی تھی، اس لئے انصار سے محبت کرنے کا حکم دیا، تا کہ مہاجرین وانصار شیر وشکر ہوجائیں۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے انصار کے حق میں فرمایا: ''انصار سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے، اور ان سے منافق ہی بغض رکھتا ہے۔ جو انصار سے محبت کرتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتے ہیں!'' امام شعبہ نے عدی بن ثابت سے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انھوں نے کہا: حضرت براءؓ نے یہ حدیث مجھی سے بیان کی ہے، یعنی اس وقت اور کوئی نہیں تھا۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے ابن عباسؓ سے فرمایا: انصار سے بغض نہیں رکھتا، کوئی بھی جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔

۳- انصار کے اوصاف اور نبی ﷺ کا ان سے خصوصی تعلق

حدیث (۱): حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی قوم سے (انصار سے) سلام کہو، کیونکہ جہاں تک میں جانتا ہوں وہ پاک دامن، پیشوائے قوم ہیں یا صبر شعار ہیں! (یہ حدیث محمد بن ثابت بنانی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ عَفِیف: پاک دامن، ناجائز اور ناپسندیدہ قول وفعل سے بچنے والے، جمع: أَعِفَّة۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: سنو! بیشک میرا بکس (تھیلا) جس کی طرف میں ٹھکانا پکڑے ہوئے ہوں: میرے گھر والے (خاندان) ہیں، اور میری اوجھ (پیٹ) انصار ہیں۔ پس ان میں سے برائی کرنے والوں سے درگذر کرو، اور ان میں سے نیک کام کرنے والوں سے قبول کرو (اس کی سند میں عطیہ عوفی ضعیف راوی ہے، مگر یہی حدیث اگلے نمبر پر آرہی ہے، اور وہ صحیح ہے..... العَیْبَۃُ: چمڑے کا بکس یا تھیلا، بیتوں کی بنی ہوئی ٹوکری، آدمی کے بھید کی جگہ، راز دار..... الکَرِش، الکِرْش: جگالی کرنے والے جانوروں کی اوجھ جو انسان کے معدے کی طرح ہوتی ہیں۔ یہ دو تشبیہیں ہیں)

حدیث (۳): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار میری اوجھ اور میرا بکس ہیں۔ اور بیشک لوگ عنقریب زیادہ ہونگے، اور انصار (دن بدن) کم ہونگے، پس ان کے نیکوکاروں سے قبول کرو، اور ان کے بدکاروں سے درگذر کرو''

۴- قریش کا ذکر خیر، اور ان کے لئے دعا

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو قریش کو رسوا کرنا چاہے گا: اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کریں گے!''

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! آپ نے قریش کے شروع کے لوگوں کو عبرت انگیز سزا چکھائی، پس ان کے پچھلوں کو انعام سکھائیں!''

[۱۳۸-] فِیْ فَضْلِ الْأَنْصَارِ وَقُرَیْشٍ

[۳۹۲۹-] حدثنا بُنْدَارٌ، نَا أَبُوْ عَامِرٍ، عَنْ زُهَیْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِیْلٍ، عَنْ

الطُّفَيْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ"

وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَوْ سَلَكَ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ: شِعْبًا لَكُنْتُ مَعَ الْأَنْصَارِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

[۳۹۳۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، أَوْ قَالَ: قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الْأَنْصَارِ: "لَا يُحِبُّهُمْ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَأَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَأَبْغَضَهُ اللّٰهُ" فَقُلْنَا لَهُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ؟ فَقَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ، هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

[۳۹۳۱-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَمَعَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: "هَلُمَّ، هَلْ فِيكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟" فَقَالُوْا: لَا، إِلَّا ابْنَ أُخْتٍ لَنَا، فَقَالَ: "ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ" ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ، وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ، أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا، وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى بُيُوْتِكُمْ؟" قَالُوْا: بَلَى، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ: شِعْبًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ: شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهُمْ" هٰذَا حديثٌ صحيحٌ.

[۳۹۳۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا هُشَيْمٌ، نَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، نَا النَّضْرُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ أَرْقَمَ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، يُعَزِّيْهِ فِيْمَنْ أُصِيْبَ مِنْ أَهْلِهِ وَبَنِي عَمِّهِ يَوْمَ الْحَرَّةِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنِّي أُبَشِّرُكَ بِبُشْرَى مِنَ اللّٰهِ، إِنِّي سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ، وَلِذَرَارِيِّ الْأَنْصَارِ، وَلِذَرَارِيِّ ذَرَارِيْهِمْ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ قَتَادَةُ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ.

[۳۹۳۳-] حدثنا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، وَعَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَا: نَا مُحمدُ ابْنُ ثَابِتٍ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: قَالَ لِي رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْرَأْ قَوْمَكَ السَّلَامَ، فَإِنَّهُمْ مَا عَلِمْتُ أَعِفَّةٌ صُبُرٌ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۳۴-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَلَا! إِنَّ عَيْبَتِي الَّتِي آوِي إِلَيْهَا: أَهْلُ بَيْتِي، وَإِنَّ كَرِشِي

الأَنْصَارَ، فَاعْفُوا عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ" هذا حديثٌ حسنٌ، وفي الباب: عَنْ أَنَسٍ.

[۳۹۳۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " الأَنْصَارُ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ، وَإِنَّ النَّاسَ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ، فَاقْبَلُوا مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيئِهِمْ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۳۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ الْهَاشِمِيُّ، نَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، نَا صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحمدِ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ يُرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ أَهَانَهُ اللّٰهُ" هذا حديثٌ غريبٌ.

اخبرنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ، ثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[۳۹۳۷-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ، وَالْمُؤَمَّلُ، قَالَا: نَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِيْ: " لَايُبْغِضُ الأَنْصَارَ أَحَدٌ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۳۸-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ، نَا أَبُوْ يَحْيَى الحِمَّانِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اللّٰهُمَّ أَذَقْتَ أَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا، فَأَذِقْ آخِرَهُمْ نَوَالًا"

هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ، حدثنا عَبْدُ الْوَهَّابِ الْوَرَّاقُ، ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الأُمَوِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ نَحْوَهُ.

[۳۹۳۹-] حدثنا الْقَاسِمُ بْنُ دِيْنَارٍ الْكُوْفِيُّ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ جَعْفَرٍ الأَحْمَرِ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله لعيه وسلم قَالَ: " اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ الأَنْصَارِ، وَلِأَبْنَاءِ أَبْنَاءِ الأَنْصَارِ، وَلِنِسَاءِ الأَنْصَارِ" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

بطونِ انصار میں کونسا بطن بہتر ہے؟

انصار (اوس وخزرج) کے بہت سے بطون ہیں۔ نبی ﷺ نے ان میں سے چار بطون کو بالترتیب بہتر قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

۱- بنو النجار: نسبت: نجاری: خزرج کا بطن ہے: حضرت انسؓ بن مالک (خادم رسول اللہ ﷺ) اسی بطن سے

ہیں، اور یہی بطن: نبی ﷺ کی ننہال ہے۔

۲- بنوعبدالاشہل: نسبت: اَشہلی: اوس کا بطن ہے۔ حضرت اُسید بن حُضیر اشہلی اسی بطن سے ہیں۔

۳- بنوالحارث: نسبت: حارثی: خزرج کا بطن ہے۔ حضرت رافع بن خدیج حارثی اسی بطن سے ہیں۔

۴- بنوساعدہ: نسبت: ساعدی: خزرج کا بطن ہے۔ حضرت سعد بن عبادۃ ساعدی اسی بطن سے ہیں۔

اس باب میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے چار روایتیں ذکر کی ہیں۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں انصار کے بطون میں سے بہتر بطون نہ بتلاؤں؟'' لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: ''بنوالنجار، پھر وہ لوگ جوان سے (خوبیوں میں) قریب ہیں: یعنی بنوعبدالاشہل، پھر وہ لوگ جوان سے قریب ہیں: یعنی بنوالحارث بن الخزرج، پھر وہ لوگ جوان سے قریب ہیں: یعنی بنوساعدہ۔ پھر آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ فرمایا، آپؐ نے انگلیاں بند کیں، پھر ان کو کھولا، جیسے کوئی دونوں ہاتھوں سے پھینکتا ہے، اور فرمایا: ''انصار کے سبھی بطون میں خیر ہے!''

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انصار کے بطون میں بہتر بنوالنجار ہیں، پھر بنوعبدالاشہل، پھر بنو الحارث بن الخزرج، پھر بنوساعدہ، اور انصار کے سبھی بطون میں خیر ہے!'' پس حضرت سعد بن عبادہ نے کہا: نہیں دیکھتا میں رسول اللہ ﷺ کو مگر آپؐ نے برتری دی ہم پر یعنی ہمارے قبیلہ کو چوتھے نمبر پر کر دیا۔ پس ان سے کہا گیا: بہت سے قبائل پر تمہیں برتری بھی تو دی ہے یعنی تمہارے تین بطون کو ترجیح دی ہے، اور اوس کے ایک ہی بطن کو لیا ہے اور سب سے پہلے تمہارے ہی بطن: بنوالنجار کو رکھا ہے!

حدیث (۳): نبی ﷺ نے فرمایا: ''انصار کے بطون میں بہتر بنوالنجار ہیں!''

حدیث (۴): نبی ﷺ نے فرمایا: ''انصار کے بطون میں بہتر بنوعبدالاشہل ہیں!''

[۱۳۹-] بابُ مَاجَاءَ فِي أَيِّ دُوْرِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ؟

[۳۹۴۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الأَنْصَارِ، أَوْ: بِخَيْرِ الأَنْصَارِ؟ قَالُوْا: بَلَى يَارسولَ اللهِ! قَالَ: " بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ: بَنُوْ عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ: بَنُوالْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ: بَنُوْ سَاعِدَةَ" ثُمَّ قَالَ بِيَدَيْهِ، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدَيْهِ، قَالَ: " وَفِي دُوْرِ الأَنْصَارِ كُلِّهَا خَيْرٌ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الحديثُ عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ

صلى الله عليه وسلم.

[۳۹۴۱-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشّارٍ، نا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، نا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ دُوْرُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ دُوْرُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ" فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَى رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيْلَ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلَى كَثِيْرٍ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وَأَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: اسْمُهُ: مَالِكُ بْنُ رَبِيْعَةَ.

[۳۹۴۲-] حدثنا أَبُوْ السَّائِبِ: سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ بْنِ سَلْمٍ، نَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم" خَيْرُ دِيَارِ الْأَنْصَارِ بَنُوْ النَّجَّارِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ.

[۳۹۴۳-] حدثنا أَبُوْ السَّائِبِ، نَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيْرٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" خَيْرُ الْأَنْصَارِ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ" هٰذَاحديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

فضائل مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفا!

۱- مدینہ کی چیزوں میں برکت کی دعا

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب ہم حَرَّةُ السُّقْيَا میں تھے، جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جائداد ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس وضوء کا پانی لاؤ، پس آپؐ نے وضوء کی، پھر کھڑے ہوئے، اور قبلہ کی طرف منہ کیا، اور دعا کی: ''اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے اور خلیل (خاص دوست) تھے، اور انھوں نے مکہ والوں کے لئے برکت کی دعا کی ہے، اور میں بھی آپ کا بندہ اور رسول ہوں، میں آپ سے مدینہ والوں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ آپ برکت فرمائیں ان کے لئے ان کے مد میں اور ان کے صاع میں، ڈبل اس سے جو برکت فرمائی آپ نے مکہ والوں کے لئے: ایک برکت کے ساتھ دو برکتیں'' (یہ ڈبل برکت کی وضاحت ہے، اردو میں ہم اس کو ''برکت در برکت'' کہتے ہیں)

حوالہ: یہ دعا پہلے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے، کتاب الدعوات، باب ما یقول إذا رأى الباكورة من الثمر میں آچکی ہے۔ الحَرَّةُ: کالے پتھروں والی زمین جو جلی ہوئی دکھائی دے۔ جمع حِرَار۔

[۱۴۰-] بَابُ مَاجَاءَ فِي فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ

[۳۹۴۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِحَرَّةِ السُّقْيَا، الَّتِيْ كَانَتْ لِسَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، فَقَالَ: رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" اِئْتُوْنِيْ بِوَضُوْءٍ" فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ، فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَقَالَ:" اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ كَانَ عَبْدَكَ وَخَلِيْلَكَ، وَدَعَا لِأَهْلِ مَكَّةَ بِالْبَرَكَةِ، وَأَنَا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، أَدْعُوْكَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ، مِثْلَيْ مَا بَارَكْتَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ، وفي الباب: عَنْ عَائِشَةَ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ.

۲- قبر اطہر اور منبر نبوی کے درمیان جنت کی کیاری!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ما بين بيتي ومنبري روضة من رياض الجنة: میرے گھر (حجرۂ عائشہؓ) اور میرے منبر کے درمیان جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے! (روضۃ: خوبصورت باغ، سبزہ زار، ہری بھری شاداب جگہ)

تشریح: یہ حدیث دو سندوں سے روایت کی ہے۔ پہلی سند: حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی مشترک ہے، اور دوسری سند: صرف حضرت ابو ہریرہؓ کی ہے، اور اس دوسری سند سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ ”میری اس مسجد میں نماز بہتر ہے ایک ہزار نمازوں سے دوسری مساجد میں، علاوہ مسجد حرام کے!“ یہ حدیث پہلے (حدیث ۳۲۵ تحفہ ۲: ۱۲۶) آچکی ہے، اور دو روایتوں میں بیتی کی جگہ قبری ہے۔ اور طبرانی کی روایت میں بیت عائشۃ ہے۔

۳- مدینہ میں قیام اور موت کی فضیلت

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ مدینہ میں مرے یعنی مدینہ میں قیام کرے، یہاں تک کہ اس کو یہاں موت آجائے تو چاہئے کہ وہ مدینہ میں مرے، کیونکہ میں ان لوگوں کے لئے سفارش کرونگا جن کی مدینہ میں وفات ہوئی ہے۔

حدیث (۲): حضرت ابن عمرؓ کی آزاد کردہ باندی ان کی خدمت میں آئی، اور اس نے عرض کیا: زمانہ مجھ پر سخت ہو گیا ہے یعنی میں تنگ دستی اور مفلسی کا شکار ہو گئی ہوں، اور میں عراق جانا چاہتی ہوں۔ ابن عمرؓ نے کہا: شام کیوں نہیں جاتی؟ وہ ارض محشر ہے! اور بے وقوف عورت صبر کر، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”جو مدینہ کی

سختی اور تنگی پر صبر کرے گا: میں قیامت کے دن اس کے لئے گواہ اور سفارشی ہوؤنگا!'' (او: بمعنی واو ہے، شک راوی نہیں ہے) یہ ابن عمر کی روایت ہے، اور باب کے آخر میں یہی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت سے بھی آرہی ہے......
اللَّأْوَاء: مفلسی، تنگ دستی۔

[۳۹۴۵-] حدثنا عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، نَا أَبُوْ نُبَاتَةَ: يُوْنُسُ بْنُ يَحْيَى بْنِ نُبَاتَةَ، نَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي الْمُعَلّٰى، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَا: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَابَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ" هٰذَا حديثٌ غريبٌ حسنٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۹۴۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ كَامِلٍ الْمَرْوَزِيُّ، نَا عَبْدُ الْعَزِيْزِبْنُ أَبِيْ حَازِمٍ الزَّاهِدُ، عَنْ كَثِيْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِيْ هريرةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَابَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ"

وَبِهٰذَا الإِسْنَادِ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّاالْمَسْجِدَ الْحَرَامَ"

هٰذَا حديثٌ صحيحٌ، وَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ.

[۳۹۴۷-] حدثنا بُنْدَارٌ، نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم:" مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّيْ أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوْتُ بِهَا"

وفي الباب: عَنْ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الأَسْلَمِيَّةِ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ.

[۳۹۴۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، نَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ مَوْلَاةً لَهُ أَتَتْهُ، فَقَالَتْ: اشْتَدَّ عَلَيَّ الزَّمَانُ، وَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أَخْرُجَ إِلَى الْعِرَاقِ، قَالَ: فَهَلَّا إِلَى الشَّامِ، أَرْضِ الْمَنْشَرِ؟ وَاصْبِرِيْ لَكَاعِ! فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ:" مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا أَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

وفي الباب: عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، وَسُفْيَانَ بْنِ أَبِيْ زُهَيْرٍ، وَسُبَيْعَةَ الأَسْلَمِيَّةِ، هٰذَا حديثٌ صحيحٌ غريبٌ.

۴- مدینہ منورہ آخر تک آباد رہے گا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:'' اسلامی بستیوں میں سے آخری بستی اجڑنے کے اعتبار سے مدینہ منورہ ہے!'' (امام ترمذی نے کتاب العلل الکبیر میں لکھا ہے کہ میں نے اس حدیث کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ

سے پوچھا: فلم یعرفه، وتعجب منه: انھوں نے یہ حدیث نہیں پہچانی یعنی ان کو یہ حدیث معلوم نہیں تھی، اور ان کو اس حدیث پر حیرت ہوئی، اس کا راوی جنادہ صدوق ہے، مگر اس کی روایتوں میں اغلاط بھی ہوتی ہیں)

۵- مدینہ بھٹی ہے، جو دھات کے میل کو دور کرتی ہے!

حدیث: ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ سے بیعتِ اسلام کی، پس اسے مدینہ میں بخار آ گیا۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور اس نے کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دیجئے! آپ نے انکار کیا، وہ چلا گیا، وہ پھر آیا، اور اس نے کہا: مجھے میری بیعت واپس کر دیجئے! آپ نے انکار کیا، تو وہ مدینہ سے چل دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ بھٹی کی طرح ہے، دھات کے میل کو دور کرتا ہے، اور خالص کو چھانٹ لیتا ہے!''

۶- مدینہ کا بھی حرم ہے

حدیث (۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اگر میں ہرنوں کو دیکھوں کہ مدینہ میں چر رہے ہیں یعنی شکار بدست ہے تو بھی میں ان کو خوفزدہ نہیں کرونگا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو مدینہ کے دولابوں (سیاہ پتھروں والی زمین) کے درمیان ہے: وہ محترم جگہ ہے!'' (مکہ کی طرح مدینہ کا بھی حرم ہے، مگر اس کے احکام حرم مکہ سے مختلف ہیں)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ (کسی سفر سے لوٹے، جب آپ) کو احد پہاڑ نظر آیا تو فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے، اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں، اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو محترم قرار دیا ہے اور میں اُس کو محترم قرار دیتا ہوں جو مدینہ کے دولابوں کے درمیان ہے''

۷- مدینہ تین ہجرت گاہوں میں سے ایک ہے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ ان تین بستیوں میں سے جس میں بھی آپ قیام کریں: وہ آپ کی ہجرت گاہ ہے: مدینہ منورہ، بحرین اور قنسرین'' (قنسرین: شام میں ایک شہر ہے)

تشریح: یہ حدیث صرف حسن ہے، اور صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ بخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا: (اور نبی کا خواب وحی ہوتا ہے) کہ میں نے مکہ سے ہجرت کی ایک ایسی سرزمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت بہت ہیں، پس میرا خیال اس طرف گیا کہ ہجرت گاہ یمامہ یا ہجر ہے، پس اچانک وہ مدینہ (یثرب) نکلا۔

[۳۹۴۹-] حدثنا أَبُو السَّائِبِ: سَلْمُ بْنُ جُنَادَةَ، ثَنَا أَبِي: جُنَادَةُ بْنُ سَلْمٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " آخِرُ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الإِسْلَامِ خَرَابًا:

الْمَدِيْنَةُ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ جُنَادَةَ عَنْ هِشَامٍ.

[۳۹۵۰-] حدثنا الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، [ح:] وَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ محمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الإِسْلَامِ، فَأَصَابَهُ وَعْكٌ بِالْمَدِيْنَةِ، فَجَاءَ الأَعْرَابِيُّ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ، ثُمَّ جَاءَهُ، فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي، فَأَبَى، فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ، تَنْفِي خَبَثَهَا، وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا"

وفي الباب: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، هٰذَاحديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۵۱-] حدثنا الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكٌ [ح:] وَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هريرةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: لَوْ رَأَيْتُ الظِّبَاءَ تَرْتَعُ بِالْمَدِيْنَةِ مَا ذَعَرْتُهَا، إِنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَاحَرَامٌ"

وفي الباب: عَنْ سَعْدٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَرَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، وَجَابِرٍ، وَسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ نَحْوَهُ، حديثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۵۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ [ح:] وَنَا الأَنْصَارِيُّ، نَا مَعْنٌ، نَا مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ، فَقَالَ:" هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۵۳-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ عِيْسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَامِرِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِنَّ اللّٰهَ أَوْحَى إِلَيَّ: أَيَّ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةِ نَزَلْتَ، فَهِيَ دَارُ هِجْرَتِكَ: الْمَدِيْنَةِ، أَوِ الْبَحْرَيْنِ، أَوْ قِنَّسْرِيْنَ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْفَضْلِ بْنِ مُوْسَى، تَفَرَّدَ بِهِ أَبُوْ عَمَّارٍ.

[۳۹۵۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَايَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا أَوْ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَصَالِحُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ: أَخُوْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ.

فضائل مکہ مکرمہ زادہا اللہ تکریما!

حدیث (۱): عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مقام حَزْوَرَة (بروزن قَسْوَرَة) پر کھڑے ہوئے دیکھا، پس آپؐ نے فرمایا: ''بیشک تو (مکہ مکرمہ) اللہ کی بہترین زمین ہے! اور اللہ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیاری ہے! اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں تیرے اندر سے نکالا گیا: ہوں تو میں نہ نکلتا (امام ترمذیؒ نے اس پر گفتگو کی ہے کہ یہ حدیث عبداللہ بن عدیؓ کی ہے یا ابو ہریرہؓ کی؟ اور ترجیح اس کو دی ہے کہ یہ عبداللہ بن عدی کی حدیث ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نہیں ہے، کیونکہ امام زہری احفظ ہیں۔ اور محمد بن عمرو بن علقمہ بن ابی وقاص اللیثی: صدوق ہیں، اور ان کی حدیثوں میں اوہام بھی ہوتے تھے (مگر مسند احمد میں یہ حدیث امام زہری بھی عن ابی سلمة، عن أبی هریرة کی سند سے روایت کرتے ہیں۔ پس دونوں سندیں صحیح ہیں)

حدیث (۲): ابن عباسؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو کتنا ستھرا شہر ہے! اور تو مجھے کس قدر پیارا ہے! اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری قوم نے مجھے تیرے اندر سے نکال دیا: تو میں تیرے سوا کسی شہر میں قیام نہ کرتا''

فائدہ: علماء میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ کوئی مکہ کو افضل کہتا ہے، کیونکہ وہاں کعبہ شریف ہے اور حرم مکی میں نماز کا ثواب ایک لاکھ ہے۔ اور کوئی مدینہ کو افضل کہتا ہے، کیونکہ وہاں قبر اطہر ہے۔ اور مذکورہ حدیثیں مکہ کی افضلیت کی طرف مشیر ہیں۔ اور فیصلہ یہ ہے کہ جہتیں مختلف ہیں، اور ہر ایک کا اپنا ایک مقام ہے۔

[۱۴۱-] فِي فَضْلِ مَكَّةَ

[۳۹۵۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ ابْنِ حَمْرَاءَ، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَاقِفًا عَلَى الْحَزْوَرَةِ، فَقَالَ: " وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ، وَقَدْ رَوَاهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ نَحْوَهُ، وَرَوَاهُ مُحمدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَحَدِيثُ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ حَمْرَاءَ عِنْدِي أَصَحُّ.

[۳۹۵۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ مُوسَى الْبَصْرِيُّ، نَا الْفَضْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، نَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، وَأَبُو الطُّفَيْلِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِمَكَّةَ: " مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ! وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ! وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

فضائلِ عرب أعزّہم اللہ!

عرب: سامی النسل لوگ، جزیرہ نمائے عرب کے باشندے۔ جمع: أعْرُب ...... الأعراب: دیہات کے رہنے والے عرب مبدّ وجو بارشوں اور سبزہ والے مقامات میں سکونت پذیر ہوتے ہیں۔

۱- عربوں سے بغض نبی ﷺ کے بغض تک مفضی ہوگا

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان فارسیؓ سے فرمایا: ''اے سلمان! تم مجھ سے بغض مت رکھو، ورنہ تم اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے!'' حضرت سلمانؓ نے عرض کیا: میں آپ سے بغض کیسے رکھ سکتا ہوں، درانحالیکہ آپؐ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کی راہ دکھائی ہے؟! آپؐ نے فرمایا: ''تم عربوں سے بغض رکھو تو تم نے مجھ سے بغض رکھا!''

تشریح: الفت ومحبت اور بغض وعداوت کا معاملہ یکساں ہے، اور مقتدیٰ اور اس کے متعلقین میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ پس اگر کسی کو اپنے مقتدیٰ سے محبت ہوگی تو وہ اس کے متعلقین کی محبت کا سبب بنے گی۔ یہی حال بغض ونفرت کا ہے، پس اگر کسی کو عربوں سے نفرت ہوگی تو وہ نبی ﷺ کی نفرت تک مفضی ہوگی، اس لئے فرمایا: ''مجھ سے بغض مت رکھو!'' یعنی عربوں سے بغض مت رکھو، ورنہ تمہارے دین کی خیر نہیں!

فائدہ: اور مشہور روایت کہ ''عربوں سے تین وجوہ سے محبت کرو: اس لئے کہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے'': یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے، اور ذہبی نے اس کو نہایت ضعیف قرار دیا ہے، بلکہ موضوع ہونے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے۔

۲- جو عربوں کو دھوکہ دے گا وہ آپؐ کی شفاعت ومودت سے محروم رہے گا!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عربوں کو دھوکہ دے گا: وہ میری شفاعت میں داخل نہیں ہوگا، اور اس کو میری محبت نہیں پہنچے گی!'' (یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ حصین بن عمر متروک راوی ہے)

۳- عربوں کی ہلاکت قربِ قیامت کی علامت ہے

حدیث: اُم الحُرَیر کا حال یہ تھا کہ جب بھی کسی عرب کا انتقال ہوتا تو ان کو سخت صدمہ پہنچتا، پس ان سے پوچھا گیا: ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ جب بھی کوئی عرب فوت ہوتا ہے تو آپ کو سخت صدمہ پہنچتا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اپنے آقا (طلحہ بن مالکؓ) سے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قربِ قیامت (کی علامتوں) میں سے عربوں کا ہلاک ہونا ہے!'' (یہ حدیث ضعیف ہے، ام الحریر مجہولہ ہیں)

۴- خروج دجال کے وقت عرب تھوڑے رہ جائیں گے!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ ضرور دجال سے بھاگیں گے، یہاں تک کہ وہ پہاڑوں میں جا چھپیں گے!'' ام شریکؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان دنوں عرب کہاں چلے جائیں گے یعنی وہ دین کا دفاع کیوں نہیں کریں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ تھوڑے ہونگے!''

۵- عرب سامی نسل ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سام: عربوں کے جد امجد ہیں، حام: حبشیوں کے، اور یافث: رومیوں کے (یہ حدیث پہلے (حدیث ۳۲۵۵ تحفہ ۷: ۴۲۶) آچکی ہے)

[۱۴۲-] فِي فَضْلِ الْعَرَبِ

[۳۹۵۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا أَبُوْ بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ، عَنْ قَابُوْسَ بْنِ أَبِيْ ظَبْيَانَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ لِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَاسَلْمَانُ لَاتَبْغِضْنِيْ فَتُفَارِقَ دِيْنَكَ" قُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! كَيْفَ أُبْغِضُكَ، وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ؟ قَالَ: "تُبْغِضُ الْعَرَبَ: فَتُبْغِضُنِيْ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَدْرٍ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيْدِ.

[۳۹۵۸-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، نَا مُحمدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ مُخَارِقِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ يَدْخُلْ فِيْ شَفَاعَتِيْ، وَلَمْ تَنَلْهُ مَوَدَّتِيْ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ حُصَيْنِ بْنِ عُمَرَ الْأَحْمَسِيِّ، عَنْ مُخَارِقٍ، وَلَيْسَ حُصَيْنٌ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ بِذَاكَ الْقَوِيِّ.

[۳۹۵۹-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، نَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، نَا مُحمدُ بْنُ أَبِيْ رَزِيْنٍ، عَنْ أُمِّهِ، قَالَتْ: كَانَتْ أُمُّ الْحُرَيْرِ: إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْهَا، فَقِيْلَ لَهَا: إِنَّا نَرَاكِ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ مِنَ الْعَرَبِ اشْتَدَّ عَلَيْكِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ مَوْلَايَ يَقُوْلُ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مِنِ اقْتِرَابِ السَّاعَةِ هَلَاكُ الْعَرَبِ"

قَالَ مُحمدُ بْنُ أَبِيْ رَزِيْنٍ: وَمَوْلَاهَا: طَلْحَةُ بْنُ مَالِكٍ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ.

[۳۹۶۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى الْأَزْدِيُّ، نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحمدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ

أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ شَرِيْكٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ، حَتّٰى يَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ" قَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ: يَارسولَ اللّٰهِ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: "هُمْ قَلِيْلٌ" هذا حديثٌ حسنٌ غريبٌ صحيحٌ.

[۳۹۶۶-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ الْعَقَدِيُّ، نَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "سَامُ أَبُو الْعَرَبِ، وَيَافِثُ أَبُو الرُّوْمِ، وَحَامُ أَبُو الْحَبَشِ" هذا حديثٌ حسنٌ، وَيُقَالُ: يَافِثُ وَيَافِتُ وَيَفَثُ.

فضائل عجم اکرمہم اللہ!

العَجَم: خلاف العرب، واحد: عَجَمِیٌّ: غیر عربی (خواہ عربی زبان بولتا ہو یا نہ بولتا ہو) بطور خاص ایرانیوں (فارسیوں) کا اسم علم۔

۱- عجمیوں پر عربوں سے زیادہ اعتماد

حدیث: رسول اللہ ﷺ کے سامنے عجمیوں کا تذکرہ آیا ہے، پس آپؐ نے فرمایا: "میں ان (عجمیوں) پر، یا فرمایا: ان کے بعض پر، زیادہ اعتماد کرنے والا ہوں: میرے اعتماد کرنے سے تم پر، یا فرمایا: تمہارے بعض پر۔

تشریح: یہ حدیث ضعیف ہے۔ صالح راوی غیر صالح (ضعیف) ہے اور یہ حدیث صرف ترمذی میں ہے، اور حدیث کا شانِ ورود مذکور نہیں کہ عجمیوں کا کیا تذکرہ ہوا تھا؟ اس لئے حدیث کا مطلب بھی واضح نہیں کہ نبی ﷺ نے عربوں سے زیادہ عجمیوں پر اعتماد کس بات میں کیا؟ کیونکہ کلی اعتماد تو مراد نہیں ہوسکتا، اور جزوی اعتماد کے لئے کوئی قرینہ نہیں، البتہ اتنی بات واضح ہے کہ خواہ کوئی سی بات ہو: آپؐ نے بعض باتوں میں عجمیوں پر عربوں سے زیادہ اعتماد کیا، پس یہی بات ان کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔

۲- ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی کچھ عجمی اس کو حاصل کر لیتے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سورۃ الجمعہ نازل ہوئی تو ہم نبی ﷺ کے پاس تھے، آپؐ نے اس کو پڑھا، جب آپؐ ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ پر پہنچے تو ایک شخص نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں جو اب تک ہمارے ساتھ نہیں ملے؟ (اور جن کی آئندہ ملنے کی امید ہے) پس آپؐ نے بات نہ کی یعنی جواب نہ دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: اور ہم میں سلمان فارسی تھے، پس نبی ﷺ نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان پر رکھا، اور فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا پر ہوتا یعنی بعید المتناول ہوتا تو بھی اس کو

ان لوگوں (فارسیوں) میں سے کچھ لوگ ضرور حاصل کر لیتے!"

حوالہ: یہ حدیث اسی سند و متن کے ساتھ پہلے (حدیث ۳۲۶۳ تحفہ ۷:۵۰۵) آچکی ہے۔ اور یہ سندا گرچہ ضعیف ہے، عبداللہ بن جعفر (علی بن المدینی کے والد) ضعیف راوی ہیں۔ مگر اس حدیث کی اور سندیں بھی ہیں، اور ان سے یہ روایت متفق علیہ ہے۔

[۱۴۳-] فِي فَضْلِ الْعَجَمِ

[۳۹۶۲-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، نَا صَالِحُ بْنُ أَبِيْ صَالِحٍ: مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: ذُكِرَتِ الْأَعَاجِمُ عِنْدَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَأَنَا بِهِمْ، أَوْ: بِبَعْضِهِمْ أَوْثَقُ مِنِّيْ بِكُمْ أَوْ: بِبَعْضِكُمْ"

هٰذَا حديثٌ غَرِيْبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، وَصَالِحٌ: هُوَ ابْنُ مِهْرَانَ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ.

[۳۹۶۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، نِيْ ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيْلِيُّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيرةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ أُنْزِلَتْ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ، فَتَلَاهَا، فَلَمَّا بَلَغَ: ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ قَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَارسولَ اللّٰهِ! مَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِنَا؟ فَلَمْ يُكَلِّمْهُ، قَالَ: وَسَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ فِيْنَا، قَالَ: فَوَضَعَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ، فَقَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْكَانَ الْإِيْمَانُ بِالثُّرَيَّا لَتَنَاوَلَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَقَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِيْ هريرةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

فضائل یمن

یُمن: برکت۔ یَمَن: جزیرۃ العرب کا آخری جنوبی خطہ۔ مشہور شہر: صنعاء، حضرموت، مآرب وغیرہ۔ مشہور قبیلہ: اَزْد (اَسْد) نسبت: اَزدی (اَسْدی) دادا: اَزْد بن الغوث بن نبت۔ اقسام: ازد شنوءہ، ازد السّراۃ اور ازد عمان۔ خاندان: خزاعہ اور انصار (اوس و خزرج)

۱- اہل یمن کے لئے دعا

حدیث: نبی ﷺ نے یمن کی طرف دیکھا، اور فرمایا: "اے اللہ! یمن والوں کو ان کے دلوں کے ساتھ متوجہ فرما! یعنی وہ بہ رضاء ورغبت ایمان لے آئیں، اور ہمارے لئے ہمارے صاع اور مد میں برکت فرما! (مدینہ میں غلہ

یمن سے آتا تھا،اس لئے درآمدات میں برکت کی دعا فرمائی)

۲-یمن والوں کی خوبیاں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس یمن والے آئے یعنی وہ بہ رضاء ورغبت ایمان لائے، وہ قلوب کے نرم اور دلوں کے پتلے ہیں۔ ایمان یمن والوں کا ہے یعنی ان کا ایمان خالص ہے، اور حکمت ودانشمندی بھی یمن والوں کی ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو دین کا خاص فہم عطا فرمایا ہے۔

تشریح: قلوب اور افئدہ: مترادف ہیں، اور اضعف اور أرَقّ بھی مترادف ہیں۔ اور مسلم کی روایت میں :اَلْیَنَ قلوبًا (نرم دل) ہے (اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ عصر نبوی کے یمن والوں کی خصوصیات ہیں یا عام ہیں؟ مگر تخصیص کی کوئی وجہ نہیں، اور علاقائی خصوصیات عام ہوتی ہیں، ہر زمانہ میں پائی جاتی ہیں)

۳-یمن والوں میں امانت داری ہے

روایت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ملک (حکومت) قریش میں، قضاء (عدالت) انصار میں، اذان حبشہ میں، اور امانت داری ازد میں ہے۔ ازد سے انھوں نے یمن کو مراد لیا ہے (صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں، حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے)

۴-یمن کے قبیلۂ ازد کی اہمیت

روایت (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ازد زمین میں اللہ کے ازد ہیں (اضافت تشریف کے لئے ہے) لوگ چاہتے ہیں کہ ان کو گھٹائیں (حیثیت گرائیں) اور اللہ تعالیٰ ان کو سربلند ہی کرنا چاہتے ہیں، اور ضرور آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ کہ آدمی کہے گا: کاش میرے ابا ازدی ہوتے! کاش میری امی ازدی ہوتی (صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہیں، بلکہ حضرت انسؓ کا قول ہے)

روایت (۲): حضرت انسؓ کہتے ہیں: اگر ہم ازد سے نہیں ہیں تو ہم انسان ہی نہیں ہیں (انصار کا تعلق قبیلۂ ازد سے تھا)

۵-یمن کے قبیلہ حِمْیَر کے لئے دعا اور ان کی خوبیاں

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک آدمی آیا، میرا گمان ہے کہ وہ قبیلۂ قیس کا تھا۔ پس اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! حمیر پر لعنت بھیجیں! آپؐ نے اس سے روگردانی کی۔ وہ دوسری جانب سے آیا (اور یہی بات کہی) تب بھی آپؐ نے اعراض کیا۔ تیسری اور چوتھی بار بھی یہی ہوا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''اللہ حمیر پر مہربانی فرمائیں! ان کے منہ سلام ہیں یعنی ان میں سلام کا خوب رواج ہے ان کے ہاتھ کھانا ہیں، یعنی وہ غرباء پرور ہیں،

اور وہ امن وایمان والے ہیں (یہ روایت ضعیف ہے۔ مینا، راوی نہایت ضعیف روایتیں بیان کرتا تھا)

[۱۴۴-] فِی فَضْلِ الْیَمَنِ

[۳۹۶۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ أَبِیْ زِیَادٍ، وَغَیْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّیَالِسِیُّ، نَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ، عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ: أَنَّ النبیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نَظَرَ قِبَلَ الْیَمَنِ، فَقَالَ: "اَللّٰھُمَّ أَقْبِلْ بِقُلُوْبِھِمْ، وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا"

ھٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ مِنْ حَدِیْثِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، لاَنَعْرِفُہُ إِلاَّ مِنْ حَدِیْثِ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ.

[۳۹۶۵-] حدثنا قُتَیْبَۃُ، نَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِیْ سَلَمَۃَ، عَنْ أَبِیْ ھُریرۃَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "أَتَاکُمْ أَھْلُ الْیَمَنِ: ھُمْ أَضْعَفُ قُلُوْبًا، وَأَرَقُّ أَفْئِدَۃً، الإِیْمَانُ یَمَانٍ، وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَۃٌ" وفی الباب: عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ، ھٰذَا حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ.

[۳۹۶۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ، نَا زَیْدُ بْنُ حُبَابٍ، نَا مُعَاوِیَۃُ بْنُ صَالِحٍ، نَا أَبُوْ مَرْیَمَ الأَنْصَارِیُّ، عَنْ أَبِیْ ھریرۃَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "اَلْمُلْکُ فِیْ قُرَیْشٍ، وَالْقَضَاءُ فِی الأَنْصَارِ، وَالأَذَانُ فِی الْحَبَشَۃِ، وَالأَمَانَۃُ فِی الأَزْدِ" یَعْنِیْ الْیَمَنَ.

حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَھْدِیٍّ، عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ مَرْیَمَ الأَنْصَارِیِّ، عَنْ أَبِیْ ھُریرۃَ نَحْوَہُ، وَلَمْ یَرْفَعْہُ، وَھٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِیْثِ زَیْدِ بْنِ حُبَابٍ.

[۳۹۶۷-] حدثنا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحمدٍ الْعَطَّارُ، ثَنِیْ عَمِّیْ: صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الْکَبِیْرِ بْنِ شُعَیْبٍ، ثَنِیْ عَمِّیْ: عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ شُعَیْبٍ، عَنْ أَبِیْہِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: "اَلأَزْدُ أَزْدُ اللّٰہِ فِی الأَرْضِ، یُرِیْدُ النَّاسُ أَنْ یَضَعُوْھُمْ، وَیَأْبَی اللّٰہُ إِلاَّ أَنْ یَرْفَعَھُمْ، وَلَیَأْتِیَنَّ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ، یَقُوْلُ الرَّجُلُ: یَالَیْتَ أَبِیْ کَانَ أَزْدِیًّا، یَالَیْتَ أُمِّیْ کَانَتْ أَزْدِیَّۃً"

ھٰذَا حدیثٌ غریبٌ، لاَنَعْرِفُہُ إِلاَّ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ، وَرُوِیَ عَنْ أَنَسٍ بِھٰذَا الإِسْنَادِ مَوْقُوْفًا، وَھُوَ عِنْدَنَا أَصَحُّ.

[۳۹۶۸-] حدثنا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحمدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِیُّ، نَا مُحمدُ بْنُ کَثِیْرٍ، أَخْبَرَنِیْ مَھْدِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ، ثَنِیْ غَیْلاَنُ بْنُ جَرِیْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ: إِنْ لَمْ نَکُنْ مِنَ الأَزْدِ فَلَسْنَا مِنَ النَّاسِ، ھٰذَا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ صحیحٌ.

[۳۹۶۹-] حدثنا أَبُوْ بَکْرِ بْنُ زَنْجُوْیَۃَ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ، عَنْ مِیْنَاءَ: مَوْلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا ھُریرۃَ یَقُوْلُ: کُنَّا عِنْدَ رسولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، فَجَاءَہُ رَجُلٌ، أَحْسَبُہُ مِنْ قَیْسٍ، فَقَالَ: یَارسولَ اللّٰہِ! الْعَنْ حِمْیَرًا، فَأَعْرَضَ عَنْہُ، ثُمَّ جَاءَہُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْہُ، ثُمَّ

جَاءَ هُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، ثُمَّ جَاءَ هُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: " رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا! أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ، وَأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ، وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيْمَانٍ"

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، وَيُرْوَى عَنْ مِيْنَاءَ أَحَادِيْثُ مَنَاكِيْرُ.

قبائل غفار، اسلم، جُہینہ اور مُزینہ کا ذکر

۱-غفار: یمن کا مشہور قبیلہ، جس سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں۔
۲-اسلم نام کے تین قبیلے تھے: اسلم خزاعہ، اسلم مذحج اور اسلم بجیلہ۔ معلوم نہیں حدیث میں کونسا قبیلہ مراد ہے۔
۳-جہینہ: قبیلۂ قضاعہ کا بطن ہے، جس سے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ ہیں۔
۴-مزینہ: مشہور قبیلہ ہے، جس سے حضرت عبداللہ بن المغفل مزنی رضی اللہ عنہ ہیں۔
۵-اشجع: بھی قبیلہ ہے، جس سے حضرت نعیم بن مسعود اشجعیؓ اور حدیث کے راوی ابومالک اشجعی ہیں۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انصار (اوس وخزرج) مزینہ، جہینہ، اشجع، غفار اور جولوگ بنو عبدالدار سے ہیں: میرے مددگار ہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ہی ان کے مددگار ہیں (یہ روایت مسلم شریف میں ہے)

[۱۴۵-] فِيْ غِفَارٍ وَأَسْلَمَ وَجُهَيْنَةَ وَمُزَيْنَةَ

[۳۹۷۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، نَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، نَا أَبُوْ مَالِكٍ الأَشْجَعِيُّ، عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " الأَنْصَارُ، وَمُزَيْنَةُ، وَجُهَيْنَةُ، وَأَشْجَعُ، وَغِفَارٌ، وَمَنْ كَانَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلَى دُوْنَ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ مَوْلَاهُمْ " هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

ثقیف اور بنو حنیفہ وغیرہ قبائل کا ذکر

۱-ثقیف کے لئے ہدایت کی دعا

ثقیف قبیلہ ہوازن کی شاخ ہے۔ غزوۂ حنین کے بعد غزوۂ طائف پیش آیا ہے، ثقیف قبیلہ طائف میں رہتا تھا، وہ قلعہ بند ہو گیا، اور اندر سے تباہ کن تیراندازی شروع کردی، صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ثقیف کے تیروں نے ہمیں

جلا دیا! آپؐ ان کے لئے بددعا فرمائیں: آپؐ نے فرمایا: اللّٰهُمَّ اهْدِ ثقيفًا: اے اللہ! ثقیف کو ہدایت عطا فرما! چنانچہ بعد میں پورا ثقیف قبیلہ مسلمان ہوگیا۔

[۱۴٦-] فِي ثَقِيفٍ وَبَنِي حَنِيفَةَ

[۳۹۷۱-] حدثنا أَبُو سَلَمَةَ: يَحْيىَ بْنُ خَلَفٍ، نَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالُوْا: يَارسولَ اللّٰهِ! أَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا" هذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ.

۲-ثقیف، بنوحنیفہ اور بنوامیہ سے ناگواری

حدیث: حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی درانحالیکہ آپؐ تین قبیلوں کو ناپسند کرتے تھے: ثقیف، بنوحنیفہ اور بنوامیہ کو۔

تشریح: کہتے ہیں: ثقیف کو مختار بن ابی عبید اور حجاج بن یوسف کی حرکتوں کی وجہ سے، اور بنوحنیفہ کو مسیلمۂ کذاب کے جھوٹے دعوئے نبوت کی وجہ سے، اور بنوامیہ کو عبید اللہ بن ابی زیاد (یزید کے چچازاد بھائی) کی خباثت کی وجہ سے (جو اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تھی) ناپسند کیا ہے۔ کیونکہ:

چوں ز قومے یکے بے دانشی کرد ❁ نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

(جب قوم کا ایک فرد بے عقلی کا کام کرتا ہے تو نہ چھوٹے کا مرتبہ رہتا ہے نہ بڑے کا!)

فائدہ: جس طرح ماضی میں پیش آنے والے اچھے برے واقعات اثر انداز ہوتے ہیں: اسی طرح آئندہ پیش آنے والے واقعات بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ مختار، مسیلمہ اور ابن زیاد آئندہ پیدا ہونگے، مگر ان کی نحوست ان کے قبائل پر ان کے وجود سے پہلے اثر انداز ہوگئی، چنانچہ آپؐ نے ان کے قبائل کو ناپسند کیا، اور ہم صرف گذشتہ احوال ہی جانتے ہیں، مگر انبیاء کو آئندہ کے احوال سے بھی واقف کیا جاتا ہے، اس لئے آپؐ نے ان تینوں کے قبائل کو ناپسند کیا۔

۳-ثقیف میں مہا جھوٹا اور ہلاکو ہونگے!

حدیث: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: في ثقيفٍ كذاب ومبير: ثقیف میں مہا جھوٹا اور ہلاکو ہیں!

لغت: مُبِیر: اسم فاعل: اِبارہ: ہلاک کرنا۔ ہلاکو: ظالم، جلاد۔

تشریح: مختار بن ابی عبید: (۱-٦۷ھ) حضرت ابن عمرؓ کا سالا تھا۔ کہتے ہیں: اس نے نبوت کا دعوی کیا تھا، اور قافیہ

بازی کرتا تھا، اوراس کو وحی قرار دیتا تھا۔ اور حجاج کے ظلم سے ہر شخص واقف ہے۔

راوی: حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کے ایک راوی عبداللہ کے والد کا نام کیا تھا؟ عُصْم یا عُصْمَة؟ شریک نخعی عصم کہتے ہیں، اور اسرائیل عصمہ، اور اس کی کنیت ابوعُلوان تھی، وہ کوفہ کا باشندہ تھا۔ اور ابن عمرؓ کی یہ حدیث حضرت اسماءؓ سے بھی مروی ہے۔

[۳۹۷۲-] حدثنا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ، نَا عَبْدُ الْقَاهِرِ بْنُ شُعَيْبٍ، نَا هِشَامٌ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: مَاتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَكْرَهُ ثَلَاثَةَ أَحْيَاءٍ: ثَقِيفًا، وَبَنِي حَنِيفَةَ، وَبَنِي أُمَيَّةَ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

[۳۹۷۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُصْمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "فِيْ ثَقِيْفٍ كَذَّابٌ وَمُبِيْرٌ"

حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ وَاقِدٍ، نَا شَرِيْكٌ بِهٰذَا الإِسْنَادِ نَحْوَهُ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُصْمٍ يُكْنَى أَبَا عُلْوَانَ، وَهُوَ كُوْفِيٌّ، هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ شَرِيْكٍ، وَشَرِيْكٌ يَقُوْلُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُصْمٍ، وَإِسْرَائِيْلُ يَرْوِيْ عَنْ هٰذَا الشَّيْخِ، وَيَقُوْلُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُصْمَةَ، وفي الباب: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ.

۴- اب میں صرف قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی کا ہدیہ قبول کرونگا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک واقعہ دو سندوں سے مروی ہے: پہلی سند: یزید بن ہارون کی ہے، وہ ایوب بن مسکین ابوالعلاء سے، اور وہ سعید مقبری سے روایت کرتے ہیں، یہ روایت مختصر ہے۔ دوسری سند: محمد بن اسحاق امام المغازی کی ہے، وہ سعید مقبری سے روایت کرتے ہیں، یہ روایت مفصل ہے، امام ترمذیؒ نے اسی کو صحیح کہا ہے۔

حدیث (۱): حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: ایک بدو نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک جوان اونٹنی بطور ہدیہ پیش کی، آپؐ نے اس کے عوض میں چھ اونٹنیاں دیں، وہ ان اونٹنیوں کی وجہ سے ناراض ہوگیا۔ یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے خطاب میں عام فرمایا کہ فلاں شخص نے مجھے ہدیہ میں اونٹنی دی، میں نے اس کے بدلہ میں چھ اونٹنیاں دیں، پس وہ ناراض ہوگیا (اس لئے اب) بخدا! میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہدیہ قبول نہیں کروں گا مگر قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی سے!

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اور بھی کلام ہے، یعنی یہ حدیث اس سے مفصل بھی مروی ہے، جو اگلے نمبر پر ہے۔ اور ایوب: یزید کے مخصوص استاذ ہیں۔ اور ان کے والد کا نام مسکین ہے، اور بعض لوگ کہتے ہیں: ان کی کنیت ابومسکین ہے، باب کی حدیث یزید: انہی ایوب سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۲): حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں: قبیلۂ بنوفزارہ کے ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں اپنے ان

اونٹوں میں سے جو صحابہ کو غابہ مقام میں غنیمت میں ملے تھے: ان میں سے ایک اونٹنی (بطور ہدیہ) پیش کی، پس آپؐ نے اس کو اس اونٹنی کا عوض دیا، پس وہ ناراض ہوا، پس میں نے نبی ﷺ کو منبر سے فرماتے ہوئے سنا: بعض عرب: ان میں سے کوئی ہدیہ لاتا ہے، پس میں اس کو اس کا بدلہ دیتا ہوں، اس گنجائش کے بقدر جو میرے پاس ہوتی ہے، پھر وہ اس عوض سے ناراض ہوجاتا ہے، پس وہ برابر اس سلسلہ میں مجھ سے ناراض رہتا ہے۔ اور قسم بخدا! میں نہیں قبول کرونگا اپنی اس تقریر کے بعد عرب کے کسی آدمی کا کوئی ہدیہ، علاوہ قریشی، انصاری، ثقفی یا دوسی کے!

[۳۹۷۴-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، نَا أَيُّوبُ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَهْدَى لِرَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَكْرَةً، فَعَوَّضَهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ، فَتَسَخَّطَهَا، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ فُلَانًا أَهْدَى إِلَيَّ نَاقَةً، فَعَوَّضْتُهُ مِنْهَا سِتَّ بَكَرَاتٍ، فَظَلَّ سَاخِطًا، لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَقْبَلَ هَدِيَّةً إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ، أَوْ أَنْصَارِيٍّ، أَوْ ثَقَفِيٍّ، أَوْ دَوْسِيٍّ"

وفي الحديثِ كَلَامٌ أَكْثَرُ مِنْ هٰذَا، هٰذَا حديثٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ يَرْوِي عَنْ أَيُّوبَ: أَبِي الْعَلَاءِ، وَهُوَ أَيُّوبُ بْنُ مِسْكِينٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي مِسْكِينٍ، وَلَعَلَّ هٰذَا الحديثَ الَّذِي رُوِيَ عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، هُوَ: أَيُّوبُ أَبُو الْعَلَاءِ، وَهُوَ أَيُّوبُ بْنُ مِسْكِينٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي مِسْكِينٍ.

[۳۹۷۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْحِمْصِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي فَزَارَةَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَاقَةً، مِنْ إِبِلِهِ الَّتِي كَانُوا أَصَابُوا بِالْغَابَةِ، فَعَوَّضَهُ مِنْهَا بَعْضَ الْعِوَضِ، فَتَسَخَّطَ، فَسَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: "إِنَّ رِجَالًا مِنَ الْعَرَبِ يُهْدِي أَحَدُهُمُ الْهَدِيَّةَ، فَأُعَوِّضُهُ مِنْهَا بِقَدْرِ مَا عِنْدِي، ثُمَّ يَتَسَخَّطُهُ، فَيَظَلُّ يَتَسَخَّطُ فِيهِ عَلَيَّ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَا أَقْبَلُ بَعْدَ مَقَامِي هٰذَا مِنْ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ هَدِيَّةً، إِلَّا مِنْ قُرَشِيٍّ، أَوْ أَنْصَارِيٍّ، أَوْ ثَقَفِيٍّ، أَوْ دَوْسِيٍّ" وَهٰذَا أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ.

۵- قبیلہ اسد اور اشعر کی تعریف

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسد (ازد) اور اشعر بہترین قبیلے ہیں، جنگ میں بھاگتے نہیں، اور مال غنیمت میں خیانت نہیں کرتے، وہ میرے ہم مزاج ہیں، اور میں ان کا ہم مزاج ہوں! —— عامر اشعری کہتے ہیں: پس میں نے یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا، بلکہ فرمایا ہے: هم منى والىّ: وہ میرے ہم مزاج ہیں، اور میرے حوالے ہیں! عامر نے کہا: مجھ سے میرے ابا نے اس

طرح بیان نہیں کیا، بلکہ میرے ابا نے مجھ سے بیان کیا کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ھم مني وانا منھم: حضرت معاویہؓ نے کہا: پس تم اپنے ابا کی حدیث کو بہتر جانتے ہو!

۶- قبائل اسلم وغفار کے لئے دعا اور قبیلۂ عُصَیّہ محروم!

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "قبیلۂ اَسلم: اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائیں! اور قبیلۂ غفار: اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمائیں (کہتے ہیں: یہ قبیلہ زمانۂ جاہلیت میں چوری کرتا تھا، اس لئے اس کو مغفرت کی دعا دی) اور قبیلۂ عصیہ: اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (اس لئے وہ دعا کا مستحق نہیں، بلکہ گونہ اس سے ناراضگی کا اظہار فرمایا)

[۳۹۷۶-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، نَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ خَلَّادٍ، يُحَدِّثُ عَنْ نُمَيْرِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مَسْرُوْحٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "نِعْمَ الْحَيُّ الْأَسْدُ وَالْأَشْعَرِيُّوْنَ، لَايَفِرُّوْنَ فِي الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ، هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ" قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: لَيْسَ هٰكَذَا قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "هُمْ مِنِّيْ وَإِلَيَّ" فَقُلْتُ: لَيْسَ هٰكَذَا حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، وَلٰكِنَّهُ حَدَّثَنِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "هُمْ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُمْ" قَالَ: فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِحَدِيْثِ أَبِيْكَ.

هٰذَا حديثٌ غريبٌ، لَانَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ وَهْبِ بْنِ جَرِيْرٍ، وَيُقَالُ: الْأَسْدُ: هُمُ الْأَزْدُ.

[۳۹۷۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَسْلَمُ: سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارٌ: غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا"

وفي الباب: عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، وَأَبِيْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ، وَبُرَيْدَةَ، وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۷۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أَسْلَمُ: سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارٌ: غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا، وَعُصَيَّةُ: عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا مُؤَمَّلٌ، نَاسُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ نَحْوَ حَدِيْثِ شُعْبَةَ، وَزَادَ فِيْهِ: "وَعُصَيَّةُ: عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ" هٰذَا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۷- قبائل عرب میں تفاضل

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے! قبائل غفار، اسلم، مزینہ، اور جو لوگ قبیلۂ جہینہ کے ہیں، یا فرمایا: قبیلۂ جہینہ، اور جو لوگ قبیلۂ مزینہ کے ہیں: وہ قیامت کے دن اللہ

کے نزدیک یقیناً قبائل اسد، طی اور غطفان سے بہتر ہیں!"

تشریح: مسلم شریف (حدیث ۲۵۲۲ کتاب فضائل الصحابۃ حدیث ۱۹۳) میں حضرت ابوبکرہؓ کی حدیث اس سے مفصل ہے، اس سے اس حدیث کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں: اقرع بن حابس (تمیمی) نبی ﷺ کی خدمت میں آئے، اور انھوں نے کہا: آپؐ سے حاجیوں کا سامان چرانے والے قبائل: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ نے بیعتِ اسلام کی ہے۔ پس آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ! اگر اسلم، غفار، مزینہ اور جہینیہ بہتر ہوں بنوتمیم، بنوعامر، اسد اور غطفان سے تو وہ گھاٹے اور خسارے میں رہیں گے یا نہیں؟ اقرع نے جواب دیا: ہاں! پس آپؐ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بیشک وہ قبائل ان سے بہت بہتر ہیں!"

حدیث (۲): حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بنوتمیم کے کچھ لوگ (مالی تعاون کی امید لے کر) آئے (مگر اس وقت آپؐ کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں تھا) پس آپؐ نے فرمایا: "تمیم کے لوگو! خوش خبری قبول کرو، یعنی برکتیں اور دعائیں لے کر جاؤ۔ ان لوگوں نے کہا: آپؐ نے ہمیں خوش خبری دی، اب کچھ مال دیجئے، پس آپ کا چہرہ بدل گیا (کیونکہ اس وقت دینے کے لئے کچھ نہیں تھا) پھر آپؐ کے پاس یمن کے کچھ لوگ آئے، آپؐ نے ان سے بھی فرمایا: "اے یمن والو! خوش خبری قبول کرو، جبکہ اس کو بنوتمیم نے قبول نہیں کیا" ان لوگوں نے عرض کیا: ہم خوش خبری قبول کرتے ہیں اے اللہ کے رسول! (اور انھوں نے کہا: ہم مال کے لئے نہیں آئے، علم حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں) یہ حدیث (تحفہ ۷:۴۹۱) میں آچکی ہے۔

حدیث (۳): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قبائل اسلم، غفار اور مزینہ بہتر ہیں: تمیم، اسد، غطفان اور بنوعامر بن صعصعہ سے!" اور لمبی کی ان کلمات کے ساتھ اپنی آواز یعنی یہ بات بلند آواز سے فرمائی، پس لوگوں نے کہا: یقیناً وہ گھاٹے اور خسارے میں رہے یعنی مفضول قبائل۔ پس آپؐ نے فرمایا: "پس وہ (اسلم وغیرہ قبائل) ان (بنوتمیم وغیرہ قبائل) سے بہتر ہیں! یعنی خواہ یہ قبائل گھاٹے میں رہیں یا نہ رہیں: اسلم وغیرہ قبائل بنوتمیم وغیرہ سے افضل ہیں (یہی حدیث اوپر مسلم شریف سے نقل کی ہے)

[۳۹۷۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، نَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هريرة، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحمدٍ بِيَدِهِ! الغِفَارُ، وَأَسْلَمُ، وَمُزَيْنَةُ، وَمَنْ كَانَ مِنْ جُهَيْنَةَ — أَوْقَالَ: جُهَيْنَةُ وَمَنْ كَانَ مِنْ مُزَيْنَةَ — خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أَسَدٍ، وَطَيِّئٍ وَغَطَفَانَ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۸۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه

وسلم، فَقَالَ: "أَبْشِرُوْا يَابَنِي تَمِيْمٍ" قَالُوْا: بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا، قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَجَاءَ نَفَرٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: "اقْبَلُوْا الْبُشْرَى، فَلَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ" قَالُوْا: قَدْ قَبِلْنَا. هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

[۳۹۸۱-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أَسْلَمُ، وَغِفَارٌ، وَمُزَيْنَةُ: خَيْرٌ مِنْ تَمِيْمٍ، وَأَسَدٍ، وَغَطَفَانَ، وَبَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ" يَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ، فَقَالَ الْقَوْمُ: قَدْ خَابُوْا وَخَسِرُوْا! قَالَ: "فَهُمْ خَيْرٌ مِنْهُمْ" هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ.

۸-شام اور یمن کے لئے دعا اور نجد محروم!

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت فرما! اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت فرما!'' پس لوگوں نے لقمہ دیا: اور ہمارے نجد میں! پس آپؐ نے مکرر دعا کی: ''اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت فرما! اور ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت فرما!'' لوگوں نے پھر لقمہ دیا: اور ہمارے نجد میں! آپؐ نے فرمایا: ''وہاں زلزلے اور فتنے ہیں، اور وہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا!'' (چنانچہ مسیلمہ کذاب کے فتنے نے نجد سے سر ابھارا!)

حدیث (۲): حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے پاس پرچوں سے قرآن کریم مرتب کر رہے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: ''شام کے لئے خوبی ہے!'' پس ہم نے پوچھا: کس وجہ سے؟ اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: ''اس لئے کہ مہربان ہستی کے فرشتے شام پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں!''

[۳۹۸۲-] حدثنا بِشْرُ بْنُ آدَمَ ابْنِ ابْنَةِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ، ثَنِيْ جَدِّيْ: أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا" قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا" قَالُوْا: وَفِيْ نَجْدِنَا، قَالَ: "هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ، وَبِهَا، أَوْ قَالَ: مِنْهَا، يَخْرُجُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ"

هٰذا حديثٌ حسنٌ صحيحٌ غريبٌ مِنْ هٰذا الْوَجْهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَوْنٍ، وَقَدْ رُوِيَ هٰذا الحديثُ أَيْضًا عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳۹۸۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، نَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، نَا أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ أَيُّوْبَ، يُحَدِّثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شَمَاسَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ

رَسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم نُؤَلِّفُ القُرْآنَ مِنَ الرِّقَاعِ، فَقَالَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "طُوْبَی لِلشَّامِ!" فَقُلْنَا: لِأَيِّ ذٰلِكَ؟ یَارسولَ اللّٰہِ! قَالَ: "لِأَنَّ مَلاَئِکَةَ الرَّحْمٰنِ بَاسِطَةٌ أَجْنِحَتَھَا عَلَیْھَا" ھٰذا حدیثٌ حسنٌ غریبٌ إنَّمَا نَعرِفُهُ مِنْ حَدِیْثِ یَحْیَی بْنِ أَیُّوْبَ.

۹-نسب وخاندان پر اترانے کی ممانعت

فضائل ومناقب کے بیان سے ایک ضرر کا اندیشہ تھا۔ ممکن ہے کچھ لوگ اپنے اسلاف کے مفاخر پر اترانے لگیں، اور یہ مناقب ان کے لئے نخوت وغرور کا باعث بن جائیں، اس لئے یہ آخری باب لائے، اور اس کے ذریعہ تنبیہ کی کہ اخلاف کو اسلاف کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے، اور اولاد کو آباء کا نمونہ بننا چاہئے۔ اسی سے نسبت میں چار چاند لگتے ہیں، ورنہ نسبت دنیا وآخرت میں سربلند نہیں کرسکتی۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ضرور باز آجائیں وہ لوگ جو اپنے اُن (جاہلی) آباء پر فخر کرتے ہیں جو مرچکے ہیں۔ وہ لوگ جہنم کا کوئلہ ہی ہیں، یا وہ ضرور ہونگے اللہ کے نزدیک اُس گوبریلے کیڑے سے زیادہ ذلیل جو پاخانے کو اپنی ناک سے لڑھکاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور آباء پر فخر کرنا دور کردیا۔ انسان بس پرہیزگار مؤمن اور بدکار بدبخت ہی ہیں یعنی آخرت میں انسانوں کی یہی دو قسمیں ہیں۔ سب لوگ آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں یعنی انسان کے خمیر میں کوئی کمال نہیں، عمل ہی سے کمال پیدا ہوتا ہے۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور جاہلیت کا اسلاف پر اترانا دور کردیا: اب لوگ دو طرح کے ہیں: پرہیزگار مؤمن اور بدکار بدبخت! سب انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں (یہ حدیث حضرت ابن عمرؓ کی سند سے پہلے (حدیث ۳۲۹۴ تحفہ ۷: ۴۲۹) آچکی ہے)

تشریح: سورۃ الحجرات (آیت ۱۳) میں اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿یٰأَیُّھَا النَّاسُ! إِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّأُنْثٰی، وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا، إِنَّ أَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ أَتْقَاکُمْ، إِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے، پورے باخبر ہیں۔

لغات: العُبِّیَّة: غرور ونخوت، اتراہٹ، مادہ: العَبّ: سانس اور چسکی لئے بغیر ایک دم پینا..... الجُعَل: بھونرے جیسا ایک کالا کیڑا، جو تر جگہوں میں پیدا ہوتا ہے، اور گوبر پاخانے کو لڑھکا کر بل میں لے جاتا ہے..... دَھْدَہَ الحجرَ: پتھر کو لڑھکانا..... الخِرَاءَة، وَالخُرَاء: پاخانہ، لید، بیٹ۔

سندوں کا بیان: امام ترمذی رحمہ اللہ نے باب میں ایک ہی حدیث دو سندوں سے روایت کی ہے۔ پہلی سند: ابو

عامر عقدی کی ہے، وہ سعید مقبری اور حضرت ابو ہریرہؓ کے درمیان واسطہ نہیں بڑھاتے (سعید مقبری بلاواسطہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں، اور اپنے ابا کے واسطے سے بھی بہت سی روایتیں کرتے ہیں) دوسری سند: موسیٰ بن ابی علقمہ کی ہے (یہ راوی مجہول ہے) یہ بھی ہشام سے روایت کرتا ہے۔ اور سعید مقبری اور حضرت ابو ہریرہؓ کے درمیان سعید کے والد کا واسطہ بڑھاتا ہے۔ ان میں سے پہلی سند صحیح ہے (بغیر واسطہ والی) کیونکہ سفیان ثوری وغیرہ بہت سے ہشام کے تلامذہ ابو عامر عقدی کے متابع ہیں، وہ بھی واسطہ نہیں بڑھاتے۔

[٣٩٨٤-] حدثنا محمدُ بنُ بَشَّارٍ، نا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ، نا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِآبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا، إِنَّمَاهُمْ فَحْمُ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُوْنُنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخِرَاءَةَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللهَ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَفَخْرَهَا بِالآبَاءِ، إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ، وَآدَمُ خُلِقَ مِنَ التُّرَابِ" وفي الباب: عَنِ ابنِ عُمَرَ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، هٰذَا حديثٌ حسنٌ.

[٣٩٨٥-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ الْمَدِيْنِيُّ، قَالَ: نِيْ أَبِيْ، عَنْ هِشَامِ بنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "قَدْ أَذْهَبَ اللهُ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَفَخْرَهَا بِالآبَاءِ، مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ، وَالنَّاسُ بَنُوْ آدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ"

هٰذَا حديثٌ حسنٌ، وَسَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ قَدْ سَمِعَ مِنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَيَرْوِيْ عَنْ أَبِيْهِ أَشْيَاءَ كَثِيْرَةً، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

وَقَدْ رَوَى سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَغَيْرُ وَاحِدٍ هٰذَا الحديثَ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ حَدِيْثِ أَبِيْ عَامِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ.

[آخِرُ الْمُسْنَدِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَصَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَآلِهِ الطَّاهِرِيْنَ]

جمعہ ۱۶/رجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۰/جولائی ۲۰۰۹ء کو ترمذی شریف کی شرح تحفۃ الالمعی (عصر کے بعد) مکمل ہوئی، کتاب العلل کی شرح کتاب کے شروع میں آچکی ہے۔ اب شمائل ترمذی کی شرح شروع ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شمائل النبی ﷺ

نبی ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا بیان

شَمَائل: شِمَال کی جمع ہے، جیسے خَصَائِل: خِصَال کی جمع ہے۔ شمال کے معنی ہیں: طبیعت، عادت اور اخلاق۔ اور مراد: حیاتِ طیبہ ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کے اس رسالہ میں ۵۶ باب اور ۳۹۷ حدیثیں ہیں۔ جن میں سے ۲۱۳ سنن ترمذی میں آچکی ہیں، اور ۱۸۴ نئی روایتیں ہیں۔ سنن کی آخری کتاب: ابواب المناقب تھی، وہ ابواب بھی سیرت طیبہ کے بیان سے شروع کئے تھے، مگر امام ترمذیؒ نے محسوس کیا کہ ان ابواب سے حق ادا نہیں ہوا، اس لئے یہ مستقل رسالہ سیرتِ طیبہ کے بیان میں سنن کے ساتھ لاحق کیا، اور یہ جو عام تصور قائم ہوگیا ہے کہ شمائل مستقل تصنیف ہے: یہ بات صحیح نہیں، جس طرح کتاب العلل سنن کا مقدمہ لاحقہ ہے: یہ رسالہ بھی ابواب المناقب کا تتمہ ہے۔

ملحوظہ: اس جلد میں ڈیڑھ سو صفحات ہی کی گنجائش تھی، اس لئے میں نے شمائل کی حدیثوں کی مفصل شرح نہیں کی، جو حدیثیں ترمذی میں آئی ہیں، ان کا حوالہ دیا ہے، ان کی شرح محولہ جگہ میں آگئی ہے، اور جو حدیثیں نئی ہیں: ان کی مفصل شرح کی ہے۔

بابُ ماجاءَ فِي خَلْقِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ ﷺ کے حلیۂ مبارک کا بیان

خَلَقَ (ن) الشيئَ خَلْقًا: پیدا کرنا، عدم سے وجود میں لانا۔ خَلْق (حاصل مصدر): بناوٹ، ساخت، حلیہ: سراپا، شکل وصورت۔ اس باب میں چودہ روایتیں ہیں، ان میں سے آٹھ سنن میں آچکی ہیں۔

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نہ واضح لمبے تھے، نہ پستہ قد تھے، اور نہ چونے کی طرح سفید تھے، اور نہ گندمی (سانولے) تھے۔ اور بال نہ بالکل پیچیدار تھے، نہ بالکل سیدھے (بالوں میں ہلکی سی پیچیدگی تھی) چالیس سال پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا (نبوت سے سرفراز فرمایا) پس آپؐ مکہ میں دس سال ٹھہرے (کسر چھوڑ دی، مکہ میں آپؐ کا قیام تیرہ سال رہا ہے) اور مدینہ میں دس سال۔ اور ساٹھ سال

پورے ہونے پر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وفات دی (یہاں بھی کسر چھوڑ دی، وفات تریسٹھ سال میں ہوئی ہے) درانحالیکہ آپؐ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال سفید نہیں تھے۔

تشریح: نبی ﷺ کا قد درمیانہ تھا، مگر کسی قدر طول کی طرف مائل تھا۔ آگے (حدیث ۷ میں) آرہا ہے: اطول من المربوع: آپؐ درمیانہ قد سے ذرا لمبے تھے —— اور ایک حدیث میں جو آیا ہے کہ جب آپؐ کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تھے تو سب سے بلند نظر آتے تھے: یہ بات بطور معجزہ تھی، تاکہ جس طرح کمالاتِ معنویہ میں کوئی آپؐ سے بلند نہیں، اسی طرح صورتِ ظاہری میں بھی کوئی آپؐ سے بلند محسوس نہ ہو (خصائل) —— اور وفات کا بیان باب ۵۴ میں آرہا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[الحَمْدُ للهِ، وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفَى]

[قَالَ الشَّيْخُ الحَافِظُ مُحمدُ بْنُ سَوْرَةَ التِّرْمِذِيُّ رَحمهُ اللهُ تَعَالَى:]

[۱-] بابُ مَاجَاءَ فِيْ خَلْقِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱-] أَخْبَرَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ: قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ رَسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، وَلاَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ، وَلاَ بِالآدَمِ، وَلاَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

لغات: البائن: ظاہر و واضح۔ بَانَ (ض) الشیئُ بَیَانًا: نمایاں اور واضح ہونا...... الأمہق: بہت سفید، مَہِقَ (س) مَهَقًا: بہت سفید ہونا، فهو أمْهَق، وهي مَهْقَاء...... آدم: گندم گوں۔ أَدِمَ (س) أَدَمًا وَأُدْمة: گندم گوں ہونا، فهو آدم، وهي أدماء...... الجعد: گھونگھریالا، سکڑا ہوا۔ جَعُدَ (ک) الشَّعْرُ جُعودة: بالوں کا گھونگھریالا ہونا...... القطط: چھوٹے گھونگھریالے بال۔ کہا جاتا ہے: رَجُل قَطَط اور جَعْدٌ قَطَطٌ...... السَّبط (باء ساکن یا مکسور) من الشَّعر: سیدھے بال (غیر پیچدار) سَبِطَ (س) سَبَطًا: بالوں کا نرم اور سیدھا ہونا۔

حدیث (۲): حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے: نہ دراز قامت تھے، نہ پستہ قد، خوبصورت بدن والے تھے، اور آپؐ کے بال نہ بالکل پیچدار تھے، نہ بالکل سیدھے، آپ گندمی رنگ کے تھے،

جب آپ چلتے تھے تو جھکتے ہوئے چلتے تھے (ترمذی، لباس، حدیث ۱۷۴۴ باب ۲۱ تحفہ ۵: ۸۶ میں آ چکی ہے)

[۲-] حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَبْعَةً: لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، حَسَنَ الْجِسْمِ، وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلاَ سَبْطٍ، أَسْمَرَ اللَّوْنِ، إِذَا مَشٰى يَتَكَفَّأُ.

لغت: يَتَكَفَّأُ: آگے جھکا ہوا چلنا۔ مجرد: كَفَى الإناءَ: برتن اوندھا کرنا، یعنی آپ اکڑ کر اتراتے ہوئے نہیں چلتے تھے، بلکہ جس طرح اونچائی سے نشیب میں اترتے ہیں تو ذرا آگے جھک جاتے ہیں، اسی طرح آپ تواضع کے ساتھ چلتے تھے..... أسْمَر: گندمی: آپ کا جو بدن کھلا رہتا تھا وہ گندمی تھا، اور جو ڈھکا رہتا تھا وہ سفید تھا، یا گندمی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ بدن مبارک چونے جیسا سفید نہیں تھا، بلکہ اس میں سرخی ملی ہوئی تھی، اس لئے وہ گندمی نظر آتا تھا۔

حدیث (۳): حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میانہ قد آدمی تھے، آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان (اور لوگوں سے) زیادہ فاصلہ تھا (ایسے آدمی کا سینہ چوڑا ہوتا ہے، جو بہادری کی علامت ہے) آپؐ گنجان بالوں والے تھے، جو کان کی لو تک (جب آپ پٹھے کٹواتے تھے) ہوتے تھے، آپؐ نے سرخ جوڑا زیب تن فرما رکھا تھا۔ میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی!

حدیث (۴): حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کسی پٹھے والے کو سرخ جوڑے میں نبی ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔ آپؐ کے بال شانوں کو چھوتے تھے، آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان کچھ فاصلہ تھا، اور آپؐ نہ پستہ قد تھے، نہ دراز قامت (ترمذی، لباس باب ۴ تحفہ ۵: ۵۹ اور اسی جلد میں حدیث ۳۶۵۲)

[۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، يَعْنِي الْعَبْدِيَّ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُوْلُ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ رَجُلاً مَرْبُوْعًا، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، عَظِيْمَ الْجُمَّةِ، إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ.

[۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، ثَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِيْ لِمَّةٍ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، لَهُ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيْرِ وَلاَ بِالطَّوِيْلِ.

لغات: رَجُلاً کو رَجِلاً (جیم کے کسرہ کے ساتھ) بھی پڑھ سکتے ہیں، یعنی سیدھے بال والے، مگر اولیٰ رَجُلاً پڑھنا ہے..... بُعَيْد (مصغر) کو بَعِيْد (مکبّر) بھی پڑھ سکتے ہیں۔

حدیث (۵): حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نہ لانبے تھے، نہ کوتاہ قد۔ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے۔ سر مبارک بڑا تھا۔ اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں۔ سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔ جب چلتے تو ذرا جھکتے ہوئے چلتے، گویا اونچی جگہ سے اتر رہے ہیں، میں نے آپؐ جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ بے پایاں رحمتیں نازل ہوں آپؐ پر اور سلامتی! (ترمذی، مناقب حدیث ۳۶۶۶ باب ۱۸، اسی جلد میں ہے)

[۵-] حدثنا محمدُ بنُ إسماعيلَ، ثنا أبو نُعيمٍ، ثنا المَسْعُودِيُّ، عن عُثمانَ بنِ مُسْلِمِ بنِ هُرْمُزٍ، عن نافعِ بنِ جُبيرِ بنِ مُطْعِمٍ، عن عليِّ بنِ أبي طالبٍ قال: "لم يكنِ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بالطويلِ ولا بالقصيرِ، شَثْنُ الكفَّيْنِ والقدمَيْنِ، ضخمُ الرأسِ، ضخمُ الكراديسِ، طويلُ المَسْرُبَةِ، إذا مشى تكفَّأ تكفُّؤًا، كأنما ينحطُّ من صَبَبٍ، لم أرَ قبلَه ولا بعدَه مثلَه صلى الله عليه وسلم.

حدثنا سفيانُ بنُ وكيعٍ، حدثنا أبي، عنِ المسعوديِّ بهذا الإسنادِ نحوَه بمعناه.

حدیث (۶): ابراہیم (محمد بن الحنفیہ کے صاحبزادے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے) کہتے ہیں: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حالات بیان کرتے تو کہتے: آپؐ نہ کھینچے ہوئے لمبے تھے، اور نہ ایسے ٹھگنے تھے کہ بعض اعضاء بعض میں گھسے ہوئے معلوم ہوں، بلکہ آپؐ میانہ قد لوگوں میں سے تھے ——— اور آپؐ کے بال نہ بالکل پیچیدہ تھے، نہ بالکل سیدھے، بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے ——— آپؐ نہ موٹے بدن کے تھے، نہ گول چہرے والے، البتہ آپؐ کے چہرے میں تھوڑی سی گولائی تھی ——— آپؐ کا رنگ سفید سرخی مائل تھا ——— آپؐ کی آنکھیں نہایت سیاہ تھیں ——— آپؐ کی پلکیں دراز تھیں ——— آپؐ کے جوڑوں کے ملنے کی ہڈیاں اور شانے پُر گوشت تھے ——— آپؐ کے بدن پر (معمول کے علاوہ) بال نہیں تھے (بعض لوگوں کے بدن پر بال زیادہ ہوتے ہیں، آپؐ کے بدن پر خاص حصوں (بازو پنڈلیوں) کے علاوہ کہیں بال نہیں تھے) ——— آپؐ کے سینہ سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی ——— آپؐ کے ہاتھ اور پیر پُر گوشت تھے ——— جب آپ چلتے تو پیروں کو قوت سے اٹھاتے، گویا آپ نشیب میں اتر رہے ہیں ——— جب آپؐ کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے دن سے متوجہ ہوتے (صرف گردن پھیر کر نہیں دیکھتے تھے، اس سے لاپرواہی ظاہر ہوتی ہے) ——— آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ سلسلۂ نبوت کو مکمل کرنے والے تھے ——— آپؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی دل تھے ——— اور سب سے زیادہ سچی زبان والے تھے ——— اور سب سے زیادہ نرم طبیعت تھے ——— اور سب سے زیادہ شریف خاندان کے تھے ——— جو آپ کو یکایک دیکھتا مرعوب ہو جاتا، اور جو آپؐ سے پہچان کر لیتا: آپؐ سے محبت کرتا ——— اور آپ کا حلیہ بیان کرنے والا یہی کہے گا کہ میں نے آپؐ سے پہلے اور آپؐ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا، آپ پر بے پایاں رحمتیں اور

سلامتی نازل ہو! (یہ حدیث منقطع ہے، ابراہیم کی اپنے دادا حضرت علیؓ سے ملاقات نہیں ہوئی)

حوالہ: یہ حدیث اسی جلد میں (حدیث ۳۶۶۷ ابواب المناقب باب ۱۹) آچکی ہے، اور وہاں حل لغات بھی ہے۔ اور اصمعی کے اقوال کی شرح بھی ہے۔

[۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ الْبَصْرِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَأَبُوْ جَعْفَرٍ: مُحمدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، وَهُوَ ابْنُ أَبِيْ حَلِيْمَةَ — وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ— قَالُوْا: ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: مَوْلَى غُفْرَةَ، ثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحمدٍ: مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِالطَّوِيْلِ الْمُمَّغِطِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ، وَكَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلاَ بِالسَّبِطِ، كَانَ جَعْدًا رَجِلاً، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ، وَلاَ بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِيْ وَجْهِهِ تَدْوِيْرٌ، أَبْيَضُ، مُشْرَبٌ، أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبُ الأَشْفَارِ، جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ، أَجْرَدُ، ذُوْمَسْرُبَةٍ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِيْ صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيْهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُوْلُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ صلى الله عليه وسلم.

قَالَ أَبُوْ عيسى: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحمدَ بْنَ الْحُسَيْنِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الأَصْمَعِيَّ يَقُوْلُ فِيْ تَفْسِيْرِ صِفَةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم: الْمُمَّغِطُ: الذَّاهِبُ طُوْلاً، وَقَالَ: سَمِعْتُ أَعْرَابِيًّا يَقُوْلُ فِيْ كَلاَمِهِ: تَمَغَّطَ فِيْ نُشَّابَتِهِ: أَيْ مَدَّهَا مَدًّا شَدِيْدًا، وَالْمُتَرَدِّدُ: الدَّاخِلُ بَعْضُهُ فِيْ بَعْضٍ قِصَرًا. وَأَمَّا الْقَطَطُ: فَالشَّدِيْدُ الْجُعُوْدَةِ. وَالرَّجِلُ: الَّذِيْ فِيْ شَعْرِهِ حُجُوْنَةٌ: أَيْ: تَثَنٍّ قَلِيْلاً. وَأَمَّا الْمُطَهَّمُ: فَالْبَادِنُ الْكَثِيْرُ اللَّحْمِ. وَالْمُكَلْثَمُ: الْمُدَوَّرُ الْوَجْهِ. وَالْمُشْرَبُ: الَّذِيْ فِيْ بَيَاضِهِ حُمْرَةٌ. وَالأَدْعَجُ: الشَّدِيْدُ سَوَادِ الْعَيْنِ. وَالأَهْدَبُ: الطَّوِيْلُ الأَشْفَارِ. وَالْكَتِدُ: مُجْتَمَعُ الْكَتِفَيْنِ، وَهُوَ الْكَاهِلُ، وَالْمَسْرُبَةُ: هُوَ الشَّعْرُ الدَّقِيْقُ الَّذِيْ كَأَنَّهُ قَضِيْبٌ مِنَ الصَّدْرِ إِلَى السُّرَّةِ، وَالشَّثْنُ: الْغَلِيْظُ الأَصَابِعِ مِنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ. وَالتَّقَلُّعُ: أَنْ يَمْشِيَ بِقُوَّةٍ. وَالصَّبَبُ: الْحُدُوْرُ، تَقُوْلُ: انْحَدَرْنَا فِيْ صُبُوْبٍ، وَصَبَبٍ، وَقَوْلُهُ: جَلِيْلُ الْمُشَاشِ: يُرِيْدُ رُؤُوْسَ الْمَنَاكِبِ، وَالْعِشْرَةُ: الصُّحْبَةُ، وَالْعَشِيْرُ: الصَّاحِبُ، وَالْبَدِيْهَةُ: الْمُفَاجَأَةُ، يُقَالُ: بَدَهْتُهُ بِأَمْرٍ: أَيْ فَجَأْتُهُ.

حدیث (۷): حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی

اللہ عنہ سے (نبی ﷺ کا حلیہ) دریافت کیا، اور وہ نبی ﷺ کا حلیہ بہت عمدہ بیان کرتے تھے۔ اور میں چاہتا تھا کہ وہ میرے سامنے (آپ ﷺ کے) کچھ احوال بیان کریں تاکہ میں اس کو اپناؤں، پس انھوں نے فرمایا:

[۱-] كان رسول الله صلى الله عليه وسلم فَخْمًا مُفَخَّمًا، يَتَلَأْلَأُ وجهُه تَلأْلُؤَ القمر ليلةَ البدر.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ عظیم الشان، بلند مرتبہ تھے، چودھویں کے چاند کی طرح آپ کا چہرہ چمکتا تھا۔

لغات: الفَخم: شاندار، عظیم الشان...... المُفَخَّم: بڑا، بلند رتبہ، معظم۔ فَخُم (ک) فَخَامَة: عظیم الشان ہونا...... الفَخم اور المُفَخَّم: تقریباً ہم معنی ہیں، اگر فرق کرنا ہو تو جو فی نفسہ عظیم الشان ہو: وہ الفَخم ہے، اور جو دوسروں کی نظر میں عظیم الشان ہو: وہ المُفَخَّم (بڑا بنایا ہوا) ہے۔

[۲-] أطولَ من المَرْبُوْعِ، وأقْصَرَ من المُشَذَّبِ، عظيمَ الْهَامَةِ، رَجِلَ الشَّعْرِ، إنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهُ فَرَقَ، وَإلا فلا، يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، إذا هو وَفَّرَهُ.

ترجمہ: آپ میانہ قد والے سے لمبے، اور لمبوجی سے پست، بڑے سر والے، بال قدرے گھنگھریالا پن لئے ہوئے، سر کے بال (آسانی سے) پھٹ جاتے تو مانگ نکال لیتے، ورنہ نہیں یعنی مانگ نکالنے کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ آپ کے بال آپ کے دونوں کانوں کی لَو سے متجاوز ہو جاتے، جب آپ ان کو بڑھاتے (کان کی لَو تک بال: وَفْرَة، آدھی گردن تک: لِمَّة، اور شانوں تک: جُمَّة کہلاتے ہیں، یاد رکھنے کا فارمولہ: وَلَجَ ہے)

لغات: الرَّبْعَة: میانہ قد۔ المَرْبُوع: درمیانہ قد کا آدمی...... المُشَذَّب: لمبوجی۔ اصل معنی: کھجور کا درخت، جس کی شاخیں کاٹ دی گئی ہوں، شَذَّبَ الشَّجَرَ: درخت کی ٹہنیاں کاٹنا...... الهَامَة: سر، هَامَةُ القوم: سردار...... رَجِل (جیم کا زیر اور زبر) بالوں کا قدرے گھنگھریالا ہونا (سبوط اور جعودہ کے درمیان)...... العقيقة: نوزائیدہ بچے کے سر کے بال اور مطلق سر کے بال...... وَفَّرَ شعرَه: بال چھوڑنا، بڑھانا۔

[۳-] أزْهَرَ اللون، واسِعَ الجبينِ، أزَجَّ الْحَوَاجِبِ، سَوَابِغَ، في غيرِ قَرَنٍ، بينهما عِرْقٌ يُدِرُّهُ الغضبُ.

ترجمہ: آپ صاف شفاف رنگ والے اور کشادہ پیشانی والے تھے، آپ کے ابرو لمبائی میں پتلے اور مڑے ہوئے گنجان تھے، مگر باہم ملے ہوئے نہیں تھے، دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی، جو غصہ کے وقت پھڑکتی تھی۔

لغات: الأزهر: صاف شفاف، چمکدار...... زَجَّ الحاجبُ (س) زَجَجًا: ابرو کا لمبائی میں پتلا اور خمدار ہونا، فهو أزَجُّ، وهي زَجَّاء (اسم تفضیل نہیں ہے)...... أَدَرَّ الشيئَ: ہلانا، حرکت دینا۔

[۴-] أقْنَى الْعِرْنَيْنِ، له نُوْرٌ يَعْلُوْهُ، يحسَبُه من لم يتأمله أشَمَّ.

ترجمہ: آپ کی ناک کا بانسہ بلندی مائل تھا، ناک کے بانسے پر ایک نور تھا جو اس پر چھایا ہوا تھا، آپ کو بڑی ناک والا گمان کرتا وہ جو اس بانسے میں یا نور میں غور نہیں کرتا۔

لغات: قَنِيَ (س) الأنفُ قَنًا: ناک کے بانسہ کا بیچ سے اٹھا ہوا ہونا، فهو أَقْنٰى، وهي قَنْوَاء..... العِرْنِيْنُ: ناک کا ابھرا ہوا سخت حصہ، بانسہ، جمع عَرَانِيْن، شُمُّ العَرَانِيْنِ: خوددار، باعزت، اونچی ناک والا..... شَمَّ الأنفُ: ناک کا اونچا ہونا، فهو أَشَمُّ، وهي شَمَّاءُ۔

[۵-] كَثُّ اللِّحْيَةِ، سَهْلَ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيْعَ الْفَمِ، مُفْلَّجَ الأسنانِ، دقيقَ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ جِيْدَهُ جِيْدُ دُمْيَةٍ، فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ.

ترجمہ: آپ گھنی ڈاڑھی والے، نرم رخسار والے، کشادہ منہ والے، علاحدہ علاحدہ دانتوں والے (سامنے کے دانتوں میں ذرا فصل والے) سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر والے تھے۔ آپ کی گردن جیسے مورتی کی گردن، چاندی کی صفائی میں (تشبیہ ہے)

لغات: كَثَّ وَاَكَثَّ الشَّعْرُ: بالوں کا گھنا اور گتھا ہوا ہونا..... سَهْلُ الخدين وسائل الخدين: نرم رخسار آدمی ..... ضَلِيْعُ الفم: کشادہ دہن، ضَلُعَ (ک) فَمُهُ: منہ چوڑا ہونا..... مُفْلَّجُ الأسنان: علاحدہ علاحدہ دانتوں والا..... جيد: گردن..... دُمية: مورتی۔

[۶-] مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ، بَادِنٌ، مُتَمَاسِكٌ، سَوَاءَ البطنِ والصدرِ، عريضَ الصدرِ، بَعِيْدَ مابين الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ، انورَ الْمُتَجَرَّدِ، موصولَ ما بين اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يجرى كَالْخَطِّ، عَارِيَ الثَّدْيَيْنِ والبطنِ، مما سوى ذلك.

ترجمہ: معتدل حلیہ (تمام اعضاء) والے، بھاری گٹھے ہوئے جسم والے، ہموار پیٹ اور سینہ والے، چوڑے سینہ والے، مونڈھوں کے مابین قدرے فصل والے، جوڑوں اور کلائیوں کی مضبوط ہڈیوں والے تھے۔ جو بدن کھلا رہتا ہے وہ روشن تھا۔ سینہ کے گڑھے اور ناف کے درمیان کا حصہ بالوں سے ملا ہوا تھا، جو لکیر کی طرح چلتے تھے، دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھے، علاوہ مسربہ کے بالوں کے۔

[۷-] أَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِيَ الصَّدْرِ، طويلَ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبَ الرَّاحَةِ، شَثْنَ الكفين والقدمين، سَائِلَ الأطرافِ، أو قال: شَائِلَ الأطرافِ.

ترجمہ: آپ کے دونوں بازو، کندھے اور سینہ کا بالائی حصہ بالدار تھا، دونوں کلائیاں دراز، ہتھیلیاں فراخ، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز (پر گوشت) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں لانبی تھیں (چھوٹی سین کے ساتھ سائل، اور بڑی شین کے ساتھ شائل کے معنی ایک ہیں)

[۸-] خُمْصَانَ الأَخْمَصَيْنِ، مَسِيْحَ القدمين، يَنْبُوْ عنهما الماءُ، إذا زال: زال قَلْعًا، يَخْطُوْ تَكَفِّيًا، وَيَمْشِيْ هَوْنًا، ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ، إِذَا مَشٰى: كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ.

ترجمہ: دونوں تلوے قدرے گہرے، دونوں پیر قدرے چکنے، دونوں سے پانی ہٹ جاتا تھا، جب چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے، اور آگے کو جھک کر چلتے، اور نرمی سے چلتے، رفتار تیز تھی، جب آپؐ چلتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا آپ نشیب میں اتر رہے ہیں۔

لغات: الخُمْصَان: خالی پیٹ والا۔ الأخمَص: تلوا، پاؤں کا نچلا بیچ کا حصہ جو زمین کو نہیں لگتا..... مَسِيح: پونچھا ہوا، وہ شخص جس پر تیل کا ہاتھ پھیرا گیا ہو یعنی ہاتھ پیر قدرتی طور پر چکنے تھے، پانی ان پر سے لڑھک جاتا تھا۔

[۹-] وإذا التفت: التفت معًا، خافضَ الطرف، نَظَرُهُ إلى الأرضِ أطْوَلُ من نظره إلى السماء.

ترجمہ: جب آپؐ کسی طرف متوجہ ہوتے تو پورے بدن سے متوجہ ہوتے، آپؐ کی نظریں نیچی رہتیں، آپؐ کی نگاہ آسمان کی بہ نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی (البتہ وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف بھی نظر اٹھاتے تھے)

[۱۰-] جُلُّ نظرِه الملاحظةُ، يَسُوْقُ أصحابَه، ويَبْدَأُ من لَقِيَ بالسلام.

ترجمہ: آپؐ کا عام طور پر دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا تھا، اپنے ساتھیوں کو ہانکتے تھے یعنی سفر میں آگے کر دیتے تھے، اور خود آنجناب پیچھے رہتے تھے، اور جس سے بھی ملاقات ہوتی سلام کرنے میں ابتداء فرماتے۔

حوالہ: یہ حدیث پوری نہیں ہے، اس کا باقی حصہ آگے (حدیث ۲۱۷ و ۳۲۱ میں) آرہا ہے۔

سند کا بیان: ترمذی میں تینوں جگہ حدیث کی سند اس طرح ہے: سفیان: جُمیع سے روایت کرتے ہیں (جمیع: ضعیف راوی اور رافضی ہے) سفیان کہتے ہیں: جُمیع نے ہمیں یہ حدیث اپنی کتاب سے لکھوائی ہے۔ وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سابق شوہر ابو ہالہ کی اولاد میں سے کسی آدمی سے جو قبیلۂ بنو تمیم کا ہے روایت کرتا ہے: جس کی کنیت ابوعبداللہ تھی (مزی نے اطراف میں کہا ہے: امام ترمذی کے علاوہ نے اس کا نام یزید بن عمر بتایا ہے) یہ ابوعبداللہ: ابو ہالہ کے بیٹے سے روایت کرتا ہے (یہ راوی اللہ جانے کون ہے؟) اور وہ بیٹا حضرت حسنؓ سے روایت کرتا ہے۔

اور طبقات ابن سعد (۱: ۴۲۲) اور دلائل النبوۃ بیہقی (۱: ۲۸۶) میں حدیث کی سند اس طرح ہے: أخبرنا مالك بن إسماعيل: أبو غسان النهدي، أخبرنا جُميع بن عُمير بن عبد الرحمن العِجْلي، حدثني رجل بمكة، عن ابنٍ لأبي هالة التميمي، عن الحسن بن علي: میرے خیال میں صحیح سند یہی ہے۔ مکہ کا ایک آدمی (جو مجہول ہے) ابو ہالہ کے بیٹے سے روایت کرتا ہے (یہ راوی بھی مجہول ہے) وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے، اور یہ سند صحیح اس لئے ہے کہ سفیان بن وکیع کے مسودات میں ان کے وراق نے گڑبڑ کر دی تھی۔

[۷-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، قَالَ: ثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعِجْلِيُّ، إِمْلَاءً عَلَيْنَا مِنْ كِتَابِهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ مِنْ وَلَدِ أَبِيْ هَالَةَ زَوْجِ خَدِيْجَةَ، يُكْنٰى أَبَا عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنٍ لِأَبِيْ

هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي شَيْئًا، أَتَعَلَّقُ بِهِ، فَقَالَ:

[۱-] كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَخْمًا مُفَخَّمًا، يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

[۲-] أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ، وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ، عَظِيْمَ الْهَامَةِ، رَجِلَ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيْقَتُهُ فَرَقَ، وَإِلَّا فَلَا، يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ.

[۳-] أَزْهَرَ اللَّوْنِ، وَاسِعَ الْجَبِيْنِ، أَزَجَّ الْحَوَاجِبِ، سَوَابِغَ، فِيْ غَيْرِ قَرَنٍ، بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ.

[۴-] أَقْنَى الْعِرْنِيْنِ، لَهُ نُوْرٌ يَعْلُوْهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ.

[۵-] كَثَّ اللِّحْيَةِ، سَهْلَ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيْعَ الْفَمِ، مُفَلَّجَ الْأَسْنَانِ، دَقِيْقَ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيْدُ دُمْيَةٍ، فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ.

[۶-] مُعْتَدِلَ الْخَلْقِ، بَادِنٌ، مُتَمَاسِكٌ، سَوَاءَ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ، عَرِيْضَ الصَّدْرِ، بَعِيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمَ الْكَرَادِيْسِ، أَنْوَرَ الْمُتَجَرَّدِ، مَوْصُوْلَ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ، عَارِيَ الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ، مِمَّا سِوَى ذٰلِكَ.

[۷-] أَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِيَ الصَّدْرِ، طَوِيْلَ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبَ الرَّاحَةِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، سَائِلَ الْأَطْرَافِ، أَوْ قَالَ: شَائِلَ الْأَطْرَافِ.

[۸-] خُمْصَانَ الْأَخْمَصَيْنِ، مَسِيْحَ الْقَدَمَيْنِ، يَنْبُوْ عَنْهُمَا الْمَاءُ. إِذَا زَالَ: زَالَ قَلْعًا، يَخْطُوْ تَكَفِّيًا، وَيَمْشِيْ هَوْنًا، ذَرِيْعَ الْمِشْيَةِ، إِذَا مَشٰى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ.

[۹-] وَإِذَا الْتَفَتَ: الْتَفَتَ مَعًا، خَافِضَ الطَّرْفِ، نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

[۱۰-] جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ أَصْحَابَهُ، وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ.

حدیث(۸): حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ فراخ دہن تھے، آنکھوں کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی، اور ایڑیوں پر گوشت بہت کم تھا (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۴۵و ۳۶۴۶، وہاں حل لغات بھی ہے)

حدیث(۹): حضرت جابرؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو ایک صاف فضا والی رات میں دیکھا۔ پس میں کبھی نبی ﷺ کو دیکھتا، اور کبھی چاند کو، اور آپؐ نے سرخ جوڑا زیب تن فرما رکھا تھا، پس اچانک آپ میرے نزدیک چاند سے زیادہ خوبصورت تھے (ترمذی، ادب، حدیث ۲۸۱۵، باب ۴۱ تحفہ ۶: ۵۲۲)

حدیث(۱۰): کسی نے حضرت براءؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (چمکدار) تھا؟ آپؓ نے فرمایا: نہیں! چاند کی طرح (روشن) تھا (تلوار میں طالیست کا مفہوم ہے، اور چاند میں محبوبیت کا) (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۲۵ اسی جلد میں ہے)

[۸-] حدثنا أبو موسى محمد بن المثنى، ثنا محمد بن جعفر، ثنا شعبة، عن سماك بن حرب، قال: سمعت جابر بن سمرة، يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ضليع الفم، أشكل العينين، منهوس العقب.

قال شعبة: قلت لسماك: ما ضليع الفم؟ قال: عظيم الفم، قلت: ما أشكل العينين، قال: طويل شق العينين، قلت: ما منهوس العقب؟ قال: قليل لحم العقب.

[۹-] حدثنا هناد بن السري، ثنا عبثر بن القاسم، عن أشعث: يعني ابن سوار، عن أبي إسحاق، عن جابر بن سمرة، قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في ليلة إضحيان، وعليه حلة حمراء، فجعلت أنظر إليه وإلى القمر، فلهو عندي أحسن من القمر.

[۱۰-] حدثنا سفيان بن وكيع، ثنا حميد بن عبد الرحمن الرؤاسي، عن زهير، عن أبي إسحاق، قال: سأل رجل البراء بن عازب: أكان وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل السيف؟ قال: لا، بل مثل القمر.

حدیث (۱۱): حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ گورے تھے، (صفائی میں) گویا آپ چاندی سے ڈھالے گئے تھے، بال قدرے گھنگھریالا پن لئے ہوئے تھے۔

حدیث (۱۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (معراج میں یا خواب میں) میرے سامنے انبیاء پیش کئے گئے، یعنی دکھلائے گئے، پس اچانک موسیٰ علیہ السلام ہلکے بدن کے تھے، گویا وہ (یمن کے) قبیلہ شنوءہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، پس اچانک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں ان کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے قریب تر عروۃ بن مسعود ہیں۔ اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، پس اچانک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں ان کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے قریب تر تمہارے ساتھی ہیں، آپ خود کو مراد لے رہے ہیں۔ اور میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا، پس اچانک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں ان سے قریب تر دحیہ کلبی ہیں (یہ روایت مسلم کتاب الایمان میں ہے)

لغات وترکیب: رجلٌ ضربٌ: چھریرے بدن کا قدآور آدمی ...... اقرب: اسم تفضیل: مضاف: الناس: مضاف الیہ، من رأیتُ أی ممن رأیت: الناس کی صفت، بہ: اقرب سے متعلق، شَبَهاً: تمیز، عروۃ: خبر...... اقرب من رأیت میں اقرب مابعد کی طرف مضاف ہے۔

تشریح: احوالِ نبوی میں اس روایت کو لانے کا مقصد یہ بتانا ہے کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۷۸ اسی جلد میں)

[۱۱-] حدثنا أَبُوْ دَاوُدَ الْمُصَاحِفِيُّ: سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ، ثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الأَخْضَرِ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَبْيَضَ، كَأَنَّمَا صِيغَ مِنْ فِضَّةٍ، رَجِلَ الشَّعْرِ.

[۱۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، أنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، وَرَأَيْتُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ، يَعْنِي نَفْسَهُ الْكَرِيْمَةَ، وَرَأَيْتُ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السلامُ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ"

حدیث (۱۳): حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، اوراب روئے زمین پر میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا، جس نے آپ کو دیکھا ہو۔ سعید جریری نے کہا: میرے لئے آپ کا حلیہ بیان کیجئے؟ فرمایا: کان أبیض، ملیحا، مقصدا: آپ گورے، خوب رواور معتدل تھے! (حضرت ابوالطفیل: احد کے سال پیدا ہوئے بطویل عمر پائی، ۱۱۰ہجری میں انتقال فرمایا، صحابہ میں سب سے آخر میں آپؓ کی وفات ہوئی ہے)

لغات: المَلِیح: حسین، جاذب صورت، دل کش، خوب رو، سفیدی میں سرخی کی آمیزش والا ...... مُقْصَد: معتدل، ہر عضو فٹ، قَصَدَ الأمر: درمیانی راہ اختیار کرنا (افراط وتفریط سے بچنا)

حدیث (۱۴): حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے اگلے دانت کچھ کشادہ تھے (ملے ہوئے نہیں تھے) جب آپؐ گفتگو فرماتے تو ایک نور سا دیکھا جاتا تھا، جو آپؐ کے دانتوں کے درمیان سے نکلتا تھا۔

لغت: الثَّنِیَّة: سامنے والے چار دانتوں میں سے ایک (جو دو اوپر ہوتے ہیں، اور دو نیچے) جمع ثَنایا۔

فائدہ: اوراس باب کی روایات کا حاصل یہ ہے کہ حلیہ مبارکہ کمالِ حسن کو پہنچا ہوا تھا، جس طرح آپؐ جمالِ معنوی میں انتہائی باکمال تھے، جمالِ ظاہری میں بھی آپؐ کا جواب نہیں تھا۔

یاربِّ! صَلِّ وسلِّم دائما أبدًا ❁ علی حبیبك خیرِ الخلقِ کلِّهم

[۱۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ – الْمَعْنَى وَاحِدٌ – قَالَا: أَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنْ سَعِيْدِ الْجُرَيْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ، يَقُوْلُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَمَا بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ رَآهُ غَيْرِيْ، قُلْتُ: صِفْهُ لِيْ، قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ، مَلِيْحًا، مُقَصَّدًا.

[۱٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، أنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ ثَابِتٍ

الزُّهْرِيُّ، ثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنُ أَخِي مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، إِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّورِ، يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي خَاتَمِ النُّبوة

مہر نبوت کا بیان

حدیث(۱): حضرت سائبؓ کہتے ہیں: مجھے میری خالہ نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے اس بھانجے کے سر اور پیٹ میں درد ہے۔ پس آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور میرے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر آپؐ نے وضوء فرمائی، تو میں نے آپ کا وضوء کا بچا ہوا پانی پیا، پھر میں آپؐ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑا ہوا، تو میں نے آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، بس اچانک وہ دلہن کے کمرے کی گھونڈی کے مانند تھی (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۷۲، باب ۲۳ وہاں مہر نبوت کی تفصیل ہے)

حدیث(۲): حضرت جابرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہر نبوت، جو دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی: وہ کبوتر کے انڈے کے بقدر گوشت کا سرخ ابھرا ہوا حصہ تھی (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۷۳) اور وہاں حل لغات بھی ہے۔

[۲-] بَابُ مَاجَاءَ فِي خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

[۱۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: يَارسولَ اللّٰهِ، إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ الَّذِي بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

[۱۶-] حدثنا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ، أنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم غُدَّةً حَمْرَاءَ، مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ.

حدیث(۳): رُمیثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، اور میں آپؐ سے اتنی قریب تھی کہ اگر میں چاہتی کہ اس مہر نبوت کو چوم لیتی جو آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی: تو میں ایسا کر سکتی تھی: آپؐ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''اللہ کا عرش سعد کے لئے جھوم گیا!'' (اس حدیث کا آخری جملہ اسی جلد میں (حدیث ۳۸۷۹ میں) آگیا ہے)

حدیث(۴): حضرت علیؓ کے پوتے ابراہیم کہتے ہیں: حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کا وصف بہت عمدگی سے بیان کرتے تھے، پھر ابراہیم نے لمبی حدیث بیان کی، اور (اس حدیث میں) فرمایا: نبی ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپؐ خاتم النبیین (سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی) تھے۔

حدیث(۵): حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاریؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوزید! میرے قریب آؤ، اور میری پیٹھ مل دو، پس میں نے آپ کی پیٹھ ملنی شروع کی، تو میری انگلیاں مہر نبوت پر پڑیں۔ حدیث کے راوی علباء نے پوچھا: مہر نبوت کیا چیز تھی؟ حضرت عمرو نے کہا: چند بالوں کا مجموعہ تھا۔

[۱۷-] حدثنا أَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِيُّ، أنا يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ قَتَادَةَ، عَنْ جَدَّتِهِ رُمَيْثَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَوْ أَشَاءُ أَنْ أُقَبِّلَ الْخَاتَمَ الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ قُرْبِهِ: لَفَعَلْتُ، يَقُوْلُ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ يَوْمَ مَاتَ: "اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ"

[۱۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: أنا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: مَوْلَى غُفْرَةَ، قَالَ: ثنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحمدٍ، مِنْ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رضي الله عنه إِذَا وَصَفَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ، وَقَالَ: بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ.

[۱۹-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أنا أَبُوْ عَاصِمٍ، أنا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، ثنِيْ عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ، ثنِيْ عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: قَالَ لِيْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: يَا أَبَا زَيْدٍ! ادْنُ مِنِّيْ، فَامْسَحْ ظَهْرِيْ، فَمَسَحْتُ ظَهْرَهُ، فَوَقَعَتْ أَصَابِعِيْ عَلَى الْخَاتَمِ، فَقُلْتُ: وَمَا الْخَاتَمُ؟ قَالَ: شَعَرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ.

حدیث(۶): حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں، جب آپؐ مدینہ منورہ میں فروکش ہوئے، ایک دسترخوان لائے، جس پر تازہ کھجوریں تھیں، اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھا، آپؐ نے پوچھا: ''سلمان! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: آپؐ کے لئے اور آپؐ کے ساتھیوں کے لئے صدقہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اسے اٹھالو، کیونکہ ہم صدقہ نہیں کھاتے!'' راوی کہتے ہیں: پس سلمان نے اس کو اٹھالیا ـــــ پھر اگلے دن بھی وہ اس کے مانند لائے۔ اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھا۔ آپؐ نے دریافت کیا: ''سلمان! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: آپ کے لئے ہدیہ ہے! پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا: ''ہاتھ بڑھاؤ!'' ـــــ پھر حضرت سلمان نے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر مہر نبوت دیکھی تو وہ ایمان لے آئے۔

اور حضرت سلمان یہود کے غلام تھے، پس ان کو رسول اللہ ﷺ نے اتنے اور اتنے درہم میں خرید لیا، اس شرط پر

کہ وہ ان کے لئے کھجور کے پودے لگائیں، پس سلمان اس باغ میں کام کریں، یہاں تک کہ وہ باغ پھل لے آئے۔
چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے وہ پودے لگائے، مگر ایک پودا حضرت عمرؓ نے لگایا، پس کھجور کے درختوں پر اس سال پھل آگیا، مگر ایک درخت پر پھل نہیں آیا۔ آپؐ نے پوچھا: ''اس درخت کا کیا معاملہ ہے؟'' حضرت عمرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ پودا میں نے لگایا ہے، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو اکھاڑا، اور اس کو دوبارہ لگایا، پس وہ بھی اسی سال پھل لے آیا (یہ روایت مسند احمد میں بھی ہے، اور اس کی سند حسن ہے)

حوالہ: حضرت سلمانؓ کے فضائل وحالات پہلے (ابواب المناقب، باب ۱۰۶ میں) آچکے ہیں، وہاں دیکھ لیں۔

حدیث (۷): ابونضرۃ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہر نبوت کے بارے میں پوچھا: انھوں نے کہا: آپؐ کی پشت پر گوشت کا ایک ابھرا ہوا ٹکڑا تھا۔

حدیث (۸): حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، درانحالیکہ آپ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے، پس میں اس طرح آپؐ کے پیچھے گھوما (راوی نے غالباً چکر لگا کر دکھایا) پس آپؐ وہ بات سمجھ گئے جو میں چاہ رہا تھا، پس آپؐ نے اپنی چادر اپنی پشت سے ڈال دی، پس میں نے آپؐ کے شانوں کے درمیان مٹھی کی طرح مہر کی جگہ دیکھی، اس کے اردگرد تل تھے، گویا وہ مسّے ہیں، پس میں لوٹا، یہاں تک کہ آپؐ کے سامنے آیا، پس میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپؐ کی مغفرت فرمائیں! پس آپؐ نے فرمایا: ''اور تمہاری بھی!'' پس لوگوں نے عبداللہ سے پوچھا: کیا آپ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے دعائے مغفرت کی؟ انھوں نے کہا: ہاں اور تمہارے لئے بھی (دعائے مغفرت کی ہے) پھر عبداللہ نے سورۃ محمد کی آیت ۱۹ پڑھی: ''اور آپؐ دعائے مغفرت کیجئے اپنے گناہ کے لئے اور مؤمن مردوں کے لئے اور مؤمن عورتوں کے لئے'' (اس آیت کے امتثال میں آپؐ نے سبھی مؤمنین مرد وزن کے لئے دعا فرمائی ہے پس اس میں میرا کچھ امتیاز نہیں)

لغات: الجُمع: کل، پورا، مٹھی، کہا جاتا ہے: ضَرَبه بِجُمعِ يده: اسے مکا مارا، اسے پورے ہاتھ سے مارا..... الخَال: بدن میں کالے نشان، تل (سیاہ نکتہ) جمع: خِیلان..... الثُؤلُول: مسّہ، چنے کے برابر ٹھوس پھنسی، جمع: ثآلیل۔

[۲۰-] حدثنا أبُو عَمَّارٍ: الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْخُزَاعِيُّ، أنا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، ثني أبِي، ثني عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أبِي: بُرَيْدَةَ، يَقُولُ: "جَاءَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ: بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطَبٌ، فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "يَاسَلْمَانُ! مَاهٰذَا؟" فَقَالَ: صَدَقَةٌ عَلَيْكَ، وَعَلَى أَصْحَابِكَ، فَقَالَ: ارْفَعْهَا، فَإنَّا لَانَأكُلُ الصَّدَقَةَ، قَالَ: فَرَفَعَهَا، فَجَاءَ الْغَدَ بِمِثْلِهِ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَيْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "مَا هٰذَا يَاسَلْمَانُ؟" فَقَالَ: هَدِيَّةٌ لَكَ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِأصْحَابِهِ: ابْسُطُوْا، ثُمَّ نَظَرَ

إِلَى الْخَاتَمِ عَلَى ظَهْرِ رسولِ اللّٰهِ، فَآمَنَ بِهِ، وَكَانَ لِلْيَهُوْدِ، فَاشْتَرَاهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا، عَلَى أَنْ يَغْرِسَ لَهُمْ نَخْلاً، فَيَعْمَلَ سَلْمَانُ فِيْهِ حَتّٰى تُطْعِمَ، فَغَرَسَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم النَّخْلَ، إِلاَّ نَخْلَةً وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ رضى الله عنه، فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهَا، وَلَمْ تَحْمِلْ نَخْلَةٌ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا شَأْنُ هٰذِهِ النَّخْلَةِ؟" فَقَالَ عُمَرُ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَنَا غَرَسْتُهَا، فَنَزَعَهَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَغَرَسَهَا، فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهِ.

[۲۱-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَنَا بِشْرُ بْنُ الْوَضَّاحِ، أَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ الدَّوْرَقِيُّ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ عَنْ خَاتَمِ رَسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَعْنِيْ خَاتَمَ النُّبُوَّةِ، فَقَالَ: كَانَ فِيْ ظَهْرِهِ بَضْعَةً نَاشِزَةً.

[۲۲-] حدثنا أَبُو الْأَشْعَثِ: أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ الْعِجْلِيُّ الْبَصْرِيُّ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ: أَتَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُوَ فِيْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَدُرْتُ هٰكَذَا مِنْ خَلْفِهِ، فَعَرَفَ الَّذِيْ أُرِيْدُ، فَأَلْقَى الرِّدَاءَ عَنْ ظَهْرِهِ، فَرَأَيْتُ مَوْضِعَ الْخَاتَمِ عَلَى كَتِفَيْهِ مِثْلَ الْجُمْعِ، حَوْلَهَا خِيْلاَنٌ، كَأَنَّهَا ثَآلِيْلُ، فَرَجَعْتُ حَتّٰى اسْتَقْبَلْتُهُ، فَقُلْتُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَارسولَ اللّٰهِ! فَقَالَ: "وَلَكَ" فَقَالَ الْقَوْمُ: اسْتَغْفَرَ لَكَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَلَكُمْ، ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾

بابُ ماجاءَ فِيْ شَعْرِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے سر کے بالوں کا بیان

نبی ﷺ کی زلفوں کی مقدار میں روایات مختلف ہیں۔ جو زلفیں کانوں تک ہوتی ہیں: ان کو وَفْرہ کہتے ہیں۔ اور جو آدھی گردن تک پہنچی ہوئی ہوتی ہیں: ان کو لِمَّہ کہتے ہیں۔ اور جو مونڈھوں تک لٹکی ہوئی ہوتی ہیں: ان کو جُمَّہ کہتے ہیں۔ نبی ﷺ جب بال کٹواتے تھے تو کانوں کی لو تک کٹواتے تھے، پھر وہ بڑھ کر آدھی گردن تک پہنچ جاتے تھے، پھر بڑھ کر کندھوں پر پڑ جاتے تھے، اس وقت دوبارہ کٹوا لیتے تھے، اس لئے روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

حدیث (۱): حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے بال آدھے کانوں تک ہوتے تھے یعنی کٹواتے تو کانوں کی لو تک تھے، مگر جب کنگھی کی ہوئی نہیں ہوتی تھی تو وہ آدھے کانوں تک محسوس ہوتے تھے (یہ حمید طویل کی حضرت انسؓ سے روایت ہے)

حدیث (۲): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کیا کرتے

تھے، اور آپ کے بال جُمہ سے اوپر یعنی کم، اور وفرہ سے نیچے یعنی زیادہ تھے، یعنی لمہ ہوتے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (حدیث ۱۷۴۵ تحفہ ۸۶:۵) میں آچکی ہے۔

حدیث (۳): حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میانہ قد تھے، دونوں شانوں کے درمیان ذرا دوری تھی، اور آپ کے سر کے بال کانوں کی لو تک پہنچے ہوئے تھے۔

حدیث (۴): قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے بال کیسے تھے؟ انھوں نے کہا: نہ سخت گھونگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے (بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے) آپؐ کے بال کانوں کی لو تک پہنچے ہوئے تھے۔

حدیث (۵): ام ہانی کہتی ہیں: ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ہمارے پاس تشریف لائے (یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے) درانحالیکہ آپ کی چار لٹیں تھیں (یہ حدیث ابواب اللباس (حدیث ۱۷۷۴ تحفہ ۱۰۵:۵) میں آچکی ہے)

حدیث (۶): حضرت انسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال آپؐ کے دونوں کانوں کے نصف تک تھے (یہ ثابت بنانی کی حضرت انسؓ سے روایت ہے)

حدیث (۷): حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ (پہلے) بالوں میں مانگ نکالے بغیر ویسے ہی چھوڑ دیتے تھے (اور اس کی وجہ یہ تھی کہ) مشرکین مانگ نکالا کرتے تھے، اور اہل کتاب نہیں نکالتے تھے، اور آپؐ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے، ان امور میں جن میں کوئی حکم نازل نہیں ہوا ہوتا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مانگ نکالنی شروع فرمائی۔

حدیث (۸): ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو چار لٹوں والا دیکھا (یہ حدیث ابواب اللباس (حدیث ۱۷۷۵ تحفہ ۱۰۵:۵) میں آچکی ہے۔

لغات: الغَدِیرة: بالوں کا جوڑا، چُٹیا، جمع غدائر ...... الضَّفِیرة: چوٹی، بالوں کی لٹ جسے گول کرلیا جائے، جمع ضفائر۔

[۳-] بابُ ماجاءَ فِيْ شَعْرِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[۲۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ شَعْرُ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى نِصْفِ أُذُنَيْهِ.

[۲۴-] حدثنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ، وَدُوْنَ الْوَفْرَةِ.

[۲۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، أَنَا أَبُو قَطَنٍ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: كَانَ

رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَرْبُوْعًا، بَعِيْدَ مَابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، وَكَانَتْ جُمَّتُهُ تَضْرِبُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

[۲۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أنا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ، ثنی أبِی، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَيْفَ كَانَ شَعْرُ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ وَلَا بِالسَّبْطِ، كَانَ يَبْلُغُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

[۲۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ، أنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابنِ أَبِي نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: قَدِمَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَيْنَا مَكَّةَ قَدْمَةً، وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ.

[۲۸-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، ثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ شَعْرَ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.

[۲۹-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، أنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أنا عُبَيْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَسْدُلُ شَعْرَهُ، وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُءُوْسَهُمْ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُوْنَ رُءُوْسَهُمْ، وَكَانَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْئٍ، ثُمَّ فَرَقَ رسولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم رَأْسَهُ.

[۳۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ نَافِعٍ الْمَكِّيِّ، عَنِ ابنِ أَبِي نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ رَأَيْتُ رسولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ذَا ضَفَائِرَ أَرْبَعٍ.

بابُ ماجاء فی تَرَجُّلِ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کے بالوں میں تیل کنگھا کرنے کا بیان

رَجَّلَ الشَّعرَ: بالوں کو سنوارنا، آراستہ کرنا یعنی بالوں کو دھو کر تیل ڈالنا، پھر کنگھی کر کے سنوار لینا۔

حدیث (۱): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی ﷺ کے بالوں میں تیل کنگھی کیا کرتی تھی، درانحالیکہ میں حائضہ ہوتی تھی (حالت حیض میں عورت مرد کی یہ خدمت کرسکتی ہے)

حدیث (۲): حضرت انس کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بکثرت اپنے سر میں تیل ڈالا کرتے تھے، اور اپنی ڈاڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے، اور اپنے سر پر اکثر ایک کپڑا باندھا کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ کپڑا گویا تیلی کا کپڑا ہے (جب آپ گھر میں ہوتے تھے تو پگڑی ٹوپی کے بجائے سر پر ایک کپڑا باندھ لیتے تھے، تا کہ بال نہ بکھریں، اور کپڑے خراب نہ ہوں، یہ کپڑا چکنا ہوجاتا تھا، جیسے تیلی کے کپڑے چکنے ہوتے ہیں)

حدیث کا حال: یہ حدیث ضعیف ہے، یزید بن ابان رقاشی ضعیف راوی ہے۔

حدیث (۳): حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے، اپنے وضوء و غسل میں: جب آپؐ وضوء و غسل فرماتے، اور تیل کنگھی کرنے میں: جب آپؐ تیل کنگھی فرماتے، اور چپل پہننے میں: جب آپؐ چپل پہنتے (یہ تین چیزیں بطور مثال ہیں، ہر اچھا کام دائیں طرف سے کرنا چاہئے)

حوالہ: یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ (باب ۳۱۲ حدیث ۶۱۰ تحفہ ۲: ۵۰۰) میں آچکی ہے۔

حدیث (۴): عبداللہ بن مغفلؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ تیل کنگھی کرنے کو منع فرماتے تھے، مگر گاہ بہ گاہ یعنی کم از کم تیسرے دن۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۲۲ حدیث ۱۷۶۳ تحفہ ۵: ۸۷) میں آچکی ہے۔ شرح وہاں دیکھ لی جائے۔

حدیث (۵): حمید ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گاہے گاہے تیل کنگھی فرمایا کرتے تھے (اس حدیث کا راوی یزید بن ابی خالد: معلوم نہیں کون ہے؟ تہذیب الکمال، تہذیب التہذیب اور تقریب میں یہ راوی مجھے نہیں ملا)

[۴-] بابُ ماجاءَ فِي تَرَجُّلِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الأَنْصَارِيُّ، ثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسَى، ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا حَائِضٌ.

[۳۲-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى، أَنَا وَكِيْعٌ، أَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ صَبِيْحٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبَانٍ، هُوَ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهِ، وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهِ، وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ، كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ.

[۳۳-] حدثنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، أَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُوْرِهِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ.

[۳۴-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، قَالَ: نَهَى رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ التَّرَجُّلِ إِلاَّ غِبًّا.

[۳۵-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ، قَالَ: ثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ أَبِي الْعَلاَءِ الأَوْدِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَرَجَّلُ غِبًّا.

بابُ ماجاءَ فِي شَيْبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے سفید بال آجانے کا بیان

حدیث (۱): قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: آپؐ کی بالوں کی سفیدی اس مقدار کو نہیں پہنچی تھی، سفید بال صرف آپ کی دونوں کن پٹیوں میں تھے، البتہ ابوبکرؓ نے حنا اور کتم کا خضاب کیا ہے (خضاب کا بیان اور اس کے مسائل تحفہ (۸۴:۵) میں دیکھیں)

حدیث (۲): حضرت انسؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر اور ڈاڑھی میں نہیں گنے مگر چودہ سفید بال (۱۴، ۱۷، ۱۸، ۲۰ کی تعداد روایات میں آئی ہے، یہ زمانہ کا اختلاف بھی ہوسکتا ہے، اور گننے کا فرق بھی)

حدیث (۳): جابر بن سمرۃؓ سے رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جب آپؐ اپنے سر میں تیل ڈالتے تھے تو سفید بال محسوس نہیں ہوتے تھے، اور جب تیل ڈلا ہوا نہیں ہوتا تھا تو کہیں کہیں سفید بال نظر آتے تھے۔

حدیث (۴): ابن عمرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کا بوڑھاپا تقریباً بیس سفید بال تھا۔

حدیث (۵): ابن عباسؓ کہتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بوڑھے ہونے لگے! آپؐ نے فرمایا: ''مجھے ہود، واقعہ، مرسلات، نبأ اور تکویر نے بوڑھا کر دیا۔

حوالہ: یہ حدیث کتاب التفسیر تفسیر سورۂ واقعہ (حدیث ۳۳۲۱ تحفہ ۴۸۹:۷) میں آگئی ہے۔

حدیث (۶): ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو دیکھتے ہیں کہ آپؐ بوڑھے ہونے لگے ہیں! آپ نے فرمایا: ''مجھے سورہ ہود اور اس کی بہنوں (اس جیسی پُر تاثیر سورتوں) نے بوڑھا کر دیا۔

حدیث (۷): ابو رمثہؓ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ میرا بیٹا بھی تھا۔ پس میں آپ کو دکھلایا گیا یعنی لوگوں نے بتلایا کہ آپ یہ تشریف فرما ہیں۔ پس میں نے (دل میں) کہا جب میں نے آپ کو دیکھا کہ یہ (واقعی) اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت آپؐ نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے، اور آپؐ کے لئے زلفیں تھیں، جن پر بوڑھاپا بلند ہوگیا تھا یعنی بوڑھاپے کے آثار نظر آنے لگے تھے، اور آپؐ کے بوڑھاپے کے بال سرخ تھے۔

تشریح: اس حدیث کا یہ حصہ کہ آپؐ نے دو سبز کپڑے پہن رکھے تھے، پہلے (حدیث ۲۸۱۷ تحفہ ۵۶۷:۶) میں آیا ہے۔ اور اس حدیث سے بعض حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ آپؐ نے خضاب کیا ہے۔ مگر یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سرخی طبعی ہو، کیونکہ بال کبھی پہلے سرخ ہوتے ہیں، پھر سفید ہوتے ہیں۔

حدیث (۸): حضرت جابر بن سمرۃؓ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ کے سر میں بوڑھاپے کے بال تھے؟

انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے سر میں بوڑھاپے کے بال نہیں تھے، مگر آپ کے سر کی مانگ میں چند بال تھے، جب آپ سر میں تیل ڈالتے تھے تو تیل ان کو چھپا دیتا تھا۔

[۵-] بابُ ماجاءَ فِي شَيْبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، نَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: هَلْ خَضَبَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: لَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ، إِنَّمَا كَانَ شَيْئًا فِيْ صُدْغَيْهِ، وَلٰكِنْ أَبُوْ بَكْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ.

[۳۷-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، وَيَحْيَى بْنُ مُوْسَى، قَالَا: ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا عَدَدْتُ فِيْ رَأْسِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلِحْيَتِهِ إِلَّا أَرْبَعَ عَشْرَةَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

[۳۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، نَا أَبُوْ دَاوُدَ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ سَمُرَةَ، وَقَدْ سُئِلَ عَنْ شَيْبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: كَانَ إِذَا دَهَنَ رَأْسَهُ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْبٌ، وَإِذَا لَمْ يَدَّهِنْ رُئِيَ مِنْهُ.

[۳۹-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ الْكِنْدِيُّ الْكُوْفِيُّ، أَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَ شَيْبُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

[۴۰-] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ مُحمدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارسولَ اللّٰهِ! قَدْ شِبْتَ! قَالَ: "شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ، وَالْوَاقِعَةُ، وَالْمُرْسَلَاتُ، وَعَمَّ يَتَسَاءَلُوْنَ، وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ"

[۴۱-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، أَنَا مُحمدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالُوْا: يَارسولَ اللّٰهِ! نَرَاكَ قَدْ شِبْتَ! قَالَ: "شَيَّبَتْنِيْ هُوْدٌ وَأَخَوَاتُهَا"

[۴۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: أَنْبَأَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيْطٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ أَبِيْ رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ: تَيْمِ الرِّبَابِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَمَعِيَ ابْنٌ لِيْ، قَالَ: فَأُرِيْتُهُ، فَقُلْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ: هٰذَا نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، وَلَهُ شَعْرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ، وَشَيْبُهُ أَحْمَرُ.

[۴۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، أَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ،

قَالَ: قِيلَ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ: أَكَانَ فِي رَأْسِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَيْبٌ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ فِي رَأْسِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَيْبٌ، إِلَّا شَعَرَاتٌ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ، إِذَا ادَّهَنَ وَارَاهُنَّ الدُّهْنُ.

بابُ ماجاءَ في خِضَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ ﷺ کے خضاب فرمانے کا بیان

رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ احناف کا اور امام ترمذی کا خیال یہ ہے کہ آپؐ نے خضاب نہیں فرمایا۔ کیونکہ بیس سفید بالوں کے لئے خضاب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور آپؐ کے جو سرخ بال دیکھے گئے، یا صحابہ کے پاس تھے: وہ اصلی سرخی تھی، یا مدت گذرنے سے سرخ ہوگئے تھے۔ اور خضاب سنت ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں قولی حدیثیں ہیں، جن میں امر ہے، مگر یہ ایسی سنت ہے جس سے لوگ غفلت برتتے ہیں۔ البتہ سیاہ خضاب مکروہ تحریمی ہے، اس کے علاوہ ہر خضاب جائز ہے۔

حدیث (۱): ابھی گذری ہے کہ ابو رمثہؓ اپنے لڑکے کے ساتھ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے پوچھا: ''کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟'' ابو رمثہ نے کہا: ہاں یہ میرا بیٹا ہے، آپؐ اس کے گواہ رہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ''وہ تم پر جرم نہیں کرے گا، نہ تم اس پر جرم کروگے!'' ابو رمثہ کہتے ہیں: اور میں نے آپؐ کے بوڑھاپے کے بالوں کو سرخ دیکھا (امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث خضاب کے سلسلہ کی بہترین حدیث ہے اور نہایت واضح ہے کہ بوڑھاپے کے بال ہی سرخ تھے، خضاب نہیں کیا تھا، کیونکہ صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ بوڑھے نہیں ہوئے تھے)

تشریح: زمانۂ جاہلیت میں بیٹا باپ کے جرم میں ماخوذ ہوتا تھا، ابو رمثہ نے یہی بات عرض کی تھی کہ اگر کبھی اس کی ضرورت پیش آئے تو آپؐ گواہ رہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے، آپؐ نے اس جاہلی رسم کو رد فرمایا کہ اسلام میں یہ قاعدہ نہیں، اسلام کا قاعدہ یہ ہے کہ جو جرم کرے وہی اس کا ذمہ دار ہے۔

حدیث (۲): حضرت ابو ہریرہؓ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں!

حدیث (۳): بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی جہذمہ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکان سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا، آپؐ نے غسل فرما رکھا تھا۔ اور سر کو جھاڑ رہے تھے، اور آپؐ کے سر میں مہندی کا اثر تھا (حدیث میں ردع ہے یا ردغ؟ اس میں امام ترمذیؒ کے استاذ ابراہیم کو شک ہے۔ الردع (عین کے ساتھ) زعفران وغیرہ کا اثر، اور الردغ (غین کے ساتھ) کیچڑ کا دھبہ)

حدیث (۴): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو خضاب کیا ہوا دیکھا ——— اور ابن عقیل کہتے ہیں: میں نے حضرت انسؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے بال خضاب کئے ہوئے دیکھے۔

[۶-] بابُ ماجاءَ فِي خِضَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۴۴-] حدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، أَنَا هُشَيْمٌ، أَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ رِمْثَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مَعَ ابْنٍ لِي. فَقَالَ: ابْنُكَ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، إِشْهَدْ بِهِ، قَالَ: "لَايَجْنِيْ عَلَيْكَ، وَلَا تَجْنِيْ عَلَيْهِ" قَالَ: وَرَأَيْتُ الشَّيْبَ أَحْمَرَ.

قَالَ أَبُوْ عيسى: هٰذَا أَحْسَنُ شَيْئٍ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَأَفْسَرُ، لِأَنَّ الرِّوَايَاتِ الصَّحِيْحَةَ أَنَّهُ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ. وَأَبُوْ رِمْثَةَ: اسْمُهُ رِفَاعَةُ بْنُ يَثْرِبِيِّ التَّيْمِيُّ.

[۴۵-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِي، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: سُئِلَ أَبُوْ هُرَيرةَ: هَلْ خَضَبَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ.

قَالَ أَبُوْ عيسى: وَرَوَى أَبُوْ عَوَانَةَ هٰذَا الْحديثَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، فَقَالَ: عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ.

[۴۶-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَنْبَأَنَا النَّضْرُ بْنُ زُرَارَةَ، عَنْ أَبِي جَنَابٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، عَنِ الْجَهْذَمَةِ: امْرَأَةِ بَشِيْرِ بْنِ الْخَصَاصِيَةِ، قَالَتْ: أَنَا رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ، يَنْفُضُ رَأْسَهُ، وَقَدِ اغْتَسَلَ، وَبِرَأْسِهِ رَدْعٌ، أَوْ قَالَ: رَدْغٌ مِنْ حِنَّاءٍ، شَكَّ فِيْ هٰذَا: الشَّيْخُ.

[۴۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، أَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ شَعْرَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَخْضُوْبًا. قَالَ حَمَّادٌ: وَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحمدِ بْنِ عَقِيْلٍ، قَالَ: رَأَيْتُ شَعْرَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَخْضُوْبًا.

بابُ ماجاءَ فِي كُحْلِ رسولِ اللّٰهِ صل الله عليه وسلم

رسول اللہ ﷺ کے سرمہ لگانے کا بیان

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "اِثمد کا سرمہ آنکھوں میں لگایا کرو، کیونکہ وہ نگاہ کی روشنی کو تیز کرتا ہے، اور پلکوں کے بالوں کو اُگاتا ہے" حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک سرمہ دانی تھی، جس میں سے ہر رات تین سلائی اِس آنکھ میں اور تین سلائی اُس آنکھ میں ڈالا کرتے تھے (یہ عباد بن منصور کے شاگرد ابوداؤد طیالسی کی روایت ہے)

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۲۳ حدیث ۱۷۴۷ تحفہ ۵: ۸۷) میں آئی ہے، اور وہاں حدیث کی شرح ہے اور ابواب الطب (باب ۹ حدیث ۲۰۴۷) میں بھی آئی ہے۔

حدیث (۲): حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سونے سے پہلے آنکھ میں اِثمد کی تین تین سلائیاں

ڈالا کرتے تھے (یہ عباد بن منصور کے شاگرد یزید بن ہارون کی روایت ہے) یزید کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی، جس میں سے سوتے وقت تین تین سلائیاں آنکھوں میں ڈالا کرتے تھے (یعنی یہ ابن عباس کا قول نہیں ہے، یزید راوی کا قول ہے)

حدیث (۳): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوتے وقت اِثمد کا سرمہ لازم پکڑو، کیونکہ وہ نگاہ کو تیز کرتا ہے، اور پلکوں کے بالوں کو اگاتا ہے''

حدیث (۴): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے سب سرموں میں اِثمد سرمہ بہترین سرمہ ہے، نگاہ کو روشن کرتا ہے اور بال اگاتا ہے''

حدیث (۵): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اثمد سرمہ ضرور ڈالا کرو، کیونکہ وہ نظر کو روشن کرتا ہے، اور بالوں کو اگاتا ہے''

تشریح: اثمد سرمہ مشکل سے ملتا ہے، پس کوئی بھی سرمہ ڈالا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی، بلکہ آنکھ میں ڈالنے کے قطروں سے بھی سنت ادا ہو جائے گی، کیونکہ مقصود آنکھ کی حفاظت ہے، آنکھ بڑی نعمت ہے، اس کی حفاظت ضروری ہے۔

[۷-] بابُ ماجاءَ فِي كُحْلِ رسولِ اللّٰهِ صل الله عليه وسلم

[۴۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، أَنْبَأَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اكْتَحِلُوْا بِالإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ" وَزَعَمَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ، يَكْتَحِلُ مِنْهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلاَثَةً فِيْ هٰذِهِ وَثَلاَثَةً فِيْ هٰذِهِ.

[۴۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ، أَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنِ مُوْسَى، أَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُوْرٍ، ح: وحدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، أَنْبَأَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَكْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ يَّنَامَ بِالإِثْمِدِ، ثَلاَثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ، وَقَالَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ فِيْ حَدِيْثِهِ: إِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ، يَكْتَحِلُ مِنْهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلاَثًا فِيْ كُلِّ عَيْنٍ.

[۵۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، أَنْبَأَنَا مُحمدُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلَيْكُمْ بِالإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ"

[۵۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ

سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ خَيْرَ أَكْحَالِكُمُ الإِثْمِدُ، يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ"

[۵۲-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلَيْكُمْ بِالإِثْمِدِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ"

بابُ ماجاءَ فِي لِبَاسِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ ﷺ کے لباس (پہناوے) کا بیان

لباس کے تین مقاصد ہیں: ستر چھپانا، مزین ہونا اور پرہیزگار بننا۔ سورۃ الاعراف (آیت ۲۶) میں ارشاد پاک ہے: ﴿يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا، وَلِبَاسُ التَّقْوٰى، ذٰلِكَ خَيْرٌ﴾: لوگو! ہم نے تمہارے لئے لباس پیدا کیا: جو تمہارے ستر کو چھپاتا ہے، اور زینت کے طور پر (جیسے پرندے کے لئے پر ہوتے ہیں) اور پرہیزگاری کا لباس یعنی اسلامی لباس، یہ اس (مذکورہ دو مقاصد) سے بھی بڑھ کر ہے۔

پس لباس: واجب، مستحب، مباح، مکروہ اور حرام ہوتا ہے۔ واجب: وہ لباس ہے جو ستر کو چھپائے، مستحب: وہ لباس ہے جس کے پہننے کی ترغیب آئی ہے، جیسے سفید کپڑا اور عید وغیرہ کے موقع پر تجمل اور اسلامی لباس، مباح: وہ لباس ہے جس کی نہ ترغیب آئی ہے نہ ممانعت۔ مکروہ: وہ لباس ہے جس کی ناپسندیدگی مروی ہے، جیسے مردوں کے لئے تیز سرخ لباس، یا وہ ستر کے مقصد کی تکمیل نہیں کرتا، جیسے کرتک کرتا یا بنیان اور نیچے پتلون، اس سے پورا پردہ نہیں ہوتا، اور حرام: وہ لباس ہے جس کی ممانعت آئی ہے، جیسے مردوں کے لئے بلا عذر ریشمی کپڑا پہننا۔

حدیث (۱-۳): حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ کو کپڑوں میں یعنی اوپر کے آدھے بدن پر پہننے کے کپڑوں میں سب سے زیادہ پسند کرتہ تھا (کیونکہ اس کو روکنا نہیں پڑتا، اور اس میں تجمل زیادہ ہے)

حوالہ: یہ تینوں حدیثیں ابواب اللباس (حدیث ۵۵-۱۷۵۳ تحفہ ۵:۹۳) میں آئی ہیں، اور وہاں سندوں کی وضاحت بھی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تیسری حدیث: جس میں عن أمہ کا اضافہ ہے: وہ سنداً صحیح ہے۔

حدیث (۴): حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کے کرتے کی آستین پہنچے (کلائی) تک ہوتی تھی۔ یہ حدیث ابواب اللباس (حدیث ۱۷۵۷ تحفہ ۵:۹۴) میں آئی ہے۔ اور ایک روایت میں پہنچے سے نیچے ہونا بھی مروی ہے۔ اور تطبیق یہ ہے کہ آستین پہنچے تک ہی بہتر ہے، اور اگر کوئی اس میں زیادہ رکھنا چاہے تو جائز ہے، مگر انگلیوں سے متجاوز نہیں ہونی چاہئے۔

حدیث (۵): قرۃ بن ایاسؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبیلۂ مزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوا (ان کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے) تاکہ ہم آپؐ سے بیعت کریں، اس وقت آپ کا کرتہ کھلا ہوا تھا، یا کہا: آپؐ کے کرتے کے بٹن کھلے ہوئے تھے، پس میں نے آپؐ کے کرتے کے گریبان میں ہاتھ ڈالا، اور میں نے آپ کی مہر نبوت کو چھویا (حدیث کے راوی عروہ کہتے ہیں: قرۃ اور ان کے بیٹے معاویہ کبھی بھی گریبان کی گھنڈی نہیں لگاتے تھے۔ کیونکہ صحابہ کی یہ شان تھی کہ جو چیز ان کے ایمان کا سبب بنی تھی، وہ اس کو اپنائے رہتے تھے، چونکہ ان حضرات کے لئے نبی ﷺ کی یہ سادگی ایمان کا سبب بنی تھی، اس لئے وہ اس کو ہمیشہ اپنائے رہے)

حدیث (۶): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (غالباً مرض موت میں) نبی ﷺ (اپنے مکان سے) نکلے، درانحالیکہ آپؐ حضرت اسامہؓ پر سہارا لئے ہوئے تھے، اس وقت آپؐ پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا، جس کو آپؐ نے اوڑھ رکھا تھا، پس آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

فائدہ: امام ترمذیؒ کے استاذ الاستاذ محمد بن الفضل کہتے ہیں: امام یحییٰ بن معین نے مجھ سے یہ حدیث پوچھی، جب وہ پہلی مرتبہ میرے پاس حدیث پڑھنے آئے، میں نے حدیث بیان کرنی شروع کی: حدثنا حماد بن سلمة، تو انھوں نے کہا: اگر آپ اپنی کتاب سے حدیث بیان کرتے تو زیادہ قابل اعتماد ہوتا، چنانچہ میں کھڑا ہوا کہ اپنی کتاب نکالوں، پس انھوں نے میرا کپڑا پکڑا، اور کہا: پہلے مجھے یہ حدیث لکھوا دیجئے، اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ میری آپ سے ملاقات نہ ہو یعنی ہم دو میں سے کسی کی وفات ہو جائے، چنانچہ میں نے ان کو یہ حدیث (حافظہ سے) لکھوا دی، پھر میں نے اپنی کتاب نکالی، اور ان کو حدیث پڑھ کر سنائی (اللہ اکبر! کس قدر دنیا کی بے ثباتی کا یقین تھا! اور کس قدر علم کی حرص تھی کہ موت سے پہلے جو کچھ علم دین حاصل کر سکتے تھے: کر لیں)

[۸-] بابُ ماجاءَ فِي لِبَاسِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۵۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، أنبأنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، وَأَبُو تُمَيْلَةَ، وَزَيْدُ بْنُ حُبَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْقَمِيصُ.

[۵۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثنا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْقَمِيصُ.

[۵۵-] حدثنا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْقَمِيصُ.

قَالَ أَبُوْ عِيسَى: هٰكَذَا قَالَ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ فِي حَدِيْثِهِ: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي تُمَيْلَةَ مِثْلَ رِوَايَةِ زِيَادِ بْنِ أَيُّوْبَ، وَأَبُوْ تُمَيْلَةَ يَزِيْدُ فِي هٰذَا الإِسْنَادِ: "عَنْ أُمِّهِ" وَهُوَ أَصَحُّ.

[۵۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحمدِ بْنِ الْحَجَّاجِ، ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ بُدَيْلِ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيْصِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الرُّسْغِ.

[۵۷-] حدثنا أَبُوْ عَمَّارٍ: الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، أَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، أَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُشَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَتَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ لِنُبَايِعَهُ، وَإِنَّ قَمِيْصَهُ لَمُطْلَقٌ. أَوْ قَالَ: زِرُّ قَمِيْصِهِ مُطْلَقٌ. قَالَ: فَأَدْخَلْتُ يَدِيْ فِي جَيْبِ قَمِيْصِهِ، فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ.

[۵۸-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، ثَنَا مُحمدُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ، وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى أُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ، عَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ، قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ، فَصَلَّى بِهِمْ.

قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: قَالَ مُحمدُ بْنُ الْفَضْلِ: سَأَلَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَوَّلَ مَا جَلَسَ إِلَيَّ، فَقُلْتُ: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، فَقَالَ: لَوْ كَانَ مِنْ كِتَابِكَ! فَقُمْتُ لِأُخْرِجَ كِتَابِيْ، فَقَبَضَ عَلَى ثَوْبِيْ، ثُمَّ قَالَ: أَمْلِهْ عَلَيَّ، فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَا أَلْقَاكَ، قَالَ: فَأَمْلَيْتُهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَخْرَجْتُ كِتَابِيْ، فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ.

حدیث (۷): نبی ﷺ جب کوئی نیا کپڑا پہنتے تو (پہلے) اس کا نام لیتے، مثلاً هذه عِمامة، هذا قميص، هذا رداء کہتے، پھر فرماتے: اے اللہ! تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں، آپ نے مجھے یہ کپڑا پہنایا، میں آپ سے اس کپڑے کی بھلائی مانگتا ہوں، اور اس چیز کی بھلائی مانگتا ہوں جس کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے یعنی کپڑا بھی بابرکت ثابت ہو، اور اس کے آثار بھی مبارک ہوں، اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس کپڑے کی برائی سے، اور اس کام کی برائی سے جس کے لئے وہ بنایا گیا ہے! (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۲۹ حدیث ۱۷۵۸ تحفہ ۵:۹۵) میں آچکی ہے)

حدیث (۸): نبی ﷺ کو پہننے کے کپڑوں میں سب سے زیادہ پسند حِبَرَۃ کپڑا تھا (یہ کپڑا یمن میں بنتا تھا، اس کی زمین سفید ہوتی تھی، اور اس میں سرخ دھاریاں پڑی ہوتی تھیں)

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۴۵ حدیث ۱۷۸۱ تحفہ ۵:۱۰۹) میں آچکی ہے۔

حدیث (۹): ابو جحیفہؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، درانحالیکہ آپؐ نے سرخ جوڑا زیب تن فرما رکھا

تھا، گویا میں (اب بھی) آپ کی پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں! سفیان ثوری کہتے ہیں: میرا گمان ہے کہ وہ حِبَرۃ کپڑا تھا یعنی بالکل سرخ نہیں تھا (یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ (باب ۳۱ حدیث ۱۹۳ تحفہ ۱: ۵۱۳) میں آچکی ہے)

حدیث (۱۰): حضرت براءؓ کہتے ہیں: نہیں دیکھا میں نے لوگوں میں سے کسی کو زیادہ خوبصورت سرخ جوڑے میں نبی ﷺ سے یعنی آپ سرخ جوڑے میں بہت ہی حسین نظر آتے تھے، بیشک شان یہ ہے کہ آپ کے پٹھے آپ کے مونڈھوں کے قریب تک پہنچے ہوئے تھے (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۴ حدیث ۱۷۲۴ تحفہ ۵: ۵۹) میں آچکی ہے)

حدیث (۱۱): ابورمثہؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، درانحالیکہ آپ پر دو سبز چادریں تھیں۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب الادب (باب ۸۲ حدیث ۲۸۱۷ تحفہ ۶: ۵۶۷) میں آچکی ہے۔

[۵۹-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا، سَمَّاهُ بِاسْمِهِ: عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ، وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ، وَشَرِّ مَاصُنِعَ لَهُ"

حدثنا هِشَامُ بْنُ يُوْنُسَ الْكُوْفِيُّ، أَنْبَأَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

[۶۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَنْبَأَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم [يَلْبَسُهَا] الْحِبَرَةَ.

[۶۱-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَرِيْقِ سَاقَيْهِ. قَالَ سُفْيَانُ: أُرَاهَا حِبَرَةً.

[۶۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ أَحْسَنَ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، إِنْ كَانَتْ جُمَّتُهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ.

[۶۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، أَنْبَأَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ إِيَادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ.

حدیث (۱۲): حضرت قیلہؓ کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، درانحالیکہ آپ نے دو چھوٹے پرانے کپڑے

پہن رکھے تھے، جو دونوں زعفران سے رنگے ہوئے تھے، جن کا رنگ اڑ گیا تھا، یا پھیکا پڑ گیا تھا (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۸۴ حدیث ۲۸۱۹ تحفہ ۶: ۵۶۹) میں آچکی ہے، اور حدیث میں جو لمبا مضمون ہے وہ طبرانی میں ہے)

حدیث (۱۳): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑے لازم پکڑو! چاہئے کہ پہنیں ان کو تمہارے زندے، اور کفن دو تم ان میں اپنے مُردوں کو، اس لئے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر کپڑے ہیں''

حوالہ: یہ حدیث کتاب الجنائز (باب ۱۷ حدیث ۹۷۸ تحفہ ۳: ۳۹۸) میں آئی ہے۔

حدیث (۱۴): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سفید کپڑا پہنو، اس لئے کہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ ستھرا ہے، اور اسی میں اپنے مردوں کو کفناؤ'' (یہ حدیث ابواب الادب (باب ۸۰ حدیث ۲۸۱۴ تحفہ ۶: ۵۶۵) میں آئی ہے)

حدیث (۱۵): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ ایک صبح (گھر سے) نکلے، درانحالیکہ آپ پر کالے بالوں کی چادر تھی (یہ حدیث ابواب الادب (باب ۸۳ حدیث ۲۸۱۸ تحفہ ۶: ۵۶۸) میں آئی ہے)

حدیث (۱۶): حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے رومی جبہ پہنا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۳۰ حدیث ۱۷۵۹ تحفہ ۵: ۹۵) میں آئی ہے۔

[۶۴-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: أَنبأنا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَّانَ الْعَنْبَرِيُّ، عَنْ جَدَّتَيْهِ: دُحَيْبَةَ، وَعُلَيْبَةَ، عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ، قَالَتْ: رَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، وَعَلَيْهِ أَسْمَالُ مُلَيَّتَيْنِ، كَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ، وَقَدْ نَفَضَتْهُ، وَفِي الحديثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

[۶۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثنا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلَيْكُمْ بِالْبَيَاضِ مِنَ الثِّيَابِ، لِيَلْبَسْهَا أَحْيَاءُكُمْ، وَكَفِّنُوْا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، فَإِنَّهَا مِنْ خِيَارِ ثِيَابِكُمْ"

[۶۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أنبأنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، أنا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ أَبِي شَبِيْبٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "اِلْبَسُوْا الْبَيَاضَ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوْا فِيهَا مَوْتَاكُمْ"

[۶۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، أنبأنا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، أنا أَبِي، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: خَرَجَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ غَدَاةٍ، وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مِنْ شَعْرٍ أَسْوَدَ.

[۶۸-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى، أنا وَكِيْعٌ، أنا يُوْنُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم لَبِسَ جُبَّةً رُوْمِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ.

بابُ ماجاءَ فِي عَيْشِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

رسول اللہ ﷺ کے گذارے کا بیان

یہی باب بعینہ کتاب کے آخر میں (باب ۵۲) آرہا ہے، یہاں دو حدیثیں ذکر کی ہیں، اور وہاں نو حدیثیں، اور تکرار کی کوئی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔

حدیث (۱): محمد بن سیرین کہتے ہیں: ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپؓ نے سَنی کے گیرو سے رنگے ہوئے دو کپڑے پہن رکھے تھے، آپؓ نے ان میں سے ایک سے ناک صاف کی، پھر فرمایا: واہ واہ! ابو ہریرہ سَنی کے کپڑے سے ناک صاف کرتا ہے! بخدا! واقعہ یہ ہے کہ میں نے خود کو دیکھا ہے، درانحالیکہ میں بھوک کی وجہ سے منبر نبوی اور حجرۂ عائشہ کے درمیان بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا، پس ایک آنے والا آتا، اور میری گردن پر اپنا پیر رکھتا، وہ سمجھتا کہ مجھے دیوانگی ہے، حالانکہ وہ دیوانگی نہیں تھی، وہ چیز بھوک ہی تھی!

حوالہ: یہ حدیث ابواب الزہد (باب ۲۹ حدیث ۲۳۶۰ تحفہ ۶:۱۴۱) میں آگئی ہے، اور [مِنَ الجوع] وہاں سے بڑھایا ہے۔ اور اس حدیث کو نبی ﷺ کے حالات میں اس لئے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ جو خاص خدام میں سے تھے، جب ان کا یہ حال تھا تو آپؐ کی تنگی کا کیا حال ہوگا؟ آپ تو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے، پس اگر آپؐ کے گھر میں کچھ ہوتا تو خدام کو ضرور ملتا۔

حدیث (۲): مالک بن دینار، جو تابعی صغیر (متوفی ۱۳۰ھ) ہیں مرسلاً (بغیر سند کے) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی بھی روٹی اور گوشت سے شکم سیر ہو کر نہیں کھایا، مگر اجتماعی کھانے کے موقعہ پر، مالکؒ نے ایک بدو سے ضَفَف کے معنی پوچھے اس نے ''اجتماعی کھانا'' معنی بتائے۔

تشریح: جب نبی ﷺ کے یہاں مہمان آتے یا آپ کسی کے یہاں مہمان ہوتے تو شکم سیر ہو کر کھانے کی نوبت آتی، ورنہ عام طور پر آپ کھانے کی معمولی مقدار لیتے تھے، پہلی صورت میں مہمان کی خاطر سے، اور دوسری صورت میں ساتھیوں کی خاطر سے آپؐ کھاتے رہتے، تاکہ وہ بھوکے نہ رہ جائیں۔

[۹-] بابُ ماجاءَ فِي عَيْشِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۶۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سِيرِيْنَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كِتَّانٍ، فَتَمَخَّطَ فِيْ أَحَدِهِمَا. فَقَالَ: بَخْ بَخْ! يَتَمَخَّطُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فِي الْكَتَّانِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنِّيْ لَأَخِرُّ فِيْمَا بَيْنَ مِنْبَرِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ [مِنَ الْجُوْعِ] مَغْشِيًّا عَلَيَّ، فَيَجِيءُ الْجَائِي، فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي، يَرَى أَنَّ بِي جُنُوْنًا، وَمَا بِي جُنُوْنٌ، وَمَا هُوَ إِلَّا الْجُوْعُ.

[۷۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ، قَالَ: مَا شَبِعَ رسولُ اللهِ صلی الله علیه وسلم مِنْ خُبْزٍ قَطُّ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلَى ضَفَفٍ.

قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ: سَأَلْتُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ: مَا الضَّفَفُ؟ فَقَالَ: أَنْ يَتَنَاوَلَ مَعَ النَّاسِ.

بابُ ماجاءَ فِي خُفِّ رسولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم

رسول اللہ ﷺ کے چمڑے کے موزوں کا بیان

حدیث (۱): حضرت بریدہؓ کہتے ہیں: نجاشی رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کے پاس سیاہ رنگ کے دو سادہ موزے بطور ہدیہ بھیجے، آپؐ نے ان کو پہنا، اور وضوء کے بعد ان پر مسح فرمایا (یہ حدیث ابواب الاستئذان (باب ۸۹ حدیث ۲۸۲۶ تحفہ ۵۷۳:۶) میں آئی ہے)

حدیث (۲): حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں: حضرت دحیہ کلبی نے ایک جبہ نبی ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، پس آپؐ نے اس کو پہنا (یہ حدیث ابواسحاق شیبانی: عامر شعبی سے، اور وہ حضرت مغیرہؓ سے روایت کرتے ہیں) اور اسرائیل: جابر جعفی (ضعیف راوی) سے، اور وہ عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں: "اور ایک جبہ بھی، پس آپؐ نے دونوں (خفین اور جبہ) کو پہنا، یہاں تک کہ دونوں پھٹ گئے، اور نبی ﷺ نے اس کی تحقیق نہیں کی کہ وہ موزے مذبوحہ جانور کی کھال کے تھے یا مردار کی کھال کے؟ (کیونکہ ہر کھال رنگنے سے پاک ہوجاتی ہے، اس لئے تحقیق کی ضرورت نہیں تھی) روایت کا یہ آخری حصہ مرسل اور ضعیف ہے (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۳۰ حدیث ۱۷۷۰ تحفہ ۹۳:۵) میں آگئی ہے)

[۱۰-] بابُ ماجاءَ فِي خُفِّ رسولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم

[۷۱-] حدثنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ، فَلَبِسَهُمَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

[۷۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، أَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ، أَهْدَى دِحْيَةُ لِلنَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم خُفَّيْنِ، فَلَبِسَهُمَا. وَقَالَ إِسْرَائِيْلُ: عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ: وَجُبَّةً، فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا، لَايَدْرِي النَّبِيُّ صلی الله

علیه وسلم أَذُكِّيَ هُمَا أَمْ لَا؟

قَالَ أَبُو عيسي: هٰذَا هُوَ أَبُوْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيُّ، وَاسْمُهُ سُلَيْمَانُ.

بابُ ماجاءَ في نَعْلِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم

نبی ﷺ کے چپلوں کا بیان

نبی ﷺ کے چپلوں کی ہیئت کیا تھی؟ اس کی کوئی واضح صورت روایات میں نہیں آئی، پس نعل مبارک کے نقشہ سے توسل یا تبرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس پر تفصیلی کلام (تحفہ ۵:۹۸) میں آگیا ہے۔

حدیث (۱): قتادہؒ نے حضرت انسؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے چپل کیسے تھے؟ انھوں نے کہا: آپؐ کے چپلوں میں دو تسمے تھے (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۳۳ حدیث ۱۷۲ تحفہ ۵:۹۹) میں آئی ہے)

حدیث (۲): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے چپلوں کے تسمے دوہرے تھے (مثنّٰی: اسم مفعول: دوہرے، ثَنَّی الشيءَ: ڈبل کرنا، دوہرا کرنا)

حدیث (۳): عیسیٰ بن طہمان کہتے ہیں: حضرت انسؓ نے ہمیں دو چپل نکال کر دکھائے، جن پر بال نہیں تھے، ان میں دو تسمے تھے، پھر بعد میں مجھ سے ثابت بنانی نے حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا کہ وہ دونوں نبی ﷺ کے چپل تھے۔

لغت: الجَرْدَاء: الأجْرَد کا مؤنث، جس پر بال نہ ہوں، ارض جرداء: چٹیل زمین، اس لفظ کے معنی: پرانے بھی کیے گئے ہیں۔

حدیث (۴): عبید بن جُریج نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا: میں آپؓ کو دیکھتا ہوں کہ آپؓ بغیر بالوں کے چمڑے کے چپل پہنتے ہیں (اور دوسرے لوگ بالوں والے چپل پہنتے ہیں، پس اس اہتمام کی وجہ کیا ہے؟) انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے ہی چپل پہنتے ہوئے دیکھا ہے، جن میں بال نہیں ہوتے تھے یعنی چمڑا رنگتے ہوئے بال صاف کردیئے جاتے تھے، اور آپؐ ان میں وضوء فرماتے تھے یعنی ان کو پہنے ہوئے ہی پیر دھوتے تھے، یا پیر دھوکر ان کو پہن لیتے تھے، پس میں ایسے ہی چپلوں کو پہننا پسند کرتا ہوں (ابن عمرؓ سنن عادیہ کا بھی اہتمام کرتے تھے)

حدیث (۵): حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے چپلوں میں دوہرے تسمے تھے۔

حدیث (۶): عمرو بن حریثؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے چپلوں میں نماز پڑھتے دیکھا ہے جن میں پیوند لگے ہوئے تھے یا ان چپلوں میں دوہرا چمڑا سلا ہوا تھا (یہ حدیث سدّی کی وجہ سے کمزور ہے)

لغت: مَخْصُوفَة: اسم مفعول، واحد مؤنث، نعل: مؤنث سماعی ہے، خَصَفَ النعلَ (ض) خصفًا: جوتا سینا،

جوتے میں پیوند لگانا، الخصّاف: موچی۔

حدیث (۷): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہرگز نہ چلے تم میں سے کوئی ایک چپل میں، چاہئے کہ دونوں چپل پہن کر چلے، یا دونوں کو نکال دے (اور ننگے پیر چلے) (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۳۴ حدیث ۱۷۶۷ تحفہ ۵: ۹۹) میں آئی ہے)

حدیث (۸): حضرت جابرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے اس سے منع کیا کہ کوئی بائیں ہاتھ سے کھائے، یا ایک چپل پہن کر چلے۔

حدیث (۹): نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص چپل پہنے تو دائیں سے ابتداء کرے، اور جب نکالے تو بائیں پیر کا چپل پہلے نکالے، تا کہ دایاں پاؤں چپل پہننے میں مقدم ہو، اور نکالنے میں مؤخر۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۳۷ حدیث ۱۷۷۲ تحفہ ۵: ۱۰۲) میں آئی ہے۔

حدیث (۱۰): حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ دائیں جانب سے کرنے کو پسند کرتے تھے، جہاں تک ممکن ہوتا یعنی اس میں دایاں بایاں ہوتا: اپنے تیل کنگھا کرنے میں، اور اپنے چپل پہننے میں، اور اپنے وضوء و غسل کرنے میں۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب الصلوٰۃ (باب ۳۱۳ حدیث ۶۱۰ تحفہ ۲: ۵۰۰) میں آئی ہے۔

حدیث (۱۱): حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کے چپل میں دو تسمے تھے، اور شیخین کے چپلوں میں بھی، اور (خلفاء میں سے) پہلے وہ شخص جنھوں نے ایک تسمہ لگوایا وہ عثمانؓ ہیں (کیونکہ دو تسمے چپلوں میں ضروری نہیں، اور یہ حدیث نہایت ضعیف ہے۔ ابو معاویہ عبد الرحمٰن بن قیس متروک راوی ہے)

[۱۱-] بابُ ماجاءَ فِي نَعْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۷۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، ثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: لَهُمَا قِبَالَانِ.

[۷۴-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ: مُحمدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قِبَالَانِ، مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا.

[۷۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، ثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ، قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ، لَهُمَا قِبَالَانِ.

قَالَ: فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ بَعْدُ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّهُمَا كَانَتَا نَعْلَيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۷۶-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَنَا مَعْنٌ، قَالَ: ثَنَا مَالِكٌ، ثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رسولَ

اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا.

[۷۷-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قِبَالَانِ.

[۷۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنِ السُّدِّيِّ، حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ، يَقُولُ رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي فِي نَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ.

[۷۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ، أَنَا مَعْنٌ، أَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَايَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيَنْعَلْهُمَا، أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا"

حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ نَحْوَهُ.

[۸۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، أَنَا مَعْنٌ، أَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَى أَنْ يَأْكُلَ - يَعْنِي الرَّجُلَ - بِشِمَالِهِ، أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ.

[۸۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ. ح: وَأَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، أَنَا مَعْنٌ، أَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هريرةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ، وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، فَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ، وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ"

[۸۲-] حدثنا أَبُو مُوسَى: مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَنَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا شُعْبَةُ، ثَنَا أَشْعَثُ هُوَ ابْنُ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ: فِي تَرَجُّلِهِ، وَتَنَعُّلِهِ، وَطُهُورِهِ.

[۸۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ مَرْزُوقٍ: أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ قَيْسٍ أَبُو مُعَاوِيَةَ، أَنْبَأَنَا هِشَامٌ، عَنْ مُحمدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيرةَ قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قِبَالَانِ، وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رضي الله عنهما، وَأَوَّلُ مَنْ عَقَدَ عَقْدًا وَاحِدًا عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

بابُ ماجاءَ فِي ذِكْرِ خَاتَمِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی مہر لگانے کی انگوٹھی کا بیان

اس باب میں آٹھ حدیثیں ہیں، جن میں سے پانچ سنن میں آچکی ہیں۔ صرف تین نئی ہیں:

حدیث (۱): حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، اور اس کا نگینہ حبشی (ساخت کا)

تھا (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۲، حدیث ۱۷۳۰، تحفہ ۵:۳۰) میں آئی ہے، اور اسی جگہ انگوٹھی کے احکام ہیں)

حدیث (۲): ابن عمرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، پس آپؐ اس سے مہر لگایا کرتے تھے، اس کو (عموماً) پہنتے نہیں تھے۔

تشریح: یہ حدیث مسند احمد میں بھی ہے، اور اس کی سند صحیح ہے، مگر اس کا آئندہ حدیثوں سے تعارض ہے، پس تطبیق کی صورت یہ ہے کہ اس کو عام احوال پر محمول کیا جائے۔

حدیث (۳): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی، اور اس کا نگینہ بھی اسی (چاندی) کا تھا۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (حدیث ۱۷۴۱، تحفہ ۵:۳۰) میں آگئی ہے۔

حدیث (۴): حضرت انسؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ نے شاہانِ عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ کیا، تو آپ کو یہ بات بتائی گئی کہ شاہانِ عجم صرف وہ خطوط قبول کرتے ہیں جن پر مہر ہوتی ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے مہر بنوائی (اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا) حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس گویا میں نبی ﷺ کی ہتھیلی میں انگوٹھی کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں! یعنی وہ منظر آج بھی میری نگاہوں کے سامنے ہے (یہ حدیث ابواب الاستیذان (باب ۲۵ حدیث ۲۷۱۸، تحفہ ۶:۴۹۲) میں آئی ہے)

حدیث (۵): انسؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کی انگوٹھی کا نقش: محمد ایک سطر، اور رسول ایک سطر، اور اللہ ایک سطر تھا۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۷، حدیث ۱۷۴۶، تحفہ ۵:۶۰) میں آئی ہے، اور وہاں ''محمد رسول اللہ'' کا نقشہ بھی دیا ہے۔

حدیث (۶): انسؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کو خطوط لکھنے کا ارادہ کیا، پس آپؐ سے کہا گیا کہ وہ لوگ خطوط قبول نہیں کرتے مگر مہر کے ساتھ، پس آپؐ نے مہر ڈھلوائی، اس کا حلقہ چاندی کا تھا، اور اس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ کروایا (یہ روایت مسلم میں ہے)

حدیث (۷): انسؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی نکال دیتے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۷ حدیث ۱۷۴۸، تحفہ ۵:۶۰) میں آئی ہے۔

حدیث (۸): ابن عمرؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی مہر بنوائی، پس وہ آپؐ کے ہاتھ میں تھی، پھر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں رہی، پھر وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ وہ بیر اریس میں گر گئی، اس پر ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا۔

تشریح: بیر اریس: قبا کے قریب ایک کنواں تھا۔ یہ انگوٹھی حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں چھ برس تک ان کے پاس رہی، اس کے بعد اتفاق سے اس کنویں میں گر گئی، حضرت عثمانؓ نے ہر چند اس کنویں میں تلاش کرایا، تین دن تک اس کا پانی نکلوایا، مگر نہیں ملی! علماء نے لکھا ہے کہ اس انگوٹھی کے گرتے ہی وہ فتن وحوادث شروع ہوگئے جو حضرت عثمان

کے آخر زمانہ میں بکثرت ظہور پذیر ہوئے (خصائل نبوی)

[۱۲-] بابُ ماجاءَ فِي ذِكْرِ خاتَمِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۸۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبْشِيًّا.

[۸۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، أنا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَكَانَ يَخْتِمُ بِهِ، وَلاَ يَلْبَسُهُ.

قَالَ أَبُو عيسى: أَبُوْ بِشْرٍ اسْمُهُ جَعْفَرُ بْنُ أَبِيْ وَحْشِيَّةَ.

[۸۶-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، أنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدٍ: هُوَ الطَّنَافِسِيُّ، أنا زُهَيْرٌ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ فِضَّةٍ، فَصُّهُ مِنْهُ.

[۸۷-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، أنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ثنى أَبِيْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الْعَجَمِ، قِيْلَ لَهُ: إِنَّ الْعَجَمَ لاَيَقْبَلُوْنَ إِلاَّ كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ، فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا، فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِيْ كَفِّهِ.

[۸۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيىَ، أنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ، ثنى أَبِيْ، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُوْلٌ سَطْرٌ، وَاللّٰهُ سَطْرٌ.

[۸۹-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: أَبُوْ عَمْرٍو، أَنْبَأنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَتَبَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لاَيَقْبَلُوْنَ كِتَابًا إِلاَّ بِخَاتَمٍ، فَصَاغَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَاتَمًا، حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ، وَنَقَشَ فِيْهِ: "مُحَمَّدٌ رسولُ اللّٰهِ"

[۹۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، أَنْبَأنَا سَعِيْدُ بْنُ عَامِرٍ، وَالْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ نَزَعَ خَاتَمَهُ.

[۹۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، أنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، نا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَكَانَ فِيْ يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ، ثُمَّ كَانَ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ رضى الله عنهم، حَتّٰى وَقَعَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسٍ، نَقْشُهُ: "محمدٌ رسولُ اللّٰهِ"

بابُ ماجاءَ فِي أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ

نبی ﷺ انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنا کرتے تھے

گھڑی انگوٹھی کس ہاتھ میں پہننی چاہئے؟ اس سلسلہ میں جاننا چاہئے کہ دائیں کی فضیلت مسلّم ہے، مگر دائیں ہاتھ سے چونکہ کام بہت کرنے پڑتے ہیں، اس لئے بائیں ہاتھ میں پہننے میں بھی کچھ حرج نہیں، حسنین رضی اللہ عنہما سے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ثابت ہے۔

حدیث (۱): حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے (یہ حدیث صحیح ہے)

حدیث (۲): حماد بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے عبید اللہ کو — جو نبی ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ابو رافع کے صاحبزادے ہیں، ان کو — دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا۔ پس میں نے ان سے پوچھا؟ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت جعفر طیارؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ اور عبد اللہ نے یہ بھی کہا کہ نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۶ حدیث ۱۷۴۵ تحفہ ۵:۷۵) میں آچکی ہے۔

حدیث (۳): عبد اللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے (حدیث کی یہ سند صحیح نہیں، ابراہیم بن الفضل متروک راوی ہے)

حدیث (۴): جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے (یہ سند بھی صحیح نہیں، عبد اللہ بن میمون منکر الحدیث (نہایت ضعیف راوی) ہے)

حدیث (۵): صلت بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباسؓ کو دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا، اور میرا گمان ہے کہ ابن عباس نے یہ بھی فرمایا کہ نبی ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۶ حدیث ۱۷۴۴ تحفہ ۵:۷۵) میں آئی ہے۔

حدیث (۶): ابن عمرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، اور آپؐ اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی جانب رکھتے تھے، اور اس میں "محمد رسول اللہ" کندہ کرایا، اور اس بات سے منع کیا کہ کوئی اپنی انگوٹھی پر یہ عبارت کندہ کرائے (تاکہ مہر مشتبہ نہ ہو) اور یہی وہ انگوٹھی ہے جو معیقیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بیر اریس میں گرگئی تھی (یہ مسلم شریف کی روایت ہے)

حدیث (۷): محمد باقر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے (بلکہ بیہقی کی روایت میں باقر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اور حضرات ابوبکر و عمر و علی اور

حضرات حسنین رضی اللہ عنہم بائیں ہاتھ میں انگوٹھیاں پہنا کرتے تھے)

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۶ حدیث ۱۷۴۳ تحفہ ۵:۷۵) میں آگئی ہے۔

حدیث (۸): انس کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے (اس حدیث کی یہی ایک سند ہے، اور قتادہ کے بعض تلامذہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے، مگر یہ روایت صحیح نہیں)

حدیث (۹): ابن عمرؓ کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنائی، اور اس کو دائیں ہاتھ میں پہننا شروع کیا، پس لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنائیں، پھر ایک دن منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا: ''میں اس کو کبھی نہیں پہنونگا (کیونکہ اب سونا مردوں کے لئے حرام ہوگیا ہے) پھر آپؐ نے وہ انگوٹھی نکال کر نیچے ڈال دی تو لوگوں نے بھی (اپنی سونے کی انگوٹھیاں) نکال کر نیچے ڈال دیں (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۶ حدیث ۱۷۴۲ تحفہ ۵:۷۳) میں آگئی ہے)

[۱۲-] بابُ مَاجَاءَ فِي أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ

[۹۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ الْبَغْدَادِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالاَ: أخبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، أنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِىَ اللهُ عنه: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمَهُ فِيْ يَمِيْنِهِ.

حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلاَلٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ نَحْوَهُ.

[۹۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، أنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ أَبِيْ رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ جَعْفَرٍ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ.

[۹۴-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، أنبأنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، أنبأنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحمدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ.

[۹۵-] حدثنا أَبُوْ الْخَطَّابِ: زِيَادُ بْنُ يَحْيَى، أنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَيْمُوْنٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ.

[۹۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ، وَلاَ إِخَالُهُ إِلاَّ قَالَ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَتَخَتَّمُ فِيْ يَمِيْنِهِ.

[۹۷-] حدثنا ابنُ أبي عُمرَ، أنا سُفيانُ، عَنْ أيُّوبَ بن مُوسَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابنِ عُمَرَ: أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم اتَّخَذَ خاتَمًا من فِضَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، وَنَقَشَ فِيهِ: "مُحمدٌ رسولُ اللّٰهِ" وَنَهَى أَنْ يَنْقُشَ أحدٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيْسَ.

[۹۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: أنا حَاتِمُ بْنُ إسْمَاعِيْلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ أبِيْهِ، قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رضي الله عنهما يَتَخَتَّمَانِ فِي يَسَارِهِمَا.

[۹۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أنَا مُحمدُ بْنُ عِيْسَى: هُوَ ابْنُ الطَّبَّاعِ، ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ سَعِيْدِ بنِ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم تَخَتَّمَ فِي يَمِيْنِهِ.

قَالَ أَبُوْ عيسى: هٰذا حديثٌ غريبٌ، لاَنَعْرِفُهُ مِنْ حَدِيْثِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَ هٰذا إلاَّ مِنْ هٰذا الْوَجْهِ، وَرَوَى بَعْضُ أَصْحَابِ قَتَادَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم تَخَتَّمَ فِي يَسَارِهِ، وَهُوَ حَدِيْثٌ لاَيَصِحُّ أيْضًا.

[۱۰۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمُحَارِبِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَكَانَ يَلْبَسُهُ فِي يَمِيْنِهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ مِنْ ذَهَبٍ، فَطَرَحَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَالَ: لاَ أَلْبَسُهُ أبَدًا، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی تلوار کی حالت کا بیان

اس باب میں چار روایتیں ہیں، اور چاروں سنن میں آچکی ہیں: پہلی روایت: حضرت انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی تلوار کا قَبِیعَة (دستہ کا کنارہ) چاندی کا تھا۔ دوسری روایت: سعید کی ہے، اس کا بھی یہی مضمون ہے۔ تیسری روایت: مزیدہ عصریؓ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن جو تلوار لے کر مکہ میں داخل ہوئے تھے: اس پر سونے چاندی کا کام تھا۔ حدیث کے راوی طالب نے ہود سے پوچھا: چاندی کس جگہ تھی؟ ہود نے کہا: تلوار کا قبیعہ چاندی کا تھا۔

حوالہ: یہ سب حدیثیں ابواب الجہاد (باب ۲ تحفہ ۴: ۲۱۲) میں ہیں۔

حدیث (۴): ابن سیرینؒ کہتے ہیں: میں نے اپنی تلوار حضرت سمرہؓ کی تلوار کے نمونہ پر بنائی ہے، اور حضرت سمرہؓ فرماتے تھے کہ ان کی تلوار رسول اللہ ﷺ کی تلوار جیسی تھی، اور آپ ﷺ کی تلوار حنفی تھی (بنو حنیفہ: عرب کا ایک قبیلہ

ہے،اس قبیلہ کی طرف منسوب تلوار حنفی کہلاتی تھی) یہ حدیث ابواب الجہاد (باب ۱۲ حدیث ۱۶۷۴ تحفہ ۴: ۱۰۸) میں آئی ہے۔

[۱۴-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ سَيْفِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۰۱-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشّارٍ، أنا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، أنبأنا أبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أنَسٍ، قَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ فِضَّةٍ.

[۱۰۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشّارٍ، أنا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، ثَنِي أبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أبِي الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، قَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ سَيْفِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ فِضَّةٍ.

[۱۰۳-] حدثنا أبُوْ جَعْفَرٍ مُحمدُ بْنُ صُدْرَانَ الْبَصْرِيُّ، أنا طَالِبُ بْنُ حُجَيْرٍ، عَنْ هُوْدٍ: وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: دَخَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَعَلَى سَيْفِهِ ذَهَبٌ وَفِضَّةٌ، قَالَ طَالِبٌ: فَسَألْتُهُ عَنِ الْفِضَّةِ، فَقَالَ: كَانَتْ قَبِيْعَةُ السَّيْفِ فِضَّةً.

[۱۰۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ شُجَاعٍ الْبَغْدَادِيُّ، أنا أبُوْ عُبَيْدَةَ الْحَدَّادُ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: صَنَعْتُ سَيْفِيْ عَلَى سَيْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، وَزَعَمَ سَمُرَةُ أنَّهُ صَنَعَ سَيْفَهُ عَلَى سَيْفِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ حَنَفِيًّا.

حدثنا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا مُحمدُ بْنُ بَكْرٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَعْدٍ بِهٰذَا الإسْنَادِ نَحْوَهُ.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ دِرْعِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی زِرہ (فولاد کے جالی دار کرتے) کا بیان

حدیث (۱): حضرت زبیرؓ کہتے ہیں: جنگ احد میں نبی ﷺ نے دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں، پس آپؐ نے ایک چٹان پر چڑھنا چاہا، مگر چڑھ نہ سکے (کیونکہ چٹان بہت اونچی تھی، اور بدن پر دو زرہوں کا بوجھ تھا) چنانچہ آپؐ نے حضرت طلحہؓ کو نیچے بٹھایا، پس آپؐ چڑھے، یہاں تک کہ چٹان پر پہنچ گئے۔ حضرت زبیر کہتے ہیں: پس میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی!''

حوالہ: یہ حدیث سنن میں دو جگہ آئی ہے: (۱) ابواب الجہاد (باب ۷ حدیث ۱۶۸۳ تحفہ ۴: ۲۱۳) (۲) اسی جلد میں (ابواب المناقب، مناقب طلحہ، حدیث ۳۷۶۶)

حدیث (۲): سائب بن یزیدؓ کہتے ہیں: جنگ احد میں نبی ﷺ کے جسم میں دو زرہیں تھیں، آپؐ نے دونوں کو اوپر تلے پہن رکھا تھا (یہ حدیث ابوداؤد، ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے)

[١٥-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ دِرْعِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[١٠٥-] حدثنا أَبُوْ سَعِيْدٍ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الأَشَجُّ، أَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، قَالَ: كَانَ عَلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، فَنَهَضَ إِلَى الصَّخْرَةِ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ، فَأَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ، وَصَعِدَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم، حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الصَّخْرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "أَوْجَبَ طَلْحَةُ"

[١٠٦-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ عَلَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ دِرْعَانِ، قَدْ ظَاهَرَ بَيْنَهُمَا.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ مِغْفَرِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے خود (لوہے کی ٹوپی) کا بیان

حدیث (۱): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ (فتح مکہ کے سال) مکہ میں داخل ہوئے، درانحالیکہ آپؐ نے خود پہن رکھا تھا۔ پس آپؐ کو اطلاع دی گئی کہ ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے! آپؐ نے فرمایا: ''اس کو قتل کرو''

حوالہ: یہ حدیث ابواب الجہاد (باب ۱۸ حدیث ۱۶۸۴) میں آئی ہے۔

حدیث (۲): انسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے، درانحالیکہ آپؐ کے سر پر خود تھا، انسؓ کہتے ہیں: پس جب آپؐ نے خود اتارا تو ایک شخص آیا، اور اس نے آپؐ سے کہا: ابن خطل کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے (اس کو وہاں قتل کیا جائے یا نہیں؟ یہ شخص اُن بارہ آدمیوں میں سے تھا جن کو امان نہیں دی گئی تھی) پس آپؐ نے فرمایا: ''اس کو قتل کرو'' امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس دن رسول اللہ ﷺ نے احرام نہیں باندھا تھا، یہ متفق علیہ روایت ہے (بخاری کتاب المغازی، باب ۴۹ حدیث ۴۲۸۶)

[١٦-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ مِغْفَرِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[١٠٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ مَكَّةَ، وَعَلَيْهِ مِغْفَرٌ، فَقِيْلَ لَهُ: هٰذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: "اقْتُلُوْهُ"

[١٠٨-] حدثنا عِيْسَى بْنُ أَحْمَدَ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، ثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، قَالَ:

فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُعَلَّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: "اقْتُلُوْهُ" قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَبَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عِمَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کے عمامہ (پگڑی) کا بیان

پگڑی باندھنا سنت ہے، نبی ﷺ پگڑی باندھتے تھے، اور صحابہ بھی، اس سلسلہ میں فعلی اور قولی روایات ہیں، اور پگڑی سرخ کے علاوہ کسی بھی رنگ کی باندھنا جائز ہے۔

حدیث (۱): جابرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ فتح مکہ کے سال مکہ میں داخل ہوئے، درانحالیکہ آپؐ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۱ حدیث ۱۷۲۶ تحفہ ۵:۷۰) میں آئی ہے)

حدیث (۲و۳): عمرو بن حریثؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر پر سیاہ پگڑی دیکھی (پہلی روایت مُساور وراق سے سفیان بن عیینہ کی ہے، اور دوسری وکیع کی، اس کا مضمون بھی یہی ہے کہ نبی ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا، درانحالیکہ آپؐ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی (یہ روایت مسلم شریف کی ہے)

حدیث (۴): ابن عمرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب پگڑی باندھتے تھے تو شملہ اپنے دونوں شانوں کے درمیان چھوڑتے تھے، نافع کہتے ہیں: ابن عمرؓ کا بھی یہی معمول تھا، اور عبید اللہ عمری کہتے ہیں: میں نے قاسم اور سالم کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۲ حدیث ۱۷۲۷ تحفہ ۵:۷۱) میں آئی ہے)

حدیث (۵): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے لوگوں سے خطاب فرمایا، درانحالیکہ آپؐ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔

لغات: العِصَابة: عمامہ، پگڑی۔ عَصَبَ الشیئَ: باندھنا، موڑنا، طے کرنا...... عِصَابَةٌ دَسْمَاء: سیاہ پگڑی، دَسِمَ (س) الشیئُ: چربی دار ہونا، روغن دار ہونا، یہاں عِصَابة کے معنی پگڑی، اور دَسْمَاء کے معنی "سیاہ" کئے گئے ہیں۔

[۱۷-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْ عِمَامَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[۱۰۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

[۱۱۰-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِمَامَةً سَوْدَاءَ.

[۱۱۱-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، وَيُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى، قَالَا: ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ مُسَاوِرٍ الْوَرَّاقِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ.

[۱۱۲-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدِيْنِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا اعْتَمَّ: سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ، قَالَ عُبَيْدُ اللهِ: وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

[۱۱۳-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى، ثَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا أَبُوْ سُلَيْمَانَ: وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي صِفَةِ إِزَارِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی لنگی کی حالت کا بیان

حدیث (۱): ابوبُردہ کہتے ہیں: عائشہؓ نے ہمیں ایک موٹی اوڑھنے کی چادر اور ایک موٹی لنگی دکھائی، اور فرمایا: ان دو کپڑوں میں نبی ﷺ کی وفات ہوئی ہے (کِساء: اوڑھنے کی چادر۔ مُلَبَّد: اسم مفعول: موٹی، لَبَّدَ الشیئَ بالشیئِ: ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ مضبوط چپکانا، جوڑنا، ٹھوس بنانا، مراد: موٹی، دبیز...... اور غلیظ: ملبد سے کم موٹی ہوتی ہے یا اس کا برعکس (یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۱۰ حدیث ۱۷۳۳ تحفہ ۵: ۶۹) میں آگئی ہے)

حدیث (۲): اشعث بن سُلیم ابی الشعثاء: اپنی پھوپھی رُہم بنت الاسود (مجہول راویہ) سے، اور وہ اپنے چچا عبید بن خالد محاربیؓ سے روایت کرتی ہیں: عبید کہتے ہیں: دریں اثنا کہ میں مدینہ میں چل رہا تھا، اچانک ایک انسان میرے پیچھے کہہ رہا ہے: "اپنی لنگی اوپر اٹھاؤ، یہ زیادہ پرہیزگاری کی بات اور دیرپا ہے!" یعنی لنگی اونچی باندھنے سے کبر وغرور سے حفاظت ہوتی ہے، اور کپڑا زیادہ دنوں تک چلتا ہے۔ پس اچانک وہ رسول اللہ ﷺ تھے، پس میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ معمولی چدریہ ہے! یعنی اس میں کیا تکبر ہوسکتا ہے؟ اور اس کی حفاظت کی کیا ضرورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "کیا تیرے لئے میری ذات میں نمونہ نہیں!" پس میں نے دیکھا کہ اچانک آپؐ کی لنگی آدھی پنڈلی تک تھی (مسند احمد (۴: ۳۹۰) میں شریدؓ (بروزن طویل) کی روایت اس کی شاہد ہے)

حدیث (۳): سلمہ بن الاکوعؓ کہتے ہیں: حضرت عثمانؓ آدھی پنڈلی تک لنگی رکھتے تھے، اور فرماتے تھے: میرے آقا (نبی ﷺ) کی لنگی ایسی ہی تھی (موسیٰ ضعیف راوی ہے مگر آئندہ روایت، اور مشکوٰۃ (حدیث ۴۳۳۱) میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت: اس کی شاہد ہیں)

حدیث (۴): حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے میری یا اپنی پنڈلی کا پٹھا پکڑا، اور فرمایا: "یہ لنگی کی جگہ ہے!" یعنی لنگی یہاں تک ہونی چاہئے "پس اگر آپ انکار کریں تو اس سے کچھ نیچی پہنیں، پس اگر آپ انکار کریں تو کوئی حق نہیں لنگی کے لئے ٹخنوں پر (یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسنون طریقہ آدھی پنڈلی تک لنگی پہننے کا ہے، اور ٹخنوں سے اوپر تک جائز ہے، اور ٹخنوں سے نیچے پہننا حرام ہے)

حوالہ: یہ حدیث ابواب اللباس (باب ۴۱ حدیث ۱۷۷۷ تحفہ ۵: ۱۰۶) میں آئی ہے۔

[۱۸-] بابُ مَاجاءَ فِيْ صِفَةِ إِزَارِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۱۴-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: أَخْرَجَتْ لَنَا عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كِسَاءً مُلَبَّدًا وَإِزَارًا غَلِيْظًا، فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوْحُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ هٰذَيْنِ.

[۱۱۵-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، أَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّتِيْ، فَحَدَّثَتْ عَنْ عَمِّهَا، قَالَ: بَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ فِي الْمَدِيْنَةِ، إِذَا إِنْسَانٌ خَلْفِيْ يَقُوْلُ: " ارْفَعْ إِزَارَكَ، فَإِنَّهُ أَتْقَى وَأَبْقَى" فَإِذَا هُوَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ، قَالَ: " أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ؟" فَنَظَرْتُ، فَإِذَا إِزَارُهُ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ.

[۱۱۶-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَأْتَزِرُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، وَقَالَ: هٰكَذَا كَانَتْ إِزْرَةُ صَاحِبِيْ، يَعْنِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم.

[۱۱۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، أَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخَذَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِعَضَلَةِ سَاقِيْ، أَوْ: سَاقِهِ، فَقَالَ: " هٰذَا مَوْضِعُ الْإِزَارِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَأَسْفَلَ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَلَا حَقَّ لِلْإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ"

بابُ ماجاءَ فِي مِشْيَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی رفتار (چال) کا بیان

حدیث (۱): ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی، گویا سورج آپ کے چہرے میں رواں تھا۔ یعنی رخ انور میں غایت درجہ چمک تھی۔ اور میں نے اپنی چال میں رسول اللہ ﷺ

سے تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی تھی، بیشک ہم خود کو (آپ کے ساتھ چلتے ہوئے) تھکا دیتے تھے، اور آپ تیز رفتار نہیں چل رہے ہوتے تھے (بلکہ اپنی معمولی رفتار سے چل رہے ہوتے تھے)

حوالہ: یہ حدیث اسی جلد میں (مناقب باب ۲۶ حدیث ۳۶۷۷) آئی ہے، غیر مکترث کی لغوی تحقیق بھی وہاں ہے۔

حدیث (۲): حضرت علیؓ جب نبی ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تو کہتے: جب آپ چلتے تھے تو قوت سے پیر اٹھاتے تھے، گویا آپ نشیب میں میں اتر رہے ہیں (یہ حدیث شمائل ہی میں (حدیث ۶) آچکی ہے)

حدیث (۳): بھی حضرت علیؓ کی ہے، اور اس کا مضمون بھی وہی ہے جو حدیث ۲ کا ہے۔

لغات: تَقَلَّع فی مِشْیَتِه: آگے کی طرف توازن کے ساتھ جھک کر چلنا، جیسے اوپر سے دباؤ کے ساتھ آرہا ہو، ایسی صورت میں آدمی پیر قوت سے اٹھاتا ہے، پیر گھسیٹ کر نہیں چلتا ..... تکفَّأ فی مِشْیَتِه: اتراتے ہوئے چلنا، ایسی صورت میں بھی آدمی پیر قوت سے اٹھاتا ہے۔

[۱۹-] بابُ ماجاءَ فِي مِشْيَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۱۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، أَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي يُوْنُسَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَارَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مِشْيَتِهِ مِنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، كَأَنَّمَا الأَرْضُ تُطْوَى لَهُ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا، وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ.

[۱۱۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى غُفْرَةَ، قَالَ: ثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: كَانَ إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ، كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ.

[۱۲۰-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، قَالَ: أَنَا أَبِيْ، عَنِ الْمَسْعُوْدِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضى الله عنه، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ.

بابُ ماجاءَ فِي تَقَنُّعِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے قناع (سر کے کپڑے) کا بیان

تَقَنَّعَ: کپڑا اوڑھنا، سر پر رومال وغیرہ ڈالنا۔ تَقَنَّعَ المرأةُ: اوڑھنی اوڑھنا۔ القِنَاع: اوڑھنی دوپٹا۔ نبی ﷺ اکثر (جب گھر میں ہوتے تھے) سر پر کپڑا باندھ لیتے تھے، گویا آپ کا وہ کپڑا تیلی کا کپڑا تھا، یعنی تیلی کے کپڑوں کی طرح

چکنا ہوجاتا تھا (یہ حدیث شمائل میں (حدیث ۳۲) آچکی ہے)

[۲۰-] بابُ ماجاءَ فِي تَقَنُّعِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۲۱-] حدثنا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، أنا وَكِيعٌ، أنَا الرَّبِيعُ بْنُ صَبِيحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُكْثِرُ الْقِنَاعَ، كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ.

بابُ ماجاءَ فِي جِلْسَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی نشست (بیٹھنے کی حالت) کا بیان

حدیث (۱): حضرت قیلہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا، درانحالیکہ آپ اکڑوں (گوٹ مارکر) بیٹھے ہوئے تھے، وہ کہتی ہیں: پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو خاکساری کی حالت میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں خوف سے لرز گئی (یہ حدیث تھوڑی سی ابواب الاستیذان (باب ۸۴ حدیث ۲۸۱۹ تحفہ ۶:۵۶۹) میں آئی ہے، اور اس کا ایک حصہ شمائل میں (حدیث ۶۴) آیا ہے، تیسرا حصہ یہاں ہے، اور پوری حدیث طبرانی کی معجم کبیر جلد ۲۵ کے شروع میں ہے۔

لغات: القُرْفُصَاء: اکڑوں بیٹھک (سرین کے بل بیٹھ کر دونوں رانوں کو پیٹ سے ملانا، اور دونوں ہاتھوں کا پنڈلیوں کے اوپر حلقہ بنانا، اس کو گوٹ مار کر بیٹھنا بھی کہتے ہیں...... الفَرَق: خوف، ڈر۔

حدیث (۲): عباد بن تمیم کے چچا حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ نے نبی ﷺ کو مسجد نبوی میں اس حال میں لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ اپنا ایک پیر دوسرے پیر پر رکھے ہوئے تھے (یہ حدیث اس باب میں شاید اس لئے لائے ہیں کہ لیٹنے کی حالت کو بیٹھنے کی حالت کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ یہ حدیث (باب ۵۳ حدیث ۲۷۶۹ تحفہ ۶:۵۳۴) میں آئی ہے)

حدیث (۳): ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں تشریف فرما ہوتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں سے حبوہ بنالیتے تھے (الحبوة (حاء پر تینوں حرکتیں): وہ نشست جس میں آدمی سرین کے بل بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملاکر گھٹنے کھڑے کرلیتا ہے، اور ہاتھ پنڈلیوں پر باندھ لیتا ہے، اور وہ کپڑا جس کا حبوہ بنایا جائے یعنی مذکورہ طریق پر بیٹھ کر کمر اور پنڈلیوں کے گرد کوئی کپڑا وغیرہ باندھ لیا جائے تو اس کو بھی حبوہ کہتے ہیں، جمع حُبًی۔

[۲۱-] بابُ ماجاءَ فِي جِلْسَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۲۲-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أنبأنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، أنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنْ جَدَّتَيْهِ، عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ: أَنَّهَا رَأَتْ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ، وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمُتَخَشِّعَ فِي الْجِلْسَةِ، أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ.

[۱۲۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: أنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَمِّهِ: أَنَّهُ رَأَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى.

[۱۲۴-] حدثنا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْمَدَنِيُّ، أنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ احْتَبَى بِيَدَيْهِ.

بابُ ماجاءَ فِي تُكَأَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

کسی چیز پر نبی ﷺ کے ٹیک لگانے کا بیان

التُّکَأَۃ: وہ چیز جس سے ٹیک لگائی جائے، سہارا لیا جائے، جیسے تکیہ، چھڑی یا کمان وغیرہ۔

حدیث (۱): جابر بن سمرۃؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو گدے پر اپنی بائیں جانب ٹیک لگائے ہوئے دیکھا (یہ حدیث ابواب الاستئذان (باب ۵ حدیث ۲۷۷۴ تحفہ ۲:۵۳۸) میں آگئی ہے)

حدیث (۲): ابوبکرۃؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے سامنے بہت بڑے کبیرہ گناہ بیان نہ کروں؟'' صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، اور والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنا'' حضرت ابوبکرۃ کہتے ہیں: اور آپ سیدھے بیٹھ گئے، پہلے آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، اور فرمایا: ''جھوٹی گواہی'' یا فرمایا: ''جھوٹی بات'' آپؐ یہ بات بار بار فرماتے رہے، یہاں تک کہ ہم نے (دل میں) کہا: کاش آپ خاموش ہوجاتے! (یہ حدیث ابواب البر والصلۃ (باب ۴ حدیث ۱۸۹۷ تحفہ ۵:۲۲۵) میں آگئی ہے)

حدیث (۳و۴): ابوجحیفہؓ سے مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''رہا میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا'' (یہ روایت منفی پہلو سے ہے کہ ٹیک لگانا جائز ہے، مگر کھاتے وقت ٹیک نہیں لگانی چاہئے۔ اور پہلی حدیث شریک نخعیؒ کی علی بن اقمر سے روایت ہے اور دوسری سفیان ثوری کی) یہ حدیث ابواب الاطعمہ (باب ۲۷ حدیث ۱۸۲۳ تحفہ ۵:۱۷۲) میں آئی ہے۔

حدیث (۵): پہلی حدیث ہی ہے، وہ اسحاق بن منصور کی اسرائیل سے روایت تھی، اس میں علی بسارہ تھا۔ اور یہ وکیع کی اسرائیل سے روایت ہے، اس میں علی بسارہ نہیں ہے، امام ترمذی نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے، کیونکہ وکیع کے متابع ہیں، اور اسحاق کا کوئی متابع نہیں۔

[۲۲-] بابُ ماجاءَ فِي تُكَأَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۲۵-] حدثنا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ، أنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ

سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ.

[۱۲۶-] حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ، أنا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، أنا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "أَلَا أُحَدِّثُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قَالُوا: بَلَى، يَارسولَ اللهِ! قَالَ: "الإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ" قَالَ: وَجَلَسَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ مُتَّكِئًا، قَالَ: "وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ" أَوْ: "قَوْلُ الزُّوْرِ" قَالَ: فَمَا زَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُهَا، حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ!

[۱۲۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا شَرِيكٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا"

[۱۲۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، أنا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُولُ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "لَا آكُلُ مُتَّكِئًا"

[۱۲۹-] حدثنا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، ثنا وَكِيعٌ، ثنا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: لَمْ يَذْكُرْ وَكِيعٌ: "عَلَى يَسَارِهِ" وَهٰكَذَا رَوَى غَيْرُ وَاحِدٍ نَحْوَ رِوَايَةِ وَكِيعٍ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا رَوَى فِيهِ: "عَلَى يَسَارِهِ" إِلَّا مَارَوَى إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ.

بابُ ماجاءَ فِي اتِّكَاءِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

کسی شخص پر نبی ﷺ کے ٹیک لگانے کا بیان

حدیث (۱): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ بیمار تھے، پس آپؐ اسامہ بن زیدؓ کا سہارا لئے ہوئے گھر سے نکلے، درانحالیکہ آپؐ پر ایک یمنی منقش کپڑا تھا، جس کو آپؐ نے اوڑھ رکھا تھا، پس آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی (یہ حدیث ابھی شمائل (حدیث ۵۸) میں آئی ہے)

حدیث (۲): فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے گھر میں داخل ہوا، آپؐ کی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپؐ کے سر پر ایک پیلا کپڑا بندھا ہوا تھا۔ میں نے آپؐ کو سلام کیا، آپؐ نے (بعد جواب) فرمایا: "اے فضل!" میں نے کہا: یارسول اللہ! حاضر ہوں! آپؐ نے فرمایا: "اس کپڑے سے میرا سر مضبوط باندھ دو" فضل کہتے ہیں: میں نے یہ کام کیا، پھر آپؐ نے اپنی ہتھیلی میرے مونڈھے پر رکھی، اور کھڑے ہوئے اور مسجد

میں تشریف لے گئے۔ یہ لمبی حدیث ہے (طبرانی نے معجم کبیر و اوسط میں اور ابو یعلی نے اس کو روایت کیا ہے، وہاں سے مجمع الزوائد (۲۵:۹) میں منقول ہے، اور اس کا ترجمہ خصائل نبوی میں ہے)

[۲۳-] بابُ ماجاءَ فِي اتِّكَاءِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۳۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ رضي الله عنه: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ شَاكِيًا، فَخَرَجَ يَتَوَكَّأُ عَلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ، قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ، فَصَلّٰى بِهِمْ.

[۱۳۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا مُحمدُ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثَنَا عَطَاءُ بْنُ مُسْلِمٍ الْخَفَّافُ الْحَلَبِيُّ، أَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، وَعَلٰى رَأْسِهِ عِصَابَةٌ صَفْرَاءُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: "يَا فَضْلُ!" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارسولَ اللّٰهِ! قَالَ: "اشْدُدْ بِهٰذِهِ الْعِصَابَةِ رَأْسِيْ" قَالَ: فَفَعَلْتُ، ثُمَّ قَعَدَ، فَوَضَعَ كَفَّهُ عَلٰى مَنْكِبِيْ، ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ فِي الْمَسْجِدِ، وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

بابُ ماجاءَ فِي أَكْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے کھانا تناول فرمانے کا بیان

حدیث (۱): کعب بن مالکؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ (کھانے کے بعد) اپنی انگلیاں تین مرتبہ چاٹ لیا کرتے تھے (یہ محمد بن بشار کی روایت ہے، دوسرے روات کہتے ہیں: آپؐ اپنی تین انگلیاں (جن سے کھاتے تھے ان کو) چاٹ لیتے تھے، آگے حدیث ۱۳۵ میں بھی یہی بات آرہی ہے، پس ضرورت ہو تو ایک سے زیادہ مرتبہ بھی چاٹ سکتے ہیں، مگر لامحالہ تین مرتبہ چاٹنا سنت نہیں)

حدیث (۲): انسؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیاں چاٹ لیتے تھے۔

حوالہ: یہ حدیث ابواب الاطعمہ (باب ۱۱ حدیث ۱۷۹۷ تحفہ ۱۵۳:۵) میں آئی ہے، اور وہاں انگلیاں چاٹنے کے مسائل بھی بیان کئے ہیں۔

حدیث (۳): ابو جحیفہؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: "رہا میں تو ٹیک لگا کر نہیں کھاتا" (یہ حدیث ابھی شمائل (حدیث ۱۲۷) میں آگئی ہے)

حدیث (۴): کعب بن مالکؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے، اور ان

انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے (تحفہ (۵:۱۵۲) میں تین انگلیوں سے کھانے کی حکمت بیان کی گئی ہے)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس چھوہارے لائے گئے، پس میں نے آپ کو کھاتے ہوئے دیکھا، درانحالیکہ آپ اکڑوں بیٹھنے والے تھے، بھوک کی وجہ سے یعنی جلدی کی وجہ سے۔

لغت: مُقْعٍ: اسم فاعل، إقعاء: رانیں ملا کر کھڑی کر کے کولہوں پر بیٹھنا، اکڑوں بیٹھنا۔

[٢٤-] بابُ ماجاءَ فِي أَكْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[١٣٢-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ ابنِ لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ ثَلَاثًا.

قَالَ أَبُوْ عِيسَى: رَوَى غَيْرُ مُحمدِ بْنِ بَشَّارٍ هٰذَا الحديثَ، قَالَ: يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ.

[١٣٣-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، ثَنَا عَفَّانُ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَكَلَ طَعَامًا لَعِقَ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ.

[١٣٤-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ يَزِيْدَ الصُّدَائِيُّ الْبَغْدَادِيُّ، ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ، عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَمَّا أَنَا فَلَا آكُلُ مُتَّكِئًا"

حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الأَقْمَرِ نَحْوَهُ.

[١٣٥-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ ابْنِ لِكَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ، وَيَلْعَقُهُنَّ.

[١٣٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، ثَنَا مُصْعَبُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: أُتِيَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِتَمْرٍ، فَرَأَيْتُهُ يَأْكُلُ، وَهُوَ مُقْعٍ، مِنَ الْجُوْعِ.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ خُبْزِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی روٹی کی حالت کا بیان

حدیث (۱): عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی ﷺ کے گھر والوں نے دو دن مسلسل جو کی روٹی سے شکم سیر ہو کر نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی (ترمذی ابواب الزہد، باب ۳۸ حدیث ۲۳۵۰ تحفہ ۶:۱۳۲)

حدیث (۲): ابوامامہؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے گھر والوں سے جو کی روٹی بچتی نہیں تھی، یعنی ضرورت سے زیادہ پکتی نہیں تھی (ترمذی حدیث ۲۳۵۲ تحفہ ۶:۱۳۶)

حدیث (۳): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ اور آپؐ کے گھر والے پے بہ پے کئی راتیں بھوکے رہتے تھے، وہ رات کا کھانا نہیں پاتے تھے، اور ان حضرات کی روٹی عام طور پر جو کی ہوتی تھی (ترمذی حدیث ۲۳۵۳ تحفہ ۶: ۱۳۶)

حدیث (۴): سہل بن سعدؓ سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ نے میدہ کھایا ہے؟ حضرت سہلؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے وفات تک میدہ نہیں دیکھا! لوگوں نے دریافت کیا: دورِ نبوی میں آپ حضرات کے پاس چھلنیاں ہوتی تھیں؟ انھوں نے کہا: ہمارے پاس چھلنیاں نہیں ہوتی تھیں، پوچھا گیا: پھر جو کس طرح استعمال کرتے تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم اس میں پھونک مارا کرتے تھے، بس جو کچھ اڑنا ہوتا تھا اڑ جاتا تھا، پھر ہم اس کو بھگو لیتے تھے یعنی اس کو گوندھ لیتے تھے (ترمذی ابواب الزہد، باب ۳۸ حدیث ۲۳۵۷ تحفہ ۶: ۱۲۸)

حدیث (۵): انسؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے میز ٹیبل پر نہیں کھایا، اور نہ آپؐ نے چھوٹی تشتری میں کھایا، اور نہ آپؐ کے لئے چپاتی پکائی گئی، یونس اسکاف نے قتادہ سے پوچھا: پھر دورِ نبوی میں لوگ کس چیز پر کھانا رکھ کر کھاتے تھے؟ قتادہ نے کہا: انہی چمڑے کے دسترخوانوں پر کھانا رکھ کر کھایا جاتا تھا (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۱ حدیث ۱۷۸۲ تحفہ ۵: ۱۲۸)

حدیث (۶): مسروق کہتے ہیں: میں عائشہؓ کے پاس گیا، انھوں نے میرے لئے کھانا منگوایا، اور فرمایا: میں جب بھی کوئی کھانا پیٹ بھر کر کھاتی ہوں، پھر میں رونا چاہتی ہوں تو رو پڑتی ہوں! مسروق نے پوچھا: آپؓ کیوں رو پڑتی ہیں؟ انھوں نے کہا: مجھے وہ حالت یاد آتی ہے جس پر نبی ﷺ دنیا سے جدا ہوئے ہیں یعنی آپ کی وفات تک جو ناداری کی حالت تھی، وہ مجھے یاد آتی ہے اور رلا دیتی ہے۔ بخدا! ایک دن میں آپؐ دو مرتبہ روٹی اور گوشت سے شکم سیر نہیں ہوئے (ترمذی ابواب الزہد، باب ۳۸ حدیث ۲۳۴۹ تحفہ ۶: ۱۳۶)

حدیث (۷): صدیقہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ دو دن مسلسل جو کی روٹی سے شکم سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوگئی (ترمذی حدیث ۲۳۵۰ تحفہ ۶: ۱۳۶)

حدیث (۸): انسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میز ٹیبل پر نہیں کھایا، اور نہ چپاتی کھائی ہے، یہاں تک کہ آپؐ کی وفات ہوگئی (یہ حدیث ۱۴۱ کے ہم معنی ہے)

[۲۵-] بابُ مَاجاءَ فِي صِفَةِ خُبْزِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۳۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ومُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: ثَنَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ، يُحَدِّثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحمدٍ صلى الله عليه وسلم مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ، حَتّٰى قُبِضَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

[۱۳۸-] حدثنا عَبَّاسُ بْنُ مُحمدِ الدُّورِيُّ، ثَنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيرٍ، ثَنا حَرِيزُ بْنُ عُثْمانَ، عَنْ سُلَيمِ ابْنِ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أبَا أُمَامَةَ الْبَاهِلِيَّ، يَقُولُ: مَاكَانَ يَفْضُلُ عَنْ أَهْلِ بيتِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خُبْزُ الشَّعِيرِ.

[۱۳۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ، ثَنا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ هِلاَلِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رضى الله عنه، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَبِيْتُ اللَّيَالِيَ الْمُتَتَابِعَةَ طَاوِيًا هُوَ وَأَهْلُهُ، لاَيَجِدُوْنَ عَشَاءً، وَكَانَ أَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيرِ.

[۱۴۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثَنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ الْحَنَفِيُّ، ثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، ثَنا أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّهُ قِيلَ لَهُ: أَكَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم النَّقِيَّ؟ يَعْنِي الْحُوَّارِيَّ، فَقَالَ سَهْلٌ: مَا رَأَى رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم النَّقِيَّ، حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ، فَقِيلَ لَهُ: هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلَى عَهْدِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ فَقِيلَ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِيرِ؟ قَالَ: كُنَّا نَنْفُخُهُ، فَيَطِيْرُ مِنْهُ مَاطَارَ، ثُمَّ نَعْجِنُهُ.

[۱۴۱-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: ثَنِي أَبِي، عَنْ يُوْنُسَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا أَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى خِوَانٍ، وَلاَ فِي سُكُرُّجَةٍ، وَلاَ خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ، قَالَ: فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: فَعَلاَمَ كَانُوا يَأْكُلُوْنَ؟ قَالَ: عَلَى هٰذِهِ السُّفَرِ.

قَالَ مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ: يُوْنُسُ: هٰذَا الَّذِيْ رَوَى عَنْ قَتَادَةَ: هُوَ يُوْنُسُ الإِسْكَافُ.

[۱۴۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيُّ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ، فَدَعَتْ لِي بِطَعَامٍ، وَقَالَتْ: مَا أَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ، فَأَشَاءُ أَنْ أَبْكِيَ إِلاَّ بَكَيْتُ، قَالَ: قُلْتُ لِمَ؟ قَالَتْ: أَذْكُرُ الْحَالَ الَّتِي فَارَقَ عَلَيْهَا رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الدُّنْيَا، واللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ مَرَّتَيْنِ فِي يَوْمٍ.

[۱۴۳-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، ثَنا أَبُوْ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَزِيْدَ، يُحَدِّثُ عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ.

[۱۴۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثَنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: أَبُوْ عَمْرٍو، ثَنا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا أَكَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى خِوَانٍ، وَلاَ أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ.

بابُ ماجاءَ فِي إِدَامِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے سالن اور لاون کا بیان

یہ لمبا باب ہے۔ اس میں ۳۳ حدیثیں ہیں۔ لاون: وہ چیز جس سے روٹی لگا کر کھائیں۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین لاون ہے!'' (امام دارمی کی روایت میں اُدْم اور اِدَام میں شک ہے، یہ دونوں لفظ مفرد ہیں، ان کی جمع اُدُم (بروزن کُتُب) ہے (ترمذی ابواب الاطعمۃ، باب ۳۴ حدیث ۱۸۳۶ تحفہ ۵:۱۸۰ میں حدیث کا شان ورود اور دیگر تفصیلات ہیں)

حدیث (۲): نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں: کیا تم نہیں ہو کھانے اور پینے میں جو تم چاہتے ہو؟ یعنی تم بافراغت زندگی گذار رہے ہو، جو چاہتے ہو کھاتے پیتے ہو۔ بخدا! میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا ہے، اور آپؐ نہیں پاتے تھے معمولی کھجوروں میں سے وہ جن سے آپ اپنا پیٹ بھر سکیں (ترمذی ابواب الزہد، باب ۳۹ حدیث ۲۳۷۴ تحفہ ۶:۱۴۵)

حدیث (۳): جابرؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین لاون ہے'' (ترمذی ابواب الاطعمہ حدیث ۱۸۳۴ تحفہ ۵:۱۸۱)

حدیث (۴): زہدم کہتے ہیں: میں ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس تھا، ان کے پاس کھانے میں مرغی کا گوشت آیا، مجمع میں سے ایک آدمی پیچھے ہٹ گیا، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے اس سے پیچھے ہٹنے کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا: میں نے مرغی کو گندگی کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس لئے میں نے مرغی نہ کھانے کی قسم کھالی ہے، حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا: قریب آؤ (اور کھاؤ) میں نے نبی ﷺ کو مرغی کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۲۴ حدیث ۱۸۲۷ تحفہ ۵:۱۶۹)

حدیث (۵): حضرت سفینہؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ حُباری کا گوشت کھایا ہے (حُباری: تیتر جیسا ایک پرندہ ہے۔ ترمذی ابواب الاطعمہ باب ۲۵ حدیث ۱۸۲۲ تحفہ ۵:۱۷۰)

حدیث (۶): حدیث (۴) ہی ہے۔ پہلی ایوب سختیانی کی ابوقلابہ کے واسطہ سے زہدم سے روایت ہے، اور یہ قاسم تیمی کے واسطہ سے ہے، اور صحیح روایت ابوقلابہ کی ہے، قاسم کی روایت میں تقدیم وتاخیر ہوگئی ہے۔ زہدم کہتے ہیں: ہم ابوموسیٰ کے پاس تھے، پس ان کا کھانا پیش کیا گیا، اور اس کھانے میں مرغی کا گوشت پیش کیا گیا، اور لوگوں میں قبیلہ بنی تیم اللہ کا ایک گورا آدمی تھا، گویا وہ آزاد شدہ ہے، وہ کھانے کے قریب نہیں آیا، پس اس سے ابوموسیٰ نے کہا: قریب آ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی میں سے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا: میں نے مرغی کو کچھ (گندگی) کھاتے ہوئے دیکھا ہے، اس لئے مجھے اس سے گھن آتی ہے، پس میں نے قسم کھالی ہے کہ اس کو کبھی نہیں کھاؤں گا۔

حدیث (۷و۸): ابواسید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''روغن زیتون کھاؤ، اور

اس سے اپنا بدن تر کرو یعنی بدن پر اس کی مالش کرو، کیونکہ وہ بابرکت (کثیر المنافع) درخت کا تیل ہے (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۴۱ حدیث ۱۸۴۵ و ۱۸۴۶ تحفہ ۵: ۱۹۱)

حدیث (۹): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کو کدو پسند تھا۔ پس ایک کھانا لایا گیا، یا راوی نے کہا: آپؐ کے لئے کھانا منگوایا گیا، پس میں نے کدو کو تلاش کرنا شروع کیا، میں اس کو آپؐ کے سامنے رکھتا تھا، اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ آپؐ کو کدو پسند ہے (کدو لوکی کے سلسلہ میں ترمذی ابواب الاطعمہ باب ۴۰ تحفہ ۵: ۱۸۸ دیکھیں)

حدیث (۱۰): جابر بن طارق کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے آپؐ کے پاس کدو کو دیکھا جو کاٹا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ یعنی اس کا کیا بنے گا؟ آپؐ نے فرمایا: "ہم اس کے ذریعہ اپنے کھانے (سالن) کو بڑھاتے ہیں" یعنی گوشت میں ڈالیں گے تاکہ سالن بڑھ جائے۔

[۲۶-] بابُ مَاجَاءَ فِي إدَامِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۴۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ عَسْكَرٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَا: ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، ثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ"

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي حَدِيْثِهِ: "نِعْمَ الأُدْمُ، أَوْ: الإِدَامُ الْخَلُّ"

[۱۴۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ، يَقُوْلُ: أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صلى الله عليه وسلم وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بَطْنَهُ.

[۱۴۷-] حدثنا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ"

[۱۴۸-] حدثنا هَنَّادٌ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ، فَأُتِيَ بِلَحْمِ دَجَاجٍ، فَتَنَحَّى رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: مَالَكَ؟ فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهَا تَأْكُلُ شَيْئًا نَتِنًا، فَحَلَفْتُ أَلَّا آكُلَهَا، قَالَ: ادْنُ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ لَحْمَ الدَّجَاجِ.

[۱۴۹-] حدثنا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الأَعْرَجُ الْبَغْدَادِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عُمَرَ بْنِ سَفِيْنَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: أَكَلْتُ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَحْمَ حُبَارَى.

[۱۵۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ

الجَرْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: فَقُدِّمَ طَعَامُهُ، وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ، كَأَنَّهُ مَوْلًى، قَالَ: فَلَمْ يَدْنُ، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى: ادْنُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَكَلَ مِنْهُ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا، فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَلَّا أَطْعَمَهُ أَبَدًا.

[۱۵۱-] حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالَا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عِيسَى، عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ، يُقَالُ لَهُ: عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي أَسِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلُوا الزَّيْتَ، وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ"

[۱۵۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كُلُوا الزَّيْتَ وَادَّهِنُوا بِهِ، فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَكَانَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ يَضْطَرِبُ فِي هٰذَا الحديثِ: فَرُبَّمَا أَسْنَدَهُ، وَرُبَّمَا أَرْسَلَهُ.

حدثنا السِّنْجِيُّ: وَهُوَ أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ الْمَرْوَزِيُّ السِّنْجِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ، وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ: عَنْ عُمَرَ.

[۱۵۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعْجِبُهُ الدُّبَّاءُ، فَأُتِيَ بِطَعَامٍ، أَوْ: دُعِيَ لَهُ، فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ، فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ، لِمَا أَعْلَمُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ.

[۱۵۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ حَكِيمِ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَرَأَيْتُ عِنْدَهُ دُبَّاءً يُقَطَّعُ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: "نُكَثِّرُ بِهِ طَعَامَنَا"

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَجَابِرٌ هٰذَا: هُوَ جَابِرُ بْنُ طَارِقٍ، وَيُقَالُ: ابْنُ أَبِي طَارِقٍ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَا يُعْرَفُ لَهُ إِلَّا هٰذَا الحديثُ الْوَاحِدُ، وَأَبُو خَالِدٍ: اسْمُهُ سَعْدٌ.

حدیث(۱۱): ایک درزی نے نبی ﷺ کی دعوت کی، حضرت انسؓ بھی ساتھ تھے، داعی نے خدمتِ نبوی میں جَو کی روٹی اور کدو والے گوشت کا شوربہ پیش کیا۔ انسؓ نے دیکھا کہ نبی ﷺ پیالے کی سب جانبوں سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے نوش فرما رہے ہیں، انسؓ فرماتے ہیں: اس وقت سے مجھے بھی کدو مرغوب ہو گیا (کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے، تحفہ (۱۸۹:۵) میں یہ روایت آئی ہے)

حدیث(۱۲): حضرت عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کو میٹھا اور شہد پسند تھا یعنی یہ چیزیں آپ شوق سے تناول

فرماتے تھے (ترمذی ابواب الاطعمہ باب ۲۸ حدیث ۱۸۲۵ تحفہ ۵: ۱۷۳)

حدیث (۱۳): ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں: میں نے بکری کا بھنا ہوا پہلو نبی ﷺ سے نزدیک کیا، آپؐ نے اس میں سے تناول فرمایا، پھر آپ نماز کے لئے اٹھے، اور وضوء نہیں کی (ترمذی ابواب الاطعمہ باب ۳۶ حدیث ۱۸۲۳ تحفہ ۵: ۱۷۱)

حدیث (۱۴): عبداللہ بن الحارثؓ کہتے ہیں: ہم نے مسجدِ نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھنا ہوا گوشت کھایا۔

حدیث (۱۵): مغیرہؓ کہتے ہیں: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کا مہمان بنا، پس آپؐ بھنا ہوا بکری کا پہلو لائے گئے، پھر آپؐ نے چھری لی، اور اس سے میرے لئے اس میں سے کاٹنے لگے۔ مغیرہ کہتے ہیں: پس بلالؓ نے آکر آپؐ کو نماز کی اطلاع دی تو آپؐ نے چھری ڈال دی، اور فرمایا: ''اس کو کیا ہوا؟ یعنی کیا یہی وقت اطلاع دینے کا تھا! اس کے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں!'' مغیرہؓ کہتے ہیں: اور میری مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں۔ پس آپؐ نے ان سے (مغیرہ سے) کہا: ''میں اس کو تمہارے لئے مسواک پر رکھ کر کاٹ دیتا ہوں'' یا راوی نے کہا: آپؐ نے اس کو مسواک پر رکھ کر کاٹ دیا۔

حدیث (۱۶): ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا، پس آپؐ کی طرف دست اٹھایا گیا یعنی پیش کیا گیا، اور آپؐ کو دست کا گوشت زیادہ پسند تھا، پس آپؐ نے اس کو کھانا شروع فرمایا (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۳۳ حدیث ۱۸۳۱ تحفہ ۵: ۱۶۹) (آگے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ۱۶۳ اس کے خلاف آرہی ہے)

حدیث (۱۷): ابن مسعودؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کو دست کا گوشت پسند تھا، فرمایا: اور دست کے گوشت میں آپؐ کو زہر دیا گیا، اور گمان کیا جاتا ہے کہ یہود نے آپؐ کو زہر دیا تھا۔

حدیث (۱۸): نبی ﷺ کے مولیٰ (آزاد کردہ) ابو عبید کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے لئے ہانڈی پکائی، اور آپؐ کو دست کا گوشت پسند تھا، پس میں نے آپؐ کو دست دیا، پھر آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دست دو'' پس میں نے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ''مجھے دست دو'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! بکری کے دست کتنے ہوتے ہیں؟ یعنی دو ہی تو دست ہوتے ہیں، اور وہ میں دے چکا، پس آپؐ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تو خاموش رہتا تو مجھے دست دیتا رہتا جب تک میں مانگتا رہتا''

حدیث (۱۹): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کو دست کا گوشت سب گوشتوں سے زیادہ پسند نہیں تھا، بلکہ دست کو پسند کرنے کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ گوشت نہیں پاتے تھے مگر گاہ بہ گاہ، پس وہ آپؐ کے سامنے جلدی پیش کر دیا جاتا تھا، کیونکہ دست کا گوشت سب گوشتوں میں جلدی پک جاتا ہے (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۳۳ حدیث ۱۸۳۲ تحفہ ۵: ۱۶۹)

حدیث (۲۰): عبداللہ بن جعفرؓ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے عمدہ گوشت پیٹھ کا گوشت ہے''

تشریح: ابوداؤد (حدیث ۳۷۸۰) میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کو بکری کی وہ ہڈی سب سے زیادہ پسند تھی جس کا گوشت اتار لیا گیا ہو۔ اور بات در حقیقت یہ ہے کہ مختلف اعتبارات سے مختلف حصوں

کا گوشت پسند کیا جاتا ہے۔ مزید ار گوشت اس ہڈی کا ہوتا ہے جس پر سے گوشت کا بڑا حصہ اتار لیا گیا ہو، اور چاپ پیٹھ میں سے نکلتی ہے، اور وہ بھی پسند کی جاتی ہے، اور نرم گوشت گردن کا ہوتا ہے، اور دست کا گوشت جلدی پک جاتا ہے، پس سب صحابہ کا بیان صحیح ہے (تحفہ ۵:۱۷۹)

[۱۵۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهُ، فَقَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ، وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ. قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ حَوَالَي الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ.

[۱۵۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، وَسَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ، وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالُوْا: ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

[۱۵۷-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ محمدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، أَنَا حَجَّاجُ بْنُ محمدٍ، قَالَ: قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِيْ مُحمدُ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا قَرَّبَتْ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَنْبًا مَشْوِيًّا، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَمَا تَوَضَّأَ.

[۱۵۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا ابْنُ لَهِيْعَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: أَكَلْنَا مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شِوَاءً فِي الْمَسْجِدِ.

[۱۵۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، أَنْبَأَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ أَبِي صَخْرَةَ: جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: ضِفْتُ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَأُتِيَ بِجَنْبٍ مَشْوِيٍّ، ثُمَّ أَخَذَ الشَّفْرَةَ، فَجَعَلَ يَحُزُّ لِيْ بِهَا مِنْهُ. قَالَ: فَجَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلَاةِ، فَأَلْقَى الشَّفْرَةَ، فَقَالَ: "مَا لَهُ؟ تَرِبَتْ يَدَاهُ!" قَالَ: وَكَانَ شَارِبُهُ قَدْ وَفَى، فَقَالَ لَهُ: "أَقُصُّهُ لَكَ عَلَى سِوَاكٍ" أَوْ: قُصَّهُ عَلَى سِوَاكٍ.

[۱۶۰-] حدثنا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، ثَنَا محمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِي حَيَّانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم بِلَحْمٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَشَ مِنْهَا.

[۱۶۱-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ زُهَيْرٍ، يَعْنِي ابْنَ محمدٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ، قَالَ: وَسُمَّ

فِي الذِّرَاعِ، وَكَانَ يُرَى أَنَّ الْيَهُوْدَ سَمُّوْهُ.

[۱۶۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ، قَالَ: طَبَخْتُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قِدْرًا، وَكَانَ يُعْجِبُهُ الذِّرَاعُ، فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ، ثُمَّ قَالَ: "نَاوِلْنِيْ الذِّرَاعَ" فَنَاوَلْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: "نَاوِلْنِيْ الذِّرَاعَ" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَمْ لِلشَّاةِ مِنْ ذِرَاعٍ؟ فَقَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ سَكَتَّ لَنَاوَلْتَنِيْ الذِّرَاعَ مَا دَعَوْتُ"

[۱۶۳-] حدثنا الحَسَنُ بْنُ مُحمدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَبَّادٍ، يُقَالُ لَهُ: عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَاكَانَ الذِّرَاعُ أَحَبَّ اللَّحْمِ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلٰكِنَّهُ كَانَ لَايَجِدُ اللَّحْمَ إِلَّا غِبًّا، وَكَانَ يَعْجَلُ إِلَيْهَا، لِأَنَّهَا أَعْجَلُهَا نُضْجًا"

[۱۶۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، ثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ شَيْخًا مِنْ فَهْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله لعيه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّ أَطْيَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّهْرِ"

حدیث (۲۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سرکہ بہترین لاون ہے!'' (یہ حدیث عروہ کی سند سے ابھی (حدیث ۱۴۵) گذری ہے)

حدیث (۲۲): نبی ﷺ اپنی چچازاد بہن ام ہانی کے گھر تشریف لے گئے، آپؐ نے پوچھا: تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟ ام ہانی نے کہا: کچھ نہیں، صرف روٹی کے سوکھے ٹکڑے اور سرکہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ''اس کو میرے پاس لاؤ، کیونکہ جس گھر میں سرکہ ہوتا ہے وہ گھر لاون سے خالی نہیں ہوتا (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۳۴ حدیث ۱۸۴۷ تحفہ ۵: ۱۸۱ میں اس کی تفصیل ہے کہ کونسا سالن اور کونسا لاون بہتر ہے؟)

حدیث (۲۳): ابوموسیٰؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ کی برتری عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی برتری تمام کھانوں پر!'' (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۳۰ حدیث ۱۸۲۸ تحفہ ۵: ۱۷۶)

حدیث (۲۴): انسؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ کی عورتوں پر برتری: جیسے ثرید کی دیگر کھانوں پر برتری!'' (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۹۱۴ میں ثرید کی وضاحت ہے)

حدیث (۲۵): ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: آپؐ نے سوکھائے ہوئے دودھ کے ٹکڑوں سے وضوء کی یعنی ما مست النار سے وضوء کی، پھر ابوہریرہؓ نے آپؐ کو دیکھا کہ بکری کے شانے کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضوء نہیں کی (معلوم ہوا کہ ما مست النار کا حکم یا تو استحبابی تھا، یا منسوخ ہوگیا) (یہ مسئلہ تحفہ (۱: ۳۲۵) میں ہے)

حدیث (۲۶): انسؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے صفیہؓ کا ولیمہ ستو اور کھجور کے ذریعہ کیا یعنی اس میں گوشت

نہیں تھا (ترمذی کتاب النکاح، باب ۱۰ حدیث ۱۰۷۸ تحفہ ۳: ۵۱۱)

حدیث (۲۷): سلمیٰؓ کہتی ہیں: حضرات حسن، ابن عباس اور عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم ان کے پاس آئے، انھوں نے سلمیٰؓ سے کہا: آپؓ ہمارے لئے کوئی کھانا بنائیں ان کھانوں میں سے جو رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا، اور آپؐ اس کو رغبت سے کھاتے تھے۔ سلمیٰؓ نے کہا: میرے پیارے بچو! اب تم اس کو پسند نہیں کرو گے، انھوں نے کہا: کیوں نہیں! آپؓ اس کو ہمارے لئے بنائیں (ہم اس کو رغبت سے کھائیں گے) پس وہ اٹھیں، اور انھوں نے کچھ جو لئے، پس ان کو پیسا، پھر ان کو ایک ہانڈی میں ڈالا، اور اس پر تھوڑا زیتون کا تیل ڈالا، اور مرچ اور مسالے پیسے (اور ہانڈی میں ڈالے) اور اس کھانے کو ان حضرات سے نزدیک کیا، اور فرمایا: یہ کھانا ان کھانوں میں سے ہے جو رسول اللہ ﷺ کو پسند تھا، اور آپؐ اس کو رغبت سے کھاتے تھے۔

حدیث (۲۸): جابرؓ کہتے ہیں: (غزوۂ احد کے موقع پر) نبی ﷺ ہمارے پاس ہمارے گھر میں تشریف لائے، پس ہم نے آپؐ کے لئے بکری ذبح کی، پس آپؐ نے فرمایا: ''گویا وہ لوگ جانتے ہیں کہ ہمیں گوشت پسند ہے!'' (یہ واقعہ تفصیل سے اسود بن قیس کے شاگرد ابوعوانہ کی سند سے مسند احمد (۳: ۳۹۷) میں ہے)

حدیث (۲۹): جابرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ گھر سے نکلے درانحالیکہ میں آپؐ کے ساتھ تھا، پس آپؐ ایک انصاری عورت کے پاس تشریف لے گئے، اس نے آپؐ کے لئے بکری ذبح کی، پس آپؐ نے کھایا، پھر وہ آپؐ کے پاس تازہ کھجوروں کی بڑی پلیٹ لائی، پس آپؐ نے اس میں سے کھایا، پھر ظہر کی نماز کے لئے وضوء فرمائی اور نماز پڑھی، پھر آپؐ (اپنی مجلس کی طرف) لوٹے، تو اس خاتون نے بکری کا باقی ماندہ جو تفکہ کے طور پر کھایا جاتا ہے: پیش کیا، آپؐ نے تناول فرمایا، پھر آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی، اور وضوء نہیں کی (ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ۵۹ حدیث ۸۰ تحفہ ۱: ۳۲۸)

حدیث (۳۰): ام المنذرؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ میرے گھر تشریف لائے، آپؐ کے ساتھ علیؓ بھی تھے، ہمارے گھر میں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے، نبی ﷺ نے کھجوریں کھانی شروع کیں، علیؓ بھی آپؐ کے ساتھ کھانے لگے، آپؐ نے ان سے فرمایا: ''علی! رکو، تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو!'' یعنی کھجوریں تمہارے لئے مضر ہیں، پس علیؓ بیٹھ گئے، اور آپؐ کھاتے رہے ــــ ام المنذرؓ کہتی ہیں: پھر میں نے ان کے لئے چقندر اور جو کا کھانا (کھچڑا) تیار کیا (یہ دونوں چیزیں بارد ہیں) پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''علی! اس میں سے لو، یہ تمہارے لئے زیادہ موافق ہے!'' (ترمذی، ابواب الطب، باب اول حدیث ۲۰۳۷ تحفہ ۵: ۳۷۳)

حدیث (۳۱): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ میرے پاس تشریف لایا کرتے تھے، اور پوچھا کرتے تھے: ''کیا تمہارے پاس صبح کا کھانا ہے؟'' پس میں کہتی: نہیں! تو آپؐ فرماتے: ''میں روزہ سے ہوں!'' یعنی جب کھانے کو کچھ نہیں تو میں روزے کی نیت کر لیتا ہوں۔ صدیقہؓ کہتی ہیں: ایک دن آپؐ میرے پاس تشریف لائے (اور کچھ نہیں پوچھا) پس

میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آج ہمارے پاس ہدیہ آیا ہے، آپؐ نے پوچھا: کیا آیا ہے؟ میں نے کہا حَیس آیا ہے (یہ کھانا ستو، گھی اور کھجور ملا کر تیار کیا جاتا تھا) آپؐ نے فرمایا: ''ستو! میں نے صبح سے روزے کی نیت کر لی تھی، پھر آپؐ نے وہ حلوہ کھایا یعنی نفل روزہ توڑ دیا (ترمذی، کتاب الصوم، باب ۳۴ حدیث ۷۳۵ تحفہ ۳: ۱۰۸)

حدیث (۳۲): عبداللہ بن سلامؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: آپؐ نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، پھر اس پر ایک کھجور رکھی، اور فرمایا: ''یہ اس کا لاون ہے!'' پھر آپؐ نے نوش فرمایا (یہ حدیث ابوداؤد و بیہقی اور بغوی میں ہے)

حدیث (۳۳): انسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو ہانڈی کے نیچے کا کھانا پسند تھا۔ امام داری نے ثُفل کا یہی ترجمہ کیا ہے، یعنی ہانڈی میں نیچے جو کھانا بچ جاتا ہے (تلچھٹ، پھوک، گاد) وہ پسند تھا (اور یہ بات واضع کی بنا پر تھی یا اس وجہ سے تھی کہ نیچے کے کھانے میں دہنیت کم ہوتی ہے، اس لئے وہ جلدی ہضم ہو جاتا ہے)

[۱۶۵-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "نِعْمَ الإِدَامُ الْخَلُّ"

[۱۶۶-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ، ثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ ثَابِتٍ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "أَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟" فَقُلْتُ: لَا، إِلَّا خُبْزٌ يَابِسٌ وَخَلٌّ، فَقَالَ: "هَاتِي، مَا أَقْفَرَ بَيْتٌ مِنْ أُدْمٍ فِيهِ الْخَلُّ"

[۱۶۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ"

[۱۶۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الأَنْصَارِيُّ: أَبُو طُوَالَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ"

[۱۶۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه: أَنَّهُ رَأَى رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَوَضَّأَ مِنْ ثَوْرِ أَقِطٍ، ثُمَّ رَآهُ أَكَلَ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

[۱۷۰-] حدثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ وَائِلِ بْنِ دَاوُدَ، عَنِ ابْنِهِ: وَهُوَ بَكْرُ بْنُ وَائِلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَوْلَمَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى صَفِيَّةَ بِتَمْرٍ وَسَوِيقٍ.

[۱۷۱-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنِي فَائِدٌ: مَوْلَى عُبَيْدِ اللّٰهِ

ابن عليّ بن أبي رافع، مَولَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قال: حدّثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بنُ عليٍّ، عن جدَّتِهِ سَلْمى: أنَّ الحَسَنَ بنَ عليٍّ، وابنَ عبَّاسٍ، وابنَ جعفرٍ: أتَوْها، فقالوا لها: اصْنَعِي لنا طعامًا مِمّا كانَ يُعجِبُ رسولَ اللّٰهِ، ويُحسِنُ أكْلَهُ. فقالت: يابُنَيَّ! لاتَشْتَهِيهِ اليومَ، قالوا: بلى، اصْنَعِيهِ لنا، قال: فقامتْ، فأخذتْ شيئًا مِنَ الشَّعيرِ، فطحَنَتْهُ، ثُمَّ جعلَتْهُ في قِدْرٍ، وصبَّتْ عليهِ شيئًا مِن زَيْتٍ، ودقَّتِ الفُلْفُلَ والتَّوابِلَ، فقرَّبَتْهُ إليهم، فقالتْ: هذا مِمّا كانَ يُعجِبُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ويُحسِنُ أكْلَهُ.

[۱۷۲-] حدثنا محمودُ بنُ غَيْلانَ، ثَنا أبو أحمدَ، ثَنا سُفيانُ، عنِ الأسودِ بنِ قيسٍ، عن نُبَيْحٍ العَنَزِيِّ، عن جابرِ بنِ عبدِ اللّٰهِ، قال: أتانا النبيُّ صلى الله عليه وسلم في مَنزِلِنا، فذبَحْنا لهُ شاةً، فقال: "كأنَّهم علِموا أنّا نُحِبُّ اللَّحمَ" وفي الحديثِ قِصَّةٌ.

[۱۷۳-] حدثنا ابنُ أبي عُمَرَ، ثَنا سُفيانُ، ثَنا عبدُ اللّٰهِ بنُ محمدِ بنِ عَقيلٍ، سمِعَ جابرًا، قال سُفيانُ: وأنا محمدُ بنُ المُنكدِرِ، عن جابرٍ، قال: خرَجَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وأنا معهُ، فدخَلَ على امرأةٍ مِنَ الأنصارِ، فذبَحَتْ لهُ شاةً، فأكَلَ منها، وأتَتْهُ بِقِناعٍ مِن رُطَبٍ، فأكَلَ منهُ، ثُمَّ توضَّأَ للظُّهرِ وصلَّى، ثُمَّ انصرَفَ، فأتَتْهُ مِن عُلالَةِ الشّاةِ، فأكَلَ، ثُمَّ صلَّى العصرَ، ولم يتوضَّأْ.

[۱۷۴-] حدثنا العبّاسُ بنُ محمدٍ الدُّورِيُّ، ثَنا يُونُسُ بنُ محمدٍ، ثَنا فُلَيْحُ بنُ سُلَيمانَ، عن عُثمانَ ابنِ عبدِ الرَّحمٰنِ، عن يعقوبَ بنِ أبي يعقوبَ، عن أُمِّ المُنذِرِ، قالتْ: دخَلَ عليَّ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ومعهُ عليٌّ، ولنا دَوالٍ مُعلَّقةٌ. قالتْ: فجعَلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يأكُلُ، وعليٌّ معهُ يأكُلُ. فقال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: مَهْ يا عليُّ! فإنَّكَ ناقِهٌ. قالتْ: فجلَسَ عليٌّ، والنبيُّ صلى الله عليه وسلم يأكُلُ. قالتْ: فجعلتُ لهم سِلْقًا وشعيرًا، فقال رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِعليٍّ: "يا عليُّ! مِن هذا فأصِبْ، فإنَّهُ أوفَقُ لكَ"

[۱۷۵-] حدثنا محمودُ بنُ غَيْلانَ، ثَنا بِشرُ بنُ السَّرِيِّ، عن سُفيانَ، عن طلحةَ بنِ يحيى، عن عائشةَ بنتِ طلحةَ، عن عائشةَ أُمِّ المؤمنينَ رضي الله عنها. قالتْ: كانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يأتيني فيقولُ: "أعِندَكِ غَداءٌ؟" فأقولُ: لا. فيقولُ: "إنّي صائمٌ" قالتْ: فأتاني يومًا. فقلتُ: يارسولَ اللّٰهِ! إنَّهُ أُهدِيَتْ لنا هديَّةٌ. قال: "وما هيَ؟" قلتُ: حَيْسٌ. قال: "أما إنّي أصبحتُ صائمًا" قالتْ: ثُمَّ أكَلَ.

[۱۷۶-] حدثنا عبدُ اللّٰهِ بنُ عبدِ الرَّحمٰنِ، ثَنا عُمَرُ بنُ حفصِ بنِ غِياثٍ، ثَنا أبي، عن محمدِ بنِ أبي يحيى الأسلميِّ، عن يزيدَ بنِ أبي أُمَيَّةَ الأعورِ، عن يوسُفَ بنِ عبدِ اللّٰهِ بنِ سَلامٍ، عن عبدِ اللّٰهِ ابنِ سَلامٍ، قال: رأيتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أخَذَ كِسْرَةً مِن خُبزِ الشَّعيرِ، فوضَعَ عليها

تَمْرَةً، وَقَالَ: "هٰذِهِ إِدَامُ هٰذِهِ" فَأَكَلَ.

[۱۷۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثنا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُعْجِبُهُ الثُّفْلُ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: يَعْنِيْ مَابَقِيَ مِنَ الطَّعَامِ.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ وُضُوْءِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ

کھانے سے پہلے نبی ﷺ کے ہاتھ دھونے کا بیان

حدیث (۱): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ بیت الخلاء سے تشریف لائے، آپؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، لوگوں نے عرض کیا: کیا ہم آپؐ کے لئے وضوء کا پانی نہ لائیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''مجھے وضوء کا حکم اسی وقت دیا گیا ہے جب مجھے نماز پڑھنی ہو (ترمذی ابواب الاطعمہ، باب ۳۹ حدیث ۱۸۴۲ تحفہ ۵: ۱۸۸) (کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے کے احکام اسی باب میں ہیں)

حدیث (۲): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ بیت الخلاء سے نکلے، پس کھانا پیش کیا گیا، پس آپؐ سے پوچھا گیا: کیا وضوء نہیں فرمائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''کیا مجھے نماز پڑھنی ہے جو میں وضوء کروں؟ (یہ روایت مسلم شریف کتاب الحیض (حدیث ۳۷۴/۱۱۸) میں ہے)

حدیث (۳): سلمان فارسیؓ کہتے ہیں: میں نے (اسلام سے پہلے) تورات میں یعنی یہود کی کتابوں میں پڑھا تھا کہ کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے سے کھانے میں برکت ہوتی ہے، میں نے یہ بات نبی ﷺ سے ذکر کی یعنی میں نے یہ مسئلہ آپؐ سے پوچھا، اور میں نے آپ کو وہ بات بھی بتائی جو میں نے تورات میں پڑھی تھی، پس آپؐ نے فرمایا: ''کھانے میں برکت: کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھونے سے، اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے سے ہوتی ہے''

(ترمذی، ابواب الاطعمہ، باب ۳۸ حدیث ۱۸۴۱ تحفہ ۵: ۱۸۷) (اس باب میں مسائل، روایات اور مذاہب کی تفصیل ہے)

[۲۷-] بابُ مَاجاءَ فِي صِفَةِ وُضُوْءِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ

[۱۷۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، ثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ الطَّعَامُ. فَقَالُوْا: أَلَا نَأْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ؟ قَالَ: "إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ إِذَا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ"

[۱۷۹-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ، ثنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: خَرَجَ رسولُ اللّٰهِ مِنَ الْغَائِطِ، فَأُتِيَ بِطَعَامٍ،

فَقِيلَ لَهُ: أَلَا تَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ: "أُصَلِّي فَأَتَوَضَّأُ؟"

[۱۸۰-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ثنا قَيْسُ بْنُ الرَّبِيعِ، ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثنا عَبْدُ الْكَرِيمِ الْجُرْجَانِيُّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ: إِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَرَأْتُهُ فِي التَّوْرَاةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ، وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ"

بَابُ مَاجَاءَ فِي قَوْلِ رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ الطَّعَامِ، وَبَعْدَ مَا يَفْرُغُ مِنْهُ

وہ اذکار جو رسول اللہ ﷺ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے

حدیث (۱): ابوایوب انصاریؓ کہتے ہیں: ہم ایک دن نبی ﷺ کے پاس تھے، آپؐ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، پس نہیں دیکھا میں نے کوئی کھانا: جو برکت کے اعتبار سے بڑا ہوا بتداء میں جب ہم نے کھایا، اور برکت کے اعتبار سے بہت کم ہوا ہے آخر میں۔ یعنی وہ کھانا شروع میں تو بڑا بابرکت معلوم ہوتا تھا، کافی نظر آتا تھا، مگر وہ کھانے کے ختم پر بالکل بے برکت ہوگیا، لوگ بھوکے رہ گئے: میں نے اس دن کے کھانے کے علاوہ کوئی کھانا ایسا نہیں دیکھا! پس ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! ایسا کیسے ہوگیا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہم نے اللہ کا نام لیا، جب کھانا شروع کیا (اس لئے شروع میں وہ زیادہ نظر آتا تھا) پھر (دسترخوان) پر وہ شخص بیٹھا جس نے کھایا، اور اس نے اللہ کا نام نہیں لیا، یعنی درمیان میں ایک شخص کھانے میں شریک ہوگیا، اور اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی، پس اس کے ساتھ شیطان نے کھایا (اور کھانا بے برکت ہوگیا)

تشریح: اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں: ایک: کھانا بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا چاہئے، اس سے کھانے میں برکت ہوتی ہے، دوسری: جو بعد میں کھانے میں شریک ہو وہ بھی بسم اللہ پڑھے، ورنہ برکت ختم ہوجائے گی —— اور یہ حدیث حسن ہے۔ حبیب بن اوس مقبول راوی ہے، وہ تابعی تھے، فتح مصر میں شریک تھے، پھر مصر ہی میں سکونت اختیار کرلی تھی —— اور راشد بن جندل یافعی مصری بھی ثقہ راوی ہے —— البتہ عبداللہ بن لہیعہ میں ضعف ہے، مگر ان کی حدیث حسن ہوتی ہے —— اور اس باب میں یہی ایک حدیث نئی ہے، اور یہ حدیث مسند احمد، اور بغوی کی شرح السنہ میں بھی ہے۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے، پس وہ شروع میں اپنے کھانے پر اللہ کا نام لینا بھول جائے، تو چاہئے کہ (یاد آنے پر) بسم اللہ اولہ و آخرہ کہہ لے (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں از اول تا آخر: من اولہ إلی آخرہ) (ترمذی، ابواب الاطعمہ، باب ۴۵ حدیث ۱۸۵۴، التحفہ ۵:۱۹۹)

حدیث (۳): عمر بن ابی سلمہؓ نبی ﷺ کے پاس پہنچے، آپؐ کے سامنے کھانا تھا، آپؐ نے فرمایا: ''نزدیک آجاؤ! میرے پیارے بچے! اللہ کا نام لو، دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور اپنی جانب سے کھاؤ! (ترمذی حدیث ۱۸۵۱ التحفہ ۵:۱۹۸)

حدیث (۴): ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ اپنے کھانے سے فارغ ہوتے تو کہتے: الحمد لله الذی أطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین: اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا (ترمذی، دعوات حدیث ۳۴۷۹ اسی جلد میں)

حدیث (۵): ابوامامہؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ کہا کرتے تھے: الحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه، غیرَ مُوَدَّعٍ، ولا مُسْتَغْنًى عنه، ربَّنا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں (میں تعریف کرتا ہوں:) بہت تعریف کرنا (ریاء وغیرہ سے) پاکیزہ تعریف کرنا، (ایسی تعریف کرنا) جس میں برکت (اضافہ) فرمائی گئی ہو۔ اے ہمارے پروردگار! (دسترخوان) رخصت کیا ہوا نہیں ہے یعنی ہمیشہ کے لئے نہیں اٹھایا جارہا، اور نہ اس سے بے نیاز ہوا گیا ہے یعنی ہمیں پھر کھانے کی حاجت ہوگی (اور اللہ کی نعمتوں کی طرف احتیاج کا اظہار بھی حمد ہے) (ترمذی، دعوات، حدیث ۳۴۷۹ اسی جلد میں)

حدیث (۶): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا تناول فرمارہے تھے کہ ایک بدّو آیا، وہ اس کو دو لقموں میں کھا گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ بسم اللہ پڑھتا تو کھانا تمہارے لئے کافی ہوجاتا!'' (ترمذی حدیث ۱۸۵۳، تحفہ ۵:۱۹۸ دولقموں میں بدّو کھانا کیسے کھا گیا؟ اس کی وضاحت تحفہ میں ہے)

حدیث (۷): نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یقیناً بندے کی اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ وہ کوئی کھانا کھائے یا کوئی چیز پیئے، پھر وہ اس پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے'' (ترمذی، اطعمہ، حدیث ۱۸۱۰ تحفہ ۵:۱۶۱)

[۲۸-] بابُ مَاجاءَ فِي قَوْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ الطَّعَامِ، وَبَعْدَ مَايَفْرُغُ مِنْهُ

[۱۸۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ جَنْدَلٍ الْيَافِعِيِّ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَوْسٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ، فَلَمْ أَرَطَعَامًا كَانَ أَعْظَمَ بَرَكَةً مِنْهُ أَوَّلَ مَا أَكَلْنَا، وَلَا أَقَلَّ بَرَكَةً فِي آخِرِهِ، قُلْنَا: يَارسولَ اللّٰهِ! كَيْفَ هٰذَا؟ قَالَ: " إِنَّا ذَكَرْنَا اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى حِيْنَ أَكَلْنَا، ثُمَّ قَعَدَ مَنْ أَكَلَ، وَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ تَعَالَى، فَأَكَلَ مَعَهُ الشَّيْطَانُ"

[۱۸۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، ثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، عَنْ بُدَيْلٍ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ، عَنْ عَائِشَةَ رضى الله عنها، قَالَتْ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ، فَنَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اللّٰهَ تَعَالَى عَلَى طَعَامِهِ، فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ"

[۱۸۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِيُّ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهُ: دَخَلَ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَعِنْدَهُ طَعَامٌ، فَقَالَ: "ادْنُ يَا بُنَيَّ! فَسَمِّ اللّٰهَ تَعَالَى، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ"

[١٨٤-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ أَبِي هَاشِمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ رِيَاحٍ، عَنْ رِيَاحِ بْنِ عَبِيْدَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ"

[١٨٥-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا رُفِعَتِ الْمَائِدَةُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ، يَقُوْلُ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، غَيْرَ مُوَدَّعٍ، وَلاَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ، رَبَّنَا!"

[١٨٦-] حدثنا أَبُوْ بَكْرٍ: مُحمدُ بْنُ أَبَانٍ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أُمِّ كُلْثُوْمٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ الطَّعَامَ فِيْ سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ. فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ"

[١٨٧-] حدثنا هَنَّادٌ، وَمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ لَيَرْضَى عَنِ الْعَبْدِ: أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ، أَوْ يَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَيَحْمَدَهُ عَلَيْهَا"

بابُ ماجاءَ فِي قَدَحِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے پیالے کا بیان

القَدَح: پانی یا نبیذ پینے کا پیالہ، گلاس جو اوپر سے یا نیچے سے پتلا ڈنڈی دار ہو..... ضَبَّبَ الْخَشَبَ: لکڑی پر لوہا چڑھانا۔

حدیث (۱): ثابت بنانی کہتے ہیں: انس رضی اللہ عنہ نے لکڑی کا ایک پیالہ موٹا اور پر لوہا چڑھا ہوا ہماری طرف نکالا یعنی طلبہ کو دکھایا، اور فرمایا: اے ثابت! یہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ہے (اس حدیث کی سند میں اختلاف ہے، اطراف مزی کا حاشیہ دیکھیں)

حدیث (۲): انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بخدا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس پیالے سے سبھی مشروبات پلائے ہیں: پانی، نبیذ، شہد اور دودھ (یہ حدیث مسلم کتاب الاشربہ میں ہے)

[۲۹-] بابُ ماجاءَ فِي قَدَحِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

[۱۸۸-] حدثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الأَسْوَدِ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ مُحمدٍ، ثنا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَدَحَ خَشَبٍ، غَلِيظًا مُضَبَّبًا بِحَدِيدٍ، فَقَالَ: يَاثَابِتُ! هذَا قَدَحُ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

[۱۸۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحمٰنِ، ثنا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ثنا حُمَيْدٌ، وَثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَقَدْ سَقَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ كُلَّهُ: الْمَاءَ، وَالنَّبِيْذَ، وَالْعَسَلَ، وَاللَّبَنَ.

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ فَاكِهَةِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کے پھلوں کی حالت کا بیان

حدیث(۱): نبی ﷺ کھیرا ککڑی: پکی ہوئی کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے۔

(ترمذی، اطعمہ، حدیث ۱۸۳۹ تحفہ ۵:۱۸۵)

حدیث(۲): نبی ﷺ خربوزے کو تازہ کھجور کے ساتھ ملا کر کھایا کرتے تھے (ترمذی حدیث ۱۸۳۸ تحفہ ۵:۱۸۴ میں ملانے کی وجہ بیان کی گئی ہے)

حدیث(۳): انسؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خربوزہ اور تازہ کھجوریں ملا کر کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

حدیث(۴): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ نے خربوزہ تازہ کھجوروں کے ساتھ ملا کر کھایا۔

حدیث(۵): ابوہریرہؓ کہتے ہیں: لوگ جب پہلا پھل (پکا ہوا) دیکھتے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لاتے، پس جب آپؐ اس کو لیتے تو کہتے: ''اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے پھلوں میں برکت فرما! اور ہمارے لئے ہمارے شہر میں برکت فرما! اور ہمارے لئے ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت فرما! اے اللہ! بیشک ابراہیم علیہ السلام آپ کے بندے اور آپ کے دوست اور آپ کے نبی تھے، اور بیشک میں آپ کا بندہ اور آپ کا نبی ہوں، اور انھوں نے آپ سے مکہ کے لئے دعا کی ہے، اور میں آپ سے مدینہ کے لئے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی انھوں نے مکہ کے لئے کی ہے، اور اس کے مانند اس کے ساتھ یعنی مدینہ میں مکہ سے ڈبل برکت فرما، ابوہریرہؓ کہتے ہیں: پھر چھوٹے بچے کو بلاتے جو آپ کو نظر پڑتا، پس وہ پھل اس کو دیتے (ترمذی، دعوات، حدیث ۳۴۷۶ اسی جلد میں)

حدیث(۶): رُبَیِّع کہتی ہیں: میرے چچا معاذ بن عفراءؓ نے مجھے تازہ کھجوروں کا ایک طبق دے کر، جس پر چھوٹی

روئیں دار ککڑیاں تھیں: نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا، اور نبی ﷺ کو ککڑی مرغوب تھی، پس میں اس کو لے کر آپؐ کے پاس پہنچیں، درانحالیکہ آپؐ کے پاس بحرین سے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے، پس آپؐ نے اس میں سے اپنا ہاتھ بھرا، پس وہ مجھے عنایت فرمایا۔

حدیث (۷): بھی یہی ہے: ربیع کہتی ہیں: میں خدمت نبوی میں تازہ کھجوروں اور روئیں دار ککڑیوں کا ایک تھال لے کر پہنچی، تو آپؐ نے مجھے اپنی ہتھیلی بھر کر زیور ہبہ کیا یا کہا: سونا دیا۔

[۳۰-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ فَاكِهَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۹۰-] حدثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ.

[۱۹۱-] حدثنا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِيُّ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَأْكُلُ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ.

[۱۹۲-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، ثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدًا يَقُولُ: أَوْ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ - قَالَ وَهْبٌ: وَكَانَ صَدِيقًا لَهُ - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَجْمَعُ بَيْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ.

[۱۹۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّمْلِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ الصَّلْتِ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَكَلَ الْبِطِّيخَ بِالرُّطَبِ.

[۱۹۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، ح: وَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى، ثَنَا مَعْنٌ، ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ، جَاءُوا بِهِ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَإِذَا أَخَذَهُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثِمَارِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَفِي مُدِّنَا، اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ، بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَمِثْلِهِ مَعَهُ" قَالَ: ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ، فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ.

[۱۹۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحمدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: بَعَثَنِي مُعَاذُ بْنُ عَفْرَاءَ

بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ، وَعَلَيْهِ أَجْرٌ مِنْ قِثَّاءٍ زُغْبٍ، وَكَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ الْقِثَّاءَ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ، وَعِنْدَهُ حِلْيَةٌ قَدْ قَدِمَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَمَلأَ يَدَهُ مِنْهَا، فَأَعْطَانِيْهِ.

[۱۹۶-] حدثنا عَلِيُّ حُجْرٍ، نَا شَرِيْكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحمدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَأَجْرٍ زُغْبٍ، فَأَعْطَانِيْ مِلْءَ كَفِّهِ حُلِيًّا، أَوْ قَالَتْ: ذَهَبًا.

بابُ ماجاءَ فِيْ صِفَةِ شَرَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے مشروبات کی حالت کا بیان

حدیث (۱): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کو مشروبات میں سے زیادہ پسند میٹھا ٹھنڈا تھا (جیسے شہد ملا ہوا پانی یا کھجور کی نبیذ وغیرہ) (ترمذی، اشربہ، حدیث ۱۸۹۱ باب ۲۱ تحفہ ۵: ۲۳۳)

سند کا بیان: یہ حدیث امام زہری کی مرسل روایت ہے (اور امام زہری کی مرسل روایتیں ضعیف ہوتی ہیں) سفیان بن عیینہ نے اس کی جو سند حضرت عائشہؓ تک پہنچائی ہے وہ صحیح نہیں، ابن المبارک، معمر، یونس اور عبدالرزاق وغیرہ اس کو مرسل روایت کرتے ہیں، اور یہی صحیح ہے۔

حدیث (۲): ابن عباسؓ کہتے ہیں: میں اور خالد بن الولید: رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میمونہؓ کے گھر میں داخل ہوئے (میمونہؓ دونوں کی خالہ ہیں) پس وہ ہمارے پاس دودھ کا ایک برتن لائیں، پس رسول اللہ ﷺ نے نوش فرمایا، اور میں آپؐ کی دائیں جانب تھا، اور خالد بائیں جانب، پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''بچا ہوا پینے کا حق تمہارا ہے، پس اگر تم چاہو یعنی اجازت دو تو میں بچے ہوئے کے ساتھ خالد کو ترجیح دوں'' (کیونکہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں) میں نے کہا: میں آپؐ کے بچے ہوئے کے ساتھ کسی کو ترجیح نہیں دیتا (پس آپؐ نے برتن ابن عباس کو تھما دیا) پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ کوئی کھانا کھلائیں تو چاہئے کہ وہ کہے: ''اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت فرما، اور ہمیں اس سے بہتر کھلا، اور جس کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائیں: وہ کہے: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت فرما، اور ہمیں مزید دودھ پلا!'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دودھ کے علاوہ کوئی چیز کھانے اور پانی کی جگہ کافی نہیں''

(ترمذی، دعوات، باب ۵۶ حدیث ۳۴۷۷ اسی جلد میں)

سند کا بیان: ام المؤمنین میمونہؓ: حضرات خالد، ابن عباس اور یزید بن الاصم کی خالہ ہیں۔ اور اس حدیث کی سند میں ایک راوی عمر بن ابی حرملہ ہے۔ اس کا نام عُمر ہے یا عَمرو؟ ابن جدعان کے شاگردوں میں اختلاف ہے، صحیح نام عُمر ہے۔ (امام ترمذیؒ نے دونوں روایتوں پر کلام جمع کر دیا ہے، قارئین غور سے پڑھیں)

[۳۱-] باب ماجاء في صفة شراب رسول الله صلى الله عليه وسلم

[۱۹۷-] حدثنا ابن أبي عمر، ثنا سفيان، عن معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة رضي الله عنها، قالت: كان أحب الشراب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الحلو البارد.

[۱۹۸-] حدثنا أحمد بن منيع، ثنا إسماعيل بن إبراهيم، أنا علي بن زيد، عن عمر: هو ابن أبي حرملة، عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: دخلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا وخالد ابن الوليد على ميمونة، فجاءتنا بإناء من لبن، فشرب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأنا على يمينه، وخالد عن شماله، فقال لي: الشربة لك، فإن شئت آثرت بها خالدا، فقلت: ما كنت لأوثر على سؤرك أحدا، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من أطعمه الله طعاما، فليقل: اللهم بارك لنا فيه، وأطعمنا خيرا منه، ومن سقاه الله لبنا، فليقل: اللهم بارك لنا فيه، وزدنا منه" قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ليس شيئ يجزئ مكان الطعام والشراب غير اللبن"

قال أبو عيسى: هكذا روى سفيان بن عيينة هذا الحديث، عن معمر، عن الزهري، عن عروة، عن عائشة رضي الله عنها، ورواه عبد الله بن المبارك، وعبد الرزاق، وغير واحد عن معمر، عن الزهري، عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا، ولم يذكر فيه: عروة، عن عائشة، وهكذا روى يونس وغير واحد عن الزهري، عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا، قال ابو عيسى: وإنما أسنده ابن عيينة من بين الناس.

وميمونة بنت الحارث زوج النبي صلى الله عليه وسلم: هي خالة خالد بن الوليد، وخالة ابن عباس رضي الله عنهم وخالة يزيد بن الأصم.

واختلف الناس في رواية هذا الحديث عن علي بن زيد بن جدعان: فروى بعضهم عن علي بن زيد، عن عمر بن أبي حرملة، وروى شعبة، عن علي بن زيد، فقال: عن عمرو بن حرملة، والصحيح: عمر بن أبي حرملة.

باب ماجاء في صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی پینے کی حالت کا بیان

حدیث (۱): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے کھڑے ہوکر زمزم نوش فرمایا (ترمذی، اشربہ، حدیث ۱۸۷۷ تحفہ ۶: ۲۲۵)

حدیث (۲): عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے پیتے ہوئے دیکھا

ہے (حوالہ بالا حدیث ۱۸۷۸)

حدیث (۳): ابن عباسؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو زمزم پلایا، پس آپؐ نے پیا درانحالیکہ آپ کھڑے تھے (یہ پہلی ہی حدیث ہے)

حدیث (۴): نزال کہتے ہیں: علیؓ کے پاس پانی کا ایک ڈونگا لایا گیا، درانحالیکہ وہ رَحبہ (کوفہ میں ایک جگہ) میں تھے، پس آپؓ نے اس میں سے ایک چلو لیا، اور اس سے اپنے ہاتھ دھوئے، اور کلی کی اور ناک صاف کی، اور اپنے چہرے، دونوں ہاتھوں اور سر پر مسح کیا، پھر اس میں سے پیا درانحالیکہ آپؓ کھڑے تھے، پھر فرمایا: یہ اس شخص کی وضوء ہے جس کی وضوء نہیں ٹوٹی، اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا ہے (بخاری اشربہ حدیث ۵۶۱۵ و ۵۶۱۶)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ برتن میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے، اور فرماتے تھے کہ یہ زیادہ خوشگوار ہے (اس طرح پینے سے مشروب جسم میں رچتا پچتا ہے) اور اس طرح پینے سے سیرابی خوب حاصل ہوتی ہے، یعنی صحت کے لئے زیادہ مفید ہے (ترمذی، اشربہ حدیث ۱۸۷۹ تحفہ ۵:۲۲۷)

حدیث (۶): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب کوئی چیز پیتے تھے تو درمیان میں دو مرتبہ سانس لیتے تھے (پس مشروب کے تین ٹکڑے ہونگے) (ترمذی، اشربہ، حدیث ۱۸۸۲ تحفہ ۵:۲۲۸)

حدیث (۷): کبشہؓ کہتی ہیں: ایک مرتبہ نبی ﷺ میرے گھر تشریف لائے، آپؐ نے ایک لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے کھڑے ہوکر پانی پیا، پس میں مشکیزہ کی طرف اٹھی اور میں نے اس کا منہ کاٹ لیا (اور تبرکا رکھ لیا) (ترمذی، اشربہ، حدیث ۱۸۸۸ تحفہ ۵:۲۳۲)

حدیث (۸): انسؓ برتن میں تین سانس لیا کرتے تھے اور انھوں نے کہا کہ نبی ﷺ بھی برتن میں تین سانس لیا کرتے تھے (ترمذی، اشربہ، حدیث ۱۸۷۹ تحفہ ۵:۲۲۷)

حدیث (۹): انسؓ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ ام سلیم کے گھر تشریف لائے، اور ایک مشک لٹکی ہوئی تھی، آپؐ نے مشکیزے کے منہ سے پیا، درانحالیکہ آپ کھڑے تھے، پس ام سلیم مشکیزے کے منہ کی طرف اٹھیں، اور اس کو کاٹ لیا (اور انھوں نے کہا: تاکہ کوئی اور شخص نبی ﷺ کے پینے کے بعد اس مشکیزے سے نہ پیئے) (تحفہ ۵:۲۳۱)

حدیث (۱۰): سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کھڑے کھڑے مشروب پیا کرتے تھے (ترمذی میں دو باب ہیں: کھڑے ہوکر پینے کی ممانعت کا اور جواز کا، تفصیل تحفہ ۵:۲۲۲ میں ہے)

[۳۲-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ شُرْبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۱۹۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنَا هُشَيْمٌ، أَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، وَمُغِيرَةُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ، وَهُوَ قَائِمٌ.

[٢٠٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُسَيْنِ الْمُعَلِّمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّهِ صلى الله عليه وسلم يَشْرَبُ قَائِمًا وَقَاعِدًا.

[٢٠١-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَقَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مِنْ زَمْزَمَ، فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ.

[٢٠٢-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ: مُحمدُ بْنُ الْعَلاَءِ، وَمُحمدُ بْنُ طَرِيْفٍ الْكُوْفِيُّ، قَالاَ: أَنْبَأَنَا ابْنُ الْفُضَيْلِ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ النَّزَّالِ بْنِ سَبْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ عَلِيٌّ بِكُوْزٍ مِنْ مَاءٍ، وَهُوَ فِي الرَّحْبَةِ، فَأَخَذَ مِنْهُ كَفًّا، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، وَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ، وَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَرَأْسَهُ، ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ قَالَ: هٰذَا وُضُوْءُ مَنْ لَمْ يُحْدِثْ، هٰكَذَا رَأَيْتُ رسولَ اللّهِ صلى الله عليه وسلم فَعَلَ.

[٢٠٣-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَيُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِي عِصَامٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلاَثًا إِذَا شَرِبَ، وَيَقُوْلُ: "هُوَ أَمْرَأُ وَأَرْوَى"

[٢٠٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، أَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ رِشْدِيْنَ بْنِ كُرَيْبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَيْنِ.

[٢٠٥-] حدثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ، عَنْ جَدَّتِهِ كَبْشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النبيُّ صلى الله عليه وسلم، فَشَرِبَ مِنْ فِي قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا، فَقُمْتُ إِلَى فِيْهَا فَقَطَعْتُهُ.

[٢٠٦-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّهِ، قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلاَثًا، وَزَعَمَ أَنَسٌ أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الإِنَاءِ ثَلاَثًا.

[٢٠٧-] حدثنا عَبْدُ اللّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ زَيْدٍ ابنِ ابْنَةِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَى أُمِّ سُلَيْمٍ، وَقِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ، وَهُوَ قَائِمٌ، فَقَامَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَأْسِ الْقِرْبَةِ، فَقَطَعَتْهَا.

[٢٠٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحمدٍ الْفَرْوِيُّ، حَدَّثَتْنَا عَبِيْدَةُ بِنْتُ نَائِلٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهَا: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا. قَالَ أَبُوْ عِيسَى: وَقَالَ بَعْضُهُمْ: عُبَيْدَةُ بِنْتُ نَابِلٍ.

باب ماجاءَ فِي تَعَطُّرِ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کے خوشبو لگانے کا بیان

حدیث (۱): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک قسم کی مشک ملی ہوئی خوشبو (یا عطردان) تھی، اس سے آپؐ خوشبودار ہوتے تھے یعنی اس میں سے آپ خوشبو لگاتے تھے (یہ روایت ابوداؤد باب الترجل میں بھی ہے)

حدیث (۲): ثمامہ کہتے ہیں: انسؓ خوشبو نہیں لوٹاتے تھے، اور انھوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (بھی) خوشبو نہیں لوٹاتے تھے (ترمذی، استیذان، حدیث ۲۷۹۳ تحفہ ۶: ۵۵۲)

حدیث (۳): ابن عمرؓ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں لوٹائی نہیں جائیں: تکیہ، تیل (عطر) اور دودھ'' (ترمذی، استیذان، حدیث ۲۷۹۴ تحفہ ۶: ۵۵۲)

حدیث (۴): نبی ﷺ نے فرمایا: مردوں کی خوشبو وہ ہے: جس کی بو ظاہر ہو، اور اس کا رنگ پوشیدہ ہو، اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے: جس کا رنگ ظاہر ہو، اور اس کی بو پوشیدہ ہو (ترمذی، استیذان، حدیث ۲۷۹۱ تحفہ ۵: ۵۵۰)

حدیث (۵): ابوعثمان نہدی (تابعی) کہتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نازبو (یا کوئی بھی خوشبو) دیا جائے تو وہ اس کو نہ لوٹائے، کیونکہ وہ جنت سے نکلی ہے (ریحان (نازبو) ایک خوشبودار پودہ ہے، اور ہر خوشبودار پودے کو مثلاً گلاب کے پھول کو بھی ریحان کہتے ہیں، اور یہ حدیث مرسل (ضعیف) ہے (ترمذی، استیذان، حدیث ۲۷۹۵ تحفہ ۶: ۵۲۲)

سند کا بیان: حنان اسدی کی یہی ایک روایت ہے، اور ابن ابی حاتم نے کتاب الجرح والتعدیل میں لکھا ہے: حنان اسدی: قبیلۂ اسد بن شریک کا تھا، بُردوں کا کاروبار کرتا تھا، اور مسدد بن مسرہد کے والد کا چچا تھا، وہ ابوعثمان نہدی سے روایت کرتا ہے، اور اس سے حجاج الصواف روایت کرتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے یہ بات اپنے والد سے سنی ہے، یعنی یہ راوی مجہول سا ہے (سند کی باقی تفصیل تحفہ ۶: ۵۵۱ میں ہے)

حدیث (۶): جریر بن عبداللہ بجلیؓ کہتے ہیں: میں حضرت عمرؓ کے سامنے (معائنہ کے لئے) پیش کیا گیا (کمانڈر فوجیوں کا معائنہ کیا کرتا ہے) پس جریرؓ نے اپنی چادر رکھ دی، اور لنگی میں چلے یعنی صرف لنگی پہن کر معائنہ کرایا۔ پس حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: اپنی چادر لے لو یعنی اوڑھ لو، کیونکہ معائنہ ہوچکا۔ پھر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا: ''میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کوئی آدمی نہیں دیکھا، مگر وہ بات جو ہمیں حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت یعنی خوبصورتی کے بارے میں پہنچی ہے یعنی وہ جریر سے بھی زیادہ خوبصورت ہونگے، ان کے علاوہ کوئی شخص ایسا خوبصورت نہیں دیکھا۔

تشریح: یہ حدیث صرف شمائل میں ہے اور امام ترمذیؒ کا استاذ عمر بن اسماعیل متروک راوی ہے، اس لئے یہ

حدیث ضعیف ہے، اور اس حدیث کا باب سے تعلق بھی واضح نہیں، مگر یہ کہ کہا جائے کہ خوبصورتی اور زیبائش میں چولی دامن کا ساتھ ہے اور تعطر (خوشبودار ہونا) زیبائش کے جلو میں چلتا ہے یعنی خوشبو لگانا منجملہ اسباب زینت ہے، جیسے نبی ﷺ کائنات میں سب سے زیادہ حسین وجمیل تھے، اس لئے آپ بہتر سے بہتر خوشبو استعمال فرماتے تھے، چنانچہ آپ کا پسینہ بھی خوشبو سے زیادہ معطر ہوگیا تھا۔

[۳۳-] بابُ ماجاءَ فِيْ تَعَطُّرِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۲۰۹-] حدثنا محمدُ بْنُ رَافِعٍ، وَغيرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، ثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابنِ الْمُخْتَارِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كَانَ لِرَسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا.

[۲۱۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَايَرُدُّ الطِّيْبَ، وَقَالَ أَنَسٌ: إِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ لَايَرُدُّ الطِّيْبَ.

[۲۱۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدُبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "ثَلَاثٌ لَاتُرَدُّ: الْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ، وَاللَّبَنُ"

[۲۱۲-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "طِيْبُ الرِّجَالِ: مَا ظَهَرَ رِيْحُهُ، وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيْبُ النِّسَاءِ: مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ، وَخَفِيَ رِيْحُهُ"

حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ، عَنِ الطُّفَاوِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ بِمَعْنَاهُ.

[۲۱۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ خَلِيفَةَ، وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ، عَنْ حَنَانٍ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرَّيْحَانَ فَلَا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ"

قَالَ أبو عيسى: لَانَعْرِفُ لِحَنَانٍ غَيْرَ هٰذَا الحديثِ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ كِتَابِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ: حَنَانٌ الْأَسَدِيُّ: مِنْ بَنِيْ أَسَدِ بْنِ شَرِيْكٍ، وَهُوَ صَاحِبُ الرَّقِيْقِ، عَمُّ وَالِدِ مُسَدَّدٍ، وَرَوَى عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، وَرَوَى عَنْهُ الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ عُثْمَانَ الصَّوَّافُ، وَسَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ.

[۲۱۴-] حدثنا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا أَبِيْ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ

أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: عُرِضْتُ بَيْنَ يَدَيْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَلْقَى جَرِيْرٌ رِدَاءَهُ، وَمَشَى فِيْ إِزَارٍ، فَقَالَ لَهُ: خُذْ رِدَاءَكَ، فَقَالَ عُمَرُ لِلْقَوْمِ: مَا رَأَيْتُ رَجُلاً أَحْسَنَ صُوْرَةً مِنْ جَرِيْرٍ، إِلاَّ مَابَلَغَنَا مِنْ صُوْرَةِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

بابٌ كَيْفَ كَانَ كَلاَمُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟

نبی ﷺ کا اندازِ گفتگو کیسا تھا؟

حدیث (۱): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کی گفتگو آپ لوگوں کی طرح لگا تار (جلدی جلدی) نہیں ہوتی تھی، بلکہ آپؐ صاف واضح گفتگو فرماتے تھے، تاکہ آپؐ کے پاس بیٹھنے والا اچھی طرح سے بات محفوظ کرلے (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۶۸، اسی جلد میں)

حدیث (۲): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ (کبھی) کلام کو تین مرتبہ دوہراتے تھے، تاکہ آپ کی بات اچھی طرح سمجھ لی جائے (حوالہ بالا حدیث ۳۶۶۹)

حدیث (۳): حضرت حسنؓ کہتے ہیں: میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہؓ سے پوچھا: اور وہ نبی ﷺ کا حلیہ بہت عمدہ بیان کرتے تھے، میں نے ان سے کہا: آپؓ میرے لئے نبی ﷺ کا اندازِ گفتگو بیان فرمائیں، انھوں نے کہا:

[۱-] كان رسولُ الله صلى الله عليه وسلم مُتَوَاصِلَ الْأَحْزَانِ، دَائِمَ الْفِكْرَةِ، ليستْ له راحةٌ، طويلَ السَّكْتِ، لايتكلم في غيرِ حاجةٍ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ مسلسل غموں میں رہتے تھے، ہروقت سوچتے رہتے تھے، آپؐ کے لئے ذرا بھی راحت نہیں تھی، اکثر اوقات خاموش رہتے تھے، بلاضرورت گفتگو نہیں فرماتے تھے۔

تشریح: یہ سب جملے ایک دوسرے کی وضاحت کرتے ہیں۔ مسلسل غموں میں رہتے تھے یعنی سوچتے رہتے تھے، تھوڑی دیر کے لئے بھی سوچنا موقوف نہیں کرتے تھے، اور جو سوچتا ہے وہ خاموش رہتا ہے، اِدھر اُدھر کی باتیں نہیں کرتا، اور یہ اندازِ گفتگو کی تمہید ہے۔ رہی یہ بات کہ آپ کیا سوچتے تھے؟ اس کی وضاحت اب کون کرسکتا ہے؟!

[۲-] يَفْتَتِحُ الكلامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، كلامُه فَصْلٌ، لَافُضُوْلَ ولاَ تَقْصِيْرَ.

ترجمہ: گفتگو شروع فرماتے اور گفتگو ختم فرماتے اپنی باچھوں سے یعنی منہ بھر کر گفتگو فرماتے تھے، نوکِ زبان سے کٹے کٹے الفاظ نہیں بولتے تھے، اور آپؐ جامع الفاظ سے گفتگو فرماتے تھے (جن کے الفاظ تھوڑے اور معانی بہت ہوتے ہیں) آپ کی گفتگو جدا جدا ہوتی تھی یعنی بات سے بات ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی، آپؐ کا کلام نہ مقصد سے زائد ہوتا تھا نہ کوتاہ!

لغت: الشِّدْق: گوشۂ لب، باچھ، دائیں بائیں جہاں دونوں ہونٹ ملتے ہیں۔

[۳-] لَيْسَ بِالْجَافِي وَلَا الْمُهِينِ، يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ، لَايَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا، غير أنه لم يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَاقًا، وَلَا يَمْدَحُهُ.

ترجمہ: آپؐ نہ سخت مزاج تھے، نہ رسوا کرنے والے، یعنی کسی کو شرمندہ نہیں کرتے تھے، اللہ کی نعمت کو بڑا سمجھتے تھے، اگرچہ معمولی ہو، کسی بھی نعمت کی برائی نہیں کرتے تھے، خاص طور پر کھانے کی نہ تو مذمت فرماتے تھے، اور نہ اس کی تعریف کرتے تھے۔

تشریح: کھانا: اللہ کی نعمت ہے، اس لئے اس کی برائی نہیں کرتے تھے، پسندِ خاطر ہوتا تو نوش فرماتے، ورنہ چھوڑ دیتے، اور کھانے کی بے حد تعریف: حرص کا شبہ پیدا کرتی ہے، اس لئے اس سے بھی بچتے تھے، البتہ کبھی کسی کی دلداری کے لئے کچھ تعریف کی ہے، جیسے فرمایا: سرکہ بہترین لاون ہے۔

[۴-] وَلَا تُغْضِبُهُ الدنيا، وَلَا مَاكَانَ لَهَا، فَإِذَا تُعُدِّيَ الحقُّ لَمْ يَقُمْ لِغَضَبِهِ شَيْئٌ، حَتى يَنْتَصِرَ له، وَلَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ، وَلَا يَنْتَصِرُ لها.

ترجمہ: اور دنیا آپؐ کو غضبناک نہیں کرتی تھی، اور نہ وہ چیزیں جو دنیا کے لئے ہیں یعنی دنیا کے کسی معاملہ میں آپؐ کو سخت غصہ نہیں آتا تھا، البتہ جب حق بات سے تجاوز کیا جاتا، یعنی کسی امر شرعی کی خلاف ورزی کی جاتی، تو اس وقت آپؐ کے غصہ کی کوئی تاب نہیں لاسکتا تھا، یہاں تک کہ آپؐ اس امر حق کا انتقام لے لیں، یعنی مجرم کو سزا دیدیں۔ اور آپؐ اپنی ذات کے لئے غضبناک نہیں ہوتے تھے، اور نہ اپنی ذات کے لئے انتقام لیتے تھے (بلکہ گستاخی کرنے والے سے درگذر فرماتے تھے)

[۵-] وإِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا، وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا، وَإِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا، وَضَرَبَ بِرَاحَتِهِ الْيُمْنَى بَطْنَ إِبْهَامِهِ الْيُسْرَى.

ترجمہ: اور جب آپؐ (دورانِ کلام) اشارہ فرماتے تو اپنی پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے، اور جب آپؐ کو کسی بات پر حیرت ہوتی تو ہتھیلی کو پلٹتے، اور جب آپؐ بات فرماتے تو اس کو ہتھیلی کے ساتھ ملاتے یعنی گفتگو کے ساتھ ہتھیلی سے اشارہ فرماتے، اور (دورانِ گفتگو) اپنی داہنی ہتھیلی کو بائیں انگوٹھے کے اندرونی حصہ پر مارتے۔

[۶-] وإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، وَإِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ، جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ، يَفْتَرُّ عن مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ.

ترجمہ: اور جب آپ غضبناک ہوتے تو روگردانی کرتے اور بے توجہی برتتے، اور جب خوش ہوتے تو آنکھ بند کرلیتے، عام طور پر آپ کی ہنسی مسکرانا ہوتا تھا۔ اس وقت دندانِ مبارک اولوں کی طرح (سفید چمکدار) ظاہر ہوتے تھے (یہ حدیث: حدیث نمبر ۷ کا حصہ ہے)

لغات: أَشَاحَ وَجْهَهُ وبوجهه عنه: نفرت وکراہت سے منہ پھیرلینا ...... اِفْتَرَّ فلانٌ: اتنا ہنسنا کہ دانت کھل

جامیں.....لفظ مثل زائد ہے، تحسین کلام کے لئے لایا گیا ہے۔

[۳۴-] بابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟

[۲۱۵-] حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا، وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ، يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ.

[۲۱۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيىٰ، ثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ: سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُثَنّٰى، عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا، لِتُعْقَلَ عَنْهُ.

[۲۱۷-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، أَنْبَأنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعِجْلِيُّ، ثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ، مِنْ وَلَدِ أَبِيْ هَالَةَ زَوْجِ خَدِيْجَةَ، يُكْنٰى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابنٍ لِأَبِيْ هَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ خَالِيْ هِنْدَ بْنَ أَبِيْ هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا، قُلْتُ: صِفْ لِيْ مَنْطِقَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:

[۱-] كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُتَوَاصِلَ الأَحْزَانِ، دَائِمَ الْفِكْرَةِ، لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ، طَوِيْلَ السَّكْتِ، لَايَتَكَلَّمُ فِيْ غَيْرِ حَاجَةٍ.

[۲-] يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، كَلَامُهُ فَصْلٌ، لَا فُضُوْلَ وَلَا تَقْصِيْرَ.

[۳-] لَيْسَ بِالْجَافِيْ وَلَا الْمُهِيْنِ، يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ وَإِنْ دَقَّتْ، لَايَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَاقًا، وَلَا يَمْدَحُهُ.

[۴-] وَلَا تُغْضِبُهُ الدُّنْيَا، وَلَا مَاكَانَ لَهَا، فَإِذَا تُعُدِّيَ الْحَقُّ لَمْ يَقُمْ لِغَضَبِهِ شَيْءٌ، حَتّٰى يَنْتَصِرَ لَهُ، لَا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ، وَلَا يَنْتَصِرُ لَهَا.

[۵-] إِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا، وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا، وَإِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا، وَضَرَبَ بِرَاحَتِهِ الْيُمْنٰى بَطْنَ إِبْهَامِهِ الْيُسْرٰى.

[۶-] وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، وَإِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ، يَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ.

بابُ ماجاءَ فِي ضَحِكِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے ہنسنے کا بیان

حدیث (۱): جابرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی پنڈلیوں میں پتلا پن تھا، اور آپؐ کا ہنسنا بس مسکرانا ہی ہوتا تھا، اور میں

جب آپ کی طرف دیکھتا تو (دل میں) کہتا: آپ کی آنکھیں سرگیں ہیں، حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا (بلکہ فطری طور پر آنکھیں سرگیں تھیں) (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۴۵ اسی جلد میں)

حدیث (۳و۲): عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے زیادہ مسکرانے والا کوئی شخص نہیں دیکھا (یہ حدیث ضعیف ہے، اس کی سند میں ابن لہیعہ ہیں، اور دوسری سند سے جو یزید کی ہے، حدیث اس طرح ہے:)
حضرت عبداللہ بن الحارث کہتے ہیں: نبی ﷺ کا ہنسنا نہیں تھا مگر مسکرانا۔ یعنی آپ بس مسکراتے تھے، ہنستے بہت کم تھے (یہ حدیث صحیح ہے، آپ کا ہنسنا عام طور پر بس مسکرانا ہوتا تھا، اور گذشتہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے، یہ بات صحیح نہیں) (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۴۰ و ۳۶۴۱ یہ حدیثیں اسی جلد میں ہیں)۔

حدیث (۴): نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اس آخری شخص کو جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا، اور اس آخری شخص کو جو جہنم سے نکلے گا (یہ ایک ہی شخص ہے) قیامت کے دن ایک آدمی لایا جائے گا۔ پس (فرشتوں سے) کہا جائے گا: اس کے سامنے اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو، اور اس کے بڑے گناہ چھپادو، پس اس سے پوچھا جائے گا: تو نے فلاں دن یہ اور یہ کام کیا ہے؟ اور وہ اقرار کرنے والا ہوگا، انکار نہیں کرے گا، اور وہ بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا (کہ جب ان کا نمبر آئے گا تو کیا ہوگا؟) پس کہا جائے گا: اس کو ہر برائی کی جگہ جو اس نے کی ہے ایک نیکی دو، پس وہ کہے گا: میں نے اور بھی کچھ گناہ کیے ہیں جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا یعنی وہ گناہ پہلے حاضر کیے جائیں، پھر ان کو نیکیوں سے بدلا جائے، ابوذرؓ کہتے ہیں: بخدا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں! (ترمذی، صفۃ جہنم، حدیث ۲۵۹۶ تحفہ ۶: ۳۶۲) (شمائل میں ابی لاعلم اول رجل تھا، تصحیح سنن ترمذی سے کی ہے)

حدیث (۵و۶): جریرؓ کہتے ہیں: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں: نبی ﷺ نے مجھ سے پردہ نہیں کیا یعنی جب بھی میں نے اجازت طلب کی اجازت دیدی۔ اور جب بھی نبی ﷺ نے مجھے دیکھا ہے: آپ مسکرائے ہیں (یہ مسکرانا اکرام کے لئے تھا، ترمذی، مناقب، حدیث ۳۸۵۲ و ۳۸۵۳ یہ حدیثیں اسی جلد میں ہیں، اور دونوں سندوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی سند میں زائدہ کے استاذ بیان بن بشر احمسی ہیں، اور دوسری سند میں اسماعیل بن خالد، اور کچھ فرق نہیں)

حدیث (۷): نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ ایک شخص جہنم سے گھسٹتا ہوا نکلے گا، پس اس سے کہا جائے گا: چل اور جنت میں داخل ہو جا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: پس وہ جائے گا، تاکہ جنت میں داخل ہو، پس وہ لوگوں کو پائے گا کہ انھوں نے سب جگہیں گھیر لی ہیں، پس وہ لوٹ آئے گا۔ اور کہے گا: اے میرے رب! لوگوں نے سب جگہیں لے لی ہیں، پس اس سے کہا جائے گا: کیا تجھے (دنیا کا) وہ زمانہ یاد ہے جس میں تو تھا؟ وہ کہے گا: ہاں! پس اس سے کہا جائے گا: (اب تو) آرزو کر یعنی تجھے کتنی جنت چاہئے، اس کی تمنا کر، نبی ﷺ نے فرمایا: پس وہ آرزو کرے گا۔ پس اس سے کہا جائے گا: تیرے لئے وہ ہے جس کی تو نے آرزو کی،

اور دنیا کا دس گنا! نبی ﷺ نے فرمایا: پس وہ کہے گا: کیا آپ میرے ساتھ ٹھٹھا کرتے ہیں درانحالیکہ آپ شہنشاہ ہیں؟ راوی کہتے ہیں: پس بخدا! میں نے نبی ﷺ کو دیکھا: آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں! (ترمذی، صفۃ جہنم، حدیث ۲۵۹۲ تحفہ ۳۶۱:۶)

حدیث (۸): علی بن ربیعہ والبی کوفی کہتے ہیں: میں علیؓ کے پاس تھا۔ آپؓ کے پاس ایک سواری لائی گئی، تاکہ آپؓ اس پر سوار ہوں، پس جب آپؓ نے رکاب میں پیر رکھا تو کہا: بسم اللہ، پھر جب آپؓ اس کی پیٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے تو کہا: الحمد للہ! پھر آپؓ نے پڑھا: ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا﴾ الآیۃ پھر تین مرتبہ الحمد للہ، اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا، پھر کہا: آپ کی ذات پاک ہے، میں نے یقیناً اپنے نفس پر ظلم کیا، پس آپ میری بخشش فرمادیں، کیونکہ آپ کے علاوہ گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں! ـــــ پھر آپؓ ہنسے، علی بن ربیعہ نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کیوں ہنسے؟ آپؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپؐ نے ویسا ہی کیا جیسا میں نے کیا، پھر آپؐ ہنسے، تو میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کیوں ہنسے؟ آپؐ نے فرمایا: ”بیشک آپ کے پروردگار تعجب کرتے ہیں اپنے بندے سے جب وہ کہتا ہے: اے میرے پروردگار! میرے گناہ بخشش دیں! میرا بندہ جانتا ہے کہ گناہوں کو میرے علاوہ کوئی بخشنے والا نہیں (ترمذی، دعوات، حدیث ۳۴۶۹ اسی جلد میں)

حدیث (۹): حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: بخدا! میں نے غزوۂ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپؐ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں، صاحبزادے عامر کہتے ہیں: پس میں نے پوچھا: اس کا واقعہ کیا ہے؟ حضرت سعدؓ نے کہا: ایک (کافر) آدمی کے پاس ڈھال تھی، اور سعد ماہر تیر انداز تھے، اور وہ کافر ڈھال سے ایسا اور ایسا کرتا تھا: ڈھانکتا تھا وہ اپنی پیشانی کو یعنی وہ کبھی ڈھال سے منہ نکال کر دیکھتا اور کبھی اس کے پیچھے چھپ جاتا تھا، پس اس کے لئے سعدؓ نے ایک تیر کھینچا یعنی تیار رہے پس جب اس نے اپنا سر اٹھایا یعنی ڈھال سے سر نکالا تو سعدؓ نے اس کو تیر مارا، پس نہیں چوکا یہ تیر اس سے یعنی اس کی پیشانی سے، تیر اس کی پیشانی پر لگا، اور وہ الٹ گیا، اور اس نے اپنا پیر اوپر اٹھالیا یعنی وہ اُلر گیا، پس نبی ﷺ ہنسے، یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں کھل گئیں۔ عامر نے پوچھا: آپ کس بات سے ہنسے؟ حضرت سعدؓ نے کہا: اس آدمی کے ساتھ (سعدؓ کے) کرنے سے یعنی حضرت سعدؓ کے تیر سے وہ جو چاروں خانے چیت ہوگیا اور اس کے پیر اُلر گئے، اس پر آنجنابؐ ہنسے! (اس حدیث کا راوی محمد بن محمد بن الاسود مستور ہے، اور اس باب میں یہی ایک نئی حدیث ہے)

[۳۵-] بابُ ماجاءَ فِی ضَحِکِ رسولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

[۲۱۸-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ، ثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، أَنَا الْحَجَّاجُ: وَهُوَ ابْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ

حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ فِي سَاقَيْ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم حُمُوشَةٌ، وَكَانَ لَايَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا، فَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ، قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ.

[۲۱۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ ابْنِ جَزْءٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم.

[۲۲۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ السَّيْلَحَانِيُّ، ثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: مَاكَانَ ضَحِكُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَّا تَبَسُّمًا. قَالَ أَبُو عيسى: هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ حَدِيثِ لَيْثِ بْنِ سَعْدٍ.

[۲۲۱-] حدثنا أَبُو عَمَّارٍ: الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ، ثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ رَجُلٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، وَآخِرَ رَجُلٍ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ، يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: اعْرِضُوا عَلَيْهِ صِغَارَ ذُنُوبِهِ، وَتُخَبَّأُ عَنْهُ كِبَارُهَا. فَيُقَالُ لَهُ: عَمِلْتَ يَوْمَ كَذَا: كَذَا وَكَذَا؟ وَهُوَ مُقِرٌّ لَايُنْكِرُ، وَهُوَ مُشْفِقٌ مِنْ كِبَارِهَا، فَيُقَالُ: أَعْطُوهُ مَكَانَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلَهَا حَسَنَةً، فَيَقُولُ: إِنَّ لِي ذُنُوبًا، مَا أَرَاهَا هَاهُنَا، قَالَ أَبُو ذَرٍّ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

[۲۲۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَآنِي إِلَّا ضَحِكَ.

[۲۲۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثَنَا زَائِدَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَاحَجَبَنِي رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَا رَآنِي مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا تَبَسَّمَ.

[۲۲۴-] حدثنا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنِّي لَأَعْرِفُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا: رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا. فَيُقَالُ لَهُ: انْطَلِقْ، فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، قَالَ: فَيَذْهَبُ لِيَدْخُلَ، فَيَجِدُ النَّاسَ قَدْ أَخَذُوا الْمَنَازِلَ، فَيَرْجِعُ، فَيَقُولُ: يَارَبِّ! قَدْ أَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ، فَيُقَالُ لَهُ: أَتَذْكُرُ الزَّمَانَ الَّذِي كُنْتَ فِيهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لَهُ: تَمَنَّ، قَالَ: فَيَتَمَنَّى، فَيُقَالُ لَهُ: فَإِنَّ لَكَ الَّذِي تَمَنَّيْتَ، وَعَشْرَةَ أَضْعَافِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَيَقُولُ: أَتَسْخَرُ بِي وَأَنْتَ الْمَلِكُ! قَالَ: فَلَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ.

[۲۲۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، أَنْبَأَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ:

شَهِدْتُ عَلِيًّا رضی الله عنه، أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا، فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ، قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ. فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ. ثُمَّ قَالَ: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، ثَلَاثًا، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، ثَلَاثًا. سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ، فَإِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ. فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ، فَقُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَارسولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "إِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهِ إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ أَحَدٌ غَيْرِيْ"

[۲۲۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، أَنْبَأَنَا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ مُحمدِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ قَالَ سَعْدٌ: لَقَدْ رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ضَحِكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ، حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ كَانَ؟ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مَعَهُ تُرْسٌ، وَكَانَ سَعْدٌ رَامِيًا، وَكَانَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا بِالتُّرْسِ يُغَطِّيْ جَبْهَتَهُ، فَنَزَعَ لَهُ سَعْدٌ بِسَهْمٍ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ رَمَاهُ، فَلَمْ يُخْطِئْ هٰذِهِ مِنْهُ، يَعْنِيْ جَبْهَتَهُ، وَانْقَلَبَ، وَشَالَ بِرِجْلِهِ، فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكَ؟ قَالَ: مِنْ فِعْلِهِ بِالرَّجُلِ.

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ مِزَاحِ رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم

نبی ﷺ کی دل لگی کا بیان

حدیث (۱): نبی ﷺ نے اپنے خادم انسؓ سے ایک مرتبہ دل لگی کے طور پر کہا: "او دو کان والے!" راوی ابو اسامہ کہتے ہیں: یہ آپؐ نے ان سے دل لگی کی تھی (ترمذی، بروصلہ، حدیث ۱۹۸۸ تحفہ ۵: ۳۲۹)

حدیث (۲): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کا ہمارے گھرانے کے ساتھ اتنا میل جول تھا کہ گھر کے چھوٹے بچوں کے ساتھ آپؐ دل لگی کرتے تھے، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، جو ہمیشہ اپنی چڑیا کے ساتھ مشغول رہتا تھا۔ ایک دن نبی ﷺ نے اس کو مغموم دیکھا پس پوچھا: "یہ بچہ مغموم کیوں ہے؟" گھر والوں نے بتایا کہ اس کی چڑیا مرگئی ہے (اس لئے عدت میں بیٹھا ہے!) اس کے بعد جب بھی نبی ﷺ ہمارے گھر تشریف لاتے تو اس بچہ کو چھیڑتے، اور فرماتے: "او ابو عمیر! تیری بلبل کیا ہوئی؟" پس بچہ ہشاش بشاش ہوجاتا تھا (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۳۳۱ تحفہ ۲: ۱۵۵ اور بروصلہ، حدیث ۱۹۸۶ تحفہ ۵: ۳۲۸) امام ترمذی فرماتے ہیں: اس حدیث سے تین مسئلے ثابت ہوئے: ۱- نبی ﷺ دل لگی فرماتے تھے۔ ۲- آپؐ نے چھوٹے بچے کی کنیت رکھی، نُغیر سے ہم وزن کرنے کے لئے آپؐ نے اس کو ابو عمیر کہہ کر پکارا۔ ۳- بچے کو کھیلنے کے لئے پرندہ دینے کی گنجائش ہے۔

حدیث (۳): ابوہریرہؓ کہتے ہیں: صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپؐ ہمارے ساتھ دل لگی فرماتے ہیں! یعنی کیا یہ بات آپؐ کے شایانِ شان ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں ہمیشہ سچ بات ہی کہتا ہوں'' یعنی ایسی خوش طبعی شانِ نبوت کے خلاف نہیں (ترمذی، بروصلہ، حدیث ۱۹۸۷ تحفہ ۵:۳۲۹)

حدیث (۴): انسؓ کہتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کے لئے اونٹ مانگا، آپؐ نے فرمایا: ''میں تجھے سواری کے لئے اونٹنی کا بچہ دونگا'' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کرونگا؟ یعنی مجھے تو سواری چاہئے! پس آپؐ نے فرمایا: ''نہیں جنتی اونٹوں کو مگر اونٹنیاں!'' یعنی ہر اونٹ: اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے! (ترمذی، بروصلہ، حدیث ۱۹۸۹ تحفہ ۵:۳۲۸)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک شخص کا نام زاہر بن حرامؓ تھا، وہ نبی ﷺ کے لئے جنگل کی چیزوں (سبزی ترکاری) میں سے کوئی نہ کوئی ہدیہ لاتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''زاہر ہمارا جنگل ہیں، اور ہم اس کا شہر ہیں!'' یعنی ہماری دیہات کی ضرورتیں زاہر پوری کرتے ہیں، اور ہم ان کی شہر کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔

اور رسول اللہ ﷺ زاہر سے محبت کرتے تھے، اور وہ بدشکل آدمی تھے (مگر سیرت شاندار تھی) پس ایک دن نبی ﷺ ان کے پاس آئے، درانحالیکہ وہ اپنا سامان بیچ رہے تھے، اور ان کے پیچھے سے ان کی کولی بھرلی، درانحالیکہ وہ آپؐ کو نہیں دیکھ رہے تھے (یہ پہلی دل لگی ہے) پس انھوں نے کہا: کون ہے؟ چھوڑ! پھر وہ متوجہ ہوئے اور نبی ﷺ کو پہچان لیا۔ پس وہ بہت اہتمام سے اپنی پیٹھ نبی ﷺ کے سینے سے ملنے لگے، جب انھوں نے آپؐ کو پہچان لیا (پس کھیل ختم ہوگیا)

پھر نبی ﷺ نے کہنا شروع کیا: اس بندے کو کون خریدتا ہے؟'' (یہ دوسری دل لگی ہے، بندے کے معنی غلام کے بھی ہیں) پس انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! تب تو آپؐ بخدا! مجھے کھوٹا (کم قیمت) پائیں گے! یعنی مجھ کالے کو کون خریدے گا؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مگر تم اللہ کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو'' یا فرمایا: ''مگر تم اللہ کے نزدیک بیش قیمت ہو!'' (کیونکہ وہاں صورت نہیں دیکھی جاتی، سیرت دیکھی جاتی ہے)

حدیث (۶): حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک بوڑھیا آئی۔ اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کریں۔ آپؐ نے فرمایا: ''او فلاں کی ماں! بوڑھی عورت جنت میں نہیں جائے گی!'' پس اس نے پیٹھ پھیری، درانحالیکہ وہ رورہی تھی، پس آپؐ نے فرمایا: ''اسے بتلاؤ کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگی درانحالیکہ وہ بوڑھی ہوگی'' (بلکہ جوان کنواری ہوکر جنت میں داخل ہوگی) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ہم نے ان (جنت کی) عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے، پس ہم نے ان کو کنواریاں، محبوبائیں اور (شوہروں کی)

ہم عمر بنایا ہے (سورۃ الواقعہ آیات ۳۵-۳۷) (یہ روایت مرسل ہے)

[۳۶-] بابُ ماجاءَ في صِفَةِ مِزَاحِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

[۲۲۷-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، أَنْبَأَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ شَرِيْكٍ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهُ: "يَاذَا الأُذُنَيْنِ!" قَالَ مَحْمُوْدٌ: قَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: يَعْنِيْ يُمَازِحُهُ.

[۲۲۸-] حدثنا هَنَّادٌ، ثَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: إِنْ كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَيُخَالِطُنَا، حَتّٰى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَافَعَلَ النُّغَيْرُ؟"

قَالَ أَبُوْ عِيسى: وَفِقْهُ هٰذَا الحديثِ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُمَازِحُ، وَفِيْهِ: أَنَّهُ كَنّٰى غُلَامًا صَغِيْرًا، فَقَالَ لَهُ: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ" وَفِيْهِ: أَنْ لَا بَأْسَ أَنْ يُعْطِى الصَّبِيُّ الطَّيْرَ، لِيَلْعَبَ بِهِ، وَإِنَّمَا قَالَ لَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَافَعَلَ النُّغَيْرُ؟" لِأَنَّهُ كَانَ لَهُ نُغَيْرٌ يَلْعَبُ بِهِ، فَمَاتَ، فَحَزِنَ الغُلَامُ عَلَيْهِ، فَمَازَحَهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ، مَافَعَلَ النُّغَيْرُ؟"

[۲۲۹-] حدثنا عَبَّاسُ بْنُ مُحمدٍ الدُّوْرِيُّ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ، أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالُوْا: يَارسولَ اللهِ إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا! قَالَ: "إِنِّيْ لَا أَقُوْلُ إِلَّا حَقًّا" ...... تُدَاعِبُنَا: يَعْنِيْ تُمَازِحُنَا.

[۲۳۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "إِنِّيْ حَامِلُكَ عَلٰى وَلَدِ نَاقَةٍ!" فَقَالَ: يَارسولَ اللهِ! مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "وَهَلْ تَلِدُ الإِبِلَ إِلَّا النُّوْقُ!"

[۲۳۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، كَانَ اسْمُهُ زَاهِرًا، وَكَانَ يُهْدِيْ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم هَدِيَّةً مِنَ الْبَادِيَةِ، فَيُجَهِّزُهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا، وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ"

وَكَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّهُ، وَكَانَ رَجُلًا دَمِيْمًا. فَأَتَاهُ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا، وَهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَهُ، وَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ، وَلَا يُبْصِرُ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ أَرْسِلْنِيْ، فَالْتَفَتَ، فَعَرَفَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، فَجَعَلَ لَا يَأْلُوْ مَا أَلْصَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ عَرَفَهُ.

فَجَعَلَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذَا الْعَبْدَ؟" فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِذًا – وَاللّٰهِ! – تَجِدُنِيْ كَاسِدًا! فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ" أَوْقَالَ: "أَنْتَ عِنْدَ اللّٰهِ غَالٍ!"

[۲۳۲-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ، ثَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: أَتَتْ عَجُوْزٌ النبيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارسولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ. فَقَالَ: "يَا أُمَّ فُلَانٍ! إِنَّ الْجَنَّةَ لَاتَدْخُلُهَا عَجُوْزٌ" قَالَ: فَوَلَّتْ تَبْكِيْ، فَقَالَ: أَخْبِرُوْهَا أَنَّهَا لَاتَدْخُلُهَا وَهِيَ عَجُوْزٌ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً، فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا، عُرُبًا أَتْرَابًا﴾

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ صِفَةِ كَلَامِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الشِّعْرِ

نبی ﷺ کی اشعار سے دلچسپی کا بیان

حدیث(۱): حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا: کیا نبی ﷺ کوئی شعر استشہاد کے طور پر پڑھتے تھے؟ انھوں نے کہا: عبداللہ بن رواحہ کے اشعار استشہاد کے طور پر پڑھتے تھے، استشہاد کے طور پر فرماتے: "تیرے پاس وہ شخص خبریں لائے گا جس کو تو نے توشہ نہیں دیا!" (ترمذی، استیذان، حدیث ۲۸۵۷ تحفہ ۶: ۵۹۶ میں پورا شعر اور اس کی شرح ہے)

حدیث(۲): نبی ﷺ نے فرمایا: "بیشک نہایت سچی بات جو کسی شاعر نے کہی ہے: وہ لبید کی بات ہے: سنو! اللہ کے علاوہ جو کچھ ہے وہ باطل (ناپائدار) ہے اور امیہ قریب تھا کہ مسلمان ہوجاتا (ترمذی، استیذان وادب، حدیث ۲۸۵۸ تحفہ ۶: ۵۹۷ میں لبید کے دونوں شعر ہیں۔ اور حدیث کا آخری جزء صرف شمائل اور بخاری شریف میں ہے، لبید: صحابی ہیں اور امیہ ایمان نہیں لایا تھا)

حدیث(۳): جندبؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی انگلی پر پتھر لگا، پس وہ خون آلود ہوگئی، پس آپؐ نے فرمایا:

نہیں ہے تو مگر ایک انگلی جو خون آلود ہوگئی ہے ❁ اور راہِ خدا میں ہے وہ جس سے تو نے ملاقات کی ہے

(ترمذی، تفسیر والضحیٰ، حدیث ۳۳۶۸ تحفہ ۷: ۵۵۳)

حدیث(۴): براءؓ سے ایک شخص نے کہا: اے ابوعمارہ! کیا آپ لوگ (غزوۂ حنین میں) نبی ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟! انھوں نے کہا: نہیں! قسم بخدا! نبی ﷺ نہیں بھاگے تھے، بلکہ کچھ جلد باز قسم کے لوگ بھاگے تھے، جب ہوازن نے ان کو تیروں پر دھرلیا تھا، اور رسول اللہ ﷺ خچر پر سوار تھے، اور ابوسفیان بن الحارث آپؐ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے، اور رسول اللہ ﷺ یہ رجز پڑھ رہے تھے: "میں سچا نبی ہوں، اس میں جھوٹ نہیں ÷ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں" (ترمذی، جہاد حدیث ۱۶۷۸ تحفہ ۴: ۶۱۱)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ میں داخل ہوئے، درانحالیکہ ابن رواحہؓ آپ کے سامنے چل رہے تھے، اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے: اے کافروں کے بچو! آپ کی راہ سے ہٹ جاؤ÷ ہم آج تم کو بجائیں گے نبیؐ کے فروکش ہونے کی وجہ سے÷ ایسا بجانا جو کھوپڑی کو اس کے ٹھکانے سے جدا کردے گا÷ اور جگری دوست کو اس کے جگری دوست سے بے خبر کردے گا!

پس ان سے عمرؓ نے کہا: اے ابن رواحہ! نبی ﷺ کے سامنے اور حرم شریف میں آپؓ اشعار پڑھ رہے ہیں؟! پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمر! ان کو چھوڑو، یہ اشعار کفار (کے حق) میں تیر برسانے سے زیادہ کارگر ہیں! (ترمذی، استیذان وادب، حدیث ۲۸۵۶ تحفہ ۶: ۵۹۵)

حدیث (۶): جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں، آپؐ کے صحابہ ایک دوسرے کو اشعار سناتے تھے، اور زمانۂ جاہلیت کی بہت سی باتیں کرتے تھے، اور نبی ﷺ خاموش رہتے تھے، البتہ کبھی ان کے ساتھ مسکراتے تھے، یعنی نبی ﷺ نے شعرائے جاہلیت کے اچھے اشعار سنے ہیں (ترمذی، استیذان وآداب، حدیث ۲۸۵۹ تحفہ ۵: ۵۹۷)

حدیث (۷): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شاندار بات جو عربوں نے کہی ہے: وہ لبید شاعر کی بات ہے: سنو! اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے!'' (یہ حدیث پہلے (حدیث ۲۳۳) اسی باب میں گذری ہے، وہ حدیث سفیان ثوری کی تھی، اور یہ شریک نخعی کی، اس میں آخری جملہ: وكاد أمية نہیں ہے، اور یہی حدیث ترمذی (حدیث ۲۸۵۸) میں ہے، اور اضافہ والی روایت بخاری میں ہے)

حدیث (۸): شریدؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کا ردیف تھا یعنی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا، پس میں نے آپؐ کو امیہ بن ابی الصلت کے سو اشعار سنائے، میں جب بھی کوئی شعر سناتا تو آپ فرماتے: ''ایک اور سناؤ'' یہاں تک کہ میں نے آپؐ کو سو شعر سنائے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''قریب تھا وہ کہ مسلمان ہوجاتا!'' (مگر یہ سعادت اس کے نصیب میں نہیں تھی، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپؐ اچھے اشعار سماعت فرماتے تھے، اگرچہ وہ غیر مسلم شعراء کے ہوں، اور یہ حدیث مسلم شریف میں ہے)

حدیث (۹): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ حسانؓ کے لئے مسجد نبوی میں منبر (کوئی اونچی چیز) رکھتے تھے، حسانؓ اس پر کھڑے ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مفاخرہ (کسی کے مقابلہ میں اپنی برتری ثابت کرنا) یا فرمایا: منافحہ (دفاع کرنا، کسی کی حمایت وطرفداری کرنا) کرتے تھے، اور نبی ﷺ فرماتے: ''اللہ تعالیٰ جبرئیلؑ کے ذریعہ حسان کی مدد کرتے ہیں، جب تک وہ نبی ﷺ کی طرف سے مفاخرہ یا فرمایا: منافحہ کرتے ہیں'' (ترمذی، استیذان وآداب، حدیث ۲۸۵۵ تحفہ ۶: ۵۹۴)

[٣٧-] بابُ ما جاءَ في صِفَةِ كَلَامِ رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم في الشِّعْرِ

[٢٣٣-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَ: قِيلَ لَهَا: هَلْ كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ، وَيَتَمَثَّلُ وَيَقُولُ: "وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ"

[٢٣٤-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، ثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَاخَلَا اللّهَ بَاطِلٌ، وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ"

[٢٣٥-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّى، أَنْبَأَنَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ: أَصَابَ حَجَرٌ إِصْبَعَ رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم فَدَمِيَتْ، فَقَالَ:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ ❁ وَفِي سَبِيلِ اللّهِ مَالَقِيتِ

حدثنا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّهِ الْبَجَلِيِّ نَحْوَهُ.

[٢٣٦-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا يَحيَى بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، ثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَفَرَرْتُمْ عَنْ رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم يَا أَبَا عُمَارَةَ؟ فَقَالَ: لَا، وَاللّهِ! مَا وَلَّى رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم، وَلٰكِنْ وَلَّى سَرَعَانُ النَّاسِ، تَلَقَّتْهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ، وَرَسُولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى بَغْلَتِهِ، وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا، وَرَسُولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "أَنَا النَّبِيُّ لَاكَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ"

[٢٣٧-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَنْبَأَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، وَابْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَهُوَ يَقُولُ:

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ❁ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ❁ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا ابْنَ رَوَاحَةَ! بَيْنَ يَدَيْ رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم، وَفِي حَرَمِ اللّهِ تَقُولُ شِعْرًا؟ فَقَالَ النبيُّ: "خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ! فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ"

[٢٣٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنْبَأَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَالَسْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ، وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ، وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ سَاكِتٌ، وَرُبَّمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ.

[۲۳۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَشْعَرُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَتْ بِهَا الْعَرَبُ، كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: أَلاَ كُلُّ شَيْئٍ مَا خَلاَ اللّٰهَ بَاطِلٌ"

[۲۴۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَنْشَدْتُهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ قَوْلِ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، كُلَّمَا أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا قَالَ لِي النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "هِيْهِ" حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةً، يَعْنِيْ بَيْتًا، فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم "كَادَ لَيُسْلِمُ"

[۲۴۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُوْسَى الْفَزَارِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ – وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ – قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ، يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا، يُفَاخِرُ عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَوْ قَالَ: يُنَافِحُ عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَيَقُوْلُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُنَافِحُ أَوْ: يُفَاخِرُ عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم"

بابُ ماجاءَ فِي كلامِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي السَّمَرِ

نبی ﷺ کا رات میں قصے سنانے کا بیان

السَّمَر: رات میں ساتھیوں سے باتیں کرنا، شب کی قصہ گوئی، سَمَرَ (ن) سَمْرًا: رات میں ساتھی سے باتیں کرنا، قصہ کہانی کہنا۔

حدیث (۱): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک رات اپنی ازواج کو کوئی قصہ سنایا۔ پس ان میں سے ایک نے کہا: یہ گویا خرافہ کی بات ہے! پس آپؐ نے فرمایا: ''جانتی ہو خرافہ کیا چیز ہے؟ خرافہ قبیلۂ عذرہ کا ایک آدمی تھا، اس کو جنات نے قید کیا، وہ ان میں عرصۂ دراز تک رہا، پھر وہ اس کو انسانوں میں چھوڑ گئے، پس وہ لوگوں سے وہ عجائبات بیان کرتا تھا جو اس نے ان میں دیکھے تھے، پس لوگوں نے کہنا شروع کیا: خرافہ کی بات!'' (اس طرح یہ محاورہ چل پڑا۔ اس حدیث کی سند میں مجالد بن سعید ہے، جو مضبوط راوی نہیں، اور یہ حدیث مسند احمد (۶: ۱۵۷) میں ہے)

حدیثِ خرافہ: جس کو ہر اس چیز کی مثال میں جو بے حقیقت (گپ) ہو پیش کیا جاسکتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے استفسار پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: خرافہ ایک نیک آدمی تھا، خود اس نے مجھ سے اپنا یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک رات وہ کسی ضرورت سے گھر سے نکلا، راستہ میں اس کو تین جنات ملے۔ انھوں نے

اس کو قید کر لیا، اور باہم مشورہ کرنے لگے کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ ایک نے کہا: اس کو معاف کر دو اور جانے دو۔ دوسرے نے کہا: اس کو قتل کر دو۔ تیسرے نے کہا: ہم اس کو غلام بنالیں گے۔

ابھی مشورہ کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گذرا اس نے سلام کیا اور ماجرا پوچھا، ایک جن بولا: یہ ہمارا قیدی ہے، اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ اس سلسلہ میں ہم مشورہ کر رہے ہیں، نو وارد نے کہا: اگر میں تمہیں کوئی عجیب وغریب واقعہ سناؤں تو تم مجھے اس قیدی میں ساجھی بناؤ گے؟ انھوں نے کہا: ہاں، نو وارد نے کہا: میں ایک مالدار آدمی تھا، اچانک کنگال ہو گیا۔ اور قرض میں پھنس گیا، پس قرض خواہوں کے تقاضوں سے پریشان ہو کر میں نے شہر چھوڑنے کا ارادہ کیا، راستہ میں مجھے سخت پیاس لگی، میں پانی پینے کے لئے ایک کنویں میں اترا، جب میں نے پانی پینے کا ارادہ کیا تو کنویں میں سے آواز آئی، رک جا! پانی مت پی! میں رک گیا اور پانی پیئے بغیر آگے بڑھ گیا، کچھ دور جانے کے بعد جب پیاس سخت ہوگئی تو میں کنویں پر واپس آیا، اور اس میں سے پانی پینے کا ارادہ کیا، پھر وہی آواز آئی اور میں پانی پیئے بغیر آگے بڑھ گیا۔ مگر جب پیاس ناقابل برداشت ہوگئی تو سہ بارہ کنویں پر آیا، اور آواز کی پرواہ کئے بغیر میں نے اس میں سے پانی پی لیا۔ پس اس آواز دینے والے نے بددعا دی کہ اے اللہ! اگر یہ شخص مرد ہے تو عورت بن جائے اور عورت ہے تو مرد بن جائے، چنانچہ میری جنس بدل گئی اور میں عورت بن گیا۔ پھر میں ایک شہر میں پہنچا، اور وہاں میں نے ایک مرد سے شادی کی جس سے میرے دو لڑکے پیدا ہوئے، پھر ایک عرصہ کے بعد جب میں اپنے وطن واپس لوٹا تو میرا گذر پھر اسی کنویں پر ہوا، میں نے جب پانی پینے کا ارادہ کیا تو پھر وہی آواز آئی۔ میں نے آواز کی قطعاً پرواہ نہیں کی، اور اس میں سے پانی پیا، چنانچہ اس نے پھر وہی بددعا، پس میں مرد بن گیا، پھر میں نے اپنے وطن میں ایک لڑکی سے شادی کی۔ اس لڑکی سے بھی میرے دو لڑکے ہوئے۔ پس میری کل چار اولاد ہیں، دو میری پیٹھ سے اور دو میرے پیٹ سے، نو وارد کی یہ روداد سن کر جناتوں نے کہا: بیشک تیرا واقعہ عجیب ہے اور تو ہمارا شریک ہے۔

پھر ابھی وہ چاروں مشورہ کر رہی رہے تھے کہ ایک بیل دوڑتا ہوا وہاں سے گذرا، اور ایک شخص جس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آیا۔ جب اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو رک گیا اور سلام کر کے معاملہ پوچھا: انھوں نے سلام کا جواب دے کر وہی بات کہی جو اس پہلے شخص سے کہی تھی، چنانچہ اس نے بھی اس شرط پر کہ اگر اس کو قیدی میں شریک کر لیا جائے تو وہ انوکھا واقعہ سنائے گا۔ ان لوگوں نے شرط منظور کر لی، اس نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میرا ایک مالدار چچا تھا، جس کی ایک خوبصورت لڑکی تھی، اور ہم سات بھائی تھے، میرے چچا کے پاس ایک بچھڑا تھا جس کی وہ پرورش کر رہا تھا، ایک دن اچانک وہ کھونٹے سے کھل کر بھاگ نکلا، میرے چچا نے ہم بھائیوں سے کہا: تم میں سے جو اس کو پکڑ کر لائے گا: میں اپنی لڑکی کا اس سے نکاح کروں گا، چنانچہ میں نے فوراً لاٹھی لی، اور لنگی کسی، اور بچھڑے کے پیچھے چل پڑا۔ اس وقت میں بچہ تھا اور آج میں جوان ہو چکا ہوں، اور اب تک اس بچھڑے کو پکڑ نہیں سکا، نہ میں اس

تک پہنچتا ہوں نہ وہ تھکتا ہے، سب نے اس کے واقعہ کو بھی عجیب قرار دیا اور قیدی میں اس کو شریک کر لیا۔

پھر وہ پانچوں مشورہ کے لئے بیٹھے، ابھی مشورہ کر ہی رہے تھے کہ ایک شخص گھوڑی پر سوار ان کے پاس آیا، اور اس کے پیچھے ایک غلام تھا جو گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے بھی سلام کیا اور واقعہ دریافت کیا: اس نے کہا: میں تمہیں ان دونوں سے بھی انوکھا واقعہ سناؤں، بشرطیکہ تم مجھے قیدی میں شریک کر لو، چنانچہ اس نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میری ایک بدکار ماں تھی، پھر اس نے اس گھوڑی سے جس پر خود سوار تھا پوچھا: کیا یہ بات صحیح ہے؟ گھوڑی نے سر کے اشارے سے کہا: ہاں! اور میں اس کو اس غلام کے ساتھ متہم کرتا تھا، اور اس نے اس گھوڑے کی طرف اشارہ کیا جس پر غلام سوار تھا، اور اس سے پوچھا: کیا یہ بات صحیح ہے؟ گھوڑے نے بھی سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! پھر میں نے اپنے اس سوار غلام کو ایک دن اپنی کسی ضرورت سے بھیجا، پس اس (بدکار ماں) نے اس غلام کو اپنے پاس روک لیا، پس اس غلام کو اونگھ آئی، پس اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ عورت (بدکار ماں) چیخی، پس اچانک ایک جنگلی چوہا نکلا، اس عورت نے اس سے کہا: تابعدار ہو جا پس وہ تابعدار ہو گیا، پھر اس نے کہا: ہل چلا، پس اس نے ہل چلایا، پھر اس نے کہا: غلہ اُگا پس اس نے غلہ اُگایا، پھر اس نے کہا: غلہ گاہ، پس اس نے غلہ گاہا، پھر اس عورت نے چکی کا پاٹ منگوایا، اور اس نے ایک پیالہ ستو پیسا۔ پھر اس کو اس غلام کے پاس (جو گھوڑے پر سوار ہے) لے کر آئی، اور اس سے کہا: اس کو اپنے آقا کے پاس لے جا، چنانچہ وہ غلام ستو میرے پاس لے کر آیا، میں نے چکمہ دے کر وہ ستو ان دونوں کو (زانی اور زانیہ کو) پلا دیا۔ پس اچانک یہ (بدکار ماں) گھوڑی ہو گئی اور وہ (بدکار غلام) گھوڑا ہو گیا، یہ واقعہ سنا کر اس نے گھوڑی اور گھوڑے سے پوچھا: کیا یہ واقعہ صحیح ہے؟ دونوں نے سر کے اشارہ سے کہا: ہاں، جنات نے اس کے واقعہ کو بھی عجیب قرار دے کر اس کو بھی قیدی میں شریک کر لیا، اور ان سب نے باہم یہ طے کیا کہ خرافہ کو آزاد کر دیا جائے، چنانچہ خرافہ آزاد ہو کر آنحضور ﷺ کے پاس آیا اور پورا واقعہ سنایا۔ اسی وجہ سے وہ باتیں جو محال (بکواس) ہوتی ہیں "حدیثِ خرافہ" کہلاتی ہیں۔

یہ روایت بس ایسی ہی ہے، حافظ ابن حجرؒ نے الاصابہ (۱: ۴۲۲ ترجمہ خرافہ عذری (نمبر ۲۲۲۷) میں یہ روایت مختصراً ذکر کی ہے، اور تفصیل سے یہ روایت مقامات حریری کی شرح شریشی (۱: ۶۳) مقامہ رابعہ (دمیاطیہ) کے آخر میں مفضل کی "امثال" سے نقل کی ہے، میں نے یہ لمبی روایت اس لئے ذکر کی ہے کہ طلباء جان سکیں کہ کس قسم کی گپ "حدیثِ خرافہ" کہلاتی ہے، اور حافظ نے لکھا ہے کہ خرافہ کا کسی نے صحابہ میں تذکرہ نہیں کیا، پس یہ بھی ایک گپ ہے کہ خرافہ خدمتِ نبوی میں آیا، اور اس نے آپؐ سے یہ واقعہ بیان کیا۔

حدیث ام زرع

حدیث (۲): عائشہؓ کہتی ہیں: (عرب کی) گیارہ عورتیں بیٹھیں، انھوں نے باہم عہد کیا اور پیمان باندھا کہ وہ

اپنے شوہروں کی باتوں میں سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گی! عائشہؓ کہتی ہیں:

قالت الأولی: زوجي لحمُ جملٍ غثٌّ، علی رأسِ جبلٍ وَعْرٍ، لاسَهْلٍ فَیُرْتقی، ولا سمینٌ فیُنْتقی.

ترجمہ: پہلی نے کہا: میرا شوہر دُبلے اونٹ کا گوشت ہے، یعنی ایک ناکارہ وجود ہے، دشوار گذار پہاڑ کی چوٹی پر ہے یعنی انتہائی متکبر ہے، نہ پہاڑ ہموار ہے کہ اس پر چڑھا جائے، اور نہ گوشت فربہ ہے کہ اس کو چنا جائے!

لغات: غثٌّ: جَمَلٍ کی صفت ہے، اور وَعْرٍ: جَبَلٍ کی۔ غث: دبلا، سمین کی ضد، وَعْر: صَعْب: دشوار گذار...... یُرْتقی: فعل مضارع مجہول: اِرْتقی الجبلَ: چڑھنا...... یُنْتقی: فعل مضارع مجہول: اِنْتقی الشيئَ: چننا، چھانٹنا، انتقی المُخَّ من العظم: ہڈی سے گودا نکالنا۔

قالت الثانیة: زوجي: لا أَبُثُّ خبرَہ، إنی أخافُ ألا أَذَرَہ، إن أَذْکُرْہ أَذْکُرْ عُجَرَہ وبُجَرَہ.

ترجمہ: دوسری نے کہا: میرا شوہر: میں اس کی بات نہیں پھیلاتی یعنی میں اس کے عیوب کا تذکرہ نہیں کرتی، بیشک میں ڈرتی ہوں کہ میں اس (خبر یا شوہر) کو نہیں چھوڑونگی، اگر میں اس (خبر یا شوہر) کو چھیڑوں گی تو اس کے ظاہری اور باطنی بھی عیوب کو بیان کرونگی (اور وہ عیوب کا پٹارا ہے پس میں کہاں تک اس کے عیوب شمار کرونگی!)

لغات: بَثَّ (ن) الشيئَ بَثًّا: پھیلانا، منتشر کرنا...... وَذَرَ یَذَرُ: بمعنی وَدَعَ یَدَعُ: چھوڑنا، مگر اس کا ماضی اور مصدر مستعمل نہیں، صرف مضارع مستعمل ہے، اور ضمیر منصوب کا مرجع خبر ہے، اور زوج بھی مرجع ہوسکتا ہے، مگر اول اولی ہے، اسی طرح آگے کی ضمیروں میں بھی دونوں احتمال ہیں...... البُجرة: عیب، جمع بُجَر...... العُجرة: بدن کا موٹا حصہ، گانٹھ، مراد عیب جمع عُجَر۔

قالت الثالثة: زوجي العَشَنَّقُ، إن أَنْطِقْ أُطَلَّقْ، وإن أَسْکُتْ أُعَلَّقْ!

ترجمہ: تیسری نے کہا: میرا شوہر لمبوجی (بے تکا لمبا) ہے یعنی صرف مینارے کی طرح دکھاوا ہے (اور حد سے لمبا بے وقوف بھی ہوتا ہے) اگر بولوں یعنی کچھ مانگوں تو طلاق دیدی جاؤں، اور اگر خاموش رہوں یعنی نہ مانگوں تو لٹکا دی جاؤں! یعنی خود سے کوئی چیز نہیں دیتا۔

فائدہ: ان تینوں عورتوں نے اپنے شوہروں کی انتہائی برائی کی ہے۔

قالت الرابعة: زوجي: کَلَیْلِ تِهامةَ، لاحَرٌّ ولاقُرٌّ، ولامَخافةَ ولا سَآمةَ.

ترجمہ: چوتھی نے کہا: میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح (معتدل) ہے (تہامہ کی رات میں) نہ گرمی ہوتی ہے نہ ٹھنڈک (اور میرے شوہر سے) نہ خوف ہوتا ہے نہ ملال! (اس نے اپنے شوہر کی تعریف کی ہے) (مکہ اور اس کے گرد ونواح کو تہامہ کہتے ہیں، وہاں کی رات ہمیشہ معتدل رہتی ہے، دن میں خواہ کتنی ہی گرمی ہو)

قالت الخامسة: زوجي: إن دَخَلَ فَهِدَ، وإن خَرَجَ أَسِدَ، ولا یَسْأَلُ عمّا عَهِدَ.

ترجمہ: پانچویں نے کہا: میرا شوہر: جب گھر میں آتا ہے چیتا بن جاتا ہے یعنی نرم با اخلاق ہوتا ہے، اور جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے یعنی خوب دھاڑتا ہے، اور ان چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں پوچھتا جن کی اس نے ہمیں ذمہ داری سونپی ہے یعنی جو خرچ ہمیں دیا ہے: اس کو ہم نے کس طرح خرچ کیا ہے؟ اس کی تحقیق نہیں کرتا۔

لغات: فَهِدَ(س) الرجلُ: چیتے (تیندوے) کی طرح بہت نیند والا ہونا، فَهِدَ عن الأمر: غافل ہونا...... أَسِدَ (س) أَسَدًا: شیر جیسا ہونا۔

قالتِ السادسة: زَوْجِي: إن أكلَ لَفَّ، وإن شرِبَ اشْتَفَّ، وإن اضْطَجَعَ الْتَفَّ، ولايُولِجُ الكفَّ ليعلَمَ الْبَثَّ.

ترجمہ: چھٹی نے کہا: میرا شوہر: جب کھاتا ہے تو سب چٹ کر جاتا ہے، اور جب پیتا ہے تو سب چڑھا جاتا ہے (گھر والوں کے لئے کچھ نہیں بچاتا) اور جب لیٹتا ہے تو (اکیلا ہی) کپڑے میں لپٹ جاتا ہے، اور (میرے کپڑوں میں) ہاتھ داخل نہیں کرتا کہ پراگندہ حالت (زنانی خواہش) کو جانے!

لغت: اِشْتَفَّ مافي الإناء: سب پی جانا...... اِلْتَفَّ الشيئ: لپٹ جانا۔

قالتِ السابعة: زوجي: عَيَايَاءُ — أو: غَيَايَاءُ — طَبَاقَاءُ، كُلُّ داءٍ له داءٌ، شَجَّكِ أو فَلَّكِ او جَمَعَ كُلًّا لَكِ!

ترجمہ: ساتویں نے کہا: میرا شوہر (صحبت کرتے وقت) تھک جانے والا — یا کہا: راستہ گم کرنے والا — سینے پر پڑ جانے والا ہے، ہر بیماری اس کی بیماری ہے یعنی صرف ضعیف الباہ ہی نہیں، بیماریوں کی پوٹ ہے، تیرا سر پھاڑ دے یا تجھے کھنڈا کردے یا دونوں ہی باتیں کر گزرے!

لغات: عَيَايَاءُ: کمزور قوت مردمی والا، صحبت میں تھک جانے والا، عَيِيَ في الأمور سے ماخوذ ہے...... طَبَاقَاءُ: صحبت کرتے وقت یا انزال کے وقت بیوی کے سینے پر پڑ جانے والا، یہ صحبت کا غلط طریقہ ہے، اس سے عورت کو تشفی نہیں ہوتی...... غَيَايَاءُ: غَيّ سے ہے، جس کے معنی ہیں: گمراہی اور أو شک راوی کا ہے، یعنی راستہ گم کرنے والا، ایسا قوتِ مردمی میں کمزوری کی صورت میں ہوتا ہے...... شَجَّهُ: سر کو زخمی کرنا...... فَلَّ السكينَ: دھار توڑنا، کھنڈا کرنا، کند کرنا...... فَلَكَ: ترقي إلى الأدنى ہے، کند کرنا یعنی ہمت توڑ دینا۔

قالتِ الثامنة: زَوْجِي: الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيحُ رِيحُ زَرْنَبٍ.

ترجمہ: آٹھویں نے کہا: میرا شوہر: چھونے میں خرگوش کی طرح نرم، اور خوشبو میں زعفران کی طرح مہکتا ہے۔

لغت: الزَّرْنَب: ۱- ایک خوشبودار پودا ۲- زعفران۔

قالتِ التاسعة: زوجي: رفيعُ العِماد، عظيمُ الرَّماد، طويلُ النِّجاد، قريبُ البيت من النَّادِ.

ترجمہ: نویں نے کہا: میرا شوہر: بلند ستون والا یعنی خاندانی شرافت والا، بہت زیادہ راکھ والا یعنی بڑا مہمان نواز، لمبے پرتلے والا یعنی دراز قامت بہادر، انجمن سے قریب گھر والا یعنی سردار اور ذی رائے ہے۔

لغات: العِماد: ستون، سہارے کی چیز، جمع عُمُد، فلانٌ رفیعُ العماد: فلاں خاندانی شرافت والا ہے ...... النِّجاد: تلوار کا پرتلا۔

قالت العاشرة: زوجی: مالكٌ، وما مالكٌ؟ مالكٌ خيرٌ من ذلك، له إبلٌ كثيراتُ الْمُبارِكِ، قليلاتُ الْمسارِحِ، إذا سَمِعْنَ صوتَ الْمِزْهَرِ: أَيْقَنَّ أنهن هوالكُ!

ترجمہ: دسویں نے کہا: میرا شوہر مالک ہے۔ اور مالک کیا ہے؟ اس کے لئے اونٹ ہیں اکثر باڑے میں بیٹھنے والے، بہت کم چراگاہ میں جانے والے۔ جب وہ سارنگی کی آواز سنتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ ان کی موت آئی!

لغات: المَبارِك: المَبْرَك کی جمع: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، باڑا ...... المَسارِح: المَسْرَح کی جمع: چراگاہ ...... المِزْهَر: سارنگی (ایک قسم کا باجہ)

تشریح: اونٹ اگر چراگاہ میں چرنے جائیں تو آنے والے مہمانوں کی ضیافت کے لئے ان کی واپسی کا انتظار کرنا پڑتا ہے، اس لئے مالک کافی اونٹوں کو باڑے میں کھلاتا ہے، تاکہ جب بھی مہمان آئیں فوری طور پر شراب و سارنگی سے ان کی تواضع کی جائے۔ اور اتنے کہ یہ محفل نمٹے اونٹ ذبح کر کے کھانا تیار کر لیا جائے۔ چنانچہ سارنگی کی آواز سنتے ہی اونٹ سمجھ جاتے ہیں کہ اب ان پر چھری چلنے والی ہے (اس عورت نے شوہر کی مہمان نوازی کی تعریف کی ہے)

قالتِ الحاديةُ عَشْرَةَ: زوجی أبو زَرْعٍ، وما أبو زَرْعٍ؟ أَنَاسَ من حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، ومَلَأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ، وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نفسي، وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فجعلني في أَهْلِ صَهِيلٍ، وَأَطِيطٍ، وَدَائِسٍ، وَمُنَقٍّ، فعنده أقول فلا أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَمَّحُ.

ترجمہ: گیارہویں نے کہا: میرا شوہر ابوزرع ہے، اور ابوزرع کیا ہے؟ اس نے زیورات سے میرے کان ہلائے یعنی اس نے میرے کانوں میں زیورات پہنائے، اور (کھلا پلا کر) چربی سے میرے بازو بھر دیئے، اور مجھے خوش کیا پس میں اپنے آپ کو بھلی لگنے لگی، اس نے مجھے چند بکریوں پر تنگی سے گذر بسر کرنے والی فیملی میں پایا، پس اس نے مجھے گھوڑے، اونٹ، بیل اور کسان خاندان میں گردانا۔ پس اس کے پاس میں کہتی ہوں تو برا نہیں کہی جاتی یعنی میری بات پر کوئی ناگواری کا اظہار نہیں کرتا، اور سوتی ہوں تو صبح تک سوتی ہوں، اور پیتی ہوں تو چھک کر چھوڑتی ہوں!

لغات: أَنَاسَه: حرکت دینا، ہلانا۔ نَاسَ الشيئُ (ن) نَوْسًا: لٹکنا، ہلنا، جھومنا ...... بَجَّحَه: خوش کرنا، بَجِحَ به (ف، س) بَجَحًا: خوش ہونا، ناز کرنا ...... غُنَيْمة: غنم کی تصغیر: تھوڑی بکریاں ...... الشِّقّ: محنت ومشقت، شَقَّ الأمرُ: دشوار ہونا، شاق اور ناقابل برداشت ہونا، صَهِيل: گھوڑے، صَهَلَ الفرسُ صَهِيلًا: گھوڑے کا ہنہنانا ...... أَطِيط: اونٹ،

أَطَّ أَطِيطًا: اونٹ کا بولنا...... دَائِس: اسم فاعل: گاہنے والا یعنی بیل، دَاسَ الشيءَ: روندنا، مسلنا، گاہنا...... مُنَقٍّ: اسم فاعل: اناج صاف کرنے والا یعنی کسان، نَقَّاه: صاف کرنا...... أُقَبَّحُ: مضارع مجہول واحد متکلم، قَبَّحَهُ: برا بتانا...... تَصَبَّحَ: صبح کے وقت سونا...... تَقَمَّحَ الشرابَ: چھک کر پینا چھوڑ دینا۔

أم أبي زرع: فما أُمُّ أبي زرع؟ عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فُسَاحٌ.

ابن أبي زرع: فما ابنُ أبي زرع؟ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ.

بنت أبي زرع: فما بنتُ أبي زرع؟ طَوْعُ أبيها، وَطَوْعُ أمها، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا.

جارية أبي زرع: فما جاريةُ أبي زرع؟ لَا تَبُثُّ حديثَنا تَبْثِيثًا، ولَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلَاتَمْلَأُ بيتنا تَعْشِيشًا.

ترجمہ: ابوزرع کی ماں: (میری خوش دامن) پس کیا ہے ابوزرع کی ماں؟ اس کی گونیں باندھنے کی رسیاں بڑی ہیں یعنی وہ مالدار ہے۔ اور اس کا مکان وسیع ہے یعنی وہ بخیل نہیں، مکان کی وسعت سے مہمانوں کی کثرت مراد لی جاتی ہے۔

ابوزرع کا بیٹا: (دوسری بیوی سے) پس کیا ہے ابوزرع کا بیٹا؟ اس کی خوابگاہ کھجور کی ٹہنی رکھنے کی جگہ کے بقدر ہے یعنی وہ پتلا چھریرے بدن کا ہے، بکری کے بچے کا ایک دست اس کے پیٹ بھرنے کے لئے کافی ہے یعنی اس کی خوراک بہت کم ہے، گوشت کے چند ٹکڑے اس کی غذا ہے۔

ابوزرع کی بیٹی: (دوسری بیوی سے) پس کیا ہے ابوزرع کی بیٹی؟ اپنے باپ کی تابعدار، اور اپنی ماں کی فرمانبردار، اپنی چادر کو بھرنے والی یعنی موٹی تازی، اور اپنی پڑوسن (سوکن) کا شدید غصہ! یعنی اس کی سوکن اس کے کمالات سے جل بھن جاتی تھی۔

ابوزرع کی باندی: پس کیا ہے ابوزرع کی باندی؟ نہیں بکھیرتی ہماری بات بکھیرنا یعنی گھر کی بات باہر جا کر نہیں کہتی، اور نہیں منتقل کرتی ہماری رسد منتقل کرنا یعنی بے اجازت کھانے پینے کی چیزیں کسی کو نہیں دیتی۔ اور نہیں بھرتی ہمارے گھر کو کوڑے سے یعنی گھر ہمیشہ صاف ستھرا رکھتی ہے۔

لغات: العُكُوم: العِكَام کی جمع: بوری (گون) باندھنے کی رسی، ڈوری...... الرَّدَاح: بہت بڑی...... مَسَلّ: ظرف مکان: سونتی ہوئی تلوار رکھنے کی جگہ...... شَطْبَة: کھجور کی ہری ٹہنی، کسی چیز کی کاٹی ہوئی لمبی پٹی...... الجَفْرة: بکری کا بچہ ...... طَوْع: مصدر: حمل مبالغہ کے طور پر ہے...... مِلْءٌ: مصدر: بھرنا...... بَثَّ (ن) بَثًّا: بکھیرنا...... نَقَّثَ الشيءَ: منتقل کرنا ...... عَشَّشَ الطائرُ تعشيشًا: پرندے کا گھونسلا بنانا۔ جب پرندہ کسی درخت پر گھونسلا بناتا ہے تو نیچے کوڑا گرتا ہے۔

قالت: خرج أبو زرع، والأوطابُ تُمْخَضُ، فَلَقِيَ امرأةً، معهما ولدان لها كالفَهْدَيْنِ، يلعبان من

تحت خصرِھا برمانتین، فطلّقنی ونکحھا، فنکحتُ بعدہ رجلاً سریًّا، رکب شریًّا، واخذ خطیًّا، وَأَرَاحَ علیّ نِعَمًا ثریًّا، وَأَعْطانی من کل رائحۃٍ زوجاً، وقال: کُلِی أُمَّ زَرْع، وَمِیرِی اھلَکِ!

فلوجمعتُ کلَّ شیئٍ أَعْطانِیہِ: مَا بَلَغَ أَصْغَرَ آنِیَۃِ أَبِی زَرْعٍ! قالت عائشۃ: فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "کنتُ لکِ کأبی زرع لأم زرع!"

ترجمہ: ام زرع نے کہا: ابوزرع نکلا، درانحالیکہ دودھ کے برتن بلوئے جارہے تھے یعنی صبح سویرے نکلا، دودھ کے برتن صبح صادق کے وقت بلوئے جاتے ہیں۔ پس اس کی ایک عورت سے ملاقات ہوئی، اس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے، چیتوں جیسے، دونوں اس کی کمر کے نیچے سے دو اناروں کے ذریعہ کھیل رہے تھے یعنی اس کی کمر پتلی اور سرین بھاری تھے، اور کمر کے نیچے اتنی جگہ تھی کہ بچے انار اِدھر اُدھر کر رہے تھے، پس ابوزرع نے مجھے طلاق دیدی، اور اس سے نکاح کرلیا، میں نے اس کے بعد ایک شریف آدمی سے نکاح کیا، جو تیز رو گھوڑے پر سوار ہوتا تھا، اور اس نے ہاتھ میں نیزہ لیا تھا یعنی وہ شہسوار مسلح فوجی تھا، اس نے مجھ پر بہت نعمتیں برسائیں، اور مجھے ہر قسم کے مال سے جوڑا دیا، اور اس نے کہا: ام زرع خود کھا، اور اپنے میکے والوں کو بھی کھلا!

(ام زرع کہتی ہے:) پس اگر جمع کروں میں تمام وہ چیزیں جو اس نے مجھے دی ہیں تو بھی وہ ابوزرع کے چھوٹے برتن کے برابر نہیں ہوسکتیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "میں تمہارے لئے ایسا ہی ہوں جیسا ابوزرع: ام زرع کے لئے!" (اور ایک حدیث میں یہ اضافہ ہے: "مگر میں تمہیں طلاق نہیں دونگا!" اور طبرانی کی روایت میں عائشہؓ کا جواب ہے کہ ابوزرع کی کیا حقیقت ہے؟ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! آپ تو میرے لئے اُس سے بھی بڑھ کر ہیں)

سوال (۱): ام زرع کو دوسرا شوہر اچھا ملا تھا، پھر بھی وہ ابوزرع کو کیوں یاد کرتی تھی؟

جواب: اس لئے یاد کرتی تھی کہ وہ پہلا شوہر تھا، اس سے دل لگ گیا تھا، اور اس کی یاد دل سے نہیں نکلی تھی، اس لئے دوسرے شوہر کی محبت اس کی جگہ نہیں لے سکی، جیسے نبی ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے جو محبت تھی: وہ کبھی دل سے نہیں نکلی، اگرچہ حضرت عائشہ جیسی بیوی مل گئی! پس یہ ایک فطری امر ہے۔

سوال (۲): یہ قصہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا ہے یا کسی بیوی صاحبہ نے سنایا ہے؟ جواب: دونوں احتمال ہیں، راجح یہ ہے کہ آپؐ نے بیان فرمایا ہے۔

سوال (۳): جن عورتوں نے شوہروں کی برائی کی ہے: اس کا تذکرہ تو غیبت کے دائرہ میں آتا ہے؟ جواب: غیر معروف شخص کا حال بیان کرنا غیبت نہیں۔

لغات: مَخَضَ اللبنَ: دودھ بلوکر مکھن نکالنا ...... الخصر: کمر، کوکھ ...... السَّرِیّ: معزز شریف آدمی ...... الشَّرِیُّ

من الخيل: تیز رفتار گھوڑا...... الخطّي: خط مقام کا نیزہ (خط: بحرین کا ایک مقام ہے، جہاں نیزے بنتے تھے)
حوالہ: یہ حدیث متفق علیہ ہے (بخاری، نکاح، حدیث ۵۱۸۹، مسلم شریف، فضائل صحابہ، باب ۱۴ حدیث ۲۴۴۸)

[۳۸-] بابُ مَاجاءَ فِي كَلامِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي السَّمَرِ

[۲۴۲-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، ثَنَا أَبُو النَّضْرِ، ثَنَا أَبُو عَقِيلٍ الثَّقَفِيُّ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: حَدَّثَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ لَيْلَةٍ نِسَاءَهُ حَدِيْثًا، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: كَأَنَّ الْحَدِيْثَ حَدِيْثُ خُرَافَةَ. فَقَالَ: "أَتَدْرُوْنَ مَا خُرَافَةُ؟ إِنَّ خُرَافَةَ كَانَ رَجُلاً مِنْ عُذْرَةَ، أَسَرَتْهُ الْجِنُّ، فَمَكَثَ فِيْهِمْ دَهْرًا، ثُمَّ رَدُّوْهُ إِلَى الإِنْسِ، فَكَانَ يُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا رَأَى فِيْهِمْ مِنَ الأَعَاجِيْبِ، فَقَالَ النَّاسُ: حَدِيْثُ خُرَافَةَ"

[۲۴۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَخِيْهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَلَسَتْ إِحْدَى عَشْرَةَ امْرَأَةً، فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ أَلاَّ يَكْتُمْنَ مِنْ أَخْبَارِ أَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا، فَقَالَتْ:

قَالَتِ الأُوْلَى: زَوْجِيْ: لَحْمُ جَمَلٍ غَثٌّ، عَلَى رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ، لاَسَهْلٌ فَيُرْتَقَى، وَلاَ سَمِيْنٌ فَيُنْتَقَى.

قَالَتِ الثَّانِيَةُ: زَوْجِيْ: لاَأَبُثُّ خَبَرَهُ، إِنِّيْ أَخَافُ أَلاَّ أَذَرَهُ، إِنْ أَذْكُرْهُ أَذْكُرْ عُجَرَهُ وَبُجَرَهُ.

قَالَتِ الثَّالِثَةُ: زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ، إِنْ أَنْطِقْ أُطَلَّقْ، وَإِنْ أَسْكُتْ أُعَلَّقْ.

قَالَتِ الرَّابِعَةُ: زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ، لاَحَرٌّ وَلاَ قُرٌّ، وَلاَ مَخَافَةَ وَلاَسَآمَةَ.

قَالَتِ الْخَامِسَةُ: زَوْجِيْ: إِنْ دَخَلَ فَهِدَ، وَإِنْ خَرَجَ أَسِدَ، وَلاَ يَسْأَلُ عَمَّا عَهِدَ.

قَالَتِ السَّادِسَةُ: زَوْجِيْ: إِنْ أَكَلَ لَفَّ، وَإِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ، وَإِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ، وَلاَ يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ.

قَالَتِ السَّابِعَةُ: زَوْجِيْ: عَيَايَاءُ، أَوْ: غَيَايَاءُ، طَبَاقَاءُ، كُلُّ دَاءٍ لَهُ دَاءٌ، شَجَّكِ أَوْ فَلَّكِ، أَوْ جَمَعَ كُلاًّ لَكِ.

قَالَتِ الثَّامِنَةُ: زَوْجِيْ: الْمَسُّ مَسُّ أَرْنَبٍ، وَالرِّيْحُ رِيْحُ زَرْنَبٍ.

قَالَتِ التَّاسِعَةُ: زَوْجِيْ: رَفِيْعُ الْعِمَادِ، عَظِيْمُ الرَّمَادِ، طَوِيْلُ النِّجَادِ، قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ.

قَالَتِ الْعَاشِرَةُ: زَوْجِيْ مَالِكٌ، وَمَامَالِكٌ؟ مَالِكٌ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ، لَهُ إِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمَبَارِكِ، قَلِيْلاَتُ الْمَسَارِحِ، إِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ: أَيْقَنَّ أَنَّهُنَّ هَوَالِكُ.

قَالَتِ الْحَادِيَةُ عَشْرَةَ: زَوْجِيْ أَبُوْ زَرْعٍ، وَمَا أَبُوْ زَرْعٍ؟ أَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ أُذُنَيَّ، وَمَلأَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ،

وَبَجَّحَنِي فَبَجِحَتْ إِلَيَّ نَفْسِي. وَجَدَنِي فِي أَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ، فَجَعَلَنِي فِي أَهْلِ صَهِيلٍ، وَأَطِيطٍ، وَدَائِسٍ، وَمُنَقٍّ، فَعِنْدَهُ أَقُولُ فَلَا أُقَبَّحُ، وَأَرْقُدُ فَأَتَصَبَّحُ، وَأَشْرَبُ فَأَتَقَمَّحُ.

أُمُّ أَبِي زَرْعٍ: فَمَا أُمُّ أَبِي زَرْعٍ؟ عُكُومُهَا رَدَاحٌ، وَبَيْتُهَا فَسَاحٌ.

ابْنُ أَبِي زَرْعٍ: فَمَا ابْنُ أَبِي زَرْعٍ؟ مَضْجَعُهُ كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ، وَتُشْبِعُهُ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ.

بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ: فَمَا بِنْتُ أَبِي زَرْعٍ؟ طَوْعُ أَبِيهَا، وَطَوْعُ أُمِّهَا، وَمِلْءُ كِسَائِهَا، وَغَيْظُ جَارَتِهَا.

جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ: فَمَا جَارِيَةُ أَبِي زَرْعٍ؟ لَاتَبُثُّ حَدِيثَنَا تَبْثِيثًا، وَلَا تُنَقِّثُ مِيرَتَنَا تَنْقِيثًا، وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيشًا.

قَالَتْ: خَرَجَ أَبُو زَرْعٍ، وَالْأَوْطَابُ تُمْخَضُ: فَلَقِيَ امْرَأَةً، مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ، يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ، فَطَلَّقَنِي وَنَكَحَهَا، فَنَكَحْتُ بَعْدَهُ رَجُلًا سَرِيًّا، رَكِبَ شَرِيًّا، وَأَخَذَ خَطِّيًّا، وَأَرَاحَ عَلَيَّ نَعَمًا ثَرِيًّا، وَأَعْطَانِي مِنْ كُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا، وَقَالَ: كُلِي أُمَّ زَرْعٍ، وَمِيرِي أَهْلَكِ.

فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَانِيهِ مَابَلَغَ أَصْغَرَ آنِيَةِ أَبِي زَرْعٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "كُنْتُ لَكِ كَأَبِي زَرْعٍ لِأُمِّ زَرْعٍ!"

بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ نَوْمِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے سونے کی کیفیت کا بیان

حدیث (۱): براءؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے، اور کہتے: "اے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا، جب آپ اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کریں" (ترمذی، دعوات، حدیث ۳۵۴۱ اسی جلد میں)

حدیث (۲): حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ سونے کے لئے اپنے بستر پر پہنچ جاتے تو کہتے: "اے اللہ! آپ کے نام پر مرتا ہوں یعنی سوتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں یعنی جاگتا ہوں" اور جب آپؐ بیدار ہوتے تو فرماتے: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا، اور قیامت کے دن اٹھ کر انہی کے پاس جانا ہے!"

(ترمذی، دعوات، حدیث ۳۴۳۹ اسی جلد میں)

حدیث (۳): عائشہؓ کہتی ہیں: جب نبی ﷺ ہر رات اپنے بستر پر پہنچ جاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا کرتے، پس ان میں دم کرتے، اور ان میں سورۃ الاخلاص اور معوذتین پڑھتے (تقدیم وتاخیر ہے، پہلے یہ سورتیں پڑھ کر پھر دم کریں گے) پھر جہاں تک ہاتھ پہنچ سکتا اپنے جسم پر پھیرتے، پہلے سر اور چہرے پر اور جسم کے سامنے کے حصہ پر پھیرتے، آپ

یہ عمل تین دفعہ کرتے تھے (ترمذی، دعوات، حدیث ۳۴۰۲ اسی جلد میں)

حدیث (۴): ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سو گئے، یہاں تک کہ سانس تیز چلنے لگا، اور جب بھی آپؐ سوتے تھے سانس تیز چلتا تھا۔ پس آپؐ کے پاس بلالؓ آئے، اور انھوں نے آپؐ کو (فجر کی) نماز کی اطلاع دی، پس آپؐ اٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمائی (انبیاء کی نیند ناقضِ وضو نہیں ہوتی) اور حدیث میں لمبا مضمون ہے (مفصل حدیث بخاری (حدیث ۱۳۸) میں ہے)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ بستر پر لیٹتے تو کہتے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، اور پلایا، اور ہماری ضرورتیں پوری کیں، اور ہمیں ٹھکانا دیا، پس کتنے بندے ایسے ہیں جن کی نہ کوئی ضرورت پوری کرنے والا ہے، اور نہ کوئی ان کو ٹھکانا دینے والا ہے (ترمذی، دعوات، حدیث ۳۳۹۸ اسی جلد میں)

حدیث (۶): ابو قتادہؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ جب آرام کرنے کے لئے آخر رات میں اترتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، اور جب صبح سے کچھ پہلے اترتے تو اپنا دایاں ہاتھ کھڑا کرتے اور اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر آرام فرماتے۔

[۳۹-] بابُ ماجاءَ فِي صِفَةِ نَوْمِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۲۴۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، وَضَعَ كَفَّهُ تَحْتَ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ، وَقَالَ: " رَبِّ! قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ"

[۲۴۵-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ، قَالَ: " اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَى" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: " الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ"

[۲۴۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ عُقَيْلٍ، أُرَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ، فَنَفَثَ فِيْهِمَا، وَقَرَأَ فِيْهِمَا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ، يَبْدَأُ بِهِمَا رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ، يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

[۲۴۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَامَ حَتّٰى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَأَتَاهُ بِلَالٌ، فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ، فَقَامَ وَصَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ.

[۲۴۸-] حدثنا إسحاقُ بنُ منصورٍ، ثنا عفّانُ، ثنا حمّادُ بنُ سلمةَ، عن ثابتٍ، عن أنسِ بنِ مالكٍ: أنّ رسولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم کانَ إذا أوی إلی فِراشِہ، قالَ: "الحمدُ للهِ الذي أطعمَنا وسقانا، وكفانا وآوانا، فكم مِمّن لا كافيَ لهُ ولا مُؤوِيَ"

[۲۴۹-] حدثنا الحُسينُ بنُ محمدٍ الحَريريُّ، ثنا سُليمانُ بنُ حَربٍ، ثنا حمّادُ بنُ سلمةَ، عن حُميدٍ، عن بكرِ بنِ عبدِ اللهِ المُزنيِّ، عن عبدِ اللهِ بنِ رَباحٍ، عن أبي قتادةَ: أنّ النبيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كانَ إذا عرّسَ بليلٍ اضطجعَ على شِقِّهِ الأيمنِ، وإذا عرّسَ قُبَيلَ الصُّبحِ نصبَ ذِراعَهُ، ووضعَ رأسَهُ على كفِّهِ"

بابُ ماجاءَ في عِبادةِ رسولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کی عبادت کا بیان

حدیث (۱): مغیرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تہجد کی نماز پڑھی یہاں تک کہ آپؐ کے دونوں پیروں پر ورم آگیا، پس آپؐ سے کہا گیا: آپ نماز میں اتنی مشقت کیوں برداشت کرتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپؐ کے اگلے پچھلے سب گناہوں کی بخشش کا اعلان فرمادیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: "پس کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟!" (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۲۲ تحفہ ۲: ۲۵۱)

حدیث (۲): حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے (یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ اور مسند بزار میں ہے، اور یہ ابو سلمہ کی روایت ہے)

حدیث (۳): بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے اسی مضمون کی مروی ہے، یہ ابو صالح کی روایت ہے، اور ابن ماجہ (حدیث ۱۴۲۰) میں ہے۔

حدیث (۴): اسود بن یزید نے عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے کہا: آپؐ شروع رات میں سوتے تھے، پھر اٹھتے تھے، اور جب سحری کا وقت ہوتا تھا تو وتر پڑھتے تھے، پھر اپنے بستر پر آتے تھے، پس اگر آپ کو ضرورت ہوتی تو بیوی سے مقاربت فرماتے، پھر جب فجر کی اذان ہوتی تو کود کر کھڑے ہوتے، پس اگر آپ جنبی ہوتے تو اپنے اوپر پانی بہاتے، یعنی غسل فرماتے، ورنہ وضوء فرماتے، اور نماز کے لئے تشریف لے جاتے (یہ روایت متفق علیہ ہے، بخاری، تہجد، حدیث ۱۱۴۶)

حدیث (۵): ابن عباسؓ نے کُریب کو بتلایا کہ انھوں نے اپنی خالہ میمونہؓ کے گھر ایک رات گذاری، انھوں نے کہا: پس میں تکیہ کی چوڑائی میں لیٹ گیا، اور رسول اللہ ﷺ اس کی لمبائی میں لیٹے، پس آپؐ آدھی رات تک یا اس سے

کچھ پہلے تک یا اس کے کچھ بعد تک سوئے، پھر آپ بیدار ہوئے، اور نیند کو اپنے چہرے سے پونچھا، پھر سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف اٹھے، پس اس سے وضوء کی، اور عمدہ وضوء کی، پھر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے ــــــ ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا، اور میرا دایاں کان پکڑا اور موڑا، پس آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں (حدیث کے راوی معن کہتے ہیں: چھ مرتبہ یعنی آپ نے بارہ رکعتیں پڑھیں) پھر آپ نے وتر پڑھے (اگر وتر ایک رکعت پڑھی تو کل تیرہ رکعتیں ہوئیں، اور اگر وتر تین رکعتیں پڑھیں تو کل پندرہ رکعتیں ہوئیں، اور اگر شروع کی دو ہلکی رکعتوں کو تہجد میں نہ گنا جائے تو تیرہ رکعتیں ہوئیں) پھر لیٹ گئے، پھر آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ اٹھے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر فجر کی نماز کے لئے تشریف لے گئے۔

حدیث (۶): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۴۲ تحفہ ۲:۲۹۳ باب ۲۱۱ میں تہجد کے سلسلہ کی مفصل بحث ہے)

حدیث (۷): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب تہجد نہیں پڑھ سکتے تھے: آپ کو تہجد سے نیند روک دیتی تھی یا آپ پر آپ کی آنکھیں غالب آجاتی تھیں یعنی آنکھ نہیں کھلتی تھی تو آپ دن میں سورج نکلنے کے بعد بارہ رکعتیں پڑھتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۴۵ تحفہ ۲:۲۹۲)

[۴۰-] بابُ ماجاءَ فِي عِبَادَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۲۵۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَبِشْرُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَا: ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: صَلَّى رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيْلَ لَهُ: أَتَتَكَلَّفُ هٰذَا، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: "أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا!"

[۲۵۱-] حدثنا أَبُوْ عَمَّارٍ: الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، أَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ حَتَّى تَرِمَ قَدَمَاهُ، قَالَ: فَقِيْلَ لَهُ: تَفْعَلُ هٰذَا، وَقَدْ جَاءَكَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: "أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا!"

[۲۵۲-] حدثنا عِيْسَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرَّمْلِيُّ، ثَنِيْ عَمِّيْ: يَحْيَى بْنُ عِيْسَى الرَّمْلِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ يُصَلِّيْ، حَتَّى تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ، فَيُقَالُ لَهُ: تَفْعَلُ هٰذَا، وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا!"

[۲۵۳-] حدثنا محمدُ بنُ بَشَّارٍ، أنا محمدُ بنُ جعفرٍ، ثنا شُعبةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رسولِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم بِاللَّيْلِ، فَقَالَتْ: كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ يَقُومُ، فَإِذَا كَانَ مِنَ السَّحَرِ أَوْتَرَ، ثُمَّ أَتَى فِرَاشَهُ، فَإِذَا كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ أَلَمَّ بِأَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الأَذَانَ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَ جُنُبًا أَفَاضَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ، وَخَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ.

[۲۵۴-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، ح: وَثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأَنْصَارِيُّ، ثنا مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ، وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم فِي طُولِهَا، فَنَامَ رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ، أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ، أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ، فَاسْتَيْقَظَ رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم، فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الآيَاتِ الْخَوَاتِيمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقٍ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي.

قَالَ عَبْدُ اللّهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رسولُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي، ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى فَفَتَلَهَا، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ — قَالَ مَعْنٌ: سِتَّ مَرَّاتٍ — ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ، ثُمَّ جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

[۲۵۵-] حدثنا أَبُو كُرَيْبٍ: محمدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثنا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

[۲۵۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ، مَنَعَهُ مِنْ ذٰلِكَ النَّوْمُ، أَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ، صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

حدیث (۸): نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی شخص رات میں (نماز کے لئے) اٹھے تو چاہئے کہ اپنی نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے (یہ مسلم شریف (صلاۃ المسافرین، حدیث ۷۶۸/۱۹۸) کی حدیث ہے، اور قولی روایت ہے، آئندہ حدیث فعلی روایت ہے)

حدیث (۹): زید بن خالد جہنیؓ کہتے ہیں: ایک مرتبہ (میں نے طے کیا کہ) میں رسول اللہ ﷺ کی نماز ضرور بغور دیکھوں گا، پس میں نے آپؐ کی چوکھٹ کو — یا کہا: آپؐ کے خیمہ کو — تکیہ بنایا، پس رسول اللہ ﷺ نے دو ہلکی

رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں لمبی لمبی لمبی یعنی بہت لمبی پڑھیں، پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور وہ ان سے پہلے والی رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور وہ ان سے پہلے والی رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور وہ ان سے پہلے والی رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں، اور وہ ان سے پہلے والی رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر آپؐ نے وتر پڑھے، پس یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں (اس میں اگر شروع کی دو ہلکی رکعتیں شمار نہ کریں تو وتر تین رکعتیں ہونگی، اور اگر شمار کریں تو وتر ایک رکعت ہوگی، اور یہ حدیث مسلم شریف کی ہے، اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، تفصیل تحفہ (۲: ۳۰۱) میں ہے)

حدیث (۱۰): ابو سلمہ نے عائشہؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ رمضان کی راتوں میں تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ صدیقہؓ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ (پہلے) چار رکعت پڑھتے تھے، جن کی عمدگی اور درازی کے بارے میں مت پوچھ! پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے، جن کی عمدگی اور درازی کے بارے میں مت پوچھ، پھر تین رکعتیں پڑھتے تھے'' عائشہ کہتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپؐ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ آپؐ نے جواب دیا: ''عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں، اور میرا دل نہیں سوتا'' (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۵۰ تحفہ ۲: ۲۹۳)

حدیث (۱۱): عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ رات میں گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے، ان میں سے ایک رکعت کے ذریعہ (نماز کو) طاق بناتے تھے، پھر جب وتر سے فارغ ہو جاتے تو (صبح کے انتظار میں) دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۵۱ تحفہ ۲: ۲۹۳)

حدیث (۱۲): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ رات میں نو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۵۲ تحفہ ۲: ۲۹۴)

حدیث (۱۳): حذیفہؓ نے رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، کہتے ہیں: جب آپؐ نے نماز شروع کی تو کہا: اللہ سب سے بڑا ہے! بادشاہت، غلبہ، بڑائی اور بزرگی والا ہے ـــــ حذیفہؓ نے کہا: پھر سورہ بقرہ پڑھی، پھر رکوع کیا، پس آپؐ کا رکوع آپؐ کے قیام کے مانند تھا، اور فرماتے: ''پاک ہے میرا عظیم رب! پاک ہے میرا عظیم رب!'' پھر اپنا سر اٹھایا، اور آپؐ کا قومہ آپؐ کے رکوع کے مانند تھا، اور فرماتے: ''میرے رب کے لئے حمد ہے! میرے رب کے لئے حمد ہے!'' پھر سجدہ کیا، پس آپؐ کا سجدہ آپؐ کے قومہ کے مانند تھا، اور فرماتے: ''پاک ہے میرا برتر پروردگار! پاک ہے میرا برتر پروردگار!'' پھر اپنا سر اٹھایا، پس دو سجدوں کے درمیان کا وقفہ سجدوں کے مانند تھا، اور فرماتے: ''میرے رب! میری بخشش فرما! میرے رب! میری بخشش فرما!'' یہاں تک کہ سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں۔ شعبہ کو مائدہ اور انعام میں شک ہے۔

حدیث (۱۴): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک رات قرآن کی ایک آیت کے ساتھ کھڑے رہے یعنی

پوری رات تہجد میں ایک ہی آیت پڑھتے رہے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۴۸ تحفہ ۲: ۲۹۸)

حدیث (۱۵): ابن مسعودؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی، پس آپؐ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے بری بات کا ارادہ کیا۔ آپؓ سے پوچھا گیا: اور کس بات کا آپؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ ارادہ کیا؟ کہا: میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی ﷺ کو (کھڑا) چھوڑ دوں! (یہ متفق علیہ روایت ہے)

حدیث (۱۶): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جب تہجد بیٹھ کر پڑھتے تھے، تو تلاوت بھی بیٹھ کر فرماتے تھے، پھر جب تیس چالیس آیتوں کے بقدر قراءت باقی رہ جاتی تو آپ کھڑے ہو جاتے، اور اتنی مقدار تلاوت کر کے رکوع وسجود کرتے، پھر دوسری رکعت، بیٹھ کر پڑھتے اور اسی طرح کرتے۔

[۲۵۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْعَلاءِ، أنا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، يَعْنِيْ ابنَ حَسَّانٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ سِيرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ، فَلْيَفْتَتِحْ صَلاَ تَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ"

[۲۵۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: لَأَرْمُقَنَّ صَلاَةَ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ: فُسْطَاطَهُ، فَصَلَّى رَسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ، فَذَلِكَ ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

[۲۵۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى، حَدَّثَنَا مَعْنٌ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَاكَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لِيَزِيْدَ فِيْ رَمَضَانَ وَلاَ فِيْ غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّيْ أَرْبَعًا، لاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا، لاَتَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلاَثًا، قَالَتْ عَائِشَةُ: قُلْتُ: يَارسولَ اللهِ! أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: "يَاعَائِشَةُ! إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ، وَلاَيَنَامُ قَلْبِيْ"

[۲۶۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى، ثَنَا مَعْنٌ، ثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ابنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ.

حدثنا ابنُ أبي عُمَرَ، أنا مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابنِ شِهَابٍ نَحْوَهُ [ح:] وثنا قُتَيبةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ابنِ شِهَابٍ، نَحْوَهُ.

[۲۶۱-] حدثنا هَنَّادٌ، ثنا أبُو الأحْوَصِ، عَنِ الأعْمَشِ، عَنْ إبْرَاهِيمَ، عَنِ الأسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ.

حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا يَحيىَ بْنُ آدَمَ، ثنا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأعْمَشِ نَحْوَهُ.

[۲۶۲-] حدثنا محمدُ بْنُ الْمُثَنّى، ثنا محمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أبِي حَمْزَةَ: رَجُلٍ مِنَ الأنْصَارِ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي عَبْسٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: أنَّهُ صَلّٰى مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ، قَالَ: "اللّٰهُ أكْبَرُ، ذُو الْمَلَكُوتِ وَالْجَبَرُوتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ" قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ الْبَقَرَةَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَكَانَ رُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ" ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، وَكَانَ قِيَامُهُ نَحْوًا مِنْ رُكُوعِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: "لِرَبِّيَ الْحَمْدُ، لِرَبِّيَ الْحَمْدُ" ثُمَّ سَجَدَ، فَكَانَ سُجُودُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: "سُبْحَانَ رَبِّيَ الأعْلَى، سُبْحَانَ رَبِّيَ الأعْلَى" ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَكَانَ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِنَ السُّجُودِ، وَكَانَ يَقُولُ: "رَبِّ اغْفِرْلِي، رَبِّ اغْفِرْلِي" حَتّٰى قَرَأَ الْبَقَرَةَ، وَآلَ عِمْرَانَ، وَالنِّسَاءَ، وَالْمَائِدَةَ، أوِ الأنْعَامَ، شُعْبَةُ هُوَ الَّذِي شَكَّ فِي الْمَائِدَةِ وَالأنْعَامِ.

وَأبُو حَمْزَةَ: اسْمُهُ طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَأبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ: اسْمُهُ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ.

[۲۶۳-] حدثنا أبُو بَكْرٍ: محمدُ بْنُ نَافِعٍ الْبَصْرِيُّ، ثنا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ، عَنْ إسْمَاعِيلَ ابْنِ مُسْلِمٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَامَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِآيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ لَيْلَةً.

[۲۶۴-] حدثنا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنِ الأعْمَشِ، عَنْ أبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: صَلَّيْتُ لَيْلَةً مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِأمْرِ سَوْءٍ، قِيلَ لَهُ: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ أنْ أقْعُدَ، وَأدَعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم.

حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، ثنا جَرِيرٌ، عَنِ الأعْمَشِ نَحْوَهُ.

[۲۶۵-] حدثنا إسْحَاقُ بْنُ مُوسَى الأنْصَارِيُّ، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، عَنْ أبِي النَّضْرِ، عَنْ أبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا، فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَإذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أوْ أرْبَعِينَ آيَةً، قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حدیث (۱۷): عائشہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ لمبی رات تک کھڑے کھڑے اور لمبی رات تک بیٹھے بیٹھے نفلیں پڑھتے تھے، یعنی کبھی کھڑے ہوکر اور کبھی بیٹھ کر تہجد پڑھتے تھے، اور آپؐ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو رکوع وسجود بھی بیٹھ کر کرتے تھے، اور جب کھڑے ہوکر پڑھتے تھے تو رکوع وسجود بھی کھڑے ہوکر کرتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۳۷۶ تحفہ ۲: ۲۰۳)

حدیث (۱۸): حفصہؓ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر تہجد پڑھتے (کبھی) نہیں دیکھا، ہاں وفات سے ایک سال پہلے یعنی حیاتِ طیبہ کے آخری سال میں آپؐ بیٹھ کر تہجد پڑھتے تھے۔ اور آپ چھوٹی سورت بھی ترتیل کے ساتھ اور اس طرح پڑھتے تھے کہ وہ لمبی سے لمبی سورت کے مانند ہوجاتی تھی (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۳۷۴ تحفہ ۲: ۲۰۲)

حدیث (۱۹): عائشہؓ فرماتی ہیں: نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ کی اکثر نماز (تہجد کی نماز) بیٹھ کر ہوتی تھی (یہ مسلم کی روایت ہے)

حدیث (۲۰): ابن عمرؓ کہتے ہیں: میں نے ظہر سے پہلے نبی ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، اور ظہر کے بعد دو رکعتیں، اور مغرب کے بعد آپؐ کے گھر میں دو رکعتیں، اور عشاء کے بعد آپؐ کے گھر میں دو رکعتیں (معیت صرف تعداد میں ہے، اور یہ حدیث مختصر: ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۳۶ تحفہ ۲: ۲۷۴ میں ہے، اور مفصل صحیحین میں ہے)

حدیث (۲۱): ابن عمرؓ کہتے ہیں: اور مجھ سے حفصہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے جب صبح صادق ہوتی تھی، اور مؤذن بانگ دیتا تھا۔ ایوب سختیانی کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ روایت میں خفیفتین بھی ہے، یعنی فجر کی سنتیں آپ ہلکی پڑھتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۳۳ تحفہ ۲: ۲۸۰ مفصلاً)

حدیث (۲۲): مذکورہ حدیث (۲۱) مفصل اس طرح ہے: ابن عمرؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آٹھ رکعتیں (سنن مؤکدہ) یاد کی ہیں: ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں: اور مجھ سے فجر کی دو سنتیں حفصہؓ نے بیان کیں، اور میرا گمان ہے کہ میں نے ان کو نبی ﷺ سے محفوظ نہیں کیا (حوالہ بالا، اور ان لفظوں سے روایت صرف شمائل میں ہے)

حدیث (۲۳): عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نمازوں (سنن مؤکدہ) کے بارے میں پوچھا: انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد دو رکعتیں، مغرب کے بعد دو رکعتیں، عشاء کے بعد دو رکعتیں، اور فجر سے پہلے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۲۷ تحفہ ۲: ۲۸۳)

حدیث (۲۴): عاصم بن ضمرہ کہتے ہیں: ہم نے علیؓ سے رسول اللہ ﷺ کی دن کی نماز (نفلوں) کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے کہا: تم اس کی طاقت نہیں رکھتے یعنی اس پر عمل نہیں کرسکتے، عاصم کہتے ہیں: ہم نے کہا: جو ہم میں سے اس کی طاقت رکھے گا: پڑھے گا۔ (اور جو طاقت نہیں رکھتا: وہ یاد رکھے گا، اور دوسروں کو پہنچائے گا) پس آپؓ نے فرمایا: عصر کی نماز جس وقت پڑھی جاتی ہے، اس وقت مغربی افق سے سورج جتنا بلند ہوتا ہے: جب سورج نکل کر اتنا بلند ہوجاتا

تھا تو آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے (یہ اشراق کی نماز ہے) اور جس وقت ظہر کی نماز پڑھتے ہیں، اس وقت سورج مغربی افق سے جتنا اونچا ہوتا ہے: جب سورج نکل کر اتنا بلند ہو جاتا تھا تو آپ چار رکعتیں پڑھتے تھے (یہ چاشت کی نماز ہے) اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں، اور ظہر کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور عصر سے پہلے چار رکعتیں (ایک سلام سے) پڑھتے تھے، ہر دو رکعتوں کے درمیان جدائی کرتے تھے، مقرب فرشتوں پر اور انبیاء پر اور مؤمنوں اور مسلمانوں میں سے جنھوں نے ان کی پیروی کی ہے: ان پر سلام کرنے کے ذریعہ یعنی ہر دو رکعتوں پر قعدہ فرماتے تھے، اور اس میں تشہد پڑھتے تھے۔

(ترمذی، صلاۃ، حدیث ٦٠٠ تحفہ ٢: ٤٩٨)

[٢٦٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثنا هُشَيْمٌ، أنا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: عَنْ تَطَوُّعِهِ، فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ لَيْلاً طَوِيْلاً قَائِمًا، وَلَيْلاً طَوِيْلاً قَاعِدًا، فَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ، وَإِذَا قَرَأَ وَهُوَ جَالِسٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ جَالِسٌ.

[٢٦٧-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْأَنْصَارِيُّ، ثنا مَعْنٌ، ثنا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِيْ وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلَّى فِيْ سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ صلى الله عليه وسلم بِعَامٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، وَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ، وَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا.

[٢٦٨-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ سُلَيْمَانَ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ.

[٢٦٩-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِيْ بَيْتِهِ.

[٢٧٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثنا أَيُّوْبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، وَيُنَادِي الْمُنَادِيْ قَالَ أَيُّوْبُ: أُرَاهُ قَالَ: "خَفِيْفَتَيْنِ"

[٢٧١-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثنا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ: رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ

بِرَكْعَتَيِ الْغَدَاةِ، وَلَمْ أَكُنْ أَرَاهُمَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٢٧٢-] حدثنا أَبُوْ سَلَمَةَ: يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ ثِنْتَيْنِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ.

[٢٧٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ. قَالَ: سَمِعْتُ عَاصِمَ بْنَ ضَمْرَةَ يَقُوْلُ: سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلَاةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ النَّهَارِ، قَالَ: فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَاتُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ! قَالَ: قُلْنَا: مَنْ أَطَاقَ مِنَّا ذٰلِكَ صَلّٰى. فَقَالَ كَانَ إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا، كَهَيْئَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلّٰى أَرْبَعًا، وَيُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا، وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ، وَقَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ.

بابُ صَلَاةِ الضُّحٰى

چاشت کی نماز کا بیان

حدیث (۱): معاذہ نے عائشہؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! چار رکعتیں (پڑھا کرتے تھے) اور جتنا اللہ تعالیٰ چاہتے زیادہ کرتے تھے (یہ مسلم کی روایت ہے، اور اشراق و چاشت دو نمازیں ہیں یا ایک؟ اس کے لئے دیکھیں تحفہ ۲: ۳۲۹)

حدیث (۲): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ چاشت کی چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے (یہ روایت صرف شمائل میں ہے، اور سند ٹھیک ہے، بس حکیم مستور راوی ہے)

حدیث (۳): ابن ابی لیلیٰ (کبیر) کہتے ہیں: مجھے کسی صحابی نے یہ بات نہیں بتائی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ علاوہ ام ہانی کے، انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن ان کے گھر آئے، پس غسل کیا، پھر آٹھ نفلیں پڑھیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے ہلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، البتہ آپ رکوع و سجود مکمل ادا فرماتے تھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۷۴ تحفہ ۲: ۳۳۱)

حدیث (۴): عبداللہ بن شقیق نے عائشہؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: نہیں، مگر یہ کہ آپ کسی سفر سے آتے (تو پڑھتے، یہ روایت مسلم شریف کی ہے)

حدیث (۵): ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہمارا

گمان ہوتا تھا کہ آپ اب اس نماز کو کبھی نہیں چھوڑیں گے، پھر آپ اس کو پڑھنا بند کر دیتے تھے، یہاں تک کہ ہمارا گمان ہوتا تھا کہ اب آپ اس کو کبھی نہیں پڑھیں گے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۷۷ تحفہ ۲: ۳۲۶ اس کی سند میں عطیہ عوفی ہے، جو کمزور راوی ہے، خاص طور پر ابو سعید کی حدیثوں میں)

حدیث (۶): ابو ایوب انصاریؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ سورج ڈھلنے پر پابندی سے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، پس میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ سورج ڈھلنے پر یہ چار رکعتیں پابندی سے پڑھتے ہیں (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ نے فرمایا: "سورج ڈھلنے پر آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پس وہ بند نہیں ہوتے یہاں تک کہ ظہر پڑھ لی جاتی ہے (رَتَجَ الباب: دروازہ بند کرنا) پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرے لئے اس گھڑی میں کوئی نیک عمل چڑھے۔ میں نے پوچھا: کیا ان سب رکعتوں میں قراءت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے پوچھا: کیا ان میں جدائی کرنے والا سلام ہے؟ یعنی دو رکعتوں پر سلام پھیرا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں (عبیدۃ بن معتّب ضبی ضعیف راوی ہے، مگر آئندہ دونوں حدیثیں اس کی شاہد ہیں)

حدیث (۷): عبد اللہ بن السائبؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور فرمایا: "یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، پس میں یہ بات پسند کرتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی نیک عمل چڑھے (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۷۸ تحفہ ۲: ۳۳۳)

حدیث (۸): علیؓ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور انھوں نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ بھی ان کو بوقت زوال پڑھتے تھے، اور ان کو طویل پڑھتے تھے۔

[۴۱-] بابُ صَلَاةِ الضُّحٰی

[۲۷۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، أَنْبَأَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: نَعَمْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، وَيَزِيْدُ مَاشَاءَ اللّٰهُ.

[۲۷۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، حَدَّثَنِيْ حَكِيْمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الزِّيَادِيُّ، ثَنَا زِيَادُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الرَّبِيْعِ الزِّيَادِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّيْ الضُّحٰى سِتَّ رَكْعَاتٍ.

[۲۷۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثَنَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى قَالَ: مَا أَخْبَرَنِيْ أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النبيَّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي الضُّحٰى إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ،

فإنها حدثت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل بيتها يوم فتح مكة، فاغتسل، فسبح ثماني ركعات، ما رأيته صلى صلاة قط أخف منها، غير أنه كان يتم الركوع والسجود.

[۲۷۷-] حدثنا ابن أبي عمر، ثنا وكيع، ثنا كهمس بن الحسن، عن عبد الله بن شقيق، قال: قلت لعائشة: أكان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى؟ قالت: لا، إلا أن يجيء من مغيبه.

[۲۷۸-] حدثنا زياد بن أيوب البغدادي، ثنا محمد بن ربيعة، عن فضيل بن مرزوق، عن عطية، عن أبي سعيد الخدري، قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي الضحى حتى نقول: لايدعها، ويدعها حتى نقول: لايصليها.

[۲۷۹-] حدثنا أحمد بن منيع، عن هشيم، أنا عبيدة، عن إبراهيم، عن سهم بن منجاب، عن قرثع الضبي، أو: عن قزعة، عن قرثع، عن أبي أيوب الأنصاري: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يدمن أربع ركعات عند زوال الشمس، فقلت: يارسول الله! إنك تدمن هذه الأربع الركعات عند زوال الشمس؟ فقال: إن أبواب السماء تفتح عند زوال الشمس، فلا ترتج حتى تصلى الظهر، فأحب أن يصعد لي في تلك الساعة خير، قلت: أفي كلهن قراءة؟ قال: "نعم" قلت: هل فيهن تسليم فاصل؟ قال: "لا"

حدثنا أحمد بن منيع، ثنا أبو معاوية، ثنا عبيدة، عن إبراهيم، عن سهم بن منجاب، عن قزعة، عن القرثع، عن أبي أيوب، عن النبي صلى الله عليه وسلم نحوه.

[۲۸۰-] حدثنا محمد بن المثنى، أنا أبو داود، ثنا محمد بن مسلم بن أبي الوضاح، عن عبد الكريم الجزري، عن مجاهد، عن عبد الله بن السائب: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي أربعا بعد أن تزول الشمس قبل الظهر، وقال: "إنها ساعة تفتح فيها أبواب السماء، فأحب أن يصعد لي فيها عمل صالح"

[۲۸۱-] حدثنا أبو سلمة: يحيى بن خلف، ثنا عمر بن علي المقدمي، عن مسعر بن كدام، عن أبي إسحاق، عن عاصم بن ضمرة، عن علي: أنه كان يصلي قبل الظهر أربعا، وذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يصليها عند الزوال، ويمد فيها.

باب ماجاء في صلاة التطوع في البيت

گھر میں نوافل پڑھنے کا بیان

حدیث: عبداللہ بن سعد انصاریؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے میرے گھر میں اور مسجد میں نماز کے

بارے میں دریافت کیا، آپؐ نے فرمایا: تم دیکھتے ہو میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے، پھر بھی مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھوں، اس سے کہ میں مسجد میں نماز پڑھوں، مگر یہ کہ فرض نماز ہو (یہ مسئلہ تفصیل سے ترمذی، صلاۃ، باب ۲۱۶ تحفہ ۲: ۲۹۹ میں آیا ہے)

[۴۲-] بابُ ماجاءَ فِيْ صَلاَةِ التَّطَوُّعِ فِي الْبَيْتِ

[۲۸۲-] حدثنا عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلاَءِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ حَرَامِ بْنِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الصَّلاَةِ فِيْ بَيْتِيْ، وَالصَّلاَةِ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: "قَدْ تَرَى مَا أَقْرَبَ بَيْتِيْ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَلَأَنْ أُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أُصَلِّيَ فِي الْمَسْجِدِ، إِلاَّ أَنْ تَكُوْنَ صَلاَةً مَكْتُوْبَةً"

بابُ ماجاءَ فِيْ صَوْمِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے (نفل) روزوں کا بیان

حدیث (۱): عبد اللہ بن شقیق کہتے ہیں: میں نے عائشہؓ سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا، انھوں نے کہا: آپؐ روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہم سوچتے تھے کہ اب آپ ہمیشہ روزے رکھیں گے۔ اور روزے بند کردیتے تھے پس ہم خیال کرتے تھے کہ اب آپؐ کبھی روزے نہیں رکھیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: اور رسول اللہ ﷺ جب سے مدینہ میں تشریف لائے ہیں رمضان کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے (ترمذی، صوم، حدیث ۷۵۹ تحفہ ۳: ۱۴۳)

حدیث (۲): انسؓ سے نبی ﷺ کے روزوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ انھوں نے فرمایا: آپؐ کسی مہینہ میں روزے رکھنا شروع کرتے تھے تو ایسا خیال ہوتا تھا کہ آپؐ کا اس مہینے میں روزے چھوڑنے کا ارادہ نہیں ہے، اور کسی مہینے میں روزے نہیں رکھتے تھے، یہاں تک کہ ایسا خیال ہوتا تھا کہ آپؐ اس مہینے میں کوئی روزہ نہیں رکھیں گے (پھر سائل نے نبی ﷺ کی تہجد کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا:) آپؐ رات کے جس حصہ میں نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھنا چاہیں: دیکھ سکتے ہیں، اور جس حصہ میں سوتے ہوئے دیکھنا چاہیں: دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی آپؐ نے رات کے ہر حصہ میں تہجد پڑھا ہے (حوالہ بالا حدیث ۷۶۰)

حدیث (۳): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہم سوچتے تھے: اس ماہ آپ کا ارادہ کوئی روزہ چھوڑنے کا نہیں ہے، اور روزے نہیں رکھتے تھے، یہاں تک کہ ہم سوچتے تھے: اس ماہ آپ کا کوئی روزہ

رکھنے کا ارادہ نہیں ہے، اور جب سے آپؐ مدینہ میں تشریف لائے ہیں رمضان کے علاوہ آپؐ نے کسی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھے (یہ متفق علیہ روایت ہے)

حدیث (۴): ام سلمہؓ کہتی ہیں: نہیں دیکھا میں نے کہ نبی ﷺ نے مسلسل دو مہینوں کے روزے رکھے ہوں، سوائے شعبان اور رمضان کے، یعنی آپؐ نے پورے شعبان اور پورے رمضان کے روزے رکھے ہیں (یہ عبدالرحمن بن عوفؓ کے صاحبزادے ابوسلمہ کی ام سلمہ سے روایت ہے، اور وہ آئندہ حدیث عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں)

حدیث (۵): عائشہؓ کہتی ہیں: نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ کسی ماہ میں روزے رکھتے ہوں زیادہ اپنے روزوں سے شعبان میں، آپؐ شعبان کے روزے رکھتے تھے، مگر چند ایام، بلکہ پورے ہی شعبان کے روزے رکھتے تھے (حدیث ۴ و ۵ میں گونہ تعارض ہے، جواب تحفہ (۳: ۱۱۰) میں ہے، اور سند کی بحث بھی اسی جگہ ہے دیکھیں کتاب الصوم، باب ۳۶ حدیث ۲۷ و ۲۸ تحفہ ۳: ۱۰۰)

[۴۳-] بابُ ماجاءَ فِيْ صَوْمِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۲۸۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثنا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ صَامَ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: قَدْ أَفْطَرَ، قَالَتْ: وَمَاصَامَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَهْرًا كَامِلاً مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ إِلاَّ رَمَضَانَ.

[۲۸۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: كَانَ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى يُرٰى أَنَّهُ لاَيُرِيْدُ أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى يُرٰى أَنَّهُ لاَيُرِيْدُ أَنْ يَصُوْمَ مِنْهُ شَيْئًا، وَكُنْتَ لاَتَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا إِلاَّ رَأَيْتَهُ مُصَلِّيًا، وَلاَ نَائِمًا إِلاَّ رَأَيْتَهُ نَائِمًا.

[۲۸۵-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، ثنا أَبُوْ دَاوُدَ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ: مَايُرِيْدُ أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُ، وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ: مَايُرِيْدُ أَنْ يَصُوْمَ، وَمَاصَامَ شَهْرًا كَامِلاً مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ إِلاَّ رَمَضَانَ.

[۲۸۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلاَّ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ. قَالَ أَبُوْعِيسٰى: هٰذَا إِسْنَادٌ صحيحٌ، وَهٰكَذَا قَالَ: عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ

أُمِّ سَلَمَةَ، وَرَوَى هٰذَا الحديثَ غيرُ وَاحِدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه سلم، وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَدْ رَوَى هٰذَا الحديثَ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ جَمِيْعًا عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۲۸۷-] حدثنا هَنَّادٌ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَمْرٍو، ثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمْ أَرَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ فِي الشَّهْرِ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِي شَعْبَانَ، كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيْلًا، بَلْ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ.

حدیث (۶): ابن مسعودؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ ہر مہینے کے شروع کے تین دنوں کے روزے رکھا کرتے تھے، اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپؐ جمعہ کے دن روزہ نہ رکھیں (ترمذی، صوم، حدیث ۷۴۳ تحفہ ۱۱۸:۳)

حدیث (۷): معاذۃ نے عائشہؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ ہر مہینے میں تین روزے رکھتے تھے؟ انھوں نے کہا: ہاں! معاذۃ نے پوچھا: کن دنوں کے روزے رکھتے تھے؟ عائشہؓ نے کہا: آپؐ دنوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے یعنی دن اور تاریخ کی تعیین کے بغیر تین روزے رکھتے تھے (ترمذی، صوم، حدیث ۷۶۲ تحفہ ۱۳۶:۳)

حدیث (۸): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ خیال کرکے (سوچ کرکے) پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے یعنی پہلے سے خیال رکھتے تھے کہ جب یہ دن آئیں گے تو روزہ رکھیں گے (ترمذی، صوم، حدیث ۷۴۶ تحفہ ۱۲۱:۳)

حدیث (۹): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے: شعبان میں اپنے روزوں سے زیادہ یعنی آپؐ ماہ شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے۔

حدیث (۱۰): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو (بارگاہ ایزدی میں) پیش کئے جاتے ہیں، پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال پیش کئے جائیں درانحالیکہ میں روزے سے ہوں (ترمذی، صوم، حدیث ۷۴۸ تحفہ ۱۲۱:۳)

حدیث (۱۱): رسول اللہ ﷺ ایک ماہ بار، اتوار اور پیر کے روزے رکھتے تھے، اور اگلے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کے روزے رکھتے تھے یعنی آپؐ نے سب دنوں کے روزے رکھے ہیں، کسی دن کو روزوں کے ساتھ خاص نہیں کیا (ترمذی حدیث ۷۴۷ تحفہ ۱۲۱:۳)

حدیث (۱۲): عائشہؓ کہتی ہیں: زمانۂ جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے، اور رسول اللہ ﷺ بھی یہ روزہ رکھتے تھے، پھر جب آپؐ مدینہ آئے تو بھی آپؐ نے یہ روزہ رکھا، اور لوگوں کو یہ روزہ رکھنے کا حکم دیا، پھر جب رمضان کی فرضیت نازل ہوئی تو رمضان کے روزے ہی فرض رہ گئے، اور عاشوراء کی فرضیت ختم ہوگئی، پس جو عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے: رکھے، اور جو نہ رکھنا چاہے: نہ رکھے (ترمذی، صیام، حدیث ۷۵۳ تحفہ ۱۲۷:۳)

[۲۸۸-] حدثنا القَاسِمُ بْنُ دِينَارٍ الْكُوفِيُّ، ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، وَطَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، عَنْ شَيْبَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَقَلَّمَا كَانَ يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

[۲۸۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، عَنْ يَزِيْدَ الرِّشْكِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَكَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، قُلْتُ: مِنْ أَيِّهِ كَانَ يَصُوْمُ؟ قَالَتْ: كَانَ لَايُبَالِيْ مِنْ أَيِّهِ صَامَ.

قَالَ أَبُوْ عِيسَى: وَيَزِيْدُ الرِّشْكُ: هُوَ يَزِيْدُ الضُّبَعِيُّ الْبَصْرِيُّ، وَهُوَ ثِقَةٌ، رَوَى عَنْهُ شُعْبَةُ، وَعَبْدُ الْوَارِثِ ابْنُ سَعِيْدٍ، وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْأَئِمَّةِ، وَهُوَ يَزِيْدُ الْقَاسِمُ، وَيُقَالُ: الْقَسَّامُ، وَالرِّشْكُ بِلُغَةِ أَهْلِ الْبَصْرَةِ: هُوَ الْقَسَّامُ.

[۲۹۰-] حدثنا أَبُوْ حَفْصٍ: عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَحَرَّى صَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ.

[۲۹۱-] حدثنا أَبُوْ مُصْعَبٍ الْمَدِيْنِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ فِيْ شَهْرٍ أَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهِ فِيْ شَعْبَانَ.

[۲۹۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ يَحْيىَ، ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيرةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ، فَأُحِبُّ أَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَأَنَا صَائِمٌ"

[۲۹۳-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، وَمُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ: السَّبْتَ، وَالْأَحَدَ، وَالإِثْنَيْنِ، وَمِنَ الشَّهْرِ الْآخَرِ: الثُّلَاثَاءَ، وَالْأَرْبِعَاءَ، وَالْخَمِيْسَ.

[۲۹٤-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ، وَأَمَرَ النَّاسَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ، كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الْفَرِيْضَةَ، وَتُرِكَ عَاشُوْرَاءُ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ، وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

حدیث (۱۳): علقمہؒ نے عائشہؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ دنوں میں سے کسی دن کو عمل کے ساتھ خاص کرتے تھے؟

انھوں نے کہا: آپ کا عمل پابندی سے ہوتا تھا، اور تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے اس کی جس کی رسول اللہ ﷺ طاقت رکھتے تھے؟ (یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور عمل کے عموم میں روزہ بھی شامل ہے)

حدیث (۱۴): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، درانحالیکہ میرے پاس ایک خاتون تھی۔ آپؐ نے پوچھا: یہ کون عورت ہے؟ میں نے کہا: فلانی ہے (جو) رات کو نہیں سوتی (عبادت کرتی ہے) پس آپؐ نے فرمایا: ''لازم پکڑو وہ اعمال جو تمہارے بس میں ہیں، پس بخدا! اللہ تعالیٰ ملول (رنجیدہ) نہیں ہوتے یہاں تک کہ تم ملول ہو جاؤ یعنی جب تم عمل چھوڑ بیٹھو گے تو اللہ تعالیٰ ثواب بند کر دیں گے، اور اعمال میں سے رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پسند وہ عمل تھا جس پر عمل کرنے والا پابندی کرے (یہ حدیث متفق علیہ ہے اور یہ حدیث بھی روزوں کو شامل ہے)

حدیث (۱۵): ابو صالح نے عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا: نبی ﷺ کو کونسا عمل زیادہ پسند تھا؟ دونوں نے کہا: جو عمل پابندی سے کیا جائے، اگرچہ وہ تھوڑا ہو (ترمذی، استیذان وآداب، حدیث ۲۸۶۷ تحفہ ۶:۱۰۲ یہ حدیث گذشتہ حدیث کے ہم معنی ہے)

حدیث (۱۶): عوف بن مالکؓ کہتے ہیں: میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ پس آپؐ نے مسواک کی، پھر وضوء فرمائی، پھر نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپؐ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ آپؐ نے سورۂ بقرہ شروع کی، پس آپ کسی آیتِ رحمت پر نہیں گذرتے تھے، مگر رکتے تھے اور دعا مانگتے تھے، اور کسی آیتِ عذاب پر نہیں گذرتے تھے، مگر رکتے تھے اور پناہ چاہتے تھے، پھر آپؐ نے رکوع کیا، پس رکوع کی حالت میں اپنے قیام کے بقدر ٹھہرے، اور آپ اپنے رکوع میں کہتے تھے: ''پاک ہے طاقت، حکومت، بڑائی اور عظمت والی ذات!'' پھر اپنے رکوع کے بقدر سجدہ کیا، اور اپنے سجدوں میں کہتے تھے: ''پاک ہے طاقت، حکومت، بڑائی اور عظمت والی ذات!'' پھر آپؐ نے سورہ آل عمران پڑھی، پھر (ہر رکعت میں) ایک ایک سورت پڑھی، اسی طرح آپؐ ہر رکعت میں کرتے تھے یعنی رکوع وسجود اور قومہ وجلسہ لمبا کرتے تھے۔

ملحوظہ: باب کی یہ آخری چار حدیثیں (حدیث ۲۹۵-۲۹۸) بظاہر باب سے غیر متعلق ہیں۔ باب روزوں کے بیان میں ہے، اور ان حدیثوں میں روزوں کا ذکر نہیں۔ پس جاننا چاہئے کہ شمائل کے بعض نسخوں میں یہ آخری تین باب (باب ۴۱-۴۳) نہیں ہیں، یہ سب روایتیں عبادت کے باب میں ہیں، پس اس صورت میں کوئی اشکال نہیں۔

اور ان ابواب کے وجود کی صورت میں یہ روایات تمام عبادات کے لئے قید ہیں، جن میں روزے بھی شامل ہیں۔ عبادات میں مطلوب میانہ روی اور پابندی ہے، اور یہ بات تھوڑے عمل کی صورت میں ممکن ہے۔ اگر عمل کثیر شروع کر دے گا تو ملول ہو کر عمل چھوڑ دے گا۔ مگر اس سے اولو العزم حضرات مستثنیٰ ہیں، آخری حدیث میں اسی کا بیان ہے۔ جیسے ناداری اچھی حالت نہیں، کَادَ الفقرُ ان یکون کفرا مگر اولو العزم حضرات کے لئے یہی چیز قابلِ فخر ہے: الفقر فخری، اسی طرح صوم وصال عام لوگوں کے لئے ممنوع ہے، اور حضرت عمرؓ وغیرہ سے صوم وصال رکھنا مروی ہے۔ یہی

حال عبادات کا ہے، جس چیز کی تھوڑی مقدار پسندیدہ اور مطلوب ہو اس کی کثرت بدرجہ اولیٰ پسندیدہ اور مطلوب ہوگی۔ آخری حدیث میں نبی ﷺ کی نماز کا جو حال آیا ہے، وہ پہلے (حدیث ۲۶۲ میں) بھی آچکا ہے۔ یہ بڑے لوگوں کا مقام ہے، عام لوگوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ میانہ روی اختیار کریں، تاکہ مداومت ہو سکے۔ غرض ان چار حدیثوں کا تعلق صرف روزوں سے نہیں ہے، بلکہ سبھی عبادت سے ہے۔

[۲۹۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَخُصُّ مِنَ الْأَيَّامِ شَيْئًا؟ قَالَتْ: كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً، وَأَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَاكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُطِيْقُ!

[۲۹۶-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدِيْ امْرَأَةٌ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذِهِ؟" قُلْتُ: فُلَانَةُ، لَاتَنَامُ اللَّيْلَ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلَيْكُمْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَاتُطِيْقُوْنَ، فَوَ اللّٰهِ! لَايَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا، وَكَانَ أَحَبُّ ذٰلِكَ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ.

[۲۹۷-] حدثنا أَبُوْ هِشَامٍ: مُحمدُ بْنُ يَزِيْدَ الرِّفَاعِيُّ، ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ: أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَتَا: مَادِيْمَ عَلَيْهِ، وَإِنْ قَلَّ.

[۲۹۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، ثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ قَيْسٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَاصِمَ بْنَ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: كُنْتُ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةً فَاسْتَاكَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَبَدَأَ فَاسْتَفْتَحَ الْبَقَرَةَ، فَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ فَسَأَلَ، وَلَا يَمُرُّ بِآيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ، ثُمَّ رَكَعَ فَمَكَثَ رَاكِعًا بِقَدْرِ قِيَامِهِ، وَيَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهِ: "سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ، وَالْمَلَكُوْتِ، وَالْكِبْرِيَاءِ، وَالْعَظَمَةِ" ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ رُكُوْعِهِ، وَيَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهِ: "سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ، وَالْمَلَكُوْتِ، وَالْكِبْرِيَاءِ، وَالْعَظَمَةِ" ثُمَّ قَرَأَ آلَ عِمْرَانَ، ثُمَّ سُوْرَةً سُوْرَةً، يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ.

بابُ ماجاءَ فِي قِرَاءَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے قرآن پڑھنے کا بیان

حدیث (۱): یعلیٰ نے ام سلمہؓ سے نبی ﷺ کے قرآن پڑھنے کے بارے میں پوچھا، پس اچانک وہ واضح طور پر

ایک ایک حرف پڑھنا بیان کر رہی ہیں (ترمذی، فضائل القرآن، حدیث ۲۹۳۵ تحفہ ۷:۵۷)

حدیث (۲): قتادہؒ نے انسؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کا قرآن پڑھنا کیسا تھا؟ انسؓ نے کہا: (مدوالے حروف کو) کھینچ کر پڑھتے تھے (مگر بعض قراء حد سے نکل جاتے ہیں، اصول کے خلاف نہیں کھینچا جاہئے، اور یہ حدیث بخاری کی ہے)

حدیث (۳): ام سلمہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ سورۃ فاتحہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھا کرتے تھے، ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ پڑھ کر رک جاتے تھے، پھر ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ پڑھ کر رک جاتے تھے، پھر ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ پڑھتے تھے (ترمذی، ابواب القراءۃ، حدیث ۲۹۳۹ تحفہ ۷:۸۰)

حدیث (۴): عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں: میں نے عائشہؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ تہجد میں قراءت کس طرح فرماتے تھے: سراً یا جہراً؟ انھوں نے کہا: ہر طرح قرآن پڑھتے تھے، کبھی سراً پڑھتے تھے کبھی جہراً۔ یہ گنجائش پا کر عبد اللہ نے کہا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے معاملہ میں گنجائش رکھی! (ترمذی، صلاۃ، حدیث ۴۴۷ تحفہ ۲:۲۹۸)

حدیث (۵): ام ہانیؓ کہتی ہیں: میں نبی ﷺ کا قرآن پڑھنا سنا کرتی تھی، درانحالیکہ میں اپنے چھپر (گھر) پر ہوتی تھی (یہ روایت نسائی اور ابن ماجہ میں ہے)

حدیث (۶): عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر دیکھا، درانحالیکہ آپ سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے۔ عبداللہؓ کہتے ہیں: پس آپ نے پڑھا اور حلق میں آواز گھمائی۔ امام شعبہ کہتے ہیں: اور معاویہ بن قرۃ نے کہا: اگر نہ ہوتی یہ بات کہ لوگ میرے پاس اکٹھا ہو جائیں گے تو میں تمہارے لئے اس آواز میں — یا کہا: اس لہجہ میں — پڑھنا شروع کرتا (اونٹنی چونکہ چل رہی تھی، اس لئے آواز حلق میں گھوم رہی تھی، اور یہ حدیث بخاری (حدیث ۴۲۸۱) میں ہے)

حدیث (۷): قتادہؒ کہتے ہیں: اللہ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر خوبصورت خوش آواز! اور تمہارے نبی خوبصورت خوش آواز تھے، اور وہ (قرآن پڑھتے وقت) حلق میں آواز نہیں گھماتے تھے (اور مذکورہ حدیث میں جو بات ہے وہ عارضی تھی)

حدیث (۸): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پڑھنے کو کبھی وہ شخص سنتا تھا جو صحن میں ہوتا تھا، درانحالیکہ آپ گھر میں ہوتے تھے۔

[۴۴-] بابُ ماجاءَ فِي قِرَاءَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۲۹۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أُمَّ سَلَمَةَ: عَنْ قِرَاءَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا.

[۳۰۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرِ بْنِ حَازِمٍ، ثَنَا أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ

ابنِ مَالِكٍ: كَيْفَ كَانَ قِرَاءَةُ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: مَدًّا.

[۳۰۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنِ ابنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ، يَقُوْلُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، ثُمَّ يَقُوْلُ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، وَكَانَ يَقْرَأُ: ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾

[۳۰۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنْ قِرَاءَةِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم: أَكَانَ يُسِرُّ بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ قَالَتْ: كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ: رُبَّمَا أَسَرَّ وَرُبَّمَا جَهَرَ، قُلْتُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً.

[۳۰۳-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ الْعَبْدِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَعْدَةَ، عَنْ أُمِّ هَانِئٍ، قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ قِرَاءَةَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم بِاللَّيْلِ، وَأَنَا عَلَى عَرِيْشِيْ.

[۳۰۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، نَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ ابْنَ مُغَفَّلٍ، يَقُوْلُ: رَأَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم عَلَى نَاقَتِهِ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا○ لِيَغْفِرَ لَكَ اللهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ قَالَ: فَقَرَأَ وَرَجَّعَ، قَالَ: وَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ: لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيَّ لَأَخَذْتُ لَكُمْ فِي ذٰلِكَ الصَّوْتِ، أَوْ قَالَ: اللَّحْنِ.

[۳۰۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا نُوْحُ بْنُ قَيْسٍ الْحُدَّانِيُّ، عَنْ حُسَامِ بْنِ مِصَكٍّ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: مَابَعَثَ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ نَبِيُّكُمْ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الصَّوْتِ، وَكَانَ لَايُرَجِّعُ.

[۳۰۶-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النبيِّ صلى الله عليه وسلم رُبَّمَا يَسْمَعُهَا مَنْ فِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ.

بابُ ماجاءَ فِي بُكَاءِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے خوفِ خدا سے رونے کا بیان

حدیث (۱): عبداللہ بن الشخیرؓ کہتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، درانحالیکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، اور آپؐ کے درون کے لئے رونے کی وجہ سے گونج تھی ہانڈی کی گونج کی طرح (الأزیز: گونج، سنسناہٹ)

حدیث (۲): ابن مسعودؓ کہتے ہیں: مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ''مجھے قرآن سناؤ'' میں نے عرض کیا: یارسول

اللہ! میں آپؐ کو قرآن سناؤں، درانحالیکہ قرآن آپؐ پر اترا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اپنے علاوہ سے قرآن سنوں!'' پس میں نے آپؐ کے سامنے سورۃ النساء پڑھی، یہاں تک کہ جب میں: ﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ پر پہنچا: ابن مسعودؓ کہتے ہیں: پس میں نے نبی ﷺ کی دونوں آنکھوں کو آنسو بہاتے ہوئے دیکھا (ترمذی، تفسیر، حدیث ۳۰۴۹ تحفہ ۷: ۱۸۲)

حدیث (۳): عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک دن سورج گہنایا، پس نبی ﷺ نے نماز پڑھنی شروع کی، یہاں تک کہ نہیں قریب تھے کہ رکوع کریں یعنی قیام بہت طویل کیا، پھر رکوع کیا، پس نہیں قریب تھے کہ اپنا سر اٹھائیں یعنی بہت لمبا رکوع کیا، پھر اپنا سر اٹھایا، پس نہیں قریب تھے کہ سجدہ کریں، پھر سجدہ کیا، پس نہیں قریب تھے کہ اپنا سر اٹھائیں، پھر آپؐ نے پھونکنا اور رونا شروع کیا، اور کہتے تھے: ''اے میرے ربّ! کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ آپ ان کو سزا نہیں دیں گے درانحالیکہ میں ان میں ہونگا؟ اے میرے رب! کیا آپ نے مجھ سے وعدہ نہیں کیا تھا کہ آپ ان کو سزا نہیں دیں گے درانحالیکہ وہ استغفار کررہے ہونگے؟ اور ہم آپ سے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہیں!'' — پھر جب آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں تو سورج روشن ہوگیا، پس آپؐ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے، آپؐ نے اللہ کی تعریف کی اور خوب تعریف کی، پھر فرمایا: ''سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، وہ دونوں نہ کسی کی موت کی وجہ سے گہناتے ہیں، نہ پیدا ہونے کی وجہ سے، پس جب وہ گہنائیں تو تم ذکر اللہ کے ذکر کا سہارا لو!''

حدیث (۴): ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیٹی کو (یعنی نواسی کو) لیا، جو سکرات میں تھی، پس آپؐ نے اس کو گود میں لیا، اور اس کو اپنے سامنے رکھا، پس اس نے وفات پائی درانحالیکہ وہ آپؐ کے سامنے تھی، اور ام ایمنؓ زور سے روئیں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس روتی ہو؟'' پس انھوں نے کہا: کیا نہیں دیکھتی میں آپ کو کہ رو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''میں نہیں رو رہا، آنکھ سے بہنے والے آنسو رحمت ہی ہیں، بیشک مؤمن ہر خیر کے ساتھ ہوتا ہے ہر حال میں، اس کی روح اس کے دونوں پہلوؤں سے نکالی جارہی ہوتی ہے اور وہ اللہ کی تعریف کررہا ہوتا ہے''

حدیث (۵): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ نے عثمان بن مظعونؓ کو بوسہ دیا درانحالیکہ وہ وفات پاچکے تھے اور آپؐ رو رہے تھے، یا فرمایا: آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں (ترمذی، جنائز، حدیث ۹۸۳ تحفہ ۳: ۳۹۰)

حدیث (۶): انسؓ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی ایک بیٹی (ام کلثوم) کی تدفین میں حاضر ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ قبر پر تشریف فرما تھے، پس میں نے آپؐ کی دونوں آنکھوں کو آنسو بہاتے ہوئے دیکھا، پھر آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج رات بیوی سے صحبت نہ کی ہو؟'' ابوطلحہ نے کہا: میں ہوں! آپؐ نے فرمایا: ''تم قبر میں اترو'' چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے (کہتے ہیں: یہ حضرت عثمانؓ پر چوٹ تھی، مگر یہ بات یوں غیر معقول ہے کہ محرم کی

موجودگی میں شوہر قبر میں نہیں اترتا، پس اس ارشاد کی کوئی اور وجہ ہوگی)

[۴۵-] بابُ ماجاءَ فِي بُكاءِ رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم

[۳۰۷-] حدثنا سُوَيْدُ بْنُ نَصرٍ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ: وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ يُصَلِّي، وَلِجَوْفِهِ أَزِيْزٌ كَأَزِيْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُكَاءِ.

[۳۰۸-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ لِي رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "اقْرَأْ عَلَيَّ" فَقُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَقْرَأُ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: "إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِي" فَقَرَأْتُ سُوْرَةَ النِّسَاءِ، حَتَّى بَلَغْتُ: ﴿وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ: فَرَأَيْتُ عَيْنَي النبيِّ صلی الله علیه وسلم تَهْمِلَانِ.

[۳۰۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمًا عَلَى عَهْدِ رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، فَقَامَ رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يُصَلِّي، حَتَّى لَمْ يَكَدْ يَرْكَعُ، ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمْ يَكَدْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَلَمْ يَكَدْ أَنْ يَسْجُدَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَلَمْ يَكَدْ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، فَجَعَلَ يَنْفُخُ وَيَبْكِي، وَيَقُوْلُ: "رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَلَّا تُعَذِّبَهُمْ وَأَنَا فِيْهِمْ؟ رَبِّ أَلَمْ تَعِدْنِي أَلَّا تُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ؟ وَنَحْنُ نَسْتَغْفِرُكَ!"

فَلَمَّا صَلَّى رَكْعَتَيْنِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ، لَايَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِنِ انْكَسَفَا فَافْزَعُوْا إِلَى ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى.

[۳۱۰-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَخَذَ رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ابْنَةً لَهُ تَقْضِي، فَاحْتَضَنَهَا، فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَمَاتَتْ وَهِيَ بَيْنَ يَدَيْهِ. وَصَاحَتْ أُمُّ أَيْمَنَ، فَقَالَ: يَعْنِي النبيَّ صلی الله علیه وسلم: "أَتَبْكِيْنَ عِنْدَ رسولِ اللّٰهِ؟" فَقَالَتْ: أَلَسْتُ أَرَاكَ تَبْكِي؟ قَالَ: "إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي، إِنَّمَا هِيَ رَحْمَةٌ، إِنَّ الْمُؤْمِنَ بِكُلِّ خَيْرٍ عَلَى كُلِّ حَالٍ، إِنَّ نَفْسَهُ تُنْزَعُ مِنْ بَيْنِ جَنْبَيْهِ وَهُوَ يَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالَى.

[۳۱۱-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ، وَهُوَ يَبْكِي، أَوْ قَالَ: وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

[۳۱۲-] حدثنا إسحاق بن منصور، أنا أبو عامر، ثنا فليح: وهو ابن سليمان، عن هلال بن علي، عن أنس بن مالك، قال: شهدنا ابنة لرسول الله صلى الله عليه وسلم، ورسول الله صلى الله عليه وسلم جالس على القبر، فرأيت عينيه تدمعان، فقال: "أفيكم رجل لم يقارف الليلة؟" قال أبو طلحة: أنا. قال: "انزل" فنزل في قبرها.

باب ماجاء في فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے بستر کا بیان

حدیث (۱): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے (ترمذی، لباس، حدیث ۱۷۵۲ تحفہ ۹۱:۵)

حدیث (۲): محمد باقر رحمہ اللہ کہتے ہیں: عائشہؓ سے پوچھا گیا: آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیا تھا؟ انھوں نے کہا: چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے ریشے بھرے ہوئے تھے ——— اور حفصہؓ سے پوچھا گیا: آپ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کا بستر کیا تھا؟ انھوں نے کہا: ٹاٹ تھا، جس کو ہم دوہرا کر دیتے تھے، پس آپ اس پر سوتے تھے۔ ایک رات ہم نے سوچا: اگر میں ان کو چوہرا کر دوں تو وہ آپ کے لئے زیادہ آرام دہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے اس کو چوہرا کر دیا، پس جب آپ نے صبح کی تو فرمایا: ''آج رات آپ لوگوں نے میرے لئے کیا بچھادیا؟'' حفصہ کہتی ہیں: ہم نے کہا: آپ کا وہی بستر تھا، مگر ہم نے اس کو چوہرا کر دیا تھا، ہم نے سوچا کہ وہ آپ کے لئے زیادہ آرام دہ ہوگا! آپ نے فرمایا: ''اس کو اس کی پہلی حالت پر لوٹادو، کیونکہ اس کی نرمی نے آج رات مجھے نماز سے روک دیا (یہ حدیث نہایت ضعیف ہے، عبداللہ بن میمون قداح منکر الحدیث متروک راوی ہے، اور باقر کی ولادت ۵۶ ہجری میں ہوئی ہے اور حفصہؓ کی وفات ۴۵ ہجری میں اور عائشہؓ کی وفات ۵۸ ہجری میں ہوئی ہے، اس لئے سند میں انقطاع ہے)

لغات: ثَنَی (ض) الشیئَ ثَنْیا: موڑنا، لپیٹنا، طے کرنا..... الثِّنْیَة من الثوب: کپڑے کی تہ، لپیٹ۔

[۴۶-] باب ماجاء في فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم

[۳۱۳-] حدثنا علي بن حجر، أنا علي بن مسهر، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، قالت: إنما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي ينام عليه من أدم، حشوه ليف.

[۳۱۴-] حدثنا أبو الخطاب: زياد بن يحيى البصري، ثنا عبد الله بن ميمون، قال: نا جعفر بن محمد، عن أبيه، قال: سئلت عائشة: ما كان فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيتك؟

قَالَتْ: مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ، وَسُئِلَتْ حَفْصَةُ: مَاكَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي بَيْتِكِ؟ قَالَتْ: مِسْحًا، نَثْنِيهِ ثِنْيَتَيْنِ، فَيَنَامُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، قُلْتُ: لَوْ ثَنَيْتَهُ أَرْبَعَ ثِنْيَاتٍ: كَانَ أَوْطَأَ لَهُ: فَثَنَيْنَاهُ أَرْبَعَ ثِنْيَاتٍ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ:" مَا فَرَشْتُمُونِي اللَّيْلَةَ؟ قَالَتْ: قُلْنَا: هُوَ فِرَاشُكَ، إِلاَّ أَنَا ثَنَيْنَاهُ بِأَرْبَعِ ثِنْيَاتٍ، قُلْنَا: هُوَ أَوْطَأُ لَكَ، قَالَ: رُدُّوهُ لِحَالَتِهِ الْأُولَى، فَإِنَّهُ مَنَعَتْنِي وَطَاءَتُهُ صَلاَتِي اللَّيْلَةَ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي تَوَاضُعِ رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی تواضع (خاکساری) کا بیان

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری مبالغہ آمیز تعریف مت کرو، جیسی عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی مبالغہ آمیز تعریف کی ہے (چنانچہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو معبود اور اللہ کا بیٹا قرار دے لیا) میں اللہ کا بندہ ہی ہوں، پس کہو: (آپ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (بخاری حدیث ۳۴۴۵)

لغت: أَطْرَاهُ إِطْرَاءً: مبالغہ آمیز تعریف کرنا، حد سے زیادہ تعریف کرنا، مجرد طَرُوَ يَطْرُوُ (ک) طَرَاوَةً: نرم ونازک ہونا۔

حدیث (۲): انس کہتے ہیں: ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور اس نے کہا: مجھے آپ سے کوئی ضروری بات کرنی ہے۔ آپ نے فرمایا: "تو مدینہ کے راستوں میں سے جس راستے میں چاہے بیٹھ جا: میں تیرے پاس بیٹھونگا" یعنی وہاں آکر تیری بات سنونگا (پس یہ انتہائی درجہ کی تواضع ہے، مگر مسلم اور ابوداود میں ثابت بنانی کی روایت میں ہے: كانت في عقلها شيئ: وہ کچھ بے عقل سی تھی، پس ممکن ہے آپ نے مسجد میں یا گھر میں اس کی بات سننا مناسب نہ سمجھا ہو، کیونکہ پاگل جو کام ایک مرتبہ کرتا ہے: بار بار کرتا ہے، پس وہ روز آئے گی، اور پریشان کرے گی، اس لئے آپ نے حسن تدبیر سے اس کو ٹال دیا ہو)

حدیث (۳): انس کہتے ہیں: نبی ﷺ بیمار کی بیمار پرسی کیا کرتے تھے، اور جنازہ میں شرکت فرمایا کرتے تھے، اور گدھے پر سواری کیا کرتے تھے، اور غلام کی دعوت قبول کیا کرتے تھے، اور بنو قریظہ کی جنگ کے موقعہ پر آپ ایک ایسے گدھے پر سوار تھے جو کھجور کی چھال کی رسی سے لگام دیا ہوا تھا، اور اس پر کھجور کی چھال کا پالان بندھا ہوا تھا (ترمذی، جنائز، حدیث ۱۰۰۱ تحفہ ۳: ۳۲۲)

حدیث (۴): انس کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جو کی روٹی اور پگھلی ہوئی باسی چربی کی دعوت دیے جاتے تھے، پس آپ قبول کرتے تھے، اور بخدا! واقعہ یہ ہے کہ آپ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس (گروی) تھی، پس نہیں پائی آپ نے وہ چیز جو اس زرہ کو چھڑائے، یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی (ترمذی، بیوع، حدیث ۱۲۰۰ تحفہ ۴: ۱۱۶)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک بوسیدہ کجاوے پر حج کیا، اور اس پر ایک کمبل تھا، جس کی قیمت چار درہم نہیں تھی، پس آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ! آپ اس کو ایسا حج بنائیں جس میں نہ دکھاوا ہو، اور نہ سنانا''

حدیث (۶): انسؓ کہتے ہیں: صحابہ کے نزدیک نبی ﷺ سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہیں تھا۔ انسؓ کہتے ہیں: اور صحابہ جب آپ کو دیکھتے تھے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اس کو ناپسند کرتے ہیں (ترمذی، استیذان وآداب، حدیث ۲۷۵۸ تحفہ ۶: ۵۲۵ میں قیام تعظیمی پر مفصل گفتگو ہے)

[۴۷-] بابُ ماجاءَ فِي تَوَاضُعِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۱۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ. قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَاتُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ"

[۳۱۶-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ امْرَأَةً جَاءَ تْ إِلَى النبيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً. فَقَالَ:" اجْلِسِيْ فِيْ أَيِّ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ شِئْتِ: أَجْلِسْ إِلَيْكِ"

[۳۱۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُسْلِمٍ الْأَعْوَرِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ، وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ، وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ، وَكَانَ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ عَلَى حِمَارٍ مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيْفٍ، عَلَيْهِ إِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ.

[۳۱۸-] حدثنا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْكُوْفِيُّ، ثَنَا مُحمدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُدْعَى إِلَى خُبْزِ الشَّعِيْرِ وَالْإِهَالَةِ السَّنِخَةِ فَيُجِيْبُ، وَلَقَدْ كَانَتْ لَهُ دِرْعٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ، فَمَا وَجَدَ مَا يَفُكُّهَا حَتّٰى مَاتَ.

[۳۱۹-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ صَبِيْحٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبَانَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: حَجَّ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى رَحْلٍ رَثٍّ، وَعَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ لَاتُسَاوِيْ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ، فَقَالَ:" اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَارِيَاءَ فِيْهِ وَلَا سُمْعَةَ"

[۳۲۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا عَفَّانُ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: وَكَانُوْا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا، لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذٰلِكَ.

حدیث (۷): حضرت حسنؓ کہتے ہیں: میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہؓ سے پوچھا۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ (حالات) بہت عمدہ بیان کرتے تھے، اور میں چاہتا تھا کہ وہ میرے لئے ان اوصاف میں سے کچھ بیان کریں، چنانچہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عظیم الشان بلندرتبہ تھے، رخ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، پھر انھوں نے (حضرت حسنؓ نے) لمبی حدیث ذکر کی (یہ حدیث پہلے (حدیث ۷) آچکی ہے)

حضرت حسنؓ کہتے ہیں: پس میں نے ان اوصاف کو حسینؓ سے ایک عرصہ تک چھپا رکھا (ہر آدمی قیمتی متاع کو چھپایا کرتا ہے اور علم بغیر طلب کے دینا متاع گرانمایہ کو ضائع کرنا ہے) پھر میں نے (حسینؓ سے) ان اوصاف کو بیان کیا، پس میں نے ان کو پایا کہ وہ مجھ سے ان حالات کی طرف سبقت کر چکے ہیں، انھوں نے حضرت ہندؓ سے وہ باتیں معلوم کرلی ہیں جن کے بارے میں میں نے ان سے دریافت کیا تھا، اور میں نے ان کو پایا کہ وہ اپنے ابا (حضرت علیؓ) سے نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہونے، اور گھر سے باہر نکلنے، اور آپؐ کی شکل و ہیئت کے بارے میں (بھی) دریافت کرچکے ہیں، پس انھوں نے ان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی!

[۳۲۱-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، ثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعِجْلِيُّ، ثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ وَلَدِ أَبِي هَالَةَ زَوْجِ خَدِيجَةَ: يُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ ابنٍ لِأَبِي هَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَخْمًا مُفَخَّمًا، يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ.

قَالَ الْحَسَنُ: فَكَتَمْتُهَا الْحُسَيْنَ زَمَانًا، ثُمَّ حَدَّثْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي إِلَيْهِ، فَسَأَلَهُ عَمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ، وَوَجَدْتُهُ قَدْ سَأَلَ أَبَاهُ عَنْ مَدْخَلِهِ، وَمَخْرَجِهِ، وَشَكْلِهِ، فَلَمْ يَدَعْ مِنْهُ شَيْئًا.

لغت: مَدْخَل: مصدر میمی: مکان میں تشریف لے جانا، اور اسم ظرف: داخلہ کا دروازہ..... مَخْرَج: مصدر میمی: مکان سے باہر نکلنا۔ اور اسم ظرف: نکلنے کا دروازہ..... شَكْل: ہیئت، حالت۔

باقی حدیث: حضرت حسینؓ کہتے ہیں: پس میں نے اپنے ابا سے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تشریف لے جانے کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا:

۱- جب نبی ﷺ اپنے گھر میں ٹھکانہ پکڑتے تو اپنے گھر میں ہونے کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے: ایک حصہ اللہ کے لئے (اس میں ذکر و اذکار اور تہجد پڑھتے تھے) دوسرا حصہ اپنے گھر والوں کے لئے (ان سے باتیں فرماتے اور ان کے حقوق ادا فرماتے تھے) اور تیسرا حصہ اپنی ذات کے لئے، پھر اپنے والے (تیسرے) حصہ کو اپنے اور لوگوں کے

درمیان تقسیم فرماتے تھے (خیال رہے: یہ تینوں حصے زمانہ کے اعتبار سے برابر ہونے ضروری نہیں) پس آپ لوٹاتے اس کو یعنی تیسرے آدھے حصہ کو خواص کے ذریعہ عوام پر یعنی اس حصہ میں خواص ملنے آتے تھے، آپ ان کی تربیت فرماتے تھے، جو عوام تک پہنچتی تھی، اور آپ ان سے کوئی چیز ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے تھے یعنی جو کچھ گھر میں موجود ہوتا اس سے ان کی تواضع کرتے۔

۲- اور آپ کے طریقہ میں سے امت کے جزء میں یعنی تیسرے آدھے حصہ میں: اہل فضل وکمال کو اجازت دینے میں ترجیح دینے کا، اور اس کو بانٹنے کا تھا ان کے دین میں فضل وکمال کی مقدار پر۔ یعنی باکمال لوگوں کو اجازت دینے میں مقدم رکھا جاتا تھا، پس ان میں سے کوئی ایک ضرورت والا ہوتا تھا، اور کوئی دو ضرورتوں والا، اور کوئی متعدد ضرورتوں والا، پس آپ ان کے ساتھ مشغول ہوتے، اور ان کو (بھی) مشغول کرتے ان کاموں میں جو ان کے لئے اور امت کے لئے مفید ہوتیں یعنی ان کا آپ سے دریافت کرنا، اور آپ کا ان کو وہ باتیں بتلانا جو ان کے لئے مناسب ہوتیں۔

۳- اور آپ فرماتے: ''چاہئے کہ تم میں سے موجود: غیر موجود کو بات پہنچائے، اور مجھے اس شخص کی حاجت پہنچاؤ جو خود اپنی حاجت نہیں پہنچا سکتا، کیونکہ جو شخص سلطان (اتھارٹی) کو اس شخص کی حاجت پہنچاتا ہے جو خود اپنی حاجت نہیں پہنچا سکتا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے دونوں پیر جمائیں گے''

۴- آپ کے پاس بس یہی باتیں ہوتی تھیں، اور آپ لوگوں سے یہی باتیں سنتے تھے (فضول اور لایعنی باتیں نہ ہوتی تھیں، نہ ان کو سنتے تھے) لوگ آپ کے پاس دینی امور کے طالب بن کر آتے تھے، اور نہیں جدا ہوتے تھے وہ مگر کچھ نہ کچھ چکھ کر، اور نکلتے تھے وہ مشعلِ خیر بن کر!

قَالَ الْحُسَيْنُ: فَسَأَلْتُ أَبِيْ عَنْ دُخُوْلِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: فَقَالَ:

[۱-] كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى مَنْزِلِهِ: جَزَّأَ دُخُوْلَهُ ثَلاَثَةَ أَجْزَاءٍ: جُزْءً لِلّٰهِ، وَجُزْءً لِأَهْلِهِ، وَجُزْءً لِنَفْسِهِ. ثُمَّ جَزَّأَ جُزْأَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَيَرُدُّ ذٰلِكَ بِالْخَاصَّةِ عَلَى الْعَامَّةِ، وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا.

[۲-] وَكَانَ مِنْ سِيْرَتِهِ فِيْ جُزْءِ الْأُمَّةِ: إِيْثَارُ أَهْلِ الْفَضْلِ بِإِذْنِهِ، وَقَسْمُهُ عَلَى قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِي الدِّيْنِ، فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ، وَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَيْنِ، وَمِنْهُمْ ذُوْ الْحَوَائِجِ، فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ، وَيَشْغَلُهُمْ فِيْمَا يُصْلِحُهُمْ وَالْأُمَّةَ: مِنْ مَسْأَلَتِهِمْ عَنْهُ، وَإِخْبَارِهِمْ بِالَّذِيْ يَنْبَغِيْ لَهُمْ.

[۳-] وَيَقُوْلُ: " لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، وَأَبْلِغُوْنِيْ حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ إِبْلَاغَهَا، فَإِنَّهُ مَنْ أَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيْعُ إِبْلَاغَهَا، ثَبَّتَ اللّٰهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ "

[۴-] لَايُذْكَرُ عِنْدَهُ إِلَّا ذٰلِكَ، وَلَا يَقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ غَيْرَهُ، يَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا، وَلَا يَفْتَرِقُوْنَ إِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ، وَيَخْرُجُوْنَ أَدِلَّةً عَلَى الْخَيْرِ.

لغات: رُوَّاد: الرَّائد کی جمع: تلاش وجستجو کرنا۔ رَادَ الشیئ رَوْدًا وَرِیَادًا: تلاش وجستجو کرنا، تلاش میں گھومنا پھرنا، فھو رائد، وھی رَائدۃ ...... أدِلَّۃ: الدلیل کی جمع: راہ نما، گائڈ، مشعل راہ، دوسری جمع أدِلّاء ہے۔

باقی حدیث: حضرت حسینؓ کہتے ہیں: پس میں نے اپنے ابا سے نبی ﷺ کے باہر نکلنے (جلوت) کے بارے میں پوچھا کہ آپ باہر ہونے کی حالت میں کیا کرتے تھے؟ پس انھوں نے فرمایا:

۱- رسول اللہ ﷺ اپنی زبان محفوظ رکھتے تھے، مگر ان باتوں میں جو قابل لحاظ ہوتی تھیں۔

۲- اور آپؐ لوگوں کو جوڑتے تھے، ان کو بدکاتے نہیں تھے۔

۳- اور آپؐ ہر قوم کے معزز آدمی کا اکرام کرتے تھے، اور اس کو ان پر سردار مقرر کرتے تھے۔

۴- اور آپؐ لوگوں کو چوکنا کرتے رہتے تھے، اور خود بھی ان سے محتاط رہتے تھے، ان میں سے کسی سے اپنی خندہ پیشانی اور اپنی خوش اخلاقی لپیٹے بغیر یعنی لوگوں سے محتاط رہتے تھے، مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملتے تھے، اور اخلاق والا معاملہ فرماتے تھے۔

۵- اور آپؐ اپنے اصحاب کے احوال کی تحقیق فرماتے تھے، اور لوگوں سے لوگوں کے احوال معلوم کرتے تھے۔

۶- اور آپؐ اچھی بات کی تحسین فرماتے تھے، اور اس کو قوی کرتے تھے، اور بری بات کی برائی کرتے تھے، اور اس کو کمزور (ڈھیلا) کرتے تھے یعنی کوئی اچھا کام کرتا تو اس کی حوصلہ افزائی کرتے، اور کوئی برا کام کرتا تو اس کو کنڈم کرتے۔

۷- آپؐ کا معاملہ معتدل تھا مختلف نہیں تھا یعنی آپؐ میں تلون مزاجی نہیں تھی۔

۸- آپؐ غفلت نہیں برتتے تھے یعنی ہر وقت لوگوں کی طرف متوجہ رہتے تھے: اس اندیشے سے کہ لوگ غافل اور ملول ہو جائیں۔

۹- ہر حالت کے لئے آپؐ کے پاس تیاری تھی، یعنی ہر کام کا خاص انتظام تھا۔

۱۰- آپؐ نہ امر حق میں کوتاہی کرتے تھے، اور نہ اس سے تجاوز فرماتے تھے۔

۱۱- آپؐ سے نزدیک وہ لوگ ہوتے تھے جو ان میں سب سے بہتر ہوتے تھے۔

۱۲- اور آپؐ کے نزدیک لوگوں میں افضل وہ تھا: جو اپنی خیر خواہی کے اعتبار سے زیادہ عام تھا یعنی لوگوں کی زیادہ سے زیادہ خیر خواہی کرنے والے کا آپؐ کے نزدیک خاص مقام تھا۔

۱۳- اور آپؐ کے نزدیک لوگوں میں بڑے مرتبے والا وہ تھا جو لوگوں کی غم خواری اور لوگوں کا تعاون کرنے میں اچھا تھا۔

قَالَ الْحُسَیْنُ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَخْرَجِهِ، كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِيهِ؟ قَالَ:

[۱-] كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَخْزُنُ لِسَانَهُ، إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ.

[۲-] وَيُؤَلِّفُهُمْ، وَلَا يُنَفِّرُهُمْ،
[۳-] وَيُكْرِمُ كَرِيْمَ كُلِّ قَوْمٍ، وَيُوَلِّيْهِ عَلَيْهِمْ.
[۴-] وَيُحَذِّرُ النَّاسَ وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَطْوِيَ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ بِشْرَهُ وَلَا خُلُقَهُ.
[۵-] وَيَتَفَقَّدُ أَصْحَابَهُ، وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ.
[۶-] وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيْهِ، وَيُقَبِّحُ الْقَبِيْحَ وَيُوَهِّيْهِ.
[۷-] مُعْتَدِلُ الْأَمْرِ غَيْرُ مُخْتَلِفٍ.
[۸-] وَلَا يَغْفَلُ مَخَافَةَ أَنْ يَغْفُلُوْا وَيَمَلُّوْا.
[۹-] لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهُ عَتَادٌ.
[۱۰-] لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ.
[۱۱-] الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ.
[۱۲-] أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ: أَعَمُّهُمْ نَصِيْحَةً.
[۱۳-] وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً: أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُوَازَرَةً.

لغات: خَزَنَ (ن) لسانَه: زبان کوروکے رکھنا، غلط بات سے حفاظت کرنا...... عَنَى الأَمْرُ عُنِيًّا وعِنَايةً: کسی کے لئے کوئی کام اہم ہونا...... الْبِشْر: (باء کا زیر): خندہ روئی...... أَوْهَاه: کمزور اور ڈھیلا کرنا، وَهَى يَهِي وَهْيًا: کمزور ہونا۔

باقی حدیث: حضرت حسینؓ کہتے ہیں: پس میں نے ان سے (اپنے ابا سے) نبی ﷺ کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا:

۱- رسول اللہ ﷺ نہیں کھڑے ہوتے تھے، اور نہیں بیٹھتے تھے مگر اللہ کے ذکر پر یعنی اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرتے تھے۔

۲- اور جب آپؐ کسی قوم کی مجلس میں پہنچتے تو اس جگہ بیٹھ جاتے جہاں تک مجلس پہنچی ہوئی ہوتی تھی، اور آپ لوگوں کو بھی اس کا حکم دیتے تھے۔

۳- اور آپؐ اپنے تمام ہم نشینوں کو (توجہ سے) ان کا حصہ دیتے تھے، آپؐ کا کوئی ہم نشین یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ آپؐ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی معزز ہے۔

۴- جو آپؐ کے ساتھ بیٹھتا ـــــ یا کہا: گفتگو کرتا ـــــ کسی ضرورت میں تو آپؐ اس کے ساتھ رُکے رہتے، یہاں تک کہ وہی لوٹنے والا ہوتا۔

۵- اور جو آپؐ سے کسی ضرورت کا سوال کرتا تو آپؐ اس کو حاجت پوری کئے بغیر نہیں لوٹاتے تھے، یا کوئی آسان بات فرما کر لوٹاتے تھے۔

۶- اور آپؐ کی خوش روئی اور خوش اخلاقی سب لوگوں کے لئے عام تھی، پس آپؐ ان کے لئے باپ بن گئے تھے، اور لوگ آپؐ کے نزدیک امر حق کے معاملہ میں یکساں ہو گئے تھے۔

۷- آپؐ کی مجلس: علم وحیا اور صبر وامانت کی مجلس تھی، آپؐ کی مجلس میں کوئی زور سے نہیں بولتا تھا، اور نہ اس میں کسی کی آبرو اتاری جاتی تھی، اور نہ کسی کی لغزش کو شہرت دی جاتی تھی۔

۸- سب لوگ (آپؐ کی مجلس میں) برابر ہوتے تھے، آپؐ کی مجلس میں لوگ ایک دوسرے سے پرہیزگاری کی بنیاد پر بڑھتے تھے، آپؐ کی مجلس میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ خاکساری سے پیش آتے تھے، آپؐ کی مجلس میں لوگ بڑے کی تعظیم کرتے تھے، چھوٹے پر مہربانی کرتے تھے، حاجت مند کو ترجیح دیتے تھے، اور پردیسی کی حفاظت کرتے تھے۔

قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ: فَقَالَ:

[۱-] كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَايَقُوْمُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ.

[۲-] وَإِذَا انْتَهَى إِلَى قَوْمٍ: جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ، وَيَأْمُرُ بِذٰلِكَ.

[۳-] يُعْطِيْ كُلَّ جُلَسَائِهِ بِنَصِيْبِهِ، لَايَحْسَبُ جَلِيْسُهُ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِنْهُ.

[۴-] مَنْ جَالَسَهُ أَوْ: فَاوَضَهُ فِيْ حَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ الْمُنْصَرِفَ.

[۵-] وَمَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا، أَوْ بِمَيْسُوْرٍ مِنَ الْقَوْلِ.

[۶-] قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ، فَصَارَ لَهُمْ أَبًا، وَصَارُوْا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً.

[۷-] مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ عِلْمٍ وَحَيَاءٍ، وَصَبْرٍ وَأَمَانَةٍ، لَاتُرْفَعُ فِيْهِ الْأَصْوَاتُ، وَلَا تُؤْبَنُ فِيْهِ الْحُرَمُ، وَلَاتُنْثٰى فَلَتَاتُهُ.

[۸-] مُتَعَادِلِيْنَ، يَتَفَاضَلُوْنَ فِيْهِ بِالتَّقْوٰى، مُتَوَاضِعِيْنَ، يُوَقِّرُوْنَ فِيْهِ الْكَبِيْرَ، وَيَرْحَمُوْنَ فِيْهِ الصَّغِيْرَ، وَيُؤْثِرُوْنَ ذَا الْحَاجَةِ، وَيَحْفَظُوْنَ الْغَرِيْبَ.

لغات: أَبَنَ (ن، ض) فلانًا: عیب لگانا، تہمت لگانا...... الحُرَم: الحُرْمَة کی جمع: عزت وآبرو...... ثَنٰی ثَنْیًا: پلٹنا، پھیرنا یعنی شہرت دینا...... فَلْتَة: لغزش۔

حدیث (۸): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھے ہدیہ میں بکری کے پائے دیئے جائیں تو میں ان کو (بھی) قبول کرونگا، اور اگر میری پایوں کی دعوت کی جائے تو میں اس کو (بھی) قبول کرونگا (ترمذی، احکام، حدیث ۱۳۲۱ تحفہ ۴: ۲۶۳)

حدیث (۹): جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس (بیمار پرسی کے لئے) تشریف لائے، درانحالیکہ آپؐ نہ خچر پر سوار تھے، نہ غیر عربی گھوڑے پر (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۸۸۲ اسی جلد میں وحدیث ۲۰۹۷ تحفہ ۵: ۴۳۳)

حدیث (۱۰): حضرت عبداللہ بن سلامؓ کے صاحبزادے یوسف کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرا نام یوسف رکھا، اور مجھے اپنی گود میں بٹھایا (یہ تواضع ہے) اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

حدیث (۱۱): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حج کیا بوسیدہ کجاوے پر، اور (اونٹ کے کجاوے پر بچھانے کے) ایسے کمبل پر جس کی قیمت ہمارے خیال میں چار درہم تھی، پس جب آپؐ کی اونٹنی آپؐ کو لے کر سیدھی کھڑی ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: "بار بار حاضر ہوں ایسا حج کرنے کے لئے جس میں نہ سنانا ہے، نہ دکھانا" (یہ حدیث ابھی (نمبر ۳۱۹) پر آئی ہے، وہ سفیان ثوری کی روایت تھی اور یہ ابوداؤد کی)

حدیث (۱۲): انسؓ کہتے ہیں: ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی، پس اس نے آپؐ کے سامنے ایسا ثرید رکھا، جس پر کدو تھا، پس رسول اللہ ﷺ کدو لیتے تھے، اور آپ کدو پسند فرماتے تھے، ثابت کہتے ہیں: پس میں نے انسؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے لئے کوئی کھانا نہیں بنایا جاتا، جس میں: میں کدو ڈالنے پر قادر ہوں: مگر وہ اس میں ڈالا جاتا ہے (یہ حدیث پہلے (نمبر ۱۵۵) پر آچکی ہے، وہ حدیث اسحاق کی تھی اور یہ حدیث یزید رقاشی کی)

حدیث (۱۳): حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا: رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کام کرتے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ منجملہ بشر تھے، اپنے کپڑوں میں جوئیں تلاش کرتے تھے اور اپنی بکری دوہتے تھے، اور اپنی خدمت خود کرتے تھے۔

[۳۲۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيعٍ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ كُرَاعٌ لَقَبِلْتُ، وَلَوْ دُعِيْتُ عَلَيْهِ لَأَجَبْتُ"

[۳۲۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: جَاءَنِيْ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ.

[۳۲۴-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ الْعَطَّارُ، قَالَ: سَمِعْتُ يُوْسُفَ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: سَمَّانِيْ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يُوْسُفَ، وَأَقْعَدَنِيْ فِيْ حِجْرِهِ، وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِيْ.

[۳۲۵-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا أَبُوْ دَاوٗدَ، أَنْبَأَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ صَبِيْحٍ، ثَنَا يَزِيْدُ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم حَجَّ عَلَى رَحْلٍ رَثٍّ وَقَطِيْفَةٍ، كُنَّا نَرَى ثَمَنَهَا أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ، فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، قَالَ: " لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ، لَاسُمْعَةَ فِيْهَا وَلَا رِيَاءَ"

[۳۲۶-] حدثنا إِسْحَاقُ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، وَعَاصِمٍ الْأَحْوَلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا خَيَّاطًا دَعَا رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَرَّبَ لَهُ ثَرِيْدًا عَلَيْهِ دُبَّاءٌ، فَكَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَأْخُذُ الدُّبَّاءَ، وَكَانَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ، قَالَ ثَابِتٌ: فَسَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ:

فَمَا صُنِعَ لِيْ طَعَامٌ أَقْدِرُ عَلَى أَنْ يُصْنَعَ فِيْهِ دُبَّاءٌ إِلَّا صُنِعَ.

[۳۲۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ صَالِحٍ، حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، قَالَتْ: قِيْلَ لِعَائِشَةَ: مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ، يَفْلِيْ ثَوْبَهُ، وَيَحْلُبُ شَاتَهُ، وَيَخْدُمُ نَفْسَهُ.

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ خُلُقِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے اخلاق کا بیان

حدیث (۱): زید بن ثابتؓ کے لڑکے خارجہؒ کہتے ہیں: کچھ لوگ حضرت زیدؓ کے پاس آئے، انھوں نے حضرت زیدؓ سے کہا: ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں سنایئے، پس حضرت زیدؓ نے کہا: میں آپ لوگوں سے کیا حدیثیں بیان کروں؟ یعنی کوئی موضوع متعین کرو تو میں اس سلسلہ کی حدیث سناؤں۔ میں آپ کا پڑوسی تھا، جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو آپ میرے پاس آدمی بھیجتے، پس میں اس کو آپ کے لئے لکھتا، پس جب ہم دنیا کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا تذکرہ کرتے، اور جب ہم آخرت کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا تذکرہ کرتے، اور جب ہم کھانے کا تذکرہ کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ اس کا تذکرہ کرتے، پس یہ سب باتیں میں نبی ﷺ کی طرف سے تم سے بیان کرتا ہوں (یعنی موضوع کی تعیین کئے بغیر میں کیا بیان کروں؟ مگر آپؓ نے یہ جو کچھ بیان کیا ہے: وہ بھی ایک حدیث ہے، اور یہ حدیث ٹھیک ہے، سلیمان مقبول راوی ہے)

حدیث (۲): عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے چہرے اور اپنی بات کے ساتھ بدترین قوم کی طرف بھی متوجہ ہوتے تھے (یہی اخلاق عالیہ ہیں) آپ ان کو اس برتاؤ سے جوڑتے تھے۔ اور آپ اپنے چہرے اور اپنی بات سے میری طرف بھی متوجہ ہوتے تھے، یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ میں سب لوگوں سے بہتر ہوں، چنانچہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا ابوبکر؟ آپ نے فرمایا: ابوبکرؓ۔ پھر میں نے پوچھا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا عمر؟ آپ نے فرمایا: عمرؓ۔ پھر میں نے پوچھا: یارسول اللہ! میں بہتر ہوں یا عثمان؟ آپ نے فرمایا: عثمان۔ پس جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے ٹھیک ٹھیک بتلادیا۔ پس میری آرزو تھی کہ میں نے آپ سے یہ بات نہ پوچھی ہوتی!

حدیث (۳): انسؓ کہتے ہیں: میں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی ہے، مگر کبھی کسی بات پر آپ نے "ہوں" نہیں کہا، نہ کسی کام کے کرنے پر یہ فرمایا کہ یہ کیوں کیا؟ اور نہ کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کیا؟ اور نبی ﷺ سب لوگوں سے اخلاق میں بڑھ کر تھے (اسی طرح جسمانی حلیہ کے اعتبار سے بھی آپ سب سے بہتر تھے) میں نے کبھی کوئی خالص ریشم اور سلکی کپڑا اور نہ کوئی نرم چیز ایسی چھوئی ہے جو نبی ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو، اور نہ میں نے

کبھی کوئی مشک اور نہ کوئی عطر نبی ﷺ کے پسینہ سے زیادہ خوشبودار سونگھا ہے! (ترمذی، بروصلہ حدیث ۲۰۱۲ تحفہ ۵: ۳۴۹)

حدیث (۴): انس کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی تھا، جس پر صفرہ کا اثر تھا (صفرہ: ایک زعفرانی زرد مرکب خوشبو ہے، جس کا جز غالب زعفران ہوتا تھا، اس شخص نے یہ خوشبو لگا رکھی تھی) انس کہتے ہیں: اور رسول اللہ ﷺ نہیں قریب تھے کہ کسی سے رو در رو کوئی ایسی بات کہیں جو اس کو ناگوار ہو (یہی بلند اخلاق ہیں) پس جب وہ اٹھ کر چلا گیا تو آپ نے لوگوں سے کہا: کاش آپ لوگ اس سے کہیں کہ وہ یہ صفرہ چھوڑ دے!

حدیث (۵): عائشہ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نہ طبعی طور پر فحش گو تھے، اور نہ بہ تکلف فحش باتیں کرتے تھے، اور نہ آپ بازاروں میں چلا کر بولتے تھے، اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے، بلکہ آپ معاف کر دیتے تھے، اور درگذر فرماتے تھے (ترمذی، بروصلہ، حدیث ۲۰۱۲ تحفہ ۵: ۳۴۹)

[۴۸-] بابُ ماجاءَ فِي خُلُقِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۲۸-] حدثنا عَبَّاسُ بْنُ مُحمدٍ الدُّوْرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ، ثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبُوْ عُثْمَانَ: الْوَلِيْدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيْدِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَارِجَةَ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: دَخَلَ نَفَرٌ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَقَالُوْا لَهُ: حَدِّثْنَا أَحَادِيْثَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: مَاذَا أُحَدِّثُكُمْ؟ كُنْتُ جَارَهُ، فَكَانَ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ، بَعَثَ إِلَيَّ، فَكَتَبْتُهُ لَهُ، فَكُنَّا إِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الآخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا، فَكُلُّ هٰذَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم!

[۳۲۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى، ثَنَا يُوْنُسُ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ مُحمدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيْثِهِ عَلَى أَشَرِّ الْقَوْمِ، يَتَأَلَّفُهُمْ بِذٰلِكَ، فَكَانَ يُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِيْثِهِ عَلَيَّ، حَتَّى ظَنَنْتُ أَنِّي خَيْرُ الْقَوْمِ. فَقُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَنَا خَيْرٌ أَمْ أَبُوْ بَكْرٍ؟ فَقَالَ: "أَبُوْ بَكْرٍ" فَقُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَنَا خَيْرٌ أَمْ عُمَرُ؟ فَقَالَ: "عُمَرُ" فَقُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَنَا خَيْرٌ أَمْ عُثْمَانُ؟ فَقَالَ: "عُثْمَانُ" فَلَمَّا سَأَلْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَدَقَنِي، فَلَوَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ سَأَلْتُهُ.

[۳۳۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَدَمْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ قَطُّ، وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَهُ؟ وَلاَ لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ: لِمَ تَرَكْتَهُ؟ وَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا، وَلاَ مَسِسْتُ خَزًّا وَلاَ حَرِيْرًا وَلاَ شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلاَ شَمِمْتُ

مِسْكًا قَطُّ وَلَا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

[٣٣١-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ - وَالْمَعْنَى وَاحِدٌ - قَالَا: ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ سَلْمٍ الْعَلَوِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ كَانَ عِنْدَهُ رَجُلٌ بِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، قَالَ: وَكَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَايَكَادُ يُوَاجِهُ أَحَدًا بِشَيْئٍ يَكْرَهُهُ، فَلَمَّا قَامَ، قَالَ لِلْقَوْمِ: "لَوْ قُلْتُمْ لَهُ يَدَعُ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ"

[٣٣٢-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ، وَاسْمُهُ عَبْدُ بْنُ عَبْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاحِشًا، وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَلَا صَخَّابًا فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰكِنْ يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ.

حدیث(۶): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی چیز کو نہیں مارا، مگر یہ کہ راہِ خدا میں لڑ رہے ہوں، اور نہ کبھی کسی خادم کو مارا اور نہ کسی بیوی کو (یہ روایت مسلم شریف میں ہے)

حدیث(۷): عائشہؓ کہتی ہیں:

۱- رسول اللہ ﷺ کبھی بھی کسی ظلم کا بدلہ نہیں لیتے تھے (یعنی سزا نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف کر دیتے تھے) جب تک محرماتِ شرعیہ کا ارتکاب نہ کیا جائے۔ اگر محرماتِ شرعیہ کا ارتکاب کیا جاتا تو اس معاملہ میں آپؐ کو سب سے زیادہ غصہ آتا (اور اس کو ضرور سزا دیتے)

۲- اور جب بھی آپؐ کو دو باتوں کے درمیان اختیار دیا جاتا تو آپؐ آسان امر کو اختیار فرماتے، بشرطیکہ اس میں کوئی محذورِ شرعی نہ ہوتا۔

لفظی ترجمہ: ۱- نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو بدلہ لیتے ہوئے کسی ایسے ظلم سے جو کیا گیا ہو کبھی بھی، جب تک پردہ دری نہ کی جائے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کی۔ پس جب پردہ دری کی جاتی اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں میں سے کسی چیز کی تو آپؐ ہوتے لوگوں میں سب سے زیادہ غصہ کے اعتبار سے اس معاملہ میں۔ ۲- اور نہیں اختیار دیئے گئے آپؐ دو باتوں کے درمیان، مگر آپؐ ان میں سے آسان کو اختیار کرتے، جب تک وہ کوئی گناہ کا کام نہ ہو۔

حدیث(۸): عائشہؓ کہتی ہیں: ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، اور میں آپؐ کے پاس تھی، پس آپؐ نے فرمایا: "قبیلہ کا برا آدمی ہے!" پھر آپؐ نے اس کو اجازت دی، جب وہ آیا تو آپؐ نے نرمی سے اس سے باتیں کیں، پس جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپؐ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا کہ قبیلہ کا برا آدمی ہے، پھر آپؐ نے اس سے نرمی سے بات کی (اس کی کیا وجہ ہے؟) پس آپؐ نے فرمایا: "اے عائشہ! لوگوں میں بدترین وہ ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں اس کی بدگوئی کی وجہ سے!" (ترمذی، بر و صلہ، حدیث ۱۹۹۳ تحفہ ۵: ۳۳۲)

[٣٣٣-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ، إِلَّا أَنْ يُجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَلَا ضَرَبَ خَادِمًا وَلَا امْرَأَةً.

[٣٣٤-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، ثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:

[١-] مَا رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلَمَةٍ ظُلِمَهَا قَطُّ، مَالَمْ يُنْتَهَكْ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ شَيْئٌ، فَإِذَا انْتُهِكَ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ شَيْئٌ كَانَ مِنْ أَشَدِّهِمْ فِيْ ذٰلِكَ غَضَبًا.

[٢-] وَمَا خُيِّرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ مَأْثَمًا.

[٣٣٥-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحمدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: "بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ!" أَوْ: "أَخُو الْعَشِيْرَةِ!" ثُمَّ أَذِنَ لَهُ، فَأَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، فَلَمَّا خَرَجَ، قُلْتُ: يَارسولَ اللّٰهِ! قُلْتَ لَهُ مَاقُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ: فَقَالَ: "يَاعَائِشَةُ، إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ، أَوْ: وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ"

حدیث(۹): (یہ حدیث نمبر ۳۲۱ کا بقیہ ہے) حضرت حسینؓ کہتے ہیں: میں نے اپنے ابا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا اہل مجلس کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا؟ پس انھوں نے کہا:

۱- رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خندہ پیشانی، نرم اخلاق اور نرم خو تھے۔ آپؐ نہ سخت گو تھے نہ سخت دل، آپؐ نہ چلاتے تھے نہ فحش گوئی کرتے تھے، نہ عیب گیری کرتے تھے نہ جھگڑا کرتے تھے، ناپسندیدہ بات سے اعراض کرتے تھے، اور ناپسندیدہ بات سے مایوس کرتے تھے اور اس میں موافقت نہیں کرتے تھے۔

۲- آپؐ نے تین باتوں سے خود کو علاحدہ کر رکھا تھا: جھگڑے سے، تکبر سے اور لایعنی باتوں سے۔ اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا: آپؐ کسی کی مذمت نہیں کرتے تھے، اور کسی پر عیب نہیں لگاتے تھے، اور کسی کی پوشیدہ باتوں کو تلاش نہیں کرتے تھے۔

۳- اور آپؐ گفتگو نہیں فرماتے تھے مگر اس معاملہ میں جس کے ثواب کی امید ہو، اور جب آپؐ گفتگو فرماتے تو حاضرین مجلس اس طرح سر جھکا لیتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ پس جب آپؐ خاموش ہو جاتے تو لوگ بولتے۔

۴- اور اہل مجلس آپؐ کے سامنے کسی بات میں جھگڑتے نہیں تھے، جب آپؐ کے سامنے کوئی بولتا تو سب لوگ اس کو خاموشی سے سنتے، یہاں تک کہ وہ اپنی پوری کر لیتا۔

۵- اور اہل مجلس کی آپؐ کے سامنے گفتگو ان کے پہلے شخص کی گفتگو ہوتی تھی، یعنی ہر شخص کی بات توجہ سے سنی جاتی تھی، اور آپؐ اس بات سے ہنستے جس سے لوگ ہنستے، اور آپؐ اس بات سے تعجب کرتے جس سے لوگ تعجب کرتے۔ یعنی آپؐ ہر طرح اہل مجلس کا ساتھ دیتے۔

۶- اور آپؐ صبر فرماتے اجنبی (مسافر) کی سختی پر: اس کی بات میں، اور اس کے سوال کرنے میں یعنی اس کی سخت کلامی اور سوال کرنے میں بے تمیزی کو برداشت کرتے، یہاں تک کہ آپؐ کے صحابہ ان (اجنبیوں) کو تلاش کر کے لاتے (تاکہ وہ بے تکلف سوال کریں)

۷- اور آپؐ فرماتے: ''جب تم کسی حاجت مند کو دیکھو جو حاجت طلب کر رہا ہے تو اس کا تعاون کرو''

۸- اور آپؐ تعریف قبول نہیں کرتے تھے مگر احسان کا بدلہ دینے والے کی طرف سے۔

۹- اور آپؐ کسی کی بات کاٹتے نہیں تھے، یہاں تک کہ وہ حد سے گذر جاتا، پس آپؐ اس کو کاٹ دیتے: منع کرنے کے ذریعہ، یا مجلس سے اٹھ کھڑے ہونے کے ذریعہ۔

[۲۳۶-] حدثنا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيْعٍ، ثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعِجْلِيُّ، ثَنِيْ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ مِنْ وُلْدِ أَبِيْ هَالَةَ زَوْجِ خَدِيْجَةَ، يُكْنَى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنٍ لِأَبِيْ هَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضي الله عنهما، قَالَ: قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ: سَأَلْتُ أَبِيْ عَنْ سِيْرَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ جُلَسَائِهِ، فَقَالَ:

[۱-] كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَائِمَ الْبِشْرِ، سَهْلَ الْخُلُقِ، لَيِّنَ الْجَانِبِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ، وَلَا صَخَّابٍ، وَلَا فَحَّاشٍ، وَلَا عَيَّابٍ، وَلَا مُشَاحٍ، يَتَغَافَلُ عَمَّا لَايَشْتَهِيْ، وَلَا يُيْئِسُ مِنْهُ، وَلَا يُخَيِّبُ فِيْهِ.

[۲-] قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ: الْمِرَاءِ، وَالْإِكْبَارِ، وَمَا لَايَعْنِيْهِ، وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ: كَانَ لَايَذُمُّ أَحَدًا، وَلَا يُعَيِّبُهُ، وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ.

[۳-] وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيْمَا رَجَا ثَوَابَهُ، وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاءُهُ، كَأَنَّمَا عَلٰى رُءُوْسِهِمُ الطَّيْرُ، فَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوْا.

[۴-] لَايَتَنَازَعُوْنَ عِنْدَهُ الْحَدِيْثَ، مَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوْا لَهُ حَتّٰى يَفْرُغَ.

[۵-] حَدِيْثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيْثُ أَوَّلِهِمْ، يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُوْنَ مِنْهُ، وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُوْنَ.

[۶-] وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيْبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِيْ مَنْطِقِهِ وَمَسْأَلَتِهِ، حَتّٰى إِنْ كَانَ أَصْحَابُهُ لَيَسْتَجْلِبُوْنَهُمْ.

[۷-] وَيَقُوْلُ: "إِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوْهُ"_

[-۸] وَلاَ يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلاَّ مِنْ مُكَافِئٍ.
[-۹] وَلاَ يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيْثَهُ حَتَّى يَجُوْزَ، فَيَقْطَعُهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ.

حدیث (۱۰): جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں: نہیں سوال کیے گئے رسول اللہ ﷺ کبھی بھی کوئی چیز، پس آپؐ نے کہا: نہیں! یعنی آپؐ نے کبھی کسی سائل کو نامراد نہیں کیا (یہ متفق علیہ حدیث ہے)

حدیث (۱۱): ابن عباسؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ خیر کے کاموں میں سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور آپؐ زیادہ سے زیادہ سخی ماہ رمضان میں ہوتے تھے، یہاں تک کہ وہ گذر جاتا یعنی پورے رمضان سخاوت کا دریا بہتا۔ آپؐ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آتے، اور آپؐ ان کو قرآن سناتے، پس جب آپؐ کی جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ خیر کے کاموں میں چھوڑی ہوئی ہوا یعنی چلنے والی ہوا سے زیادہ سخی ہوتے (یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث (۱۲): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کوئی چیز آئندہ کل کے لئے ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے تھے (ترمذی، زہد، حدیث ۲۳۵۵ تحفہ ۶: ۱۳۸)

حدیث (۱۳): عمرؓ کہتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا پس اس نے آپؐ سے سوال کیا کہ آپؐ اس کو دیں۔ پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس کوئی چیز نہیں، البتہ تو میرے نام سے خرید لے، پس جب میرے پاس کوئی چیز آئے گی تو میں اس (قرضہ) کو چکا دونگا'' —— پس عمرؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! واقعہ یہ ہے کہ آپؐ نے اس (مال) کو دیا یعنی جو کچھ آپؐ کے پاس تھا وہ آپؐ دیتے رہے، پس نہیں مکلف کیا اللہ نے آپؐ کو اس چیز کا جس پر آپؐ قادر نہیں، پس نبی ﷺ نے عمرؓ کی بات ناپسند کی —— پس ایک انصاری نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپؐ خرچ کریں، اور عرش والے سے کمی کا اندیشہ نہ کریں، پس رسول اللہ ﷺ مسکرائے، اور انصاری کی بات کی وجہ سے خوشی آپؐ کے چہرے میں پہچانی گئی، اور آپؐ نے فرمایا: ''میں اسی کا حکم دیا گیا ہوں'' (اس حدیث کا راوی موسیٰ بن ابی علقمہ مجہول ہے)

حدیث (۱۴): رُبَیِّع کہتی ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تازہ کھجوروں کا تھال اور چھوٹی پتلی ککڑیاں لے کر گئی تو آپؐ نے مٹھی بھر کر مجھے زیور اور سونا عنایت فرمایا (ربیع: بچی تھی، اور بچے کو دینا تواضع ہے، اور یہ حدیث پہلے (حدیث ۱۹۶) آچکی ہے)

حدیث (۱۵): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے، اور اس کا بدلہ دیا کرتے تھے (ترمذی، بر و صلہ، حدیث ۱۹۵۰ تحفہ ۵: ۲۹۸)

[-۳۳۷] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: مَاسُئِلَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ: لاَ.

[-۳۳۸] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عِمْرَانَ: أَبُوْ الْقَاسِمِ الْقُرَشِيُّ الْمَكِّيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ

شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ، وَكَانَ أَجْوَدَ مَايَكُوْنُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، حَتّٰى يَنْسَلِخَ، فَيَأْتِيْهِ جِبْرَئِيْلُ، فَيَعْرِضُ عَلَيْهِ الْقُرْآنَ، فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ.

[۳۳۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم لَايَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ.

[۳۴۰-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَلْقَمَةَ الْفَرْوِيُّ الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَسَأَلَهُ أَنْ يُعْطِيَهُ. فَقَالَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ، وَلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَيَّ، فَإِذَا جَاءَ نِيْ شَيْءٌ قَضَيْتُهُ" فَقَالَ عُمَرُ: يَارسولَ اللّٰهِ! قَدْ أَعْطَيْتَهُ، فَمَا كَلَّفَكَ اللّٰهُ مَالَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ، فَكَرِهَ النبيُّ صلى الله عليه وسلم قَوْلَ عُمَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: يَارسولَ اللّٰهِ! أَنْفِقْ، وَلَاتَخَفْ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا، فَتَبَسَّمَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِيْ وَجْهِهِ لِقَوْلِ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ قَالَ: "بِهٰذَا أُمِرْتُ"

[۳۴۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَنَا شَرِيْكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ محمدِ بْنِ عَقِيْلٍ، عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، قَالَتْ: أَتَيْتُ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ، وَأَجْرٍ زُغْبٍ، فَأَعْطَانِيْ مِلْءَ كَفِّهِ حُلِيًّا وَذَهَبًا.

[۳۴۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: أَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقْبَلُ الْهَدِيَّةَ، وَيُثِيْبُ عَلَيْهَا.

بَابُ مَاجَاءَ فِي حَيَاءِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی حیا (شرم ولحاظ) کا بیان

حیا: اخلاق کا جزء ہے، پس یہ باب گذشتہ باب سے پیوستہ ہے، اور حیاء کا بیان تحفہ (۳۴۱:۵) میں ہے۔

حدیث (۱): ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ حیا میں کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو: کہیں بڑھے ہوئے تھے، اور جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو ہم اس کو آپؐ کے چہرے سے پہچان لیتے تھے (یہ متفق علیہ روایت ہے)

تشریح: ایک کنواری لڑکی وہ ہے جو باہر پھرتی ہے، اس میں شرم کم ہوتی ہے، دوسری وہ ہے جو پردہ میں رہتی ہے: وہ بہت زیادہ شرمیلی ہوتی ہے۔

حدیث (۲): عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرمگاہ نہیں دیکھی، یا کہا: میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ

کی شرمگاہ نہیں دیکھی (شرمیلے آدمی کے سامنے دوسرے کو مجبوراً شرم کرنی پڑتی ہے، حضرت عثمانؓ آتے تو آپؐ پنڈلی ڈھانک لیتے تھے، پس جب نبی ﷺ کی حیا کی وجہ سے پیاری بیوی نے ستر نہیں دیکھا تو آپؐ ان کا ستر کیا دیکھتے!)

[۴۹-] بابُ ماجاءَ فِي حَيَاءِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۴۳-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ عُتْبَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا، وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهِ.

[۳۴۴-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلاَنَ، ثَنَا وَكِيْعٌ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الخَطْمِيِّ، عَنْ مَوْلًى لِعَائِشَةَ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: مَانَظَرْتُ إِلَى فَرْجِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَوْ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ فَرْجَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَطُّ.

بابُ ماجاءَ فِي حِجَامَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے پچھنے لگوانے کا بیان

پچھنے لگوانا ایک علاج ہے، سینگی کے ذریعہ خراب خون چوس کر نکال دیا جاتا ہے پس خون کی بیماریوں سے حفاظت ہوجاتی ہے۔

حدیث (۱): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے، اور آپؐ کے پچھنے ابوطیبہؓ نے لگائے، پس آپؐ نے اس کو دو صاع غلہ دینے کا حکم دیا، اور (اس کی درخواست پر) آپؐ نے اس کے آقاؤں سے بات کی، اور اس کا خراج (ٹیکس) کم کرادیا، اور فرمایا: ''پچھنے لگوانا بہترین علاج ہے'' (أفضل اور امثل کے ایک معنی ہیں) (ترمذی، بیوع، حدیث ۱۲۶۳ تحفہ ۴: ۲۰۶)

حدیث (۲): علیؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے پچھنے لگوائے، اور مجھے حکم دیا کہ میں سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دوں۔

حدیث (۳): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے گردن کی ہر دو جانب میں دو پوشیدہ رگوں میں اور دو شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے، اور سینگی لگانے والے کو اس کی اجرت دی، اگر پچھنے لگانے والے کی اجرت جائز نہ ہوتی تو آپؐ نہ دیتے (اس حدیث کی سند میں جابر جعفی ضعیف راوی ہے، مگر حدیث کے شواہد ہیں، اس لئے مضمون صحیح ہے)

حدیث (۴): ابن عمرؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک سینگی لگانے والے کو بلایا، پس اس نے آپؐ کے پچھنے لگائے،

اوراس سے پوچھا: تیراٹیکس کیا ہے؟ اس نے کہا: (یومیہ) تین صاع، پس آپ نے اس میں سے ایک صاع کم کردیا، اوراس کواس کی اجرت دی (یہ حدیث صرف شمائل میں ہے)

حدیث (۵): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ گردن کی ہر دو جانب کی رگوں میں اور مونڈھے میں پچھنے لگواتے تھے، اور چاند کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخوں میں لگواتے تھے (ترمذی، طب، حدیث ۲۰۵۱ تحفہ ۵: ۳۹۴)

حدیث (۶): انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملل مقام میں پیر کے اوپر کے حصہ میں پچھنے لگوائے، درانحالیکہ آپ احرام میں تھے۔

[۵۰-] بابُ ماجاءَ في حِجَامَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۴۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ، فَقَالَ أَنَسٌ: احْتَجَمَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، حَجَمَهُ أَبُوْ طَيْبَةَ، فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ، وَكَلَّمَ أَهْلَهُ، فَوَضَعُوْا مِنْ خَرَاجِهِ، وَقَالَ: "إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ" أَوْ: "إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةُ"

[۳۴۶-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ، ثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي جَمِيْلَةَ، عَنْ عَلِيٍّ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ، وَأَمَرَنِيْ فَأَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ أَجْرَهُ.

[۳۴۷-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَبَيْنَ الْكَتِفَيْنِ، وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُعْطِهِ.

[۳۴۸-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَعَا حَجَّامًا، فَحَجَمَهُ، وَسَأَلَهُ: كَمْ خَرَاجُكَ؟ فَقَالَ: ثَلَاثَةُ آصُعٍ، فَوَضَعَ عَنْهُ صَاعًا، وَأَعْطَاهُ أَجْرَهُ.

[۳۴۹-] حدثنا عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحمدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، ثَنَا هَمَّامٌ، وَجَرِيْرُ ابْنُ حَازِمٍ، قَالَا: ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى وَعِشْرِيْنَ.

[۳۵۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم احْتَجَمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ بِمَلَلٍ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ.

بابُ ماجاءَ فِي أَسْمَاءِ رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم

نبی ﷺ کے ناموں (القاب) کا بیان

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے چند نام ہیں: میں محمد (ستودہ) ہوں، میں احمد (اللہ کی بے حد تعریف کرنے والا) ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائیں گے، میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں، اللہ تعالیٰ میرے دونوں قدموں پر یعنی میرے زمانۂ نبوت میں لوگوں کو (میدانِ حشر میں) جمع کریں گے، اور میں عاقب (پیچھے آنے والا) ہوں، اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو (ترمذی، استیذان وآداب، حدیث ۲۸۴۸ تحفہ ۷: ۵۹۰ باب ۱۰۱ میں ناموں کی پوری تفصیل ہے)

حدیث (۲): حذیفہؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے مدینہ کے بعض راستوں میں ملاقات کی، پس آپؐ نے فرمایا: میں محمد (ستودہ، تعریف کیا ہوا) ہوں، میں احمد (اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا) ہوں، میں نبی الرحمۃ (باعثِ رحمت پیغمبر) ہوں، اور میں نبی التوبہ (خود بکثرت توبہ کرنے والا اور امت کو بکثرت توبہ کا حکم دینے والا) ہوں، اور میں مقفّی (سب سے پیچھے آنے والا) ہوں، اور میں حاشر ہوں، اللہ تعالیٰ میرے دونوں قدموں پر یعنی میرے زمانۂ نبوت میں لوگوں کو میدانِ حشر میں جمع کریں گے۔ اور میں نبی الملاحم ہوں (ملاحم: ملحمۃ کی جمع ہے: خوں ریز جنگ یعنی آپؐ کے زمانہ میں ہر طرف جہاد جاری رہے گا اور بڑی بڑی جنگیں ہونگی)

[۵۱-] بابُ مَاجاءَ فِي أَسْمَاءِ رسولِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم

[۳۵۱-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَخْزُوْمِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحمدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "إِنَّ لِيْ أَسْمَاءً: أَنَا مُحمدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِيْ: الَّذِيْ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ: الَّذِيْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمِيْ، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ: الَّذِيْ لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ"

[۳۵۲-] حدثنا مُحمدُ بْنُ طَرِيْفٍ الْكُوْفِيُّ، ثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: لَقِيْتُ النبيَّ صلی الله علیه وسلم فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: "أَنَا مُحمدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَأَنَا الْمُقَفِّيْ، وَأَنَا الْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ.

حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النبيِّ صلی الله علیه وسلم نَحْوَهُ بِمَعْنَاهُ، هٰكَذَا قَالَ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ: عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ.

بابُ ماجاءَ فِي عَيْشِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے گذر بسر کا بیان

حدیث (۱): نعمان بن بشیرؓ نے (لوگوں سے) کہا: کیا تم نہیں ہو کھانے اور پینے میں جو تم چاہتے ہو؟ بخدا! میں نے تمہارے نبی ﷺ کو دیکھا ہے: نہیں پاتے تھے آپؐ معمولی کھجوروں میں سے وہ جن سے آپ اپنا پیٹ بھر سکیں (ترمذی، زہد، حدیث ۲۳۶۴ تحفہ ۶: ۱۴۵ یہ حدیث شمائل میں (حدیث ۱۳۶) آچکی ہے)

حدیث (۲): عائشہؓ کہتی ہیں: بیشک شان یہ ہے کہ تھے ہم خاندانِ محمدؐ ٹھہرے رہتے تھے ایک ماہ: نہیں جلاتے تھے ہم آگ، نہیں تھا وہ (کھانا) مگر کھجور اور پانی (یعنی اس پر گذارہ کرتے تھے۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے)

حدیث (۳): ابوطلحہؓ کہتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ کے سامنے بھوک کی شکایت کی، اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ ہم میں سے ہر ایک نے پیٹ پر ایک ایک پتھر باندھ رکھا ہے، پس آپؐ نے کپڑا اٹھایا تو آپؐ نے دو پتھر باندھ رکھے تھے (ترمذی، زہد، حدیث ۲۳۶۳ تحفہ ۶: ۱۴۵)

حدیث (۴): ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: (ایک مرتبہ) نبی ﷺ ایسے وقت (گھر سے) نکلے، جس وقت آپؐ گھر سے نہیں نکلا کرتے تھے۔ نہ اس وقت میں آپؐ سے کوئی ملتا تھا۔ پس آپؐ کے پاس ابوبکرؓ آئے۔ آپؐ نے پوچھا: ابوبکر! تمہیں کیا چیز لائی؟ انھوں نے کہا: میں اس لئے نکلا ہوں کہ نبی ﷺ سے ملاقات کروں، ان کے رخِ انور کو دیکھوں، ان کو سلام کروں۔ پھر زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ عمرؓ آئے، آپؐ نے پوچھا: عمر! تمہیں کیا چیز لائی؟ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بھوک لائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: میں بھی کچھ بھوک پاتا ہوں۔ پس وہ لوگ ابوالہیثم کے گھر کی طرف چلے۔ وہ بہت کھجوروں اور بکریوں والے تھے، اور ان کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔ پس ان حضرات نے ابوالہیثم کو (گھر میں) نہیں پایا، پس ان کی اہلیہ سے پوچھا: تمہارے میاں کہاں ہیں؟ اہلیہ نے کہا: ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ پھر زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ ابوالہیثم اپنی مشک کے ساتھ آگئے، درانحالیکہ مشک زیادہ بھر جانے کی وجہ سے پانی پھینک رہی تھی، پس انھوں نے مشک رکھی، اور آئے، اور نبی ﷺ سے لپٹ گئے، اور آپؐ پر اپنے ماں باپ کو فدا کرنے لگے ــــــ پھر وہ ان حضرات کو لے کر اپنے باغ کی طرف چلے، اور ان کے لئے فرش بچھایا، پھر وہ کھجور کے درخت کی طرف گئے، اور ایک خوشہ کاٹ کر لائے، اور اس کو (سب کے سامنے) رکھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "آپ ہمارے لئے اس کی پکی ہوئی کھجوریں چن کر کیوں نہیں لائے؟" انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے چاہا کہ آپ حضرات خود انتخاب کریں یا انھوں نے کہا: آپ حضرات اس کی پکی اور نیم پکی میں سے خود انتخاب کریں یعنی جس کو جیسی پسند ہو وہ کھائے۔ پس ان حضرات نے کھایا، اور اس پانی سے پیا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں

میری جان ہے! یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں تم سے قیامت کے دن سوال ہوگا: ٹھنڈا سایہ، عمدہ پکی ہوئی کھجوریں، اور ٹھنڈا پانی!

پھر ابوالہیثم چلے تاکہ ان حضرات کے لئے کھانا تیار کریں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی دودھ والا جانور ہرگز ذبح نہ کرنا'' پس انھوں نے ان حضرات کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا، پس وہ اس کو ان کے پاس لائے، پس انھوں نے کھایا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''آپ کے پاس کوئی خادم نہیں؟'' انھوں نے کہا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: ''جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے پاس آنا'' پھر نبی ﷺ کے پاس دو راس (قیدی) لائے گئے، ان کے ساتھ تیسرا نہیں تھا یعنی دو ہی تھے۔ پس ابوالہیثم آپؐ کے پاس آئے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو میں سے انتخاب کرلو'' یعنی کوئی ایک لے جاؤ، انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپؐ ہی میرے لئے انتخاب کریں، پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ لیا جاتا ہے اس پر اعتماد کیا جاتا ہے: یہ غلام لےلو، اس لئے کہ میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے، اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی میری وصیت قبول کرو''

پس ابوالہیثم (غلام لے کر) اپنی بیوی کی طرف چلے، پس اس کو نبی ﷺ کی بات بتائی، ان کی بیوی نے کہا: آپ پہنچنے والے نہیں اس بات کو جو نبی ﷺ نے غلام کے بارے میں فرمائی ہے، مگر یہ کہ آپؐ اس کو آزاد کردیں، کیونکہ اس کو غلامی میں رکھنا اس کے ساتھ بدسلوکی ہے، پس ابوالہیثم نے کہا: وہ آزاد ہے —— پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے نہ کوئی نبی بھیجا ہے نہ اس کا نائب، مگر اس کے لئے دو رازدار ہوتے ہیں، مراد بیویاں ہیں: ایک: اس کو بھلائی کا حکم دیتا ہے، اور برائی سے روکتا ہے، اور دوسرا: بس اس کو تباہ کر کے ہی چھوڑتا ہے، اور جو برے رازدار سے بچا یا گیا: وہ بچالیا گیا! (ترمذی، زہد، حدیث ۲۳۶۲ تحفہ ۶: ۱۴۳)

[۵۲-] بابُ ماجاءَ فِي عَيْشِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۵۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ، يَقُوْلُ: أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ؟ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ صلى الله عليه وسلم وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلأُ بَطْنَهُ.

[۳۵۴-] حدثنا هَارُوْنُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنْ كُنَّا آلَ مُحمدٍ نَمكُثُ شَهْرًا، مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ، إِنْ هُوَ إِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ.

[۳۵۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، ثَنَا سَيَّارٌ، ثَنَا سَهْلُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْجُوْعَ، وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا

عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ، فَرَفَعَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم عَنْ بَطْنِهِ عَنْ حَجَرَيْنِ.

قَالَ أبو عيسى: هٰذَا حديثٌ غريبٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِيْ طَلْحَةَ، لانَعرِفُهُ إلاّ مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ، وَمَعْنَى قَوْلِهِ: "وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ": قَالَ: كَانَ أَحَدُهُمْ يَشُدُّ فِيْ بَطْنِهِ الْحَجَرَ مِنَ الْجُهْدِ وَالضَّعْفِ الَّذِيْ بِهِ مِنَ الْجُوْعِ.

[٣٥٦-] حدثنا محمدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، ثَنَا شَيْبَانُ: أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم فِيْ سَاعَةٍ لَايَخْرُجُ فِيهَا وَلَا يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: "مَاجَاءَ بِكَ يَا أَبَابَكْرٍ؟" فَقَالَ: خَرَجْتُ أَلْقَى رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، وَأَنْظُرُ فِيْ وَجْهِهِ، وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ. فَقَالَ: "مَاجَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ؟" قَالَ: الْجُوْعُ يَارسولَ اللّٰهِ! فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: "وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ"

فَانْطَلَقُوْا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ رَجُلًا كَثِيْرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ، فَقَالُوْا لِامْرَأَتِهِ: أَيْنَ صَاحِبُكِ؟ فَقَالَتْ: انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ، فَلَمْ يَلْبَثُوْا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا، فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ النبيَّ صلی اللہ علیه وسلم، وَيُفَدِّيْهِ بِأَبِيْهِ وَأُمِّهِ.

ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ، فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ، فَجَاءَ بِقِنْوٍ، فَوَضَعَهُ، فَقَالَ رسولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: "أَفَلَا تَنَقَّيْتَ مِنْ رُطَبِهِ" فَقَالَ: يَارسولَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَرَدْتُ أَنْ تَخْتَارُوْا، أَوْ: تَخَيَّرُوْا مِنْ رُطَبِهِ وَبُسْرِهِ، فَأَكَلُوْا وَشَرِبُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ، فَقَالَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم: "هٰذَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مِنَ النَّعِيمِ الَّذِيْ تُسْأَلُوْنَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: ظِلٌّ بَارِدٌ، وَرُطَبٌ طَيِّبٌ، وَمَاءٌ بَارِدٌ"

فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَقَالَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم: "لَاتَذْبَحَنَّ لَنَا ذَاتَ دَرٍّ" فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ: جَدْيًا، فَأَتَاهُمْ بِهَا، فَأَكَلُوْا. فَقَالَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم: "هَلْ لَكَ خَادِمٌ؟" قَالَ: لَا. قَالَ: "فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ، فَأْتِنَا" فَأُتِيَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم بِرَأْسَيْنِ، لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ، فَقَالَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم: "اخْتَرْ مِنْهُمَا" فَقَالَ: يَانَبِيَّ اللّٰهِ! اخْتَرْ لِيْ. فَقَالَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم: "إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ، خُذْ هٰذَا، فَإِنِّيْ رَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ، وَاسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوْفًا"

فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رسولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، فَقَالَتْ امْرَأَتُهُ: مَا أَنْتَ بِبَالِغٍ مَاقَالَ فِيهِ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم إِلَّا أَنْ تُعْتِقَهُ، قَالَ: فَهُوَ عَتِيقٌ. فَقَالَ النبيُّ صلی اللہ علیه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً إِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لَاتَأْلُوْهُ خَبَالًا، وَمَنْ يُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ، فَقَدْ وُقِيَ"

حدیث (۵): سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں پہلا شخص ہوں جس نے راہِ خدا میں خون بہایا ہے یعنی کسی کافر کو قتل کیا ہے، اور میں پہلا شخص ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر چلایا ہے، اور میں نے خود کو دیکھا کہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ جہاد کررہا ہوں، جو نہیں کھاتے تھے مگر درخت اور لوبیے جیسی ترکاری کے پتے، یہاں تک کہ ہماری باچھوں پر پھنسیاں نکل آئیں، اور ہم میں سے ایک شخص قضائے حاجت کرتا تھا جس طرح بکری اور اونٹ مینگنی کرتے ہیں۔ اور اب مجھے بنواسد دین کے احکام سے واقف کرانے لگے ہیں! بخدا! اس صورت میں تو میں نامراد رہا، اور گھاٹے میں رہا، اور میرا عمل اکارت گیا! (ترمذی، زہد، حدیث ۲۳۵۸ تحفہ ۶: ۱۴۰)

حدیث (۶): خالد اور شویس کہتے ہیں: حضرت عمرؓ نے عتبہ بن غزوان (شہر بصرہ کی پلاننگ کرنے والے صحابی) کو روانہ کیا۔ اور فرمایا: آپ اور آپ کے ساتھی چلیں، یہاں تک کہ جب آپ لوگ عرب کی سرزمین کی آخری حد میں، اور عجم کی زمین کے ابتدائی علاقوں میں پہنچ جائیں تو متوجہ ہوں —— یہاں تک کہ جب وہ لوگ مربد مقام میں پہنچے تو انھوں نے یہ سفید نرم پتھر پائے۔ پس انھوں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ بصرہ پتھر ہیں (اس سے شہر کا نام بصرہ پڑا) پس وہ لوگ چلے، یہاں تک کہ وہ چھوٹے پل کے مقابل پہنچے تو انھوں نے کہا: اسی جگہ (شہر بسانے کا) تم حکم دیئے گئے ہو، پس وہ اترے، پس انھوں نے لمبا مضمون بیان کیا (یہ مضمون مسند احمد (۴: ۱۷۴) میں ہے)

راوی کہتا ہے: پس عتبہ بن غزوان نے (اپنی تقریر میں) کہا: بخدا! میں نے خود کو دیکھا ہے، درانحالیکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سات میں سے ایک تھا یعنی مختصر لشکر تھا۔ ہمارے لئے کھانا نہیں تھا مگر درختوں کے پتے، یہاں تک کہ ہماری باچھوں میں پھنسیاں نکل آئیں، پس (مالِ غنیمت میں) ایک چادر میرے ہاتھ آئی، جس کو میں نے اپنے اور سعد بن ابی وقاص کے درمیان بانٹ لیا۔ پس ان سات میں سے آج کوئی نہیں مگر وہ شہروں میں سے کسی شہر کا امیر ہے، اور عنقریب تم تجربہ کروگے امراء کا ہمارے بعد یعنی آگے کیسے کیسے امراء ہونگے اس کا تمھیں پتہ چل جائے گا!

حدیث (۷): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں اللہ کے دین کے معاملہ میں ڈرایا گیا، درانحالیکہ کوئی اور نہیں ڈرایا جاتا تھا، اور بخدا! میں اللہ کے دین کے معاملہ میں ستایا گیا، درانحالیکہ کوئی اور نہیں ستایا جاتا تھا۔ اور بخدا! واقعہ یہ ہے کہ مجھ پر تیس رات دن ایسے گذرے ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی، جس کو کوئی جاندار کھائے، علاوہ اس کے جس کو بلال نے اپنی بغل میں دبا رکھا تھا (ترمذی، رقاق، حدیث ۲۴۶۹ تحفہ ۶: ۲۵۰)

حدیث (۸): انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس اکٹھا نہیں ہوا صبح وشام کا کھانا روٹی اور گوشت سے، مگر اجتماعی کھانے کے موقعہ پر (لفظ ضَفَف کے معنی (حدیث ۷۰ میں) آچکے ہیں)

حدیث (۹): نوفل ہذلی کہتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہمارے ہم مجلس (استاذ) تھے، اور وہ بہترین ہم نشیں تھے۔ وہ ایک دن ہمارے ساتھ (سبق کی مجلس سے) لوٹے، یہاں تک کہ ہم ان کے گھر میں داخل ہوئے، اور وہ بھی

داخل ہوئے۔ پس انھوں نے غسل کیا، پھر باہر آئے، اور ہمارے پاس ایک پیالہ لایا گیا، جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ پس جب وہ رکھا گیا تو عبدالرحمٰن روئے۔ میں نے ان سے پوچھا: اے ابومحمد! آپؓ کیوں روئے؟ انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپؐ نے اور آپؐ کے گھر والوں نے جَو کی روٹی سے شکم سیر ہوکر نہیں کھایا۔ پس نہیں دیکھتا میں کہ پیچھے رکھے گئے ہیں ہم اس چیز کے لئے جو کہ وہ ہمارے لئے بہتر ہے یعنی آپؐ کا وہ حال ہی بہتر تھا۔

[۳۵۷-] حدثنا عُمَرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بَيَانٍ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ أَهْرَاقَ دَمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَإِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُنِي أَغْزُوْ فِي الْعِصَابَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، مَا نَأْكُلُ إِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةَ حَتّٰى تَقَرَّحَتْ أَشْدَاقُنَا، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَالْبَعِيرُ، وَأَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ يُعَزِّرُوْنَنِي فِي الدِّيْنِ، لَقَدْ خِبْتُ إِذَنْ وَخَسِرْتُ، وَضَلَّ عَمَلِي.

[۳۵۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسَى، ثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسَى: أَبُوْ نَعَامَةَ الْعَدَوِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ عُمَيْرٍ، وَشُوَيْسًا: أَبَا الرُّقَادِ، قَالَا: بَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ، وَقَالَ: انْطَلِقْ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ، حَتّٰى إِذَا كُنْتُمْ فِي أَقْصَى أَرْضِ الْعَرَبِ، وَأَدْنٰى بِلَادِ أَرْضِ الْعَجَمِ، فَأَقْبَلُوْا، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْمِرْبَدِ، وَجَدُوْا هٰذَا الْكَذَّانَ، فَقَالُوْا: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: هٰذِهِ الْبَصْرَةُ، فَسَارُوْا حَتّٰى إِذَا بَلَغُوْا حِيَالَ الْجِسْرِ الصَّغِيْرِ، فَقَالُوْا: هٰهُنَا أُمِرْتُمْ، فَنَزَلُوْا، فَذَكَرُوْا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ.

قَالَ: فَقَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَسَابِعُ سَبْعَةٍ مَعَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتّٰى تَقَرَّحَتْ أَشْدَاقُنَا، فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً، فَقَسَمْتُهَا بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدٍ، فَمَا مِنَّا مِنْ أُولٰئِكَ السَّبْعَةِ أَحَدٌ إِلَّا وَهُوَ أَمِيْرُ مِصْرٍ مِنَ الْأَمْصَارِ، وَسَتُجَرِّبُوْنَ الْأُمَرَاءَ بَعْدَنَا.

[۳۵۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ: أَبُوْ حَاتِمٍ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، ثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللّٰهِ، وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ، وَمَا يُؤْذٰى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُوْنَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيْهِ إِبْطُ بِلَالٍ"

[۳۶۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنْبَأَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ الْعَطَّارُ، ثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَجْتَمِعْ عِنْدَهُ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ إِلَّا عَلٰى ضَفَفٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ بَعْضُهُمْ: هُوَ كَثْرَةُ الْأَيْدِي.

[۳۶۱-] حدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ، ثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنْ مُسْلِمٍ

ابنِ جُنْدُبٍ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ إِيَاسٍ الْهُذَلِيِّ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لَنَا جَلِيْسًا، وَكَانَ نِعْمَ الْجَلِيْسُ، وَإِنَّهُ انْقَلَبَ بِنَا ذَاتَ يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا دَخَلْنَا بَيْتَهُ، وَدَخَلَ، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ خَرَجَ، وَأُوْتِيْنَا بِصَحْفَةٍ فِيْهَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ، فَلَمَّا وُضِعَتْ بَكَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ. فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! مَا يُبْكِيْكَ؟ فَقَالَ: هَلَكَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يَشْبَعْ هُوَ وَأَهْلُ بَيْتِهِ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ، فَلَا أُرَانَا أُخِّرْنَا لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَنَا.

بابُ ماجاءَ فِي سِنِّ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی عمر شریف کا بیان

حدیث (۱): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے مکہ میں تیرہ سال قیام فرمایا، وحی کی جاتی تھی آپ کی طرف یعنی یہ تیرہ سال نبوت کے بعد کے ہیں، اور مدینہ میں دس سال قیام فرمایا، اور آپ نے وفات پائی درانحالیکہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۸۱ اسی جلد میں)

حدیث (۲): معاویہؓ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی درانحالیکہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی، اور اتنی ہی عمر میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے وفات پائی، اور اس وقت میری عمر بھی ۶۳ سال ہے (ترمذی، مناقب، حدیث ۳۶۸۲)

حدیث (۳): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپ کی عمر ۶۳ سال تھی (ترمذی حدیث ۳۶۸۳)

حدیث (۴): ابن عباسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپ کی عمر ۶۵ سال تھی (ترمذی حدیث ۳۶۸۰)

حدیث (۵): دغفل کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ آپ کی عمر ۶۵ سال تھی (یہ حدیث صرف شمائل میں ہے)

حدیث (۶): شمائل کی پہلی حدیث ہے، ترجمہ پہلے آگیا ہے اور روایات میں تطبیق بھی وہاں بیان کی گئی ہے۔

[۵۳-] بابُ ماجاءَ فِي سِنِّ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۶۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، ثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: ثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَكَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ يُوْحَى إِلَيْهِ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ.

[۳۶۳-] حدثنا محمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا محمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ جَرِيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَخْطُبُ، قَالَ: مَاتَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً.

[۳٦٤-] حدثنا حُسَيْنُ بْنُ مَهْدِيٍّ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً.

[۳٦٥-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ، وَيَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ، قَالَا: ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، حَدَّثَنِي عَمَّارٌ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: تُوُفِّيَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ.

[۳٦٦-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحمدُ بْنُ أَبَانٍ، قَالَا: ثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ دَغْفَلِ بْنِ حَنْظَلَةَ: أَنَّ النبيَّ صلى الله عليه وسلم قُبِضَ وَهُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً.

قَالَ أَبُوْ عيسى: وَدَغْفَلُ: لَانَعْرِفُ لَهُ سَمَاعًا مِنَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ مَوْجُوْدًا فِي زَمَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳٦٧-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مُوْسَى الْأَنْصَارِيُّ، ثَنَا مَعْنٌ، ثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ، وَلَا بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ، وَلَا بِالْآدَمِ، وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللهُ تَعَالَى عَلَى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ.

حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ نَحْوَهُ.

بابُ ماجاءَ فِي وَفَاةِ رسولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے وصال کا بیان

حدیث (۱): انسؓ کہتے ہیں: آخری بار جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا: پیر کے دن آپؐ نے پردہ کھولا، پس میں نے آپؐ کے چہرے کی طرف دیکھا گویا وہ قرآن کا ورق ہے، اور لوگ ابوبکرؓ کے پیچھے (نماز پڑھ رہے) تھے، پس آپؐ نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ جمے رہو، اور ابوبکرؓ ان کو نماز پڑھا رہے تھے، اور آپؐ نے پردہ ڈال دیا، اور اسی دن کے آخر میں آپ کی وفات ہوئی (بلکہ شروع دن میں وفات ہوئی)

حدیث (۲): عائشہؓ کہتی ہیں: میں نبی ﷺ کو اپنے سینہ سے سہارا دیئے ہوئے تھی ـــ یا کہا: گود سے ـــ پس آپؐ نے چلمچی منگوائی، تاکہ اس میں پیشاب کریں، پس آپؐ نے پیشاب فرمایا، پھر وفات پائی ﷺ!

حدیث (۳): عائشہؓ کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا جبکہ جان کنی کا وقت تھا، آپؐ کے پاس ایک پیالہ

رکھا تھا جس میں پانی تھا، آپ اپنا ہاتھ پیالے میں ڈالتے تھے، اور بھیگا ہوا ہاتھ چہرے پر پھیرتے تھے، اور کہتے تھے: "اے اللہ! موت کی سختیوں میں میری مدد فرما!" (ترمذی، جنائز، حدیث ۹۷۶ تحفہ ۳: ۳۸۴)

حدیث (۴): عائشہؓ کہتی ہیں: میں کسی پر موت کی آسانی کی وجہ سے رشک نہیں کرتی، جب سے میں نے نبی ﷺ کی وفات کے وقت کی سختی دیکھی ہے (حوالہ بالا، حدیث ۹۶۷)

حدیث (۵): عائشہؓ کہتی ہیں: جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو صحابہ میں آپ کی تدفین کے مسئلہ کو لے کر اختلاف ہوا، پس ابوبکرؓ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے کچھ سنا ہے، جس کو میں بھولا نہیں، آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح قبض نہیں کرتے مگر اس جگہ جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتا ہے" پس رسول اللہ ﷺ کو آپ کے بستر کی جگہ میں دفن کرو (ترمذی، جنائز، حدیث ۱۰۰۲ تحفہ ۳: ۴۲۳)

[۵۴-] بابُ مَاجاءَ فِي وَفَاةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۶۸-] حدثنا أَبُوْ عَمَّارٍ: الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الإِثْنَيْنِ، فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ، وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَأَشَارَ إِلَى النَّاسِ أَنِ اثْبُتُوْا، وَأَبُوْ بَكْرٍ يَؤُمُّهُمْ، وَأَلْقَى السِّجْفَ، وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

[۳۶۹-] حدثنا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ مُسْنِدَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَى صَدْرِيْ، أَوْ قَالَتْ: إِلَى حِجْرِيْ، فَدَعَا بِطَسْتٍ لِيَبُوْلَ فِيْهِ، ثُمَّ بَالَ، فَمَاتَ صلى الله عليه وسلم.

[۳۷۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ سَرْجِسٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بِالْمَوْتِ، وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيْهِ مَاءٌ، وَهُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ، ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلَى مُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ" أَوْ قَالَ: "عَلَى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ"

[۳۷۱-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّارُ، ثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَا أَغْبِطُ أَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ، بَعْدَ الَّذِيْ رَأَيْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

قَالَ أَبُوْ عِيسَى: سَأَلْتُ أَبَا زُرْعَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَنْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْعَلَاءِ هٰذَا؟ قَالَ: هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُجْلَاجِ.

[-٣٧٢] حدثنا أَبُوْ كُرَيْبٍ: مُحمدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ: هُوَ ابْنُ الْمُلَيْكِيِّ، عَنِ ابنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، اخْتَلَفُوْا فِيْ دَفْنِهِ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ عَنْ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا مَا نَسِيْتُهُ، قَالَ: "مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ" ادْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهِ.

حدیث (٦): ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ نے نبی ﷺ کو وفات کے بعد بوسہ دیا۔

حدیث (٧): عائشہؓ کہتی ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے بعد ابوبکرؓ تشریف لائے، اور اپنا منہ آپؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ آپؐ کی دونوں کلائیوں پر رکھے، اور کہا: "ہائے نبی! ہائے مخلص دوست! ہائے جگری دوست!"

حدیث (٨): انسؓ کہتے ہیں: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں وارد ہوئے: مدینہ کی ہر چیز روشن ہوگئی! پھر جس دن آپؐ کی وفات ہوئی: مدینہ کی ہر چیز تاریک ہوگئی! اور ابھی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مٹی دے کر ہاتھ جھاڑے بھی نہیں تھے، ابھی ہم آپؐ کو دفن ہی کر رہے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں کو اوپرا (انجانا) پایا (ترمذی، مناقب، حدیث ٣٦٢٧ اسی جلد میں ہے عنوان: جب وہ آئے تو چمن میں بہار آئی ÷ جب وہ گئے تو ہر پھول مرجھا گیا!)

حدیث (٩): عائشہؓ کہتی ہیں: (ماہ ربیع الاول) پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی (اور تاریخ متعین نہیں)

حدیث (١٠): محمد باقرؒ کہتے ہیں: پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، پس آپؐ اس دن اور منگل کی رات ٹھہرے رہے یعنی تدفین عمل میں نہیں آئی، اور (منگل اور بدھ کی بیچ کی) رات میں دفن کئے گئے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: جعفر صادقؒ کے علاوہ نے کہا: پھاوڑوں کی آواز رات کے آخری حصہ میں سنی گئی یعنی تدفین رات کے آخری حصہ میں عمل میں آئی۔

حدیث (١١): عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے صاحبزادے ابوسلمہؒ کہتے ہیں: پیر کے دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی، اور منگل کے دن دفن کئے گئے۔

[-٣٧٣] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَعَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ، وَسَوَّارُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوْا: نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ رَضي الله عنهما: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَمَا مَاتَ.

[-٣٧٤] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، ثَنَا مَرْحُوْمُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْعَطَّارُ عَنْ أَبِيْ عِمْرَانَ

الْجُوْنِيِّ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ بَابَنُوْسَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ وَفَاتِهِ، فَوَضَعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى سَاعِدَيْهِ، وَقَالَ: وَانَبِيَّاهُ! وَاصَفِيَّاهُ! وَاخَلِيْلَاهُ!

[۳۷۵-] حدثنا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ، ثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ، أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ، وَمَا نَفَضْنَا أَيْدِيَنَا عَنِ التُّرَابِ، وَإِنَّا لَفِيْ دَفْنِهِ صلى الله عليه وسلم، حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوْبَنَا.

[۳۷۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ حَاتِمٍ، ثَنَا عَامِرُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الإِثْنَيْنِ.

[۳۷۷-] حدثنا مُحمدُ بْنُ أَبِيْ عُمَرَ، ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحمدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قُبِضَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الإِثْنَيْنِ، فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ، وَلَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ، وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ. وَقَالَ سُفْيَانُ: وَقَالَ غَيْرُهُ: "يُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاحِيْ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ"

[۳۷۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحمدٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، قَالَ: تُوُفِّيَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الإِثْنَيْنِ، وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ. قَالَ أَبُوْ عِيْسَى: هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

حدیث (۱۲): سالم بن عبید جو صحابی ہیں: کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ پر مرض وفات میں بیہوشی طاری ہوئی، پھر ہوش آیا تو آپ نے پوچھا: ''نماز کا وقت ہوگیا؟'' لوگوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ''بلال سے کہو اذان دیں، اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں'' پھر آپ بیہوش ہوگئے، پھر ہوش آیا، آپ نے پوچھا: ''نماز کا وقت ہوگیا؟'' لوگوں نے کہا: ہاں! آپ نے فرمایا: ''بلال سے کہو اذان دیں، اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں'' پس عائشہؓ نے عرض کیا: میرے ابا نرم دل آدمی ہیں، جب وہ اس جگہ کھڑے ہونگے تو رو پڑیں گے، اور نماز نہیں پڑھا سکیں گے، پس کاش آپ کسی اور کو حکم دیتے! راوی کہتا ہے: پھر آپ پر بیہوشی طاری ہوگئی، پھر ہوش آیا تو فرمایا: ''بلال سے کہو اذان دیں اور ابوبکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس بیشک تم یوسف علیہ السلام والی عورتیں ہو!'' (اس کی شرح ترمذی، مناقب، حدیث ۳۷۰۱ میں اسی جلد میں ہے)

راوی کہتا ہے: پس بلالؓ سے کہا گیا، انھوں نے اذان دی، اور ابوبکرؓ سے کہا گیا، انھوں نے نماز پڑھائی، پھر رسول اللہ ﷺ نے بیماری میں تخفیف محسوس کی، پس فرمایا: ''دیکھو اس کو جس پر میں سہارا لوں'' پس بریرہ اور ایک اور آدمی آئے، پس آپ نے ان دونوں کا سہارا لیا، پس جب ابوبکرؓ نے آپ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے، پس آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ

وہ اپنی جگہ جمے رہیں، یہاں تک کہ ابو بکرؓ نے اپنی نماز پوری کی (اس پیرے گراف کے مضامین میں کئی اوہام ہیں، بیماری میں تخفیف اسی نماز میں محسوس نہیں کی تھی، بلکہ یہ دوسرے وقت کی بات ہے اور سہارا دے کر لے جانے والوں میں بریرہ شامل نہیں، اور اشارہ کے باوجود ابو بکرؓ پیچھے ہٹ آئے تھے، اور نماز آپؐ نے خلیفہ بن کر پڑھائی تھی)

پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی، پس عمرؓ نے کہا: بخدا! نہ سنوں میں کسی کو جو ذکر کرے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے، مگر میں اس کو اپنی تلوار سے ماروں گا (دوسرا ترجمہ: بخدا! اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے تو میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا!) ـــــ راوی کہتا ہے: اور لوگ امی (ناخواندہ) تھے۔ ان میں آپؐ سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوا تھا یعنی ان کو نبی کی موت کا تجربہ نہیں تھا۔ پس لوگ رک گئے یعنی یہ کہنے سے کہ آپؐ کی وفات ہوگئی۔ پس لوگوں نے کہا: اے سالم بن عبید! رسول اللہ ﷺ کے رفیق کے پاس جاؤ، اور ان کو بلا لاؤ۔ پس میں ابو بکرؓ کے پاس آیا درانحالیکہ وہ (سُنح گاؤں میں) مسجد میں تھے، پس میں ان کے پاس گھبرایا ہوا روتا ہوا پہنچا۔ جب انھوں نے مجھے دیکھا تو مجھ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی؟ میں نے کہا: عمرؓ کہتے ہیں: بخدا! اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی ہے تو میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا!

ابو بکرؓ نے مجھ سے کہا: چل، پس میں ان کے ساتھ چلا، وہ آئے درانحالیکہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوگئے تھے، پس آپؓ نے کہا: لوگو! میرے لئے کشادگی کرو مجھے جگہ دو پس لوگوں نے آپؓ کے لئے کشادگی کی، پس وہ (قریب) آئے، یہاں تک کہ وہ آپؐ پر جھکے، اور آپؐ کو بوسہ دیا، اور کہا: ”آپؐ کو بھی مرنا ہے، اور ان کو بھی مرنا ہے!“ (سورۃ الزمر آیت ۳۰)

پھر لوگوں نے پوچھا: اے رسول اللہ کے رفیق! کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز جنازہ پڑھیں؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں! لوگوں نے پوچھا: کس طرح پڑھیں؟ آپؓ نے فرمایا: کچھ لوگ اندر جائیں، پس تکبیر کہیں، اور دعا کریں، اور نماز جنازہ پڑھیں، پھر نکل آئیں۔ پھر کچھ لوگ اندر جائیں، پس تکبیر کہیں، اور نماز پڑھیں اور دعا کریں، پھر نکل آئیں، یہاں تک کہ سب لوگ داخل ہوئے (آپؐ کی نماز کمرے ہی میں تنہا تنہا پڑھی گئی تھی، اس لئے تدفین میں تاخیر ہوئی)

لوگوں نے پوچھا: اے رسول اللہ کے رفیق! کیا رسول اللہ ﷺ دفن کئے جائیں گے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں! لوگوں نے پوچھا: کہاں؟ آپؓ نے فرمایا: اسی جگہ جہاں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح قبض کی ہے، پس بیشک اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی روح قبض نہیں کی مگر ستھری جگہ میں! پس لوگوں نے جانا کہ ابو بکرؓ نے سچ کہا، یعنی صحابہ کو آپؓ کی ہر ہر بات پر اطمینان ہوا۔ پھر ابو بکرؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ آپؐ کے خاندان کے لوگ آپؐ کو غسل دیں۔

اور مہاجرین مشورہ کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے، پس انھوں نے کہا: آؤ ہم اپنے انصاری بھائیوں کے پاس چلیں، ہم ان کو بھی اس معاملہ میں اپنے ساتھ شریک کریں۔ پس انصار نے کہا: ایک امیر ہم میں سے ہو، اور ایک امیر تم میں سے!

پس عمرؓ نے کہا: کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں؟ ''دو میں کا دوسرا، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے: کچھ غم نہ کر، بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں'' (سورۃ التوبہ آیت ۴۰) کون ہیں وہ دونوں؟ (اس آیت میں تین مرتبہ معیت کا ذکر ہے: ۱- دو میں کا دوسرا ۲- إذھما: جب وہ دونوں ۳- معنا: ہمارے ساتھ)

راوی کہتا ہے: پھر عمرؓ نے ہاتھ بڑھایا، اور انھوں نے بیعت کی، اور لوگوں نے (بھی) بیعت کی عمدہ خوبصورت یعنی سب نے خوش دلی سے بیعت کی۔

فائدہ: یہ روایت پوری طبرانی نے معجم کبیر (حدیث ۶۳۶۷) میں ذکر کی ہے۔ اور اس کے متفرق اجزاء صحیحین وغیرہ میں آئے ہیں۔

[۳۷۹-] حدثنا نَصرُ بنُ عَلِيٍّ الجَهْضَمِيُّ، أنبأنا عَبْدُ اللّٰهِ بنُ دَاوُدَ، قَالَ: ثنا سَلَمَةُ بنُ نُبَيْطٍ، أَخبرنا عن نُعَيم بنِ أبي هِنْدٍ، عَنْ نُبَيْطِ بنِ شَرِيْطٍ، عَنْ سَالِمِ بنِ عُبَيْدٍ، وَكَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: أُغْمِيَ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي مَرَضِهِ، فَأَفَاقَ، فقَالَ: "حَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، فقَالَ: "مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ، وَمُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ" أَوْ قَالَ: "بِالنَّاسِ" ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ. فقَالَ: "حَضَرَتِ الصَّلَاةُ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: "مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ، وَمُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: إِنَّ أَبِي رَجُلٌ أَسِيْفٌ، فَإِذَا قَامَ ذٰلِكَ الْمَقَامَ بَكَى، فَلَا يَسْتَطِيْعُ، فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَهُ! قَالَ: ثُمَّ أُغْمِيَ عَلَيْهِ، فَأَفَاقَ، فقَالَ: "مُرُوْا بِلَالًا فَلْيُؤَذِّنْ، وَمُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ، فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ، أَوْ: صَوَاحِبَاتُ يُوْسُفَ!"

قَالَ: فَأُمِرَ بِلَالٌ فَأَذَّنَ، وَأُمِرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَصَلَّى بِالنَّاسِ. ثُمَّ إِنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَجَدَ خِفَّةً، فَقَالَ: "انْظُرُوْا إِلَى مَنْ أَتَّكِئُ عَلَيْهِ" فَجَاءَتْ بَرِيْرَةُ، وَرَجُلٌ آخَرُ، فَاتَّكَأَ عَلَيْهِمَا، فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَنْكُصَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ، أَنْ يَثْبُتَ مَكَانَهُ، حَتّٰى قَضَى أَبُوْ بَكْرٍ صَلَاتَهُ.

ثُمَّ إِنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قُبِضَ، فَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ! لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قُبِضَ إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي هٰذَا! قَالَ: وَكَانَ النَّاسُ أُمِّيِّيْنَ، لَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ نَبِيٌّ قَبْلَهُ، فَأَمْسَكَ النَّاسُ، فَقَالُوْا: يَا سَالِمُ! انْطَلِقْ إِلَى صَاحِبِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَادْعُهُ، فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَتَيْتُهُ أَبْكِي دَهِشًا، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لِي: أَقُبِضَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قُلْتُ: إِنَّ عُمَرَ يَقُوْلُ: لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَذْكُرُ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قُبِضَ إِلَّا ضَرَبْتُهُ بِسَيْفِي هٰذَا.

قَالَ لِي: انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ، فَجَاءَ هُوَ، وَالنَّاسُ قَدْ دَخَلُوْا عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَفْرِجُوْا لِي، فَأَفْرَجُوْا لَهُ، فَجَاءَ حَتّٰى أَكَبَّ عَلَيْهِ، وَمَسَّهُ، فَقَالَ: ﴿إِنَّكَ

مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَيِّتُونَ﴾

ثُمَّ قَالُوْا: يَا صَاحِبَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَتُصَلِّيْ عَلَى رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالُوْا: وَكَيْفَ؟ قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ، وَيَدْعُوْنَ، وَيُصَلُّوْنَ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ، ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ، وَيَدْعُوْنَ، ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ، حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ.

قَالُوْا: يَا صَاحِبَ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَيُدْفَنُ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالُوْا: أَيْنَ؟ قَالَ: فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ قَبَضَ اللّٰهُ فِيْهِ رُوْحَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوْحَهُ إِلَّا فِيْ مَكَانٍ طَيِّبٍ، فَعَلِمُوْا أَنْ قَدْ صَدَقَ، ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يُغَسِّلَهُ بَنُوْ أَبِيْهِ.

وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ: فَقَالُوْا: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ، نُدْخِلُهُمْ مَعَنَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ، فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: مِنَّا أَمِيْرٌ، وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَنْ لَهُ مِثْلُ هٰذِهِ الثَّلَاثِ؟: ﴿ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ مَنْ هُمَا؟ قَالَ: ثُمَّ بَسَطَ يَدَهُ، فَبَايَعَهُ، وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَنَةً جَمِيْلَةً.

حدیث (۱۳): انسؓ کہتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو موت کی بے چینی محسوس ہوئی تو فاطمہؓ نے کہا: ہائے (میرے ابا کی) بے چینی! پس نبی ﷺ نے فرمایا: ”آج کے بعد آپؓ کے ابا کے لئے کوئی بے چینی نہیں! آج آپؓ کے ابا کے پاس وہ فرشتہ آیا ہے جو موت سے کسی کو چھوڑنے والا نہیں! اب ملاقات قیامت کے دن ہوگی؟“ (اس روایت کا کچھ حصہ بخاری (حدیث ۴۴۶۲) میں ہے، اور پوری روایت ابن ماجہ میں ہے)

حدیث (۱۴): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں سے جس کے دو فرط (پیش رو) ہوں: اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کریں گے“ عائشہؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! جس کا ایک فرط ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ”اور جس کا ایک فرط ہو“ یعنی اس کے لئے بھی یہی ثواب ہے، اے وہ عورت جسے خیر کی باتیں پوچھنے کی توفیق دی گئی ہے! حضرت عائشہؓ نے عرض کیا: اور اگر آپ کی امت میں سے کسی کا کوئی فرط نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ”میں اپنی امت کا فرط ہوں، میرے مانند وہ ہرگز مصیبت نہیں پہنچائے گئے!“ یعنی میری امت کے لئے سب سے بڑا صدمہ میری وفات کا ہوگا، اور میری امت اس پر صبر کرے گی، پس میں ان کے لئے فرط (پیش رو) ہونگا! (ترمذی، جنائز، حدیث ۱۰۶۵ تحفہ ۳: ۴۷۷)

[۳۸۰-] حدثنا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ: شَيْخٌ بَاهِلِيٌّ قَدِيْمٌ بَصْرِيٌّ، ثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا وَجَدَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ، قَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَاهُ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ” لَا كَرْبَ عَلَى أَبِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ، إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ

أَبِيكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ أَحَدًا، الْمُوَافَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

[۳۸۱-] حدثنا أَبُو الْخَطَّابِ: زِيَادُ بْنُ يَحْيَى الْبَصْرِيُّ، وَنَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ رَبِّهِ بْنِ بَارِقٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ جَدِّي أَبَا أُمِّي: سِمَاكَ بْنَ الْوَلِيدِ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُولُ: "مَنْ كَانَ لَهُ فَرَطَانِ مِنْ أُمَّتِي أَدْخَلَهُ اللّٰهُ تعالى بِهِمَا الْجَنَّةَ" فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: فَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: "وَمَنْ كَانَ لَهُ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ" قَالَتْ: فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فَرَطٌ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: "فَأَنَا فَرَطٌ لِأُمَّتِي، لَنْ يُصَابُوا بِمِثْلِي"

بابُ ماجاءَ فِي مِيْرَاثِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے ترکہ کا بیان

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ کے سالے عمرو بن الحارثؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نہیں چھوڑے مگر اپنے ہتھیار اور اپنا خچر اور وہ زمین جس کو آپؐ نے صدقہ کر دیا تھا (یہ بخاری کی روایت ہے)

حدیث (۲): ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: فاطمہؓ ابو بکرؓ کے پاس گئیں۔ اور ان سے پوچھا: آپؐ کا وارث کون ہوگا؟ ابو بکرؓ نے کہا: میرے گھر والے اور میری اولاد۔ فاطمہؓ نے کہا: پس میں اپنے ابا کی وارث کیوں نہیں؟ ابو بکرؓ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم انبیاء مورث نہیں بنائے جاتے یعنی ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ البتہ رسول اللہ ﷺ جن کی کفالت کرتے تھے میں بھی ان کی کفالت کرونگا، اور میں بھی ان لوگوں پر خرچ کرونگا جن پر رسول اللہ ﷺ خرچ کرتے تھے (ترمذی، سیر، حدیث ۱۶۰۱ تحفہ ۴: ۵۴۲)

حدیث (۳): ابو البختری کہتے ہیں: حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑتے ہوئے آئے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا: تو ایسا ہے اور تو ایسا ہے! پس عمرؓ نے حضرات طلحہ، زبیر، ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے کہا: میں آپ لوگوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "نبی کا ہر مال صدقہ ہے، علاوہ اس کے جو وہ اپنے گھر والوں کو کھلائے، بیشک ہم مورث نہیں بنائے جاتے!" یعنی ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا؟ (سب نے جواب دیا: ہاں ہم نے یہ ارشاد سنا ہے، اور یہ لمبی حدیث ہے، اور یہ حدیث ابوداؤد کتاب الخراج میں بھی ہے)

حدیث (۴): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم مورث نہیں بنائے جاتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ خیرات ہوتا ہے (متفق علیہ)

حدیث (۵): نبی ﷺ نے فرمایا: "میرے ورثاء دینار و درہم تقسیم نہیں کریں گے، میں جو کچھ اپنی بیویوں کے

خرچ اور اپنے کارکن کی تنخواہ کے بعد چھوڑونگا وہ صدقہ ہوگا" (یہ روایت متفق علیہ ہے)

حدیث (۶): مالک بن اوس کہتے ہیں: میں حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا، تھوڑی دیر بعد حضرات عثمان، زبیر، ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پہنچ گئے، پھر علی اور عباس رضی اللہ عنہما اپنا مقدمہ لے کر آئے۔ پس عمرؓ نے حاضرین سے فرمایا: میں تمہیں اس اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین برقرار ہیں! کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "ہمارا کوئی وارث نہیں، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں صدقہ ہوتا ہے" سب نے کہا: ہاں! (یہ لمبی حدیث ہے، جو بخاری (حدیث ۳۰۹۴) میں ہے) (ترمذی، سیر، حدیث ۱۶۰۲ تحفہ ۴:۵۴۲)

حدیث (۷): عائشہؓ کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم نہ بکری، نہ اونٹ۔ راوی کہتا ہے: اور مجھے غلام اور باندی میں شک ہے (یہ مسلم شریف کی روایت ہے)

[۵۵-] بابُ مَاجاءَ فِي مِيرَاثِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۸۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحمدٍ، ثَنَا إِسْرَائِيلُ. عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ. أَخِي جُوَيْرِيَةَ، لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: مَا تَرَكَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَّا سِلَاحَهُ، وَبَغْلَتَهُ، وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

[۳۸۳-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحمدِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رضي الله عنهما. فَقَالَتْ: مَنْ يَرِثُكَ؟ فَقَالَ: أَهْلِي وَوَلَدِي. فَقَالَتْ: مَالِي لَاأَرِثُ أَبِي؟ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: سَمِعْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "لَانُوْرَثُ" وَلٰكِنِّي أَعُولُ مَنْ كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَعُولُهُ، وَأُنْفِقُ عَلَى مَنْ كَانَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُنْفِقُ عَلَيْهِ.

[۳۸۴-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ: أَبُو غَسَّانَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ: أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلَى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ، يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ، أَنْتَ كَذَا، أَنْتَ كَذَا! فَقَالَ عُمَرُ: لِطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَسَعْدٍ: نَشَدْتُكُمْ بِاللّٰهِ! أَسَمِعْتُمْ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ: "كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ، إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ، إِنَّا لَانُوْرَثُ" وفي الحديثِ قِصَّةٌ.

[۳۸۵-] حدثنا مُحمدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَانُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ"

[۳۸۶-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ،

عَنْ أَبِي هُرَيرةَ، عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لاَ يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيناراً وَلاَ دِرْهَمًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي، وَمُؤْنَةِ عَامِلِي، فَهُوَ صَدَقَةٌ"

[۳۸۷-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلاَّلُ، ثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَطَلْحَةُ، وَسَعْدٌ، وَجَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُ: أَنْشُدُكُمْ بِالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ! أَتَعْلَمُوْنَ أَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لاَنُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" فَقَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ! وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ.

[۳۸۸-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاتَرَكَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دِيْنَاراً وَلاَدِرْهَمًا، وَلاَ شَاةً وَلاَ بَعِيْرًا" قَالَ: وَأَشُكُّ فِي الْعَبْدِ وَالْأَمَةِ.

بابُ ماجاءَ فِي رُؤْيَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کوخواب میں دیکھنے کا بیان

حدیث (۱): ابن مسعودؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا: اس نے مجھے ہی دیکھا، کیونکہ شیطان میرا پیکر نہیں بنا سکتا (ترمذی، رویا، حدیث ۲۲۷۲ تحفہ ۶: ۱۲۰ باب ۲ میں اس حدیث کی شرح ہے)

حدیث (۲): ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا: اس نے مجھے ہی دیکھا، پس بیشک شیطان میری شکل نہیں بنا سکتا'' یا فرمایا: ''میرے مشابہ نہیں ہو سکتا''

حدیث (۳): طارق بن اَشیمؓ سے بھی یہی حدیث مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا: اس نے مجھے ہی دیکھا'' (اس حدیث کے راوی خلف بن خلیفہ بھی تابعی ہیں، انھوں نے بچپن میں حضرت عمرو بن حریثؓ کو دیکھا ہے)

حدیث (۴): ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا: اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میرا پیکر نہیں بنا سکتا۔ حدیث کے راوی کلیب کہتے ہیں: میں نے یہ حدیث ابن عباسؓ سے بیان کی، اور میں نے کہا: میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے، پھر میں نے حضرت حسنؓ کا تذکرہ کیا، اور میں نے کہا: میں ان کو نبی ﷺ کے مشابہ قرار دیتا ہوں، پس ابن عباسؓ نے کہا: بیشک وہ نبی ﷺ کے مشابہ تھے۔

حدیث (۵): یزید فارسی جو قرآن لکھا کرتے تھے: کہتے ہیں: میں نے ابن عباسؓ کی حیات میں رسول اللہ ﷺ

کو خواب میں دیکھا، پس میں نے ابن عباسؓ سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "شیطان اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ میری شکل بنائے، پس جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا" کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اس آدمی کا حال بیان کرے جس کو تو نے خواب میں دیکھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں! حال بیان کرتا ہوں میں آپ کے لئے: ایک آدمی دو آدمیوں کے درمیان: اس کے جسم کا اور اس کے گوشت کا یعنی وہ معتدل قد اور معتدل جسم کے آدمی تھے، رنگ گندمی سفیدی مائل تھا، دونوں آنکھیں سرگیں تھیں، مسکراہٹ عمدہ اور چہرے کے دائرے خوبصورت تھے، ان کی ڈاڑھی نے اس کے اور اُس کے درمیان کو یعنی دونوں شانوں کے درمیان کو بھر رکھا تھا یعنی ڈاڑھی گھنی تھی —— عوف راوی کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں اس وصف کے ساتھ اور کیا کیا تھا۔ پس ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر تم بیداری میں آپ کو دیکھتے تو اس سے زیادہ آپ کے اوصاف بیان نہیں کر سکتے تھے۔

سند کے دو راویوں کا تعارف:

۱- یزید دو ہیں: ایک یزید فارسی جو اس حدیث کے راوی ہیں۔ دوسرے: یزید الرقاشی۔ اول کا نام: یزید بن ہرمز ہے، اور وہ یزید الرقاشی سے اقدم ہیں، وہ ابن عباسؓ سے متعدد حدیثیں روایت کرتے ہیں، اور یزید الرقاشی نے ابن عباس کا زمانہ نہیں پایا، ان کا نام یزید بن ابان الرقاشی ہے، وہ انسؓ سے روایت کرتے ہیں، اور دونوں بصرہ کے رہنے والے ہیں۔

۲- اور عوف بن ابی جمیلہ: عوف الاعرابی ہیں، نضر بن شمیل نے عوف اعرابی کا قول نقل کیا ہے کہ میں قتادہ سے عمر میں بڑا ہوں۔

حدیث (۲): ابو قتادہؓ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل بنا کر (خواب میں) سامنے نہیں آ سکتا" —— اور نبی ﷺ نے فرمایا: "مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے" (اس حدیث کی شرح تحفۃ الالمعی ۶: ۵۴ میں ہے)

[۵۶-] بابُ ماجاءَ فِي رُؤْيَةِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ

[۳۸۹-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، ثنا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي"

[۳۹۰-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحمدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَا: ثنا مُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ رَآنِي فِي

الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَتَصَوَّرُ، أَوْ: يَتَشَبَّهُ بِي"

[٣٩١-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثنا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي"

قَالَ أبو عيسى: وَأَبُو مَالِكٍ هٰذَا: هُوَ سَعِيْدُ بْنُ طَارِقِ بْنِ أَشْيَمَ، وَطَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ: هُوَ مِنْ أَصْحَابِ رسولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ رَوَى عَنِ النبيِّ صلى الله عليه وسلم أَحَادِيثَ، وَسَمِعْتُ عَلِيَّ ابْنَ حُجْرٍ، يَقُوْلُ: قَالَ: خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ: رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ صَاحِبَ النبيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَنَا غُلَامٌ صَغِيْرٌ.

[٣٩٢-] حدثنا قُتَيْبَةُ: هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ، ثنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رسولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَتَمَثَّلُنِي" قَالَ: كُلَيْبٌ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: قَدْ رَأَيْتُهُ، فَذَكَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ، فَقُلْتُ: شَبَّهْتُهُ بِهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّهُ كَانَ يُشْبِهُهُ.

[٣٩٣-] حدثنا مُحمدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، وَمُحمدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ يَزِيْدَ الْفَارِسِيِّ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْمَصَاحِفَ، قَالَ: رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَنَامِ، زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي رَأَيْتُ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي النَّوْمِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ رسولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَسْتَطِيعُ أَنْ يَتَشَبَّهَ بِي، فَمَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَآنِي" هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّوْمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ: جِسْمُهُ وَلَحْمُهُ، أَسْمَرَ إِلَى الْبَيَاضِ، أَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ، حَسَنَ الضَّحِكِ، جَمِيلَ دَوَائِرِ الْوَجْهِ، قَدْ مَلَأَتْ لِحْيَتُهُ مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلَى هٰذِهِ، قَدْ مَلَأَتْ نَحْرَهُ، قَالَ عَوْفٌ: وَلَا أَدْرِي مَا كَانَ مَعَ هٰذَا النَّعْتِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَوْ رَأَيْتَهُ فِي الْيَقَظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ أَنْ تَنْعَتَهُ فَوْقَ هٰذَا.

قَالَ أَبُو عيسى: وَيَزِيْدُ الْفَارِسِيُّ: هُوَ يَزِيْدُ بْنُ هُرْمُزَ، وَهُوَ أَقْدَمُ مِنْ يَزِيْدَ الرَّقَاشِيِّ، وَرَوَى يَزِيْدُ الْفَارِسِي عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَحَادِيثَ، وَيَزِيْدُ الرَّقَاشِيُّ لَمْ يُدْرِكِ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَهُوَ يَزِيْدُ ابْنُ أَبَانَ الرَّقَاشِيُّ، وَهُوَ يَرْوِي عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَيَزِيْدُ الفارسي وَيَزِيْدُ الرَّقَاشِيُّ كِلَاهُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، وَعَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ: هُوَ عَوْفٌ الْأَعْرَابِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ، ثنا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، قَالَ: قَالَ عَوْفٌ الْأَعْرَابِيُّ: أَنَا أَكْبَرُ مِنْ قَتَادَةَ.

[٣٩٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ

شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَمِّهِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: قَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: قَالَ رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ رَآنِي - يَعْنِي فِي النَّوْمِ - فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ"

[۳۹۵-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، ثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رسولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَايَتَخَيَّلُ بِيْ" قَالَ: "وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّأَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ"

دو زرّیں نصیحتیں

جس طرح کتاب العلل الصغیر سنن ترمذی کا جزء ہے، وہ کتاب کا مقدمہ لاحقہ ہے، اسی طرح شمائل النبی بھی سنن ترمذی کا حصہ ہے۔ کتاب کے آخر میں مناقب کے ابواب ہیں، اور مناقب کے شروع میں سیرۃ النبی کا بیان ہے، مگر امام ترمذی نے محسوس کیا کہ اس مختصر بیان سے سیرتِ نبوی کا حق ادا نہیں ہوا، اس لئے ابواب المناقب کے ساتھ یہ رسالہ لاحق کیا تاکہ کچھ تو حق ادا ہو، پس اب جامع ترمذی تمام اجزاء کے ساتھ مکمل ہورہی ہے، اس لئے آخر میں دو قیمتیں نصیحتیں فرماتے ہیں:

۱- قاضی اور مفتی کی احادیث وآثار پر نظر ہونی چاہئے

روایت: حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: إِذَا ابْتُلِيْتَ بِالْقَضَاءِ فَعَلَيْكَ بِالْأَثَرِ: جب تم قضا میں پھنس جاؤ تو آثار کو لازم پکڑو!

تشریح: محدثین کے نزدیک: اثر: مرفوع اور موقوف حدیثوں کو شامل ہے، اسی طرح خبر بھی عام ہے، اور قضاء ہی کی طرح افتاء کی ذمہ داری بھی ہے۔ پس قاضی اور مفتی کو بطور خاص احادیث وآثارِ صحابہ سے مزاولت رکھنی چاہئے، صرف فقہ پر اکتفا نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ نے کسی جگہ فرمایا ہے: بعض اخلاقی احکام جو احادیث میں ہیں: فقہ میں نہیں ہیں، اس لئے مفتی کو کتبِ احادیث پیش نظر رکھنی چاہئیں، تاکہ وہ شریعت کے اس (اخلاقی) حصہ سے بھی لوگوں کو واقف کرسکے (انتہی) اسی طرح قاضی کو بھی احادیث وآثار صحابہ کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے، قاضی کو ان سے اپنے فیصلوں میں مدد ملے گی، اس کو اشباہ ونظائر کا علم ہوگا، اور اس کے فیصلے درستگی سے قریب ہونگے۔

۲- علم دین: دیندار مسلمان علماء ہی سے حاصل کرنا چاہئے

روایت: حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هذا الحديث دينٌ، فانظروا عمن تأخذون دينكم؟: یہ

حدیثیں دین ہیں، پس دیکھو تم اپنا دین کس سے حاصل کرتے ہو؟

تشریح: مصادر شرعیہ: قرآن، حدیث اور اجماع امت ہیں، پس حدیثیں بھی دین ہیں، اور دین دیندار مسلمان علماء ہی سے حاصل کرنا چاہئے۔ غیر مسلموں (یہود ونصاری) اور بددین مسلمان علماء سے دین حاصل نہیں کرنا چاہئے، ان سے قرآن وحدیث اور علوم شرعیہ نہیں پڑھنے چاہئیں: زاغہا آشفتہ تر می گویند ایں افسانہا!: کوّے شاندار سے شاندار داستان کو بھی کائیں کائیں کر کے بدنما کردیں گے۔

اسی طرح دیندار مسلمان مصنف ہی کی کتاب پڑھنی چاہئے، مصنف اپنی کتاب پر اثر انداز ہوتا ہے، اور استاذ تو پوری طرح قابو یافتہ ہوتا ہے، وہ منٹوں میں ذہن اِدھر اُدھر پھیر دیتا ہے۔

ایک واقعہ: جب آکسفورڈ یونیورسٹی (لندن) میں اسلامیات کا شعبہ قائم ہوا تو وہاں سے دارالعلوم دیوبند کے نام خط آیا۔ انھوں نے دو ہونہار انگریزی جاننے والے طلبہ مانگے تھے، جو دراساتِ علیاء میں داخل ہو نگے، اور ان کو یہ اور یہ سہولت دی جائے گی، مہتمم صاحب نے یہ خط مجلس شوری میں رکھ دیا۔ مجلس شوری نے کہا: ہم نے ان طلباء کو دین پڑھایا ہے، اب وہ وہاں جا کر یہود ونصاری سے پڑھیں گے، اس لئے اندیشہ ہے کہ ان طلباء کا دین خراب ہو جائے، پس ان کو شکریہ کا خط لکھ دیا جائے۔

[-٣٩٦] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ: إِذَا ابْتُلِيْتَ بِالْقَضَاءِ فَعَلَيْكَ بِالْأَثَرِ.

[-٣٩٧] حدثنا مُحمدُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْفٍ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: هٰذَا الحديثُ دِيْنٌ، فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ.

اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل وکرم سے آج بتاریخ ۳؍شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۶؍جولائی ۲۰۰۹ کو سنن ترمذی مع شمائل نبوی کی شرح تحفۃ الالمعی جلد ہشتم پوری ہوئی، اور اس جلد پر یہ شرح تمام ہوئی۔

فالحمد لله والمنة له، والصلاة والسلام على حبيبه الكريم، وعلى آله وصحبه أجمعين

تحفة الألمعي شرح سنن الترمذي

تأليف، المحدث فضيلة الشيخ سعيد أحمد البالنبوري

شيخ الحديث و رئيس هيئة التدريس بالجامعة الإسلامية دارالعلوم/ ديوبند

جمع وترتيب : الأستاذ حسين أحمد البالنبوري ابن المؤلف

نشر وتوزيع : المكتبة الحجازية، ديوبند، سهارنبور، يوبي، الهند

تعريف بالكتاب، بقلم نور عالم خليل الأميني

وقع إليَّ كتابٌ قيِّمٌ في شرح «سنن الترمذي» باسم «تُحفةُ الألْمَعِي» وهو مجموعُ محاضرات دراسيّة طَلَّ يلقيها منذ سنوات طويلة العالم الهندي المتقن المفتي المحدّث فضيلة الشيخ سعيد أحمد البالنبوري/ شيخ الحديث ورئيس هيئة التدريس بالجامعة الإسلامية دارالعلوم/ ديوبند على طلاّبه في الصف النهائيّ المُخَصَّص لتدريس الحديث الشريف بالجامعة، المعروف بـ«دورة الحديث الشريف». وقد نقلّه عن الشريط المسجل ابنُه البارّ الأستاذ حسين احمد البالنبوري الذي جَمَعَه وبَوَّبَه وهَذَّبَه، ثم قرأه فضيلة المحدث المحاضر بنفسه بدقّة وإمعان، ثم أخْرَجَه كتابًا مُطَوَّلاً يقع في ثمانية مُجَلَّدَات، صَدَرَتْ منها لحدّ الآن (رجب ١٤٣٠هـ/ يوليو ٢٠٠٩م) سبعةُ مُجَلَّدَات، والمجلدُ الثامن الأخير تحتَ التجهيز، وكلُّ مجلّد في ٦٠٠ صفحة أو أكثر. والكتابُ صَدَرَ مطبوعًا طباعةً أنيقةً في وَرَق أبيضَ ثخينٍ فاخر، يُزَيِّنه تجليدٌ رائعٌ يَنِمُّ عن الذوق الطيب للقائمين على إصداره، وحرصهم على جمال المظهر إلى جمال المخبر للكتاب، رغبة في جذب القارئ، وإدخال السرور عليه، وإمتاعه بالمظهر الرائع الجميل.

يتصدّرُ كلَّ مجلد فهرسٌ كاملٌ للموضوعات بكلٍّ من اللغتين: الأرديّة (التي هي لغة هذه المحاضرات الدراسيّة) والعربيّة (وهي لغة أصل الكتاب: «سنن الترمذيّ») والفهرس العربيّ هو للأبواب كما وَرَدَ في «سنن الترمذيّ».

والمجلّدُ الأوّل يتصدَّره – خصيصًا – مقدمة من عند الجامع بعنوان «عَرْضٍ مُرَتَّب»، تحدّثَ فيه عن عدد من الأغراض التي بَدَا له الحديثُ عنها: متى بدأ تدريسُ الحديث الشريف في الديار الهندية، وما دورُ المحدث الكبير الشيخ عبد الحق الدهلوي (٩٥٨-١٠٥٢هـ = ١٥٥١-١٦٤٢م) ثم الإمام وليّ الله أحمد بن عبد الرحيم الدهلوي (١١١٤-١١٧٦هـ = ١٧٠٣-١٧٦٢م) وأبنائه وأحفاده البررة الكرام أمثال: ابنه الأكبر الشيخ عبد العزيز الدهلوي (١١٥٩-١٢٣٩هـ = ١٧٤٦-١٨٢٤م) وسبطه الشيخ محمد إسحاق الدهلوي (١١٩٦-١٢٦٢هـ = ١٧٨١-١٨٤٥م) حيث انتقلت سعادةُ خدمة الحديث مرورًا بتلاميذهم وعلى رأسهم الشيخ عبد الغني المجدّدي (١٢٣٥-١٢٩٦هـ = ١٨٢٠-١٨٧٩م) إلى مشايخ «ديوبند» وعلى رأسهم الإمام الشيخ محمد قاسم النانوتوي (١٢٤٨-١٢٩٧هـ = ١٨٣٢-١٨٨٠م) مؤسس جامعة ديوبند وزميله الشيخ المحدث الفقيه رشيد أحمد الكنكوهي (١٢٤٤-١٣٢٣هـ = ١٨٢٩-١٩٠٥م) وغيرهما.

وقد عدَّدَ الأستاذُ الجامعُ بهذه المناسبة أسماءَ كبار مُحَدّثِي «ديوبند» وتَطَرَّقَ إلى ذكر صاحب هذه المحاضرات الدراسيّة الحديثية والده الشيخ سعيد أحمد البالنبوري، وذكر ما يمتاز به بين كثير من العلماء المعاصرين من إتقان العلم، ولاسيّما الحديث وعلومه، والفقه وأصوله؛ ومعرفة الحق من الباطل؛ والصواب من الخطأ؛ واعتدال الطبع؛ واستقامة المنهج؛ والتنسيق والسلاسة في عامة الحديث والمحاضرة، والخطاب والكتابة؛ والتمهّل في الإلقاء وتقديم المواد إلى المستمع والقارئ؛ ولذلك دروسُه ومحاضراته، ولاسيّما فيما يتعلق بالحديث الشريف، مُتَلَقَّاةٌ بالقبول؛ كما يسعد باحترام جميع الأئمة والمحدثين، والفقهاء والمجتهدين، على اختلاف المذاهب ووجهات النظر؛ بحيث يبدو كلٌّ منهم مُحِقٌّ – كما هو الواقع – فيما يذهب إليه ويستنبطه من الأحاديث،

ويتأكد المستمعُ والقارئ أنّ الخلافَ في المسائل لدى الأئمة إنما كان أساسُه اختلافهم في فهم النصوص، وليس اختلافهم في المستدلات. وأهمُّ مزاياه أنه يتّبع في إلقاء الدروس منهجاً واحداً طوالَ العام الدراسيّ: منهج التمهّل والتدرّج، دون التسرّع والتعجّل، ودون إطالة مُمِلّة في مواضع وإيجاز مُخِلّ في أخرى.

ثم ذكر الجامعُ الطريقةَ التي سلكها هو في جمع هذه المحاضرات الدراسيّة؛ فقال: إنه وَضَعَ أولاً فهارسَ، ثم أورد المحاضرةَ المتصلةَ بالباب كاملةً، ثم وَضَعَ نصَّ الحديث باللغة العربية مُشكّلاً، ثم ساق الترجمةَ الدراسيّةَ الأرديّة لنصّ الحديث، وأعقبَها بحلّ ما جاء في نصّ الحديث من كلمات رآها تحتاج إلى شرح وإيضاح، حتى يُسيغها الطلابُ والدارسون.

ثم ذكر الجامعُ أنّ الإمامَ الترمذيَّ عَرّفَ كتابَه «جامع الترمذيّ» بنفسه في رسالة ألحقها بكتابه، واشتهرت هذه الرسالةُ لسبب لا يُعْرَف به كتاب العِلَل. وكان الشيخ سعيد أحمد البالنبوريّ صاحبُ هذه المحاضرات، دَرَّس الرسالةَ في مُستهلّ الكتاب، إي قبل أن يُدَرِّسَ «جامع الترمذي» فرأى من اللائق أن يضع الرسالةَ كاملةً في بداية الكتاب بنصّها العربيّ مُشكّلاً، وبالترجمة الأرديّة له، ويحلّ الكلمات الصعبة باللغة الأرديّة، وبالشرح والإيضاح الذي جرى على لسان المحاضر الفاضل.

وربّما أحال المُحاضِرُ خلال إلقاء المحاضرات على كتب في الحديث أو الفقه، فَراجَعَ الجامعُ هذه الكتبَ وذكرها بين القوسين بتحديد الصفحات، حتى تَسْهُلَ على القارئ مراجعتُها إذا شاء.

وذكر الجامعُ أنّ المُحاضِر الفاضل قرأ هذه المحاضرات كلّها بعد نقلها من الأشرطة إلى الورَق، كلمةً كلمةً بدقة وإمعان، وحَذَفَ منها، وأضاف إليها، وهَذَّبها لتأتي كتابًا مستقلاً، مؤلَّف مُتّسقًا، مبوّبًا مُرتّبًا، فجاءت كأنّها من تأليف المُحاضِر، وليست من حديثه الشفهيّ فقط.

ثم ذكر الجامعُ من مزايا هذه المحاضرات – الشرح – ما رآه يجعل القارئ يهتمّ بها ويُقَدِّرُها؛ فذكر ستَّ مزايا، وهي بالإيجاز:

١ – المُحاضِر الفاضلُ لم يسلك في محاضراته الدراسيّة الطريقةَ النمطيّةَ المُتّبعة لدى عامّة مُدَرِّسي كتب الحديث من إجراء عمليّة التفضيل بين مذاهب المجتهدين؛ لأنه يرى ذلك عملاً لاغيًا؛ لأن المذاهب المُتّبَعة كلّها حقٌّ، فهو يرى الحاجة إلى إبراز أساس اختلاف الأئمة في الاجتهاد واستنباط المسائل؛ لأنّ المستدلاّت كلّها كانت نصبَ أعين الأئمة المجتهدين، ورغمَ ذلك اختلفوا في المسائل التي توصّلوا إليها. وذلك لمبادئ أساسيّة كلٌّ منهم اعتمَدَها في استخراج المسائل من نصوص الكتاب والسنّة؛ فالمحاضر الفاضل وَضّح هذه المبادئ، بحيث يستريح القارئ والمستمعُ إلى أنّ الاختلافَ في المسائل التي اختلفوا فيها كان لابدَّ منه لأسباب شرحها المحاضر.

٢ – القارئ لهذه المحاضرات مطبوعةً في كتاب سيشعر بدوره أنّ المحاضر لايسرد المسائلَ فقط، وإنما يُدَرِّس الكتاب، ويُفَهِّم الفنّ؛ فهو لايترك قضيّة من قضايا المادة التي يُدَرِّسها إلاّ ويحلّ كلَّ معضلة من معضلاتها. وسار هذه السيرةَ – ولا يزال – في تدريس «جامع الترمذي» أيضًا، كما سار ويسير في تدريس غيره من الكتب.

٣ – من المعلوم أنّ «جامع الترمذي» هو «الجامع المُعَلّل» أي أن الإمام الترمذي أبان فيه العلل الخفيّة التي توجد في بعض الأحاديث، كما أوضح اختلافَ الأسناد وأجرى التفضيلَ بينها. الأمرُ الذي قد لاتوضحه حتى الشروح العربيّة لجامع الترمذي؛ فالأساتذة الذين يقومون بتدريس «جامع الترمذي» يتجاوزن في الأغلب هذا المبحثَ دون أن يُعَنّوا بحلّه، كأنه شيء لاطائل تحته، على حين إنه من مزايا «جامع الترمذي». والمحاضرُ – حفظه الله – عُنِيَ به كثيرًا، وأسهب في الحديث عنه خلالَ محاضراته الدراسيّة.

٤ – المحاضر ليس مُحَدِّثًا فحسب؛ ولكنه إلى ذلك فقيه، فتعرَّضَ في كل باب لذكر المسائل الفقهيّة، وأشبع الحديثَ حولَها، ولاسيّما المسائل المستجدّة التي يخرّجها المحاضرُ ومتطلّباته.

٥ – بما أنّه – حفظه الله – قام بتدريس كتاب «حجّة الله البالغة» للإمام وليّ الله أحمد بن عبد الرحيم

الدهلوي رحمه الله (١١١٤-١١٧٦هـ = ١٧٠٣-١٧٦٢م) عبر سنوات طويلة، ثم قام بتأليف شرح له مُطَوَّل في خمسة مجلدات باللغة الأردية باسم «رحمة الله الواسعة»، نال قبولاً واستحسانًا بالغين في الأوساط العلميّة والدراسيّة، فَتَشَبَّعَ بالحِكَم والمصالح العقليّة التي ذكرها الإمام الدهلويّ رحمه الله فيما يتّصل بالأحكام الشرعيّة، فهو عندما يمرّ بالأحكام في محاضراته الدراسيّة، لايوضحها فقط وإنما يُبيّن في الأغلب حِكَمها التي تَوَصَّلَ إليها الإمام، مما يُفَتّح عقولَ الطلاب والدارسين.

٦ - النُّسَخُ المُتَداوَلَة في مدارسنا لجامع الترمذي مطبوعةٌ في الديار الهندية، بنمط قديم من أنماط خطّ النسخ، لاتتخلّلها فواصل، ولا رموز الوقف، وعلامات الإملاء، ولم يُبْدَأ السطرُ الجديد بترك مساحة نقاط في بداية كلّ حديث؛ فلا يتبيّن القارئ: من أين ابتدأ الكلامُ وإلى اين انتهى؛ حيث جاءت الأبوابُ غيرَ مُرَقَّمَة، وكُتِبَت الأحاديثُ أيضًا غير مُرَقَّمَة؛ فراعينا ذلك كلّه لدى إصدار هذه المحاضرات مطبوعة في كتاب؛ ولكن المحاضر لم يتّبع الترقيم المصريّ للأحاديث؛ وإنما رَقَّمَها بدوره حَسْبَ ما شاء.

* * *

تُعْقِبُ مقدمةَ الجامع مقدمةٌ ضافية من عند المحاضر. وهي طويلة، كثيرةُ المنافع، جليلةُ الأغراض، أبان فيها المحاضرُ أمورًا مبدئيّة لاغنى عنها للطلاب والدارسين للحديث؛ فبَيَّنَ فيها أقسامَ الوحي، ولماذا سُمّيَ القرآنُ الكريمُ بـ«الوحي المتلوّ»، ولماذا وُضِعَت للحديث تسميةُ «الوحي غير المتلوّ»، وصَرَّحَ أن اجتهاد النبيّ ورؤياه وإجماعَ الأمة أيضًا وحيٌ حكمًا، وقد ساق على ذلك دلائل مشرقة، كما أبان أنّ الحديث أيضًا وحي، وبالمناسبة فندَ أفكار القائلين بعدم حجيّة الحديث والاكتفاء بالقرآن، وأثبت على كون الحديث وحيًا دلائل قوية دامغة من الكتاب والسنّة. وذلك مبحث قيّم للغاية جديرٌ بالقراءة والاطّلاع؛ لأنّ المحاضر قَدَّمَ بالمناسبة خلاصة مصطفاة لما قاله العلماء المتعمقون الراسخون في علوم الكتاب والسنة.

كما أوضح السببَ في عدم إرسال الرسول مَلَكًا، والفرق بين الحديث القدسي والحديث النبويّ، وصَرَّحَ بأن الاجتهاد أيضًا وحي حكمًا، وسَرَدَ لذلك دلائل مُعَزِّزَة لما ذهب إليه لايمكن المُحِقُّ أن يرفضها. كما ردّ على الذين يعترضون على حجيّة الحديث؛ لأنّ النبي والصحابة منعوا عن كتابة الحديث، وتَطَرَّقَ إلى ذكر أن القرآن الكريم ضُمِنَ حِفْظُه بالتحفيظ لا بالكتابة. وذلك بحث مُمْتِع جدًّا قد لَذِذتُ قراءته لدى كتابة هذه السطور، واستفدتُ منه بعضَ ما لم أجده في كتب أخرى بهذا الشكل والأسلوب، وفَصَّلَ القولَ في ذلك فتَحدَّث في إسهاب عن تاريخ جمع القرآن ودور أبي بكر وعمر رضي الله عنهما في ذلك، ودور سيدنا عثمان رضي الله في هذا الشأن، ولماذا كُتِبَ القرآن الكريم على عهد النبي ﷺ؟ وأبان الأسباب التي كانت وراء ذلك، والحِكَم التي دَعَتْ له.

وذكر أنّ تدوين الحديث يرجع فيه الفضل إلى عمر بن عبد العزيز رحمه الله تعالى (٦١-١٠١هـ = ٦٨١-٧٢٠م) وأشار إلى أن المرحلة الأولى للتدوين كانت جمعَ أحاديث محليّة، والمرحلة الثانية وُضِعَ فيها الجوامع، وبعد نهاية المرحلتين للتدوين، حدث ثلاثة أمور: ١- الاهتمام بجمع الأحاديث الصحيحة وحدها في كتب الحديث. ٢- نشأت فكرة «نحن رجال وهم رجال»؛ ٣- الروايات المرسلة ليست بحجة. ففي المرحلة الثالثة لتدوين الحديث رُوْعِيَت هذه الأمورُ الثلاثة.

وقال: إنّ صحيح البخاري لايضمّ إلاّ أحاديث صحيحة، وصحيح مسلم يشتمل على أحاديث صحيحة وحسنة. أما باقي كتب الحديث ففيها أحاديث ضعيفة أيضًا. وبالمناسبة ذكر سنوات وفاة كل من أئمة الحديث.

ثم ذكر التعريفَ بالحديثِ فقال: «الحديثُ ما أُضِيْفَ إلى النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو صفة». ثم عَرَّفَ بفن الحديث فقال: «هو علمٌ يُبْحَث فيه عن قول رسول الله ﷺ، وفعله وتقريره رواية ودراية». وأشبع الحديثَ حول هذه القضيّة حتى تَتِمّ الاستفادة.

وقال: إنّ الاجتهاد أُغْلِقَ بابُه من وجهٍ، ولم يُغْلَق مُطْلَقًا. وشَرَحَ ذلك فقال: إنّ المسائل التي تمّ استخراجُها

سواء كانت مُتَّفقًا عليها أو مُختَلَفًا فيها، أُغلِقَ فيها الاجتهادُ، ومُنِعَ فيها منه. أما المسائل التي تستجد، ويطرحها العصرُ، فالاجتهادُ فيها جارٍ وبابُ الاجتهاد فيها مفتوح.

وذلك لأمرين: ١- المسائل التي تمَّ استنباطُها مجمعًا عليها، لواجتهد فيها أحدٌ، لما خلا من أمرين: إما أن يقول ما قاله السابقون، فماذا عسى أن ينفع اجتهادُه؟ وإما أن يقول غيرَ ما قالوه، طارحًا رأيًا جديدًا، فهو بذلك يكون قد حوَّل المسألة المُجْمَعَ عليها مختلفًا فيها، فهل يسيغ ذلك عاقل؟ . إنَّ ذلك إنما يُؤدِّي إلى تفرق الأمة. مثلاً: صلاةُ التراويح بعشرين ركعة أَجْمَعَ عليها الأئمة الأربعة، فلو اتَّخذها أحد موضوعًا للاجتهاد، وباجتهاده توَصَّلَ إلى أنها حقا عشرون ركعة، فماذا صنع باجتهاده؟ ولو توَصَّلَ باجتهاده إلى أنها ستٌ أو ثماني ركعات، فإنَّه فرَّقَ كلمةَ المسلمين.

ولو كانت مسألة مختلفًا فيها، كما يقول الإمام الأعظم أبوحنيفة والإمام مالك رحمهما الله: إن الصلاة ليس فيها رفع اليدين. أما رفع اليدين لدى تكبيرة التحريم، فهو خارج الصلاة. أما الإمام الشافعي والإمام أحمد رحمهما الله، فهما يقولان برفع اليدين في الصلاة في مواضع.

فلو أخذ أحدٌ هذه المسألةَ، وراح يجتهد فيها، فاجتهادُه لايخلو من حالين: إما أن يقول بالقولين المذكورين؛ فيكون قد أضاع الوقت، وإما أن يقول بقول ثالث؛ فيكون قد زاد الأمةَ تفرقًا.

فالمسائلُ التي تمَّ استنباطُها من قبل الأئمة السابقين سواء اتفقوا عليها أو اختلفوا فيها، لا فائدةَ من إعمال الاجتهاد فيها مُجَدَّدًا.

٢ - الأمر الثاني أن المسائل التي تستجد، لو لم يُعْمَلِ الاجتهادُ فيها، اي لم تُستَنبَطْ أحكامُها من الكتاب والسنّة، فكيف يساير الإسلامُ العصرَ؟ فثبت أنَّ الاجتهاد لابدَّ منه في المسائل المستجدة. فالاجتهاد بابُه مفتوحٌ في مثل هذه القضايا.

بهذه المناسبة أجاد وأفاد وأصاب عندما قال: وما يطالب به المتغربون المتجددون من فتح باب الاجتهاد وإعمال الاجتهاد مُجَدَّدًا، فهم في الواقع يطالبون بالاجتهاد من جديد في المسائل التي تمَّ استنباطُها على عهد الأئمة، وفَرَغتْ منها الأمةُ، مثلاً: من المقرر في الشريعة أن البيع باطل إذا لم يكن المبيع موجودًا، وكذلك البيع باطل إذا كان المبيع موجودًا، ولكنه ليس مما يُقْبَض أو يُسَلَّم للمشتري؛ فالمتجددون يقولون: إن الزمان قد تغيَّر اليومَ، فاجتَهِدُوا في هذه المسألة من جديد، وغيِّروا فيها. والعلماء يقولون: إن بابَ الاجتهاد قد أُغْلِقَ في صدد هذه المسائل وأمثالها.

كما ذكر السبب في تسمية الحديث «حديثا»، وتَطَرَّقَ إلى ذكر قضيَّة التقليد، وأسهب فيها، وأتى على بيان ما لابدَّ منه في هذا العصر الذي خَلَطَ فيه المغرضون الحابلَ بالنابل، وجعل بعضُ الناس يدعون إلى العمل باللّامذهبية، ونبذ التقليد. وقد ناقش الحاضرُ هذه القضية نِقاشًا يُشبِع كلَّ عاقل أنَّ التقليد لابدَّ منه ولا معدى عنه بحال من الأحوال، كما صرَّح أن اللامذهبيين هؤلاء أيضًا يُقلِّدون تقليدًا أعمى، ولايخرجون عن الإطار الذي حدَّدوه، وأنهم أكثر تقليدًا وأشدَّ تصلبًا فيه من مُقَلِّدِي الأئمة الأربعة رحمهم الله جميعًا. وأشار إلى أنهم لاينطبق عليهم اسمٌ؛ فلا يصدق عليهم «اللامذهبيون»، لأنَّ لهم مذهبًا لايحيدون عنه، ولايصحّ أن يُسَمَّوا «غير مُقَلِّدين»، لأنهم يقلدون مذهبًا مُحَدَّدًا ولا يرون عنه بديلاً.

وساق – حفظه الله – دلائل على التقليد و وجوبه من الكتاب والسنّة وأقوال الأئمة والعلماء الثقات. وتَعَرَّضَ لهذا المبحث بدراسة علميّة قيِّمة.

وبالمناسبة أثبت المقالَ الذي كَتَبَه لدى شرح «حجة الله البالغة» في كتابه «رحمة الله الواسعة»، ج٢، ص: ٦٧٣، في بيان وجوب العمل بالمذاهب الأربعة والامتناع عن تركها إلى غيرها. وهي دراسة علميّة ينبغي أن يطّلع عليها كلُّ من يريد التوسُّعَ والتشبُّعَ في هذه القضية.

ثم بيَّن أقسام كتب الحديث، وذكر منها ٢١ قسمًا، وقال: إن هناك أنماطاً أخرى من كتب الحديث

واكتفينا بهذه الأقسام، عملاً بالإيجاز، وتسهيلاً على الطلاب.

وذكر أن الجرح والتعديل له اثنتا عشرة مرتبة، وساق كلَّ مرتبة وشرحها، كما ذكر أن رواة الصحاح الستة يتوزّعون على اثنتي عشرة طبقة. وسرد الطبقات كلها.

والمقدمةُ هذه من عند المحاضر جديرةٌ بأن تُصدَر مُفرَدَةً كتابًا مستقلاًّ؛ لكونها تقع في نحو ٥٥ صفحة بالقطع المتوسط الذي صَدَرَ به مجموعُ المحاضرات الدراسيّة هذه، وهي غزيرةُ النفع، مختلفةُ الفوائد، تحتوى أبحاثًا وموضوعات مبدئيّة يجب على طلاّب الحديث أن يستوعبوها جيّدًا، حتى يدخلوا صلبَ موضوعِ الحديث على بصيرة وهدى.

* * *

وبعد: فقد قرأتُ مجموعَ المحاضرات الدراسيّة هذه من أمكنة شتّى من جميع الأجزاء السبعة التي وَصَلَتْ إليّ، فوجدتُه شرحًا مُوْجَزًا وافيًا بالغرض كافيًا للطلاب والدارسين في صدد استيعاب وفهم هذا الكتاب القيم من كتب الحديث. ولكونها - المحاضرات - موجزة تعين الطلابَ والدارسين على احتواء المباحث، وإساغة الفهم، وحلّ المعضلات، واستيعاب ماجاء من الأحاديث في كل باب؛ لأن المحاضرات المُطوّلة تُضيّع على المُتَلَقّين المعانيَ، وتجعلهم لايتمكّنون من استيعابها وحفظها. أمّا المحاضراتُ الموجزة التي تختصر المعانيَ، فهي تعينهم على إساغتها فاستظهارها فادّخارها في ذاكراتهم، والاستفادة منها لدى الحاجة. من هنا لا أؤمن شخصيًّا بإطالة المحاضرات الدراسيّة على الطلاب، وإنما أؤمن بإيجازها، حتى يسهل عليهم تلقيها وحفظُها وإثباتُها في ذاكراتهم. إن المطيلين يظلمونهم حقًا، بينما الموجزون يرحمونهم ويتكرّمون عليهم.

وقبل أن يتناول المُحاضِرُ الأحاديثَ الواردةَ في كلِّ باب شرحًا لمفرداتها الصعبة على الطلاّب، وترجمةً لها إلى الأردية، وشرحًا لما جاء فيها من المسائل، وإبانةً لما فيها من المعاني والأغراض، يتناول المسائلَ العامّة فيتحدّث عنها مشيرًا إلى ما يختلف فيه الأئمة وما يتفقون عليه، وإلى وجوه الاتفاق والاختلاف، وإلى مستدلاّتهم في الباب وأسلوبهم في الاستدلال.

وبذلك فهو يُقرّب معانيَ الأحاديث ودلالاتها إلى الطلاب من وجهين ومرتين: مرة قبل تناولِها بالترجمة والشرح، ومرة من خلال ترجمتها وشرحها وبيان ما فيها من المسائل والأغراض.

وفي الترجمة الأرديّة للأحاديث، يراعي كلَّ كلمة عربيّة، فلا يفوته ترجمتُها؛ ورغم ذلك تأتي الترجمةُ سهلةً سلسةً لا تُخِلّ بالأسلوب اللغويّ للغة الأردية. كما يضيف (يزيد) خلال الترجمة بين الهلالين بعضَ الكلمات اللازمة التي تعين المُتَلَقّي على فهم المعنى بشكل أصحّ، بحيث إنّ القارئ المُتَذَوِّق يقول في نفسه: إنّ إضافة هذه الكلمات كان لابدّ منها، وإنّها جاءت في مكانها وأوانها.

فالترجمةُ في مصطلح المدرسين لدينا ترجمةٌ دراسيّةٌ، وليست ترجمةً متحررةً لاتتقيّد بالألفاظ في الأغلب، وإنما تُؤدّي الغرضَ الذي تَوَخّى كاتبُ النصّ أو قائلُه أداءَه من وراء نصّه الذي كتبه أو قاله. والترجمةُ الدراسيّةُ تجيء عادةً غيرَ رائعة لامسحة عليها من الجمال والحلاوة والجاذبيّة. بنيما الترجمةُ الحرّة تأتي رائعةً ساحرةً جاذبةً يتذوّقها القارئ والمستمع.

غير أن ترجمة المحاضر لهذه الأحاديث التي وردت في «جامع الترمذي» جاءت دراسيّةً رائعةً تجمع جميعَ الخصائص التي تمتاز بها الترجمة الحرّة، وتتنزّه عن جميع النقائص التي تتسم بها هي، وتحتوي على جميع المحاسن التي هي من مزايا الترجمة الدراسيّة الحرفيّة التي تمسّ كلَّ كلمة في النصّ، وتتحسّس كل نبرة فيه، وكلَّ دلالة له.

والخصيصةُ البارزةُ لهذا الشرح - أو لهذه المحاضرات - أنه على إيجازه لايترك صغيرةً ولاكبيرةً من القضايا والأغراض إلاّ ويحصيها ويُقرّبها إلى المُتَلَقّين بأسلوب سائغ جميل لايملّه القارئ ولايَسأمُه المستمع. وأسلوبُه في عرض المواد أسلوبُ العالم الخبير الذي يُسَيْطِر على الموضوع الذي يتحدّث عنه أو يُدَرِّسه، ويثق بنفسه، ويتكلم بلغته التي ينحتها، وأسلوبه الذي يُنْشئه .

ولا يذكر من أقوال الفقهاء إلا ما هو مُعْتَمَدٌ به لديهم ومعمول به في مذاهبهم، وساق هذه الأقوالَ بأسلوب يساعد الطلاب على التلقي والحفظ .

وخلال تصفحي لهذا الشرح - أو لهذه المحاضرات - مطبوعًا لدى كتابتي لهذه السطور تعريفًا به، مررتُ بدراسات ومباحث حديثية وفقهية وعلمية عامة لم أطلع عليها بهذا الشكل العِلْمِيِّ وهذا الطرح العَالِمِيِّ وهذا الاستيعاب الأكاديميِّ إلا في هذا الكتاب، فأعْجِبْتُ بها جدًّا، ودعوتُ للمحاضر عن ظهر الغيب، ورأيتُ من واجبي أن أسَجِّل انطباعي عنها ههنا حتى لايفوت المَعْنِيِّين من الطلاب الاستفادة منها ومن غيرها في هذا الكتاب اللطيف الذي يجمع التجربة الطويلة: الدراسيّة والتدريسيّة التي اجتازها الشارح المحاضر فعَصَرَها في محاضراته التي نُقِلَت إلى الورق مطبوعة .

والمُحَاضِر تخرَّجَ في مدرسة أفكار مشايخ الديوبنديين: الأموات والأحياء الذين يجمعون بين التوسّط والاعتدال واحترام السلف وجميع الأئمة والفقهاء والمجتهدين والمحدثين وأعلام العلم والدين ولاينتقصون أحدًا منهم ولا يتناولون أيًّا منهم بالجرح والانتقاد.

كما تخرَّجَ في مدرسة مُؤَلَّفَات الإمام الشاه وليّ الله أحمد بن عبد الرحيم الدهلوي رحمه الله التي ظلّ يعكف على دراستها وشرح بعضها وصقل إيمانه وعقيدته بما فيها من نور وبركة وسعادة؛ فتخرَّجَ مستقيمًا في إيمانه وعقيدته، سليمًا في رأيه العلمي وفكره الديني، صلبًا في عمله وعلمه، ثابتًا على الثوابت من الدين، لايحيد عنها ولايبرحها بحال، ولايخاف فيها لومة لائم. أعانه الله على الاستقامة على ذلك كله طَوَالَ حياته.

وقد تجلّى ذلك كلّه في محاضراته هذه، فسوف لايجد أيُّ دارس إذا لم تستبدّ به الأهواء والأغراض، أيَّ زيغ أو انحراف أو شذوذ يتعرّض له الكاتب والمؤلف، أو الشارح والمحاضر إذا لم يَسْعَد في الالتحاق بالمدرسة التي أشرتُ إليها والتي تخرّج منها الشارح المحاضر فضيلة الشيخ سعيد أحمد البالنبوري -- حفظه الله -- .

ورأيتُ من المناسب أن أثبت فيما يلي ما كتبتُ في الترجمة له لدى تعريفي بكتابه «رحمة الله الواسعة» شرح «حجة الله البالغة» وقد نشرته «الداعي» في عددها ١٢ من السنة ٢٦ الصادر في ذي الحجة ١٤٢٣هـ الموافق فبراير ٢٠٠٣م .

موجز ترجمة شارح الكتاب الشيخ سعيد أحمد البالنبوري

هو الشيخ سعيد أحمد بن يوسف بن علي البالنبوري . وُلِدَ في نحو ١٣٦٠هـ / ١٩٤٠م بقرية «كاليره» (Kaleda) بمديرية «بناس كانتها» بولاية «غوجرات» الشمالية ، و «بالنبور» (Palanpoor) مدينة رئيسة في هذه المديرية.

بدأ يتعلّم في الكُتّاب بقريته «كاليره» وهو في الخامسة من عمره ، حيث تَلَقَّى مبادئ القراءة ، وأنهى قراءةَ القرآن الكريم وتعلّم الأردية والكجراتية ؛ ثم قرأ الفارسية في مدرسة دارالعلوم بمدينة «جهابي» (Chhapi) وعلى خاله الشيخ عبد الرحمن في خؤولته . والتحق بمدرسة في مدينة «بالنبور» حيث اجتاز المرحلةَ الابتدائيةَ والمتوسطةَ من تعليم العربية وعلومها والشريعة وعلومها. ثم التحق بجامعة مظاهر العلوم بمدينة «سهارنبور» حيث اجتاز المرحلةَ الثانويةَ وبعضَ المرحلة العالية ماكثًا فيها ثلاث سنوات. وتَلَقَّى الدراسةَ العليا في الحديث والتفسير والفقه وما يتعلّق بذلك من العلوم في الجامعة الإسلامية دارالعلوم / ديوبند، التي انتسب إليها عام ١٣٨٠هـ / ١٩٦١م . وتخرَّجَ منها عالمًا مُؤَهَّلاً عام ١٣٨٢هـ / ١٩٦٢م . حائزًا على الدرجة الأولى . ثم التحق بالجامعة بقسم الإفتاء، وتَدَرَّبَ فيه على استخراج المسائل والإجابة عن الاستفتاءات، صادرًا عن المقرَّرات الدراسيّة المُتَخصّصة لهذا القسم ، وتحت إشراف كبار رجال الإفتاء البارعين من ذوي العلم والفهم والصلاح . وذلك خلال العامين ١٣٨٢ - ١٣٨٤هـ - ١٩٦٣-١٩٦٤م . ونظرًا لمؤهلاته العلمية الفائقة انْتُخِبَ من قِبَل الجامعة «مفتيًا مساعدًا» بهذا القسم .

ثم عُيِّنَ أستاذاً للدراسات العليا في شوال ١٣٨٤هـ الموافق يناير ١٩٦٥م في دارالعلوم الأشرفية بمدينة «رانديز» الملاصقة لمدينة «سورت» الشهيرة بولاية «غوجرات» . حيث وَاصَلَ تدريسَ كتب الحديث والفقه والعقائد عبر (٩) تسع سنوات متتاليات ، وعُنِيَ إلى جانب ذلك بالتأليف و الكتابة في موضوعات دينية شتى ، مُوَظِّفاً أوقات فرصه في الأعمال الجديّة .

وفي رجب ١٣٩٣هـ عَيَّنَه مجلسُ الشورى لدارالعلوم / ديوبند أستاذاً بها ، وبَاشَرَ فيها مَهَامَّ التدريس ابتداءً من شوال ١٣٩٣هـ = أكتوبر ١٩٧٣م ، ولا يزال يقوم بها عن جدارة وأهلية مشكورتين من قبل الطلاب والأساتذة والمسؤولين . وبما أن الله عزّ وجل وَهَبَه ذاكرة قوية وقوة عارضةٍ وقدرةً على عرض المسائل العلمية والمواد الدراسيّة مُبَسَّطَة مُسَهَّلَة مرتبة يسهل إساغتها وتلقيها ؛ كما أنه متقن للعلوم الشرعية والمتفرعة منها ، ولا يحضر الفصول الدراسيّة إلاّ بعد تحضير مطلوب مُسْبَق ؛ فيهتم الطلاب اهتمامًا بالغًا بحضور كل درس يلقيه في الحديث أو الفقه أو غيرهما من الفنون . كما أنّ له لسانًا سلسالاً في الخطابة والوعظ.

وقد عيّنه المجلس التنفيذي للجامعة الإسلاميّة دارالعلوم/ ديوبند في اجتماعه المنعقد يوم الأحد: ١٠/جمادى الثانية ١٤٢٩هـ الموافق ١٥/ يونيو ٢٠٠٨م رئيسَ هيئة التدريس و ولاّه إلى جانب ذلك منصب شيخ الحديث إثر استقالة الشيخ نصير أحمد خان / حفظه الله عن المنصب لأمراضه الناشئة عن شيخوخته .

مؤلفاته :

١- هداية القرآن تفسير القرآن الكريم باللغة الأردية إلى ١٥ جزءًا. ٢- تعريب الفوز الكبير للإمام الدهلوي. ٣- العون الكبير شرح بالعربية للفوز الكبير . ٤- فيض المنعم شرح بالأردية لمقدمة صحيح مسلم . ٥- تحفة الدرر شرح بالعربية لنخبة الفكر. ٦- مبادئ الفلسفة شرح بالعربية للمصطلحات الفلسفية . ٧- معين الفلسفة شرح بالأردية لمبادئ الفلسفة . ٨- مفتاح التهذيب شرح بالأردية لتهذيب المنطق للعلامة التفتازاني رحمه الله. ٩- المنطق السهل، تسهيل بالأردية للكتاب «تيسير المنطق» بالأردية. ١٠- النحو السهل في جزئين كتاب دراسي بالأردية للطلاب المبتدئين. ١١- الصرف السهل في جزئين كتاب دراسي بالأردية مدرج في المقررات الدراسية في شتى المدارس بالهند . ١٢- محفوظات (ثلاثة أجزاء) مجموع آيات وأحاديث لتحفيظ الطلاب. ١٣- كيف ينبغي أن تفتي ؟شرح بالأردية لكتاب «شرح عقود رسم المفتي» للعلامة محمد أمين بن عابدين الشامي. ١٤- هل الفاتحة واجبة على المقتدي ؟ شرح بالأردية لكتاب «توثيق الكلام» للإمام محمد قاسم النانوتوي مؤسس جامعة ديوبند. ١٥- حياة الإمام أبي داوٗد بالأردية. ١٦- مشاهير المحدثين والفقهاء ورواة كتب الحديث ، ترجمة موجزة بالأردية لكبار أعلام الأئمة ، مما يحتاج إليه الطلاب والمدرسون. ١٧- حياة الإمام الطحاوي بالأردية. ١٨- الإسلام في العالم المتغير مجموع مقالات بالأردية قدمت إلى بعض المؤتمرات الإسلامية. ١٩- اللحية وسنن الأنبياء، رسالة بالأردية. ٢٠- حرمة المصاهرة، رسالة بالأردية. ٢١- تسهيل الأدلة الكاملة، شرح بالأردية لكتاب شيخ الهند محمود حسن الديوبندي «الأدلة الكاملة» . ٢٢- إفادات الإمام النانوتوي ، مجموع مقالات بالأردية حول أفكار الإمام محمد قاسم النانوتوي مؤسس جامعة ديوبند ، ونشرتها في حينها مجلة «الفرقان» الأردية لصاحبها الشيخ محمد منظور النعماني رحمه الله. ٢٣- الإفادات الرشيدية، مجموع مقالات بالأردية يتضمن دراسة لعلوم الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي رحمه الله ، نشرتها في حينها مجلة «دارالعلوم» الأردية . ٢٤- رحمة الله الواسعة ، وهو شرح بالأردية لكتاب «حجة الله البالغة». ٢٥- تهذيب المغني، شرح بالأردية لكتاب «المغني» في أسماء الرجال لصاحبه العلامة محمد بن طاهر الفتني الهندي. ٢٦- زبدة الطحاوي اختصار بالعربية لكتاب «معاني الآثار» للإمام الطحاوي رحمه الله. ٢٧ - «تحفة الألمعي في شرح جامع الترمذي» وهو هذا الشرح الذي تحدّثتُ عنه في السطور الماضية .